مفصوٗ تشنا ... سلا زونما

... ق مین ن

... سوٗ لین کن و بعض مشائخ ہند نے بنا شفیہ

... فرہنگ اردو

بکمال ... ت پر ہوا فائدہ عام اردو زبان لکھیں ہیں طلبہ تہذیب سے فراغ

مطبع نا ... ل شوٗ میں طبع آراستہ ہوا

... کاپی مطبع اودھ اخبار لکھنؤ سے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

گلسرود سرایان محفل سخن و تازہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پروران [illegible] آثار کشورستانان سی خوشبو اس حکایت کی کر اختصار تقصیر
ہی اس بے بضاعت کی مشام جان مین اسطرح پہونچا کر زمزمہ پیرا ہین شعر [illegible] نامگاران دستان شہنشہ جملہ شہریار ملک دکن یعنی
ابوالمظفر یوسف عادل شاہ کہ فاتحہ کتاب اقبال اور غرہ [illegible] خاندان عادل شاہیہ اور اولاد سلاطین
عظیم الشان روم سے اور مشہور بآل عثمان ہی خسرو ذیجاہ [illegible] والا دودمان فیاض زمان ہی جب
باپ اسکا سلطان مراد سنہ آٹھ سو چون ہجری مین اجل طبعی [illegible] سبب روم مین فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا
سلطان محمد بی مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ کا مسکن [illegible] آرا ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا
حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اسکی مدح مین قصائد موزون فرمائی ہین [illegible] اجلاس کے بعد ارکان دولت اعیان
حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے جو ابتدای ایام سلطنت سلطان [illegible] مشہور ہین ایک شخص نے ظہور کرکی دعوی
کیا کہ مین مصطفی بن ایلدرم بایزید ہون اور قریب تھا کہ اُس سے [illegible] ارکان دولت آل عثمان مین
پڑی لہذا مناسب یہ ہی کہ ولیعہد کی سوا دوسرا شخص اولاد [illegible] کی قید حیات مین نہ رہی تو اس فساد کی
سبب اور فتنی اور مفسدی پیدا نہووین سلطان محمد لاچار ہوکر [illegible] شریک ہوا اور اپنی چھوٹی بھائی
اعیانی لوگ جسکا نام یوسف تھا اُسکی قتل کا اشارہ فرمایا ارکان [illegible] حرم سرا کی دروازہ پر آئی [illegible]
چاہا کہ شاہزادہ یوسف کا گلا گھونٹ کر اُسکا جنازہ حاضر [illegible] سلطان محمد کی
والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنی چھوٹی فرزند سے رکھتی تھی اندر [illegible] ہی مناسب یہ ہی کہ
اسکو قتل سے باز آؤ اور اگر صلاح دولت اور مصلحت ملکی [illegible] وتوصال اُسکا
غنیمت جانکر کل تمہاری [illegible] ارکان دولت نے نادر سلطنت [illegible] مضائقہ نکرکی اس [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

گسرود سرایان محفل سخن و تازہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پیرایان [illegible] آثار کشورستانان سے خوشبو اس حکایت کی کہ حسن [illegible]
ہے اس بے بضاعت کے مشام جان میں اسطرح پہونچا کہ زمزمہ پیرا ہے بشعر سریر [illegible] کامگاران دشاہنشہ جملہ شہریاران عہد یعنی
ابوالمظفر یوسف عادل شاہ کہ فاتحہ کتاب اقبال اور غرہ [illegible] خاندان عادل شاہیہ اور اولاد سلاطین
عظیم الشان روم سے اور مشہور بآل عثمان ہے خسرو ذی شان [illegible] والا دودمان فیاض زمان ہے جب
باپ اسکا سلطان مراد سنہ ۸۵۴ آٹھ سو چون ہجری میں اجل طبیعی [illegible] سبب روم میں فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا
سلطان محمد بے مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ کا مشکل [illegible] آسان ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا
حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نے اسکی مدح میں قصائد موزون فرمائے ہیں اثنا اسکی اجلاس کے بعد ارکان دولت اعیان
حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے جو ابتدای ایام سلطنت سلطان [illegible] مشہور ہیں ایک شخص نے ظہور کرکے دعوی
کیا کہ میں مصطفی بن ایلدرم بایزید ہوں اور قریب تھا کہ اس سے [illegible] اور تزلزل ارکان دولت آل عثمان میں
پڑے لہذا اسناسب یہ ہے کہ ولیعہد کے سوا دوسرا شخص اولاد ملوک سے قید حیات میں نہ رہے تو اس فساد کے
سبب اور فتنے اور مفسدے پیدا ہوویں سلطان محمد لاچار ہوکر [illegible] کا شریک ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی
اعیانی کو کہ جسکا نام یوسف تھا اسکے قتل کا اشارہ فرمایا ارکان دولت حرم سرا کی دروازہ پر آئے اور
چاہا کہ شاہزادہ یوسف کا گلا گھونٹ کر اسکا جنازہ خاص و عام [illegible] ملاحظہ ہوا اسطرح باہر بھیجیں سلطان محمد کی
والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنے چھوٹے فرزند سے رکھتی تھی از روی عجز [illegible] کہا کہ یہ لڑکا بیگناہ ہے مناسب یہ ہے کہ
اسکے قتل سے باز آؤ اور اگر صلاح دولت اور مصلحت ملک میں حرج [illegible] آج کی رات مجھے مہلت دو تو وصال اسکا
غنیمت جانکر کل تمہارے سپرد کروں ارکان دولت نے مادر سلطان [illegible] بعد مہلت پر مضائقہ نکرکے امر عفو کا

سوال قبول اور منظور کیا اور اس نے خفیہ خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی [illegible] ساوہ کو کہ ہمیشہ ایران سے تحف و نفائس روم میں لاکر اسکی سرکار میں بھیجتا تھا طلب کرکے اس سے یہ بات کہی کہ اگرچہ غلام فروختنی تیری سرکار میں بہت ہیں میرے پاس لا تاجر نے عرض کی کہ میرے پاس پانچ غلام گرجی اور دو غلام چرکس موجود ہیں پھر انہیں حسب الحکم کی موافق حاضر کیا ایک ان دو غلام چرکس سے کہ فی الجملہ شاہزادہ یوسف سے شباہت رکھتا تھا سوداگر سے مخفی خرید کرکے زر قیمت اسکی حوالے کیا اور خواجہ گرجستانی سے فرمایا کہ ایسا واقعہ پیش آیا ہی اگر تو حقوق چند برسہ منظور رکھکر میری اعانت کرے تو مال و جواہر عالم سے تجھے مستغنی کروں یعنی یوسف کو تیری سلک غلاموں میں منسلک کرتی ہوں تو اسوقت اسی لباس غلامان ملبس کرکے بلاد عجم کیطرف روانہ ہو خواجہ مال کی طمع یا حقوق واشنائی کی رعایت سے اس امر خطیر کا متعہد ہوا اور یوسف کو لیکر اسی رات کو اس قافلہ کے ہمراہ جو بغداد کیطرف متوجہ تھا روانہ ہوا اور خداوند کارساز سے عہد کیا کہ اگر میں شاہزادہ کو سلامت لیکر عراق عجم کی سرحد میں پہنچوں خمس مال زائران سمرقند شیخ صفی قدس سرہ کو پہونچاؤں دوسرے دن جب اعیان و ارکان دولت [illegible] سلطان محمد کی حرم سرا کی دروازہ پر آکر طالب امر موعود ہوئی اس ضعیفہ مدبرہ نے اسی جماعت کے ایک شخص کو جو مرید اسکا اور اعتبار میں مشہور اور معروف تھا اسی شب کو اسی مواعید بزرگانہ اور بذل نقود و جواہر بیشمار اندازہ سے راضی کیا تھا اندر محل کی طلب کیا چنانچہ اس شخص نے غلام معہود کو ہلاک کیا اور برسم سلاطین اسی [illegible] کی اسی دفن و کفن کرکے فوراً باہر لیگیا جو وہ اعیان و ارکان سے تھا اس جنازہ کو شاہزادہ کا جنازہ یقین کرکے [illegible] دفن کیا اور خواجہ عماد الدین محمود جب سرحد عجم میں پہونچا اردبیل کیطرف جاکر وہ نذر [illegible] سے عہد کی تھی ادا کی شاہزادہ کو بھی اسکی مریدوں میں منسلک کیا اور وہاں سے جب شہر ساوہ میں [illegible] شاہزادہ کو اخفای راز کی بارہ میں سفارش بلیغ فرمائی اور اپنی فرزندوں کی ہمراہ مکتب میں بھیجا [illegible] برس شاہزادہ کی والدہ بیتاب ہوئی اور فرزند کی تحقیق حال کیواسطے ایک اپنی معتمد کو ساوہ کیطرف روانہ کیا اس شخص نے کیفیت فراغت اور آسودگی اور کسب کمالات شاہزادہ کا دریافت کرکے نو مہینے ساوہ میں مقیم رہا اسکے بعد خط یوسف کی ہاتھ سے اسکی والدہ کی دلجمعی کو لکھوا کر روم کیطرف روانہ ہوا اور اسکندریہ میں پہونچکر بیمار ہو گیا اور علالت کے سبب ڈیڑھ برس اسی مقام میں اقامت کی اور تیسری برس خبر سلامتی فرزند اور مکتوب اسکا اسکی والدہ کی پاس پہونچایا وہ مخدومہ جہان لوازم شکر و سپاس بجا لائی اور تصدقات اور نذرات ارباب استحقاق پر تقسیم کئے اور دایہ اور مرضعہ شاہزادہ یوسف کو اور اسکی فرزند غضنفر آقا اور دلشاد آقا کو مع جہات و اسباب فراوان جیسا کہ کسی کو خبر نہووے ہمراہ اسی اول شخص کے بلدہ ساوہ کیطرف بھیجا انہوں نے [illegible] جو خواجہ عماد الدین محمود سفر ہندوستان کیطرف گیا تھا ایلچیانہ اسکی

[illegible] اور کردار اور غضنفر آقا اور اسکی خواہر حقیقت حال پر آگاہ ہوئی یہ راز فاش ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر [illegible] کہ [illegible] از قویلو سے تھا پہونچی طمع مال کرکے اور ایک تقریب اٹھاکر چار سو تومان اسی [illegible] اسی حال میں سپہر [illegible] کی گردش سے سولہ برس کی سن میں ایک سونار کی لڑکے [illegible] نزاع واقع ہوا مضطر ہوا اور [illegible] اختیار

کہ جبتک ساوہ کا حاکم مغرور نہو وطن مالوف ساوہ مین مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور اصفہان کی سیر کرکے شیراز گیا اور چندی با غات اور گلزار او رملک فردوس آئین مین زمانہ عیش و نشاط مین گذرا تا جب حاکم ساوہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنی مرکز اصلی کیطرف معاودت کرے کہ ناگاہ حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے عالم رویا مین اس سے کلام محبت التیام سے ہمزبان ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مسکن مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کر کہ فسانہ یاد کی مانند نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچا صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہوکر عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کی نشیب و فراز سے ہراسان نہو زمام اختیار قاعد توفیق کو سپرد کر کہ عنقریب زلیخای جہان نہایت زیب و زینت سے تیری ہمآغوشی ہوے سعادت دینی اور دنیوی قرین روزگار ہوا سوا سطے وہ نیراوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کی مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو بادیہ تردد و تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کرکے نقش وطن کا لوح خاطر سے یکقلم محو کیا اور سنہ ۸۴۴ آٹھسو چوالیس ہجری میں سفر ہند کا عازم جازم ہوا اور بندر جرون المشہور ہرموز کی راستہ سے قدم ہمت کشتی مراد میں رکھکر حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑی عرصہ مین بی محنت طوفان آشوب نشان اور تلاطم دریای بیکران سے کہ دریاے روان اسمین سے ڈرتی ہین ساحل بندر مصطفی آباد دابل پر پہونچا اور ان دنون مین بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کی مباشرت قدوم سے بہشت برین کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اس دیار فیض آثار کے فضای دلکشا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر بختیاری خورشید انور کیطرح کاخ دلکشا منظر سے برآمد ہوکر اس مکان جنت نشان کی اطراف و اکناف مین کہ اسوقت مین بجعفر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کیطرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر خضر صفات خجستہ لقا کہ انوار مواہب سبحانی اُسکی چہرہ دلکشا کے ساطع اور لامع تھی سایۂ التفات اشرف ایگان اعلی کی سرپر ڈالا اور ساتھ ایسی لطف کی کہ لطیف تر نسیم سحر اور عطر بار تر مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد اور مراسم تفتیش حال بجا لایا اور آب زلال کا جام کہ اُسکی عکس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا اور اس متعطش بادیۂ طلب نے لوازم دعا و ثنا مودی کر کے جب جام لبریز عنایت کی پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش ارباب صفا یعنی خضر خجستہ لقا اُسکی نظر جہان بین سے غایب ہوا دیدہ صوری اُسکی مشاہدہ جمال جہان آرا سے محروم اور بی بہرہ رہی اور کلام صدق انجام مولوی معنوی ملک قمی ظاہر ہوا بیت رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہان گشت از نظر یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد اور وہ منظر ارادت قدسی اور مورد دستور شہادی مجدداً خضر علیہ السلام کی عواطف سے اختصاص پاکر رفاقت میں

خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کی جو بندر مصطفی آباد دابل تجرید مین مشغول تھا روی توجہ احمد آباد بیدر کیطرف لایا

چونکہ جستان گیلان کی اعمال سے ہے ہم اقلیمی اور سابقۂ آشنائی سے درمیان خواجہ محمود اور خواجہ جہان کا وا...

...اور خصوصیت بہت تھی وہ جناب الہی ملتجی ہوا عمر شریف سے اسکی ستر...

...مود کی خدمت مین مکلف ہوا کہ یوسف کی مانند مجھی اپنی عبودیت مین منسلک...

...سلطنت تمام رکھتی ہیں منتظم فرمائی خواجہ نے اد اس سفر...

[illegible]

محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان کو حوالہ کیا اور خواجہ نے جب یوسف مصر عزت کو اپنے روبرو طلب کیا
اور اسکے حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اسکی قابلیت اور خط و سواد اور موسیقی دانی اور آداب سے آگاہی
دریافت کرکے احوال اسکا نظام شاہ بہمنی اور اسکی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور انھیں دنوں میں دو غلام
ترکی سرکار شاہی میں دراہم معدودہ کو فروخت کرکے زر [illegible] خواجہ عماد کی تسلیم فرمایا اور جو کچھ میرزا محمد ساوجی نے
اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادلشاہ سے نقل کیا اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن
انجو سے روایت کی تھی اور مصنف نے نقل مذکور ہے کہ جواہرہ نام ایک پیرزن نے کہ نسبت اسکی ماں کیطرف سے
شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی جانب سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میری والدہ سے یوں نقل کی
ہیں آغاز شباب میں شہر احمد آباد بیدر میں [illegible] بی بی ستی دختر یوسف عادلشاہ جو زوجہ احمد شاہ کی تھی
حاضر ہوئی جو جشن وطوی بزرگ [illegible] تھا اکثر عورات سلاطین بہمنیہ اس انجمن میں [illegible] اور ایک
مجلس عظیم منعقد ہوئی جو کہ قاعدہ زوجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکہ جہان پاتی تھیں یہ تھا کہ چند
عقد مروارید بزرگ ایکجا کرکے اور اسپر [illegible] جواہر نفیسہ نصب کرکے بروز جشن [illegible] متبرک میں
فرق سر پر استوار کرتی تھیں اسطرح سے کہ لڑیاں موتیوں کی پیشانی اور بنا گوش اور عقب سر پر آویزاں
ہوتی تھیں [illegible] بی بی ستی کہ خطاب ملکہ جہان یافتہ تھی اس مجلس میں موتیوں کی سراسری زیب فرق
کرکے [illegible] عورات [illegible] شاہان بہمنیہ کی شہزادیوں سے مقدم بیٹھتی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی
جھنجھلا کر بولی سبحان اللہ یوسف عادل خان کی بیٹی [illegible] حاصل ہوا کہ شاہزادیوں پر ملکہ جہان بنکر
تفوق ڈھونڈھتی ہے بی بی ستی نے جواب دیا کہ اگرچہ تم شاہزادیاں ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان
روم سے ہیں اور جو حکایت کہ قبل اسکے مرقوم ہوئی مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس کی
آگاہ ہوں جب یہ گفتگو ملکہ جہان بی بی ستی کی مجلس میں واقع ہوئی یہ خبر قاسم برید کو پہونچی جو کہ سرکشی
اسکی عادت تھی کہا [illegible] کہ ملکہ جہان بی بی ستی فرماتی ہیں اسکو عرصہ قلیل گذرا ہے اور بہت قریب العہد ہے
اور تحقیق کرنا اسکا آسان ہے الغرض ایک شخص کو برسم تجارت در رسالت شاہان روم کے دربار میں بھیجا
اور [illegible] زبان [illegible] عورات [illegible] سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکہ جہان بی بی ستی کا فرمانا
ثابت اور محقق ہوا اور وہ کہ یوسف عادلشاہ اور اسمعیل عادلشاہ رومیوں کو بہت چاہتے تھے اور عزت
رکھتے تھے یہ بھی ایک دلیل قوی اس روایت کی صحت میں ہے واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادلشاہ نے
جو بیرون شہر اور شہر بیت ساوہ میں پائی تھی اسوجہ سے مردم آگاہ کے درمیان یوسف عادلشاہ ساوی شہرت
رکھتا ہے اور [illegible] زبان شکستہ زبان نے اسی سوائی مشہور کیا ہے کسواسطے کہ سوائی زبان ہندی میں سوا چار کو کہتے ہیں
چونکہ یوسف عادلشاہ باعتبار ولایت و شمشیر کام دکن چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اسواسطے ساتھ
اس لقب کے اسنے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ساوہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہے جیسے کہ نظام شاہ بحری
بحری کو بیجری تحریف کیا ہے بہر تقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان مخدومہ [illegible]

صدارت سے یوسف عادلشاہ کو عزیز خان ... [illegible]

خانوادہ سے تھا سپرد کرکے اسکی حق میں سفارش کی اور عزیز خان کہ مرد پیر سال خوردہ اور گرگ باران دیدہ تھا
جمیع مہمات میر آخوری کو اس سے رجوع کرکے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان امور ضروری
اصطبل کیواسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر عرض معروض کرتا تھا اور جب اجل موعود سے
عزیز خان میر آخور فوت ہوا اور یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کی توجہ سے
منصب سہ صدی پر فائز ہوکر اصطبل کی ریاست پر سر بلند ہوا اور بعد چند [illegible] کے بسبب درمیان اسکے اور
بعض متصدی میر آخوری کی موافقت نرہی اس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک ترک کی دربار میں کہ ترکوں کے
درمیان اس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوا دوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے یہ نوبت پہنچائی کہ نظام الملک نے اس سے
صیغہ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اسکے زندگانی نکر سکتا تھا غرضکہ جسوقت نظام الملک ترک کو [illegible]
کیا منصب یوسف عادلشاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادلخان دلوا کر اپنے ہمراہ [illegible] لیگیا لیکن اسکے بعد
کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھرکہ کو سال بھر محاصرہ کرکے اس مقام کی راجہ کی تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح
ایک راجپوت کی ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادلشاہ نے کمر ہمت باندھی اور مردانگی کی استوار کرکے نقارہ [illegible]
چڑھائی سے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کرکے خود غنائم اور فیلونکو درگاہ میں لایا اس خدمت سے
امرای ہزاری میں داخل ہوا اور روز بروز اسکا ستارہ اقبال بلندی پر تھا یہانتک کہ جملہ امرای عظیم الشان سے
ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہوکر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج
ظاہر آئی تخت گاہ میں تربیت سپاہ میں زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر معاونت اور ترکون بابت تخت احمد آباد
بیدر کو ہوا عید خسروانہ اپنی پاس بلوا کر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور شوکت اسکی زیادہ تر
ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھسو پچانوی اور بروایتی ۸۹۶ھ آٹھسو چھیانوی ہجری میں بمقتضای [illegible]
والملک لمن غلب خطبہ بیجاپور کا اپنی نام شروع کرکے چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچہزار ترک اور غریب کے
اسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور انحضرت نے بہت قلعہ جو امرای سلطان محمود کی تصرف میں سے
بزور بازوی شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائی اور آب بہورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے رایچور تک اپنی حوزہ تصرف
در لایا اور انھیں دنوں میں لفظ خانی کو مسند کرکے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیسا کہ جو لوگ رستہ شاخ کہ مراد فرزند
ارجمند سے ہی اس روحہ جلال سے سر مارتی تھی اسکو بھی عادلشاہ کہتی تھی اور جب وہ درخت بخت جوان عدالت
نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی میں سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اسکا جویبار فرمانروائی سے سیراب
اور شاداب ہوا جمیع امرای دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کیوقت اس سے برگشتہ تھی پھر اسکی خدمت میں
مشرف ہوئی اور ایک جمعیت عظیم کی دستیاب ہونی سے نفع کلی اسکی سرکار میں ظاہر آیا الغرض یوسف
عادلشاہ کی خطبہ پڑھنی اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک و حسد قاسم بریدکی بھی سینہ میں جو ہمیشہ
بیجاپور کی شاہی کی فکر میں رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور نیمراج پدر امراج مشہور ہے کہ وہ بھی شیورای کی اولاد پر
متسلط اور غالب ہوکر بادشاہی کی نام سوا آن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

[illegible] پیشکش نہ کیا تھا چاہتا تھا کہ اسکو مستاصل کرے لیکن چونکہ [illegible]
بہادر گیلانی نے گوہ و بندر گووہ اور تمام دریا بار پر کہ اصطلاح دکن میں جسکو کوکن کہتے ہیں مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر
یوسف عادلشاہ کی ولایت کی تاخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ نیمراج بعد پہونچنے نامہ رای زادہ کے حرکت مذبوحی
و ملحق ہوتے زیادہ تر قدم برداشتہ روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رائچور اور مدکل پر قبضہ کیا اور
اُسکے خرابی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی نے بھی فرصت پاکے قلعہ جام کھنڈی کو یوسف
عادلشاہ کے تصرف سے برلایا اور اسی عرصہ میں ایک جماعت نزدیکوں نے کہ محرم اسرار تھی دشمنوں کا خیال باطل اور
اندیشہ ناصواب شاہ عدالت پناہ کی سمع مبارک میں پہونچاکر اضطراب کرنے لگی آنحضرت نے انکو تسلی دیکر فرمایا
کہ جو جمیع امور میں ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پر فتوح [illegible] سے
استعانت طلب کرتا ہوں اور طلب کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہونگا پھر عہد کیا کہ اگر اس [illegible]
نجات پاؤں خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو [illegible] اسوقت حسن تدبیر
[illegible] کا خیال دل سے برطرف کرکے نیمراج اور رای زادہ سے صلح کی اور انھوں نے بھی دوسرے ممالک کے
نہب و غارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجاپور کیطرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بجبر و قہر اپنے ممالک محروسہ سے
نکالدیا اور باقتضای وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپے استرداد نہوا اور قاسم برید کی گوشمالی اور تادیب کا عازم
ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ اکثر ان میں [illegible] ترک تھے احمدآباد بیدر کیطرف نہضت فرمائی قاسم برید ترک نے
ملک احمد نظام الملک بحری سے بتضرع وزاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک بحری باتفاق
خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو
لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ
اور قلب آراستہ کرکے یوسف عادلشاہ کی لشکرگاہ کیطرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا
روانہ ہوا اور یوسف عادلشاہ بھی صف آرائی میں مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر
فخر الملک ترک کو مقرر کیا اور خود قلب میں ٹھہرا اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ [illegible] ساوہ سے
دکن میں آیا تھا ایک ہزار تیر انداز اسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جسطرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان
اور یوسف عادلشاہ نے میسرہ اور قلب غنیم کا شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری نے میسرہ
یوسف عادلشاہ کی زیر و زبر کی اور فخر الملک زخمی ہوکر نکل گیا اور یوسف عادلشاہ قتال کے [illegible] ہوکر
چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روانہ ہووے اس درمیان میں غضنفر بیگ نے پہونچکر کہا کہ
جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ میں نہیں ہے اب اسیہ جنگ کرنے میں خرابی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے
مناسب ہے کہ [illegible] صلح کے ابواب مفتوح [illegible] سے آدمیوں نے درمیان میں آنکر
صلح کرادی اور دونوں سردار گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کرکے اپنے مقر دولت کیطرف
مراجعت کی لیکن [illegible] عادلشاہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی [illegible] عدالت پناہ کا بطریق اجمال
اپنی کتاب میں درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ [illegible] میں واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے

اُس معرکہ مین نہ [illegible]
شاہ اور قاسم برید ترک کی ہوئی یوسف عادلشاہ نے بیجاپور مین جاکر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی سے مصالحہ کیا اسواسطی کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کی نفاق کرنے سے ہرج و مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادلشاہ بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کیطرف روانہ ہوا اور اثنای طی مسافت مین عشرت علال اور فراغت بیزوال مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی بیت شکار افگن بسر خوش و شادکام ٭ ہمیکرد منزل بمنزل خرام ٭ اور اسکی بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تمتنان صاحب نظر کی تیغ دستان کی چمک سی رشک فلک اخضر ہوا اس مقام مین منزلگاہ کرکی سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچی اور بارگاہ گردون رفعت اوج کیوان سے بلند کرکی ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم جہان بر سراپردہ و بارگاہ ٭ گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ ٭ ز بس خیمہ و خرگہ و سائبان ٭ زمین گرد از آسمان روشنان ٭ اور اس دجلہ کی کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر ساقی گلعذاران سیم اندام اور شمشاد قدان سیمبر فام بیت نازک بدنان سرو قامت ٭ در شوخی و دلبری قیامت ٭ ہریک رقص بجوش نگاری ٭ سرو و سمن و گل بہاری ٭ کی ساتھ اقداح شراب مشکین کی تجرع اور نغمات دلکش کے استماع مین رغبت کرکی فرمایا سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا اشعار خوشا آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد ٭ جہان را ز ساغر دل بداد ٭ گل و لالہ را تا بود بوی و رنگ ٭ زمان را شتاب و زمین را درنگ ٭ رخش باد تا بادہ چون آفتاب ٭ ز تاج کی و تخت افراسیاب ٭ مدام از می لعل فرماندہی ٭ مبیناد کس جام خسرو تہی ٭ اور اس عرصہ مین استاد زمان گیلانی کہ قانون نوازی مین مثل و بی نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی مین مہارت تمام رکھتا تھا انھون نے یہ نظم آغاز کی شعر بوی پیراہن یوسف ز جہان گم شدہ بود ٭ عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد ٭ یہ نغمہ دلکش جب کہ ساتھ نے و سازکی گویون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار ہون کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہی خزانہ عامرہ شاہی سے انعام پائی اور کثرت شرب مدام اور آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اسکی مزاج نے انحراف مالاکلام پیدا کیا عارضہ تپ و لرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اس نہر کی کنارہ صاحب فرش ہوکر برآمد نہوا اور غضنفر بیگ دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کی سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگونکو گمان اسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر وحشت اثر اطراف و اکناف مین شائع ہوئی اور نیمراج لوازم شادمانی بیش پہونچاکر اسطرف کی امرای کبار کی صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسیقدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کرکی ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوی ہجری مین کوچ بر کوچ رایچور کیطرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور رعایا ملتفت ہوی اور صدق و اخلاص سے اسکی ذات بابرکات کی صحت کیواسطی واہب العطایا سی مسئلت کی جب تیر دعا ہدف اجابت سی مقرون ہوا تھوڑی عرصہ مین صحت عاجل اور شفای کامل حاصل ہوئی یوسف عادلشاہ شکر الہی کی سجدات بجالایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ اور کربلا اور نجف اشرف کہ جو اسکی اردو مین تھے تقسیم کرکی شکر دعا کیواسطی اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون اور

جاکر وہان ایک مسجد بنا کر ے اور ایک مینار نہایت رفیع اس مسجد کی قریب تیار کر کی نہر آب اسی شہر مین درلایا
الغرض اب تک وہ مسجد یہ مسجد غریبان مشہور ہی اسکی بعد مخبرون نی یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ نیر اعظم آب
سمندری عبور کر کی فوج متواترہ سے بسبیل استعجال آتا ہی اسواسطی شاہ صاحبقران نی دست ہمت دامن
کرم حضرات ائمہ معصومین صلواة اللہ علیہم مین محکم کر کی سپاہ ظفر دستگاہ کی جائزہ اور بہادران قضا توامان
مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیندار صاحبقران * خدیو فلک قدر گیتی ستان * بفرمود تا برنشیند سپاہ
درآید بامین سوی عرصہ گاہ * برآراستہ یکسر اسپ و سوار * ہمہ با سلاح انچہ آید بکار * پھر امرای عظام بہرام
صولت اور احدیان کینہ کوش نی افر شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کی صفوف حرب آراستہ کین اور سر سی
پانون تک سم بادپایان کی فولاد اور آہن مین غرق کر کی میدان مین جولان کرنی لگی آٹھ ہزار سوار دو اسپہ
اور دو سو ہاتھی خرد و کلان شاہ فلک قدر کی منظور نظر ہوئی پھر غضنفر بیگ آغا اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ اور
داود خان سے کہ امرای صف شکن اور شمشیر زن تھی متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بخشندہ ہمت کی
توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگجو تند خو کی لشکر روم پر حملہ لا کر چہرہ مقصود دیکھونگی اور سد سکندری کو اس
موکب گردون مراتب کی صدمہ ستم سے توڑ کر سپاہ زمین کو زیر و زبر کر دونگی پس مناسب یہ ہی کہ ہم دشمن کا استقبال
کرین اور رایات نصرت آیات کو اسطرف حرکت دیکر اعدا کو ہلاک کر کی خاک مذلت پر ڈالین مستعدان دولتخواہ نی
سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان جلادت اور سربازی کی تکلم مین کھولی اور انمین سے ایک بہادر جو شراب
اخلاص سے بدست تھا ساتھ اس ترانہ کی مترنم ہوا نظم برانم کہ چون دشمن بدگہر * کند عزم رزم شہ دادگر *
بگرز گران سنگ و شمشیر تیز * سر و دست اورا کنم ریز ریز * اور دوسرا غازی کہ جادۂ عبودیت پر مستقیم تھا
بفحوای اس کلام کی تکلم کیا نظم درآید اگر دشمن تیز چنگ * بدریای ہیجا بسان نہنگ * ز اقبال شاہ
شجاعت نژاد * خدیو جہانگیر پاک اعتقاد * بتاب مردی زبونش کنم * بضرب سنان غرق خونش کنم *
اور بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجانب استعجال حریفان کج اندیش کی لشکر کیطرف متوجہ ہوا اور تھوڑی سی
فاصلہ پر انکی مقابل آیا زمین کو امرا پر قسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنی مین مشغول ہوئی
اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہان بسر کئی لیکن دوشنبہ کی فجر ماہ رجب سنہ ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوی
ہجری مین طرفین سے فوج کشی ہوئی صفین آراستہ ہوئین مردان جنگ کی چار دانگ مین دھوم ہوئی اب
سم مقابلہ اور مقاتلہ تک پہونچی قضا سلسلہ جنبان فتنۂ خوابیدہ ہوئی دم نقد جانکی خریداری موت کی
گرم بازاری ہوئی اور اسی واقعہ مین کہ مخالفونکی دولت کا چراغ گل ہونی پہ تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتدای
حال مین غلبہ اور فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر خدایگان جیسان زلف بنفشہ مویون کیطرح باد صبحگاہ رزم سے
درہم و برہم ہوا یکایک اجل فرمان کل نفس ذائقة الموت کا اردوی شاہ مین لیکر آیا یا نفس بہادر شربت شہادت
چکھکر خلد کیطرف راہی ہوئی آثار قیامت ظاہر ہوئی شعر چراغی کہ ان فرو خواہد نشستن * کند در وقت مردن
خانہ روشن * بہ حقیقت یوسف عادلشاہ اور غضنفر آغا بھائی اسکی سوار ہو کر سپاہ کی کنارہ جا کر توقف کیا

اور [illegible] سے ... [illegible]
ہلال آسا میں اسکی لیکر مستعد ہوا اسوقت داؤد خان سات سو نفر جوانان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ ایک جمعیت وقوع میں آئی یوسف عادلشاہ اندیشہ میں تھا کہ کیا تدبیر کروں اتنے میں سوچیک بہادر اوزبک جو سلحداروں کی سلک میں انتظام رکھتا تھا آ پہونچا اور عرض پرداز ہوا کہ میں اثناے جنگ میں مخالفوں کے ہاتھ گرفتار ہوا چنانچہ گھوڑا اور ساز یراق سب لے گئے اور میں سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اسی دوا دوش میں ایک جوان خانۂ زین سے جدا ہوا اور میں سرعت کر کے جا پہونچا اور اسی جا تاکہ میں زمین سے اٹھکر خانۂ زین پر متمکن ہوں ادھر میں بجلی کیطرح جست کر کے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور بشتابی تمام معرکہ سے برآمد ہو کر حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب غنیم وضیع و شریف فتح اپنی [illegible] نہایت غفلت سے تاراج و غارت میں مشغول ہیں اگر شاہ توکل بخدا کر کے اعدا پر حملہ آور ہو امید قوی ہے کہ شب یلداے حرمان [illegible] فتح سے منور ہو یوسف عادلشاہ نے سوچیک بہادر کی رای رزین پر تحسین و آفرین بہت فرمائی اور اپنی خود طرف سے اسکی قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مرد کارزار سے

شعر
ہمہ جنگ جو و ہمہ نامدار ؛ چو شیران آشفتہ در کارزار ؛

طبل کوچ بجا کر لشکر خصم کیطرف متوجہ ہوا

شعر
رواں شد سوی لشکر کینہ خواہ ؛ بہ نیروی اقبال و عون الہ ؛

نیمراج نے جب اپنی افواج کو تاراج میں دیکھا اور خصم شیر افگن مقابل پہونچا فرصت سپاہ کی فراہمی اور گرد آوری کی ممکن نہوئی ناچار سات آٹھ ہزار سوار اور بہت پیادے [illegible] ہزار اور [illegible] سو فیل جو رای زادہ کی رکاب میں تھے سلطان کی مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے چلا یوسف مصر شجاعت اور جلادت نے بھی اسے فرصت نہ دی شیر ببر کیطرح اسکی قلب پر تاخت لایا اور دلیران رزمخواہ میں جنگ جبین شجاعت [illegible] ڈالکر بازوے تیغ و سنان میں کھولی اور گھوڑوں کی سم کی صدمہ سے غبار معرکہ کو مہر و ماہ کے چہرہ کا نقاب کیا اور بہرام خون آشام جو جلاد فلک مینا فام ہے انگشت بدندان ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین ایوان اسم نیلی حصار کا ہے آب دعرق دہشت میں غرق ہوا

نظم
بر خرچ بر دیار فنا خاک معرکہ ؛ بر آب دادہ آب حیات آتش سناں ؛
پیکان چو عشق در حرم دل گرفت جا ؛ حربہ چو عقل قبۂ سر ساختہ مکاں ؛
گہ تیر ہمچو غمزۂ دلدار دلربا ؛ گہ نیزہ ہمچو قامت جاناں رواں ستاں ؛
بر کشتگان معرکہ بر رسم تعزیت ؛ چشم زرہ چو دیدۂ عشاق جانفشاں ؛

ادھر سلطان عادلشاہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشوں کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتی تھے ادھر نیمراج شیر غران کیطرح کف در دہان مستانہ وار قتل عام میں معروف تھا خلاصہ یہ کہ وہ دونوں شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے آخر کار نسیم عنایت مہب وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ سلطان عدالت نشان کی پرچم رایت ظفر آیت پر چلی سعادت و اقبال دواسپہ موکب جاہ و جلال کے استقبال کو پہونچا اور خلعت فیروزی کا کارخانہ تقدیر تیار اسکی قامت قابلیت پر راست اور درست آیا اور زمانہ اس ترنم سے مترنم ہوا

نظم
چہ پرتوست کہ اقبال در جہان افگند ؛ چہ غلغلست کہ دولت بر آسمان افگند ؛
چہ منتست کہ در گردن زمین و زمان ؛ طلوع رایت شاہنشہ جہان افگند ؛

دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور تین لاکھ ہون اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب اور متاع نفیسہ اسکے تصرف میں آیا رای زادہ

ہمراہ [illegible] بیجانگر کیطرف [illegible] رای زادہ [illegible] حسب [illegible] سپید [illegible] تھا
اثنای راہ مین فی النار ہوا اور نیمراج اُسکی ملک پر مسلط ہوا اور امرای دو لتخواہ نی اُس سے روگردان ہوکر علم مخالفت
بلند کیا یوسف عادلشاہ فرصت پاکر عرصۂ قلیل مین قلعہ مدکل اور رایچور کا کفار کی قبضہ سے برآوردہ کرکی اپنے
معتمدونکی سپرد کیا اور مظفر و منصور ہوکر بیجاپور کیطرف معاودت فرمائی ملا محمد قاسم ہندوشاہ کہتا ہی کہ مین نے
شاہ میر دستور خان گردی کہ مرد کہن سال تھا اور اسمعیل عادلشاہ کی خدمت مین رہتا تھا سنا ہی کہ یوسف
عادلشاہ کو جب بیجانگر کی راستہ مین شکست ہوئی ایک بلندی پر کہ وہانسی قریب تھی جاکر پھر طبل جنگ پر چوب
ماری اسصورت مین مردم پراگندہ اُسکی پاس فراہم ہوئی اور تین ہزار مرد غریب اور ترک سی اُسکے لشان کی نیچی ظاہر ہوئی
اُسوقت از روی حیلہ نیمراج کو یہ پیغام دیا کہ رای بیجانگر شاہ بزرگ ہی اور مین اپنی جنگ سی پشیمان ہون اگر عذر
تقصیر پذیرا کرے اور مجھی اپنی منسوبون سے شمار کرکی یہ ملک میری سپرد فرماوی ہمیشہ جادۂ اطاعت اور متابعت مین
مستقیم رہونگا نیمراج نی فریب کھاکر یہ امر قبول کیا اور صلح اور ایفای عہد و پیمان کیواسطی رای زادہ کو اتفاق سے
مع دو تین ہزار آدمی لشکر سے جدا ہوکر اور دریا کی کنارے آنکر بیٹھا اور یوسف عادلشاہ مع چارسو آدمی انتخابی
اُسکی پاس گیا اور بمقصود سی کچھ گفتگو کی اور لوازم عہود ظاہری بجالایا اور رای زادہ کی پاس سے برخاست کی اور نفیر
سر کیجیو کرنا کی کہ خاصہ اُسکی تھی اور روز جنگ کی سوا اُسی نہ بجاتی تھے آنحضرت کی حکم کی بموجب اُسیوقت پھونکی
جوان اور بہادر کہ اُسکی ہمراہ تھی اور ہر ایک آپ کو مثل ایک فوج کی شمار کرتا تھا کرنا کی آواز سنکر سمجھی کہ آتش جنگ
افروختہ ہوئی سب نی ایکبارگی دست بہ شمشیر ہوکر نیمراج پر حملہ کیا جو کہ امرای بیجانگر یوسف عادلشاہ کی فریب سے
غافل تھی ہر ایک چند ملازمین سے آنکر ایک جگہ جمع ہوئی تھے ناچار بنفس نفیس جنگ مین مرتکب ہوئی اور اُنکی
سینہ سپر تیر بلای صاحب دولی نعمت کئی اور رای زادہ کو مع نیمراج بھاگنی کی ہدایت کی الغرض ستر نفر بیجانگر کی
امرا اور اعیان مملکت سے مقتول ہوئی اور شاہ عدالت پناہ نی اُسدن چھ نفر دشمنونسی اپنی دست زبردست سے
مجروح اور بیروح کئی اور اُسکی تمام ملازمون نی نہایت جوانمردی اور بہادری سے جمعیت اعدا کو متفرق اور پریشان کیا
اور جب کفار کو مہلت گرد آوری کی نہ ملی خزانہ اور گھوڑی اور [illegible] سعادت نشان کی ہاتھ آئی نظم
ہمی تا بگردانی انگشتری ٭ جہان را دگرگون شود داوری ٭ یکی را برآری و شاہی دہی ٭ دگر را بدریا بماہی دہی ٭ یکی را بزر
آنچہ قارون نہی ٭ دگر را بنان جگر خون کنی ٭ نہ با آنت مہر و نہ با اینت کین ٭ کہ بہ دانی تو ای جہان آفرین ٭
اُسکی بعد اُسی مقام مین سوبجیک بہادر کو امارت دیکر خطاب بہادرخانی سے معزز اور سرفراز فرمایا اور بیجاس
ہاتھی اور ایک لاکھ ہون اُسی بخشی اور تسخیر اور تخلیص قلعۂ مدکل اور رایچور پر مامور کیا اور سوبجیک بہادر نی اُن قلعونکو
حسن تدبیر اور قول و امان سے چالیس دن مین مسخر اور مفتوح کئی شاہ عدالت پناہ اُس حدود سی کوچ کرکی مرکز دولت
کیطرف سوار ہوا اور چلتی اُسی نسیم فتح نامدار اور ہاتھ آنی خزانہ اور فیل و اسپ بسیار رای بیجانگر سے سر نو آوازہ
ابہت اور شوکت شاہ فلک اقتدار کا صغار و کبار کی دل مین جاگزین ہوا اور اُسکی نہال اقبال سے نشو و نما تمام
قبول کی وضیع و شریف اُسکی شاہی سے راضی اور شاکر ہوئی اور آنحضرت نی بیجانگر کی غنائم سے دو دست
جامہ منسوج بزر کہ اطراف اُسکی قطعہای مرصع سی آراستہ تھی اور چار گھوڑی کہ زین و لجام مرصع رکھتی تھی اور

انکی ہاتھ اور پانو نہین نعوذ زرین بستہ تھین شاہ محمود بہمنی کیواسطی برسم ہدیہ بھیجی اور اُسکی بعد بہادر گیلانی کی دفع کی
فکر اور قلعۂ جام کھنڈی کی استخلاص مین ہوکر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوی اس درمیان مین
محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کی پاس بھیجا بہادر گیلانی سے کہ اُسکی آدمیون نی جہاز گجرات کو
جو مکہ معظمہ کیطرف جاتا تھا ازراہ مزاحمت بیجا اسی روکا تھا شکایت کی اور سخت پیغام کیا کہ اگر تمہارے قزاق تو
یعنی رہزن دفع نہین ہوتی تو ہمین اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست ونابود کرین. اور شاہ محمود بہمنی نے
قاسم برید ترک کی ہدایت کی سبب عبد الملک ششتری کو کہ شاہی امر دولتخانہ سی تھا یوسف عادلشاہ کی
پاس بھیجکر بہادر گیلانی کی دفع کیواسطی طالب کمک ہوا یوسف عادلشاہ یہ منصوبہ خدا سی چاہتا تھا شاہ پر
احسان کرکی پانچہزار سوار انتخابی بہ سرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجی اور اس
سبب سی کہ بہادر گیلانی نی داعیہ یوسف عادلشاہ کا اپنی دل مین تصور کرکی جام کھنڈی کی اطراف مین نزول کیا تھا
شاہ آب کشنہ سی عبور کرکی اسطرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب مقاومت نہ لاکر نلگوان کیطرف بھاگا اور شاہ
محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینی کی قلعہ کو بہ امان مسخر کیا اور چاہا کہ خواجۂ جہان ہمدانی المخاطب بقطب الملک کے
تفویض کرکی آگی بڑھی کہ قاسم برید ترک مانع آیا اور عرض کی کہ یہ قلعہ یوسف عادلشاہ سی تعلق رکھتا ہی اولی یہ ہی
کہ آنحضرت کی خوشنودی مین کوشش کرکی اُسکی ملازمین کی سپرد کرین. شاہ کو یہ بات طبیعت کی موافق پڑی قلعہ
کمال خان دکنی کی سپرد کیا اور جو بہادر گیلانی اس خوف سے کہ مبادا یوسف عادلشاہ دوسری طرف سے
اُسکی ولایت مین در آوی قصبہ ملکلر کیطرف آیا تھا شاہ اُسطرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی کلہر اور پنالہ مین پناہ لیگیا
اور استعداد جنگ مین کوشش کی اُسکی بعد شاہ اُس حدود مین گیا اور جنگ کا اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کی
لشکر سی شاہ کی ملازمت مین آئی اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ بہادری کا بجاتا تھا سہل تر وجہ سی
قتل ہوا سلطان بعد سیر سواحل دریای کوکن بیجاپور کی حوالی مین پہونچا یوسف عادلشاہ نی غضنفر بیگ آغا کو
مع ایک جماعت اعیان سے اردوی شاہ مین بھیجکر التماس قدمبوسی کی اور شاہ نی بہ مشورہ قاسم برید ترک
اردو کو احمدآباد بیدر کیطرف روانہ کرکی خود تھوڑی آدمیون سی بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا اور یوسف عادلشاہ
استقبال کیواسطی چلا شاہ کو باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا دس روز تک قلعہ ارک بیجاپور مین کہ اُسی
عرصہ مین گچ وسنگ سی بزودی تعمیر ہوا تھا عمارت گگن مین وارد کرکی ضیافت کہ لائق حال شاہان کبار ہو
ظہور مین پہونچائی اور بیس فیل کوہ تمثیل اور پچاس گھوڑی اور چار خنجر مرصع اور بھی تحائف نفیس برسم پیشکش نظر
شاہ مین درلایا اور شاہ نی ایک فیل میانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزین میری پاس رہینگی
قاسم برید ترک لیگا بہتر یہ ہی کہ بطریق امانت اپنی پاس نگاہ رکھین. اور جب مجہو اُسکی تسلط سی رہا کرین مجھی تسلیم فرمادین
یوسف عادلشاہ اگرچہ قاسم برید ترک کی دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی اسمین نہ دیکھی جواب دیا
کہ یہ کام بی اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک کی صورت پذیر نہین ہی آپ اپنی تختگاہ
دولت کیطرف تشریف لیجاوین. دونونکو متفق کرکی اسطرف آتا ہون اور آپکی سوء علداری کا علاج کرتا ہون
شاہ اس نوید سی بمقتضای مصرعۂ ہذا مصرع ع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است ؎ مسرور ہوا اور

یوسف عادلشاہ نے روزود اعم پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو بہونچائی اور قاسم برید ترک اور قطب الملک
ہمدانی کے پیشکش شائستہ لانیکو سے خرسند کرکے پھیرا اور سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری میں دستور دینار خواجہ سرا حبشی
نے احسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور اتبا اور الندر اور گنجوتی اور ہیم پرگنات اور قلعہ جات اور آب بھیورہ اور تلنگ تصرف میں
رکھتا تھا چاہا کہ خود بھی اوس نواح کا صاحب سکہ ہووے اسواسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے
ساتھ استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح الدعوا داملاک یوسف عادلشاہ کی طرح سے مملکت برار حیطہ تصرف میں
لاکر زمام شاہی اپنی قبضہ اقتدار میں رکھتا ہے عجب نہیں کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری اعانت کی باعث
منصب شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ ہووے ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کہا تھا امداد
اوسکی لازم جانکر یہ تجویز کی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور مواضع جو
جو تحت دارالخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیونکو اوس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید ترک نے
مضطرب ہو کر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادلشاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادلشاہ نے قبول کیا
غضنفر بیگ آغا کو مع امرای معتمد مدد کیواسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر میں بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک
بحری بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکر کشی ہوتا او قصہ طول کھینچتا آپ نوع دیگر کا گمان نفرماوین اس درمیان میں
خبر پہنچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی میں مشہور تھا ملک احمد نظام الملک بحری کی فرمانے سے معہ لشکر
احمدنگر سے بسرعت تمام آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سفر کی تیاری میں آمادہ ہے عندالضرورت خود
بھی دستور دینار کی کمک کی لئے نہضت کریگا یوسف عادلشاہ نے صلاح اسمین دیکھی کہ خود بھی توجہ کرکے بتاخت
کرکے مع اپنے لشکر ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو بتعجیل طلب کرکے باتفاق دستور دینار کی حرب میں مشغول ہوا
اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے
ہمراہ لیکر میدان حرب میں روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت کی
شکست کھا کر دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اوسکی قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادلشاہ نے
قاسم برید ترک کی خواہش کی موافق آدمی شاہ کی خدمت میں بھیجکر سفارش کی اور اوسے بحر فنا کی لطمہ سے بچاکر
ساحل نجات پر لایا اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر احسن آباد گلبرگہ اوسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کے
بغیر ملازمت بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوئے اور ملک احمد
نظام الملک بحری کہ دستور دینار کی حمایت کیواسطے پرگنہ بیر کی اطراف میں پہونچا تھا وہ بھی اوس مقام سے احمدنگر
کیطرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری میں شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادلشاہ کی صبیہ مسماۃ بی بی ستی کو
جو مغل کہوارہ تھی اپنی فرزند شاہزادہ احمد کیواسطے خواستگاری کی اور ایقاع جشن کتخدائی کیواسطے بلدہ احسن آباد
گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادلشاہ اوسطرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرات کی احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے
متفکر اور متوہم ہوا اوسوقت عادلشاہ نے محمود شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کی پرگنون کی سبب میرے
اور شاہ کی درمیان میں فاصلہ واقع ہوا ہے اگر وہ جناب قاسم برید کی دفع کا ارادہ دل میں رکھتے ہیں تو مناسب ہے
کہ وہ پرگنے میری جاگیر میں مقرر فرما دیں تو بسبب اوس بہانہ کی ایک جماعت مردم عمائد سے وہان نگاہ رکھا کرے

کیوقت ناخت و تاراج کرون اور قبل اسکی که ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سی
اٹھا لاؤن چنانچہ جسدم که رخصت دی یوسف عادلشاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید
ترک کی پاس پناہ لیگیا اور جو قطب الملک ہمدانی که اُس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادلشاہ سی متفق ہوا اور قاسم برید
ترک خائف اور ہراسان ہوکر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت اور امرای ہند سے شاہ کی
ترک رفاقت کرکی بالندر کیطرف راہی ہوئی یوسف عادلشاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر انکے
تدارک کو گیا اور حرب شدید اور معرکہ عظیم کی بعد غالب آیا ہر ایک امرا منہزم اور منکسر ہوکر اطراف مین
متفرق ہوئی اور شاہ نے جنگ گاہ مین غالیچہ زربفت کا بچھا کر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑکر بیٹھنے کی
تکلیف دی اور عدالت پناہ بعد مبالغہ اور تواضع اور انکسار شاہ کی ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور
ہر قسم کی حرف و حکایت درمیان مین لائی آخر یہ قرار پایا که دوسری برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری
اور فتح اللہ عماد الملک لشکر کھینچکر ایکبارگی قاسم برید ترک کو مستاصل کرین اور جو ملک الیاس اُس جنگ مین
مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر و منصب اُسکا اُسکی بڑی بیٹی میان محمد کی نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا
پھر لشکر سلطان کو وداع کرکی دار الخلافت بیجاپور مین آیا اور دوسری برس دستور دینار کی اخراج کی عزیمت
کرکی لشکر کش ہوا اور جو ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کیطرح جلد دستور دینار کی کمک کو پہونچا یوسف عادلشاہ
بیدر کی اطراف مین روانہ ہوا اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سی عذر چاہی ملک احمد نظام الملک
اس اندیشہ سے که جھگڑا طول نہو دی فرش نزاع لپیٹ کر احمد نگر کیطرف گیا اور دوسری برس یوسف عادلشاہ کے
رای رزین اور عقل دور بین نے یہ اقتضا کیا که ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالکر توسیع ملک مین
کوشش کرے اسواسطی ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کی پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا که ممالک دکن ایک سرای محقر ہی
ان تمام حکام کی گنجائش نہین رکھتی جبتک فرصت ہی تم پرندہ اور دولت آباد اور جھور اور کالنہ اور پونہ اور چیاکنہ پر
قابض ہو اور مین دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہون اور عماد الملک خداوند خان حبشی کو اپنے
تنگل مین لاوی اور قطب الملک ہمدانی ممالک تلنگ کو حوزہ تصرف مین رکھی اور تخت گاہ بیدر مع قلیل مضافات
اُسکی قاسم برید ترک کی متعلق ہووی اور کوئی شخص دوسری کی اعانت اور حمایت نکری اور آپسمین کمال اتحاد
اور یگانگی رکھتی رہین اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی اور محتجب نرہی که جب دولت بہمنیہ مین تزلزل واقع ہوا
اور صوبہ دارون نے اپنی استحکام اور تقویت مین کوشش کی اور جو شخص که جہان کا حاکم تھا اپنی گرد آوری مین
مصروف ہوا اتا ولا بخبری کرکی دوسری کی حال پر متوجہ نہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جداگانہ ایک مملکت کو
اپنی قبضہ تصرف مین درلائی یوسف عادلشاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنیر اور فتح اللہ عماد الملک
برار اور قطب الملک ہمدانی تلنگ اور جانب غربی بیجاپور کنارے دریای شور تک کی پرگنی بزرگ مثل مرج اور
گلبرگہ اور کلہر اور قلعہ سنگیر وغیرہ مانند پنالہ اور کووہ بہادر گیلانی نے اپنی تصرف مین درلایا تھا که بعد اسکی مقتول
ہونیکی شاہ محمود بہمنی کی حکم کی بموجب ملک الیاس المخاطب بعین الملک مقرر ہوا اور اُسکی بعد اسکی بڑی بیٹی
میان محمد که اُسنی بھی خطاب عین الملک پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کیطرف نہر بھسوارہ اور پای تخت بیدر کی درمیان

... اور باکاہی ویلی اور کھیرلا ... وغیرہ دستور دینار اپنے
قبضہ قدرت میں لایا اور ان دونوں کو جیسا چاہئے یوسف عادلشاہ نے دریافت دفع کرکے اس ولایت کو
اپنی ولایت میں منتظم کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے بھی جو میں بھی دو شخصوں نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک
خواجہ جہان دکنی جس سے قلعہ پریندہ اور شولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اس سے اور اسکے بھائی زین خان سے
متعلق تھے دوسرے زین الدین علی ناسر کہ پونہ اور چاکنہ اور پہار کونڈہ اور قلعہ دیدار اجیوری پر متصرف تھا اور
قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ میں رکھتے تھے اور حکام اس ولایت کے
جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے ملک احمد نظام الملک بحری کو دفع کیا اور نصف برار میں بھی خداوند خان حبشی فتح اللہ
عماد الملک کا شریک تھا اور مہکر اور تومارا اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف میں رکھتا تھا اسکو فتح اللہ عماد الملک نے
مستاصل کیا اور پایہ تخت بندر میں قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم پہونچایا تھا القصہ بعد
رسل و رسائل اور قرار مدار طریق مذکور یوسف عادلشاہ نے اول فرمان میاں محمد المخاطب عین الملک کی معرفت کے
بھیجا اور جو یوسف عادلشاہ ساتھ اسکی کتابت رکھتا تھا ورود فرمان سے نہایت شاد اور محظوظ ہوا
اور اپنے دل میں کہا اب میری خاطر جمع ہوئی اور میں جانتا ہوں کہ آنحضرت نے مجھے اپنی دو تنخواہوں میں تصور فرما کر
ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کہ وہ میں ایک ہفتہ لوازم شادمانی بجا لایا اور جشن کرکے
اسوقت بلا توقف و اہمال چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور اس مرتبہ یوسف
عادلشاہ نے اسکا استقبال بطرز ... اسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا
اور دستور دینار نے معاملہ دگرگوں دیکھکر امیر برید کو کہ انھیں دنوں اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا
لکھا کہ سنت سنیہ پدر پر عمل کرکے میری معاونت میں حتی المقدور کوشش فرمائے اس سبب سے امیر برید نے
تین ہزار سوار اسکی کمک کیواسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور ممانعت نہر سمنورہ کے کنارے
خیمہ اور خرگاہ برپا کیا اور خواجہ جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار سے داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا
کہ ملک احمد نظام الملک بحری کی مظاہرت پر سالک فرمان روائی میں منسلک ہووے اور حضرات کی مشہورہ سے
آگاہ تھا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادلشاہ سے رنجیدہ ہوکر باتفاق اپنے بھائی
زین خان کے دستور دینار کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب ملک احمد نظام الملک بحری کو مشغول
تسخیر قلعہ دولت آباد اور خشیہ سلطان محمود شاہ گجراتی کا دیکھا بخاطر جمع پانچ ہزار سوار لیکر دستور دینار کے
پاس پہونچا اور وہ سپاہ فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گزاف میں کھولی اور
ہتھیار لشکر پر تقسیم کئے اور جب یہ خبر شاہ گردون اقتدار کے سمع مبارک میں پہونچی اسکو فتوحات
غیر منتہا کا باعث جانکر ضیاء توجہ خاطر انور کی دفع اعدای ظلمت سیر پر ڈالی اور باوجود وفور استعداد
دشمن نے قصد مقابلہ اور مجادلہ کا کیا اور خزانہ کہ راہ بیجانگر سے دستیاب ہوا تھا بیدریغ سپاہ پر تقسیم
کیا اور بہ تائید تمام مع لشکر ظفر اثر دستور دینار کے لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوا اور غنیم کی لشکر گاہ سے پانچ
فرسنگ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت

شوکت و شان سے پاوپایان کوہ وقار پر سوار ہوئے تو نقارہ اور کورگہ اور ہر غو کی گنبد چرخ اخضر پر ڈالی
اسکے بعد شہریار یوسف غدار اور مویّد بتاکید کردگار بنفس نفیس توسن فتح و ظفر پر سوار ہوا اور یمین و یسار
لشکر فیروزی اثر اور درمیان مین دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گروہی ہمہ پردل و پہلوان
مخالف شکار و ممالک ستان ٭ توانا تن و زور مند و دلیر ٭ بہیکل بہ نیرو چہ پیل و چہ شیر ٭ برگزیدہ اور انتخاب
کردہ ہر ایک کو انمین سے قسم قسم کی تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو سپہ سالار
اور مقدمہ کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کی ایک ۱ فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب
بہ طناب کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نکرکے بجای عجلت اور قدم سرعت اسکے مقابل نہ جائیو ایک اپنی
ملازم کو جو نور دانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور
تحریص کرے اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کیطرح سر ہماری دولت روز افزون کی حلقہ مین لاوے
امیر دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت و حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچاوینگا
اور اگر نادانی اور تبہ کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمہ نکبت کا دیدۂ بصیرت مین کھینچ مثل خداوند خان
حبشی کی دیدۂ جہان بین اسکا تیرہ تر شب یلدای ہجر اور سیاہ تر تیرہ روزگار فقر سے ہوگا غضنفر بیگ نے
گوہر کلام اسکو خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اسطرف پہونچا
ایک دو فرسخ مخیم غنیم سے سراپردۂ اجلال و تمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل و رسائل مین مشغول
ہوا اور جو کہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدہ نکبت تھا بعینہ بشاہدہ چہرۂ اقبال اور تمیز میان صواب
و خطا سے محروم اور بے بہرہ رہا جواب بیکار سے سلسلہ اپنی حشمت کا اپنے ہی توڑکر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری کے
اشتعال مین مشغول ہوکر منفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ستمگر ہمہ تند و کینہ
گستر و تیز چنگ ٭ بہ نیروی شیر و لجاج پلنگ ٭ غضنفر بیگ کی مقابلہ اور مدافعہ کیواسطے روانہ کئے اور اس
شیر بیشۂ تہور و اقتدار نے اسی اطوار کی مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیونکی بغیر استعمال شمشیر آبدار
ساکن نہین ہوتی اور سیلاب طغیان جبشیونکا بے حملۂ مردان دلاور نہین گھٹتا اسواسطے جواب سپاہ اشرار کا
رجوع تیغ آبدار اور سنان آتشبار سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے کمین گاہ سے
منھ کھولکر شیوۂ خونخواری ظاہر کیا اور اژدہای سنان نے دندان زہر آلود سے طریق جفا کاری کا نمودار کیا
مثنوی ز خون گشت روی زمین پر نگار ٭ ز پیکان دل و جسم کیوان فگار ٭ سنان را دل زندہ زندان شدہ ٭
بر امید با مرگ خندان شدہ ٭ ز بس خون کہ ہر جای پاشیدہ شد ٭ زمین ہمچو روی خراشیدہ شد ٭ بعد کشش
اور کوشش فراوان خندۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرۂ فتح و فیروزی خندان ہوا اور گرد ادبار کی رخ ارباب
ظلمت سرشت پر بیٹھی ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار مین آوارہ ہوئی اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے انکے
غضنفر بیگ کی ہاتھ آئی سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور متمول ہوئی اور مخبر اقبال نے
بہنام استعجال امر فتح کی خبر کہ فی الحقیقت دیباچۂ فتوحات بھی ہو تحف عرض بارگاہ یوسف خسرو مین پہونچا لے
اسکلام کی موافق متکلم ہوا قطعہ ای عراتب کہ دیدۂ جز تو نیست[12] ٭ بکار کلی ہنوز در قدرست ٭ باش تا صبح

نشان نمود بلند کیا اور تیغ رومی نی روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نی اثر موقف سی بہزیمت محاربہ دستور دینار نہضت کی بعد وصول مقصد میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ میرزا جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نی مع فوج دلاوران صفدر اور صف شکنان دلاور سے قلب مین قیام پکڑا اُسطرف سی دستور دینار نی کثرت وافرونی خیل وحشم پر مغرور ہوکر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کئی اور فیلان مست کو جابجا مقرر کئی اور عراقی توپ وتفنگ بان اور ضرب زن افواج کی آگی نصب کرکی بدستور وآئین ہند صفوف آراستہ کین طالبان نام وننگ نی جانبین سے آتش قتال وجدال افروختہ کی دھوئین کی تاثیر سے کرۂ اثیر کو جوش مین لائی اور شرارہ سر وشر سے خرمن ماہ کو جلا کر جرم فلک کو پگھلایا مثنوی دو خیل از دو سو در خروش آمدند ٭ دو دریای آتش بجوش آمدند ٭ چو گشت از دو سو لشکر آراستہ ٭ جہانی بہ پیرخاش برخاستہ ٭ یلان رایت کین برافراختند ٭ گوزبان بسوز اندر انداختند ٭ میرزا جہانگیر نے جو سب سی آگی تھا پیشتر سب سی برق کی مانند اور صاعقہ کیطرح اعدا پر حملہ کرکی بہتونکا خرمن حیات باد فنا سے برباد کیا اُسوقت غضنفر بیگ اور حیدر بیگ بھی [illegible] انقارسی گھوڑونکو بازی نژاد جولان کرکی دشمنون پر حملہ آور ہوئی اور دونون طرف کی سپاہ مل گئی تن وسر جدا ہونی لگے تیر وشمشیر گرز وتیر چلنی لگی بہادرون نی جنگ عظیم کی ہنگامہ سے محشر بپا کیا میدان جالستان مین سیل خون رواں ہوکر موج زن تھا اس تلوار تھا ہر طرف لاشون کا انبار تھا مثنوی جہان درہم آویختند آن سپاہ ٭ کہ از گرد شد روی گیتی سیاہ ٭ زبس قتل روی زمین چون گرفت ٭ فلک اندران چہرہ دستی شگفت ٭ عاقبت الامر تائیدات یزدانی اور نیروی دولت قاہرہ سلیمانی سے دستور دینار معرکہ مین مقتول ہوا سپاہ نی اُسکی درہم برہم راہ فرار نا آپا اور فیلان کوہ پیکر معرکہ مین چھوڑکر گلزار مملکت کو زاغ وزغن کی وجود سے خالی کیا مثنوی خداداد فرصت شہنشاہ را ٭ ہزیمت در افتاد بدخواہ را ٭ چو بر دشمنان شاہ شد کامگار ٭ شد از خرمی کار او چون نگار بشکر خداوندی بر خاک سود ٭ کہ پیروزی از داور پاک بود ٭ غضنفر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا اور ارکان دولت دوزانو بیٹھکر مراسم تہنیت بجالایا اور نقود وافر اور جواہر متکاثر اُسکی فرق ہمایون پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجالایا دعا اور ثنا پیش پہونچایا اعلی حضرت عدالت پناہ نی اپنے بھائی کامگار کی سر وچشم پر بوسہ دیکر آغوش مین لیا اور اپنی دست مبارک سی اُسکی زخم پر مرہم رکھکر معالجہ مین مشغول ہوا لیکن سود مند ہو اثر پذیر نہوا موافق امر کلام معجز نظام کی اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ تین شبانہ روز کی بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کیطرف خرامان ہوا غضنفر بیگ بروایتی برادر اعیانی یوسف عادلشاہ کا تھا اور بروایتی جیسا کہ مذکور ہوا یوسف عادلشاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا روم سے ساوہ مین آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نی بعد لوازم ماتم وعزا صبر وشکیب کرکی سایہ توجہ کا اشتغال دنیوی پر ڈالا قلعہ احسن آباد اور گلبرگہ اور ساغر اور انبلر اور تمام ممالک دستور دینار کی اپنی حوزہ تصرف مین در لایا اور مردان معتبر کو سپرد کرکی خود بدولت وسعادت نی سمت بیجاپور حفظ اللہ اہلہا عن الآفات

دالفتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اُس گل بوستان جہانبانی کی خاک قدوم سے رشک مشک اذفر اور غیرت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کی حال پر مبذول فرمائی چنانچہ میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کوکہ اُس معرکہ مین ترددات مردانہ ظہور مین پہونچائی تھی مزید عنایت اور مرحمت سے اختصاص بخشا اور اُنکی پایۂ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کی یوسف عادلشاہ کا استقلال درجۂ اعلیٰ کو پہونچا جو کچھ سالہای دراز سے اُسکی خاطر عاطر مین مرکوز تھا وقوع مین آیا اور سنہ ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری مین مجلس عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امرای شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدری اور دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور اُنسے یہ بات کہی جسوقت کہ خضر علیہ السلام نے مجھے عالم رویا مین مژدۂ سلطنت پہونچاکر یہ ارشاد کیا کہ جسدم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم ہی کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے اُسوقت مین نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جو مالک ملک بخش تعالیٰ و تقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کی سرونکو ساتھ القاب ہمایون آئمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مزین کرونگا اور اسیطرح سے جسدم کہ نیمراج اور بہادر گیلانی کی فوج دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت مین ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکل جاوے چنانچہ امرا کا اثر و فا نکی عہد سے جانکر مین نے از سر نو واقف ضمائر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج مین کوشش کرونگا تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو بعضی بولی مبارک ہی بسم اللہ اور کچھ لوگ شرایط حزم و احتیاط کی رعایت کرکی عرض پیرا ہوئی کہ بنای سلطنت تازہ واقع ہوئی ہی اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہی ابھی زندہ اور سلامت ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت جماعت اور پاک اعتقاد ہین اور اس سرکار کی اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب ہین مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک اُسکی دامن تک نہ پہونچی یوسف عادلشاہ بعد سر جیب تامل مین جھکاکر بولا کہ مین جسوقت عہد کو وفا کرونگا حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قضارا انھین دنون مین ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھکر اس مذہب کا رواج دیا ہی یہ خبر بہجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا جمعہ کی دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین مسجد جامع قلعۂ ارک بیجاپور مین خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پہ گیا اور اول شروع کلمہ مین اشہد ان علیًا ولی اللہ زیادہ کیا اُسکی بعد خطبہ بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کی خطبہ سے برآوردہ کئے اور یہ وہ بادشاہ ہی کہ جسنے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو یارا اور اندازہ وہ نہ تھا کہ صحابۂ کرام حضرت خیر الانام کی نسبت صراحتًہ یا کنایتًہ تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذًا باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے تعصب اہل سنت جماعت اور شیعونکا زائل ہوا اور علمای مذہب جعفری اور فضلای حضرات حنفی اور شافعی کی مثل شیر و شکر آپسمین شریک اور مخلوط ہوکر فرش بحث و تنازع کا لپیٹا اور اس بیت کی

[illegible]

ہر ایک اپنی طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت میں مصروف ہو کر زبان اپنی مذہب کی فضیلت میں نہ کھولتے تھے اور اکابر دین اور مشائخ اہل یقین اور عابدین سجادہ نشین اس بند و بست کے مشاہدہ سے انگشت تعجب دندان میں لیکر اس معنی کو گمان اعجاز کا خسرو عدالت پناہ پر فرماتے تھے لو سواد اس اوراق کو حالت تحریر میں ایک حکایت کہ اس مقام میں مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہے کہ مولانا غیاث تما کہ مرد دانا اور مورخ اور حکیم منش اور سرآمد معرکہ گیران فارس تھے مناقب خاندان طیبین میں قصائد غرا کہے چنانچہ اشعار اسکے اسمیں مشہور ہیں تعصب تشیع میں اپنے ابنائے جنس کے موافق نہیں ہے اعتدال کو ہر بارہ میں رعایت کرتا تھا اور شیراز میں اپنے وقت کے میدان سعادت میں بساط الکر سخنگوئی اور مناسب جوابی میں مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام نجوم کہتا تھا اور اہل فارس اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور میں رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم سلطان نے مولانا کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہے جواب دیا اے سلطان بادشاہ اپنے محلسرا میں بیٹھا ہو اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہے جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا تو جہد کر تو لیاقت خدمت سلطان کی حاصل ہو اور اس بارہ میں سوال مکرر سلطان نے دو بار پوچھا کہ ہر مذہب کے متابعوں اور ہر قوم سے کون افضل ہے کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار نصیحت کہ بار اس بارہ میں فرماتا ہے قدس سرہ

مثنوی الٰہی در تعصب جانت رفتہ ۔ گنا خلق در دلیا انت رفتہ ۔ ولی از ابلہی بر زرق دبر مکر ۔ گرفتار علی گشتی و بوبکر ۔ گہی این یک بود نزد تو مقبول ۔ گہی آن یک بود از کار معزول ۔ گر این بہتر و آن بہتر تراچہ ۔ چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ ۔ ہمہ عمر اندرین محنت نشستی ۔ ندانم تا خدا را کی پرستی ۔ یقین دانم کہ فردا پیش حلقہ ۔ بگیرد مذہب معتاد و ستہ فرقہ ۔ چگویم جملہ از زشت از نکویند ۔ چو نیکو بنگری جویای اویند ۔ الٰہی نفس ما فرازبول گیر ۔ فضولی از دماغ ما برون گیر ۔ دل ما را بخود مشغول گردان ۔ تعصب جوئی را معزول گردان ۔

منقول ہے جب یوسف عادلشاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا بہت امرا نے بمقتضای الناس علی دین ملوکہم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضی کہ سنی پاک اور بیباک تھے مانند میاں محمد المخاطب بعین الملک اور دلاور خان حبشی اور محمد خان سیستانی نے اظہار نفرت اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فساد مشتعل ہو یوسف عادلشاہ نے بمدد فوج و ملائمت کلام دیکر دلی دین انکو ذہن نشین کر کی در فتنہ کہ مفتوح ہونے پر تھا مسدود کیا اور جو میاں محمد المخاطب بعین الملک کی کثرت افواج سے متوہم تھا ابتدای سنہ ۹۰۹ نو سو نو ہجری میں اسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اسکی جو بہادر گیلانی کی بابت سے تھی تغیر کر کے اسکی بعوض پرگنہ ملکری اور تلگوان دیگر امرائے حنفی کو خبردار کیا کہ اپنی جاگیروں میں بطریق اپنی بانگ نماز کہتے رہیں اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت میں اس جماعت کا مزاحم نہ ہووے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان آنحضرت نے حزم و ہوشیاری سے ہر ایک امر پر تخبر اور ایک سپہدار ایک

منصبدار و مقرر کیا

نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب تسنن میں بہایت تعصب رکھتی تھی یوسف عادلشاہ کی اس معاملے
رنجیدہ ہوکر دونوں نی اتفاق کرکی اُسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلی امیر برید کی پرگنہ کنجوتی اور بعضی قصبات
اور پرگنات دستور و دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نی آدمی بیجاپور کیطرف بھیجکر مرمان
قلعہ نلدرک کو کہ حصار کہنہ اور منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کی تصرف میں تھا طلب کیا
یوسف عادلشاہ باوجود اسکی کہ بعضی افسران اپنی سپاہ سی مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام کرکی
کنجوتی کی اطراف میں جاکر اسطرف کو جیساکہ چاہئی ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نی امیر برید کی تعلیم کیواسطی
آدمی اسطرف کی حکام کی پاس بھیجی اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی اور ملک احمد
نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسری سی خوف و ہراس
رکھتی تھے نہ آئی اور عذر خواہ ہوئی اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن میں مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خدا سے
چاہتا تھا اقتضای وقت اور امرای تلنگ کی مکلف ہونی سے بلا توقف و درنگ درگاہ شاہی کیطرف متوجہ ہوا
ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کی باتفاق دس بارہ ہزار
سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نی بھی مع لشکر تلنگ
امیر برید کی ہمراہ دار الملک سی نہضت فرمائی اور لشکر احمد نگر کی دو کوس پر فرود کش ہوا اسصورت میں جب جمعیت
عظیم بہم پہونچی یوسف عادلشاہ نی صحبت غلیظ دیکھکر اپنی فرزند شہزادہ اسمعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان
دکنی اور بھی امرای معتمد کی ہمراہ کرکی مع فیل و خزانہ اور ساز و سلب بیجاپور کیطرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک
ترک کو احسن آباد گلبرگہ کی ضبط کیواسطی تعین فرماکر خود مع عین الملک کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیسیری جانب
متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نی اپنی ولایت مصرف تلف میں دیکھکر
شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ بر کوچ یوسف عادلشاہ کی تعاقب میں مشغول ہوا یوسف عادلشاہ تنگ
اور عاجز ہوکر اول ولایت دولت آباد کیطرف گیا اور تاخت و تاراج کرکی وہانسی ولایت برار کیطرف روانہ ہوا
اور فتح اللہ عماد الملک نی حضرات کی تعاقب سی اندیشہ کرکی کہا شاہ اور ملک احمد حنفی مذہب ہیں لیکن دین کا
بہانہ کرکی تمھیں مجھے برباد کیا چاہتی ہیں اور اسوقت مجھ بھی طاقت مقاومت شاہ کی نہیں ہی اس معاملہ میں صلاح
یہ دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی کئی ہوئی سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور اجتناب کیجئی اور بسبب ظاہر
مجھسی رنجیدہ ہوکر برہانپور کیطرف جائیئی تو میں فرصت حاصل کرکی باتفاق قطب الملک ہمدانی کی اس معاملہ کی
اصلاح کروں یوسف عادلشاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رای صائب پسند آئی اور بیجاپور میں اس مضمون کا پروانہ
بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھیں اور خود بعنوان رنجش فتح اللہ عماد الملک سی جدا ہوکر
برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نی ایک شخص کو اپنی اعزا میں سے ملک احمد نظام الملک بحری کی پاس بھیجکر پیغام کیا
کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہی کہ یوسف عادلشاہ کو درمیان سی نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہووی آپ کہ
پانچ چھ فرسخ زمین کا مالک ہی اور سلطان کی پناہ اور خزانہ بہمنیہ میں کام کرتا ہی کوئی شخص اُسکی عہدہ سی باہر نہ آسکیگا

اگر مثل بیجاپور اسکو ایک ولایت نصیب ہوئی ہیں اور ہماری اولاد کو دکن میں رہنا ممکن نہوگا ہم مردم سپاہ کو
اوروں کی مذہب وملت سی کیا کام ہی قیامت کی دن ہر شخص اپنی اعمال میں گرفتار ہوگا باوجود اس بات کی یوسف
عادلشاہ نی میری پاس مذہب باطل رفضہ سی استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کیطرف بھیجکر انکی شعار کے
ممانعت کی ہی میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ لشکر کھینچنا اور ایک دوسری کو مدد کرنیکی شاہ کو تعلیم نکریں اور ہر ایک
اپنی مسکنوں کی طرف راہی ہوں ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی فتح اللہ عماد الملک کے
صوابدید سی کہ ریش سفید اُس جماعت میں تھا آدھی رات کو کوچ کرکی اپنی ممالک کیطرف روانہ ہوئی جب صبح ہوئی
شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہی اور فتح اللہ عماد الملک کی پاس آدمی بھیجکر
بیجاپور کی تسخیر کیواسطی طالب معاونت کی اور انھوں نی چند روز لیت ولعل میں رکھکر پوشیدہ یوسف عادلشاہ
پیغام دیا کہ وقت معاودت ہی یوسف عادلشاہ میدان صاف دیکھکر بسرعت تمام فتح اللہ
عماد الملک کی پاس آپہونچا پھر دونوں سردار فوج آراستہ کرکی جنگ شاہ اور امیر برید کیواسطی متوجہ اور
آمادہ ہوئی اور یہ احمال اور اثقال چھوڑکر اور افیال سے قطع نظر کرکی احمدآباد بیدر کیطرف راہی ہوئی اور یوسف
عادلشاہ نی اردوی شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکی بیجاپور میں آیا اور پھر بدستور
سابق خطبہ اثنا عشریہ پڑھواکر تقویت اور رواج میں اُس مذہب کی کوشش کی اور عین الملک کنعانی اور
کمال خان دکنی اور فخر الملک ترک کو بانواع الطاف سرفراز کرکی پایہ انکی جاہ وحشم کا بلند کیا اور بتعجیل تمام
سید احمد ہروی کو مع تحف وتبرکات اور عریضہ مشعر تہنیت اور مبارکباد اور مبنی اخلاص اور خطبہ اثنا عشری
شاہ اسمعیل صفوی کی درگاہ میں روانہ کیا اور عدل وداد اور آبادی ملک میں مشغول ہوکر کسیطرف سوار نہوا مگر
دو مرتبہ ایکبار شکار چیتل اور سینہ گاوکی اندلپور کی اطراف میں گیا اور دو تین مہینی اوقات صید وشکار میں صرف
کرکی داد عیش ونشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی ضمانت میں بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور دوبارہ
تدرکوہ کیطرف نہضت کرکی لوازم غزا بجا لایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر ۹۱۵ھ نوسو پندرہ ہجری میں کفار
نصارا بندر گووہ کیطرف بیخبر اور کیف ما اتفق پہونچی جب وہانکی حاکم کو غافل پایا قلعہ میں درآئی اور بہت مسلمانونکو
قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادلشاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد خاصہ خیل اور دکنی اور غریب بیجاپور سے
تاخت فرماکر پانچویں دن فجر کو قلعہ گووہ میں اچانک پہونچکر بہت عیسائیونکو کہ محافظت قلعہ کی دروازہ کی
کرتی تھی سب کو تہ تیغ کرکی قلعہ میں داخل ہوا اور نصاری کہ نہایت غافل تھی بیدار ہوکر جس شخص نی فرصت پائی
کشتی میں سوار ہوکر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیونکی تیغ اسلام سی ہلاک ہوئی دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانونکی
تصرف میں درآیا اور شاہ عدالت پناہ نی قلعہ کو آدمیوں معتمد کی سپرد کرکی مرکز دولت کیطرف نہضت کی اُسکی بعد
پائیس برس اور دو مہینی باستقلال تمام سلطنت کرکی زمانہ حصول کام دل میں گذرانا آخر شہر بیجاپور میں مرض
سوء القنیہ میں گرفتار ہوکر ۹۱۶ھ نوسو سولہ ہجری میں اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا
اور جنازہ اسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ کرکی میں لیجاکر شیخ جلال المشہور شیخ چندا کی مزار کی پہلو میں کہ انسی
ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور عمر عادلشاہ کی پچہتر برس کی تھی والبقاء للملک المعبود اس مصرعہ سی

تاریخ اُسکی فوت کی دریافت ہوتی ہی تاریخ بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل ۞ اور تاریخ نظام الدین احمد حسینی مین مرقوم ہی کہ ابتدای سنہ ۹۱۶ نوسو چھ ہجری مین دست قضا نی اُسکی سنجل حیات کو لپیٹا ظاہرا یہ روایت صحیح نہین ضعیف ہے اور جہان اول اقوی ہی والعلم عند اللہ اور نسبت شیخ جلال الدین مشہور شیخ جنیدا امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف اسطور پر ہے جلال بن جہان بن جعفر بن محمد بن احمد بن یحییٰ بن زید بن حسین بن سراج الدین بن شرف الدین بن زید ابوالحسن بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید ابوالحسن بن علی بن حسین اصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ جنیدا شیعہ مذہب تھا اسواسطے عادلشاہ اُنسے محبت اور الفت رکھتا تھا بلکہ پیری اور مریدی کی لوازم درمیان تھی اسوقت مین اولاد شیخ جنیدا کی مملکت دکن مین بکثرت ہی لیکن بعضی اُنمین شیعہ مذہب اور بعضی حنفی مذہب مین واللہ اعلم قادر علی الہدایۃ والرشاد والیہ المبدأ والمعاد بلدۂ احمدنگر مین کہ دار الخلافت نظام شاہیہ ہی ایک مجموعہ بخط شاہ طاہر علیہ الغفران اس خاکسار ہیچمدار کی نظر سے گذرا اُسمین لکھا تھا کہ جسوقت مین التہاب نائرہ غضب شاہی کی توہم سے جلا وطن ہوکر دریای بزرنہار سے بندر گووہ مین پہونچا سید ہروی کی ساتھ کہ مرد کہنسال تھا اور عمر عزیز مملکت دکن مین خدمت یوسف عادلشاہ اور اسمعیل عادلشاہ مین صرف کیتھی مینے ملاقات کی ایک مرد وجیہ اور خوش محاورہ اور فنون علوم سے ماہر اور صاحب وقوف تھا اور اُن دونون بادشاہ عالیجاہ کی عہد مین بمنصب صدارت پر معزز اور مکرم تھا اور مین جب تک بندر گووہ مین مقیم رہا وہ بزرگوار نقل و حکایات رنگین اور لطیفہای نمکین کی سبب زنگ کلفت و اندوہ کا آئینہ ضمیر سے صاف کرتا تھا ایک روز مینے سنا کہ وہ فرماتا تھا یوسف عادلشاہ زمانہ کا بہت تجربہ کار تھا اور انواع حسنات مین کہ مراد سخاوت و شجاعت و عدالت و حلم وغیرہ سی ہی موصوف و معروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور علم عروض و قافیہ مین وقوف تمام رکھتا تھا اور علم موسیقی مین کمال حصول تھا بڑی بڑی قوال کلاوت اُسکی روبرو منہہ نہ کھولتی تھی دھرپد خیال ٹپہ خوب گاتا تھا طنبور عود ستار طبلہ ایسا بجاتا کہ پکھاوج کو شرمایا اہل فن سے باعزاز و اکرام پیش آتا تھا اور اُسکی محفل مین شعر قدما کا ہمیشہ چرچا رہتا تھا اور وہ کبھی خود بھی شعر کہتا تھا اور امور طرب کو سبب معطلات امور شاہی اور ملک ستانی کی جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت اور صلاح رعایا اور فلاح برایا سے غافل نرہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت کی عدل و داد و امانت و دیانت پر تعریف کرتا تھا چنانچہ انھین اُنھین صفات کی سبب خواہش خیر خواہی بیشتر ہوئی اور گلزار مملکت نی صفائی اور طراوت تمام قبول کی اور صولت و شوکت و جسامت مین ابنای روزگار سے ممتاز اور مستثنیٰ تھا اور حسن و جمال مین ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ پیری اور ریش سفیدی کی ایام مین لوگ اطراف و جوانب دکن سے بیجاپور مین آنکر اُسکی آئینہ رخساری مثال کو مشاہدہ کرکی تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتی تھے اور جس روز سوار ہوتا تھا خلقت شوق دید مین سر راہ ہجوم کرکی ایستادہ ہوتی تھی اور اُسکی نظارہ جمال باکمال مین حیران اور ششدر رہکر زبان حال سے کہتی تھی رباعی ای رہزن کاروان زہد و پرہیز ۞ بدعت نہ دوستی خصمی آمیز ۞ در کوی تو از ہجوم نظارگیان ۞ نی جای ستادنست نی راہ گریز ۞ اور اپنی عہد معدلت مہد مین استمالت نامہ بھیجکر ایران اور توران اور عربستان اور روم و شام سی مردم ارباب فضل و کمال صاف باطن ستودہ خصال فاضل اور ہنرمند اور جوانان شجاع اور کاردان کو کہ تیغ زبان جنگی تفسیر آیۂ

فتح و نصرت اور نوک سنان جنکی جانستان اعدا اور پاسبان دین و دولت ہی اپنی پاس بلاتا تھا اور اسقدر رعایت مبذول فرمایا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہو کر اُسکی سایۂ حمایت مین زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعہ ارک بیجاپور کہ اول عمارت اُسکی گلی تھی منہدم کر کی سنگ و آہک سی تیار کی اور یہ بھی مجموعہ مسطورہ مین بخط شاہ طاہر نظر سے گذرا کہ یوسف عادلشاہ کا جب ایام گیتی ستانی مین پرگنہ اندا پور کی اطراف مین گذر ہوا یہ خبر پہونچی کہ مکٹ راو مرہٹہ اور اُسکا بھائی کہ امرای شاہ محمود شاہ بہمنی سے تھی مع گروہ رعایا لشکر کی صدمہ سی فلان کوہستان مین پناہ لیگئی ہین اسواسطی دو ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ شاہ کی حکم کی موافق اُس جماعت کیطرف متوجہ ہوئی اور جب اُنھون نی جادۂ اطاعت مین قدم نرکھا سپاہ سلطانی نی ناچار ہو کر دست تسلط اور غلبہ کا دراز کیا اور اسباب اور اموال اُنکا تاراج کر کے اُنکی اہل و عیال کو کہ عبارت مردون اور عورتون اور بچون سے ہی اسیر کیا اور آتش قہر و غضب سی اُنکی مکانات سوختہ اور افروختہ کئی اور از انجملہ خواہر مکٹ راو مرہٹہ کہ نہایت زیرک اور عاقلہ اور جمیلہ تھی اسیرونکی سلک مین منتظم ہوئی اور یوسف عادلشاہ نی اُس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنی شبستان مین لیجا کر دعوت اسلام کی اور پونجی خاتون نام رکھا اور شریعت غرای کی مطابق اُسکو اپنی عقد نکاح مین درلایا اور واہب العطایا نی اُس یوسف خورشید لقا کو اُس مخدرہ مسطورہ سی جو زلیخای سراپردہ سعادت اور مریم حرم عصمت تھی چار فرزند سعادت مند کرامت فرمائی ایک بیٹا شہزادہ اسمعیل اور تین بیٹیان ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ دوسری خدیجہ سلطان شیخ علاءالدین عمادالملک کی زوجہ تیسری بی بی ستی جو شاہ محمود شاہ بہمنی کی فرزند کی حبالۂ نکاح مین انتظام رکھتی تھی اور یہ اشعار اُسیکی نتایج افکار سی ہین غزل تا بار غم عشق کشد قافلۂ ما ٭ گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما ٭ با آنکہ بجان با تو نکردیم بخیلی ٭ پیش دگران بہرچہ کردی گلۂ ما ٭ تبخالہ ملب آمد و بر پارۂ شفقت ٭ رفتیم کہ شد ہادی راہ آبلۂ ما ٭ ما مسئلۂ فقہ ندانیم چہ یوسف ٭ آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما ایضاً گر وا ہی بدر د دل ناتوان من ٭ کی می برد بمرگ کسان رشک جان من ٭ درد دل خود از تکنم کار مشکلست ٭ ظاہر کہ میکند بتو درد نہان من ٭ با آنکہ صد رہم بجفا آزمودہ ٭ تیغی کشیدۂ ز پی امتحان من ٭ ای گل رسیدہ ہست بگوشت تو قصہ ام ٭ بلبل بخواند وقت سحر داستان من ٭ گویا کہ بلبلان چمن نالہ کردہ اند ٭ حرفی زبیوفائی گل از زبان من ٭ یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد ٭ کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان من ٭ ایضاً مرا زبادۂ جامی فراغ یعنی چہ ٭ سبو سبو و خم و خم ایاغ یعنی چہ ٭ رباعی دوشینہ بر آستان یار از سر درد ٭ می مالیدم سرو دو دست و رخ زرد ٭ بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا ٭ بیہودہ بود کوفتن آہن سرد ٭ ولہ ای آمدہ دیدن رخت وقت صبوح ٭ آثار ہزار گونہ اسباب فتوح ٭ انوار نکوی از رخت می تابد ٭ زان روست کہ رویت شدہ آئینۂ روح ٭ ایضاً آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت ٭ در مزرع دہر تخم نیکوی کاشت ٭ نیکو نامان زندہ جاوید اند ٭ مرد آنکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت ٭ اور یوسف عادلشاہ نی بائیس برس اور دو مہینی سلطنت کی

تذکرہ اسمعیل شاہ بن یوسف عادلشاہ کی سلطنت کا

جب مسند جاہ و جلال فر و شوکت یوسف عادلشاہ سی خالی ہوئی اور ایسی ساعت مین کہ مسعود فلک اُسکی سعادت کی سبب توسل ڈھونڈھتا تھا اور ایسی طالع مین کہ وقت ثبات و قرار اُس سی استعادہ کرتا تھا

تاج شاہی نے فرق فرقد سای نور بخش مہر و ماہ ابو الفتح اسمعیل عادلشاہ سے شرف و منزلت پائی پایہ تخت نے یمن
قدم عرش فرسا اُسکے سے سر فخر کا افلاک کی بلندی پر بلند کیا اور شبستان سلطنت اور ایوان خلافت اُس
صاحب ذی شوکت و صولت کے وجود فائض الجود کے انوار سے نورانی ہوا اور اُسکے عہد میں بذل و احسان نے خوب
رواج پایا اور اُسنے بھی خاطر خواہ رعیت سے محصول اور گردن کشان دہر سے خراج پایا مثنوی ۔ برسم فریدون و جم ٭
بایوان شاہنشہی زد علم ٭ برآمد بسر سروران بر سریر ٭ کہ بر آسمان آفتاب منیر ٭ برسم کیان تاج و تخت مہی ٭
بر آراست بر کاخ شاہنشہی ٭ چونکہ اسمعیل عادلشاہ صغر سنی میں کہ ابھی معارج بلوغ پر ترقی نفرمائی تھی مسند خلافت پر
جلوہ گر ہوا خرد سالی کے سبب مہمات سلطنت میں نہ مشغول ہو سکا اختیار امور مملکت اور رعایت جمہور رعیت
کمال خان دکنی سر نوبت کو مفوض ہوا اور کمال خان امرای کبار سلطان محمود بہمنی سے تھا یوسف عادلشاہ اُسے بعہد
و پیمان اور دلاسا دیکر اپنے پاس لایا اور منصب سر نوبت پر سرفراز کیا اور نیمراج کے جنگ میں جب اُسنے نہایت
شجاعت اور مردانگی ظہور میں پہونچائی امیران بزرگ میں منتظم ہوا اور روز بروز اُسکا مرتبہ بڑھتا گیا اور خاقان
غفران پناہ نے مرض الموت میں امر وکالت بھی اُسکے منصب سابق پر اضافہ فرمایا دریا خان اور فخر الملک
اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ امرا کو اُسکی موافقت اور مصادقت کے بارہ میں بمبالغہ تمام وصیت فرمائی امرای
مذکور نے اس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانا اور مہمات ملکی و مالی اُس سے رجوع کرکے مطلق العنان
کیا کمال خان نے ابتدا میں بفر و اقبال افعال و اعمال نیک اختیار کرکے خوب نیکنامی سے حکومت کی اور خطبہ خلفای
راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طرق اور آئین یکقلم موقوف اور برطرف کئے اور
خاص و عام کے جذب قلوب اور امرای صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور خاندان
نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ سے طریق مدارا اختیار کرکے باتفاق امرا حسبیکہ
شرط مردم عاقل و دانا ہے امور شاہی کے انتظام میں آپکو معاف نرکھا اور فرنگیون کے ساتھ جو بعد مراجعت
یوسف عادلشاہ قلعہ گووہ کو محاصرہ کرکے وہانکے تھانہ دار کو نقود فراوان دیکر موافق کرکے قلعہ مذکور کو مفتوح کیا تھا
اس شرط پر صلح کی کہ اصل قلعہ پر اکتفا کرکے اُس حدود کے قریہ اور قصبات سے مزاحم نہووین اُس تاریخ سے اصل کتاب کے
تحریر تک وہ قلعہ نصاری کے تصرف میں ہے اور نصارا اپنے عہد و شرط کی وفا پر ثابت قدم اور راسخ دم ہیں سلطنت
عادلشاہیہ کے اطراف تین مزاحمت اور تشویش نہیں پہونچاتے ہیں کمال خان حکام اطراف سے اور عیسائیون سے مطمئن ہو کر
بفراغ بال امور وکالت میں مشغول ہوا جب دوسرے برس دریا خان اور فخر الملک نے خانہ تن کو روح سے خالی اور
گنج قبر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا انکی جاگیرین اور محال اپنے فرزندونکو تفویض کرکے ہر ایک کیواسطے درگاہ پیدا کی اور
میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ کے بھی چند پرگنہ برآوردہ کرکے اپنے اعوان و انصار کی جانب رجوع کئے اور جو شخص فوت ہوتا تھا
یا کسی گناہ میں متہم ہوتا تھا اُسکی جاگیر اپنے عزیزونکو دیتا تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ میں ایک مکنت اور قوت بہم پہونچا کے
قلم پندار سے نقش فرمانروائی کا اپنے صفحہ خاطر پر کھینچا مرغ حیات اُسکے نے آشیان دماغ میں بیضہ سودا سے اور
گردن فرازی کا رکھا اور زاغ سیاہ بخت اُسکے آرزو کا ہوای شاہی میں پرواز کرنے لگا تمام اثاثہ دولت کا اپنے
بال و پر کے نیچے در لایا اور اس عرصہ میں شاہان دکن کے امرا اس روش کو خوب جانتے تھے کسواسطے کہ اُن سنوات میں

یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی نفری اپنی ولی نعمتوں پر متسلط ہوئی تھے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی باگ اپنی قبضہ اختیار میں لائی تھی جیسا کہ اوائمین سے وہ شخص کہ جسنی عمل اختیار کیا نیمراج تھا کہ شیورای راجہ بیجانگر کی بیٹی پر غلبہ پیدا کرکی جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اسکو زہر سے ہلاک کیا اسکی چھوٹی بھائی اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہزام یوسف عادلشاہ اسنی بھی درمیانسی دفع کرکی اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اور زمانہ حسب دلخواہ بدلگیا اور اسیطرح سی جیسا مذکور ہوا قاسم برید ترک اور بھی امرائی سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کرکی بتدریج تمام سکہ اور خطبہ کو تغیر دیکر اپنی نام جاری کیا پس جو کہ یہ امر کمال خان دکنی نی اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرکی تعلیم پائی تھی جسوقت کہ اسباب شوکت اور حشمت اسکی پاس فراہم ہوا امیر قاسم برید سے ترک سی متوسل اور ہمداستان ہوکر یہ پیغام دیا کہ اس تمھاری مخلص بیریانی استعداد شاہی حاصل کی ہی اب کہ احمد نگر میں طفل خردسال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضای جوانی عیش و طرب میں مشغول ہی لازم کہ اس مخلص کی اعانت کرکی سلک حکام دکن میں منتظم کریں اور بندہ کو اپنا فرمان بردار تصور فرماکر اپنی توسیع ولایت میں بھی کوشش کریں کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید ترک کہ مدت دراز سی اس فکر میں تھا اس امر میں شریک ہوا اور بعد لوازم عہد و پیمان یوں مقرر ہوا کہ امیر قاسم برید ترک ولایت دستور دینار کو لیوی اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی سردار سر نوبت اپنی قبضہ تصرف میں لاوی اسمعیل عادلشاہ کو مخول بلکہ بی روح کری اور قلعہ سولاپور جو زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہی اسپر بھی کمال خان دکنی قابض اور دخیل ہووی اسصورت میں بمقصود کو آغاز کرکی امیر قاسم برید ترک نی شاہ محمود شاہ بہمنی کو مجبور کیا اور لشکر آراستہ کرکی احسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نی بھی اسمعیل عادلشاہ کو مع اسکی والدہ مسماۃ پونجی کو قلعہ ارک بیجاپور میں قید کرکی انکی محافظت اپنی فرزندوں کی متعلق اور رجوع کی اور خود با عظمت و شوکت تمام سولاپور کیطرف سوار ہوا اور بعد وصول و محاصرہ جب تین مہینی کی مدت اسپر گذری اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نی جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھی پانچ پتہ اسکی سپرد کیا اور قصہ ساڑھی پانچ پتہ کا یوں ہی کہ جب امرای دکن نی شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک ولایت پر متصرف ہوئی بارہ پتہ کہ عبارت بارہ پرگنہ سے ہی خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ کی تصرف میں آئی اور اسکی بھائی زین خان نی جو قلعہ سولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر میں جاکر اسقدر کوشش اور تردد کیا کہ فرمان شاہ محمود شاہ بہمنی کا محتوی اسکی کہ قلعہ سولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کی تصرف میں ہی ساتھ اسکی متعلق ہووی حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نی احمد نظام بحری کی حمایت سی نصف ولایت نہ دی وہی قلعہ اسکی تصرف میں رہا اور احمد نظام شاہ بحری کی بعد فوت یوسف عادلشاہ نی زین خان کی کمک کی شاہ کی فرمان کی بموجب ساڑھی پانچ پتہ یعنی پرگنی خواجہ جہان دکنی سے لئی لیکن ان پرگنونکی واسطی کہ تین لاکھ ہون انکا حاصل تھا نزاع و فساد بر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادلشاہیہ کی درمیان اکثر خشونت اور منازعت واقع ہوئے القصہ امیر قاسم برید ترک نی قلعہ نصرت آباد و ساغر اور اتکیر اور جمیع قرایہ اور قصبات نہر بہیورہ کی اس پار کے حکام عادلشاہ کی تصرف سی بر آوردہ کرکی قلعہ احسن آباد گلبرگہ محاصرہ میں رکھا اور خبر فتح سولاپور سنکر تہنیت نامہ

کمال خان دکنی کو لکھا اور اسکو بسبب اس کار نمایان کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ تر ہوا اور نہایت کبر اور غرور میں آنکر بیجاپور کیطرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمعیل عادلشاہ کو مکان سے برآوردہ کرکے خلائق کو اسکی سلام کو طلب کرکے از سر نو اپنے استحکام میں کوشش کی اور امرای مغل کو دفعتہ معزول کیا اور تین ہزار خاصہ خیل مغل سے تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلونمیں سے ایک ہفتہ کے بعد اس شہر میں نظر آویگا جان و مال اسکا تلف ہوگا اسواسطے مغل مضطرب اور پریشان ہوکر اطراف و جوانب میں متفرق ہوئے اور کمال خان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسیطرف کوئی دشمن اور مزاحم نرہا دولتخانہ نظام شاہیہ کی تقلید کرکے اپنے نام آوری کی زیادتی کیواسطے رقم ایک کو سہ چند کی یعنی جو شخص کہ ہزاری تھا اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا کہ کورہ راوت لگا رکھیں اور کورہ راوت دکن کی اصطلاح میں اس لشکر کو کہتے ہیں کہ اسپ کی نام سے مرکوب اس پر اطلاق کیا جاے اور ابتک یہ رسم دکن میں شائع ہے الغرض ہزار گھوڑے میں ایسا دو سو گھوڑا نہیں نکلتا ہے کہ معرکہ کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرہ صفر نو سو انتیس ہجری میں بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور اپنے اعوان و انصار کو متفق کرکے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ میں مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہیں ہے اس امر میں جسقدر کوشش کیجاوے بہتر ہے پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسونکو طلب کرکے ساعت جلوس کا احوال اور مآل پوچھا انھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر پندرہ دن اس مہینے کے نہایت کڑے ہیں لازم کہ اتنے روز اپنے محافظت میں کمال کوشش فرمائی اور سولہویں دن بہ میمنت و سعادت تخت دکن پر اجلاس کیجیے کمال خان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ وہان جاکر ایسے مکان میں استقامت کرون کہ ایام نحوست آخر ہون الغرض شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیونسے رجوع کرکے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع ہووے قلعہ ارک میں ایک محوطہ محکم اپنی سکونت کیواسطے اختیار کیا اور تپ اور درد سر کا بہانہ کرکے حکم کیا کہ خاص و عام شہری اور دیہی ان چند روز میں کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہووے میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین اور یہ خبر کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولہوین تاریخ تخت پر اجلاس کرکے اسمعیل عادلشاہ کو درمیان سے اٹھا دیگا مشہور ہوئی خواتین محل عادلشاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئیں لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیہ کو قائم رکھنا تھا پونجی خاتون مادر اسمعیل عادلشاہ کو یہ تدبیر سوجھی یوسف ترک کوکا کو بلاکر یہ بات کہی کہ اے یوسف میں تجھے کوکا نہیں جانتی تو بہ از دل عزیز ہے اور تجھے خوب معلوم ہے کیا غلام کیا آقا زیست کی چاہ سب کو ہوتی ہے اور اس دار فانی میں کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر کی تدبیر اور قضای آسمانی سے چارہ نہیں اور چار ناچار حیات مستعار قابض ارواح کو سونپنی ہے اور سرای ناپائدار گذشتنی اور گذاشتنی ہے لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت پروردگار امیدوار ہوکر مردانہ ہمت کا پٹکا کمر جان پر باندھو اور جان جانیکا مطلق خیال نکرکے کمال خان دکنی سر نوبت جو نہایت غدار ہے اسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر التماس کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہیں ہے کاش عوض میں ایک جان کے ہزار جان رکھتا جان بوجھکر انجان ہوکر آپکی راہ میں صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہے کہ چیتا سور ما بھاڑ نہیں توڑتا اور ایک مرد بیس ہزار دکنی اور

حبشی کا کچھ نہین کرسکتا یہ نحیف ایسی دشمن قوی سے کیونکر عہدہ برہوگا بوبجی خاتون نی فرمایا کہ اگر تو حافظ
حقیقی کی حفظ وحمایت پر توکل کری اور اپنی صاحب کی جان نثاری پر آمادہ ہوکر جان سپاری کی خیال سے کہ آخر مرنا ہے
درگذر یگا اُسکی فضل سے امید قوی ہی کہ اُسی ایک احسن وجہ سی دفع کرسکیگا یوسف ترک نی کہا مین یقین جانتا ہون
کہ عیاذا باللہ جبر روز کہ کمال خان کو تخت پر اجلاس میسر ہوگا مجھی فوراً قتل کریگا کونسی سعادت اسکی برابر ہوگی کہ جان
اپنی جان صاحب پر فدا کری اور نام اپنا وفاداروں کی سلک مین ثبت کرکی زندہ جاوید ہو اب آپ اُسکی دفع کا طریقہ
بتائین تو بی تامل سر بازی اور جان نثاری مین قیام کرکی مثل گوسفند قربانی اسمعیل علیہ السلام ہولے بوبجی خاتون نی کہا ایک
ایک پیرزال حرم سرا کہ کمال خان سے نہایت الفت رکھتی ہی بلکہ مہربان بجہت اور دوست جانتی ہی اور اُسکی طرف سے
ہمیشہ حرم مین رہکر بیماری اخبار جزو کل اور کلی ہر روزہ اُسی پہونچاتی ہی کمال خان کی پاس عیادت اور احوال پرسی کیواسطی
بھیجتی ہون اور تجھی اُسکی ہمراہ کرکی اُسی ایسا مطیع کرتی ہون کہ وہ تجھی خود دلاسا دیکر اپنی ہاتھ سے بیڑا استمالت کا
دیوی لیکن تجھی لازم ہی کہ بیڑا اُٹھا کر جوہر حیات اپنا اپنی مالک پر نثار کرکی قدم جرأت بڑھاوی اور خنجر سینہ شگاف سے
اُسکا شکم زنبور کی چھتہ کیطرح مشبک اور سوراخ سوراخ کرسے یوسف نی یہ امر قبول کیا اور بوبجی خاتون نی پیرزال معہودہ کو
بلایا اور ازروی دلسوزی اور شفقت کمال خان کی نسبت کلمات مہرانگیز زبان پر لاکر فرمایا کہ یوسف عادلشاہ کے
بعد وفات مین متفکر اور اندیشہ ناک رہتی تھی کہ میرا بیٹا اسمعیل خردسال ہی اور زمانہ کی تجربوں سے عاری اور عاطل ہے
مبادا کہ احمدشاہ بحری منتقل ہووی اور اس دیار کی امرای نامدار سے کون ہی کہ باگ اس سلطنت کی اپنی کف اقتدار مین
لاکر ہمت رعیت کی حراست اور حفظ ناموس اس دولت کی تعین کریگا مگر جسوقت سی کہ زمام اختیار نظم ونسق امور
ممالک کمال خان دکنی کی قبضہ مین درآئی خاطر نی اس دغدغہ سی نجات پائی ہی اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہی
اب ان دو تین روز کی عرصہ مین سُنا جاتا ہی کہ اُس خان والاشان کا مزاج شریف اور عنصر لطیف نی کہ مجھی اپنی فرزند صلبی اور
بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیز تر ہی اعتدال سے انحراف قبول کیا ہی اس سبب سی طبیعت کو تشویش اور بیقراری بہم پہونچی
ہی چاہئی کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا اور اُسکی فرق پر نثار کرکی محتاجون اور فقیرونکو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور
چند قدم گئی اُسی پھر طلب کرکی یہ کہا کہ مدت سی یوسف ترک کوکا ارادہ حج کا رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ جبتک خان
رفیع المکان اپنی خوشی اور رغبت سی مجھی رخصت نہ دیگا میرا حج قبول نہوگا اُسی بھی اپنی ہمراہ لیجا اور خان کو اسطرح فہمائش
کرنا کہ وہ اپنی دست مبارک سی اسی پان مکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرماوی اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے
کہ حاکم بندر واہل مصطفی آباد مانع نہووین اور اُسی منزل مقصود کیطرف روانہ کری اس خدمت کیواسطی زر خطیر پیرزال کو
عطا کرکی یوسف ترک کو اُسکی ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم اور شادان کمال خان کی خدمت مین چلا اور حسب باتین مشفقانہ
خاتون جہان کی مذکور کین اور مبلغ مسطور تصدق کرکی ارادۂ حج یوسف کوکا اُسکی سمع مین پہونچایا کمال خان دکنی خاتون کے
لطف وتوجہ سی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بیشک وشبہ اپنی تئین خداوند تاج وتخت اُس مملکت کا سمجھا اور
بوبجی خاتون کی خوشدلی کیواسطی یوسف ترک کوکا کو مجلس خلوت مین طلب کرکی کہا ای یوسف مین تجھی بہت دوست
رکھتا ہون جو تو نی نیت خیر کی ہی تجھی منع نہین کرسکتا جلد حج سے فارغ ہوکر اپنی تئین خدمت مین پہونچا تو تجھی جملہ
امرای کبار سی کردون یوسف ترک کوکا نی بھی ولی نعمت کی صلاح وقت کیواسطی اپنی لسانی اور خوش بیانی سی کمال خان کو ملتفت کرکے

تغافل کیا اور ازراہ مرحمت اپنے پاس بلایا کہ بیرہ پان کا اپنے ہاتھ سے دے یوسف ترک کو کا جیسا کہ قاعدہ ہے ہر دم دکن میں
پان بزرگوں کا بطریق ادب اُس چادر پر کہ دوش پر رکھتے ہیں لیتے ہیں۔ ہاتھ نیچے اُس چادر کے کہ دوش پر رکھتا تھا لیگیا اور جس وقت
کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچکر ازروے پردلی ایسا اُسکے سینہ پر مارا کہ مقابل سے برآیا اور صحن مکان کو
اُس غدار کے خون سے لالہ زار کر کے صاعقہ دشنہ آبدار سے آگ اُسکے خرمن حیات میں ڈالی شعر گوزن کوہ گر گردن درازاست
کمند جاہ را باز و فراز است ؛ مادر کمال خان نے جب اس حال سے اطلاع پائی مجوزہ کو اس گمان سے کہ مصرع ای باد صبا
این ہمہ آوردہ تست ؛ اُس ضعیفہ اور یوسف ترک کو اُسی ساعت قصاص میں پہونچایا اور اپنے آدمیوں کو قلق و
اضطراب سے مانع ہوئی اور کمال خان کو زندوں کیطرح قصر کے غرفہ میں تخت پر بٹھا کر خیل و حشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا
جیسا کہ رسم ہند ہے اور ایک کو محرم مونس اپنے فرزند صفدر خان کے طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی لعش دیکھی
چاہا کہ فریاد کرے ہاتھ اُسکے منھ پر رکھکر منع کیا اور کہا وقت شور کرنے اور نوحہ کرنیکا نہیں ہے چاہیئے کہ مردانہ پنکا جد و جہد
استوار کرکے تیغ انتقام سے خون اسمعیل عادلشاہ اور اُسکی والدہ کا خاک ہلاک پر گرا کر اپنے باپ کے عوض تخت شاہی پر
جلوہ گر ہو اور نام و نشان خاندان عادلشاہیہ کا روے زمین پر نچھوڑ صفدر خان باوجود اسکے کہ پچیس برس کا جوان تھا
ہراسان ہوکر بولا اسیوقت ہمارے آدمی اس معاملہ سے واقف ہوکر متفرق ہونگے کیونکر انتقام میسر ہوگا بہتر یہ ہے
کہ اس خبر کے انتشار اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیشتر ہم اس قلعہ سے برآمد ہوکر کسیطرف روانہ ہو ویں۔ اُسکی ماں نے
اُسے سرزنش اور ملامت کرکے کہا جسقدر آدمی کہ میں قلعہ میں رکھتی ہوں اعدا کی دفع کیواسطے کافی ہیں۔ انھیں حکم کرکہ
قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور تو قلعہ سے برآمد ہوکر اپنے متعلقوں اور ہواخواہوں کو پیغام پہونچا کہ خان والاشان نے
اسمعیل عادلشاہ کا سر طلب فرمایا ہے میں تعمیل حکم کو جاتا ہوں پھر بہیئت مجموعی جاکر اور محاصرہ کر کے اپنے باپ کا
انتقام لے چنانچہ اسکے بموجب حکم ہوا کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کریں۔ اور آدمی مستعد ہو ویں۔ کہ خان
والاشان نے اسمعیل عادلشاہ کے قتل و حبس کا حکم صادر فرمایا ہے اور بوبجی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک
کوکا سے وہ کام بن نہ پڑا اور کمال خان دکنی حقیقت حال پر مطلع ہوکر درپے خلش ہمارے ہے پھر خاتون نے مردانہ
اور خسروانہ ہمت اُسکی مدافعہ پر مصروف کر کے خواجہ صندل خواجہ سرا کو ایک جماعت کے پاس جو دیوانخانے
میں چوکی اور پہرہ رکھتے تھے بھیجکر اُس محل کے دروازہ پر طلب کیا اور اتفاقات حسنہ سے اُسدن انھیں سو مغل کے سابق میں
جنکا حال مذکور ہوا چوکی اور پہرہ کی باری تھی اور دوسو یا تین سو دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار ادنی اور اعلی
کمال خان دکنی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفدر خان انھیں اپنا ممد و معاون سمجھکر انکی فکر اور دفع میں نہ پڑا تھا
القصہ بوبجی خاتون نے پس پردہ آنکر باواز بلند فرمایا کہ کمال خان دکنی چاہتا ہے کہ عادلشاہ کو ہلاک کرکے خود
امر شاہی کا منتظم اور متصدی ہو اسصورت میں جو شخص نمک حلالی کو منظور رکھے وہ قلعہ میں آنکر حتی المقدور اعدا کے
دفع میں مشغول ہووے اور دشمنوں اور غداروں کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کی
وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت عظمی پر فائز ہونیکی اُسے پروا نہو وہ
مختار ہے جہاں چاہے جاوے الغرض دوسو اور پچاس مغل اور ستره نفر حبشی اور دکنی نے جانسپاری اختیار کی اور ازروے
صدق ارادت و حسن اخلاص عمارت شاہی میں داخل ہوئے اور بالعکس نے بیوفائی کی خاک اپنے سر پر ڈالکر صفدر خان کے

شریک ہوئی اور بوبجی خاتون اور دلشاد آغا پھوپھی اسمعیل عادلشاہ کی کہ یوسف عادلشاہ کے آخر عہد میں دکن میں آئی تھی لباس مردانہ پہنکر اور تیر و کمان ہاتھ میں لیکر شہزادہ کی ہمراہ لگن محل کی پشت بام پر کہ بہت بلند تھا برآمد ہوئیں اور مغلوں کو بھی بام پر طلب نوید خسروانہ سی قوی دل کیا اس درمیان میں صفدر خان مع جمعیت عظیم آپہونچا اور آدمیونکو دروازہ توڑنی پر مامور کیا جب مغل تیر اندازی اور خواتین سنگ اندازی میں مشغول ہوئیں غوغا اور آشوب عظیم قلعہ کی درمیان برپا ہوا اور عین گیرودار میں مصطفی آغا رومی کہ انکی عہد میں قدیم سی برج اور بارہ کی محافظت کرتا تھا اور کمال خان دکنی ان لوگونکو جزو ضعیف جانکر انکی قلع اور قمع کی کوشش نہ کرتا تھا مع پچاس تفنگچی دکنی لگن محل کے عقب آیا اور خواتین نی انکیں دعای خیر کرکی رسیان نیچی لٹکائیں تو اسکی سہارے بام پر چڑھ آئی اور جنگ صعب کی باعث آثار رستخیز ظاہر ہوئی اور جب مبحث حرب نی طول کھینچا اور بندوق کے آواز مادر صفدر خان کی گوشزد ہوئی اس خوف سی کہ مبادا میری نور عین صفدر خان کو چشم زخم پہونچی کمالخان دکنی کیطرف سی پیغام بھیجا کہ بی تقریب آدمیونکا خون نکریں اول توپیں کلان طلب کرکی عمارت کو ڈھا دیں اسکی بعد بفراغ خاطر قلعہ میں درآویں اور خرد و بزرگ ادنی اور اعلی کو تیغ کی گھاٹ اتاریں الغرض مادر صفدرخانکے اشارہ کی بموجب جنگ موقوف ہوئی اور شیر دل کو توپہای کلان کی لانیکی واسطی کہ اس قلعہ میں بھیں مقرر کیا اور اپنی سپاہ کو جو شہر میں تھی حکم کیا کہ مسلح ہوکر قلعہ میں ایستادہ ہو تو دوسرا شخص اسمعیل عادلشاہ کے کمک کو نہ پہونچی خواتین دشمنونکا مشورہ دریافت کرکی آپسمیں کہنی لگیں کہ اگر توپونکی لانی سے پیشتر تدبیر سی کام بنجاوی خوب ہی پھر رای صواب اندیش سے یہ قرار پایا کہ مغلونکو بام کی پس پشت پوشیدہ کریں شاید کہ صفدر خان مغلونکی فرار کا گمان کرکی توپ پہونچنی سے قبل آگی بڑھی اور غیب کی حربہ سی ان کافر نعمتوں کا کام تمام ہووی اور وہ تدبیر تقدیر کی موافق آئی اور صفدر خان سہل تریں وجہ سی مقتول ہوا اور شرح اس مجمل کی یوں ہی کہ جب مغل خواتین کے مشورہ کی بموجب پوشیدہ ہوئی صفدر خان اور اسکی ہوا خواہوں نی انکی فرار کا گمان کرکی بیتابانہ لگن محل کیطرف بہیئت مجموعی روانہ ہوئی اور جب کوئی شخص انکا مانع نہوا تیغ و تبر و تیر سے لگن محل کا دروازہ توڑنا شروع کیا اور وہ شیرزن عورتیں صاحب حوصلہ خاموش رہیں یہانتک کہ دشمنوں نی دلجمعی سے دروازہ توڑا اور صفدر خان مع امرای معتبر خوشدلی اور خوشحالی سے محل کی اندر داخل ہوئی اور دوسری پھاٹک کی توڑنی میں مصروف ہوئی اسوقت مغل خواتین کی حکم کی موافق نعرۂ تکبیر اور اللہ اللہ بلند کرکی چاروںطرف تیر و تفنگ و سنگ مارنی لگی چونکہ وہ مقام نہایت کوتاہ تھا دشمن کیطرف کی مرد عمدہ بہت مارے گئی اور اسی دار و گیر اور کشمکش میں قضارا ایک قاصد تیر سراسری پیام اجل لیکر صفدر خان کی آنکھ میں اوچٹتا لگا ہرچند زخم کاری نہ تھا لیکن اس مصرع کی مطابق ؎ مصرع صید را چون اجل آید سوی صیاد رود ؎ سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اسی دیوار کی نیچی کہ اسمعیل عادلشاہ اسپر ایستادہ تھا پناہ لیگیا اور بوبجی خاتون یعنی والدہ اسمعیل عادلشاہ دوسری طرف ایستادہ تھی اور بہادرونکو ترغیب جنگ کرتی تھی صفدر خان کو پہچانا اور اپنی فرزند ارجمند کو اشارہ کیا کہ پتھر گران اس سنگدل کی سر پر غلطان کر اسمعیل عادلشاہ نی باوجود اس معرکہ کی کہ آتش حرب افروختہ تھی ہوش و حواس بجا رکھکر اپنی والدہ کی فہمایش کی بموجب وہ پتھر اپنی دست زیر دست سی مارا اور خدا کی قدرت سی وہ پتھر صفدر خان کے

سر پر ایسا لگا کہ اُسکی صدمہ سی اُسکا سر پاش پاش ہوا اور آن واحد مین تڑپ کر مر گیا اور باقی تمام عورتون نی جب اپنی
سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کیطرف روانہ ہوئی اور جب اُسی بھی مذبوح خنجر پایا بلا توقف قلعہ کا دروازہ
کھولکر راہ فرار پائی اور مغلان وفاکیش نی برآمد ہوکر صفدر خان اور کمال خان دکنی سرنوبت کا سر تن سی جدا کیا اور تاج
سنان کرکی شہر مین پھرایا اور یہ منادی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہریار ؛ بدین گونہ بیند سر انجام کار ؛ اور امرای
عمدہ مثل عین الملک اور صیحبان کہ کمال خان دکنی کی ساتھ رابطۂ خویشی اور پیوند کیا تھا اس حالت کی مشاہدہ سی کہ ہرگز
انکی دل مین نہ گذرتی تھے ہراسان ہوئی اور مال واسباب سی قطع نظر کرکی بسرعت تمام اُس مملکت سی بھاگ گئے اور
اسمعیل عادلشاہ نی اُسی دن یوسف ترک جوانمرد وجانسپار کی لاش بادل پاش پاش امر روشن اور آئین سی کہ بہتر اُس سی
نہ تھی غسل وکفن دیکر تابوت صندلی مین رکھی اور خود بھی گریبان چاک سر در آغشتہ بخاک کرکی پیادہ پا تابوت کی آگی روتا چلا اور مبلغ دس
ہون کہ پونجی خاتون نے خیرات کی واسطی بھیجی تھی اور دس ہزار ہون جو خواتین نی ہمراہ کی تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ براہ کار خیر
فقرا اور مساکین کو پہونچائی پھر اُسی پیوند زمین کرکی اُسکی قبر پر خیمۂ شاہانہ استادہ کیا اُسکی بعد گنبد عالی اُسکی قبر پر تعمیر فرماکر مجاور ونکی
وظیفی مقرر کیے اور قریب شام بادل ناکام قلعہ کیطرف بازگشت کی مدۃ الحیوۃ ہر مہینی اُسکی ترویح روح کیواسطی مبالغ کثیر مستحقونکو دیتا تھا
اور ہر سال یعنی اُسکی روز قتل ایکبار اُسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہی کہ دوسری دن اسمعیل عادلشاہ نی تخت دکن پر قدم
رکھکر بار عام کیا اور خلایق نی لوازم نثار وایثار پیش پہونچایا منشیان بلاغت نشان نی کہ جنکا سر دفتر خواجہ
غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامجات مشعر استیصال کمال خان دکنی سرنوبت اور اُسکی
متعلقونکی خوشتر عبارت سی تحریر کیی سانڈنی سوار تیز رفتار کی مصاحبت سی شاہان اطراف دکن کو پہونچائی غلغلہ
دشمن گذاری کا بسیط عالم مین ڈالا اور کمال خان مقتول کی متعلق جو اسیر ہوئی تھی پونجی خاتون نی اُس تدبیر کی سبب کہ
اُس سے وقوع مین آئی تھی اُسکی قتل سے درگذر کرکی اُس عورت پر نہایت رعایت فرمائی اور حکم دیا کہ دوسرے
ملک مین انتقال کری اور ایک جماعت اُسکی ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثنای راہ مین مزاحمت نہ پہونچاوی اور نجومیونکو کہ
ازروی مہارت ایسا حکم کمال خان کی بارہ مین دیا تھا خلعت وزر دیکر معزز و مکرم کیا اور جن لوگون نی کہ اُس واقعۂ
ہولناک مین ہمراہی کی تھی علی قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب اور جاگیر لایق عطا کی اور از انجملہ
خوش کلدی آقا اور سکندر آقای رومی اور مصطفی آقا اور مقرب خان گرد اور مظفر خان رودباری اور خواجہ
غیاث الدین کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کی پایۂ سے مرتبۂ امارت ترقی کرکی انکی رایات شوکت
بلند کی اور میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ اور سومی جنگ بہادر اور امرای سلحدار کو جو کمال خان دکنی کی جور وجفا کی
شدت سی گجرات اور خاندیس اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کیطرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت
اور معاودت کی تحریص وترغیب کی خسرو ترک سالاری الاصل تھا اور اُسنی مصلحۃً اپنی تئین غلامان شاہی کی
سلک مین لکھوایا تھا بخطاب اسد خان ومنصب امارت پر سربلند کیا اور بلگوان مع مضافات اُسکی جاگیر
مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان ترکی مین منسلک تھا کوتوال دیوان ہوا اور جو اُس حادثۂ عظمی مین عہد کیا تھا کہ بعد
فتح مغل کی سوا کسیکو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا کرکی عمال محال اور کارگذارونکو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی
بدولت ہی اور تعلق انسی رکھتی ہی دکنی اور حبشی اور مغلزادہ جدید ملازم نکرو بارہ برس یہ حکم جاری رہا نہ تغیر ہوا اور نہ تبدیلی

اُنھین راہ نہ پائی یہان مغلون نے اتفاق کرکے اپنے فرزندونکی ملازمت کی درخواست کی اور وہ منظور اور قبول ہوئی
حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانکو بھی نوکر رکھو لیکن حبشی اور دکنی کسیطور سے ملازم نہونے پاوین اور وہ قاعدہ
پسندیدہ ابراہیم عادلشاہ کی سلطنت تک جاری اور مستمر رہا اور کسیکو یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو
سپاہ کی درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے ایسی لشکر کی طلب پشتی سے اکثر راوٴن اور زمینداروںکو مقہور کرکے سلطان
محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ پچیس ہزار سوار لیکر بیجاپور آیا تھا شکست دیکر نشان فتح و فیروزی کا بلند کیا اور حقیقت
اس امر تقدیر پذیر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی حین حیات جیسا کہ بیان ہوا بہت سی ممالک اس پادشاہ کے
تصرف مین لایا تھا بعد قتل کمال خان میرزا جہانگیر کہ احمدنگر سے پلٹ کر شہنشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا نصف
احسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اُسنے امیر برید کی سپاہیونکو قریب چارسو آدمی کی ضرب تیر و شمشیر سی ہلاک کیا
اور قلعۂ نصرت آباد اور ساغر اور اتکر کو مفتوح کرکے اُس حدود کو جیسا کہ چاہیئے مخالفان دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے
برآوردہ کرکے امیر برید کی بھائیونکو بھی جو شجاعت مین مشاہیر دکن سے تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت
تمام مستخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سُنکر مثل مار زخم خوردہ پیچ و تاب مین پڑا شاہ محمود بہمنی کی زبانی خود نامجات
والیان دکن کو لکھکر اسقدر تکرار اور لابہ کی کہ برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے
لشکر اُسکی کمک کیواسطے مقرر کیا اور امیر قاسم برید ترک نے لشکر کمکی کو فراہم کرکے سنہ ۹۲۰ نوسو بیس ہجری مین بیجاپور کیطرف
متوجہ ہوا اُس ولایت کی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور چونکہ شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کی
ہمراہ تھا اسمعیل عادلشاہ نے صلاح مقابلہ مین نہ دیکھی دم بخود رہا یہانتک کہ وہ الیہ پور مین جو یوسف عادلشاہ کا
آباد کیا ہوا بیجاپور کی قریب واقع ہے پہونچا اور ارادہ اُسکی محاصرہ کا کیا اسمعیل عادلشاہ بارہ ہزار سوار کہ اُنمین
اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی بیابان چو دریای
خون شد درست ؛ تو گفتی ز روی زمین لالہ رست ؛ چنان شد ز بس کشتگان روی دشت ؛ کہ پوییدہ را
راہ دشوار گشت ؛ غرضکہ بعد جنگ صعب اور حرب سخت امیر قاسم برید ترک اور جمیع لشکر کمکی کو ہزیمت
ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزادہ احمد فرزند اُسکا جو تلاطم افواج مین گھوڑی سے جدا ہوکر گرفتار ہوئے تھے
اسمعیل عادلشاہ نے ازروی تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر کرکے انھین سوار کرکے چاہا کہ
بیجاپور مین لاکر امیر قاسم برید ترک سی نجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور شہر مین نہ آیا اور شہر کی باہر جاکر
ایک مقام مین فروکش ہوا اپنی اعضا کی معالجہ اور تداوی مین کہ پشت اسپ سی جدا ہونیکی وقت مجروح ہوئی تھی
مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونیکی پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزادہ احمد کی عقد ازدواج مین ہے لوازم جشن
بجا لاکر سپرد کرنا چاہئے شہریار نے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ احسن آباد گلبرگہ مین کہ مزار سید محمد گیسو دراز ہے جاکر شرائط
عروسی بجا لاوین پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر احسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر بآئین شہریار
جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزادہ احمد شاہ کی سپرد فرمایا اُسوقت اسمعیل عادلشاہ نے پانچہزار
مغل شاہ کی ہمراہ رکاب کئی اور وہ حضرت بشوکت و تجمل تمام احمد آباد بیدر کیطرف سوار ہوئے اور امیر قاسم برید
ترک اس خوف سی کہ شاہ نے اسمعیل عادلشاہ سی موافقت کی ہے اور پانچہزار سوار میری دفع کیواسطی ہمراہ لاتا ہے

اسباب شاہی اور خزانہ اُٹھاکر اپنی قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور شاہ بفراغ خاطر و اطمینان وافر اس بلدہ میں بی دغدغہ محافظان اور بیم موکلان چند روز شرب مدام اور ارباب نشاط کی رقص کی تفرج اور نغمہ شنی میں مشغول ہوا اور داد لاقیدی دی اور اوسکی بعد لشکر اسمعیل عادلشاہ بہمنی سے رخصت لیکر ظاہر احمدآباد بیدر سی کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کرکی فجر کو وہان پہونچا اور جو اہل شہر اور دروازہ کی محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کے لیاقت نہیں رکھتے اور انسی انتظام مملکت نہوگا اسواسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہی غضب کی جاہی کہ جب نگہبان کو اپنی خویشتن داری اور نگہبانی کی حاجت ہوئی تو جنکا یہ محافظ ہی آنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلاتوقف شہر کا دروازہ کھولدیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر میں درلائی اور امیر مذکور نی بدستور سابق جابجا اپنی مردم معتبر مقرر کئی اُسکی بعد اپنی کام میں مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا لنشاء تنزل میں آیا ہوشیار ہوا احوال دگرگون دیکھا لیکن اس سبب سی کہ امرا کی تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہوکر اسباب عیش و عشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق میں جو ایلچی شاہ جم جاہ شاہ اسمعیل صفوی مملکت ایران کی شاہ ہند کی پاس آئی تھے نیمراج راجہ بیجانگر اور شاہ گجرات نی آنکی تعظیم و تکریم کرکی ایلچیونکو باتحف و ہدایای فراوان بصد اعزاز و اکرام ولایت کیطرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت و حرمت تمام شہر میں لایا اور رعایت شاہانہ کرکی چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کری لیکن امیر قاسم برید ترک مذہب کی مخالفت کی سبب مانع آنکر ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطی ایلچی نی عاجز اور بہ تنگ آکر اسمعیل عادلشاہ کو غائبانہ شکایت نامہ لکھا اور آنحضرت نی شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کی ایلچی کو اس سے زیادہ تر نگاہ رکھنا حسن ادب سی بعید ہی چاہئی کہ اُسکی رعایت خاطر میں کوشش کرکی منزل مقصود میں روانہ کریں اور معرض توقف میں نہ ڈالیں امیر قاسم برید ترک نی اس پیام سے نہایت شدت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً بیجاپور کیطرف گیا اور اسمعیل شاہ لوازم استقبال بجالایا اور الیہ پور میں اُس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ زر و جواہر اُسکی لیاقت سی زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کی سبب بندر مصطفیٰ آباد دابل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ میں رخصت کیا اور وہ شہنشاہ دین پناہ کی حقیقت حال کی مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع کمربند و شمشیر مرصع اور تحف ایران اسمعیل عادلشاہ کی پاس بھیجا اور مکتوب جو اُسکی مصحوب تھا اُسمیں یہ مندرج تھا مجلس السلطنۃ والحشمۃ والشوکۃ و الاقبال اسمعیل عادلشاہ لفظ و خطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوئی تھی نہایت شاد ہوا اور یہ فرمایا اب شاہی ہماری خاندان میں آئی اور ایلچی کو اس اعزاز و تکریم سے کہ زبان خوش بیان اُسکی صفت سے عاجز ہی بیجاپور میں لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس کی موافقت کیواسطی حکم فرمایا کہ جمیع سپاہ قزلباش وار تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھیں اور جو شخص تاج نہ پہنی وہ دربار میں میرسے مجرے اور سلام کو نہ آئی یا وسے اور بارہ بکریان اُس سے جرمانہ لیویں اگر وہ شخص اسپر بھی دوبارہ یہ کام نکرے تو اُسکی سزا یہ ہی کہ سر بازار اُسکی دستار سر سے آتاریں اور بازاری اُسکی نسبت کلام سخت زبان پر لاویں اس سبب سی کسیکو سپاہیان اسلام سی یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر میں دواد و شد کرتا اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرک میں

عملی عادلشاہ تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہے کہ اسمعیل عادلشاہ مدار امور کا عقل پر رکھتا تھا اس
سبب سے کبھی فریب اور بازی نہ کھائی جمیع معارک میں مظفر اور منصور رہا اگر جنگ کفار کتہر لیں میں جو بجری سرکش تھے
طائر عقل دور اندیش کو جنگ عقوبت میں زبون رکھتی تھی اور ایسا امر بادشاہ فرزانہ سے بہت دور تھا ظاہر ہو
واقفان احوال شاہان ماضیہ انار اللہ برہانہم سے ایسا گوشزد ہوا کہ جب یوسف عادلشاہ نے تیغ قہر سے
شیاطین کفار کتہر لہ کو مغلوب اور منکوب کر کے ولایت میان دو آب کو بندہ اصنام کی تصرف سے برآوردہ کر کے
قلعہ رائچور اور مدکل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک ساکنان اس حدود کے بیجانگر یونکی مزاحمت بیجا سے ایمن
اور مصئون رہے لیکن بعد از فوت یوسف عادلشاہ کہ خبر تمرد کمال خان دکنی سر سر نوبت اور لشکرکشی امیر قاسم برید
ترک نے انتشار پایا نیمراج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو جیسا کہ گذرا محاصرہ کیا اور ساتھ عہد اور امان کے متصرف ہوا
اور جو کہ لشکر اسمعیل عادلشاہ کا کمال خان دکنی سر سر نوبت سے پراگندہ ہوا اور اپنے معتمد سے کوئی نہ رہا لہذا
سنہ ۹۲۷ نو سو ستائیس ہجری میں اسکی استخلاص کی گردن نہ پھیرا اور فکر میں اسکی نہ پڑا اور اسکے بعد کہ امرا اطراف و
جوانب سے اسکی درگاہ میں حاضر ہوئے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کی دستبرد سے برآوردہ کیا اور حسب عدالت شعار
عین موسم برسات میں قلعہ رائچور اور مدکل کی استرداد کیواسطے دار الخلافت بیجاپور کیطرف نہضت فرمائے
اور نیمراج یہ خبر سنکر معہ لشکر قلیل بطور تاخت اسطرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کی کنارے ڈیرا کیا اور تھوڑی
عرصہ میں اقصائے بلاد کہتر لہ اور اس حدود کی راجہ کہ غائبانہ اسکی اطاعت کرکے حاضر نہوئے تھے لیکن اسکو معترف تھے
تمام مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور افواج بیشمار اور جم غفیر اسکے شریک ہوئے غرضکہ جمعیت اسکی پچاس ہزار
سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور اسمعیل عادلشاہ نیمراج کی تاخت اور دریائی گھاٹوں پر قبضہ کرنے
اور جوار سے کی اتفاق سے کہ ساتھ کفار کی یکدل اور یکزبان ہوئے تھے چاہتا تھا کہ اس سال فسخ عزیمت کرکے
اور وقت پر منحصر رکھے لیکن چونکہ سامان سفر مہیا کر کے سراپردہ باہر ایستادہ کئے تھے اور بعضی مقربونکی تحریص
و ترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اسطرف روانہ ہوا اور معہ سات ہزار سوار نامی کہ اکثر غریب تھے لب
آب کشنہ کی اردو کے مقابل سراپردہ خسروی اوج فلک پر بلند کیا اور چند روز خرگاہ شاہانہ میں بستر استراحت
تکیہ کر کے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض تغافل اور تساہل میں ڈالا اور جسوقت کہ باران ترشح کرتا تھا چند ساغر مے
گلگون سے لبریز کرکے پیتا تھا اسی درمیان میں ایک دن کہ زوق ہوا میں چند پیالہ شراب کی پیکر سر خوش تھا
اسکی لبیں پردہ سے یہ بیت با آواز موزوں دلکش پڑھی **بیت** خیز در کاسہ زر آب طربناک انداز پیشتر زانکہ
شود کاسہ سر خاک انداز شاہ فوراً پردہ تردد سے خاطر کو برآوردہ کر کے بزم عیش و عشرت کی آراستگی میں
عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس کی بموجب پری پیکران گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن غرق جواہر ہمہ تن دلبری میں
چالاک شوخی و عشوہ گری میں بیباک کہ طرز دلربائی سے طیلسان ہوش دوش عقل سے کھینچا دیں اور گانے والیاں
شہرہ آفاق گانے میں مشاق خوش آواز نغمہ پرداز انسان تو کیا فرشتہ مقرر کی گائی ہوش و حواس [illegible] کر سے دو
ندیمان بذلہ گو لطیفہ سنج حواشی بساط میں جمع ہوئی جب تجرع اقداح طرب حد سے گذرا اور پیمانہ کیفیت نشاط کا

اس مرتبہ ہوا آنحضرت نے فلک جیسے روز دریا سے عبور چاہا ہے ہستانہ وار قطرہ کو ڈالکر آرکان دولت سے استفسار فرمایا کہ سید و نکو تیار نہیں اسقدر درنگ کا کیا سبب ہے انہوں نے عرض کی کہ تین سو سید چرم گرفتہ موجود ہیں اور مابقی چندروز میں تیار ہوکر موجود ہونگی جہانبان عدالت نشان نے نشاء کی ترنگ اور شراب کی مستی مین دریا کے عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل بایک زاپر کہ مست تھا سوار ہوا اور بغیر اسکے کہ کسیکو اپنی مافی الضمیر سے مطلع کرے تفرج آب اور گشت کی بہانہ دریا کی کنارے گیا اور جو کہ اکثر روز جنگ اُس فیل پر سوار ہوتا تھا سپاہ اسلام مضطرب ہوکر سوار ہوئی اور آب ملیغار فوج لیکر روانہ ہوا جب ایک فرسنخ لشکر خصم کی مقابل سے دور ہوا ایکبار کی اظہار ارادہ کرکی حکم دیا کہ آدمی فیلوں پر سوار ہوکر عبور کریں اور گھوڑونکو ان سید ونمین کہ چمڑی سے مڑھکر تیار کئی ہیں اتاریں اور جو عقلا یا ور نکرتی تھی کہ فیل اس آب قہار مین کیونکر گذر کر نیگا لوگ حیران ہوئی اور کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادلشاہ نے کہ عنان تحمل کف اختیار سے دیکے تھے اعتراض ہوکر بولا کہ کاوہ فریدون بھی دجلہ بغداد سے بزور کشتی لیگیا تھا مجھ بھی اسکی پیروی درکار ہے جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا پار ہے یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہو گیا حافظ حقیقی کی صحیح سالم اُس بحر زخار سے پار اُتارا اور ہاتھی بھی کہ انکی عدد دو سو سے کم نہ تھی اُس بجہ گرداب تلاطم سے پار ہوئی اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سید ونمین بٹھائی دو دفعہ عبور کرکی پھر جاتی تھی کہ اور آدمی بھی عبور کریں اس درمیان مین افواج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان اور بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چلی تھی اسپان تازی نژاد پر سوار ہوئی اور صفوف جدال آراستہ کیں لیکن اہل اسلام دو ہزار اور جمعیت کفار تیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادی سے کم نہ تھی باوجود اسکی جو اسمعیل عادلشاہ نائرہ حرب کی اشتعال مین مصر اور مجد تھا مغل جنگ مین یکدل ہوکر محاربہ مین مشغول ہوئی تلوار چلنی لگی اور ہزار جوان دشمنوں کیطرف کی بزور حرب کرکی خاک مذلت پر ڈالے اور اور سکمنت رائی سپہ سالار رای بیجانگر کو شربت فنا چکھایا غازیوں نی بہادری اور پہلوانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا آخر کو صدمہ توپ و ضرب زن اور بندوق اور جزال وغیرہ آلات آتشبازی سی عاجز ہوئی ایکہزار پانسو غازی درجہ شہادت کو پہونچی اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئی جو کہ ناو بیڑا نہ تھی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا جی چھوٹ گیا ناچار سوار و پیادہ فراہم ہوکر با امید نجات گھوڑی اُس بحر زخار میں ڈالی نہنگ اجل کی منہ میں چلی اسطرف ترسون بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمعیل عادلشاہ تھی خواہی نخواہی اُسکی فیل کو معرکہ سے پھیر کر پانی کیطرف روانہ ہوئی جو کہ وہ پانی پایاب تھا اسمعیل عادلشاہ اور سات جوان تاجپوش کی سوا باقی ہاتھی اور راکب مرکوب تمام بحر فنا مین غرق ہوئی اور ایسا حادثہ عظمی کتب تواریخ مین کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنی لشکر سے ملتفت نہوکر ایسی دشمن قوی سے مقابل ہوا اور جمیع دولتخواہونکو بحر فنا مین غرق کرکی خود بھی بہ محنت و مشقت تمام ساحل نجات کو پہونچی بیت

یہ بین یک جرعہ در طاس شرابی * کہ طوفی ہست از بحر خرابی

شاہ نے طریق مشورت اسد خان لاری سے کہ ساتھ کسی تقریب کی اس سے پیشتر حرف اُسکا مذکور ہوا تھا درمیان مین لاکر صلاح دولت استفسار کیا اسد خان لاری نی مین خدمت کو بوسہ دیکر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نی لغزش کھائی عنان عزیمت دار الخلافت بیجاپور کیطرف معطوف کریں اسواسطی کہ رای بیجانگر بہ شوکت و کثرت خیل و حشم تمام رایان ہندوستان سے ممتاز ہی اور شاہان بہمنیہ باوجود وسعت مملکت اور بسط ولایت از روی کمال حزم و ہوشیاری اُمرا نواح کی لشکر کی ساتھ مقابلہ کیواسطی

اقدام ہوئیں کرتے اب مخلصان یکرنگ اور دولتخواہان یکجہت یہ صلاح دیکھتے ہیں کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے ابواب مصادقت مفتوح رکھکر نسبت خویشی اور پیوندگی درمیان میں لاویں اور بعد موافقت یکدیگر امیر قاسم برید ترک کو کہ محرک سلسلۂ فتنہ و فساد ہے اسکی تادیب اور تنبیہ کریں قلعہ رایچور اور مدکل کی تسخیر میں کوشش کریں اور کفار غدار سے سہل ترین وجوہ سے انتقام لیں۔ الغرض شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک کمند تسخیر کنگرۂ قلعہ رایچور اور مدکل پر نہ ڈالوں مجالس شراب و نشاط مجھپر حرام ہے اور ثقات روایت سے میں نے سنا ہے کہ آنحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی اور جبتک قلعہ رایچور اور مدکل فتح نہوا شرب شراب اور اکل کباب کیطرف رغبت نفرمائی اور انقضاے ایام حیات مستعار تک ایسا نہ کیا کہ اثر تلف بدخو کا مغلوب ہوکر اثر مستی کا اس سے ظاہر ہوے اور اُسی چندروز کی عرصہ میں خسرو دکن نے اسدخان لاری کی فہمایش کے بموجب ساحل آب تشنہ سے کوچ کیا اور اپنے مقر خلافت میں داخل ہوا اور اسدخان لاری کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور اضافہ منصب و جاہ سے بھی سرفراز کرکے پایہ اُسکی امارت کا بہت بلند کیا اور اُسکی صلاح کے موافق برہان نظام شاہ بحری سے بنیاد مصادقت ڈالکر سید احمد ہروی کو کہ قبل اس سے برسم رسالت ایران کیطرف گیا تھا قواعد وداد و اتحاد کے استحکام کیواسطے بلدۂ احمدنگر میں بھیجا اور اس سبب سے کہ شاہ طاہر علیہ الرحمۃ سیادت پناہ کے ساتھ سابق سے تعرف اور رابطۂ آشنائی رکھتا تھا اُسکی قدوم کو اعزاز و اکرام سے مقرون رکھکر باتفاق ارکان دولت اُس دولتخانہ سے برہان نظام شاہ بحری کی حکم کے موافق استقبال کو گیا اور رسوم عرفی بجالاکر باحسن وجہ برہان نظام شاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد چندروز کے کہ دونوں شاہ کے درمیان میں رسل و رسائل متواتر ہوئے پھر شاہ طاہر اور اسدخان ہروی صدر کی سعی کے سبب قصبہ صدلاپور میں کہ اب شولاپور مشہور ہے دونوں سریر آراے دکن آپس میں ملاقی ہوئے قواعد اتحاد اور دوستی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی شب سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری میں حضرت قدسی مآثر شاہ طاہر نے دائرہ شاہ عدالت پناہ میں تشریف ارزانی فرمائی اور مجالس ہمایونکو رشک فردوس بریں کیا اور وہ خسرو فریدون فر اُس روز باتفاق اپنے خلف الصدق شاہزادہ ملوخان کی محلسرا سے چند قدم رنجہ فرماکر مراسم استقبال بجالایا اور لوازم ضیافت بھی خوب ترین وجہ سے پیش پہونچا کر زبان مبارک سے فرمایا کہ جسوقت ایک ایلچیوں یا خلفاء تمھارے سے مجھ ایسے درویش کے مکان پر تشریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہئے تا حقوق محبت اور مہربانی وقوع میں آوے شاہ مقام فروتنی میں ہوا اور کلام محبت التیام بیان کرکے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تشفی ہوا اور اُسیوقت اُسی مجلس میں حرف وصلت اور پیوند کا درمیان میں لایا اور جو وہ حرف عین مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول کرکے شاہ کو مسرور اور خوشوقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی ہے اُسیطرح سے جشن شادی کو ترتیب دیکر خلوت نشین سراپردۂ عظمت مریم سلطانی بنت یوسف عادلشاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق اختر تابندۂ جہانداری برہان نظام شاہ بحری سے ہمقران کیا اور جانبین سے بانواع تحف و ہدایا مراسم مواحدت اور مراودت عمل میں آئی اور دوستی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و پیمان درمیان میں لائے اور فائز المرام اور دوستکام اپنے مقر کیطرف مراجعت کی لیکن جو قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان برادر خواجہ دکنی کو کہ کمال خان دکنی نے تھے

مریم سلطان کو جاگیر دیوین جب اسمعیل عادلشاہ نے نہ دی اور لیت ولعل کیا اس قرابت سے کچھ اثر پیدا نہ کیا
بلکہ جاگیر منجر بدشمنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج جرار بعزم
رزم نکلا اور سولاپور میں پہونچکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت کے
اسمعیل عادلشاہ باوجودیکہ جانتا تھا کہ دونوں بادشاہ چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہیں
قادر ذوالجلال کے افضال پر توکل کرکے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خو ہمراہ لیکر غنیموں کی مدافعہ کو آ پہونچا
اور جب دونوں غنیموں نے کسی کو حرب پر آمادہ نہوا اور وہی غنیم کی دو کوس کی فاصلہ پر چالیس روز تک فرو کش رہا اور جب
اکتالیسویں دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اسی دن نظام شاہ بحری صف آرا ہوکر
قلب میں مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمعیل عادلشاہ نے
بھی میدان نبرد میں جولان ہوکر [illegible] کو علاء الدین عماد شاہ کی مواجہہ کو اور ترسوں بہادر کو امیر قاسم برید کے
مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب میں قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز مغل
داہنی طرف اور مصطفی آقا کو ہزار سوار سے بائیں طرف مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ جسطرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو
جب صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئی فوج ملنگی تلوار چلنے لگی مثنوی برآمد خروشیدن گیر و دار
درآمد بسر سہاز ان روزگار * ز خون یلان خاک آغشتہ شد * تو گفتی زمین ارغوان کشتہ شد * پہلے اسد خان نے بنفس
نفیس شیر [illegible] ببر دمان کی مانند علاء الدین عماد شاہ پر بطور تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر
بھوار میں دم لیا اور ترسوں بہادر نے بحملہ شیرانہ امیر قاسم برید ترک پر عرصۂ جنگ تنگ کیا اسکا بھی پای ثبات
زمین کین سے ہلگیا پسپا ہوکر بیدر کیطرف راہی ہوا لیکن ابتک اسمعیل عادلشاہ اور نظام شاہ بحری گرم دغا تھے
کہ ناگاہ مصطفی آقا اور خوش کلدی آقا دونوں پہلوان مع تیر اندازان چابک دست برآمد ہوئی اور نظام شاہ بحری کو
حلقہ میں خط پرکار کیطرح گھیر کر تیر باران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسد خان لاری نے
تعاقب کرکے اسکا علم دولت اپنی قبضہ میں [illegible] الیس ہاتھی اور توپخانہ عادلشاہ کی اتالیقوں کی ہاتھ آئی بنگاہ لٹ گئے
اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادلشاہیہ اور نظام شاہیہ کی درمیان واقع ہوئی اور قلعہ شولاپور اور ساڑھے پانچ
پرگنہ جو اسمعیل عادلشاہ نے مریم سلطان بنت یوسف عادلشاہ کو دینے کا اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا
پھر اسمعیل عادلشاہ ومانسی با فتح وظفر مع فوج ولشکر بلدہ بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور دارالخلافت میں منشاء کے
حکم کی موافق ایک مہینا کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند ہوئی صدای عیش وطرب تا گوش زہرہ ومشتری بلند رہی پھر
شہریار والا اعتبار قدر دان محظوظ ہوا ارکان دولت وزیر وامیر وپہلوانان وسپہ سالار نامی کو خلعت ہای فاخرہ سے
ممتاز کرکے زر وجواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اقتدار کیا اور اسد خان لاری کو پانچ فیل کوہ تمثیل اور کچھ ہاتھی خرد
خلعت کی علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری کی لوٹ آئی تھے مرحمت فرمائی اور کل سپاہ کی تنخواہ اور مرسومات مضاعف
کرکے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا ۹۳۳ھ نوسو تینتیس ہجری میں عماد شاہ سے لڑا
اور اسی شکست دیکر نہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو ہمراہ لیکر بقصد جبر شکست سابق بیجاپور
کیطرف متوجہ ہوا ادھر سے یہ خبر سنتے ہی اسمعیل عادلشاہ لشکر خونخوار لیکر اسکے مقابلہ کو چلا مبیر کوہ راہ طے ہوئی تھی

کہ فوج غنیم سے جنگ عظیم ہوئی آخر مرتبہ حریف دغا شعار یعنی برہان نظام شاہ بحری پشت معرکہ میں دیکر فرار
ہوا اور خواجہ جہان دکنی اور بعض امرای اسکی دستگیر ہوئی اور اسد خان لاری نی جوالی پرندہ تک پیچھا کرکی بیس
ہاتھی نامی کہ ایک انمین سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا دستیاب کئی اور اسمعیل عادل شاہ نی ان
تمام فیلون کو سوای فیل تخت کی کہ الہ بخش اسکا نام رکھا تھا اسد خان لاری کو امداد فرمائی اور اپنی زبان مبارک سے
فرزند کہا اور اسی سال کہ سنہ ۹۳۴ نو سو چونتیس ہجری تھی اسمعیل عادل شاہ نی اسد خان لاری کی ہدایت سے
علاء الدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ اورجان میں ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ جو مسماۃ خدیجہ سلطان تھی
اسکی ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کی درمیان میں لاکر ہر ایک اپنی مقر دولت کیطرف روانہ ہوئی
اور سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اسکا اپنی مقام میں مذکور ہوگا برہان نظام شاہ بحری کی
ولایت پر مستولی ہوا اور اسمعیل عادل شاہ حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور دو لاکھ ہون
امیر قاسم برید ترک کی ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطی ارسال فرمائی اور بعد از روانگی بہادر شاہ گجراتی کے
مملکت دکن سی مع لشکر مذکور بیجاپور کیطرف ایا اسمعیل عادلشاہ کی سمع مبارک میں پہونچایا کہ امیر قاسم برید
ترک ان امراکو جو اپکی رفاقت میں تھی اور اب برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطی مامور ہین انھین تکلیف کرتا تھا
کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور جاکر اسمعیل عادل شاہ کو مقید کرین اور ولایت کو برادرانہ تقسیم کرین یہ سنکر
اسمعیل عادل شاہ نی امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور سنہ ۹۳۶ نو سو چھتیس ہجری میں
ایلچی کاردان برہان نظام شاہ بحری کی پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بی ادبی اور مکر و فریب نے
حد سی تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتی ہین کہ اسنی مکرر سلطان قلی قطب شاہ اور بیجانگر کی راجاؤن سے
دمساز ہوکر کیا کیا فساد برپا کئی اور یہ مخلص طرح دیکر اسکی گناہ معاف کرتا رہا لیکن اندنون میری رای صوابت پیرای
اسکی دفع شر پر کہ واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہے عازم و جازم ہوئی ہی کسواسطی کہ بھیڑئی کی ساتھ
ملائمت اور سانپ کی ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہی قطعہ نکند از درندگی توبہ * گرگ تا نشکنند دندانش
کی کند مار ترک زخم زدن * تا نکوبند سر بسندانش * اگر رای دوستان اخلاص گزین کی اس امر میں شریک ہوکر
رخصت تادیب کی تنبیہ اسکی احسن وجہ سی کیجاوی جو برہان نظام شاہ بحری اس عرصہ میں اسمعیل عادلشاہ
احسان اور امداد کی باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کی خرخشہ سے مطمئن نہ تھا اسواسطی دم
موافقت سی مارکر کہا کہ جو شی عدالت پناہ کی خوشنودی اور خرسندی کی موجب ہووی یقین کہ غرض مدعای
محبان صادق الوداد وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور اور مبتہج ہوئی اور نہایت اعزاز و اکرام سی
رخصت انصراف پائی اور ملازمت میں پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشروحا مسامع فیض مجامع میں پہونچایا
اور اسمعیل عادل شاہ فرصت غنیمت شمار کرکی بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر
کیطرف روانہ ہوا اور امیر قاسم برید ترک کہ بڑھاپی کی سبب آنکھونسی کم دیکھتا تھا تماچی بہن کی بہ مشورہ کہ
اسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت اپنی بڑی بیٹی علی برید اور دوسری فرزندونکی رجوع کرکی خود کسیطرف روانہ ہوا
اور اسمعیل عادلشاہ نی احمد آباد بیدر میں پہونچکر قلعہ کو خاتم وار احاطہ فرمایا اور اسکی تسخیر پر ہمہ تن مصروف ہوکر

پہونچے اور لقب چاروں طرف سے پہونچائی اور امیر قاسم برید ترک کی اعوان کہ شجاعت و بہادری میں مشہور تھے
شہر سے برآمد ہوکر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کی بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ میں تھے لڑ بھڑ کر سلامت نکلجاتے تھے
اور جب خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ انکی کمک کو آیا تھا پہونچی امیر قاسم برید کی فرزند پھولکر
جامہ سے باہر ہوئی اور ازراہ خیرگی پانچ ہزار دکنی کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہوکر صف قتال آراستہ کی
مشغول ہی خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اسکے تین بھائی تھے ہر ایک اپکو لشکر کی
برابر تصور کرتی تھی ایک میرزا جہانگیر قمی کی لڑائی میں مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھی اسنے روز افواج کے سامنے آنکر اسمعیل
عادلشاہ سے مبارزت طلب کرتی تھی اور کہتی تھی کہ مردی اور مردانگی وہ ہی کہ عمرو زید کی اعانت دشمن سے لڑے
اسمعیل عادلشاہ اس طعنہ سے طیش میں آیا بلکہ شعلۂ غضب سے افروختہ ہوکی لال ہوگیا اور بنفس نفیس خود عزم
رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربونکی منع کرنے سے ممنوع نہوا لشکر کو جمع کرکے با خاطر پریشان میدان
وغا کیطرف روانہ ہوا اور وہ دونوں مرگ رسیدہ خود سر باری باری میدان جانستان میں عدالت پناہ کے
مقابل آئی اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جانبازونکو دکھاکر اپنی خاک ہستی کو باد فنا سے برباد کیا
دوست و دشمن باواز بلند یوں ثناخوان تھی کہ اس تاجدار نے ان دونوں خود سرونکو سر میدان کسطرح مار لیا
الغرض اسمعیل عادلشاہ خراماں خراماں اپنے لشکر میں آیا اسد خان لاری اور بھی امرانے اسکی رکاب کو بوسہ دیکر
زر و جواہر نثار کیا اسی درمیان میں ایکطرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار ہوئی اسمعیل عادلشاہ
اسد خان لاری کو اسکی مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ کے
سواجہہ کا امر قرار پایا اسد خان لاری ایکہزار اور پانسو سوار مغل لیکر برق لامع کیطرح قطب شاہیوں پر
حملہ آور ہوا انکی خرمن جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی
چار سو مردونکی سر افشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کی دروازہ تک پسپا کیا اور اسمعیل عادلشاہ نے بعد
اس فتح کی اسد خان لاری کو آغوش عاطفت میں لیکر عنایات گوناگوں سے ممتاز کیا اور زر و مال سے
بے نیاز کیا اور قلعہ کی محاصرہ کی بارہ میں زیادہ تر اہتمام کرکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید یہ اخبار
سنکر مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہوکر اپنے بھانجے محمود خان کو اسکی پاس
بھیجکر التماس قدوم کی تو شفیع تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ ماہری اور
ماہور اسکی قبضہ سے برآوردہ ہوا تھا اپنے کام میں حیران تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو اسمعیل
عادلشاہ کی ملاقات کا وسیلہ کرکے بر سبیل تعجیل احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادلشاہ کی
استرضای خاطر کیواسطے اسکی قلعہ میں دوبارہ نہ گیا اور لشکر عادلشاہیہ ایک فرسنگ کی فاصلہ پر فرود کش ہوا
اسمعیل عادلشاہ ایک جماعت مخصوص سے اسکی اردو میں گیا وہ لوازم تہنیت قدوم بجالائی اور علاء الدین
عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دیکر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات آنحضرت
ہی لیکن سفارش گناہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہی عدالت پناہ نے فرمایا جو اس معرکہ میں اکثر بہادران
قدیم کام آئی ہیں جبتک انتقام انکی خون کا نہ لوں آپ صلح کی تکلیف نکریں جب علاء الدین عماد شاہ نے

عدالت پناہ کو اس بارہ میں مصر اور سنجیدہ پایا پھر دوبارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسمعیل عادلشاہ نے ایک
ہفتہ اپنے دائرہ میں اسکی مہمان کیا اور دعوت کا سامان کر کے جشن عالی ترتیب دیا پیشکش لایق گذرانی امیر قاسم برید
ترک نے جب سنا کہ اسمعیل عادلشاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ملتمس میں دست رد مارا مضطرب ہوکر اور گریہ کرتے
ایلغار کر کے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر گیا اور کہا جو میں نے ہاتھ توسل کا تیرے دامن میں مارا ہے وظیفہ
حمایت کا یہ ہے کہ جس طور سے ممکن اور میسر ہووے حرف صلح کا درمیان میں لاکر میرے فرزندوں اور متعلقوں کو محاصرہ سے
نجات بخشے علاء الدین عماد شاہ نے جواب دیا یہ امر بغیر اسکے کہ قلعہ احمدآباد بیدر اسمعیل عادلشاہ کے سپرد کرے
صورت قبول نکریگا امیر قاسم برید ترک کو یہ امر ناگوار ہوا اپنے لشکرگاہ میں جو ایک فرسخ لشکر علاء الدین عماد شاہ سے تھا
بھاگ گیا اور دشمن قوی سے اندیشہ نکر کے عیش و طرب میں مشغول ہوا اور آدمی اسکے کہ صعوبت سفر سے خستہ اور
عاجز ہوئے تھے استراحت میں مصروف ہوئے چند لوگوں کے سوا پاسبانی میں قیام نکرتے تھے اور وہ بھی بمقتضائے
الناس علی دین ملوکہم فراغت و عشرت میں مشغول ہوئے قضارا جب اس دن خبر وصول امیر قاسم برید ترک کے
اسمعیل عادلشاہ کے سمع مبارک میں پہونچی وہ رات ظلمت سرشت ایسی تھی کہ زنگی سیہ فام تیرگی اس سے استعارہ
کرتا تھا اور آواز گرج کی دہشت سے راہ سامعہ گم کرتی تھی اسد خان لاری کو ساتھ ایک جماعت سخت ترک کے
شبخون کے واسطے تعینات کیا اسد خان لاری جب امیر قاسم برید ترک کے اردو کی اطراف میں پہونچا اور آواز
ایک متنفس کی اسکے گوش زد نہوئی عطف عنان کر کے آدمیوں کو دست اندازی سے منع کیا چند جاسوس خبر
لینے کے واسطے بھیجے اور انھوں نے آنکر خبر پہونچائی کہ کوئی شخص لوازم حفظ و ہوشیاری میں قیام نہیں رکھتا اور امیر
قاسم برید ترک اور اسکے پاسبان مست و مدہوش پڑے ہیں اور چند دستار اور تلواریں امیر قاسم برید
ترک کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے اٹھالائے اسد خان لاری نے لشکر اپنا فوج غنیم کے کنارے ٹھہرا کر کے فرمایا
کہ جبتک لشکر خصم میں شور و ہنگامہ برپا نہووے تم ہرگز حملہ آور نہونا دم بخود رہنا یہ کہکر خود بیس جوان یکدل
و یکزبان لیکر پیادہ پا مع پچاس پیادہ جرار دربار قاسم برید ترک کیطرف متوجہ ہوا دیکھا کہ ظروف
شراب اور جام مدام ہر طرف افتادہ ہیں اور پاسبان حریف ہر ایک ساتھ وضع غیر مکرر کے کثرت
بنگ اور بوزہ اور شراب سے خواب غفلت میں بدمست ہیں اسد خان لاری نے اس قسم کے متوالوں کا قتل
کرنا مروت سے بعید جانکر کچھ پیادہ انپر مقرر کئے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص انمیں سے ہوشیار ہوکر سرکشی کرے
اسکا سر تیغ بیدریغ سے جدا کر کے خاک مذلت پر ڈالیں اور خود مع جماعت دلاوران اس خیال سے پیشتر روانہ ہوا
کہ امیر قاسم برید ترک کی سراپردہ میں جاکر اگر ممکن ہوا اسے زندہ دستگیر کروں یا اسے تہ تیغ کر کے سر اسکا جدا
کروں یہ کہکر اسد خان امیر قاسم برید کے خیمہ میں در آیا و ناگے مرد و زن کو باہر کی جماعت سے بھی بسوز رجہ بدتر
پایا یعنی کیا دیکھتا ہے کہ سرحلقہ رندان جہان امیر قاسم برید ترک مکان کے گوشہ میں چارپائی پر کہ جسکو باصطلاح
دکن پلنگ کہتے ہیں مست و مدہوش سوتا ہے اور ارباب نشاط اور بعضے گویوں نے شرب شراب کی کثرت سے
قے کی ہے اور کچھ سر و پا سے بیخبر ہوکر ہر ایک ایک وضع پر افتادہ ہیں اسد خان لاری نے اپنے یاروں سے کہا کہ قتل کرنا
ایسے آدمیوں کا آسان ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ہم اسی اسیوضع سے مع پلنگ اٹھاکر بادشاہ کے روبرو لیجاویں اور کسی

ایک چراغیوں میں سے کہ جسے دکن میں لوکی والے کہتے ہیں اور پاسبانی اور حراست ساتھ انکے متعلق رہتی ہے اُسنے ہوشیار ہوکر چاہا کہ شور مچاؤں اسد خان لاری نے چابک دستی سے ایسا حربہ اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا
الغرض یہ جب اپنی فوج میں پہونچے یہ اظہار کیا کہ ابھی شب دو پہر باقی ہے اگر ہم قتل و تاراج میں مشغول ہونگے مسلمان کافر سے تمیز نہو گی صبح تک ایک جماعت کثیر اہل اسلام سے ضائع ہو گی اب کہ گوہر مقصود دستیاب ہوا اسقدر یہ ہے کہ شبخون کی فسخ عزیمت کرکے اس صید کو خداوند جہان کی خدمت میں لیجاویں سبھون نے یہ رای پسند کے اور امیر قاسم برید ترک کی چارپائی کے ساتھ روانہ ہوئے ابھی نصف راہ طے ہوئی تھی کہ قاسم برید خواب مستی سے ہوشیار ہوا اور آپکو عجیب حال میں دیکھا لشکر جن کا خیال کرکے طرفہ فریاد ملبند کی اسد خان لاری اسکے روبرو آیا اور تسلی دینے کے بعد یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سپاہ جن نہیں بندہ اسد خان لاری ہے اور تمام سرگذشت آغاز سے انجام تک بیان کی پھر زبان سرزنش اور ملامت میں کھولی کہ دشمن کی جوار میں رہنا اور ایسی سر و سامان میں اس کثرت اور رسوائی سے شراب پینا کیا معنی رکھتا ہے امیر قاسم برید ترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب نہ دے سکا خاموش ہوا پھر اُسے لیکر صبح کیوقت اسمعیل عادلشاہ کی ملازمت سے مشرف بار ہوکر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور مفتخر ہوا اور اسمعیل عادلشاہ نے امیر قاسم برید ترک سے استفسار فرمایا کہ اس مکر و فساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم برید ترک نے ہرگز جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا اور اسمعیل عادلشاہ نے اُسے اسد خان لاری کے سپرد کرکے فرمایا کہ اسے بارعام کیوقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسمعیل عادلشاہ نے مجلس عالی ترتیب دیے اسد خان لاری اشارہ عالی کے موافق امیر قاسم برید ترک کو طوق و زنجیر میں بسلسل اور مطوق کرکے حضرت کے روبرو لایا اور اسمعیل عادلشاہ نے اُسے دو ساعت دھوپ میں ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین میں ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب سکہ و خطبہ کو خوابگاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اٹھا لیجاویں اور فیل و حشم اُسکا کمال غفلت سے اُسکے کام نہ آوے بہت کم نظر آیا بیت چنین عجائب عالم بسا لہای دراز نہ گوش شنید و نہ چشم دوران دید اور جو کہ اسمعیل عادلشاہ نہایت اُس سے آزردہ تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلاد تلوار کھینچکر مرگ ناگہان کیطرح آیا اُسنے عجز و زاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادلشاہ کے عہد سے خسرو گیتی ستان کے زمانہ تک مجھسے بے ادبی اور جسارت بہت واقع ہوئیں اب میں اپنے گناہ کا معترف ہوکر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہوں اگر حضرت سلیمان مکان جان کی امان دیں تو قلعہ احمد آباد بیدر کہ کمند تسخیر کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفات پر نہ پڑی ہے مع خزائن و دفائن سپرد کرتا ہوں اسمعیل عادلشاہ نے بمقتضای العفو زکوٰۃ الظفر اُسکی حاجت روا کی اور امیر قاسم برید ترک نے آدمی اپنے فرزندوں کے پاس بھیجکر انھیں قلعہ سپرد کرنیکی تکلیف کی انھوں نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نود سالہ ہوا اور تیرا آفتاب عمر موت فنا کے قریب پہونچا ہے چند روز معدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دینا عقل دور اندیش سے بہت بعید ہے اور اس جملہ سے انکا مطلب یہ تھا کہ وقع الوقتی کنجی گھڑی میں گھڑیال ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور متعاقب اُس آدمی کے ایک معتمد مخفی بھیجا کہ اگرا و ضاع اور اطوار سے معلوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہیں ہے

وہ مرد انکا اضطرار سمجھکر منزل مقصود کیطرف راہی ہوا اور جب وہان پہونچا امیر قاسم برید ترک کو پیغام کیا
کہ علی برید اور تیرے اور فرزندون نے مجھے بھیجا ہے اگر کام اس وقت سے بر آمد ہو تو مستعد تفویض حصار کے ہو ناکہ ہم
نہیں چاہتے کہ سیطور کا آسیب تجھے پہونچے امیر قاسم برید ترک باطن مین مطمئن ہوا اور بسبب ظاہر اپنے بیٹونکی شکایت سے
اور جسوقت کہ مجدداً پھر اسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور ایک فیل مست کو لائے کہ تا اسے اسکے دست و پا کے نیچے
ڈالکر پامال کرین امیر قاسم برید ترک نے بعجز وزاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے فلان برج کے مقابل کہ میرے
فرزندونکا نشیمن ہے لیجاکر ایستادہ کرو تو مین خود اصالتاً انسے گفتگو کرکے اس مقدمہ کو فیصلہ کرون اور جب ایسا
کیا اسکے بیٹون نے باپ کو برہنہ سر اور ہاتھ پس پشت بندھے دیکھے بولے ہم ایک شرط سے قلعہ سپرد کرتے ہین
کہ اسد خان لاری آنکر فلان دروازہ کے باہر ایستادہ ہووے اور ہمسے عہد کرے کہ کوئی شخص متعرض تمہارے زن و فرزند کے
حال سے نہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تمہارے تفتیش مین نہ بھیجینگے جو چاہین مال و زر سے باہر لیجاوین
اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہمارے ہی معاف رکھیں تو ہم ابھی قلعہ خالی کر دیتے ہین اسمعیل عادلشاہ نے انکی
عرض پذیرائی اور اسد خان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جاکر بیٹھ خبردار کوئی شخص ہماری فوج کا قاسم برید
ترک کے اہل و عیال سے متعرض نہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جواہر نفیسہ اور مرصع آلات شاہان بہمنیہ
اور نقود احمر یعنی طلائی عورتونکے سپرد کیا تو زیر برقع چھپا کر نکلجاوین اور اسمعیل عادلشاہ اسی دن قلعہ مین داخل
ہوا اور شکر الٰہی بجا لاکر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملو خان اور ابراہیم خان کو اسد خان
لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ نہ آیا پھر ایک ساعت کے بعد
شاہزادہ عبداللہ اور علی کو علاء الدین عماد شاہ کی طلب مین روانہ کیا علاء الدین عماد شاہ نے اسکی ملتمس
قبول فرمائی اور شہزادونکے ہمراہ جب اس مقام سپہر احتشام کے قریب پہونچا صاحبقران کشورستان نے
دروازہ تک استقبال فرمایا اور مجلس انس کو اسکی وجود فائز الجود سے زیب و زینت بخشی اور اس بادشاہ کے
حضور تمام ذخیرہ اور قلعہ کا خزانہ جواہر اور مروارید اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صحنہای فغفوری اور بھی
اقمشہ اور امتعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد ازروی یکجہتی علاء الدین عماد شاہ کے ملاحظہ مین درلایا کہ جو شے خوش
اور پسند آوے اسے قبول فرمائیے اسنے ہاتھ بڑھا کر ایک عنبرچہ مرصع اٹھایا اسکے بعد اسمعیل عادلشاہ نے
اسد خان لاری کو حکم کیا کہ نقد و جنس و مال سے تین لاکھ ہون علاء الدین عماد شاہ کے ملازمونکو تسلیم کرا اور ایک
لاکھ ہون ملو خان اور الوخان اور ابراہیم خان اور عبداللہ خان شاہزادونکو دیوے اور خود بھی انکی موافق لیوے
اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلی اور مشہد مقدس مین جاکر زائرونکو
تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم و فضل اردو اور شہر بیجاپور کو پہونچاوے اور علاوہ اسکے
بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کئے اور باقی سپاہ پر تقسیم کرکے ایک حبہ اور ایک دینار خزانہ مین نگاہ نرکھا
اور ہاتھ اور دامن جھاڑ کر اس مجلس سے برخاست کیا منقول ہے کہ اسدن مولانا شہید شاعر قمی کو جو
کمال علم و فضل مین کہ تعریف و توصیف سے مستغنی اور مبرا ہے آراستہ و پیراستہ تھا اندنون گجرات سے آیا تھا

[illegible]

اُٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی کہ میں اُس روز کہ
گجرات سے درگاہ کیطرف متوجہ ہوا تھا آج سے تجھ میں دو چند قوت تھی اگر شاہ سخن پرور نکتہ فہم از راہ ذرہ پروری
بعد چند روز کی کہ نحیف میں توانائی عود کرے اس خدمت روح پرور میں سرفراز فرماویں عواطف خسروانی سے
بعید نہو گا شاہ نے لب تبسم شیریں سے کھولی اور فرمایا تو نے یہ مصرع نہیں سُنا مصرع کہ آفتہا ست در تاخیر
وطالب رازیان دارد ﴿ چاہئے کہ دو مرتبہ خزانہ میں جا اور جسقدر تیرے ہاتھ سے اُٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی
نکرے جب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر عبودیت زمین پر رکھکر شگفتہ وخنداں دربار سے
اُٹھا اور دو مرتبہ خزانہ میں جاکر پچیس ہزار ہون طلائی اُٹھا لایا جب خازن نے یہ خبر بادشاہ کی سمع ہمایوں میں
پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ میں قوت نہیں رکھتا اس مقولہ سے آنحضرت کی نزاکت طبع اور قوت
کلام اور فہم ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہے کسواسطے کہ اس کلام سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور
عالی ہمتی دونوں صاحب فہم کو ثابت اور محقق ہوتی ہیں اور اُس مجلس میں کہ شاہ کا دریائے سخاوت موج زن
تھا شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم برید ترک کی قصور معاف فرمائی اور اُسے اپنے امرا کی
سلک میں منتظم کیا اور ولایت کلیان اور اودگیر اور اُسکی جمیع پرگنات قدیم تخت احمد آباد بیدر کی سوا اُسکی
جاگیر کیواسطے مسلّم اور مرفوع القلم رکھی لیکن ساتھ اس شرط کی کہ مع تین ہزار سوار ملازم رکاب ہوکر رائچور اور
مدکل کو کفار بیجانگر کی قبضہ تصرف سے برآوردہ کرے اور قلعہ ماہور کو بھی بہ محاصرہ مفتوح کرکے علاء الدین عماد شاہ کی
سپرد کرے پھر دونوں شاہ احمد آباد بیدر کیطرف سوار ہوئے اور اسد خان لاری کی تجویز سے احمد آباد بیدر
مصطفی خان شیرازی کی تفویض ہوا اور چونکہ آندنوں میں نیمراج قضائے الٰہی سے فوت ہوا تھا اور بیجانگر کے راؤں نے
رام راج پسر نیمراج کی جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا تھا اور انکو سرکشی سے بیجانگر میں آتش فتنہ وفساد
شعلہ زن ہوئی تھی حضرات نے فرصت غنیمت جانکر آب کشنہ سے عبور کیا اور قلعہ رائچور اور مدکل کو جو ستر برس سے
کفار کی تصرف میں تھے تین مہینے محاصرہ کرکے مفتوح کئے اور اسمعیل عادلشاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کیے
اور عہد پورا کرکے جام مے لعل فام کی تجرع کی رغبت کی اور اسد خان کو بھی اُسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور
دو تین جام پُر از غدغہ او لشکر کرکے اپنے ہاتھ سے اُسے دئے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسد خان لاری کی حسب التماس
امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم میں داخل کیا اور عادلشاہ نے اُسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کرکے فرمایا
کہ مضمون رأالنعم الکلبھم کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ جو کہ طالب علم تھا ہنسا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ
مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کی ہنسنے سے متنبہ اور متغیر ہوکر اشک اپنے آنکھوں میں بھر لایا
اور اسمعیل عادلشاہ نے موثر ہوکر ازروئے تلطف اُس سے یہ فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ بیجاپور کی پہونچنے کی بعد احمد آباد بیدر کو
بھی تجھے ارزانی فرماؤنگا پھر ایک مہینا کامل اس اطراف میں استقامت کرکے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم
مراجعت بلند کیا اور حسب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن کیطرف متواتر پہونچی مہمات قلعہ ماہور موقوف
رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برار کیطرف روانہ کیا اور عدالت پناہ بیجاپور کیطرف رونق افزا ہوئے اور احمد آباد بیدر

امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار اتالیان سرکاری کی سپرد کرے
منقول ہی کہ اس سفر مین اسمٰعیل عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کی مکان پر تشریف لیگیا اور اسنی فرط محبت سے
جشن کا سر انجام کیا اور چند خوان پر از جواہر نذر گذرانی اسکی بعد اسمٰعیل عادل شاہ نی بھی اسکی ضیافت کی تکلیف دے
اور جب چند روز کی بعد علاء الدین عماد شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کا مہمان ہوا آنحضرت بارہ ہزار سوار مغل دو اسپہ
اور تمام یراق اسکی نظر مین درلائی اور یہ فرمایا کہ جو کچھ مدت سلطنت مین مین نی حاصل کیا ہی اور مجھی میراث پہونچا ہی
یہ ہی اور یہ جماعت کہ ہر ایک انمین شجاعت و مردانگی سے رستم کو نظر مین نہین لاتا ہی زال سے بدتر سمجھتا ہی جو
منظور نظر ہو پیشکش کرون علاء الدین عماد شاہ نی محظوظ ہو کر تحسین و آفرین کی اور کہا اگر مجھی بھی ایسا جواہر نفیسہ
یعنی لشکر جرار دستیاب ہوتا قلعہ ماہور ہاتھ سے نہ کھوتا اور سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین امیر برید نے
جب کنجیان قلعون اور مکانون کی نہ بھیجین عدالت پناہ قلعۂ کلیان اور قندھار کی تسخیر پر شیر نر کیطرح آمادہ ہوا
اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کئی اور امیر قاسم برید ترک نی ایلچی برہان نظام شاہ بحری کی پاس بھیجکر
[illegible] وحمایت ہوا برہان نظام شاہ نی ایلچی بیجاپور بھیجکر التماس کی کہ جو امیر برید اس سفر مین مخلص پر
بہت حقوق رکھتا ہی اسطرف کی لشکر کشی کا خیال نفرماکر دوستونکو رہین احسان فرمائین عدالت پناہ نی جواب دیا
کہ جسوقت آپ قلعہ ماہور کی لینی کی فکر مین تھے ہمسی کبھی ایسی التماس وقوع مین نہ آئی تھی خیر ہمنی آپ کا کہنا پذیرا کیا
اور حسب الاستشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتدای موسم زمستان ہی اور خانہ نشینی مطلوب نہین ہی
سیر حواشی مملکت خصوص نلدرگ اور شولاپور کی دل مین مصمم ہوئی ہی مناسب یہ ہی کہ امرا سرحد آن برادر کی
عنوان دیگر تصور نکری خوف و ہراس کو ساتھ اپنی راہ ندیوین اور اپنی حال پر بحال رہین برہان نظام شاہ بحری کہ
سلطان بہادر شاہ گجراتی کی سبب سی نہایت مطمئن تھا اور اس سے خطاب شاہی اور چتر پایا تھا پیغام دیا
بہادر شاہ گجراتی نی مملکت برار اور احمد آباد بیدر وغیرہ مجھسی رجوع کی ہی سزاوار دولت یہ ہی کہ ہمارے کہنی سی تخلف
نکرین اور حال و مستقبل کو ماضی کیطرح خیال نکری گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہتر امور جانین اور یہ پیغام اسوقت
عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرماکر بہمن علی مین رونق افزا تھی حضرت نی بمجرد اطلاع پیغام مذکور
نماز مغرب اور عشا پڑھکر سوار ہوئی دوسری دن قریب شام چار سو سوار مغل اور چالیس پیادہ لیکر آب نلدرگ کے
ساحل پر کہ اس قلعہ کی زیر دامن گذرتی ہی وارد ہوئی اور برہان نظام شاہ کی ایلچی کو رخصت کرکی اعلام کیا کہ جو کچھ تم
ہماری ساتھ بجالائی پھر اسکی منتظر ہین کہ اسکو اپنی عنایت سی پھر ظاہر کیجئی یعنی جیسا کہ اس مرتبہ میدان جنگ مین
جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ مین چلکر دریای پر جوش و خروش تیغ و سنان ہزبرون کی سیر کیجئی برہان نظام شاہ بحری نے
جو کچھ خزانہ مین رکھتا تھا صرف لشکر کی پچیس ہزار سوار فراہم کئی اور توپخانہ خوب مہیا کرکی باتفاق امیر قاسم برید
ترک بگمان جبر شکستہای سابق کوچ بر کوچ اسمٰعیل عادل شاہ کی سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ
بھی زرہ جوشن و خفتان پہنکر مثل نہنگ بحر وغا دریای آہن مین غوطہ لگاکر باہر آیا رخش پر برگستوان ڈالکر سوار ہوا
اور بارہ ہزار سوار بھی اسکی ہمراہ تیار ہوئی اور یہ سرکاری اسد خان لاری صفوف حرب آراستہ ہوئین الغرض
ادھر سے مبارزان عادل شاہیہ اور ادھر سی دلاوران نظام شاہیہ نی جنگ مین سبقت کی اور یہ ایسا معرکہ

وقوع مین آیا کہ جنگہای سابق اُسکی مقابل مین بازیچہ تھین۔ ابیات چنان گشتہ در حرب بی اختیار ٭ کہ دست فتادہ بماندی زکار ٭ فتادی چو دست از تن خشمناک ٭ زغیرت گرفتی گریبان خاک ٭ چو از تن فتادی سر مرد کین ٭ زاعراض کندی بدندان زمین ٭ بدانگونہ شد آدمی خوار وزار ٭ کہ خاک از حسد تا گرفتی کنار ٭ زمین بود از تیغ کین قطع وصل ٭ نمی شد بہم تار خورشید وصل ٭ خلاصہ یہ کہ جبتک آشیان ترکش دلیران مین طایر تیر پر سے بیر اور منقار سی منقا جوڑی بیٹھی تھی زاغ کمان ہوائی دست بہادرونسی جدا نہوا اور جب تک ساتن تیغ نہنگان دریای ہیجا نہنگ سا مین سراسر دندان تھی کف شیران بیشۂ شجاعت مین دار وگیر کی سوا سخن سنج نہوئی ابیات تیر جان یافتہ ز وصل کمان ٭ تیغ بارید خون زہجر نیام ٭ آن نشستہ چو نور در احداق ٭ این روان ہمچو روح در اجسام ٭ آخر الامر جیسا کہ رسم زمانہ ہی کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی نسیم فتح وظفر اسمعیل عادلشاہ کی پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ مین قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بحال پریشان احمد نگر کیطرف راہی ہوا اثاثہ شاہی یعنی توپخانہ اور ہاتھی اور بھی ساز وسلب اسمعیل عادلشاہ فیروز جنگ کی تصرف مین آیا اور پھر اسمعیل عادلشاہ اور برہان نظام شاہ بحری کی درمیان کبھی جنگ واقع نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر کی متوسط ہوکر لوازم صلح درمیان مین لائی اور سرحد پر آپسمین ملاقات کرکی یہ مقرر کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہوکر آپسمین یکدل رہین اور اسمعیل عادلشاہ امیر قاسم برید ترک سی موافقت کرکی سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری مین اُسکی ہمراہ تلنگ کیطرف روانہ ہوا اور پہلی قلعہ تلکندہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سی اور سرحد پر واقع ہی محاصرہ کیا اور سلطان قلی قطب شاہ مراعات حزم کرکے میدان مقابلہ اور مقاتلہ مین نہ آیا اور گلکندہ سی جو اُسکا دار الملک تھا حرکت نہ کی لیکن اپنی لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کیواسطی مامور کیا اور اسد خان لاری اور اہالی تلنگ کی درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہوکر قریب تھا کہ حصار سپرد کرین ناگاہ قادر بیچون کی حکم کی موافق اُس ملک کی آب وہوا کی تاثیر سے اسمعیل عادلشاہ بیمار ہوا اور مواد فاسدہ نی اُسکی قلعہ بدن کو محاصرہ کیا اور اعتدال مین عنصر کی فرق آیا سر بالین ضعف وناتوانی پر رکھا اور اسد خان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہب وغارت مین قیام کرتی تھی طلب کرکی کہا کہ اس حدود کی آب وہوا مجھی موافق نہین مین چاہتا ہون تحصیل تسخیر قلاع تلنگ کیواسطی مقرر کرکی شہر احسن آباد گلبرگہ کیطرف جاؤن اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت اسطرف معطوف کرون اُنھون نی یہ امر قبول کرکی یہ تجویز کی کہ دوسری دن صبح کیوقت شاہ پالکی مین سوار ہوکر اسطرف روانہ ہوا وہ بوقت صبح روز چہارشنبہ ماہ صفر کی سولہوین تاریخ سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین جوار ایزدی مین واصل ہوا اور اسد خان لاری نے اُسکی خبر فوت مخفی رکھکر لاش اُسکی بسواری پالکی رات کیوقت قصبۂ کوکی مین روانہ کی اور اُسکی باپ کی پہلو مین دفن کیا اور جب دو روز اسطرح گذری اسد خان لاری کہ مرد پیر سال اور جہان دیدہ تھا امیر قاسم برید ترک اور تمام معتمدونکو طلب کرکی قضیۂ ناگزیر سی آگاہی بخشی اور چونکہ شہزادہ ابراہیم اپنی بڑی بھائی ملو خان کی بادشاہی سے راضی نہ تھا اور بہت سی امرا اُسکی شریک تھی اسد خان لاری مملکت بیگانہ مین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر

پوستہ [illegible]

روح سے ہمت طلب کرکے تخت موروثی پر جلوس کرو اور انھوں نے جب یہ امر قبول کیا قلعہ گولکنڈہ سے کوچ کرکے دونوں شاہزادوں کو بتدبیر و حکمت احسن آباد گلبرگہ میں پہونچایا اور باوصف اسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی پر راغب تر اور مائل تر تھا لیکن چونکہ ملو خان بڑا بیٹا تھا اور عدالت پناہ نے اُسی کو ولیعہد کیا تھا چار و ناچار اُس شاہزادہ خردسند کو چار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ میں محبوس کیا اور امیر سید احمد ہروی سے منقول ہے کہ اسمعیل عادلشاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اُسکے ہمائی ہمت سے دخل اور خرچ مملکت وفا نکرتا تھا اور طریقہ عفو اور اغماض کو دوست رکھتا تھا اور تھائی اور ہنسی میں کوشش کرتا تھا اور کلام فحش کبھی اُسکی زبان سے جاری نہوتا تھا اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور انکی رعایتیں اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر علم موسیقی اور شعر میں وفائی تخلص کرکے علم مہارت بلند کرتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے اس متانت اور لطافت سے کلام موزون نہیں کیا اور یہ اشعار اُسی سے یادگار ہیں غزل دل خوبان زقید مہر آزاد است پنداری ٭ مدار دلبری بر جور و بیداد است پنداری ٭ مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد بردم ٭ دل ویران عاشق محنت آباد است پنداری ٭ زعشق قامت سرو سہی را ماند پا در گل ٭ دلش صد پارہ وز بار دل آزاد است پنداری ٭ ز ہجرت آتشی دارم بدل کز مہر تسکینش ٭ نصیحت ہای سر زاہدان باد است پنداری ٭ دل ریش وفایم آنچنان خو کردہ با تیرش ٭ کہ پیکانش بجائی مرہم افتاد است پنداری ٭ ولہ شب ہجر جز گریہ کاری ندارم ٭ بجز دیدہ اشکباری ندارم ٭ شبی بگذر دلگزاری تو چون شمع ٭ پر از اشک حسرت کناری ندارم ٭ من و عشق و رندی و گر اوفتی بلا است ٭ براہ سلامت گذاری ندارم ٭ ازان با غمش خو گرفتم وفائی ٭ کہ غیر از غمش غمگساری ندارم ٭ ولہ دل بزلفش حکایتی دارد ٭ از شب غمش شکایتی دارد ٭ تا کی آزار اہل دل طلبی ٭ بیوفائی نہایتی دارد ٭ خون دل میخورم ز غصہ کہ یار ٭ با رقیبان عنایتی دارد ٭ دل بسختش زآہ من شد نرم ٭ آہ عاشق سرایتی دارد ٭ ای وفائی منال از ستمش ٭ کہ ستم نیز عنایتی دارد ٭

ذکر ملو عادلشاہ بن اسمعیل عادلشاہ کی شاہی کا

جو اسمعیل عادلشاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملو عادلشاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی پونجی خاتون نے اُسکی خبرداری کی بارہ میں نصیحت کرکے خود تلنگانہ کیطرف کہ اُسکی جاگیر تھی گئی ملو عادلشاہ میدان خالی دیکھکر شراب خمر اور راگ رنگ میں مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا سفاہت ہے اُس سے وقوع میں آتی تھی اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل و بازی اور ان کاموں میں جو مناسب بادشاہوں کو نہ تھے مصروف رہتا تھا یہانتک کہ خلائق مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اسکے بمصداق زاد فی الطنبور نغمۃ کے لڑکوں صاحب حسن و جمال کے مذاق میں مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگوں اور متقیوں کے لڑکوں کو خواہی نخواہی مکان اپنے کھینچ منگاتا تھا یہانتک کہ یوسف ترک کوتوال اور امرای کلان تاج پوش سے تھا اُسکے فرزند کو جبرًا طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادلشاہ نے طیش میں آکر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاویں اور اُسکی بیٹی کو بقہر تمام پکڑلاویں اور یوسف شحنہ دیوان کی بلا توقف گردن ماریں یوسف شحنہ کہ امرای تاج پوش سے تھا

ملو خان نے آدمیونکو زد و کوب کرکے اور اپنے اہل و عیال لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبۂ کہور میں کہ اسکی جاگیر تھے پناہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئی پونجی خاتون والدہ اسمعیل عادلشاہ نے بھی اسکی اوضاع اور اطوار ناشائستہ سے نہایت آزردہ اور دلگرفتہ ہوکر یہ تجویز کی کہ ملو عادلشاہ کو معزول کرکے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کریں پھر یوسف شحنہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام بھیجا کہ ملو عادلشاہ جہانداری اور فرمانروائی کے قابل نہیں ہے چاہئے کہ اسے موقوف کرکے شاہزادہ ابراہیم کو بجائے اسکے بجا لاوے یوسف شحنہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو ملگوان میں۔ اسد خان لاری کے پاس بھیجکر حقیقت حال اعلام کی اسد خان لاری نے جواب دیا کہ میں اسکی اطوار ناپسندیدہ سے بیجاپور کا رہنا ترک کرکے یہاں بیٹھ رہا ہوں جو خلقت تمام ملو عادلشاہ کے افعال سے متنفر کر کے اسکی سلطنت سے راضی نہیں ہے سزاوار یہ ہے کہ دودمان عادلشاہی کی صلاح دولت منظور رکھکر جو کچھ مہد علیا پونجی خاتون فرماوے اسکی فرمان واجب الاذعان سے تجاوز نکرے یوسف شحنہ دیوان اسد خان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور پونجی خاتون کے آدمیونکو مقضی المرام رخصت کیا اور اس بلقیس زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دو سو سوار تاج پوش لیکر بیجاپور میں داخل ہوا اور سپید رنگ قلعہ ارک میں جاکر قلعہ دار کو جو بقدم ممانعت پیش آیا تھا اسکے گلوی خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادلشاہ کو مقید کرکے پونجی خاتون کی فرمانے کی بموجب اسکی بھائی الو خان کو بھی مکحول کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجائے اسکے منصوب کیا بیت چو دہر افگند افسری از سری ٭ نہد آسمان بر سر دیگرے ٭ اور ملو عادلشاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھے

ذکر ابراہیم عادلشاہ بن اسمعیل عادلشاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقائع نگار ابو النصر ابراہیم عادلشاہ کا قضایا یعنی بیان کرتے ہیں کہ وہ بادشاہ بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوش بیباکی کا زیب تن کرکے سیل تند کیطرح نشیب و فراز سے اندیشہ نہیں کرتا تھا آوازہ اسکی قہر و عبرت کا علم و غلو کی مانند تمام آفاق میں منتشر ہوا اور جسوقت سے کہ کنجیان ابواب شاہی کی اسکی ہاتھ آئیں۔ مدت الحیواۃ افراسیاب کی مانند لشکرکشی و صف آرائی میں مشغول رہا اور اسکی ضبط و سیاست اور کمال عقل سے بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اسنے گردن کشان دہر اور رعایا سے بخوبی خراج پایا بیت ملک را گر قرار خواہی داد ٭ تیغ را بیقرار باید کرد ٭ اور اونا شنا جاتا ہے کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت میں نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب اور معرکہ سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکونمیں بہ نفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن جو کہ سہم نصرت اسکی درجہ طالع میں نہ تھا کسی حرب میں جنگ قصبۂ اور خان کی سوا ہم آغوش فتح و فیروزی نہوا اور یہ خاندان عادلشاہیہ سے وہ بادشاہ ہے کہ جسنے اپنے باپ و دادا کی مذہب سے پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے برآوردہ کرکے حضرت امام حنیفہ کی مذہب کو رواج دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ لنگرہ کا کہ اسوزمانہ میں سپاہ شیعہ کی وردی اور علامت تھی اسنے تاجداری یکقلم موقوف کیا اور اسکی حکم کی تہدید سے کوئی سر پر نہ رکھتا تھا اور امرای غریب

اسد خان

اسد خان لاری اور خوش کلدی آقای رومی اور شجاعت خان گرد کی سواسب کو برطرف کرکی امارت سے معزول کیا دکنی اور حبشی اُنکی عوض نصب کئی اور خاندان نظام شاہیہ اور عادلشاہیہ مانند گورہ راوت بہم پہونچائی اسلئی ارکان دولت نی تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتی تھی چار سو کو بحال رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمد نگر کیطرف روانہ ہوئی اور دفتر فارسی برطرف کرکی ہندوی کیا اور برہمنونکو صاحب دخل کرکی ابراہیم عادلشاہیہ کی تمام ضوابط اور دستور العمل درہم اور قلم انداز کی اور رام راج والی بیجانگر نی مخفی آدمی بھیجکر اکثر مغلونکو باستمالت تمام اپنی پاس بلایا اور اُنکی رضامندی اور دلجوئی کیواسطی بیجانگر میں مسجدیں نئی تعمیر کروائیں اور خود ہر روز دربار میں اجلاس کرکی مصحف عزیز اپنی پہلو میں کرسی اور رحل پر رکھکر اُنسی کہتا تھا کہ تم مصحف اقدس کی تلاوت میں مشغول رہو اور مجھسی سروکار نرکھو اور ابراہیم عادلشاہ نی دوسری برس بیجانگر کیطرف چڑھائی کی اور مظفر و منصور ہوکر معاودت فرمائی شرح اُسکی یوں ہی کہ جب شیورای والی بیجانگر کہ سات سو برس سی فرمانروائی اُسکی سلسلہ میں تھی فوت ہوا اور اُسکا فرزند قائم مقام ہوا اور عین جوانی میں وہ بھی ملک عدم کیطرف راہی ہوا اور قصر فرمانروائی اپنی چھوٹی بھائی کیواسطی چھوڑا اور اُسنی بھی ابھی گلزار شاہی سے گل عشرت نہ چنا تھا کہ زمانہ کی ہمت اُسکی فنا پر تعین کی اور اُسکا فرزند جو طفل سہ ماہہ تھا ولیعہد ہوا نیمراج جو امرای عمدہ سی تھا زمام اختیار کف اقتدار میں لایا ۸۹۰ھ آٹھ سو نوی ہجری سے ۹۳۵ھ نو سو پینتیس ہجری تک باقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو پہونچتا تھا اُسی زہر سے ہلاک کرکی دوسرا لڑکا وارثان مملکت سی تخت پر متمکن کرتا تھا آخر ش نیمراج کا بھی پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سی ٹوٹا اور اُسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیورای کی دختر اپنی عقد میں لایا اور اس نسبت اور وصلت سی اُسکا استقلال حد سی گذرا ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات ہو اور جب سرداروں اور بزرگوں نی انحراف کرکی اُسپر یورش کیا ناچار رام راج طفل کو جو اُس خاندان سی تھا تخت پر بٹھایا اور خالو اُس لڑکی کا موسوم بھوج ترملراج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اُسکی اسم سے بھی یہی معنی مستفاد ہوتی ہیں اُسکو منصب امارت پر پہونچا کر اور عہد و پیمان لیکر اُس لڑکی کی پرورش اُسکی رجوع کی اور اُسنی اپنی تدبیر سے امرای سرکش کو دفع کرکی اُنکا نام و نشان نچھوڑا اور اپنی ایک غلام کو قوی کرکی بلدہ بیجانگر اور رای زادہ کو اُسکی سپرد کیا اور خود اُن راجاؤں کی استیصال کیواسطی جو اُسکی شاہی کے مانع تھی مع سپاہ آراستہ ممالک کی اطراف میں متوجہ ہوا اور اُنمیں سے چند راؤں کو مستاصل کرکے ایک قلعہ اُس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نی طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطی اپنی غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کئی جب غلام نی دروازہ خزانہ کا کھولا اور نظر اُسکی نقد اور جواہر بیشمار پر پڑی خود رفتہ ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور رای بچی کو مکان سے برآوردہ کرکے دھوج ترملراج کو ساتھ اپنی متفق کرکے خیل و حشم فراہم کرنی میں مشغول ہوا اور اُن راؤنکو جو رام راج سی خائف تھی بسرعت تمام وارث ملک سی پیوستہ ہوئی اور جمعیت عظیم بیجانگر میں بہم پہونچی لیکن بھوج ترملراج نی اُس غلام کو اس بہانہ سی کہ رام راج کا یار ہوا ہی اور محل اعتماد نہیں ہی قتل کرکی خود قوی ہوا اور رام راج نی مبحث

طولانی اور فساد عظیم دیکھکر صلح کیواسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور اُنھون نی تجویز کرکی ایسا مقرر کیا کہ پایۂ تخت
بیجانگر رای زادہ کی زیرنگین رہی اور وہ ولایت کہ بالفعل رام راج اپنی تصرف میں رکھتا ہی اُسکی قبضہ میں رہی الغرض
رام راج درہم بجود ہوا اور جمیع رای اپنی علاقہ کیطرف روانہ ہوئی خالو نی نامہربان دیوانہ کی دلمین سرداری کی ارادہ نے
خطور کیا رایت استبداد بلند کرکی اپنی بھانجی کو ہلاک کرکی مسند شاہی پر قدم رکھا اور حسب می غرور و نخوت سی
مبہوت ہوکر خرد و بزرگ کی ساتھ بدمعاشی شروع کی انجام اُسکا یہ ہوا کہ امرائی اُس سے متنفر ہوکر رام راج سی
ابواب دوستی مفتوح کئی اور التماس قدوم کی ہوج نرمل راج اس امر سے مطلع ہوا ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد
اور بھی تحف دیگر ابراہیم عادلشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور التماس کمک کی اور عہد کیا کہ ہر منزل پر لاکھ ہون
پیشکش کرونگا اور ابراہیم عادلشاہ سنہ ۹۴۲ نوسو بیالیس ہجری میں بیجانگر کیطرف روانہ ہوا اور رام راج نی بسبب
لشکرکشی ابراہیم عادلشاہ معلوم کرکی جنگ تدبیر کا دامن مکر و تزویر میں مستحکم کیا اور ایک نامہ مشعر براطاعت
و پشیمانی کردۂ خود سے ہوج نرمل راج کی پاس بھیجکر پیام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرزبوم میں قدم رکھیگی آنکے
مرکبونکی صدمۂ سم سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگی اور شاہان بہمنیہ کی عہد کی موافق اطفال
اور وضیع و شریف اسیر اور دستگیر ہونگی مناسب یہ ہی کہ ایلچی معتبر اور معتمد ابراہیم عادلشاہ کی پاس بھیجکر
التماس مراجعت کیجئی کہ یہ بندہ من بعد جادۂ انقیاد اور فرمانبرداری پر مستقیم ہوگا ہوج نرمل راج جو زیور عقل و دانش سی
عاری تھا دام فریب میں آیا اور عہد و میثاق بطریق کفرہ فجرہ جو پیش پہونچا تھا چوالیس لاکھ ہون نقد ابراہیم
عادلشاہ کی خدمت میں بھیجکر التماس معاودت کی جو ابراہیم عادلشاہ کو غرض ہوج نرمل راج کی رفاہیت سی تھی
زر نقد وصول کرکی مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور تمامی امرا نقض عہد کرکے
بسرعت باد و برق بیجانگر کیطرف روانہ ہوئی اور خیل و حشم درونی کو جو شہر کی محافظت میں قیام کرتی تھی بعضونکو
بطمع اور بعضونکو بہ تہدید ہوج نرمل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا کہ اُسکو گرفتار کرکی ہماری سپرد کرین
تو رای زادہ کی قصاص میں اُسی ہلاک کرین اسصورت میں جو عنان کام دست اختیار ہوج نرمل راج سی نکلگئی تھی
راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑونکو پی اور ہاتھیونکو اندھا کیا اور جواہرات از قسم یاقوت اور الماس اور زبرجد
اور موتی وغیرہ جو قرنونکا اندوختہ تھا چکیونسی پیسکر خاک میں ملایا اور جسوقت دربانون نی دروازہ کھولا اور رام راج کو
شہر میں درلائی ہوج نرمل راج خنجر اپنی سینہ پر کینہ پر مارکر جہنم واصل ہوا اور مضمون کان لم یکن ہویدا ہوا تان بیچ کہ
بیت نگہبانی ملک و دولت بلاست ٭ گدا پادشاہست نامش گداست ٭ پھر رام راج بلا منازعت
تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادلشاہ نی حقیقت حال دریافت کرکی اسد خان
لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ اودنی کی تسخیر کیواسطے رخصت کیا اسی درمیان میں تنگناہی بھائی رام راج کا اسد خان
لاری کی مدافعہ کیواسطے مع سوار و پیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسد خان لاری نی ہاتھ محاصرہ سی کوتاہ کرکی استقبال کیا
اور حرب صعب کی بعد اسد خان لاری نی باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نی سات فرسنگ تعاقب کیا اُسکی بعد
زمانہ نی ہندوئے سیہ فام کیطرح جامہ خم نیلگون فلک میں ڈالکر رایات عباسی بلند کیا اور تنگنادری ایک گروہ
لشکر منکسر اور منہزم میں فروکش ہوکر بستر عجب و تکبر پر سویا شیر بیشہ ہیجا یعنی اسد خان لاری چار ہزار

ہزار

ہر یکی صفدری ۞ از آیشان یکی در عدد لشکرے ۞ لیکر اردوی تنکنا دری پر شبخون مارا اور کفار بقدر طاقت دست و پا مارکر مدافعہ مین مشغول ہوئی اور آخر ضرب تیر سنداں گذار اسلامیوں سی قرار کو فرار پر اختیار کرکی راہ ہزیمت نا پی
ابیات نباید غنودن چنان بیخبر ۞ کہ ناگاہ سیلاب در آید بسر ۞ بجائی نخسپد عقاب دلیر ۞ کہ آید توان سست اورا بزیر ۞ پھر تمام ہاتھی بیجانگریوں کی اور زن و فرزند تنکنا دری کی اسد خان لاری کی ہاتھ آئی اُس مقام سے لشکرگاہ میں گیا اور تنکنا دری سوار اور پیادی کو جمع کرکی چھ فرسنج پر اسد خان لاری کی فرو کش ہوا اور عریضہ مشتمل کیفیت واقعہ اور کمک کی استدعا مین رام راج کی پاس ارسال کیا اور اُسنی درجواب لکھا کہ مجھی ابھی اطراف کی راؤں سی اطمینان کلی حاصل نہین ہوا چاہئی کہ جسطور سے میسر ہووی اسد خان لاری سی صلح کرکی اپنی زن و فرزند کو رہا کر چنانچہ تنکنا دری نی اسد خان لاری کو صلح کا پیام دیا اور اسد خان لاری نی ابراہیم عادلشاہ کو اعلام کرکی اشارہ کی موافق صلح قبول کی اور باشوکت و عظمت تمام بیجاپور کیطرف معاودت فرمائی اور ابراہیم عادلشاہ نی گھوڑی اور ہاتھی تنکنا دری کے جو اسد خان لاری نی گذرانی تھے اُسی بخشی اور پایہ اُسکی مرتبہ اور جاہ کا افزون کیا اور یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی پر مخصوص ہوا تھا اُسنی رشک و حسد سی خلوت مین عرض کیا کہ اسد خان لاری مذہب کی اتحاد کی سبب برہان نظام شاہ بحری سے اخلاص زیادہ رکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ قلعہ بلگوان اُسی دیکر اُسکا حلقہ بندگی اپنی زیب گوش کرے ابراہیم عادلشاہ نی بلا تحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کرکی اسد خان لاری کی عزل کی بارہ مین مشورہ کیا یوسف ترک شحنہ دیوان نی جواب دیا کہ اُسی آپ بہ بہانہ جشن ختنہ شاہزادہ علی بلگوان سے طلب کیجئی جب وہ حاضر ہووی مقید کرکی دل اُسکی دغدغہ سی پاک کیجئی اور یہ مشورہ فاش ہوا اسد خان لاری نی محافظت مین کوشش کی اور جسوقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کرکے نہ آیا ابراہیم عادلشاہ یوسف ترک شحنہ دیوان کی تعلیم کی سبب اسد خان لاری کی مخصوصوں کو مخفی زہر دینی پر راضی کیا جسی خدا رکھی اُسی کون مارے یہ تدبیر بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کو بلگوان کی جوار مین جاگیر دین اور میر جملگی سی معاف رکھکر جاگیر کیطرف رخصت فرماوین تو بوقت فرصت حکمت عملی سے اُسی اسیر اور دستگیر کرے اسد خان لاری کہ مرد جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کرکی ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ بلگوان سے چھ فرسنج پر واقع تھا کچھ لوگ ہمراہ لیکر بہ سرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام مال حبشی کو مامور کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوی اور مخبر دلن نی یوسف ترک شحنہ دیوان کو خبر تنہا سوار ہونی اسد خان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لیکر اسد خان لاری کی گرفتاری کو بہ سبیل استعجال گرم عنان ہوا اور باغ کی اطراف مین پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسد خان لاری نی بھی دشمن کی مدافعہ مین ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا دونو طرف کی فوج ملگئی تن و سر مین جدائی ہونی لگی ابیات سیاست در آمد بگردن زنی ۞ ز چشم جہان دور شد روشنی ۞ غبار زمین بر ہوا راہ بست ۞ عنان سلامت برون شد ز دست ۞ چنان گرم گشت آتش کارزار ۞ کہ از نعل اسپان بر آمد شرار ۞ یوسف ترک شحنہ دیوان نی اسد خان لاری کی حملوں کی برداشت کرکی لوازم ستیزہ آویز مین تقصیر نکی اسصورت مین جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیوں نی قالب جوہر جان سی خالی کیا

جنگ صائب نہ آئی۔ آیا یوسف ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھاکر مغرور ہوا اور ابراہیم عادلشاہ نے دیکھا
کہ صحبت سے اور رنگ پیدا کیا اظہار التفات کیواسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو سفید کرکے اسد خان لاری کے
پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اسکی بےادبی سے ہماری طبیعت بہت آزردہ ہے مناسب ہے کہ وہ معتمد الدولہ اسکی سزا کو پہونچاوے
اسد خان لاری کہ اس معاملہ سے خبر رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہے اور یوسف ترک
شحنہ دیوان کو اسپ و خلعت دیکر رخصت کیا اور جب یہ قصہ بوالعجب برہان نظام شاہ بحری کے گوشزد ہوا
اور یہ تدبیر اپنی مجلس میں مکرر مذکور کیا کہ اسد خان لاری نے قولنامہ ہمسے طلب کرکے تعہد کیا کہ ولایت عادلشاہیہ
مسخر کرکے ہماری سپرد کریگا اگر ہم اسوقت لشکر کشی کروں آسانی سے وہ ولایت تصرف میں آوے اور اُنہوں نے
کہ سنہ نوسو سیتالیس ہجری تھے امیر برید ترک سے موافقت کرکے احمد نگر سے روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف میں
امیر قاسم برید ترک اور خواجہ جہان دکنی اسّ سے ملحق ہو کر آگے بڑھے اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان کے جو شولاپور کے
تحت تھے مردم عادلشاہیہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کئے اور جب برہان نظام شاہ
نلکوان کے حوالی میں پہونچا اسد خان لاری باوجود اسکے کہ اس معنی سے ہرگز آشنا نہ تھا اراجیف کے انتشار سے
خوف زدہ ہو کر لاچار چھ ہزار سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اسنے قوی پشت ہو کر نہب و غارت کے
آگ مملکت عادلشاہیہ میں روشن کی اور ابراہیم عادلشاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر احسن آباد گلبرگہ کیطرف راہی ہوا
اور اسد خان لاری شعبدہ بازی چرخ سے متحیر ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کیطرف بھیجا
اور حقیقت حال قلمی کرکے پیام کیا کہ اگر وہ جناب برسم اعانت ابراہیم عادلشاہ کے قدم رنجہ فرماویں بندہ بھی
خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریگا کہ اس پیر غلام کے گناہ ہونگے شفیع ہو ویں اس درمیان میں نامہ ابراہیم عادلشاہ کا
بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان نظام شاہ کہ قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے
سکانوں میں ... تنگ یا اتفاق امیر قاسم برید ترک گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوا اور اسد خان لاری اثنائے
راہ میں انکو ترک رفاقت کرکے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ سے جاملا اور یہ کلام کیا جو یوسف ترک شحنہ
دیوان نے از راہ غرض عرض عدالت پناہ میں پہونچایا کہ یہ بندہ یعنی اسد خان لاری داغ ... اخلاص پر
رکھکر چاہتا ہے کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج انحضرت کا مجھسے ایکبارگی منحرف ہوا اور میں اس فکر میں تھا
کہ کسطرح سے منطقہ اس قضیہ کا خاطر اشرف سے دور کروں کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور امیر قاسم برید ترک
بتعجیل حوالی نلکوان میں آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کا کہنا سچ ہے کہ یہ اسکی
سحر ... اسواسطے دریائے حیرت میں غوطہ کھاکر اپنی جاگیر کی حفاظت کیواسطے زمانہ سازی کرکے چند روز انسے
... خدمت میں حاضر آنکر جو کہ صدق ... گذارش کیا امیدوار ہوں کہ عدالت پناہ کی پابوسی کو مجھے
... عفو میری جرم ... اگر معروض قبول میں آوے زہے سعادت والا نہ بندگان عدالت پناہ مالک و
مختار ہیں میری نسبت جو سیاست چاہیں تجویز فرماویں تو میری جزا اور سزا پہونچنے سے اور بھی عبرت قبول کرینگے
خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ اُسی روز بپاسِ سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کے ہمراہ لیکر ابراہیم عادلشاہ کی

دائرہ دولت پر گیا اور اسطرح سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسد خان لاری کی بیجرمی اور اعدا کا مکر و فریب بدلائل و براہین ثابت اور متحقق ہوا اسیوقت عدالت پناہ نے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت میں کھینچکر اُسکا منصب وجاہ افزون کیا اور اسکے اور علاء الدین عماد شاہ کی صوابدید کی بموجب برہان نظام شاہ اور امیر قاسم برید ترک کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لاکر پرگنہ بتیر کیطرف روانہ ہوئے اور ابراہیم عادلشاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے بھی اس مقام میں صلاح توقف نہ دیکھی بالا گھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوئی ابراہیم عادلشاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت میں فروگذاشت نہ کیا اور انھیں دنوں میں قاسم برید ترک قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور بالا گھاٹ دولت آباد میں مدفون ہوا اور جناب قدسی منزلت شاہ طاہر متوسط ہوکر اسطور طالب صلح ہوئی کہ برہان نظام شاہ ساڑھی پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم عادلشاہ کو دیکر پھر فتنہ و فساد کی گرد نہ پھرے اور صلح کی بعد ہر ایک نے اپنی مقام میں مراجعت کی اور دوسری برس کہ سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری تھی ابراہیم عادلشاہ علاء الدین عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ رابعہ سلطان اپنی عقد میں درلایا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیرت دار تھا ساڑھی پانچ پرگنہ کی استرداد کے سبب سے اپنی اوپر استراحت اور آرام حرام کی اور جوان سنوات میں درمیان ابراہیم عادلشاہ [illegible] عماد شاہ کی غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو خوشامد در آمد سے اپنی موافقت میں راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان دکنی ولایت ابراہیم عادلشاہ کیطرف متوجہ ہوا اور آن ساڑھی پانچ پرگنہ پر متصرف ہوکر قلعہ شولاپور کو بھی محاصرہ کرکی ولایت سرحد سے بہت خراب اور ویران کئی اور چند مرتبہ ابراہیم عادلشاہ کی لشکر کو کہ اُسکی مدافعہ کیواسطی قیام کیا تھا شکست دیکر مستفر کیا اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کی سبب اُسطرف سے لشکر ولایت بیجاپور پر کھینچا اور پرگنہ کاکنی میں ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکی ولایت گلبرگہ تک قابض و دخیل ہوا اسکی بعد قلعہ اتکیر کو بھی محاصرہ کیا اور اسیطرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کی موافق اپنی بھائی تنکنادری کو مع سپاہ گران قلعہ رائچور کی تسخیر کیواسطی تعین فرمایا ابراہیم عادلشاہ اپنی زورق مملکت کو چار موجہ بلا میں دیکھکر بحر حیرت میں غوطہ زن ہوا اور اسد خان لاری کو بلگوان سے طلب کرکی اُس سے صلاح لی اُسنی بعد تامل و غور یہ جواب دیا کہ ہمارا حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہی اور دیگر اعدا اُسکی طفیل سے اس مملکت کی متعرض ہوئی ہیں اور فتنہ برہان نظام شاہ کی تدبیر و علاج چاہئی کرنا پھر اور دشمنوں کی دفع میں مشغول ہونا چاہئی اور علاج برہان نظام شاہ کا یہ ہی کہ ساڑھی پانچ پرگنہ جو مایۂ نزاع ہیں اُسی واگذاشت کریں اُسکی بعد نامہ نہایت فروتنی اور تواضع سے رام راج کو کہ بادشاہ عظیم الشان ہی اور دوسری راؤں اُسطرف کو لکھکر مع تحف و ہدایای نفیسہ مصحوب ایلچیان لسان شیرین زبان بھیجیں اسلیے کفار کرناٹک تھوڑی تواضع میں خوش ہوکر دم [illegible] خصوصاً رام راج کہ جسنی ابتک اپنی مملکت منصفانہ کی ہی اور دیگر راجہ اُس سے منازعت اور مخاصمت رکھتے ہیں مصالحہ کریگا اور جسوقت انکا خرخشہ برطرف ہووی جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میری ذمہ [illegible] ابراہیم عادلشاہ نے اسد خان لاری کی تدبیر پسند کرکی اُسپر عمل کیا اور جیسا تجویز کہ اسد خان لاری نے کی تھی بہات

بکفایت تمام انجام ہوئی اسوقت عادلشاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کی انتزاع شرف اپنے
ذمہ ہمت پر لازم و ملزوم جانکر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اسکی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے
پہلی قلعہ کالنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کرکی عین برسات مین بجبر و قہر مفتوح کیا اور اسکی
بیخ و بن سے کھود ڈالا اسکا نشان باقی نرکھا پھر اتنکر کیطرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ مین
فائدہ نہ دیکھا ولایت تلنگ کیطرف کوچ کر گیا اور اسد خان لاری تعاقب کرکی دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو
کہ اسکی مدافعہ کیواسطی مستعد رکی تھی پسپا کیا اور قلعہ گلکنڈہ مین جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہوکر خود مرتکب
جنگ ہوا اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی ابیات سعادت بہ بخشایش
داور ست ٭ نہ در چنگ و بازوی زور آور ست ٭ کلید ظفر چون نیفتد بدست ٭ ببازو در فتح نتوان شکست ٭
منقول ہی کہ اسدن بحسب اتفاق جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور تلوارین کھینچکر
جھپٹے بجلی سی دونون لشکر کی آنکھ مین چمک جاتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسری نے سپر پر روکی عجب چستی
اور چالاکی سے لڑتی تھی قضارا ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کی چہرہ پر لگا اسد خان لاری مظفر ہوا
اور جمشید قلی قطب شاہ مادام الحیات اثر زخم سے اکل و شرب کیوقت ایذا اٹھاتا تھا پھر اسد خان
لاری فتحیاب ہوکر سالماً غانماً بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوئے
ابراہیم عادلشاہ لشکر کشی کی دغدغہ سے فارغبال ہوا امرا کو جاگیرون کیطرف رخصت کیا اور ۹۵۱ھ نوسو
اکاون ہجری مین برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سی احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کیواسطی عازم ہوا اور بہ سبیل
استعجال پہونچکر اسکی محاصرہ کیا یہ خبر سنتی ہی ابراہیم عادلشاہ بھی فوج بیحساب جمع کرکی بشوکت و عظمت
اسطرف روانہ ہوا اور دریای بہیورہ کی ساحل پر پہونچا جو سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور
سنگ راہ تھی تین مہینی تک عبور میسر نہوا یہانتک کہ ابراہیم عادلشاہ بتنگ آنکر آخر برسات مین جبراً
اور قہراً اس بحر زخار سے پار اترا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوئی جنگ صعب کا اتفاق پڑا لیکن
بعد اشتعال نائرہ قتال بخلاف ہمہ سال ابراہیم عادلشاہ مظفر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی
کوہ پیکر اور گھوڑی سبک جست رفتار مین باد صرصر چھوڑ کر منہزم ہوا اور ابراہیم عادلشاہ بعد اس فتح غیبی کے
اپنی تنگظرفی کی باعث بادہ نخوت سی ابل چلا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام مے نوشی اور شراب کی کیفیت مین
برہان نظام شاہ کی ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتین ناملائم برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر
لاتا تھا اور اندک تقصیر پر ارباب دخل اور مقربونکو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین جب
برہان نظام شاہ لشکر علی برید کی ولایت پر کھینچکر قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر کی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید نے
قلعہ کلیان ابراہیم عادلشاہ کو دیکر کمک طلب کی ابراہیم عادلشاہ مثل ہاروت و ماروت بادۂ نخوت سے
مسموت ہوکر اسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینی کی عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سی لڑا ہر مرتبہ شکست فاحش
پاکر اثاثہ شاہی غنیم کی ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سی نہ باز آیا وہ دونون شکست مقربون اور نزدیکون
اور ارباب دخل کی دورنگی سے تصور کرکی تین مہینی کی عرصہ مین چالیس برہمن اور ستر مسلمان کو بلا جرم قتل کیا خلایق

اُسکی اوضاع سی متنفر اور خائف ہوئی سبب نی اسپر اتفاق کیا کہ اُسکی بھائی شہزادہ عبد اللہ کو تخت پر بٹھاوین۔ اور یہ خبر پیشتر اسرارادہ سے کہ حیز قوت سی فعل مین آوی اُسکی گوش زد ہوئی بازار سیاست گرم کیا اور خلق کثیر کو تہ تیغ دودم کرکی سرد کیا اور شہزادہ بجبر ثقیل بھاگ کر بندر گوہ کیطرف جاکر عیسائیونکی پاس پناہ لیگیا اور اُنھون نی بھی اُسکی عزت وحرمت مین کوشش کی اور اُندنون مین ابراہیم عادلشاہ بسبب وقصور اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور یہ شکستین اُسکی نفاق سے جانکر رسم پروانہ التفات اور میوہ بھیجنی کی یکقلم موقوف فرمائی اور اسد خان لاری کہ بلگوان مین تھا اُسنے اپنی ہمت اسپر مصروف کی کہ نقد اخلاص کو اپنی خداوند نعمت کی محک نظر مین۔ جانچی پھر ایک جماعت کی ہمراہ نو زنجیر فیل مست جو ہنر جنگ مین ہوشیار تھے اور اسیقدر گھوڑی تازی اور اسکی سوا اور بھی تحف ونفائس بھیجکر یہ عریضہ اپنی خط زیبا نمط سے تحریر کیا کہ ای سلیمان سریر سعادت واقبال وای سکندر مسند عز وجلال بیت چہ شد چہ شد کہ بدینسان رمیدہ از من؀ چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ از من؀ سبب اس بی عنایتی کا کیا ہی اور باعث اس کم التفاتی کا کون ہی بیت گر گناہی کردہ ام اینک سر وتیغ وکفن؀ ورنہ بی موجب لشاید دوستان آزردنی؀ جو کچھ ارباب غرض نی اس بندہ کی تقصیرات سی سمع اقدس مین پہونچائی ہین مین ایک کو سوا اقرار کرتا ہون لیکن اس تہمت سی خبر نہین رکھتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بھیڑی کی مانند بیگناہ ہون نہ یہ کلمہ میری زبان پر گذرا اور نہ یہ امر بندہ کی عقیدی اور دل مین جاگزین ہوا ہی توقف کرنا اس حصن حصین مین اور نہ حاضر ہونا خدمت بابرکت مین دفع مضرت اعدا ہی اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھکر رقم حرامخواری کی اس پیر غلام کی چہرہ پر کھینچتی ہین۔ اگر مراحم اور عواطف بیدریغ شاہنشاہی شامل حال پر اختلال ہوکر ایما ہووی تو اعدا کی مخذولی اور شرمندگی کیواسطی بوسہ دہی پایۂ سریر خلافت مسیر مین سعادت اندوز ہون اور یہ دو بیت کہ طبعزاد اُسکی ہین عریضہ کی اختتام پر ثبت کی ابیات بیک ماہ با تحفہ وپیشکش؀ شتابم بدان بارگہ شاد وخوش؀ بیایم بہ بندم بخدمت کمر؀ نہم چون قلم سر بخط شاہ سر؀ ابراہیم عادلشاہ از سرنو مقام التفات مین ہوکر چاہتا تھا کہ اُسکی متعلقین کو باحسن وجہ بلگوان مین روانہ کرین کہ ناگاہ شاہزادہ عبد اللہ کی فسادنی سر گریبان ملک سی برآوردہ کیا یہ مقدمہ بعرض تعویق مین رہا اور شہزادہ عبد اللہ کی قصہ کا یون بیان ہی کہ جب وہ برادر نامہربان کی جلاد غضب کی خوف سی بندر گوہ کیطرف سفر ور ہوا فرنگیون نی اُسی مقام محفوظ مین بٹھایا اور اُسکی اعزاز وتکریم مین نہایت کوشش کی بعد ایک مدت کی بعضی سرداران بیجاپور کی اغوا سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قلی قطب شاہ کی نسبت دروازہ خصوصیت کی مفتوح کرکی التماس کمک کی یہ دونون شاہ کہ ابراہیم عادلشاہ کی اوضاع اور اسد خان لاری اور بھی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتی تھی ابراہیم عادلشاہ کی عزل اور شہزادہ عبد اللہ کی نصب پر متفق ہوئی اور اپنی موضع سے حرکت کرکی ولایت بیجاپور کیطرف گئی اور فرنگیونکی پاس آدمی بھیجکر پیام کیا کہ شہزادہ عبد اللہ کو اسطرف رخصت کرین تو ہم اُسی بیجاپور کی تخت پر بٹھاوین۔ فرنگی اسامر پر راضی ہوئی اور عبد اللہ کے فرق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ ایلچی اسد خان لاری کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جو ابراہیم عادلشاہ کی بی ہنجاری حد سی گذری ہی اور وہ معتمد الیہ بھی اُس سے رنجیدہ ہی ہم لوگ چاہتی ہین کہ

شاہزادہ عبداللہ کو بجای اُسکی نصب کریں اور وہ خان والاشان اُسکی اتالیقی میں ممتاز رہی مناسب ہی کہ نلکوان سی جلد آپ کو ہماری پاس پہونچاوی اسدخان لاری نی برہان نظام شاہ کی ایلچی سے درشتی کر کی کہا اگر ایلچی کُشی مذموم نہوتی تو میں زخم تیغ سیاست سی تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسدخان لاری کی اعانت سی مایوس ہوا اور اُسی عرصہ میں اسدخان لاری کی بیماری و رنجوری کی خبر پہونچی بیتھا نام ایک برہمن کو مخفی مع زر خطیر نلکوان کیطرف بھیجا تو اہل حصار سے موافقت کر کی ایسا کری کہ اسدخان لاری کی فوت کی بعد قلعہ برہان نظام شاہ کی سپرد کریں اور اسدخان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کی ارادہ پر واقف ہوا اُس برہمن کو جو ایک رعایا کی مکان میں پوشیدہ تھا دستیاب کر کے مع ستر آدمی اُسکی اعوان سے کہ جنھوں نی روپیہ لیکر قلعہ دینی کا اقبال کیا تھا نہ تیغ کیا اور یہ امر جب جمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسدخان لاری ابراہیم عادلشاہ کا دولتخواہ ہی شہزادہ کی پاس جانیکی فسخ عزیمت کیے اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندر کووہ کی اطراف میں مقیم تھی یہ خبر سنتی ہی شاہزادہ سی جدا ہو کر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسدخان لاری نی جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہی اور سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کی مدافعہ کی نہیں اپنی ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادلشاہ کو لکھا اور التماس قدوم میں یہ بیت درج کی بیت

چو باد صبح گذر کن بسوی حدیقہ آنس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار ٭ ابراہیم عادلشاہ نی صلاح دولت اُسکی ملتمس کی اجابت میں دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری میں بسبیل استعجال روانہ ہوا اور اثنای راہ میں خبر رحلت اسدخان لاری کی شنکر اُسی شب اپنی تئیں نلکوان میں پہونچایا اور بازماندہ انکو امر بصبر کر کے تمام جہات اور متروکات پر متصرف ہوا اور نصارانی جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی اُسکو پھیر کر بندر کووہ کیطرف لیگئی اور بادشاہ نی بھی اپنی مقر کیطرف معاودت فرمائی اسدخان لاری وفور فراست اور کاردانی میں اتصاف تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد مہمات میں نشان بی مثالی بلند کرتا تھا اور رایان بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سی ہے جاری رکھتی تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار میں جمع ہوا تھا کہ محاسبان سریع الحساب اُسکی حساب و شمار سے عاجز تھی چنانچہ سومن برنج اور پچاس گوسفند اور ایک سو مرغ اُسکا شیلان تھا اور اُسکی مخترعات سی مثل قبا و خنجر و زین دکن میں شہرت تمام رکھتا ہی اور وہ اول شخص ہی کہ زین پشت فیل پر رکھی اور لگام اُسکی سر پر کر کی بی چابک تحریک انگشت سی پای فیل کو مطیع کر کی راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان سرکش ہی اور دہانہ آہنی سے جیساکہ چاہئی اطاعت نہیں کرتا تھا اس اختراع نی شہرت نپائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہی ابراہیم عادلشاہ نی اپنی بیٹی بی بی زلیخا کو علی برید کی نکاح میں درلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ اپنی متفق کیا اور برہان نظام شاہ نی چند ایلچی لسان چرب زبان رام راج کی پاس بھیجی اور تحف و ہدایا کی ارسال سے بنای مصادقت ڈالی اور اسطرف سی رام راج نی بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری کیا اور عدالت پناہ یہ اخبار سنکر برہان نظام شاہ کی ایلچیوں سی کہ بیجاپور میں تھی انواع شکایت درمیان میں لایا اور یہ ہراسان ہو کر بیجاپور کیطرف بھاگی اور وہاں پہونچکر رام راج سی عرض پیرا ہوئی کہ جو ابراہیم عادلشاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ کی ساتھ ان کفار کی قاصد ہماری قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنی اپنی تئیں اس دیار میں پہونچایا اور رام راج کہ کافر غیور اور عظیم الشان تھا اس داد ضاع سی ناراض ہوا اور

برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے باپ کے خلاف ابراہیم عادلشاہ کی دوستی تمہاری دوستی پر
قبول کی ہے مناسب یہ ہے کہ تادیب اُسکی اپنی وجہ ہمت کرکے قلعہ کلیان اپنے حوزۂ تصرف میں در لادیں۔ [illegible]
برہان نظام شاہ بحری کہ اسوقت کا منتظر تھا اُسکی صلاح کے بموجب قلعہ کلیان کی تسخیر کیواسطے لشکر درا ہوا اور بہ
شوکت وحدت کے ساتھ کوچ متواترہ کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم عادلشاہ نے بھی بقصد استخلاص اہالیان قلعہ
بیجاپور سے نہضت فرمائی اور برہان نظام شاہ کی لشکرگاہ کے دو کوس پر خیمہ و خرگاہ بلند کرکے فروکش ہوا جو برہان نظام شاہ
ترک محاصرہ اور حرب میں نہ مشغول ہوا ابراہیم عادلشاہ نے اپنی لشکرگاہ کے گرد اگرد ایک دیوار کھنچوائی اور امرای ترک کو
کہ تاخت و تاراج میں بے نظیر تھے برہان نظام شاہ بحری کی اُردو پر مقرر کیا اور قحط عظیم اُس محصر میں واقع ہوا اور آدمی
نہایت مضطرب اور بیقرار ہوئے چنانچہ اکثر عقلا کی رای اسپر قرار پائی کہ جو گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف
اور لاغر ہوئے ہیں اور مرکوب بھی مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے لازم ہے کہ احمدنگر کا راستہ لیویں تفصیل اسکی واقعات
نظام شاہیہ میں بسمت گذارش پاویگی صبح عید رمضان کو کہ مردم عادلشاہیہ نہایت ضعف و زبونی میں غافل
اور بلوازم عید میں مشغول تھے کہ ناگاہ سیف عین الملک وغیرہ امرا عادلشاہ کے خیمہ و خرگاہ پر تاخت لاکر جدال
و قتال میں مشغول ہوئے یہ سراسیمہ اور بدحواس ہوکر بھاگے جو ابراہیم عادلشاہ اُسدم غسل عید میں مشغول تھا فرصت
پوشاک پہننے کی نہ پائی سراپردہ سے باہر نکل آیا اور برہان نظام شاہ بحری نے اُسی روز افواج آراستہ کرکے قلعہ کلیان کیطرف
عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اہل قلعہ اسوقت قلعہ میرے سپرد نکرینگے تمام خرد و بزرگ کو قتل کرونگا اہل قلعہ کہ ابراہیم
عادلشاہ کی شکست سے بیدل ہوئے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ بحری کو تین عیدیں ایک دن میں
حاصل ہوئیں اور ابراہیم عادلشاہ کے فیل اور توپخانہ کے تاراج ہونے سے اغراض بیت المال نظام شاہیہ میں داخل ہوکر
چار لاکھ ہون تحصیل کئے اور جسقدر کہ ممکن ہو سکا اسکی ویرانی اور خرابی میں تقصیر اور کوتاہی نہ کی اور اچانک بطور ایلغار قلعہ
پرینڈہ میں پہونچا دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ میں در آیا اور مردم خواجہ جہان دکنی کے تصرف سے برآوردہ کیا
اور اُس حصن حصین کو ایک دکنی معتبر کے جو بہادری میں مشہور تھا تفویض کرکے بیجاپور کیطرف گیا اور یہ خبر کلیان کے
اطراف میں منتشر ہوکر برہان نظام شاہ بحری اور خواجۂ دکنی کو پہونچی عازم استرداد ہوئی اور بعد اسکے کہ بیس
کوس جب اُسکے آگے پہونچی وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام میں مڑکر نہ دیکھا اور شاہ
جمال الدین انجو کہ معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا سبب فرار اسکا ایسا سُنا گیا کہ جب خبر توجہ برہان نظام شاہ
بحری کی اُسے پہونچی ہراس بیقیاس اُسپر مستولی ہوا اور فکر گریز اپنے دل میں کرکے کسیکو اپنے مافی الضمیر پر مطلع نہ کیا
یہانتک کہ ایک شب کو اپنے محل میں سوتا تھا گجر کی آواز کو خیال صدای نفیر برہان نظام شاہ بحری سمجھکر بیتحاشا
اور سراسیمہ وار دروازہ کھولکر راہ فرار نا لی مردم قلعہ بھی اسے ایسا مضطرب دیکھکر اسکے نشان قدم پر دوڑے
اور قلعہ کو خالی چھوڑا ابراہیم عادلشاہ نے اُس دکنی وافر تہور و جرأت کی گردن ماری اور قلعہ کلیان کے استخلاص کی فکر میں
ہوا اور برہان نظام شاہ بحری اس ارادہ پر مطلع ہوا ایک مقرب کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم عادلشاہ کے
ارادہ پر اطلاع دی بعد گفت و شنفت ایسا مقرر ہوا کہ رائچور کے اطراف میں ملاقات کرکے جو کچھ صلاح وقت ہو عمل میں
لاویں پھر ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری میں رام راج مع سپاہ بسیار رائچور کیطرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کی

اور مدکل لیکر شولاپور پر متصرف ہوئے پھر دونوں بادشاہ نے اول قلعہ رائچور کو محاصرہ کرکے ایک مدت کے بعد بہ امان فتح کیا اور جب اما لیان حصار مدکل نے یہ خبر سنی اسکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیجی اور قلعونکو مردم معتبر کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کرکے اسکے سپرد کرین اور رام راج اپنے دار الخلافت کیطرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجانگر کی معاونت کی باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آنکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج دیوارہ اسکا شکستہ کرکے مسخر کیا اور پھر تعمیر کرکے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بحری کے بعد وفات ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصادقت اور اخلاص کے کشادہ ہوئے اور سرحد میں ملاقات کی اور لوازم عہد و پیمان کو موکد کرکے مستقر حکومت کیطرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار صحبت خصومت سے مبدل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک اور سلسلہ جنبانی کی باعث کہ آنداول حسین نظام شاہ کی خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کی استخلاص کی فکر میں پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری سے متوہم ہوکر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار میں گیا اور حسن تدبیر سے وعدہ ہای دلفریب پیش کئے اور اسد خان لاری کی جاگیر اسکے سپرد کرکے بخطاب و القاب سیف الدولۃ القاہرہ عضد السلطنۃ الباہرہ امیر الامرا سیف عین الملک دیگر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور مائین اور تنکری اور رای باغ جاگیر دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ میں انکی اور خواجہ جہان دکنی کے صلاح سے حضرت شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اسی تخت احمد نگر پر متمکن کرے بعد اسکی شولاپور کی تسخیر میں مشغول ہووے پھر سپاہ زر نخواہ بیجاپور سے رخصت کرکے شاہزادہ علی کو مع دو ہزار سوار نظام شاہی کہ اسی عرصہ میں حسین شاہ بحری کی سطوت اور غضب سے مفرور ہوکے بیجاپور آئی تھے سرحد کیطرف اپنے روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نامے مشتمل ہوا عید اکابر و اشراف احمد نگر کے پاس بھیجکر انھیں شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنیکے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کیطرف میل اور رغبت نہ کیے حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر کمکی برہان عماد شاہ کے سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے بخلاف عادت سر گنج کھولکر تخمیناً چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کئے اور سیف عین الملک کی استظہار کے سبب تنور حرب گرم کرنے میں عازم و جازم ہوکر بکوچ متواتر سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور میں جانبین سے صفوف مصاف آراستہ ہوئیں میمنہ پر عین الملک کنعانی اور انکس خان کو مقرر کرکے میسرہ پوز خان امام الملک کے سپرد کیا اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب میں قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنی ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیساکہ انکی وقائع میں مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کی عراوے پیش لشکر جابجا قاعدے سے نصب کئے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور مجرائی خدمت کیواسطے بسرعت تمام دشمن کیطرف روانہ ہوا

اور حملہ اول میں توپخانہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور ہراول کو جو عمدہ لشکر غنیم تھا اُسی درہم برہم کرکی فوج قلب میں پہونچا اور حسین نظام شاہ بحری کہ مع لشکر خاصہ اور فیل نامی ابراہیم عادلشاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا بجلدی تمامتر تلوار علم کرکی سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج جانبین اس حمک سی لڑنی لگی کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور مثل آسکی جنگ صعب اُس زمانہ میں واقع نہوئی تھی ظہور میں آئی فوج طرفین جان سے سیر ہوئی تہ شمشیر ہوئی قریب تھا کہ افواج قلب نظام شاہی متزلزل ہوکر متفرق ہووی کہ ناگاہ بعضی امرای نظام شاہیہ ہی مثل رستم خان دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور غضنفر خان شیرازی نی کہ میسرۂ ابراہیم عادلشاہ کی ساتھ جنگ کرکی منہزم ہوئی تھے نشان نظام شاہی برپا نہ دیکھکر گردآوری اپنی کی اور اپنی صاحب کی مدد کی باعث عین ستیز اور آویز میں پہونچی جب کہ سیف عین الملک نی دیکھا کہ افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادلشاہ کیطرف سی کمک نہیں پہونچتی ہی بالضرورت حسب عادت اپنی کہ جسوقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ پا معرکہ میں ایستادہ ہوتا تھا پای ثبات زمین کین میں گڑو یا تو بہادران فدائی کو معلوم ہو کہ سر ارادہ بھاگنی کا نہیں رکھتا ہی مالک پر فدا ہوکر حق نمک ادا کریگا یا لڑائی فتح کریگا اسوقت یہ بھی گھوڑی سے اُترکر میدان نبرد میں ایستادہ ہوا تھا کہ دفعتہً ایک کوتاہ نظر نی ابراہیم عادلشاہ کو یہ خبر پہونچائی کہ میں نی عین معرکہ میں دیکھا کہ سیف عین الملک نی گھوڑی سے اُترکر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہی سلام کیا اُسکی بعد اپنی سرخروئی کیواسطی اُسکی ہاتھ سے بیڑہ پان کا اس شرط پر لیا ہی کہ تجھی گرفتار کرکی اُسکی سپرد کری ابراہیم عادلشاہ بدون اسکی کہ تحمل کرکی آدمی بھیجی اور اس امر کی تحقیق صدق و کذب میں کوشش کرے بیتابانہ چلو کرکی راہ بیجاپور کی لی سیف عین الملک نی جو تنہا اپنی سپاہیان خاصہ سی افواج نظام شاہیہ سی مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین تھا کہ فتحیاب ہو ابراہیم عادلشاہ کی خبر فرار سنکر اُسنی بھی جنگ سی ہاتھ روکا اور اپنی خواہرزادہ صلابت خان کو کہ زخم کاری اُٹھاکر گھوڑی سی جدا ہوا تھا پارچہ میں لپیٹ کر اس ارادہ سی ابراہیم عادلشاہ کی پیچھی دوڑا کہ اُسکو بیجاپور کی روانگی سے مانع آکر جبر شکست میں کوشش کری جب ابراہیم عادلشاہ کی نظر سیف عین الملک کی علموں پر پڑی اُس گمان سے کہ یقیناً میری پکڑنی کو آتا ہی بدحواس ہوکر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھیکا اور بیجاپور تک اُسکی باگ نہ روکی اُسکی بعد سیف عین الملک بلدہ بیجاپور میں پہونچکر ایک اپنی معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجکر عرض پیرا ہوا کہ خیر سگال اسباب اور مال چھوڑکر مع اسپ و قیچی خانہ بدوش بیک بینی و دو گوش آیا ہی خیمہ و خرگاہ نہیں رکھتا کہ اُسکی سایہ میں بسر کری اگر خزانہ عامرہ سی کچھ اعانت ہووی اپنا سامان درست کرکی ملازمت میں حاضر ہووے عدالت شاہی سے بعید نہوگا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی شومی اور سخن نشنوی اور پیش روی سی جانتا تھا عطا کا دروازہ اُسکی منہ پر بند کرکی فرمایا ہمیں اب نوکر کا اعتدال درکار نہیں ہی جسطرف تجھی منظور ہو جا سیف عین الملک نی جو جان نثاری کی سوا کچھ تقصیر نہ کی تھی متحیر ہوکر پیغام بھیجا کہ میں نی ازروی صدق و اخلاص پیشکا خدمتگار اور جان سپاری کا کمر جان پر باندھکر چھ سو عزیز اور ہمقوم اپنی فرق مبارک پر نثار کرکی دریغ مال و اسباب سی نہ کیا دوسری دروازہ پر جانیکی تمنا نہیں رکھتا بیت جز آستان توام درجہان پناہی نیست ٭ سر مرا بجز این در حوالہ گاہی نیست ٭ اسصورت میں اگر عدالت پناہ چاہیں یا نہ چاہیں ہم چاکر اور غلام ہیں دوسری سرکار میں نجاویںگی

دربار سے نکالدیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہوکر امرائے صاحب حل وعقد سے مشورہ کیا مرتضیٰ خان انجو اور میرزا طالب
سیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت میں دوبارہ
عرض والتماس کیا بارانہ باصلاح وقت یہ ہے کہ ولایت مان میں جاکر محصول خریف کا معرض وصول میں لاویں اور سازو
سلب اپنا درست کریں جب لشکر عادلشاہی ہماری استیصال کیواسطے مامور ہووے جسطرف مناسب جانیں
روانہ ہوویں سیف عین الملک کو یہ رائے پسند آئی اُسی دن بیجاپور کیطرف کوچ کیا اور ابراہیم عادلشاہ اس
حال سے مطلع ہوکر ایک امراکو مع پانچہزار سوار اُسکے دفع اور اخراج کیواسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت
مان کے ساحل پر پہونچا صلابت خان نے بلا اجازت سیف عین الملک مسلح ہوکر جنگ کا سامان وعزم
میدان کیا اور آتش کارزار افروختہ کرکے عدالت پناہ کی فوج کو بحال ابتر ہزیمت دیکر اُسکی فیل واسپ پر متصرف
ہوا اور سیف عین الملک قوی تر ہوکر دندان طمع محصول فصل ربیع پر مارا اور پرگنات جاگیر کے سوا ولایت مرج
وکلہر وغیرہ پر قابض ودخیل ہوا ابراہیم عادلشاہ نے دوبارہ اُسکی قلع وقمع کی فکر میں دس ہزار سوار وپیادہ آراستہ
کرکے دلاور خان حبشی کے ہمراہ جو آخر میں وکیل السلطنت ابراہیم عادلشاہ ثانی ہوا تھا تعین فرمائے اسمرتبہ سیف
عین الملک اور صلابت خان بعزم جنگ افواج آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کیطرف دلاور خان جنگجو سے دوبدو
ہوئے اور خوب تلوار کے طرفین کے بہادروں نے جانبازی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا آخر کو دلاور خان مجروح ہوئے سے
عاری ہوا سپاہ اُسکی سر ورو سے جاری ہوا پھر میدان کین میں ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤں قرار کا جگہ سے ہلگیا راہ
فرار ناچار لی سب فوج درہم برہم ہوگئی دلاور خان ایک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع فوج
چار کوس تک تعاقب کیا عادلشاہی کے بہت لوگوں کو مرکب حیات سے خاک ممات پر ڈالا اور اسقدر
اسباب اور اموال اور اسپ وفیل وشتر دستیاب کرکے مالامال ہوا کہ شکستگی اور نقصان اپنا
جیسا کہ چاہئے ہے درست کرکے قوی حال ہوا اور فوج وحشم تازہ فراہم کرکے پانچہزار سوار خوب دواسپہ وسہ اسپہ
اور فیل اور توپخانہ بہم پہونچایا ابراہیم عادلشاہ نے تیسری مرتبہ پچیس ہزار سوار مرتب کرکے فیل وتوپخانہ
جنگی ہمراہ لیکر خود اسکے دفع کیواسطے سوار ہوا جب نہر ولایت مان پر پہونچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ
آراستہ کرکے قصبہ مان میں مقیم ہے اور نہیں بھاگتا چند روز دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک
کے لشکر کو فراہم لاکر بھاگنے پر مستعد ہوا تھا بادشاہ کے توقف واقامت سے اپنے تئیں صاحب وجود جانکر فتح عظیم سمجھے
اور شیر نرہ کیطرح جنگ پر آمادہ ہوکر تین روز پیہم برابر متواتر افواج آراستہ کرکے ابراہیم عادلشاہ کی لشکرگاہ کیطرف
آتا تھا اور پلٹ جاتا تھا اسواسطے کہ لشکر عادلشاہی وضیع وشریف تینوں دن مسلح اور مکمل ہوکر صبح سے
شام تک گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہوکر خیمہ وخرگاہ کیطرف جاتی تھی جب چوتھی
دن سیف عین الملک صفوں کو آراستہ کرکے متوجہ ہوا مردم عادلشاہی اُسے دنوں بھی روزہائے سابق کیطرح
تصور کرکے اپنی مقام سے نہ ہلے ہر چند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آپہونچا کوئی شخص
گھوڑے پر سوار نہوتا تھا اور ہتھیار اور سلاح نہیں باندھتا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک

نمودار ہوئی ابراہیم عادلشاہ نے ناچار ہوکر بغیر اسکے کہ حزم و احتیاط کرے فوج کو آراستہ کرکے دشمن کیطرف
روانہ ہوا اور سیف عین الملک نے اسکے مقابلہ اور مقاتلہ سے ہراساں ہوکر مشیروں سے مصلحت پوچھی
سب کی یہ رای ہوئی کہ جس فوج کے ساتھ چتر بادشاہی ہو اُس سے مقابلہ نکرنا چاہئے مرتضیٰ خاں انجو کہ سید پر غرور
اور سیف عین الملک مرید و نکو مانند اُس سے سلوک کرتا تھا وہ بولا کہ چتر اڑتا نہیں اسکا ملاحظہ بیجا ہے اس شگونکو
فال نیک سمجھکر بعزم رزم گھوڑے جولان کئے اور پانچہزار سوار ایک جگہ جمع کرکے فوج عادلشاہی کی میمنہ اور میسرہ کو
نظر غور سے دیکھا جس مقام میں کہ چتر نمایاں تھا حملہ آور ہوا اور مولف کتاب نے میرزا بیگ سپاہی سے جو اس
معرکہ میں شریک تھا سنا کہ جب سیف عین الملک نے گھوڑا جولان کیا پانچہزار جوان یکدل اسکے ہمراہ تھے ایک تیغ
گھوڑونکو جلو دیکر ابراہیم عادلشاہ کی فوج خاصہ کیطرف متوجہ ہوئی اور اہالی قلب اُس حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے
اور ابراہیم عادلشاہ نے بیجاپور پہونچکر قلعہ میں دم لیا اور چتر اور فیل اور توپخانہ اور اثاثہ شاہی کہ اُسکے ہمراہ تھا
سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور فلک کی نیرنگی سے خلل فاحش اُسکی دولتخانہ میں ظاہر آیا اور وہ موضع
نورس پور میں کہ بیجاپور سے دو کوس ہے نزول کرکے اکثر ولایت عادلشاہ پر متصرف ہوا اور فوج ہمراہی اُسکی ہر روز
شہر کے باہر تاخت لاکر انواع مزاحمت پہونچاتی تھی اور غلہ اور آذوقہ متحصنوں کا بند کیا چاہتی تھی عادلشاہ نے
اسکے سوا اور علاج نہ دیکھا کہ رام راج کو اپنا شریک مدد و معاون کرکے اس فساد کی نائرہ کو بجھاوے آخر اسنے
سات لاکھ ہون بھیجکر کمک طلب کی رام راج نے اپنے بھائی تنگنادری کو مع لشکر انبوہ اور اُسکا سپہ سالار کرکے
دفع اعدا کیواسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے اسد خاں لاری کی تقلید کرکے چاہا کہ لشکر بیجانگر پر شبخون مارے لیکن
اور تنگنادری نے یہ امر دریافت کرکے تاکیداً اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب خرد و بزرگ ہوشیار ہوکر ہر ایک ایک
چوب ساڑھے دو گز کی لانبی بہم پہونچاکر اُسکے سر پر گودڑ تیل میں چرب کرکے لپیٹیں اور رات کیوقت جب
غوغا بلند ہووے سب کو ایکبارگی روشن کریں سیف عین الملک اس تدبیر سے غافل ہوکر دو ہزار مرد اہل نبرد
اپنے لشکر سے انتخاب کرکے باتفاق صلابت خاں شبخون پر آمادہ ہوا اور جب بیجاپور سے تین کوس پر
بیجانگر کی فوج پر شبخون لیگیا اور مار و مار انکی اردو میں در آیا سپاہیوں نے بنہج مذکور اپنی مشعل روشن کرکے
شب تیرہ کو روز انور کی مانند کر دیا ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا اُسوقت بیجانگر سے
پیادوں نے چاروں طرف سے ہجوم کرکے ضرب چوب و سنگ و تیر و تفنگ سے طرفۃ العین میں تخمیناً ہزار
جوان ہلاک کئے سیف عین الملک اور صلابت خاں نے بعد محنت اُس سیل فنا اور غرقاب بلا سے
برآمد ہوکر راہ فرار پائی اور سراسیمگی سے اپنی لشکرگاہ کا راستہ بھولکر اور طرف جا پڑے اس سبب سے
اُسکی تمام فوج متفرق ہوگئی جدھر سینگ سمائی ادھر راہی ہوئی بائیس آدمیوں سے زیادہ اسکے ہمراہ نرہے
اور جب تین پہر رات گذری اور سیف عین الملک پیدا نہوا خبر اسکے قتل ہونیکی منتشر ہوئی اسکے لشکر کی
اعلاد نے بیدل ہوکر کافور ہوئی جب طباشیر صبح نے انتشار کیا عین الملک وہاں پہونچا اور اپنی اردو سے
نشان نپایا انھیں آدمیوں کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کیطرف آوارہ ہوا اور مان کی راستہ سے ولایت
نظام شاہیہ کیطرف نکل گیا توفیق الٰہی سے اسد ... قضا یا نظام شاہیہ کی ...

اور ابراہیم عادلشاہ انکحین دنونمین امراض متضادہ یعنی ناسور مقعد و بواسیر و زلق الامعا اور تپ مطبقہ اور
دوران سر مین گرفتار ہوا بسبب اطبای ہند کہ اُسکی معتمد علیہ تھی انکا معالجہ اثر پذیر نہوا اور آخر کو یہ نوبت پہونچے کہ
اُسکی جملہ اطبای ولایت نی جلاوطنی اختیار کی اور عطارون نی اپنا پیشہ ترک کرکی دوکانین بند کین۔ اور اُسکی بیماری نے
دو برس کا عرصہ کھینچا اور شہور سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھہ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ
اُسکا قصبہ کوگی احاطہ شیخ جنید جدری مین لیجا کر اُسکی باپ داداکی پہلو مین مدفون کیا اور اُس سے دو فرزند
اور دو بیٹیان باقی رہین۔ ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند طہماسپ کہ ابراہیم عادلشاہ ثانے
لقب اُسکا ہی بیٹیان بانو بی بی زوجہ علی برید اور ہدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اُسکی
سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ تھے

[illegible]

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین رقام سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتی ہین
کہ علی عادلشاہ جو عہد طفلی سے حدت ذہن۔ اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب ممیز ہوکر
سن رشد کو پہونچا اُسکا باپ ابراہیم عادلشاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نی مجھو توفیق عطا فرمائی
کہ اپنی جد و پدر کی مذہب سی بیزار ہوکر دین حق یعنی مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد اور زاہد اور عارف
اور خائف اور کثیر السکوت یعنی بہت کم سخن۔ اور دائم الشکر تہی اختیار کیا اور شعار روافض برطرف کرکے
اُنمین سے ایک اثر نہ چھوڑا علی عادلشاہ کہ اُس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپکو ضبط نکر سکا اور بولا
جو دین آبا کا ترک پسندیدہ ہی تو لازم ہی کہ تمام بنی آدم ایسا کرین ابراہیم عادلشاہ نی غیض مین آنکر استفسار
فرمایا کہ تیرا کیا مذہب ہی اُسنی جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم و دانا ہی
ابراہیم عادلشاہ اُسکی ہمزبانی اور اُس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادلشاہ شیعہ ہی اور یہ اثر
خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کرکی علمای ہند سے فتوی لیکر اُس مسکین کو قتل کیا
اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بجاری علی کو علی عادلشاہ کی تعلیم و تادیب کیواسطی کہ حد شباب کو پہونچا تھا
مقرر کیا اتفاقا وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کی ملاحظہ سے آپکو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اسواسطے
علی عادلشاہ اُسکو معزز اور گرامی تر جان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقا اُنہی دنون مین
ایک جماعت مقربان ابراہیم عادلشاہ نی برہان نظام شاہ بحری کی ساتھ مخفی ہمزبان ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم
عادلشاہ کو چاشنی گیر کی ہاتھ سے مسموم کرکی اُسکی بھائی شاہزادہ عبد اللہ کو جانشین کرین۔ اور خطبہ بنام
آئمہ اثنا عشر پڑھین۔ اور چاشنی گیر کہ شنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کی ارادہ سی مطلع ہوکر ہاتھ
موافقت سی کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کی سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین
خوان سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور ہر چند بیچاری عمی بھائی کی عدالت پناہ پر واضح تھے
اُس سے بھی واہمہ غالب ہوا اور جس وقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی تفرج کیواسطی تشریف لائی وہ مع مال
خطیر بھاگ کر بندر گووہ کیطرف گیا اور جو علی عادلشاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادلشاہ اُس سے بھی

حکمنامہ تحریر فرمایا اور یہ بھی حکم تھا کہ روافض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط نکرنی پاوے مگر حسن اتفاق سے وہ اور اُسکا داماد کامل خان دکنی کہ اسمعیل عادلشاہ کے نمک پروردہ اور شیعہ مذہب تھے بدل وجان کوشش کرتے تھے انکا خدمت اور عبودیت علی عادلشاہ کا کمر ہمت پر باندھکر اُسکی استرضای خاطر میں کوشش کرتے تھے اور جب ابراہیم عادلشاہ صاحب فراش ہوا اور دور و نزدیک کے آدمیونکو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت ہے علی عادلشاہ خود بر نماز کیوقت منبر پر جاکر اذان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہی کامل خان دکنی کو مامور کرتا تھا کہ بہ نیصورت ساتھ موذنکے قیام کرے اور ابراہیم عادلشاہ حالت بیماری اور شدت مرض میں وہ اخبار وحشت آثار سنکر چاہتا تھا کہ چھوٹی بیٹی شاہزادہ طہماسپ کو اپنا جانشین کرے جب اُسے دریافت ہوا کہ بڑی تو بڑی چھوٹی سبحان اللہ وہ تو اُس سے سو درجہ زیادہ شیعہ گری کا دم بھرتا ہے نہایت غمگین ہوا اور فرمایا کہ میں عمداً عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ میں سونپوں اُسے بھی قلعۂ نلکواں میں بھیجکر محبوس کیا اور مہمات شاہی قادر ہیچون کی تقدیر کے حوالہ کئے اور جب اصحاب عقل و تمیز ابراہیم عادلشاہ کی زندگی سے مایوس ہوئے محمد کشور خان کہ بعضی پرگنونکی تحصیل اُس سے رجوع تھی مع زر خطیر علی عادلشاہ کیطرف روانہ ہوا اور سکندر خان کو لکھا کہ ابراہیم عادلشاہ کا خورشید حیات لب بام ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضی مردم دولتخانہ اور جاگیردار حوالی و حواشی حصار نلکواں سے شاہزادہ طہماسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی حادث ہووے لازم کہ علی عادلشاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر بھیج تو قصبہ مرج میں مقام کرے اور خلقت اُس سے رجوع کرے اور جسوقت ابراہیم عادلشاہ کا پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوکر ٹوٹے اور یہ خبر تحقیق اُسکے گوش زد ہووے بالشکر سعادت و اقبال دار الملک کیطرف توجہ فرماوے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر اور آفتاب گیر اور لوازم شاہی بہم پہونچاکر کامل خان دکنی نے اپنے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے برآمد کیا اور کشور خان تحصیلدار نے بلا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زر کثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہ سالاری سے سرفراز ہوا اور از روی دانائی آدمیونکو دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے اطراف کا بسرعت تمام شہزادی کی خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا اور دار السلطنت کے بھی لاکھوں آدمی مجلسی یعنی درباری اور خاصہ خیل بہ تعجیل اُس سے جا ملے اور جب انھیں دنوں میں ابراہیم عادلشاہ اس سرای فانی سے کوچ کرکے دار البقا کیطرف راہی ہوا علی عادلشاہ بسبیل استعجال بیجاپور میں رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے اور بعد نثار وایثار علی عادلشاہ کو محمد کشور خان کے باغ میں کہ بیجاپور سے ایک کوس پر ہے بیجاکر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجالائے اس بعد اُس ساعت سعید میں کہ نجومیوں نے اختیار کی تھی بیجاپور میں قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور بیرون شہر جس مقام میں کہ اوّل اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اُسکا نام شاہپور رکھا اور اپنے اجداد عالیجاہ یوسف و اسمعیل عادلشاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کرکے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الی یوم الحشر پڑھا اور لفظ علی ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان میں داخل کی اور ایرانیونکے واسطے وظائف یعنی یومیہ مقرر کرکے فرمایا

اگرامی رکھکر اُنکی واسطی بھی راتب معین کیا اور بہگی ہمت مردمان خوب کی گردآوری مین کہ مراد دانشمندان ذوی عقول اور مرد
میدان کارزار اور معقول سے ہی مصروف کی تا خلل انتظام مین نہوا اور تھوڑی عرصہ مین ایران اور توران اور تمام
اقالیم سبعہ سی مرد باکمال دست بدست اُسکی دربار مین تشریف لائی اور بیجاپور رشک ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ کے
وہ گنج کہ اُسی ارث پہونچا تھا اور اُسمین ڈیڑھ کروڑ ہون تھی عرصہ قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری
اور دیہی اعالی و ادانی خوان مائدہ فیض کا پس خوردہ لیگئی از بسکہ سحاب کرم اُس بحر عطا کا شب و روز کہ و مہ کی کشت
زار تمنا پر برسا سب کی آرزو کا کاسہ اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا رسم سوال اور آز و احتیاج جہان سے
دور ہوئی کان سائل کی صدا کی مشتاق اور دیدہ صورت گدا دیکھنی کی ندیدہ ہوئی عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سی یون
رعایت کی کہ حاصل مملکت نی ترقی اور افزونی قبول کی اور ستیزہ کو بد ترین صفات جانکر شاہان دکن اور رعایا کے
ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدکل اور ونکل اور کلیانی اور شولاپور اور
اودنی اور دہارا اور رو چندر کو نی سمع اور پرگنات کثیر کہ کسی زمانہ مین سوای بیکا پور شاہان اسلام سی مسخر اور مفتوح نہوئی تھے
حکمت عملی سے بی تعب و مشقت اُن پر متصرف ہوکر دائرہ مملکت کو وسیع تر کیا اور اُس جناب نی کافیہ اور متوسط
اور چند کتاب اور علم کلام اور منطق اور حکمت مین استاد سے درس کی تھین اور اکثر علوم کی مسائل سے آشنائی رکھتا تھا
اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور نوشتونکی ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی
قلندر اور یہ شاہ درویش صفت تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے
ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حیثیت سی صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہ رویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہر آئین سے
اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور ساتھ اس بیت کی مترنم ہوتا تھا بیت مائیم و ہمین زمزمۂ عشق و فغانے ؛
پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان بود ؛ اور ابتدای سنہ جلوس مین جب اُسی منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو
نظام شاہ کی ہاتھ سے برآوردہ کری محمد کشور خان اور شاہ بوتراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے
پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی بچھائی اور محمد حسین صدیقی اصفہانی کو احمد نگر مین روانہ کرکی یگانگی اور موافقت کے
بارہ مین کوشش کی اور رام راج بھی سر گرمیان دوستی سے برآوردہ کرکی ایلچیونکی اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا
اور اپنی ایک مقرب کو تہنیت اور مبارکباد جلوس کیواسطی آنکی ہمراہ کرکی مقضی المرام رخصت کیا اور حسین
نظام شاہ بحری ایلچی کی ساتھ حسن التفات اور عنایات سی پیش نہ آیا اور کسیکو تہنیت کیواسطی نہ بھیجا بلکہ خبر
در البطۂ رام راج سنکر اور مقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت کی علی عادل شاہ اس سبب سی کہ ہمیشہ ہمت
تدارک پر اُن خللونکی جو اُسکی باپ کی عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقہ
آشنائی جاری کیا یہانتک کہ جب اُس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور محبت اُس سے
رکھتا تھا فوت ہوا خود بہ نفس نفیس محمد کشور خان کی بصلاح و ہدایت جرأت اور دلیری کرکی اُسکی عزا پرسی کیواسطے
سو سوار ہمراہ لیکر کہ اُنمین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کیطرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین حاضر
ہوکر لوازم عزا اور پرسش بجالایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اُسی پہنا کر لباس ماتمی تبدیل کروایا اور

رام راج

رام راج کی زوجہ جو اجی رای کی نسل سے تھی اُسنے بھی علی عادلشاہ سے پردہ نہ کیا اُسے اپنا فرزند ارجمند کہا اور تین
روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش پہونچائی اور اُسکی اعانت اور امداد کی بارہ میں تعہد کیا اور جو رام راج نے
روز وداع شرائط مشایعت میں قیام نہ کیا اپنی بھائیوں اور اپنی قبیلہ کو اُس امر پر مامور کیا تھا آنحضرت نہایت
آزردہ اور دلگیر ہوئی اُسکا انتقام اپنی ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضای وقت ظاہر نکی فرصت کا منتظر تھا
یہانتک کہ سنہ ۹۷۳ نو سو تہتر ہجری میں اپنا کام درست کرکی بیجاپور کیطرف معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو پیغام
کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہی کہ قلعہ شولاپور و کلیان اس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور حسب تقدیر
ابراہیم عادلشاہ کی عہد میں اس سرکار میں اختلال کو بہم پہونچا وہ دونوں قلعہ نظام شاہیہ کی تصرف میں آگئے اگر
آپ کو محبت اور دوستی مدام رکھنی مد نظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کو واپس دیویں اور جو دونوں کا دینا دشوار ہو
کلیانی کی خیال سے گذر کرکے ممنون فرماویں اور شاہ حسین انجو کہ حسین نظام شاہ بحری کی مصاحبین سے
تھا ہرچند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کریں سودمند نہوئی بلکہ روز بروز نائرہ فتنہ و
فساد افروختہ تر ہوتی تھی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادلشاہ نے سید علی ایلچی کو بھیجکر نامہ لکھا مضمون
اُسکا یہ ہی کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور ملک کی نسبت شیوہ ستودہ شاہان عاقل نہیں ہی اگر انجام
امور پر خیال کرکی دونوں قلعہ مخلص کی سپرد کریں بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہی اور نہیں یقین سمجھیں کہ ہمارے
افواج بحر امواج کی نہضت سے بہت خرابیاں رعایا اور برایا کی شامل حال ہونگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا **ابیات**
چنان کار خود را بحکمت رواج ؛ بدہ تا نباشد بجنگ احتیاج ؛ بہ حکمت توان کار ہا ساختن ؛ کہ ہرگز نتوان
فرس تاختن ؛ بسی مصلحتہا ست از خسروی ؛ کہ گردد از آن دین و دولت قوی ؛ حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے
آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اُسکا خوب نہیں زبان پر لایا علی عادلشاہ بھی ناراض ہوا اور اپنی علم کو
کہ زرد تھا بروش نظام شاہیہ سبز کرکی یہ پیغام دیا کہ اگر تجھسی ممکن ہو سکی اپنا نشان جو نصرت کی نشانی ہے
مجھسے لینے واسطے کہ دکن میں دستور ہی کہ ایک کی نشان و علم سے دوسرا کام نہیں فرما سکتا لیکن یہ شخص کہ
بہر بہانہ تھا اور جنگ کی خواہش رکھتا تھا اس امر سے وقوع لایا تو آتش حرب شعلہ زن ہوکر جدال و
قتال کی نوبت آوی اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کی سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ رکھتا تھا پریشان
خاطر ہوکر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادلشاہ نے بھی سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر ہجری میں رام راج کو اپنی مدد کیواسطے بلایا
اور باتفاق اُسکی احمد نگر کیطرف نہضت کی اور مضمون اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وقوع میں آیا پرندہ سے جنیر
تک اور احمد نگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نرہا اور کفار بیجانگر نے جو سالہای دراز سے اس منصوبہ میں
تھی دست ظلم دراز کرکی دیانکی باشندونکو کاسۂ عیش میں خاک کدورت ڈالی اور مساجد اور مصاحف کو جلانا
کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ بحری نے قوت مقابلہ اپنی سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ
حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور کئی اعیان دولت کی صلاح اور مشورہ سے پٹن کیطرف
روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادلشاہ کی سپرد کرکی اُس سال مفارقت کی شطرنج لپیٹی اُسکی بعد علی عادلشاہ
اور رام راج اپنی دار الملک کیطرف روانہ ہوئی اور حسین نظام شاہ بحری نے انھیں دنوں میں جشن شادی کرکے

بیجکر رام راج سے استعانت کی اور جب وہ بلا تامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لیکر بیجاپور کیطرف راہی ہوا پھر دونوں باتفاق منزل مقصود کیطرف روانہ ہوئی ابیات ز لشکر جہان آنچنان گشت پر * کہ از تنگی بحر بشکست در * ز لبیار ی لشکر بی مراسر * ز عالم برافتاد رسم قیاس * اور جب قلعہ کلیانی کی اطراف مین پہونچی ابراہیم قطب شاہ نی شیوہ ستودہ مرحوم خوش طبع کا ہاتھ سے نہ دیا کوئی دقیقہ مردمی اور مروت سے فروگذاشت نکیا اور با وجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کرکی رام راج اور علی عادلشاہ سی جاملا حسین نظام شاہ بجری صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنی پہلو مین نہ دیکھا صلاح توقف نہ دیکھی بسرعت تمام احمدنگر کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب اور تاراج کنان اس بلدہ کی اطراف مین پہونچی حسین نظام شاہ تختگاہ کی قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے استحکام دیکر جنیر کیطرف راہی ہوا اور شاہان مذکور احمدآباد کی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور بہت اسیر ونکو اطراف و جوانب مین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون مین نہ چھوڑا اور کفار بیجانگر نی بھی قتل اور قمع اور عمارات کی سوخت کرنی مین تقصیر نہ کی انواع فساد ظہور مین لائی اور خانہ خدا مین بندہ اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئی اور گھوڑی باندھی اسپر بھی باز نہ آئی اور سقفہای چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا ابیات ہمہ شہر و بازار احمدنگر * شد از صدمۂ قہر زیر و زبر * ہمہ کشتہ شد طعمۂ چارپاے * بہ نماند اندران مرز چیزی بجاے * اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سی قلت وہ لوازغلہ اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش اردوی ظفر قرین مین بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کیطرف رعایت کرکی غلہ اور جمیع مایحتاج قلعہ بندونکو پہونچاتا تھا اور استمالت دیکر نہین چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہوویں علی عادلشاہ نی ان امورونکو بدلائل و براہین دریافت کرکی محاصرہ احمدنگر اور اسکی حوالی کا اور قلعہ شولاپور کا محاصرہ رامراج سے رجوع کیا اور جسطور کہ ممکن ہوسکا اس موضع سے باتفاق کوچ کیا اور جب پانچ منزل راہ طی ہوئی کشور خان نی کفار بیجانگر کی تعدی بیجا اور غلبہ بیشمار دیکر کی عدالت دستگاہ سی کہا محاصرہ قلعہ شولاپور اسوقت مناسب نہین ہی کسواسطی اگر مفتوح ہوگا اتفاقاً یہ ہی کہ رام راج اسمین طمع کرکی ہمکو دخل نہ دیگا بلکہ طمع اور ممالک مین بھی کرکے فتنہ عظیم برپا کریگا بہتر یہ ہی کہ فسخ عزیمت کرین اور صبح کو ملدرک مین جاکر قلعہ نہایت استحکام سے تیار کرکی اسکی استظہار سی بتدریج و آہستگی تمام قلعہ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادلشاہ کو یہ رای پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا رام راج کو ملدرک کیطرف لیگیا اور اس مقام مین کہ زمانہ سابق مین نرپسر بادشاہ مندو نی قلعہ تیار کیا تھا فی الجملہ کچھ آثار و علامات اسکی ظاہر تھے رای خود رای کی رای سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات مین دیوارین اسکی گچ اور پتھر سے تیار کروائین اور اسکا نام شاہ درک رکھا پھر تینون بادشاہ آپسمین رخصت ہوئی قطب شاہ اور رام راج اپنی ممالک کیطرف روانہ ہوئی عدالت پناہ بیجاپور کیطرف تشریف لائی لیکن رام راج کی ابتہاج کی اسی سال بمقتضای اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون تھا وہ شقاوت اپنی دیدہ بصیرت پر ڈالکر عاقلانہ میدان طغیان مین مرکب عدوان کو جولان دیا اور شجرۂ دولت کو اپنی تیشۂ و ما ظلمناہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون سے قطع کیا چند امر کہ شاہ عدالت پناہ طبیعت کی خلاف بلکہ موجب نفرت تھی اس بیت کی موافق ظہور مین پہونچائی بیت دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر

کہ اے نور چشم میں بجز از گشتہ ندیدی * عنقریب نادر ایام نے سزا اسکی اعمال ناشائستہ کی اسکو آغوش میں رکھی
اور جیسا کہ چاہئے ویسی زمین کو ارباب شک و ظلام کی خون سے دریائے جیحون کیا ابیات گلزار کو وہ پری جمالی جواب
کہ شاخ خطا میوہ ندید صواب * شر انگیز مردم سوئی شر رود * چو کژدم کہ از خانہ کمتر رود * بد اندیش مردم بجز
بد ندید * بیفتاد در چاہ از جو ندید * قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کا اس نہج سے مرقوم ہوتی ہے کہ جب پہلی مرتبہ
علی عادلشاہ حسین نظام شاہ کی جنگ سے بہ تنگ آیا ناچار رام راج کو طلب کر کے مدد چاہا اور رئیس کفار
بیجانگر عداوت دینی کی سبب اہل اسلام کو مضرت جانی پہونچاتی اور انہیں دستگیر اور گرفتار کرتی رہی اور مساجد
اور معابد ویران اور مسمار ہوئی پاویں اور میونکو تلف و ناموس کو متعرض ہوویں بیکر خلاف اسکی عمل میں آیا
کفار نابکار نی بلدہ احمد نگر میں جا کر مسلمانوں کی تخریب و تعذیب و تذلیل جو ایست میں کوئی دقیقہ نا مرعی نہ چھوڑا
مسجدوں میں بت پرستی کرتی تھے اتسپر یہ راگ لائی کہ سرود بجانی بھی لگائی اور عدالت پناہ یہ خبر سنکر
نہایت رنجیدہ ہوئے جو قدرت ممانعت کی نرکھتی تھے طرح دیتی تھی اور علاوہ اسکی رام راج بیجانگر سے سفر
مراجعت کر کی شاہان اسلام کو جزو ضعیف سمجھ کر انکی ایلچیونکو اپنی دربار میں آنی نہ دیتا تھا اور جو کبھی بعد نہایت
ہوتا تھا انسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت رخصت جلوس نہ دیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا تو گھوڑی کو
تازیانہ تکبر اور تجبر مار کر انھیں ہمراہ رکاب پیادہ بازار دلی میں دوڑاتا تھا اور بعد اضطراب یا حکم سوار کر دیتا تھا
اور علاوہ اسکی جب دوسری مرتبہ احمد نگر سے کوچ کر کی نلدرگ کیطرف متوجہ ہوئی اسکی خاص و عام اردو کے
مسلمانوں سے بھی بہ تاراج و تمسخر پیش آتی تھے اور استہزا کی نظر حقارت سے دیکھتی تھی اور جب تسندرہ کی اطراف میں پہونچا
از راہ نفسانیت ممالک عادلشاہیہ اور قطب شاہیہ کی لینی کی نیت کر کی تلنگانہ کو وسعت لشکر بیشمار کہ سحاب
وہم اور تخمینی گمان جسکی حصر و احصار سے عاجز تھی دونوں بادشاہ کی ولایت تسخیر کرنیکے واسطے مامور کیا اور یہ
بادشاہ کہ اسی سال نظام شاہ کو دشمن جانتے تھی اور طاقت رائ کی مقاومت کی نرکھتی تھی لاچار ہو کر ہر ایک نے
کچھ اپنی ولایت سے اسکو نظر کر کے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادلشاہ نے ولایت اتکل اور باکری کوب دیکر
صلح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کویل کندہ اور پانکل اور گنپورہ تلنگانہ دیکر سپرد کر کی اس حیلہ سے اپنا نام و ولایت
نگاہ رکھی اور اسوقت کہ رام راج فتہا ان اسلام پر تفوق اور غلبہ جیسا کہ چاہئے بہم پہونچایا تھا اور لشکر ایک قادر
پورکل موسوم پونکتی میں اعلام حرامخواری اور بغاوت کی بلند کی اور اسکا ایک بھائی جو قاصد تھا بھائی اور جیش کر بھیجا
ایک جماعت کثیر اپنی اعوان و انصار سے اسمیں لیجا کر اس جماعت کی پشتی اور حمایت سے بعض فوج قلعہ و تھانہ دار کو
قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نی بیجانگر کی قرب جوار اور رام راج کی توہم کی سبب استرداد
اور استخلاص اس حصار کا سعی میں توقف اور التوا میں ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسری سال قصبہ نور گل
جو قلعہ شاہ درگ المشہور بہ نلدرگ کہ گچ و سنگ سے نہایت مستحکم اور برج و بارو اسکا مثل عروج اقبال
خسروان عالی مقدار سر اوج فلک پر کھینچی ہوئی تھا اور گہرائی اسکی خندق کی خرد مندوں کی اندیشہ دقت پیشہ کی
مانند گاو و ماہی ارض کی قریب پہونچی تھی شہر یار عدالت آثار عازم انتقام ہو کر بمقتضائے آیہ کریمہ الذین ہاجروا
وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت والا نہمت جہاد کفار بیجانگر پر مصروف فرمائی

اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلا کر بر طبق وشاورہم فی الامر انجمن مشورہ کی منعقد کی ابیات خدیو جہانگیر
لشکر شکن * پی مشورت ساخت یک انجمن * نمود درج سخن بر سر بحر دان * بدست و زبان شد جواہر فشان * سخن راند
ز اندازہ کار خویش * ز تیروزی خویش و پیکار خویش * کہ تا چند بد خواہ نا اعتمید * شتابد سویم چون بمقصد امید *
ببینم تدبیر این کار چیست * کہ بر کار بیغلہ بابد گریست * الغرض خردمندان صاحب رای اور وزرای عقدہ کشا سے
مثل محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر مشورت سے تھی عرض پیرا ہوے کہ
رای جہان کشای حقائق انجلای مکمل نسخۂ قضا و قدر اور نعم البدل جام جہان نما ہے عرض بعض مقدمات کی حاجت نہیں ہے
لیکن جو حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سوء ادب ہے اگر حکم اشرف شرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہے
مسامع قدسی جوامع میں پہونچا دیں۔ کہ جو کچھ کفار بیجانگر کی دفع کی بارہ اور انکی نہال دولت کی قلع و قمع میں خاطر نصرت
مظاہر میں پہونچا ہے عین صلاح و صواب ہے لیکن یہ امر بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہے کس واسطے کہ رام راج
مزید لشکر اور وفور حشم میں انصاف اور اختصاص رکھتا ہے اور زر حاصل اسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت
قلعوں اور بلاد پر ہے بارہ کروڑ ہون تخمیناً خزانہ عامرہ میں داخل ہوتا ہے اور صولت اور سطوت نے اسکی تمام دلون میں
ایسی شخص سے تنہا مجادلہ کرنا ضرر کے سوا نفع نہ بخشیگا لازم کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کریں اور
اور بساط خصوصیت درمیان سے پیش رہیں علی عادلشاہ نے زبان اظہار کی تحسین و آفرین میں گویا کی اور محمد کشور خان کو
امرا پر مختار کیا اور اسنے پہلے ایک ایلچی علی عادلشاہ کیطرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار
مافی الضمیر کیا اور وہ بھی کہ کفار بیجانگر کی ہاتھوں سے نہایت رنجیدہ تھا مستعد ہوا کہ درمیان علی عادلشاہ اور
اور حسین نظام شاہ کی متوسط ہو کر آپسمین دوستی یکرنگ پیدا کریں اور قلعہ شولاپور کو کہ موجب نزاع ہے
حسن تدبیر سے علی عادلشاہ کی متعلق کریں پھر مصطفی خان اردستانی کو کہ سید صحیح النسب اور امور دولتخانہ کا
رکن اعظم تھا بیجاپور کیطرف بھیجا کہ اگر علی عادلشاہ اس بارہ میں کہ پیغام کیا بجد ہو وہانسے احمدنگر جا کر تمہید
مقدمات دوستی میں مشغول ہووے چنانچہ مصطفی خان اردستانی علی عادلشاہ کی دربار میں حاضر ہو کر
ملازمت سے مشرف یاب ہوا اور جب اسنے مصر اور مجد دیکھا احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ
بحری سے ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کی عہد میں تمام عرصہ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا جسوقت
اہالی اسلام غالب ہوتے تھے اور کفار بیجانگر استیلا پاتی تھی اکثر سلاطین بہمنیہ بواسطہ منازعت بقائی چنگیز
ساتھ اس جماعت کی مواسا اور مدارا کرتی تھی اب کہ ولایت دکن چند آدمیوں پر منقسم ہوئی ہے طریق عقل وہ ہے
کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھیں تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے
آسیب سے محفوظ رہے اور دست تغلب اور غلبہ رای بیجانگر کا کہ جمیع راجہای کرناٹک اسکی مطیع اور فرمانبردار
ہیں دامن ممالک اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ دوائم بدائم غالب ہے رام راج کی شر سے کہ نہایت
قوی اور دلیر ہے اور اس ولایت میں مکرر آنکر نہایت خیرہ ہوا ہے محفوظ رہے اور مسلمانونکی مکانونکو اس سے
زیادہ تر نشیمن گاہ کافران نکریں حسین نظام شاہ بحری سید معز الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ
ہوا اور اسکی رای پسندیدہ پر ثنا خوان ہوا اور سید معز الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت الیہ

تھا یہی کہ اعیان احمد نگر سے بھی حرف وصلت او رخویشی مذکور کرکے یون مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اپنے صبیہ چاند بی بی سلطان کو علی عادلشاہ کے عقد ازدواج مین دیوے اور قلعہ شولا پور اسکی جہیز مین کرے اور علی عادلشاہ اپنی ہدیہ سلطان کو شہزادہ مرتضی بڑی بیٹی نظام شاہ بحری سے منعقد کرکے بساط یکجہتی بچھاوے اسوقت تینون بادشاہ مسلمان رام راج کی ابتہاج کیسے پر فوج کشی ہووین اور بتوفیق جبار شدید الانتقام اسکی سند عجب و تکبر سی اتارین اور ملا عنایت اللہ کی ہمراہ مصطفی خان اردستانی برسم رسالت بیجاپور مین آنکے عہد و پیمان کو بسوگند ہای مغلظہ موکد اور مشید کیا اور ایک تاریخ مین دونون طرف سی جشن اور شادی کا فرش مفروش ہوا اور احمد نگر تک با آئین تکلفات آئینہ بند کیا اور اس جشن دلکشا مین قامت آرزوی ہر کا مجوی نے بخلعت ہرگونہ اور مقاصد و مطالب کی آرائش پاکر داماد آرزو و سند ونکی حجلۂ خاطر مین عروس مقاصد کنار مین آئے ابیات فرو ریخت چون قطرہ ز ابر بہار ؛ زر و گوہر و لولوی شاہوار ؛ ز بس گوہر و زر کہ افشاندہ شدہ ؛ ز بر چیدنش دست ناماندہ شدہ ؛ اور جب سامان میزبانی آن دو بلدہ مین انجام کو پہونچا چاند بی بی سلطان بیت الشرف بیجاپور مین داخل ہوئین قران السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطان نی ساحت احمد نگر کو ساتھ نور موفور السرور اپنی کی منور کیا قران زہرہ اور مشتری ہوا بعدہ علی عادلشاہ استرداد پرگنہ اتیکر اور باکری اور استخلاص قلعہ رائچور اور مدکل کی فکر مین ہوا اور ایلچی رام راج کی پاس بھیجکر محال مذکور طلب کئے رام راج نے ایلچی سے درشتی کی اسکی دربار سی نکالدیا اور علی عادلشاہ نے اس کافر مغرور کی استیصال مین کوشش فرمائی اور حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کی باتفاق نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین بحسب وعدہ بیجاپور کی حوالی مین چارون بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین گیسوے رایت فتح آیت کو دست توفیق سے شانہ ظفر کرکے اور روی نصرت آئینہ شمشیر مین بمشاطگی بخت بلند مشاہدہ فرماکر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا ابیات سران سپہ رایت افراشتند ؛ روا رو بعالم درانداختند ؛ ز لشکر کہ عرصش بغر سنگ بود ؛ بیابان بہ نخچیر مرتنگ بود ؛ ہمہ روی صحرا شدہ نو بہار ؛ ز رنگین علمہای گوہر نگار ؛ اور بعد طی مراحل اور قطع منازل جب بالنگوتہ مین جو لب دریای کشنہ واقع ہی محل نزول لشکر اسلامیون کا ہوا اور چونکہ وہ حدود علی عادلشاہ سی تعلق رکھتی تھی آنحضرت یعنی علی عادلشاہ ان دو بادشاہون کی میزبان ہوکر دلداری کی ضیافت اور ساز و سامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ مین فرامین صادر فرمائے کہ لابضروریات سفر لشکرگاہ مین کسی شی کی تکلیف نہ کھینچیں اور جب رای بیجانگر اتفاق سلاطین نامور اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسیطور کا ہراس اور حرف فروتنی کا زبان پر نہ لایا بلکہ انکی جنگ لڑکون کا کھیل اور سہل ترین امور سمجھکر اول اپنی چھوٹی بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے بجلدی تمام بھیجا کہ آب کشنہ کی کناری جاکر راہ عبور یعنی گھاٹ مسدود کرے اور اسکی بعد اپنی منجھلی بھائی اونکنادری کو بہ حشمت و شوکت تمام رخصت کیا پھر انھون نے لب آب پر قابض ہوکر ممانعت عبور اہل اسلام کی مین بعد رام راج خود بھی اطراف کی راجاؤنکو ہمراہ لیکر مع لشکر کثیر و حجم غفیر مثل اژدہای آتش فشان و سیلاب دریای جوشان بیت اگرا ئیدہ عفریت آشوبناک ؛ شتابندہ چون اژدہا بر ہلاک ؛ روانہ ہوا اور نہر کشنہ کی کناری فروکش ہوا اور کفار بیجانگر

جس مقام میں کہ راہ عبور اور مرور جنود اسلام متصور اور ممکن تھی اسواسطے توپ سے بند کی تھی کہ عقل دور اندیش اندیشہ
عبور سے عاجز تھی شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالائے آب تیس چالیس کوس تک جاکر گھاٹ
تلاش کریں اور اس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام میں واقع ہیں اور ایک گھاٹ
کہ وہاں کا پانی پایاب اور بہت کم ہے اراباء و لشکر بسہولت تمام وجہ سے عبور کر سکتا ہے اور انھیں گھاٹوں کے مقابل کہ عبارت
اسی پایاب سے ہے کفار نے قبضہ کرکے ایک دیوار بطور دمدمہ کھینچی ہے اور قسم قسم کی توپ اور ضرب زن اسمیں نصب کی ہیں
شاہان اسلام نے عبور کے بارہ میں انجمن ترتیب دی اور اپنے غواص عقل کو بحر اندیشہ میں غوطہ زن کرکے ایسا گوہر خیال
دستیاب کیا یعنی یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کرکے اس مقام سے دو تین کوچ کی دریا
کریں اور جب کفار فریب کھا کر سد راہ ہونے کیواسطے کوچ کریں سلاطین اسلام اس گھاٹ کی عزیمت کہ جسکے واسطے
نہضت فرمائی ہے فسخ کرکے بعجلت تمام مثل سحاب معاودت کرکے اس گھاٹ سے جہاں سے کوچ کیا تھا عبور کریں
اور میدان جنگ کیطرف روانہ ہوویں خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین کوچ متواتر کرکے ساحل آب طے کیا کفار اسکو سنکر اس وہم سے
کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اس مقام سے برخاست کرکے بسرعت تمام دریا کی اسطرف اسلامیوں کے
مقابل روانہ ہوئے اور جو کہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی رام راج کے زوال دولت کیواسطے متعلق تھی شرائط حزم و احتیاط
ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی ضبط کیواسطے مقرر نہ کیا اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف
مراد پر دیکھکر عنان مراجعت گھاٹ اصلی کیطرف منعطف کی اور بطور تاخت تین روز صبح سے غروب آفتاب تک
راہ طے کی اور ابھی لشکر رام راج وہاں نہ پہونچا تھا کہ انھوں نے پاسیدواری باری ایک جماعت قلیل ہمراہ لیکر نہر
کشنہ سے عبور کیا اور اسکے بعد تمام لشکر اسلام انکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح رام راج کیطرف
کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہوکر نزول کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلوں پر غالب ہوا تھا مگر جو علاج
نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کرکے اردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن
بارہ اماموں کا علم برپا کرکے صفوں کی صفہا سے باصفا کی آراستگی میں مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادلشاہ اور میسرہ پر علی برید
اور ابراہیم قطب شاہ اور قلب میں حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا آراے آتشبازی کے زنجیروں سے استوار ہوئی
اور فیلان مست جو جنگ میں ہوشیار تھے جابجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کئے اور متوکلا علی اللہ الاکبر اور
متوسلا بالنبی خیر البشر والائمۃ اثنی عشر اسی ہیئت اور ہیبت کے ساتھ کہ زہرہ فلک اسکے دیکھنے سے آب
ہوتا تھا اور بہرام خونآشام اضطراب میں پڑتا تھا سپاہ اعدا کیطرف روانہ ہوئے صدائے طبل جنگی اور آواز
کرنائے اور نفیر اور غریو کوس و کورکہ سے غلغلہ گنبد گردوں میں ڈالا **ابیات** زغریدن کوس قالب تہی ۞ درآمد بسر
سوز را فرہی ۞ ز بس تیز آواز ہی نائے زرہ ۞ بگوش صدف سفتہ می شد گہر ۞ زمین گفتی از یکدگر میدرید ۞ سرافیل
صور قیامت دمید ۞ اور دوسری طرف رائے بیجانگر بھی سرداران سپاہ کو بلاکر بانواع عنایت و شفقت پیش آیا
قورخانہ کا دروازہ کھلوا کر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کئے اور لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا میمنہ تمراج کے
سپرد کرکے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنکنادری کو تفویض کرکے علی عادلشاہ کے
مواجہہ میں مقرر فرمایا اور خود قلب میں قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور

ایک ہزار ارابہ توپخانہ جابجا قاعدہ اور ترتیب کی ساتھ لگا رکھا اور جسوقت کہ شہسوار مضمار فلک نے قدم دائرہ نصف النہار میں رکھا یعنی آفتاب وسط آسمان میں آیا رامراج بیجانگر سنگاسن مرصع میں بیٹھکر میدان جانستان کیطرف روانہ ہوا ہرچند اسکے مقربونکی گھوڑی پر سوار ہونیکی واسطی عرض کی نہایت عجب و غرور سے قبول نہ کیا اور فرمایا لڑکونکی کھیل میں گھوڑی کی سواری کی احتیاج نہیں ہے ابھی یہ جماعت راہ ہزیمت اپنی سے القصہ دونوں طرف کی بہادر ایک اہل خیر اور دوسری اہل شر تیغ و تیر و نیزہ سے ہلاکی ایک دوسری کی زمانہ سے برلائی کبھی غازی تیغ یمانی سے کفار کی سر افشانی کرتی تھے اور گاہی مشرک سنان ازدہا نشان سے شرائط جانستانی بجالاتی تھے اور نہایت جاہلیت سے رام جھنڈی جسارت کی بلند کرکی تیغ زہر آلود سے لوازم خونخواری وقوع میں پہونچاتی تھی ابیات

بجنبش درآمد دو لشکر چو کوہ ٭ کزین جنبش آمد زمین را ستوہ ٭ برآمد ز قلب دو لشکر خروش ٭ رسید آسمان را قیامت بگوش ٭ بہ جنبش درآمد دو دریاے خون ٭ شد از موج آتش زمین لالہ گون ٭ زمین کو بساط بدآراستہ ٭ غباری شد از جای برخاستہ ٭ ز بس تیر باران کہ آمد بجوش ٭ فگند ابر بارانی خود بدوش ٭ ز مرغان چوبین فولاد دم ٭ شدہ راہ بر ماہ و خورشید گم ٭ ز منقار پولاد پران خدنگ ٭ گرہ بستہ خون در دل خارہ سنگ ٭ کمان کج ابرو ز مژگان تیر ٭ ز پستان جوشن برآورد شیر ٭ چو ہندوی بازیگر گرم خیز ٭ معلق زنان تیغ ہندی تیز ٭

بیجانگر کی پیادی صفوف کی آگی ایستادہ ہوکر مجاہدان کی طائر روح کی شکار کیواسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہر مرتبہ سر کرتی تھے اور سوار انکی جو اکثر گروہ راج بندہ سے تھی تیغ ہندی غلاف بیباکی سے برآوردہ کرکی اور سپر بہادری کی سر پر کھینچکر حملہ ہای مردانہ کرتی تھے آخر کو یہ نوبت پہونچائی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچی کہ دفعتہ رام راج نظام شاہ کی مساعی جمیلہ اور ثبات قدم کی برکت سے ایک مرد نظام شاہیہ کی ہاتھ میں گرفتار ہوا شرح اسکی اسطور پر ہے کہ ناگاہ رام راج نے جب جنگ مسلمانونکی برخلاف اسکی کہ نقل کرتی تھے مشاہدہ کی گھبراکر سنگاسن سے اتر آیا اور کرسی مرصع پر بیٹھکر شامیانی مخمل سرخ و زرد و زردوزی کہ جسمیں چاروں طرف ہند مروارید ناسفتہ اور گنبد طلائی عنبر آگین نصب کئی تھے مرتفع کئی اور حکم کیا کہ دو جانب اسکی زر سرخ و سفید اور اشیای مرصع اور مروارید ڈھیر ہوا اور اثنای جنگ میں جو وقت تنگ تھا زر سپر اور پیمانہ اور ترازو میں ناپ کر امرا اور رؤسا پر قسمت کری یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور میں پہونچاکر مظفر و منصور میری پاس آویگا پھر اسکو طباق طلا اور طرح طرح کی اقسام جواہر سے مملو عنایت کرکی سرفراز اور ممتاز فرماونگا اس بشارت کی سنتے ہی حشرات و کفر نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئی تمراج اور تنگنادری اور تمام امرای کفار دوبارہ متفق ہوکر ایکبارگی افواج اسلام پر حملہ آور ہوئی اور اس مرتبہ مقدمہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیونکی متفرق اور پریشان ہوئی ہنگامہ قیامت کا ظاہر ہوا اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئی لیکن حق سبحانہ تعالی نی حسین نظام شاہ بحری کی دل میں صبر عطا کیا اور اسنی پای ثبات زمین کین میں گاڑ دیا باوجود اسکی کہ اسکی بھی ہمین دیار میں کوسے مرنا تھا اور کفار ہر ایکبار ہزار ہا ہزار بان اور تفنگ اور تیر و توپ و راست سے سر کرکی بڑھ آتی تھے اصلا متزلزل نہو دل میں راہ نہ دیکر اپنی مقام سے جنبش نہ کی اور جو بعض امرای شکستہ اور محمد کشور خان کہ مقدمہ لشکر عادلشاہی تھے

نشان اسکی اپنی مقام پر برپا دیکھکر اسکی خدمت مین حاضر ہوئی اور حسین نظام شاہ بحری کی حکم سے انھون نے بھی اضراب توپ جنگی مین گراب پیسونکی دیگر سرگرمی ہوئی آگی بڑھے اور متعاقب انکی خود بقصد شہادت گرم عنان ہوا اور متواتر رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کرکی اسکی سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اسکا اسی برس کا تھا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر پھر سنگاسن مین جا بیٹھا اور اسی درمیان مین ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کی قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا اور کہار سنگاسن معہ رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگی اور جو جنگ مغلوبہ تھی ہر شخص اپنی حال مین مبتلا تھا کسی نی اسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہای دراز سے اسکا نمکخوار تھا سنگاسن کی پاس رہا اسوقت فیلبانکی نظر جو اس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کی سنگاسن پر جا پڑی اسنی اسکی طمع سے ہاتھی اسطرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت مین تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن اٹھانیکا قصد رکھتا ہے اسواسطی از روی عجز و انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ رام راج ہی گھوڑا اسکی سواری کیواسطی لا کہ یہ بھی امرای عظیم الشان کریگا فیلبان نی جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کرکی بخرطوم فیل اسکو گوہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام رومی خان کی پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ تھا پہونچایا اور رومی خان نی توقف اسی حسین نظام شاہ کی خدمت مین لیگیا اسنی تاجدارنی تیغ بیدریغ سی فوراً اسکا سر تن سے جدا کرکی نیزے پر چڑھایا کفار بیجانگر کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا بادیدۂ گریان و دل بریان راہ ہزیمت نالی

ابیات

سر کشتہ را چون ز نزدیک شاہ * بہ بردند بر نیزہ تا رزمگاہ * ہژبران لشکر پر آن دلیر * ہمہ حملہ کردند چون نرہ شیر * بہ بستند غریو اندر افتاد پاک * فگندند یکسر ز اندر بخاک * کلاہ و کمرہا ببند اختند * خروشیدن و موبہ پرداختند * فگندند منجوق و کوس نبرد * گریزان برفتند پر خون و گرد *

بہادران اہل اسلام نی کفار کی لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر مشرکونکی سر افشانی کی کہ آن تیرہ بختونکی خون سے زمین نی رنگ لعل رمانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتونکی تین لاکھ پہونچی تھی اور بقول صحیح لاکھ کافر کی قریب اصل معرکہ اور تعاقب کیوقت تہ شمشیر ہوکر قتل ہوئی جیسا کہ مقام جنگ سے بلدہ اناگندی تک کہ دس کوس بیجانگری جا بجا لاشین پڑی تھیں دامن صحرا کفار کی جسد سے ملوث تھا اور مال وافر اور خزانہ بی شمار از زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانین دمشقی اور نیزہ خطی اور اسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ اور کنیز و غلام اسقدر غنیمت عساکر نصرت مآثر کی ہاتھ آئی کہ بحر و کان کی مانند مستغنی اور بی نیاز ہوئی دولت اسلام بڑھی اور شوکت کفار گھٹی

ابیات

سر پردہ و سرا پردہ و تاج و تخت * نہ چندان کزان بر توانند سخت * جواہر نہ چندان کہ آنرا دبیر * در آرد بانگشت یا در ضمیر * بلورین طبقہا و خوانہای لعل * ظرائف کشانرا بعفر سود نعل * ہمہ تازی اسپان با زین زر * غلامان موزون و زرین کمر * نورد ملوکانہ بیش از شمار * شتر بار زرینہ بیش از ہزار * دگر جنس ہائی کہ باشد غریب * ز در و مخزن و خانہ یابد نصیب * سلاح و سلب را قیاسی نبود * پذیرندہ را روشنائی نبود * غنی گشت لشکر ز بس خواستہ * سراسر پگشت آراستہ *

اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت باری کی شکر گذاری مین جبین مہر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئی کہ فیل کی سوا

جو شی جسکی ہاتھ آئی ہی وہ اُسکا مالک و مختار ہی کوئی اُس سے مطالبہ نکری اور منشیان بلاغت نشان نی
کہ عندلیب خامہ جنکا ترانہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک شکبار مثل منقار طوطی بلاغت سے
فتحنامہ تحریر کرکی قاصدان قمر سیر کی ہاتھ اطراف واکناف مین روانہ کئی **ابیات** بہ پرداخت منشی
صاحب ہنر * بسی نامہ درباب فتح و ظفر * برانگیخت یکران کلک * بسیر * زمیدان کافور گرد عبیر * رقم زد
بسی داستان شریف * بخط لطیف و ادای ظریف * پھر بیجانگر کی حوالی مین جاکر عمارات عالیہ اور بنائین رفیعہ
اور بتخانی اور کاشانی مسمار کرکی اُنکا نشان باقی نرکھا اور بہت سی شہر اور قریہ ویران کئی اُسکی بعد تنکلنا دری
برادر رام راج نی جو معرکہ سے جان سلامت لیکر کسی گوشہ محفوظ مین پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر اور باب فتنہ
بند کرکی ابواب تضرع و زاری مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست ہای عادلشاہیہ اور قطب شاہیہ واپس دیکر جسطور سے
ممکن ہوسکا نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اُسوقت شاہون نی ہاتھ اس سے کوتاہ کرکی بعنان فتح
و نصرت ہوکر اپنی مسند دولت کیطرف معاودت فرمائی اور اُسوقت تمراج پسر رام راج کہ شکست کیوقت
علی عادلشاہ کی پاس پناہ لایا تھا عرض پیرا ہوا کہ تنکلنا دری قوی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہی اور جو کہ تمام
امرا اُس سے گرویدہ ہوئی ہین لہذا عرض گذار ہون کہ خیر سگال کو بھی اپنی ملازمین کی سلک مین منتظم کرکے قلعہ اناگندی کو
مع مضافات اُسکی عنایت فرماوین عدالت پناہ نی اُسکی حال پر نظر توجہات مبذول فرماکر اُسی اپنا
نور چشم اور فرزند کہا اور اُسکی تسلی خاطر مین کوشش جمیلہ کرکی اُسی عرصہ مین چتر اور اثاثہ سلطنت کہ لازمہ
رایان بیجانگر ہی اُسی مرحمت فرماکر اناگندی کی حکومت پر روانہ کیا اور تنکلنا دری کو لکھا کہ تمراج ہماری طرف سے
اُسطرف متوجہ ہوا ہی لازم کہ حکومت اناگندی ساتھ اُسکی رجوع کرکی مزاحم اُسکی حال سے نہووی اور تنکلنا دری
جو مجال تجاوز حکم والا کی نرکھتا تھا اناگندی اپنی بھتیجی کے حوالہ کرکی خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت مین مشغول
ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے ابتک ریاست اناگندی تمراج کی خاندان مین اور حکومت بلاد دیگر تنکلنا دری کے
اولاد کی متعلق ہی اور جو کہ تھوڑی ولایت اُنکی تصرف مین ہی دونوں ایام حیات صعوبت اور فلاکت مین گذری ہین
اور بعضی معظم ولایت کرناٹک نی کہ طولاً اور عرضاً نسبت بندر ابسر تک امیر اور امرای دولتخانہ و پرگنہ اور دیگر
مملکت سی پنجہ تغلب مین لیکر رایت استقلال بلند کیا ہی اور ملوک طوائف ہوکر ہر ایک دوسری سے سر
نہین جھکاتی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کی مزاحمت اُنھین نہ پہونچے اور
علی عادلشاہ نی توفیق پاکر قلعہ بنکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ مین بھی مسلمانون کی ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا
مع حصار چندرکوتی اواخر عہد مین فتح کیا اور قلعہ ادونی کو کہ سلاطین بہمنیہ اُسکی فتح کی تمنا قبر مین لیگئی تدبیر اور
حکمت کی ساتھ اپنی قبضہ و تصرف مین در لایا اور جو کچھ ممالک اُسکی ہاتھ سے فتح ہوئی عنقریب تفصیل اُسکی کلک
سخن گذار کی ہمدمی سے اس صحیفہ کی واقعات مین مندرج ہوگی اور بلدہ بیجانگر اس زمانہ تک کہ ۱۰۲۳ ایکہزار اور تیئیس
ہجری ہی اُسی نہج سے خراب اور ویران ہی اور تنکلنا دری کی نواسون نی اُسکی تعمیر اور آبادی مین صلاح نہ دیکھی بلدہ شہر
نلکندہ کو دار الملک اپنا کیا اور رام راج کا حادثہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین واقعہ ہوا پدر مولف اس کتاب کا مولانا
غلام علی استرآبادی نی اُسکی قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یون موزون فرمائی مصرع بہ نہایت خوب واقع گشت قتل رام راج

جسوقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جیم ہی ساقط ہو دی تاریخ قتل رام راج کہ اعداد اُسکی نوسو بہتر ہین
برآمد ہوا اور منقول ہی اُسی عرصہ مین جب نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا مرتضی نظام شاہ بحری ولیعہد ہوا
علی عادلشاہ فرصت وقت دیکھکر انا کندی کیطرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی کہ تمراج ولد رام راج کی
تقویت کرکی تلنگانہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور اناکندی کو مستاصل کرکی بیجانگر پر متصرف ہووے
اور تلنگانہ ورہی نے اس ارادہ پر واقف ہوکر مرتضی نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ خونزہ ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو
حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادلشاہ طمع اُسکی لینی کی کرتا ہی امیدوار ہون کہ سب اپنے اس
دست گرفتہ کی مقام حمایت مین ہوکر اس بلا سے نجات دیوین خونزہ ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے
مرتضی شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کیطرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور وہان پہونچکر محاصرہ کیا علی عادلشاہ ناچار
اناکندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور چند روز طرفین سے اُس بلدہ مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضی نظام شاہ
بحری احمد نگر گیا اور دوسری برس کہ ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری تھی خونزہ ہمایون کی التماس کی بموجب علی عادلشاہ نے
نظام شاہ کی ساتھ متعہد ہوکر لشکر ولایت برار پر کھینچا اور اُس حدود کو خراب کرکی موسم برسات مین بیجاپور
کیطرف معاودت فرمائی اور اُس شہر مین ایک قلعہ گچ اور پتھر سے بنا لیا اور محمد کشور خان کی اہتمام سے تین برس کی
عرصہ مین تیار ہوا اور چونکہ خونزہ ہمایون کی حکومت اور اُسکی بھائیون کی بی اعتدالی سے رونق بارگاہ نظام شاہیہ
برطرف ہوئی تھی علی عادلشاہ کو تسخیر بعضی ممالک نظام شاہیہ کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی محمد کشور خان کو عمدہ
اسد خان لاری اور وہ علم کہ جسپر شیر شرزہ کی صورت منقش تھی عنایت فرمایا اور ۹۷۶ھ نوسو چھہتر ہجری سے مین
بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کیطرف تعین فرمایا اور محمد کشور خان نے اپنی کوکب بخت کو اوج مین دیکھکر
بعضی پرگنات پر سرحد قصبہ کچی تک کہ قریب پرگنہ بیسر ہی متصرف ہوا اور امرای نظام شاہی کو کہ اُسکی مدافعہ
کیواسطی آئی تھی قصبہ مذکور مین شکست دیکر متفرق کیا اور اُس مقام مین پرگنات کی انتظام کیواسطی قلعہ نہایت
سنگین بنا لیا اور وہ قلعہ تھوڑی عرصہ مین انجام کو پہونچا اور نام اُسکا دھارور رکھا اور محمد کشور خان نے
اُس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر دو برس کا محصول اُس مملکت سے
تحصیل کرکی دیگر قلاع اور بقاع کی تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ بحری بانکی غلبہ کی سبب خاطر جمع کرکی
۹۷۷ھ نوسو ستتر ہجری مین اُسکی مضرت دفع کرنی مین متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے اُس بادشاہ کی مقاومت سے
ہمت مصروف کرکی برج اور بارہ اور قلعہ کو آلات وادوات آتشبازی سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک
اور انکس خان اور نور خان کہ علی عادلشاہ نے اُسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ کی تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ
جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یا نہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر
متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا کہ جو ہمین تاب حرب مرتضی نظام شاہ بحری نہین ہی ہم احمد نگر جا کر
خلل پای تخت نظام شاہیہ مین ڈالتی ہین تو مرتضی نظام شاہ بحری مضطرب ہوکر قلعہ داری سی دست بردار
ہووی گی اور ہماری پیچھے دوڑی اور مرتضی نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اُسکی قلعہ کی تسخیر اولی جانکر
اُسطرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے جو قسم

کھائی تھی کہ جبتک میں قلعہ مفتوح نکرونگا پانوں رکاب سے نہ نکالونگا اسواسطے گرد راہ سے قلعہ پر تاخت کے
اور باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتی تھی کچھ آسیب
اور کسیطرحکا صدمہ اس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اسوقت کہ بہادران معتبل
نظام شاہی مردم حصار پر تیرباران کر رہے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے محمد کشور خان
مقتول پر کہ تماشاے جنگ کرتا تھا پہونچا اسکی صدمہ سے جان بر نہوا دارالبقا کا رستہ لیا اور جب اسکی
ہمراہیوں نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھولکر راہ فرار پائی اور قلعہ ایسا سنگین. اور باسامان
بسہولت بوجہ علی عادلشاہ کی قبضہ سے برآوردہ ہوا اور ماورا اسکی اور بھی پرگنے اتالیان عادلشاہیہ کے
تصرف سے نکل گئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی کہ اس دولتخانہ میں خطاب چنگیز خان پایا تھا سرگروہ امراے
نظام شاہی ہو کر عین الملک اور نور خان کی تعاقب اور دارگیر کیلئے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا چنانچہ اس
نواح میں فریقین نے تلافی حاصل کی جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح وظفر میں
مخصوص ہوا اور عین الملک اس بھوک پیاس میں برچھی کی پھل کھا کر اور آب دم شمشیر پیکر زیست سے
سیر ہو کر خواب مرگ میں سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر بحال ابتر بیجاپور میں آیا اور اس
سال چشم زخم عظیم لشکر عادلشاہیہ کو پہونچا اور یہ تمام کوشش اور سعی برباد اور ضائع ہوئی اور اسیطرح تو اکثر
سنوات میں علی عادلشاہ نے بقصد استخلاص قلعہ گووہ اور نصاری کی اخراج کیواسطے فوج کشی کر کے بہت فوج
ضائع کی اور محروم وناکام معاودت کی میں بعد شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ
اودنی کی تسخیر کیواسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان بہمنیہ کی کبھی کمند اس حصن حصین شرافات پر نہ پڑی
الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اسطرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک
امراے کبار رام راج سے تھا اور اسنے اسکی بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام جاری کیا تھا اور اطاعت وارث مملکت کے
نکرتا تھا اسکی مدافعہ میں مشغول ہوا اور چند مرتبہ اسنے انکس خان سے میدان داری کی جب مغلوب ہوا
غلہ اور آذوقہ قلعہ میں فراہم کر کے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب کر کے قلعہ تفویض کیا
اور وہ قلعہ ایک قلہ کوہ رفیع اور وسیع پر واقع تھا اور چشمہ ہاے آب خوشگوار اور عمارات سپہر اطوار کہ شیوراے کی
آبا اور اجداد نے جب قدم تخت بیجانگر پر رکھا تھا شاہان اسلام کی خوف اور ملاحظہ سے دریے اسکی مضبوطی
اور استحکام کی ہوئے تھے اور ایک قلعہ اور اس حصار کی گرداگرد کھینچا تھا چنانچہ گیارہ قلعہ ایک دوسرے کی
دور میں بہم پہونچے تھے تسخیر اسکی دمدمہ کی سرنگ اور توپ سے نظر عقل میں بعید دکھلائی دیتی تھی اور طول ایام میں اسکا
محاصرہ منحصر تھا القصہ علی عادلشاہ اس قلعہ کی مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا اسکی بعد اور قلعوں کے
تسخیر کی عزیمت کی چنانچہ ابوالحسن اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی سعی کی باعث
مرتضی نظام شاہ بحری سے سرحد میں ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضی نظام شاہ بحری ولایت برار پر متصرف
ہووے اور علی عادلشاہ ممالک بیجانگر سے اس مقدار کہ ولایت برار کی برابر ہو حوزہ تسخیر میں درلاوے
تو باعتبار وسعت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے کی زیادتی نرکھے اسکی بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۱

نوسو اکاسی ہجری میں قلعہ طورکل کی استرداد کیواسطی جو قرات رام راج شقاوت نتاج میں عدالت پناہ کی کارندہ سے
قبضہ سی برآوردہ ہوکر ایک سپاہی کی تصرف میں تھا پیشنہاد ہمت کرکی پانچ مہینی اسکی قلعہ کا محاصرہ کرکی کام متحصنوں کا
تنگ کیا اسی دار وگیر میں توپ کلان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک سمجھکر مسرور ہوئی اور بقای قلعہ کی
امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نی توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش سے تصور کرکی اسی معزول کیا اور مصطفی خان
اردستانی جو رام راج کی قتل کی بعد عدالت پناہ کا ملازم ہوا تھا امیر جملہ اور وکیل سلطنت کرکی مہمات مملکت
کلی اور جزوی ساتھ اسکی رجوع فرمایا مصطفی خان نے قلعہ کی لینی میں مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینی کی عرصہ میں
متحصنوں کو اسقدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کی طالب ہوئی اور جب انھوں نی عجز و انکسار بہت کیا
اس شرط پر انکی درخواست قبول کی کہ دنیکتی اور بابی اور اسکی فرزندوں اور بھائیوں کو مقید کرکے حوالہ کریں
مردم قلعہ نی اتفاق کرکی دنیکتی اور اسکی متعلقوں کو خان مشار الیہ کی سپرد کیا اور خود اپنی مال و اسباب اور
اہل و عیال کو لیکر قلعہ سے نکل گئی عدالت پناہ نی دنیکتی کو مع متعلقین بانواع عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنی کارندہ
معتمد کی سپرد کرکی مصطفی خان کی صلاح سے قلعہ داروار کیواسطی عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سی ہے
اور اسی عرصہ میں رام راج کی ایک امرای کفرہ کی قبضہ میں تھا ہر سال کچھ ہاتھی تمکنا دری ولد تمراج کو دیکر قوت اور
شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نی وہاں نزول اقبال فرمایا چھ مہینی اوقات [illegible]
صرف فرمائی مصطفی خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقول امان مسخر اور مفتوح کیا اور سات مہینی وہاں استقامت
فرمائی اور اطراف [illegible] کو خس و خاشاک باغیوں سے پاک کیا بت پرستوں کا کھانا پانی حرام کرکی بہر کیف
اپنا مطیع اور رام کیا اسکی بعد مصطفی خان کی بتجویز رایات ظفر آیات بعزم تسخیر حصار بیکاپور جنبش میں لاکر بعظمت و
شوکت تمام اسطرف روانہ ہوا اور مسی بلب وزیر جو رام راج کا تنبول دار تھا اسکی بعد از فوت قلعہ بیکاپور پر عمل
پاکر رای قلعہ جرہ اور چندر کوٹی گرور اور علاوہ اسکی اور بھی قلعہ کہ اسکی تحت حکومت میں تھی بادشاہ کی خبر توجہ سنکر
مجبور ہوکر لاچاری سے قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنی فرزند کو مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور
کوہستان کیطرف بھیجا تو ہنگام فرصت اور دہی اہل اسلام کی پس و پیش تاخت کرکی رسد غلہ اور آذوقہ
یکقلم بند کری اور تمکنا دری ولد تمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر ملکوان کیطرف بھیجا کہ میں ولی نعمت کی مخالفت
اور عداوت سی نادم اور پشیمان ہوں اور اپنی گناہ کا مقر اور معترف ہوں اسوقت کہ شاہ اسلام عازم
تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میری رقوم جرائم کو اپنی صفحۂ خاطر عاطر سے محو فرماکی بنفس نفیس اس تکلیف کی
امداد کی لئی قدم رنجہ فرماوین یا کسی امرا میں کیباری کو کمک کیواسطی مامور کریں یقین ہی دست برد سپاہ اسلام سے
محفوظ اور مصئون رہونگا اور عہد کرتا ہوں کہ آیندہ جادۂ اطاعت اور فرمان برداری میں ثابت اور راسخ ہوکر گردن
طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہر سال اسقدر مال بلاعذر خزانہ میں داخل اور واصل کرونگا تمکنا دری نی جواب دیا
کہ تیری تمرد اور سرکشی کی شامت سی کہ تو مقربان اور معتمدان درگاہ رام راج سے تھا اکثر امرای اس دولتخانہ کو
مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر متصرف ہوئی ہیں اور شاہان اسلام نی کہ بلگندری اور چند اگری کو
محض معاف اور مرفوع القلم کیا ہی میں خود اسکی انتظام اور بندوبست سی عاجز ہوں اور تو خوب جانتا ہے کہ

زر سرخ و سفید اور جواہر زواہر کی صرف کرنی سے صلح ہونی ہی لازم کہ ہنجاری کنارہ کشی ہو تو اس بارہ میں تقصیر
نکری اور جو صلح کسی وجہ سی ممکن نہو لا کو یہ ہی کہ جس تدبیر سے ہو سکی اطراف و جوانب کی راجاؤنکو راضی اور مسرور
کرکی ایسا کرے کہ تیری فرزند کی ساتھ متفق ہو کر وقت بیوقت مسلمانونکی لشکرگاہ کو آتش تاخت اور غارت سے
خرمن جلانیوالی راحت اور معیشت کی ہو ویں اور راتوںکو بھی مردمان جان نثار کو چوروں کیطرح انکی معسکر یعنی فرودگاہ میں
بھیجیں کہ جس ناطق یا صامت کو پاویں زخم تلوار سے بیروح کریں اور میں نے اس مقدمہ میں فرمان راجاؤں کی نام جو تیری
ہمسایہ ہیں ترقیم کئی ہیں اگر سمع قبول سے اصغا کریں اور تیری اعانت اور مدد میں کوشش فرماویں فہو المراد گویا ایک
یہ کام اپنی واسطی عمل میں لاوینگی کیونکہ یقین ہی بعد برآوردہ ہونی قلعہ بنکاپور و دیگر قلعہ ممالک تیری وجہ سے مسخر
ارباب اسلام ہونگی اس جواب سی ملب وزیر کو یاس اور نا امیدی تمام نے منہ دکھایا لیکن ضرورت کی باعث
اپنی وارث مملکت کی فرمانی پر عمل کرکے رای قلعہ جیرہ اور چندر کوٹی اور بھی قلعہ داروںکو ساتھ اپنی متفق کیا تو ہمراہ
اسکی فرزند کی بہ نہج مذکور عمل میں لائی اس سبب سی عدالت پناہ کی اردو میں قحط غلہ ظاہر ہوا اور ہر شب کو فریاد
برپا ہوتی تھی کہ چوروں نے فلاں فلاں کو قتل کیا اور پیادہ کرناٹک کی جان کو کچھ عزیز نہیں سمجھتی تھے ایک متاع محقر
جانتی تھی بطمع اشیای قلیل برہنہ ہو جاتی تھے اسواسطی کہ گرفتاری کیوقت کسیکا ہاتھ انکی بدن پر قرار نہ پکڑے
روغن نغز ندہ ملتے تھے اور جسجگہ موقع پاتی تھی ڈاکہ زنوں کیطرح تاخت لاکر گھوڑا اور آدمی جو کچھ انکی سامنی آتا تھا
تہ تیغ کرتی تھی اسکی بعد راہ فرار ناپیتی تھی اور ہر چند اردو کی لوگ انکی گرفتاری میں سعی کرتی تھی کہ انکی شر کو دفع کریں میسر
نہوتا تھا اور یہ بھی مشہور ہی کہ اس نواح کی آدمی ساحر ہیں اور جسوقت خاک مسان پر یعنی جہاں ہنود کا مردہ جلتا ہوتا ہی
اور مردی پھونکتی ہیں افسون پڑھکر اس خاک مسان کو جس مکان یا خیمہ میں چھڑکتی ہیں اسکی تاثیر سے آدمی زندگی
مردوں کیطرح نہایت غافل سوتی ہیں کہ اپنی تن بدن کا ہوش نہیں رکھتی اور اگر احیانا بیدار ہو ویں اور چوروںکو دیکھیں
جبتک کہ وہ موجود اور حاضر رہیں اٹھنی کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہیں رکھتی القصہ صحبت عجیب ظہور میں آئی
قریب تھا کہ لشکر اسلام کوچ کرکی مراجعت کری مصطفی خان مانع آیا اور چوروں اور قحط کی علاج میں مصروف
ہوا امرای بریکو کہ کفار بیباک اور شجاع تھی ابراہیم عادلشاہ کی زمانہ سی علی عادلشاہ کی عہد معدلت مہد تک
صدر امارت پر تکیہ زن تھی اور عدد انکی سوار ونکی چھ ہزار کو پہونچتی تھے مامور کیا کہ لشکر کفار کی مقابل ہو کر ایسا
تدارک کریں کہ وہ اہل اسلام کی راستوں میں سنگ راہ ہو کر مزاحمت نہ پہونچاویں اور آٹھ ہزار پیادہ جرار
لشکرگاہ کی گرد بفاصلہ ایک گز بٹھا کر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت میں قیام کریں اور اگر احیانا
جو تھے۔ غافل کرکی اپنی تئیں لشکرگاہ میں پہونچاویں جو ہیں کہ شور و غوغا برپا ہو وے تم متنبہ ہو کر انکی سد راہ ہونا
اور جس شخص کو دیکھنا کہ وہ لشکرگاہ کی حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہی اسی بلا توقف قتل کرنا اس سبب سی کوئی شخص
رات کیوقت قدم فرودگاہ سی باہر نرکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ تھی لشکر کو غافل کرکی لشکرگاہ میں در آتی تھے شور
و غوغا بلند ہوتا تھا چور بقصد فرار اردو سے باہر جاتی تھی پیادہ پہرہ دار انپر حملہ آور ہو کر تیغ سیاست سے قتل
کرتی تھی اور اس تدبیر سے چوروں کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کی بھی صدمہ سی نجات پائی اور رسد غلہ اور
تمام ضروریات لشکر بافراط اطراف و جوانب سی جاری ہوئی اور ہر شی جو رسد بند ہونی سے گراں تھی نہایت

ارزان ہوئی اور ایک برس کامل امرای برگی اور لپ بلب وزیر اور بھی راجاؤں سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین سے بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مقابلہ اور مقاتلہ میں مصروف ہو کر ابواب دخول و خروج کی سد راہ میں تقصیر نکرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشبازی کے استعمال میں کوئی دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتے تھے اور کمال مردی اور مردانگی سے مدافعہ میں مشغول ہوتے تھے قضارا اسی درمیان میں ابن بلب وزیر اجل طبیعی کی پہونچنے سے دوسری عالم میں کوچ کر گیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دل شکنی کا موجب ہوا اور بلب وزیر جوان بیٹے کی مرگ سے نہایت محزون اور ملول ہوا اور چونکہ ایام محاصرہ نے ایک سال اور تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ اور مایحتاج بشری صرف ہو گیا تھا اس سبب سے راجہ اس نواح کے جو کمک کو آئے تھے عاجز آکے ہر ایک اپنے مقر یعنی راج کیطرف روانہ ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان و مال اور اہل و عیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے طالب ہوئے اور آنحضرت نے انکی التماس قبول فرمائی اور عہد نامہ انکی حسب مدعا تحریر کرکے انکے پاس ارسال کیا اور جس روز کہ اہل قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے ازدحام عوام کے دفع کیواسطے مصطفی خان مع لشکر خاصہ قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا تاکہ باطمینان تمام بلب وزیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب و اموال و اہل و عیال برآمد ہو کر کرناٹک کیطرف روانہ ہوں اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصوں سے قلعہ میں داخل ہوا اور موذنوں نے بانگ محمدی بطریق مذہب امامیہ بآواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑ کر عدالت پناہ اور مصطفی خان نے ثواب اخروی کیواسطے اپنے ہاتھوں سے نقشہ مسجد کا درست کرکے پتھر زمین پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفی خان بہ مراتب زیادہ اول سے سرفراز ہو کر بخلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے نپایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور قصبے اس حدود کے اسکی جاگیر کیواسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت میں بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش دوست اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت گلرخوں اور سادہ عذاروں میں بسر کرکے مدام مے خوشگوار کی تجرع میں اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر اشرف ہمایوں کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفی خان کے حوالہ کر کے حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی رای صائب کی موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور محول میرے حکم پر نرکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بنکاپور جیساکہ چاہئے انتظام پاکر سرکار کی قبضہ تصرف میں آئی اور اعیان ولایت اور رعایا نے زین پوش اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت و اقبال قلعہ میں استقامت فرماکر عیش و نشاط میں مشغول ہوئے مصطفی خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور قورخانہ اور اسباب جہانگیری دیگر قلعہ جرہ اور چندر کوٹی کی تسخیر کیواسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعوں مذکورہ کیطرف متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی میں پہونچا ارسب نایک والی وہانکا بتضرع و زاری پیش آیا اور باج و خراج قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ ابھی قلعہ بنکاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفی خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف و ہدایا ابواب اخلاص و آشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اسکی پذیرا کرکے بار جزیہ اور خراج کا اسکی گردن پر رکھا اور اسکے قلعہ کی تسخیر سے دست کش ہو کر چندر کوٹی کیطرف روانہ ہوا وہانکا راجہ استحکام قلعہ اور جنگل کی انبوہی پر

سنہ ۹۸۳ مغرور ہو کر سرکشی سے پیش آیا مصطفی خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ میں مشغول ہو کر امرای برگی کو

مشل سالوٹ کفار کی مقابلہ کیواسطے کہ اطراف سی چندرکوٹی کی حمایت اور اعانت کو آئی تھی مامور کیا اور
پسبی موفورہ چودہ مہینی میں مغلوب کرکی قلعہ کو کہ جو اسوقت تک کبھی اہل اسلام نی فتح نہ کیا تھا ۹۸۳ نوسو
تراسی ہجری میں جلوہ ظفر دکھلایا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجکر یہ بیت اسمیں درج کی
بیت ہر دم رسد از عطای داور * فتحی دگر و فتوح دیگر * عدالت پناہ کو رغبت اس قلعہ کی تفرج کی ہوئی بیجاپور سی
اسطرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور وہاں بھی نزول اقبال اور حلول اجلال فرماکی چند مدت عیش و عشرت میں
بسر کرکی جوانان سبز و ملیح کرناٹک سی محظوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز علم سعادت بلند کرکی مظفر اور
منصور بلدہ بیجاپور کیطرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور اسطرفسے مہر خاص اپنی مصطفی خان کے
قبضہ میں چھوڑی اور اسی قلعہ چندرکوٹی میں سرحد کی محافظت کیواسطی معین کرکی حکم فرمایا کہ جسوقت فرمان
واجب الاذعان اہلکار سرکاری کا مزین بدستخط ہو بیجاپور سے چندرکوٹی کیطرف بھیجیں اگر مضمون اسکا
مصطفی خان کی پسند آوی اور وہ جناب تجویز کری مہر بادشاہ اور اپنی اسپر ثبت کرکی دار الملک بھیجی ورنہ موقوف
اور معطل رکھی اور دوسری سال عرضداشت مصطفی خان کی اس مضمون سے پایۂ سریر خلافت مصیر میں پہونچی
کہ قدیم الایام میں قلعہ چندرکوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اسکی اندر اس کی بعد رایان بدرای قلعہ مذکور کو دامن
کوہ میں زمین مسطح پر تیار کیا اس بارہ میں دولتخواہ صلاح یہ دیکھتا ہی کہ آنحضرت تشریف لاکر بالای کوہ کو ملاحظہ
کریں اگر معقول و پسند طبع اشرف پڑی پہاڑ پر اس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماویں وگرنہ اسکی تیاری موقوف کریں
علی عادلشاہ یہ سنتی ہی جریدہ مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاصہ خیل سی اسطرف روانہ ہوی
اور جو کچھ کہ مصطفی خان نی پیغام دیا تھا مزاج اشرف کی موافق آیا حکم کیا کہ قلعہ روی زمین کو مسمار کرکی
پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوی اور مجدداً قلعہ بیکاپور کو سیر کی اور جمیع مہمات اس نواح
بدستور قدیم مصطفی خان سے رجوع کرکی قلعہ نلگوان کی راستہ سی عنان معاودت دار السلطنت بیجاپور کیطرف
منعطف کی مصطفی خان طریق دولتخواہی جاری رکھکر ایک برس کی عرصہ میں قلعہ کی تیاری سے فارغ ہوا
اور عدالت پناہ اسکی حسب الالتماس دوبارہ بیجاپور سی اس قلعہ کی سیر کیواسطی سوار ہوا اور مصطفی خان کی
خدمات شائستہ خاطر ہمایوں کی پسند پڑیں اور انہی دنوں میں مصطفی خان نی سنکر نایک رای قلعہ کرور کو کہ
قرب جوار چندرکوٹی ہی آدمی بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی دعوت کی اور اسنی زوال مملکت اپنی سے ڈرکر
وہ بات قبول کی اور عدالت پناہ کی پای بوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سی اپنی ولایت کی تفرج کی التماس کی
علی عادلشاہ اپنا لشکر چندرکوٹی میں مامور کرکی باتفاق مصطفی خان مع پانچ چھ ہزار سوار کرور کیطرف روانہ
ہوئی اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اسکی اطراف میں جنگل نہایت گنجان محیط تھا اور راہ اسکی
دخول و خروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام میں ایک سوار سی زیادہ نہیں جاسکتا تھا اسواسطے
اس موضع ہولناک میں اکثر لوگ دلگیر ہوکر مراجعت کی خواہان ہوی اور عدالت پناہ نی خلائق کی خواہش کے
موافق وہ قلعہ سنکر نایک کو عنایت فرماکر چندرکوٹی کیطرف معاودت کی لیکن مصطفی خان سے نی مقام
دولتخواہی میں ہوکر سنکر نایک سی تخلیہ میں یہ بات کہی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے

راجاؤن کی بھی ممالک جو تیری قرب و جوار مین ہین لینی کی فکر مین عازم و جازم ہی اور بالفعل مین نی بہت سعی
اور کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سی پھیرا ہی اگر تجھی اپنی سلامتی اور بہبودی مد نظر ہو تجھی لازم ہی کہ تمام
راجاؤن سے اتفاق کرکی باج و خراج قبول کرتو مین حضرت سی التماس کرکی ان ممالک اور قلعونکی تسخیر کی فکر سے
باز رکھون سنکر نایک نی یہ کلام سنکر دائرہ اطاعت مین قدم رکھا راسب نایک حاکم قلعہ جیرہ اور بہرہ دیوی
رانی قلعہ کنار آب اور جلوی نی کہ وہ بھی ایک قلعہای سواحل دریای عمان سے تھا رای بندر باسلور اور باکلور اور
باد کلا سب کو فہمائش کرکی بادشاہ کی اطاعت کیواسطی ترغیب کی ان سب نی سنکر نایک کی کہنی سی تجاوز
نہ کیا اور بعضی وامک رعدالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سات لاکھ اور پچاس ہزار ہون بعنوان پیشکش
نذر گذرانی اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ ارسب نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیوی اور رای بندر باسلور
اور بھی راجہ البیمین متفق ہوکر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانہ عامرہ مین داخل کرتی رہین پھر ہر ایک
خلعتہای فاخرہ سے سرفراز اور مطمئن ہوکر اپنی اپنی دار الراج کیطرف روانہ ہوئی اور عدالت پناہ کی مدت العمر تک
تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفی خان کی معرفت خزانہ مین داخل کرتے رہی اور علاوہ اسکی ہر سال پوشیدہ
تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ گنجائش رکھتی تھی مصطفی خان کو
دیکر سالمتی اور نجات اپنی اسکی عنایت اور توجہ مین جانتی تھی منقول ہی اسوقت کہ راجہ اور رانی اسطرف کے
علی عادلشاہ کی خدمت مین آئی روز وداع بہ خلعت واسپ و قبا اور پٹکا اور شمشیر مرصع سی اختصاص پایا
اور بہرہ دیوی اور جلوی کیواسطی وہ خلعت کہ عورتون کیواسطی مخصوص ہی لائی وہ عورتین بشیر صولت اس خلعت کے
قبول سے انکار کرکی عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب شمشیر کہ لازمہ مردونکا ہی
تصرف مین رکھتی ہین آنحضرت اس کلام سی نہایت محظوظ ہوئی اور انکی تعریف کی اور اسیوقت پٹکا اور شمشیر مرصع
اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہای دراز اور قرنہای بیشمار سے
بطنًا بعد بطن اس دیار کی حکومت کرتی رہین اور رسم اس ملک کی آج تک یون ہی کہ عورتین بادشاہ اور شوہر انکے
سلک امرا اور خدمتگارونمین منتظم ہوکر مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہین کرتی ہین اور ہر روز عوام الناس کی موافق
پٹکا خدمت کا کمر جان مین باندھتی ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارونمین کچھ فرق نہین ہوتا ہی الغرض
جب کہ اسطرف کی راؤن نی بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادلشاہ نی حیدری بیڈت کو کہ اس دولتخانہ کی بہاسمنہ
معتبر سے تھا اسطرف کا دیوان کیا اور مصطفی خان کو صاحب اختیار اس صوبہ کا کرکی وہ تمام ممالک اسکی
جاگیر مین تفویض فرمائی منصب وکالت اور امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کیطرف مراجعت کی
اور مصطفی خان نی اس سبب سی کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کرکی کشورکشائی کی فکر مین رہتا تھا بعد ضبط اس حدود کی
اپنی ایک معتمد کو کہ اسکی علیخان نہتی تھے عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجا اور بلکندہ کی تسخیر کیواسطی کہ دار الملک
رای کرناٹک ہوا تھا ترغیب اور تحریص کی اور اس سبب سی کہ یہ التماس عین مراد آنحضرت کی تھی احضار لشکر کیواسطے
حکم دیکر نہایت تجمل اور اجلال سے بیجاپور کیطرف نہضت فرمائی اور اودنی کی سیر کرکی پھر دبانسی روانہ ہوا اور اسکی بعد
مصطفی خان لشکر کرناٹک اور امرای برکی بیکاپور کی اطراف مین ساتھ اسکی ملحق ہوکر بکوچ متواترہ بلکنڈہ کیطرف متوجہ ہوا

اور کلیداری

اور تلنگنا وری تاب مقابلہ شاہ اسلام نہ لایا قلعہ بلکنڈہ کو مردم معتبر کے سپرد کر کے خود بسرعت تمام مع
با خزانہ و فیل و اثاثہ سلطنت بلدہ حیدرآباد کی سمت روانہ ہوا اور علی عادلشاہ بلکنڈہ میں پہونچا اور اطراف
قلعہ اور شہر امرا پر قسمت کی اسکے بعد ہر ایک کو مورچوں پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینے کے مردمان حصاری غلہ اور
آذوقہ کے فقدان سے طالب عہد و امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھے کہ تلنگنا وری اس ماجرے سے واقف ہوا اور
از روی اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیا ہنم نایک کیواسطے کہ امرای کبار برگی سے تھا بھیجکے یہ التماس کی کہ
کہ اپنے ولی نعمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیا ہنم نایک نے زر کے لالچ سے قدم بادیہ حرامخوری میں رکھکر مع چار ہزار
سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اردوی شاہی کے اطراف و جوانب میں ... پہونچاکر باہر نکل گیا دوسرے دن ہندیا ہنم
نایک کے اشارہ کے موافق چار نفر اور بھی امرای کبار برگی نے نشان غدر اور بغاوت کا بلند کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر اپنے تئیں
ساتھ اسکے ملحق کیا اور وہ جماعت کہ تاخت اور دزدی میں بے نظیر تھی تاخت و تاراج شروع کر کے اطراف ...
ڈاکہ مارنے لگی غلہ اور علف اردوی شاہی سے اٹھا لیجاتی تھے اور راہونکو چوری میں تقصیر نکرتی تھی اسواسطے علی عادلشاہ
اور مصطفی خان ترک نے محاصرہ کو مناسب اور صواب سمجھکر انکا دفع کرنا واجب جانا اور جب لشکر کوچ کرکے
بیکاپور کے اطراف میں ... پناہ نے مصطفی خان کو اسی حدود کے انتظام کیواسطے بیکاپور میں مقرر فرمایا
اور خود بدولت و اقبال نے سنہ نوسو چہیاسٹھ ہجری میں بلدہ بیجاپور کیطرف مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع
مبارک میں پہونچی کہ امرای برگی ازروی سرکشی اپنی جاگیر پر جو بیجانگر کے سرحد میں تھی متصرف ہوئے ہیں اور قدم
بادیہ اطاعت میں نہیں رکھتے ہیں مرتضی خان انجو کو جو بعد قتل میر نے سیف عین الملک اسکی عہد میں ملازمت کیواسطے
حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی برگیان کو قدرے ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیر انداز
اور چند امرای دکنی اور حبشی سے کہ انبرگیونکے دفع کیواسطے نامزد فرمایا چنانچہ مرتضی خان اور برگیونکے درمیان
ایک سال میں کئی مرتبہ جنگ ... غالب ... مغلوب سے متمیز نہوتا تھا اور طرفین سے بہت آدمی مقتول ہوئے
اور اس معرکے سے مفروغ نہوتا تھا آخر الامر مصطفی خان نے کہ قلعہ بیکاپور میں استقامت رکھتا تھا علی خان کو
عدالت پناہ کی خدمت میں بھیجکر پیغام زبانی کہا کہ لشکر کو چوروں کے مقابل بھیجنا اور خراب کرنا ہوشیاری سے
بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انھیں بلطائف الحیل بیجانگر میں طلب کریں اور اسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو
انھیں سزا پہونچاویں علی عادلشاہ نے یہ رای پسند کی اسو پنڈت برہمن اور بعض مردمان معتمد کو لکھ دیا اور مستواتر
چوروں کے پاس بھیجا کہ جسطور سے ممکن ہو انھیں دلاسا دیکر بیجاپور کیطرف راغب کریں ہندیا ہنم نایک کو یہ امر
عقل کے موافق نہ آیا ایک انجمن مشورہ کیواسطے ترتیب دی اور جرب رای اور موج میل نایک اور دیو نایک اور ...
اور دیگر سردار اور ہمقوم اپنے جو ... امرای برگی تھے انکو حاضر کر کے کہا کہ ہم لوگوں نے اسقدر زمانہ میں کہ بلکنڈہ اور تمام
ممالک کرناٹک کے مسخر بادشاہ ہوئے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کے خاندان سے علی عادلشاہ
کیطرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہمنے آنحضرت کو اس دولت سے محروم کیا اب محال ہے کہ ایسا جرم عظیم
بادشاہ کی خاطر دریا مقاطر سے محو ہو اور ... ذریعہ کسی خدمت کے ہملوگ منظور عنایت ہوں اور جاگیر قدیم پاویں
یقین ہے کہ مسلمان ... فریب دیکر چاہتے ہیں کہ ... کر انتقام لیں امرای مذکور نے یہ بات قبول نہ کی اور بیجاپور کے

چلنے پر آمادہ ہوئے اور ہندیا ہنم نایک نے اُنکی رفاقت ترک کرکی بلدہ بلکنڈہ کیطرف جاکر تنکنا دری کی نوکری
اختیار کی اور اول جوت رای نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار ہونے سے
اور بھی امرا قول و شرط درمیان میں لاکر بیجاپور کیطرف روانہ ہوئی اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے
علی عادل شاہ نے اس بیت کے مضمون پر ✿ بیت ✿ سنگ در دست و مار بر سر سنگ ✿ نیز وا نشر بود سکون و درنگ ✿
آتش غضب افروختہ کی ایک روز جوت رای کی آنکھیں نکالکر ہوج مل نایک اور دیو نایک اور تمنا نایک کو انواع
عقوبت سی ہلاک کیا اور لاشیں انکی چھہ دن پر رکھکر تمام شہر میں تشہیر کیں اور اس جماعت کی شر و فساد سے
فارغ ہوکر ماہ شوال ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری میں آنحضرت نے کہ لاولد تھی اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طہماسپ کو
دلیعہد کیا اور امرا اور ارکان دولت سی فرمایا کہ میری بعد تمھارا یہ بادشاہ ہی اور اُسی مہینے میں جشن عالی ترتیب
دیکر سنت خلیل اللہ کی موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہی کہ شب ختنہ میں جیسا کہ رسم دکن ہے
شہزادہ عالمیان کو پوشاک سرخ پہناکر شہر کی گشت کیواسطے قلعہ کی باہر لائی اور آتشبازی کی ٹوکروں اور آرایش
اور درختوں اور تصویروں میں کہ دو طرفہ شاہبازار میں جابجا رکھی تھی آگ لگی مردم تماشائی سے سات سو آدمی کی
قریب جلکر مر گئی اور حافظ حقیقی کی فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اُسکی سواری مابین بازار پہونچی تھی کسیطرح
صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اُسی روز سے صاحبقرانی اُس بادشاہ صاحب اقبال کی خاص و عام پر ظاہر
اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور لوٹنا امرای بری اور جبشی شاہزادہ عالمیان شاہ عدل پرور کبھی مسند
طرب پر رونق افزا ہوکر فروغ لالہ عذاران آفتاب و شرا ورشعاع جام شراب بنفش سے بزم عشرت کو منور
کرتا تھا اور گاہی سریر عدالت پر جلوہ گر ہوکر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف سی سیراب
کرتا تھا ابیات گشیدی بادشاہ ہفت اورنگ ✿ گہی در بزم عشرت جام گلرنگ ✿ نشستی گاہ بر تخت
عدالت ✿ بی تادیب ارباب ضلالت ✿ بنای عدل را آباد کردی ✿ دل غمدیدگان را شاد کردی ✿ اور وہ باوجود
انصاف جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لڑکوں خصوصاً نوخط طلیح العذار کی ساتھ اُنس
کمال اور میل تمام رکھتا تھا اسواسطے علی برید کی پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ میں سنتا ہوں آپکی پاس دو خواجہ سرا
صاحب جمال ہیں مناسب ہی کہ از راہ اخلاص دلی اُن دونوں کو بسبیل استعجال ہماری پاس روانہ کیجی ملک برید چند
روز عذر و بہانہ میں بسر کیگیا یہانتک کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے ایک فوج اُسپر تعین کی ملک برید نے متحصن ہوکر
التجا عدالت پناہ سی کی اُسنی ہزار سوار اُسکی کمک کو بھیجکر مرتضیٰ نظام شاہ کی شر سے نجات بخشی اور امیر برید نے
جب عدالت پناہ کو اُن خواجہ سراؤں کیطرف حد سی زیادہ راغب اور مائل دیکھا ناچار دونوں خواجہ سراؤں کو
احمد آباد بیدر سی بیجانگر کیطرف روانہ کیا اور یہ جب منزل مقصود میں پہونچی اور سمجھی کہ یہیں اس کام کیواسطے بلایا ہے
ایک اُن دو خواجہ سراؤں سے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اُسنی یہ کام کیا کہ شلوار یعنی زیر جامہ کی درمیان ایک قرولی
پوشیدہ کی اور شہریار کو بعد ملاقات امیدوار وصال کرکی بملائمت و چاپلوسی بیشتر از بیشتر یہ کام شب پر ڈالا اور
بعد از انتظار بسیار جب روز عمر اُسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتم پہنا عدالت پناہ باتفاق خواجہ سرا حجرہ
خالی از اغیار میں داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اُس نسر کتوٹے قرولی مذکور سی اُس شاہ خجستہ انجام کو بدرجہ شہادت

پہنچایا

قائم کیا اور روزگار فتنہ انگیز کی مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اُسکی ظل دولت میں آسائش رکھتی تھی
عیش و عشرت سے محروم کیا **ابیات** دریغا کہ آن شاہ عالی نژاد ٭ کہ در عدل اشکلش بہ گیتی نزاد ٭ بہ تیغ ستم
نقد جان برفشاند ٭ از و غیر افسانہ چیزی نماند ٭ بجز خاک خوبان درین دشت نیست ٭ بجز خون شاہان درین طشت نیست
جہان با ہمہ زینت و زیب او ٭ نیرزد بدین رنج و آسیب او ٭ چنین ہست آئین گردندہ دہر ٭ کہ بخشد بہر غبت
ستاند بقہر ٭ اور یہ حادثہ عظمی اور واقعہ کبری بیسویں ماہ صفر شب پنجشنبہ ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری میں
واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص برضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اُس شاہ کامگار کی اس نہج سے
سلک نظم میں منتظم کی ہے **قطعہ** آہ کہ دست اجل در چمن عدل و داد ٭ نخل فتوت بکند شاخ مروت برید ٭ بر
فلک خسروی گشت ازین ماجرا ٭ مہر کرم مختفی ماہ سخا ناپدید ٭ خسرو عادل لقب شاہ علی نام آنکہ ٭ ظلم بدوران
او کس نہ شنید و ندید ٭ وقت وداع جہان تا نزود تلخ کام ٭ از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید ٭ منشی
دوران غیب از پی تاریخ آن ٭ بر سر دفتر نوشت شاہ جہان شد شہید ٭ تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت
اور کافہ سپاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ازواج محترم اُس ماتم میں گریبان چاک اور بیتاب تھی اور روت
حسرت سے خاک سر پر اڑاتی تھے اور خوناب چشم کو خاک رہگذر میں ملاتی تھے ہر ایک اس نشتر غم کی
خلش سے بیتاب تھا سراسر ماتم کا ساماں تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ افضل اور اعلم علمای عصر تھا
اور شاہ ابوالقاسم انجو اور مرتضی خان انجو جو آنحضرت کی انیس و جلیس تھے اور میر شمس الدین محمد صدر جہان
اصفہانی اور سادات و علما جو اطراف و اکناف جہان سے اُس دولتخانہ میں اُسکی عہد میں جمع ہوئی تھے
خسرو شہید کی میت کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئی آخرکار بآئین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دیکر تابوت میں
رکھا اور صندوق نعش اٹھاکر زربفت کی چادر سبز اُسپر ڈالی اور شامیانہ اُسپر کھینچا دہنی بائیں سپاہ
باللباس سیاہ تلواریں کھینچی بحال زبوں نشان سب سرنگوں اور فوج کی سردار خنجر گذار پوشاک نیلگوں پہنکر
اشک فشان نعرہ زنان چاک گریبان جنازہ کی ساتھ ہوئی اور حظیرہ جو شہر بیجانگر میں واقع ہی اور بروضۂ علی
شہرت رکھتا ہی اُسمیں پیوند زمین کیا اور ہوا فو آیہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش
پہنکر اُسکی طائر روح پرفتوح نے خطائر قدس میں آشیانہ کیا **رباعی** گویند بحشر گفتگو خواہد بود ٭
وان یار عزیز تند خو خواہد بود ٭ از خیر محض خیر نکوئی ماند ٭ خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود ٭ اور دوسری دن
شہریار جوان بخت ابراہیم عادلشاہ کو کہ تخت بیجاپور اُسکی یمن قدوم بہجت لزوم سے قرین سپہر اعظم
ہوا تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اُس شاہ عدالت پناہ نے اُن دونوں خواجہ سرا کو ایک کو بطور قصاص اور
دوسری کو طرد اللباب بجزا و سزا پہونچاکر خاک ہستی انکی ساتھ صرصر فنا کی برباد کی فردوسی دو بدخواہ را
زندہ بردار کرد ٭ سر خواجہ کشتن رانگونسار کرد ٭ چو خون خداوند ریزد کسی ٭ در انکش نباشد بدنیا بسی ٭ اور
ابتک بلدہ بیجاپور میں مسجد جامع اور تالاب شاہپور اور آب کاریز جو تمام مردم شہر پر وقف ہی عہد میں
اُس شاہ شہید کی کشور خان کی اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھے یادگار ہیں سخاوت اُس غفران پناہ کی ساتھ
اس حد کی تھی کہ جب ابراہیم عادلشاہ برحمت حق واصل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ میں تھی اور

امتعہ نفیسہ اور جواہر بیقیاس تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود باجود سے زینت بخشی تمام آمدنی جو اسکے عہد میں بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران و توران و عربستان و روم اور اقالیم سبعہ کہ اسکے دربار مین حاضر ہوئی تھے اُن پر اور اہل عالم پر ابر نیسان کی مانند دُر افشان کیا اور جسوقت وہ عالم فنا سے دارالبقا کیطرف متوجہ ہوا زر کرناٹک کے سوا جو آخر سلطنت مین بمصطفی خان اردستانی کی مساعی جمیل سے خزانہ مین داخل ہوا تھا اسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اسمین سے بھی مبلغہای کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہوئی تھے اور علی عادلشاہ کی عہد فرخندہ مہد مین دو مرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی استقبال کرکی دونونکو باعزاز و اکرام فراوان شہر مین لائی اور حکیم علی کو مع تحف و ہدایا اور پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرماکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئی اُسنے بدون تحف و ہدایا اکبر شاہ نے درگاہ کیطرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادلشاہ ثانی خلد الله ملکہ کا تخت بیجاپور پر

[illegible] کہ جب دست قضا و قدر نے نقاب سرمئی شب بیسوین ماہ مذکور کو روی رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنی نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنی شب گذری سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح در برگردون کشید کسوت نور * جہان کشا ز رخ پردۂ شب دیجور * زفیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا * غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور * ارکان دولت اور اعیان مملکت وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوئی انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کی آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار و لولوی شاہوار افشان ہوئی ایوان شاہی کو ہر قسم کی لطائف اور ظرائف سے بہا اُسوقت بیت بہ نیک طالع و فرخندہ روز فرخ فال * [illegible] * اعظم [illegible] صاعد و مصاعد دین و دولت عارج معارج شوکت و حشمت اردشیر صولت نوشیروان سعدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حزم دارا عزم بہرام رزم پرویز بزم زیب دہ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابوالمظفر ابراہیم عادلشاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادلشاہ کہ سائبان زرین طناب اُسکی جاہ و جلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند رہی شبستان سلطنت اور سراپردۂ خلافت سے بارگاہ شوکت کیطرف خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کی مانند سریر سلطنت پر باجاہ و حشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیای چہرہ دلفروز سے منور اور روشن کیا سب کو کہ مثل قلم پیچا اطاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پای ادب سے کھڑے تھی خلعتہای فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اسکی نو درجہ طی ہوئی تھے یعنی کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنی دس برس کی نہوئی تھی ہر ایک دہ تنخواہ کو بعبارت شافی اور تقریر مفید تر قوی پشت اور فرمان بردار کیا اور کمند نظر عنایت اور التفات سے

خاص و عام کے دلون کو صید فرمایا فیض سحاب انعام اُسکی سے کشت زار جہانیان کی نہایت سبز اور شاداب
ہوئی بیت ان مژدہ کہ اقبال ہمیداد وفا شد ٭ وان کام کہ ایام ہمیخواست برآمد ٭ امرا اور ارکان دولت نے
عقد جواہر اور زر سرخ و سفید فرق ہمایون پر نثار کرکے لوازم شکر و سپاس واہب المواہب ادا کیا اور
خطبای واجب التعظیم خطبہ کو نام و لقب بادشاہ جم بارگاہ سے بلند آوازہ کرکے غلغلۂ تہنیت اور مبارکباد کا
ذرۂ سپہر مقصود سے گذرانا اہالی دار السلطنت بجاپور نے نہایت سرور سے دکانین اور دیوارین کو دیبای ہفت رنگ
اور اقسام اقمشہ سے زیب و زینت بخشی بیت گذرہا را عبیر آلود کردند ٭ گلاب افشان و مشک اندود کردند ٭
اور جیسا کہ ملک ہند کا دستور ہے گائین اور بکریان اور ٹوکری ست بخی کی ملو فرق ہمایون پر تصدق کرکے مراسم نثار
اور ایثار بجا لائی اور جبین نیاز آستان بارگاہ جہان پناہ پر گھسکر دعا و ثنا مین لب کھولا ابیات کہ شاہا بقای تو
جاوید باد ٭ لوای تو برتر ز خورشید باد ٭ سرسبز تختگاہت فضای سپہر ٭ منور بانوار رخسار مہر ٭ ہمان بہ کہ
سپہر بہ دخور مدام ٭ موافق بحکمت بود صبح و شام ٭ سزد گر ز ملک یمن تا چین ٭ سلاطین ایران و توران زمین
بخدمت بہ بندند پیشت کمر ٭ نہ پیچد کس از طوق فرمانت سر ٭ اور اُسوقت کہ غنچۂ سلطنت و اقبال
اُسکی نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نوبہار شگفتہ اور خندان ہوتی تھی اور گلزار حرکات و سکنات اُسکی سے
عالم عالم بوی امیدواری مشام جان مین پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر فیض مآثر اُسکی سواری اور نیزہ بازی بلکہ جمیع آلات
حرب و ضرب و سپاہگری کیطرف مائل رہتی تھی ایک ساعت لہو و لعب کیطرف کہ مقتضای عالم طفلی ہے
نہ مشغول ہوکر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حیثیات مثل تلاوت قران اور مشق خط مین
صرف کرتا تھا اور بے آمیزش تکلف و ثنا گستری وہ شہنشاہ خورشید عذار کہ سبب تالیف اس کتاب کا
ذکر واقعات اُسکا ہے اگر شب تار پر سایہ ذات آفتاب و مہتاب کی نور بخشی سے صبح نشور تک مستغنی ہووے
اور اگر زلف مشکبو اُسکی سے ایک نصیبہ گلستان کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بے نیاز ہووی ہین عدل اُسکا حفظ
و نگہبانی کام جہانیان ہے اور دوال دولت اُسکا فتح و فیروزی کی رہبری کا نشانہ ہے کشور داد گستر اُسکی الفت
بیغایت سے غاشیہ بردوش اور حاتم سخا پرور اُسکے جود کی نہایت سے حلقہ در گوش ہووا اُسکی رعب عدالت سے
فتنۂ خوابیدہ چونک کر بھاگ جای اور اُسکی حفظ کی برکات سے باد صرصر ایکبار چراغ مردہ روشن کرنے سے
عیسوی دم ہو جای اور اُسکی قدمون کی برکت سے بسیط خاک مسکن کائنات کیواسطی اکسیر ہے ابیات
دران قسمت کہ بخششہا نمودند ٭ دو ابراہیم را زینت فزودند ٭ یکی دولت سرای دین بنا راست ٭ یکی شد کار
ملک از عدل او راست ٭ از و گشت آتش سوزندہ ریحان ٭ وزین نار ستم شد نور احسان ٭ از ان شد
خانۂ درگہ پر نور ٭ وزین ملک سلیمان گشت معمور ٭ شکست آن یک بت آزر بچستی ٭ وزین یک دین
احمد را درستی ٭ جیسے بخت نصر نے وساوس شیطانی سے نہال خلافت کو آب دیا سر پر ہوا و ہوس کو اپنے برباد
دیا اور جیسے اطاعت سے سر و تن راستی مین دیا شاخ شجر نے اُسکی مثل طوبی آفات دہر سے گزند نپایا سطیح
درگاہ نے مثل ماہ سراوج سپہر بلند کیا اور محاذی بارگاہ ماہ نخشب کیطرح حضیض جاہ فنا مین پڑا ضیاط
قضا و قدر نے خلعت با بہجت والله یوتی الملک من یشاء اُسکے قامت قابلیت پر آراستہ کیا

... انا فتحنا لک فتحاً مبیناً سے پیراستہ ہوا بخت کی ہمدمی کے سبب سرِ خسرو سیاروں کو مطیع کیا اور اقبالِ بلند کی دستیاری کے باعث سرمہ چشمِ دولت میں کھینچا درختِ امید اُسکا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بارور اور بوستان حشمت اُسکا ہر لحظہ گلہای تازہ تر سے معطر ہوا سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام اُسکی سے قدم جرأت میدان نبردسے کھینچکر عجز و انکسار سے پیش آئی اور گردن کشان الناف اُسکی آستان آسمان شان پر پناہ لیکر عبودیت اور بندگی میں سرگرم ہوئی الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمہ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان جاہ سریر سلطنت پر کامران رہی و دست بستہ دورہ دوران رہی اور جبتک کہ یہ طلسم خانہ زنگاری ہی چشمۂ فیض جاری رہی اور جو تحفہ دولت کا کہ کارخانہ نصر من اللہ سے چہرہ کشا ہوا اور جو عطیہ سعادت کا کہ مسند و ما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہو بجناب جلالت مآب سلطان عالم کہ قبلۂ امیدواروں اور کعبہ آرزومندوں کا ہی پہونچا ہوا اور انقراض ایام عالم تک کسیطور کا نقص اور فتور بہ قصر بیقصور و قواعد مضبوطہ خلافت و حشمت میں نازل نفرمائیو نظم جہان تا جہان آفرین آفرید ٭ چنین بادشاہی نیامد پدید ٭ ہمہ سعود سعدی زکردار اوست ٭ خور و ماہ روشن ز دیدار اوست ایضاً جہان زندہ باین صاحبقرانست ٭ درین شک نیست کو جان جہانست ٭ جز این یکسر ندارد شخص عالم ٭ مبادا کز سرش موئی شود کم ٭

آغاز واقعات حسرت و جلالت النہایت ابراہیم عادل شاہ ثانی

[illegible] ہوا جب فرق مبارک اعلیٰحضرت بادشاہی کا زلال اقبال کی اوائل طفلی میں بتاج و تاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اختصاص پایا اور ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم مقرر ہوئی صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نکر سکا ابتدای جلوس میں چند امرای معتمد حسب نوبت ظلم و تعدی سے ایک دوسری پر غالب آنکر باگ حل و عقد سلطنت کی اپنی قبضۂ اقتدار میں لائی ذکر انکا جو لائق درج کتب و تواریخ ہی کمیت خوشخرام قلم میدان بیان میں جولان ہوکر قدری حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بہ سبیل اختصار یوں مرقوم خامۂ سخن گذار کرتا ہی کہ کامل خان دکنی جو امرای کبار اس دولتخانہ سی تھا اور جیسا کہ سابق میں مذکور ہوا قلعہ مرج میں شاہ غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت [illegible] کی محرمان امور سلطنت سی ہوا اور اُسوقت امور مہمات ملکی اور مالی کا غالب ہوا اور اپنی معتمدان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کیواسطی مقرر کیا اور تھانہ دار قلعوں پر بھی اپنی جانب سی نصب کئی اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کئی اور بادشاہ کی پرورش و پرداخت چاندبی بی زوجۂ علی عادل شاہ کی متعلق کی اور تمام اشراف مملکت کو فرامین استمالت بھیجکر اُنکی تسلی خاطر میں کوشش کی اور ہر روز سوای چہارشنبہ اور جمعہ چاشت کیوقت آنحضرت کو حرم سرا سی طلب کرکی سریر کامرانی پر بٹھا بادشاہان عظام اور خسروان والا مقام متمکن کرتا تھا اور بار عام دیکر خاص و عام قدمبوسی اور سلام کی شرف سی مشرف ہوتی تھی اور اس جم جاہ کی حضور مہمات سلطنت فیصل ہوتی تھی ہر ناکام کامیاب ہوکر اپنی مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کی سبب کسی سے کسی کو کوئی صدمہ نہیں پہونچتا تھا اور جب دو مہینے اسصورت سی منقضی ہوئی کامل خان اس مصرع کی موافق مصرع بوی کز نسیم بادہ بس مستانہ شد ٭ شراب استقلال

دروازہ کی استحکام سی بیخود اور مغرور ہوکر چاند بی بی کی نسبت بی ادبی اور بدنامی دینی پر آمادہ ہوا اور وہ عفیفہ دوران
اور معصومۂ زمان آتش غضب و انتقام افروختہ کرکی درپی اُسکی تضییع اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشور خان
ولد کمال خان کو جو امرای معتبر اُس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خان بمنصب جلیل القدر وکالت کی
لائق نہیں ہی صلاح یہ دیکھتی ہوں کہ تسلط اُسکا دفع کرتی ہیں وہ منصب تیری تفویض کروں لازم ہی کہ جسطور
ممکن ہو اُسکی درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال کہ اُسکی قوت کی زیادتی کا سبب ہی جائز نرکھی حاجی کشور خان
اس حکم اور بشارت کی سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑی مردم اشراف کو ساتھ اپنی متفق کیا چار سو سوار جرار
مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اُسوقت کہ کامل خان سبز محل میں بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعتہً داخل ہوا اور دروازہ اندر سی
بند کر [illegible] اسکی بعد سبز محل کیطرف متوجہ ہوا اور کامل خان کہ بازی روزگار سی غافل تھا اس ماجرا سی آگاہ
ہوکر سراسیمہ اور بدحواس حرم سرا کیطرف اس امید سی روانہ ہوا کہ چاند بی بی سلطان میری حمایت کریگی قضارا
ایک جماعت خواجہ سراؤں سے جو وہاں حاضر تھی اور ساتھ اُسکی دم مصادقت کا مارتی تھی اُسکی پاس آئی اور
اُسکی کان میں کہنی لگی کہ یہ امر چاند بی بی سلطان کی تحریک کی سبب واقع ہوا اُسکی پاس جانا خلاف عقل ہے
کامل خان بحر تفکر میں غوطہ زن ہوا اور جو جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کی قبضہ میں ہی عمارات شاہی کی پیچھی سے
آپکو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جانسوز کی لمار سے مضطرب اور حیران ہوکر ایک خندق میں کہ اسمین
پانی تھا کود پڑا اور پیرکر اُسکی کنارے پہونچا اور اس سبب سی کہ اُسکی زیست میں قدری مہلت تھی کسی مردم شہر نی
اُسی نہ پہچانا کامل خان باغ دروازہ امام پر جو خندق قلعۂ ارک کی کنارہ واقع ہی آیا اور درختوں کی پناہ میں بسرعت
باد سریع السیر اپنی تئیں حصار شہر میں کہ بلندی اُسکی بارہ گز شرعی کی قریب ہی پہونچایا اور بی امداد دوسری کی
قلعہ کی دیوار سی اترنیکی تدبیر کی دستار اور پٹکا اور شال دوش انداز اپنی کو ایک دوسری میں گرہ دیکر بطریق کمند
کنگری پر مضبوط باندھی اور اُسکی سہاری سے اتر آیا اُسوقت کوئی اُسکی مصیبت میں شریک نہوا پیادہ پا اور سراسیمہ
اپنی مکان پر جو شہر کی باہر تھا آگیا اور بھاگنی پر آمادہ ہوا اور حاجی کشور خان جو یہ جلدی اُس سے گمان
نرکھتی تھی ایک ساعت تک اُس عمارات قلعہ اور جاہای تاریک میں شرایط تفحص بجالایا اور آخر کو جب
معلوم ہوا کہ کامل خان دشمن جان کی خوف سی آپکو حصار قلعہ سی شہر کی نیچی گراکر سلامت اپنی مکان کیطرف گیا
ہی سب نی اتفاق کرکی ایک جماعت کثیر اُسکی جستجو اور گرفتاری کیواسطی نامزد کی کامل خان اس ماجری سی
مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر باتفاق سات یا آٹھ آدمیوں کی احمد نگر کیطرف مفرور ہوا ابھی دو کوس راہ
طی نہوئی تھی کہ کشور خان کی آدمیوں کی ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور اُن لوگوں نی اس توہم سے کہ مبادا اُسکی
سپاہی یا ہوا خواہ تاخت لاکر اُسی ہماری ہاتھ سی رہا کریں فوراً سر اُسکا تن سی جدا کرکے تمام مال و جواہر اُسکا
تاراج کیا ایک اثر اُس سے باقی نرکھا سچ ہی مصرع قضای آسمانست این دیگرگون نخواہد شد ٭ حاجی
کشور خان نی بعد اس معاملہ کی روش کامل خان کی اختیار کی چاند بی بی سلطان کی معاونت اور التفات کے
سبب باگ امور سلطنت کی بندوبست کی اپنی قبضہ اقتدار میں لایا اور رایات استقلال بلند کرکی نہایت
غلبہ اور تسلط کی ساتھ مہمات دولتخانہ میں مشغول ہوا اور اس عرصہ میں بہزار ملک ترک سر نوبت

مرتضی نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخابی ہمراہ رکاب لیکر
عادل شاہ سی احمد نگر سے کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت نظام شاہ کی ارادہ کے
بادشاہ کی عرض مین پہونچائی اور حسب حکم کے موافق عین الملک کنعانی اور جنید میر اور انکس خان اور امرای حبشی کو
مثل اخلاص خان و دلاور خان کی بمدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ کیا اب ذکر اس جنگ کا روضہ سوم مین
کہ متعلق اسکا ہی بیان ہوگا

بیان قتل ہونا ابراہیم نظام شاہ ثانی اور غالب ہونا سپاہ عادل شاہ عقبش درم با

عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکی بصنعت کاشم بنیان مرصوص کی مخصوص ہی اور مسند سلطنت اور
تاجداری ایسی سلطان عظمت آیت کو واصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اسکی بہ منقبت ومن دخلہ کان
آمنا کی منصوص ہی صورت ہر ماسول کی قبل اسکی کہ نقشبند خیال اسکا صفحۂ خاطر پر کھینچی بقدم سرعت ملک خفا
صحرای ظہور مین خرامان ہووی اور تشریف موہبت کہ خلعت خانہ ولله خزائن السموات والارض مین فراہم ہی
قامت اقبال اسکا ہر روز اسکی حاصل کرنی مین مشرف ہووی اور ماہچہ اعلام ظفر غلام اسکی کہ جسکی شان
وصفت مین کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیبا ہی جس دیار پر پرتو ڈالا روزگار ظلمانی وہان کے
باشندونکا منور ہوا اور صحیفہ حسام فیروزی انجام اسکا کہ مصداق یکاد سنا برقہ یذہب اولی الابصار ہی
جس مقام مین کہ بانتقام نیام سی باہر آئی سر مخالفونکی گوی میدان ہوئی ذوالفقار کیطرح چمک مین برق جلنی مین
باد فنا ہی آوازہ اسکی سطوت کا آفاق مشرقین مین واصل ہوا اور صیت کشورکشائی اور دشمن کشی کا
اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ پہونچا
جس شخص نی اسکی حلقہ اطاعت سی سر باہر کیا بادیہ ہلاکت مین ہدف تیر محنت ہوا دلیل اس معنی کی تحقیق
اور برہان اس دعوی کی تصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان ہی کہ تفصیل اسکی مولف خامہ
مشاطہ شیرین کار سی چہرۂ عروس روزگار پر لکھتا ہی اور قدرت اقبال شاہجہان کا نظر جہانیان مین جلوہ گر کرکی
مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہی کہ جب بادشاہ جہان مطاع نی حصار ملکوان کو سرکشان بیفکر کی قبضۂ تغلب سی
برآوردہ کرکی ہمت معاندان دولت قاہرہ کی دفع پر مصروف کی بعضی امرای درگاہ کو کہ سر گریبان طغیان سی
برلائی تھی منصب ایالت اور ریاست سی معزول اور محبوس کرکی خاطر دزد خانگی اور آتش آستین سی مطہر فرمائی
اور اسواسطی کہ حرکات اور سکنات برہان نظام شاہ سی غبار کلفت خدایگان اعلی کی گوشہ دل مین جاگزین تھا
اسلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ سلاطین صاحب تمکین سی ہی اسکی گرد پھرتا تھا
لیکن اغماض بھی جو اوصاف سلاطین عالی مقدار سی ہی مافی الضمیر پر غالب ہوتا تھا اور نہین جانتا تھا کہ مادہ فتنہ و فساد ہیجان
کرکی سنک وماء ظہور مین پہونچی کہ ناگاہ اسی حال کی خلال مین برہان شاہ نی شاہزادہ اسمعیل کی فترت مین سنگ جفا کا
عہد وپیمان کی شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کی قابل نہ رہا اسواسطی کہ جب خبر شہزادہ کے
خروج کی احمد نگر کیطرف پہونچی اسکی اعانت کیواسطی قصداً لشکر جمع کرکی بہ تعجیل ملکوان کیطرف روانہ ہوا لیکن جوالی

قلعہ برندہ میں خبر قتل ہونی عین الملک اور گرفتاری شہزادہ شنکر راے کی سوار ہونی سے پشیمان ہوا اور اپنا سر کھجاکر احمدنگر گیا اور جو اسوقت میں قلعہ چندر کوٹی کہ علی عادل شاہ نی مصطفی خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور میامن اخلاص سے مسخر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کی قبضہ قدرت سی برآوردہ ہو کر کفار کرناٹک کی تصرف میں درآیا اور راے بیجانگر نی کہ اسوقت میں بلکندہ کو دار الراج بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پرخاش پر آمادہ ہو کر اس حدود میں بیشک فوج کش ہوگا اور قلعہ چندر کوٹی کی سبب کہ ایک راجہ سی لیا ہی اسکی ولایت میں بھی گزند پہونچاویگا اس سبب سی محزون اور ملول ہوا اور عالی شاہ پسر عین الملک کہ بعد قتل ہونی اسکی معرکہ سی بھاگ کر پناہ ساتھ اسکی لیگیا تھا کہا علاج اسکی اسپر منحصر ہی کہ اتفاق کر کی تم اسطرف سی چند قلعہ اور ممالک عادلشاہ پر متصرف ہو تو اسکی تسلط اور غلبہ میں تخفیف ہووی اور اس سمت سی دلجمعی ہو راے بلکندہ نی یہ راے پسند کر کے برہان شاہ کی پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہی اور خوف اس بات کا ہے کہ خدانخواستہ اسکی سپاہ کی سبب سلاطین اور حکام دکن کو مضرت پہونچی اس بارہ میں فکر واقعی کر کی کام کریں کہ اس اندیشہ سی نجات حاصل ہو برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر میں شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رام راج قلعہ نیکاپور اور مدکل پر متصرف ہووی اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درگ کو حوزہ تسخیر میں لاوی اور مقدمات سابق مثل تیار کرنی اور توڑنی قلعہ سنکلیسر اور حوالی برندہ سی ذیل مقصود نہایت خجالت اور ندامت سے احمدنگر تک مراجعت کرنا مطلق فراموش کر کی لشکر کشی پر آمادہ ہوا اور مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کر کی ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار اور تین ہجری میں بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار مملکت عالم پناہ کیطرف نامزد فرمائی یہانتک کہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کر کی شاہ درگ اور شولاپور کو مفتوح کیا اور راے بلکندہ نی بھی فرصت پا کر بعضے قلاع سرحد کرناٹک صاحبقران کی اہلکاروں کی تصرف سی برآوردہ کئی مصرع ع زہی تصور باطل زہی خیال محال ؛ مرتضی خان اور تمام امراے نظام شاہ بعد طی مسافت جب قلعہ برندہ میں پہونچی اور دریافت کیا کہ ابتک راے بیجانگر بادشاہ عدالت گستر کی آتش غضب کی خوف سی اپنی مسکن سے قدم باہر نہیں رکھا اندیشناک ہو کر اسمقام میں توقف کیا لیکن آنکی قزاقوں اور تاراجیاں نی سرحد کی قریوں اور قصبات پر تاخت کر کی مزاحمت پہونچائی اور یہ خبر عدالت پناہ کی سمع مبارک میں پہونچی امراے سرحد کی نام فرمان واجب الاذعان انکی تنبیہ اور گوشمالی کی بارہ میں صادر فرمائی اور انھیں دنوں میں اذباب بہادر جو سلک امراے عظام نظام شاہی میں منتظم تھا اسنی عدالت پناہ کی ولایت میں آنکر لشکر جسارت بلند کیا تھا لیکن امراے عادلشاہی کی دست بردسی شربت ہلاک چکھا رعب اور ہراس نظام شاہیوں کی دل پر غالب ہوا اور یہ حالت متوطنان بلدہ احمدنگر پر سرایت کی اور ماہ جمادی الثانی کی اواخر میں بکمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج وہاج طریق اعتدال سی منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نویں تاریخ کو وہ مرض ساتھ اسہال خونی کی منجر ہوا اس خبر کی انتشار سی ایک شورش عظیم اسکی لشکر میں جو قلعہ برندہ کی قریب نازل ہوا تھا برپا ہوئے اور اخلاص خان حبشی زادہ کہ غلامان دودمان نظام شاہیہ سی تھا اور اس لشکر میں انمیں سے کوئی شخص بزرگ تر اور صاحب شوکت نہ تھا چنانچہ تمام امراے حبشی اور دکنی سے اتفاق کر کے سر گریبان کینہ سی برلایا اور چاہا کہ

پھر یہ جمال خان عداوت جبلی کے باعث مرتضی خان اور تمام شہر کے قتل و غارت میں مشغول ہوکر ایک اثر انکی
آثار سے باقی نہ رکھوں اس درمیان میں امرای غریب اسکی کید و غدر سے واقف ہوکر باتفاق اپنی ابنای جنس
سوار ہوئے مرتضی خان اور احمد خان قزلباش اور بعضی اور اعزہ نے بہ تعجیل تمام احمدنگر کیطرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب
اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان کے ولایت عدالت دستگاہ میں پناہ لاکر حبشی اور دکنی کی دست
ظلم سے نجات پائی اور اس اخبار کدورت آثار کے سننے سے برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیسا کہ مناسب مقام میں
مذکور ہوگا اس سرائے پرخرخشہ سے دار البقا کیطرف ارتحال کیا اور اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام
ہوا اور میاں منجو دکنی پیشوا اور وکیل السلطنت ہوا لیکن امرای حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد بدرجہ اعلی رکھتے تھے اسقدر
جنسیت سے کہ ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی مقرب اور مصاحب اور ندیم اسکی ہوئے اور میاں منجو چونکہ
بیعلاج تھا علت اپنی طبیعت میں چھوڑکر خاموش ہوا اور اسوقت حبشیوں اور دکنیوں کوتہ اندیشوں نے ایسے
مقدمات کہ خرابی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہوں اختیار کئے اور پانوں اپنی حد سے باہر رکھکر ایلچیان
عادلشاہی کی نسبت کہ اس حدود میں تھے شرائط تعظیم و تکریم کماحقہ بجا نہ لائے اور دم حریفی اور ہمسری کا مارکر
شان تکبر اور نخوت کی بلند کی اور اعمال ناشائستہ آناً فاناً انسے سرزد ہوتی تھی اور ابواب خشونت اور وحشت کے
ساعت بساعت مفتوح ہوتی تھی اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نہ پڑی سبب ازدیاد کدورت
سابق برہان نظام شاہ ہوئی اور انھیں دنوں میں شہنشاہ کی رای کہ کیفیت عواقب امور پیشین کی علم الیقین کی
ظہور سے جانتی ہے اور مقادیر اشیا کی کلیت قبل از وجود ساتھ عین الیقین کے دیکھتی ہے یوں مقتضی ہوئی کہ مفسدونکی
تنبیہ اور تادیب کیواسطے پانوں رکاب ظفر انتساب میں لاوے اور ارباب نخوت کو پایمال خشم و قہر کرے اسواسطے
منجمان برجیس فطنت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار فرمایا انھوں نے بعد از تعمق انظار اور تدقیق افکار آثار و
انظار ثوابت سیارہ میں طالع سرطان کہ خانۂ ماہ تابان اور اعدا کی دفع و رفع کیواسطے لائق ہے اختیار کی اعیان دولت
اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کی حکم کے موافق اس ساعت میں جو ارباب تنجیم نے قرار دی تھی خیمہ و خرگاہ و
پیشخانہ اور بارگاہ بہمن علی کیطرف بھیجا اور نقارہای حربی سے آسمان و زمین میں غلغلہ ڈالا بیت برآمد ز کوس
گورکہ غریو • ز بیم آب شد زہرۂ نرہ دیو • اور اسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پای فتح و ظفر سریر
سلطنت سے رکاب نصرت انتما میں رکھکر خانۂ زین کو رشک نگارخانۂ چین کیا گویا شبدیز سبک خیز اسکا ایک
تندباد ہے جسم سلیمان زمان مطلق العنان ہے یا ایک آتشیں عنصر ہے ابراہیم دوران اسپر ہے نہیں نہیں فلک الافلاک
ہے کہ ایک دن میں آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کیطرف پہونچائی اور ایسا تیز تگ ہے کہ ایک دم میں
ابلق دہر کو عرصۂ شتاب میں شہ مات کرے مثنوی بنازم بآن رخش آگندہ ران • کہ فربہ شد از وصف او داستان
نہنگ بحار و پلنگ جبال • ہوا را عقاب و زمین را غزال • گہ پویہ بادو گہ قطرہ آب • گران چون درنگ و
سبک چون شتاب • بالجملہ اول روز میں بیسویں ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بہمن علی میں نزول
اجلال فرمایا اور اطراف و اکناف اس مقام کی مضرب خیام عساکر بہرام انتقام ہوئی اور ماہچہ علم فرقدسا
اسکے ظلال کا ذروۂ مہر و ماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اس مقام میں شاہ جم جاہ کی ملازمت میں

مشرف ہوئی اور سب بخلعت کمر بند و خنجر مرصع اور اسپان تازی اور عراقی سرفراز ہوئی رایات نصرت آیات کو
اس مقام سے شاہ ورک کیطرف متحرک فرمایا بیت بہ خیل و حشم شاہ گردون فراز ⁘ روان شد ز جا ہمچو
عمر دراز ⁘ تاکہ اس عزیمت سی ساکنان احمد نگر فی الحال بخلاف از منہ ماضی طریق عناد و فساد سی منحرف ہوکر
صمیم قلب مستقیم سی اخلاص و دوستی اختیار کرین اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ مین
بھیجکر زبان معذرت اور استغفار مین کھولین تو سپاہ بہرام انتقام کی تعرض سے مصئون اور محفوظ رہین
اور اگر شامت اعمال اور بخت نامساعد سی شاہراہ اطاعت اور متابعت سی منحرف ہوکر بادیہ ضلالت
اور گمراہی سی باہر نہ آوین ساتھ تیغ قہر و سیاست کی نوازش پاکر گرداب محنت و غرقاب مصیبت مین گرفتار
ہووین اور جو قصد و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ناچار عنان شبدیز جہان نورد گردون خرام کو کھینچکر ہر روز
ایک فرسنخ راہ طی کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہین زمین خوش آیند نظر آتی تھی پانچ روز وہان
مقام کرتا تھا کہ شاید ارکان دولت نظام شاہیہ اپنی کی ہوئی سے پشیمان ہوکر بملائمت و موافقت رجوع
ہووین اور مکارم اخلاق خسروانہ کہ بہانہ طلب تقاصیر جرائم سے گذر کر شراب عفو و بخشش سی انکی جام
راحت انجام کو لبریز کرینگی لیکن افواج شقاوت اور بدبختی نے انکیں پیش و پس سے ایسا محاصرہ نہ کیا تھا کہ
مقدمات سلامتی خاطر نخوت ماثر مین لاکر نظر غور کو کام فرماتی یا ارباب دانش کی ارشاد کو گوش ہوش مین جا دیکر
انکی کہنی پر عمل کرتی الغرض اسکی بعد رایات نصرت آیات خسروالاگہر بعد طی مراحل و منازل قصبہ شاہ ورک مین
پہونچی سراپردہ عظمت و شہریاری ذروہ سماک اور قبہ افلاک مین بلند ہوا اور چونکہ اس سرزمین کی فرح افزا
اور پر بہار تھی اور مقام دلچسپ کہ چشمہای آب روان دیکھی اور صحرا نمونہ گلستان پایا اور قسم قسم کی گل اور ریاحین
شگفتہ اور خندان تھی غبار موکب جہان پیما غالیہ بیز ہوا یعنی اس مکان جنت نشان مین توقف کیا وزیر و امیر
جوانان و پیر جو ہمصحبت اور مشیر تھی انسی فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب چندی بساط عیش و
نشاط مبسوط ہووی غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چندی شراب کباب ناچ گانا جلسہ بی تکلفانہ رہا مقدمات
لشکر کشی اور دشمن گدازی پردہ تاخیر مین رہی اسی درمیان مین اخلاص خان مولد اور بعضی امرای دیگر نے کہ ابراہیم
نظام شاہ ثانی کی لشکر کی دور کو محاصرہ کئی تھی اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہوکر اسباب قتال و جدال کی
تہیہ مین اشتغال کیا اور صورتہای امید ہای باطل اور آرزوہای اصل لوح خیال پر نقش کر کی نقش تصورات
محال صفحہ دماغ باطل اندیش پر کھینچی اور بی تامل تنگر باگ ہمت فرمان نفس کی دست ہوا و ہوس مین سپرد
کر کی خزانی بیقیاس اور گھوڑی اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کئی اور ابراہیم نظام شاہ کی ملازمت مین کہ اسکی
مثل ان امور کی چندان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت مین رکھا اور مرتبہ نادانی مین سراسیمہ اور معمورہ
جہل مین حیرت زدہ ہوکر طی منازل اور قطع مراحل کرتی تھی غرضکہ بیس ہزار سوار جرار اور توپ اور ضرب زن بیشمار
اور فیلان پائدار اژدہا کردار لیکر بسرعت تمام سرحد سپاہ سپہر احتشام کیوان غلام مین پہونچی اور خیال
محال اور سودای فاسد کی باعث آغاز شیطنت کر کی مکر و فریب کا پیشہ کیا اور بطریق برہان شاہ رایان بیجانگر کو
جو ہمیشہ آنحضرت کی خراج گذار اور باج دار تھی واسطی تاخت و تاراج قصبات اور پرگنات سرحد اودنی وغیرہ کے

ترغیب و تحریص کرتی تھی اور یہ امر زیادہ تر صاحبقران کی موجب خشم و قہر کا ہوا آخر کو حضرت نے زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ حسب و نسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہے ہر چند ہم اس یورش میں ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آئے ہیں رگ حمیت غلامان حبشی اور دکنی جنبش میں نہیں آئی کہ خشونت اور جلادت چھوڑ کر راہ مصالحہ اور ادب سے پیش آویں اب ہماری ذمہ ہمت پر واجب و لازم ہوا کہ انکی خود رائی اور ستیزہ کاری کے جزا و سزا انکی آغوش میں رکھیں اور انکی ادبوں کو گوشمال واجبی دیکر عزیمت خسروانہ دشمنوں کی دفع پر تعین کریں پھر بعد اس قرارداد کے فرمان واجب الاذعان یوں صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کرکے نہایت تجمل و حشمت سے میدان نبرد میں آویں اور خیل خاصہ یعنی سلاحدار اور حوالدار مسلح اور مکمل ہو کر کمال عظمت و شوکت صف آرا ہوویں چنانچہ ذیقعدہ کی اٹھارہویں تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار اور تین ہجری میں صبح سعادت کیوقت کہ فراشان کارخانہ ایجاد و تکوین نے شامیانہ زریں طناب آفتاب کو میدان سپہر لاجوردی میں بلند کیا اور اسکی فروغ انوار سے جہان بوقلموں کو منور کیا شہنشاہ جم جاہ جوان بخت اس قصر سے جو قصبہ شاہ درگ میں واقع تھا برآمد ہوا اور ابواب احسان خلایق کے چہرہ پر مفتوح کرکے مجرائیوں کا سلام لیا اور فوج فوج عساکر منصورہ کو ملاحظہ فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر کیفیت لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر میں لا کر انکی اجرای مطالب اور انجام مآرب کا حکم فرمایا سپاہ تمام نیزہ ور اور شمشیر زن فرق سے نعل مرکب تک غرق دریای آہن کہ میدان جانستان میں جان و مال سے دریغ نکریں اور تیغ آبدار اور پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھوں میں ڈالیں اور بعد جائزہ منادی غیب نے ندای فرح افزا ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح گوش ہوش میں سنائی نظم

سپاہی بجر موج سیل قتال ؛ سپاہی ابر سیر کوہ دیدار
سپاہی از شمار اختر افزون ؛ سپاہی از حساب عقد بیرون

جمع کر کے حمید خان اور شجاعت خان کو مع تیس ہزار سوار تیغ گذار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے نامزد فرمایا اور اتمام حجت اور الزام کیواسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمایش کی کہ جبتک دشمن علم جسارت اور سبقت میدان کین میں نہ بلند کریں تم بھی تمہید حرب میں ساعی نہونا اور نظام شاہ کی ولایت میں مزاحمت نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت میں داخل ہو کر جنگ پر آمادہ ہوویں اور صف جدال آراستہ کریں مناسب ہے کہ تم بھی رایت اژدہا پیکر عادلشاہی کو جو بمقتضای ان جندنا لہم الغالبون کی آراستہ ہے مرتفع کرو اور ہماری فرزین بند اقبال عالمگیر کی ساتھ محفوظ ہو کر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادوں سے کنار بساط شہ مات دیکر شطرنج میں غرقاب کرو یہاں تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امرای نظام شاہی نے مصلحت ہاتھ سے نہ دیکر محاربہ اور مقاتلہ میں کہ انجام اسکا پردۂ غیب میں مستور ہے تمیل و رغبت کی فیصلہ اس یورش کا بعمدہ شمشیر آبدار اور قطع امر مبحث کا لکھا کہ خنجر گذار کی نسبت رجوع کر کے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اس بادشاہ قضا قدرت کی سرحد مملکت میں قدم رکھا اور جیسا کہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار اپنی توپ اور ضرب زن سے گرداگرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور ریسمان سے مضبوط اور مربوط کئے اور قلب و جناح درست کر کے حرب پر آمادہ ہوئے جب یہ خبر حمید خان کے گوشزد ہوئی چشم شجاع میں آثار خشم نمود ہوئی اور جبین پر چین شجاعت ظاہر کر کے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی میں توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہ سرا

اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت شعار شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ بہلیانان آزمودہ کار کو بصد
شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب میں قایم ہوا اور مقصود خان شحنہ فیل کو جو غلامان گرجی سے تھا
مع فیلان کوہ پیکر بادشاہی قول کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور مہم مقابلہ اور
مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت لایا قاصد جان ستان سنان حصار
ابدان کی انہدام اور نقب حصن حصین جان کیواسطے دمبدم روان ہوا اور پیک برق آسا رعد صدا یعنی توپ اور
ضرب زن کا گولہ اساس حیات کی انہدام کیلئے میدان کین میں متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال آلات آتشبازے
مبازران جرار خونخوار مرکب مردانگی کو بہ مہمیز ستیز جولان کرکے ایک دوسری پر حملہ آور ہوئی اور نیزہای خطی سے کہ مثل غمزۂ
سبز عذاران ہند فتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھی ایک دوسری پر حملہ آور ہوکر چشمی خون کی جسموں سے بہائے
اور بساط منقش اور فرش ملون عرصۂ جنگ پر کھینچکر نشان شجاعت کی بلند کئے دشت نبرد گلزار ہوگیا جدھر رخ کیا
لاشہ لگا انبار دیکھا مثنوی نبرد آزمایان آہن کمرہ ۔ پراز خشم سینہ پراز کینہ دل ۔ چو آتش بشوریدگی گشتہ گرم ۔
نہ مہر و وفا و نہ آزرم و شرم ۔ اور اسکے بعد کہ دود دلہای سوختہ استعمال آلات آتشبازی سے میدان سپہر
زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح اور عکس مشعل سلاح سے فضای معرکہ پر از برق ہوا قلب و میسرہ کی
افواج عادلشاہی نے بمحض حکمت الہی شکست پائی اور ایک جماعت کثیر دو اسپہ صحرای ناگزیر فنا کیطرف روانہ
ہوئی اور بعضوں نے خستہ اور مجروح ہوکر وادی انہزام کا راستہ لیا اور اشیا باقی معرکہ میں چھوڑ گئی لیکن میمنہ
میں فتح ہوکر اعلام ظفر انجام سپاہ عادلشاہیہ کا مرتفع ہوا بیان اس کلام کا یہ ہے کہ ہنگامۂ کارزار کی
عین گرماگرمی میں دود آتشبازی اور غبار سے میدان ستیز تاریک تر ہوا جو ہوا مخالفونکی جانب سے
چلنے لگی صفوف میسرہ خدایگان عالی دود باروت کی سبب نہایت تیرہ و تار ہوئیں جوانوں اور بہادروں کا
اثر روز سیاہ کی پیش آنے سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف نرہی جنگ ترک کرکے
متفرق ہوگئی کسی نے مقابلہ نہ کیا صفوف میسرہ کا میدان مصاف صاف ہوگیا امرای نظام شاہی اس معنی کو
فتح پر حمل کرکے ایکبارگی حملہ آور ہوئی فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادلشاہی صفوف میسرہ کی مانند متفرق اور
پریشان ہوئی لشکر نظام شاہی مفرورونکی تعاقب میں مشغول ہوا اور ابراہیم نظام شاہ اس مقام سے
کہ اپنی لشکرگاہ کی عقب آلات حرب و ضرب کی رکھنی کیواسطے اختیار کیا تھا بہ مشاہدہ تفرقہ فوج عدالت
پناہ کی یقین فتح کرکے نہایت حضور اور سرور سے مرکب کو جولان کرکے چند لوگوں سے آگے بڑھا اور سہیل خان اور
عنبر خان اور تھوڑے سے امرای میمنہ عادلشاہی کہ ابتک جدال و قتال میں نہ مشغول ہوکر کنارے ایستادہ تھے نظام شاہ کا
چتر و علم پہچانکر اسکی فوج کیطرف متوجہ ہوئی اور مقصود خان ترک بھی اسی فیل کو تمثیل جو بدمست اور جنگ میں
ہشیار تھی لیکر ساتھ انکی ملحق ہوا ایک جماعت جو ملازم رکاب بہرام نظام شاہ تھی یکزبان ہوکر بولی کہ عدد
ہماری جمعیت کا پانسو کو نہیں پہونچا ہے اور جمعیت غنیم کی ہزار مرد سے متجاوز نہیں معلوم ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ
ہم معرکہ سے کنارہ کرکے اسقدر توقف کریں کہ ہماری امرا فراہم ہوویں ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب سے
مست اور علاوہ اسکی شراب کی نشہ سے بھی سرخوش تھا دولتخواہوں اور مقربوں کی عرض پذیر نکر کی ارشاد کیا

کہ میری چھوٹی بھائی اسمعیل نی جنگ دلاور خان میں شمشیر نہ پھیرا میں اسمعیل خان نسر کشی سے کیونکر پہلو تہی کرونگا یہ کہکر
تلوار غلاف سے کھینچکر اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج عادلشاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان
تردد کر کی داد مردی اور مردانگی دی جب اس مقام سے زمانہ اسکی کوچ کا قریب آیا اور زمانہ کی رسم و عادت کی موافق
کمین قضا اور کمان قدر سے ایک حربہ مقتل پر نظام شاہ بحری کی پہونچا اسکی صدمہ سے جان بر نہوا نقد حیات
خازن بہشت کی سپرد کی بیت دمے چند بشمرد و ناچیز شد ۞ زمانہ بخندید کو تیز شد ۞ مقربان درگاہ نظامیہ
بصد تلاش لاش اپنی بادشاہ کی جو غلامان حبشی کی شامت سستی سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اٹھا کر با دل
بریان و دیدہ گریان احمدنگر کیطرف روانہ ہوئی اور اس خبر کی شائع ہونے سے کہ نہال حیات ابراہیم نظام شاہ
بحری کا باد حوادث کی صدمہ سے چمن زندگانی میں ٹوٹ گیا ہی تمامی امرای حبشی اور دکنی احمدنگر جو تاراج میں مشغول تھی
مصداق لایستطیعون حیلۃ ولا یہتدون سبیلا ہو کر سلسلہ انکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف و ہراس
چھایا کہ کوئی اپنی کمر پھیر نہ آیا لڑائی موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان
قتال کے باہر لیگئی اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کر کی دولتخانہ اپنی صاحب کا ضائع اور
برباد کیا اور یہ فتح ساتھ دیگر فتوحات عادلشاہی کی سلک میں منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کی
مترنم ہوا مثنوی زہی تا زمان از سپہر بلند ۞ بفتح دگر باش فیروزمند ۞ ہمہ شب کہ مہ طوف گردون کند ۞
چراغ ترا روغن افزون کند ۞ ہمہ روز خورشید با تاج زر ۞ بہ پائین بخت تو بندد کمر ۞ اور جو کہ نوادر اور غرائب
اس وقت وقوع میں آئی اتھا بذریعہ نغمہ سرائی عندلیب کلک اور بوسیلہ طرفہ ادائی طوطی قلم خجستہ رقم اس کتاب میں
درج کرتا ہی [illegible] کہ جب امرای قلب و میسرہ نی قدم دائرہ ثبات اور تہور سے باہر رکھا بہت سپاہی جسطرح
کہ عادت مغروروں کی ہی بخیال تعاقب سپاہ غنیم سراسیمہ اور بدحواس ہوکر ایسا بھاگی کہ قلعہ شاہ درک تک
کسی نے [illegible] اور مستوفی الممالک نواب شاہنواز خان سے یون نقل کی کہ کل عصر کیوقت سپاہ طرفین
[illegible] بازار گیر و دار نے رواج پایا اور بان کی چلنی اور باروت کی دھوئیں کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان نبرد
تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ کو اسکی سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرای اس ورطہ ہولناک سے نجات
پائی اور اکثر انمین کی نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھی اور ایک ہاتھی سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی ہمردی و مردانگی
معرکہ سے برآوردہ ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت میں آئی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چند مخبر گرد راہ سے پہونچے
انھون نے بھی مغروروں کی [illegible] خبر پہونچائی اور اس اخبار کی انتشار سے کہ صبح تیسری تاریخ ماہ مذکور تھی تمام آدمی متوحش
اور پریشان ہوئی اور آشوب شدید اور ولولہ عظیم عدالت پناہ کی اردو میں واقع ہوا لیکن سلطان صافی ضمیر
بی شبہہ و نظیر کہ آسمان قدر اسکا مثل مدارج فلک الافلاک کی رفیع اور سپہر سریر اسکا مثل سریر سپہر کی وسیع
تھا روی نیاز خاک عاجزی پر رکھکر بزبان تضرع و زاری درگاہ ملک متعال سے ظفر اور برتری مسئلت کی اور اس
امر میں خاص و عام کی ساتھ مخالفت کر کی منفرد ہوا اور کسی وجہ سے اس قول کی صحت اختیار نفرمائی ایک روز کہ
تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھی متعدد اہل مجلس کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو کچھ کہ لوح محفوظ نے میری آئینہ دل پر
پرتو ڈالا ہی اسکی خلاف مغروروں اور مخبروں نی ہو گفتہ غرض یہ ہی پہونچایا ہی عنقریب اقبال بشارت فتح و نصرت

کہ درباریان اس دربار فلک اساس کی بسمع اولیای دولت روزافزون مین پہونچا ویگا اور گل مراد چمن اخلاص
مخلصان مین شگفتہ اور شجر ثمر زندگانی اعدا سموم ہموم سے زار و نزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام
درمیان مین تھا اور مقربان مجلس اختصاص پھل تسلی اور تسکین کی حضرت کی [illegible] تھی کہ نواب عرش
آستان یعنی شاہ نواز خان محفل خلافت اکل سلطان زمان مین حاضر ہوا زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دیکر یون ثنا خوان ہوا **ابیات** گیتی زفر دولت فرمان دہ جہان ٭ مانند عرصۂ ارم و روضۂ جنان ٭
در ہر طرف کہ چشم کنی جلوۂ نظر ٭ در ہر طرف کہ گوش نہی مژدۂ امان ٭ تاثیر دولت روزافزون اور مساعدت
بخت رہنمون سے رایت فتح آیت سر آسمان پر گھستاہی اور آفتاب خنجر سپاہ ستارہ اقبال سے ہر روز
ایک مملکت مفتوح کرتاہی اسوقت جاسوسان قمر سرعت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان
بشارت نصرت و فیروزی مین کھولکر یون عرض پیرا ہوئی کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جانستان مین شہد شہادت
چکھا فیلخانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش رعد خروش کی تحت و تصرف مین آیا ہی
حضار مجلس صفائی باطن خورشید میامن بادشاہ کی تعجب مین رہی زبان ثنا اور دعا مین کھولی مضمون ان
ابیات کا باواز بلند سنانی لگی **ابیات** ای شہریار دفت و شہنشاہ روزگار ٭ جاوید باش در کنف
لطف کردگار ٭ اجرام رام بخت بکام فلک غلام ٭ دولت مطیع و چرخ مساعد زمانہ یار ٭ اور باوجود اس
جدال و قتال کے کہ اکثر عماید انصار عالی حضرت سلیمانی کام آئی تھے بہ مقتضای رحم دلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ کے
قتل ہونی سے متاثر اور غمگین ہوئی حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امرای فیروز جنگ اور سپاہ قیامت آہنگ
نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب مین پیشقدمی نکرے اور رعایای سرحد کی بھی مزاحم اور متعرض نہووی اور
نیز توقف اور مقام اس اطراف مین موجب ازدیاد رعب و ہراس مملکت نظام شاہیہ ہی لازم کہ بہ مجرد ورود
فرمان رایات دولت و اقبال کو متحرک کرکی آستانہ خلافت آشیانہ کی تقبیل کو متوجہ ہووین پھر اواخر
ماہ مذکور مین تمام امرا مظفر اور منصور ہوکر شاہ درگ مین بپایۂ سریر احتشام حاضر ہوئی علی قدر مراتب
ہر ایک نے بنوازش و مرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان نے کہ ہنگام دار و گیر اور زمان رزم
و پیکار مین نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت ہوکر ازدیاد مناصب و تفویض
ولایت مین از سر نو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے مقضی المرام ہوکر عنان بہمت طرف
دار الخلافت بیجاپور کے بطرف کہ آیۂ بلدۃ طیبۃ و رب غفور اسکی صفحہ پر مسطور ہی معطوف فرمائی اثنای راہ مین
جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب نہر بیورہ سی عبور کیا سید الشہدا الشہید کربلا نبی کی نور عین حضرت امام حسین
علیہ السلام کی شرایط عزاداری مین مشغول ہوکر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرناٹک سی بذریعہ خان
عنایت نشان شاہ نواز خان یہ اخبار حضرت ظل الٰہی کی مسامع قدسی جوامع مین پہونچائی کہ چند نفر رایان
کفرہ فجرہ نے امرای نظام شاہی کی تحریک کی سبب قلعہ اودنی کی اطراف مین جاکر لوازم محاصرہ پیش پہونچایا ہی
اور اس سبب سی کہ وہ حدود ابطال رجال سے خالی ہی اور کوئی ایسا نہین ہی کہ متعرض اس جماعت کی احوال کا ہووے
اسوجہ سی ابواب دخول و خروج مسدود ہوئی اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ اور علف سی محنت کھینچنے مین سلاطان

عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فوراً حکم صادر فرمایا کہ اسیوقت ایک جماعت امرای عظام مع جنود ظفر
ارتسام عنان شبدیز خوشخرام اعدای دولت قاہرہ کی سرکوبی اور پامالی کیواسطے منعطف کر کے اسطرف روانہ
ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعال سے سر دشمنان بدبخت کو تن سے جدا کر کے ایسی آتش جانسوز اس جماعت
مقہور کی خرمن بر و بوم میں افروختہ کرے کہ قیامت تک اُنکے خار ظلم کا صدمہ کسیکی کف پا میں نہ پہونچے اور بعد
روانگی سپاہ ظفر انتساب اور فراغ ماتم سید الشہدا علیہ السلام اور لوازم عاشور محرم الحرام سلطان صاحبقران
نیک اعتقاد ندی بھورہ کی ساحل سے کوچ فرما کر دار السلطنت کیطرف روانہ ہوئی اور اعیان دولت اور اشراف
شہر نے خاقان منصور کی توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اُسکا باغ دولت میں شگفتہ اور خندان رہے واقف ہو کر برج و
بارہ کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی دکانیں اور دیوار و نیلو دیبای چینی اور مخمل فرنگی اور تمامی وغیرہ سے پوشش کر کے
عجیب و غریب اشیا نظر خلائق میں جلوہ گر کئی سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام کی تیرہویں تاریخ سنہ ایکہزار
چار ہجری میں کہ اختر شناسان حکمت نے اسطرلاب فکرت سے اختیار کی تھی شاہرخ نظام شاہی کی فیل پر سوار ہو کر
ساتھ اس شوکت اور حشمت کی کہ گردون گردان باوجود اسکے کہ برسوں خاک کی کرہ پر پھرا اور با تجمل عینک مہر
و ماہ سے نہ دیکھا مقر عز و جلال کیطرف خرامان ہو کر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور میں لایا اور دار الخلافے
ہوا اُسکی شبدیز کی شمیم غبار سے عنبر بیز ہوئی تھا کہ اُس روز فیروز میں کہ عنقای قاف سلطنت و اقبال فیل
فلک شکوہ پر سوار دولت ہو کر دروازہ نور تختگاہ کی جانب روان تھا امرا و ارکان دولت اور مقربان حضرت
وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب میں ہمین و یسار جاتی تھی اژدحام
خلائق اور تماشائیونکا دروازہ مذکور سے اندر کی دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھی سے کندھا چھلتا تھا
بلکہ باد شبنگ سیر کا عبور اُس سے دشوار تھا مثنوی دران روز از کثرت خاص و عام ؛ ز بسیاری اژدحام
انام ؛ دران راہ راہ نفس بستہ شد ؛ ز حمل خلائق زمین خستہ شد ؛ بادشاہ ظفر قرین بائین شہریاران صاحب
تمکین قلعہ ارک کی اُس عمارت میں کہ معمار ہمت نے اُسکی بنا کی تھی مع گروہ اصحاب ملاحت و طائفہ ارباب
صباحت بزم عیش و عشرت میں ساغر می نورانی کی تجرع اور نغمات چنگ و ارغنانی میں مشغول ہوا اور وہ عمارت
قریب روضۂ لامعیری واقع ہے کہ سیاہ سیاہ پوش مردمک دیدہ نے کسی سواد میں مثل اُسکا نہ دیکھا اور جاسوس
تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم میں نظیر اُسکا نہ سنا اُسکی وسعت ارتفاع نے جوزا کا کمر بند کھولا اور پایہ احترام اُسکا
بارگاہ کیوان پر پہونچا اور رباب فیض بخشی اور خوش ہوائی افسانۂ روزگار ہوا اور دروازہ جانپروری اور دلکشائی
ضرب المثل اقطار ہوا صفای فضا اُسکی روضۂ ارم کیطرح افزای اور نسیم بہشت بیز اُسکی طرہ محبوب کی مانند
عنبر سا ہے قطعہ چنین بنای ہمایون فلک ندید بچشم ؛ چنان عمارت عالی جہان ندارد یاد ؛ بخت بارگہ اقبال
باز کرد و رش ؛ در بہشت خلد برای جہانیان بکشاد ؛ اور بعد فراغ لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھا کر دروازہ
انصاف اور داد پروری کا روی خلائق پر کھولا اور شرایط جہانداری میں مصروف ہو کر یا ایہا الذین امنوا فی السلم
کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان میں پہونچائی اور اُسوقت جاسوسان خجستہ مقال نے یہ بشارت مسامع جاہ
و جلال میں گذرانی کہ کفرہ بیجانگر جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک کے باعث

ضربون عصیان مین قدم رکھکر چاہتی ہین کہ کمند تسخیر قلعہ اودلی کی شرفات پر ڈالکر جبل جبل گرد لن مقصود مین پہنچین اسوقت امرای عظیم الشان کی قرب وصول سے جواب نہر بیورہ کی ساحل سی نامزد ہوئی تھی آگاہی پاکر مضمون آیہ کریمہ یوسئذ یقول الانسان این المفر اپنی حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کرکی باگ عزیمت اپنی مساکن اور مواطن کیطرف معطوف کی اور کچھ لوگ کہ اُس جماعت سی جو اسیر سپاہ ظفر قرین ہوئی تھی سر اُنکی تن سے جدا کرکی درک اسفل کیطرف روانہ کئی غرہ محرم الحرام سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین کہ سپہ سالار مشہور اور صاحب لوا دہورہی ہاتف غیبی نے پس پردہ لاریبی سے غلغلہ تہنیت اور مبارکباد کا گوش اہل ہوش مین پہونچایا کہ تحف لطف بی انتہای یزدانی اور عنایت نامتناہی سبحانی سے سیادت مرتبت رفیع منزلت میر محمد صالح ہمدانی نے اس دیار مین تشریف ارزانی فرمائی ہی کہ ساکنان صوامع ملکوت اور کروبیان جبروت اُسکی رشک قدم کی پیچ و تاب مین ہین اور نفوس کواکب سماوی نی اُسکی انوار جمال کی روبرو کاسہ گجکول ہلال کو گدائی کیواسطی تبرک دیا اور چند موی مشکبوی سید کائنات خلاصۂ موجودات مفخر عالمیان وتتمہ دور الزمان احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصحوب اُسکی ہین اعلی حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور حمد وسپاس خداوند جہان بجا لاکر نہایت تعظیم اور تکریم سے اُن بزرگوار کی ملاقات بابرکات کی سعادت حاصل کرکی موی مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت سی اختصاص پایا حسن اعتقاد اور صفائی نیت کی سبب عیسی سیرت یوسف صورت خاص و عام پر ظاہر ہوا اسواسطی کہ بعض سلاطین کہ ہمعصر اُس خاقان سکندر شان کی تھے ہرچند کوشش کی زیارت اُس جوہر لطیف سی سرفراز نہوئی القصہ دیگر حالات اسکی روضہ سوم مین عنقریب بیان ہونگے فقط

نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان میں سلاطین شہر احمد نگر کی جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہیں

آرایندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پر پوشیدہ اور مخفی نہ رہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجانگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بھت اور اُسکے باپ کا نام بھیرو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد میں وہ بولایت بیجانگر مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہو کر غلامان نظام شاہی کی سلک میں منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب ادراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ میں بہم پہونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بھیرو ہوا لیکن سلطان محمد شاہ نے اوان طفلی میں بلفظ بھیرو کو تحریف کر کے جب ملک حسن بحری اپنے زبان مبارک سے فرمایا اسوجہ سے خاص و عام میں بہ بحری ملقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں اُسے تربیت کر کے معتمدین سے گردانا اور بحری خاص کہ وہ نہایت شکاری اور بادشاہ کو بہت عزیز تھی اُسے سپرد فرمائی اور منصب ہزاری اور نقارہ اور ماہی مراتب مرحمت کر کے داروغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول میں قوش بیگی کہتے ہیں اُسے تفویض فرمائی اور بمناسبت لفظ کے سبب کہ بحری اُسکے سپرد تھی ملک حسن بحری کہا اور اسی تقریب کے باعث اُسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور مرتبہ اعلی کو پہونچا اور راجمندری اور کندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا باگ اُس حدود کی حل و عقد اور قبض و بسط کی اُسکے قبضہ اقتدار اور اختیار میں در آئی اور بعد مقتول ہونے اُسکے خواجہ جہان کاوان اُسکا قائم مقام ہوا خطاب ملک نائب اور منصب سر لشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت وکیل سلطنت اُسکے فرزند سلطان محمود کا ہو کر جاگیر بیرا ور بھی دیگر پرگنات

جو دولت آباد کی متعلق تھی تحت جنیر کئی اور پرگنات اضافہ اپنی ولد ملک احمد کو دی جیسا کہ سابق مذکور ہوا
اور خواجہ جہان دکنی کی باتفاق جنیر کیطرف بھیجا وہ جنیر مین حاکم مسندنشین ہوا اور رحل اقامت ڈالکر
بند و بست مین مشغول ہوا اور ہرچند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کرکی بھیجتا تھا کہ قلعہ بیر اور
جوند اور بھی قلعہ ملک احمد کی تصرف مین چھوڑی ایک جماعت مشہور ہے کہ خواجہ جہان کا دال نی آنپر اعتماد
کرکی وہ قلعی انھین سپرد کئی تھے فرامین کی مضامین پر عمل نکرتی تھے اور یہ جواب دیتی تھی کہ جسوقت ہمارا
خداوند نعمت سلطان محمود بہمنی سن رشد اور تمیز کو پہونچکر صاحب اختیار ملک و مال ہوگا ہم اسکی حلقہ
اطاعت مین قدم رکھینگی اور قلعی بھی اسکی سپرد کرینگی لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ تھا ہمت ملک قلعونکی
تسخیر پر مصروف کرکی پہلی عنان عزیمت قلعہ سیر کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اسکا محاصرہ کیا اور وہ قلعہ
ایک قلہ کوہ پر واقع تھا اور نہایت ارتفاع سی بام ایوان اسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ششم ہی مراد ہی پہونچا
اور عقاب بلند پروازی اسکی فراز پر پہونچنی سے پر حرص کی کاٹی قطعہ کسی ندید فرازش مگر بچشم ضمیر کسی نرفتہ
نشیبش مگر بپای گمان ٭ ملوک راز رسیدن بال گسستہ امید ٭ عقاب گاہ عروجش فگندہ بال توان ٭ آخر کار اہل
حصار نی جب کام اپنی اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص انکی مدد کو نہ پہونچا بعد چہ مہینی کی تیغ و کفن گلی میں ڈالکر کلید
قلعہ اسکی ملازمت کیواسطی روانہ ہوئی اور ملک احمد کی سپاہ نجوم کی مانند برج حصار مین داخل ہوئی اور جب
معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہان پانچ برس کا محصول مرہٹ اور کوکن کا اس قلعہ مین جمع ہی تمام روپیہ
ملک احمد کی ملاحظہ مین گذرا تھا اس سبب سی ملک احمد کی مہمات مین رواج اور رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور
سپاہیونکی دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کئی اور اسی عرصہ مین قلعہ جوند و لہا گر و تنگی و ترہ کی و کندنا و تپور ندو
و لور پ و جیو دن و گہر ورک و مرنجن و ماہولی و پالی کو جبرا اور قہرا مفتوح کرکی تمام کوکن پر قابض و دخیل ہوا
اور دندراج پوری کی تسخیر کی فکر مین تھا کہ خبر قتل اپنی والد ملک نائب کی سنکر بلدہ جنیر کیطرف معاودت
فرمائی اور خطاب اپنی باپ کا اپنی اوپر اطلاق کرکی موسوم و مشہور باحمد نظام الملک بحری ہوا اور ہرچند
اس جناب نی لفظ شاہ اپنی اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اسکی دکن مین باحمد نظام شاہ ہوئی اسواسطی فقیر حقیر
محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہی اسی باحمد نظام شاہ بحری یاد کرکی مرقوم خامۂ تحقیق کرتا ہی کہ
بعد پہونچنی بلدۂ جنیر اپنی باپ کی ماتم داری سے فارغ ہوکر پرتو التفات سپاہ و رعیت کی حال پر ڈالا اور
عرصہ قلیل مین قصبۂ بیر اور سیو کانو اور پٹن وغیرہ مین ایسا ضبط کیا کہ خوف تزلزل سے مقناطیس نے
اسکی مملکت مین جذب آہن تعرض سے اعراض کیا اور کہربا نی ہاتھ دامن کاہ کی کشش و تصرف سی کھینچا
خلاصہ یہ کہ ہر شی کی کیفیت مین تبدل ہوا اور اس سبب سی کہ آغاز شباب مین کندہیلا اور راجمندری مین
باور یا نام راجہ اور بھی کفار اس حدود کی جنگ ہای عظیم کی باعث کہ اسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی
ہرچند سلطان محمود امرا اور منصبداران اور سلحداران کو اسکی دفع تسلط اور غلبہ کیواسطی نامزد فرماتا تھا ہرگز
قبول نکرتی تھی بعضی عدم قوت و قدرت سی طرح دیتی تھی اور بعضی دور اندیشی اور عاقبت بینی سے پنبہ در گوش
اور خموش رہتی تھی چنانکہ سلطان محمود نی قاسم برید کی تحریک کی سبب چند مرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع

یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم جاکنہ جنیر کیطرف جا کر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کریں اس جناب نے معذرت کرکے اسکی قبول سے انکار کیا بلکہ ایلچی کو ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اس حدود کی ضبط وحفظ مین تقصیر نکریں اور اپنا لشکر قلعہ اندا پور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کیواسطے بھیجا تھا بلوالیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کی تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت مین کوئی دقیقہ نچھوڑا پیوند کمک سے بھی قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو جو ہمائی مسلوی نظر عاطفت وراثت ہی اور مین آن بزرگوار کو صنعت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت ومردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہی کہ رقم بیگانگی صفحۂ خاطر سے محو کر کے حرف گذشتہ کو الماضی لایذکر سمجھیں اور آپکو اس دولت خداداد مین شریک کرین زین الدین علی نے یہ مقدمہ قبول کر کے اطاعت اور فرمان برداری ظاہر کی لیکن جو شیخ مودی عرب جسکا خطاب بہادر الملک تھا اور مردانگی اور فیروز جنگی مین تمام امرا سے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کی دفع اور اخراج کا مستعد ہوا اور بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر جنیر کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ برندہ کے قریب پہونچکر فسخ عزیمت کی اور رای کو تغیر وتبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنے اثر سے جا ملے اسی درمیان مین احمد نظام شاہ شیخ مودی کی قرب وصول سے آگاہ ہوا اپنے اہل وعیال کو قلعہ سیر مین بھیجکر حرب وضرب وترکتاز کیواسطے جریدہ شیخ کی مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کی اردو کی اطراف مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور کثرت لشکر خصم دیکھکر مصف جنگ سے محترز اور مجتنب ہوا اور غنیم کی فرودگاہ سے چار فرسنگ کی فاصلہ پر فروکش ہوا اور لوازم ہوشیاری مین بدرجۂ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کی اوضاع واطوار سے یقین حاصل ہوا کہ کمین فرصت مین ہی اور چاہتا ہی کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے لشکر نصیر الملک اور زین الملک کی حوالہ کر کے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ انھین اس دولتخانہ مین ہوا دار رکھتے تھے شکار کی بہانہ اردو سے سوار ہوا اور قصبۂ جاکنہ پر کہ مقام زین الدین علی تھا تاخت لیگیا اور رات کیوقت کہ کوئی شخص محافظت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہای چوبی کہ اسکام کیواسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوارون پر نصب کر کے سب آدمیون سے پیشتر ستره سپاہی ہمراہ لیکر قلعہ مین در آیا اسکی بعد لشکر بھی سوار ہو کر چار طرف قلعہ کی فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنی متحصن غافل اور خواب آلودہ تھی زین الدین علی اور اسکی ہمراہی کہ سات سو مرد تیرانداز بلکہ قدر انداز تھی مقتول ہوے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جبتک احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی پر دست بردی کر کے کار نمایان بجالاؤن پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اسکی تین ہزار سے بھی کم تھی ہمراہ لیکر شیخ کی اردو کیطرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کی لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اسکی بعد شیخ مودی ناچار ہو کر خود سوار ہوا نصیر الملک جو اس دو فتح کی سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ ومجروح اسکا بھی مقابلہ

اختیار کیا لیکن بشکست فاش پاکر بحال خراب ظریف الملک کی پاس گیا اور احمد نظام شاہ نی جاکنہ سی مراجعت کی
جب احوال اس نہج سی دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کی مکان پر گیا اور بغایت التفات مرہم عنایت
اسکی زخموں پر رکھکر اسکی کلفت اور خستگی سی نجات بخشی اور بعد چند روز کی خیمہ و خرگاہ اسی مقام مین چھوڑ کر لشکر
جرار آزمودہ کار لیکر آدھی رات کو خصم کیطرف تاخت کر کی شبخون مارا اور سلسلہ انکی جمعیت کا توڑ کر متفرق اور
پریشان کیا اور شیخ موسی عرب مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی سے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور ساز و
سلب اسکا موجب زیادتی اسباب مملکت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نی منصور و مظفر ہو کر خوش
و دوستکام جنیر کیطرف مراجعت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سی غافل نہوا اور سلطان محمود اس خبر سے
نہایت پریشان اور آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک دبیر کو مع اٹھارہ امرای نامدار اور لشکر جرار معرکہ گذار جنیر مین
نامزد کیا احمد نظام شاہ مع سپاہ جنیر سے برآمد ہو کر قادرآباد کی کوہستان مین فروکش ہوا اور جسوقت کہ
لشکر سلطان گھاٹ بیری مین پہونچا احمد نظام شاہ نی تین ہزار مرد اہل نبرد انتخاب کر کی قادرآباد کیطرف سی
احمدآباد بیدر کیطرف تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اسکی نواح مین پہونچا جو کہ ایک دربان کو کہ شہر کے
پھاٹک پر مامور تھا موافق کیا تھا اسنی رات کو دروازہ کھولدیا اور اسی شہر مین داخل کیا اور احمد نظام شاہ
نائب کی مکان کیطرف جو موکل تھا روانہ ہوا اور جاتی ہی اسکی اہل و عیال اور اسکی باپ کی متعلقونکو پالکیون مین
بٹھاکر ایک جماعت مردم معتبر کے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کی کوچون اور محلون مین گشت
کر کی امرای نامزد کی زن و فرزند کو ہر ایک مقام سی دستیاب کر کی صبح کی قریب شہر سی برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے
راستہ سی قلعہ برندہ کیطرف متوجہ ہوا اور امرا کی زن و فرزند کی حفظ ناموس مین نہایت کوشش کی اور امرای
نامزد قریب گھاٹ بیری کی خبر توجہ نظام شاہ بیدر کیطرف سنکر اسکی پیچھی روانہ ہوئی اور قصبہ بیر کی اطراف کے
قریب جاکر پیغام دیا کہ اس سبب سی کہ تونی ہماری حفظ ناموس مین کوشش کر کی اپنی فرزندونکی مانند نگاہ رکھا ہی
ہم تیری ممنون احسان بلکہ فرمان بردار ہین لیکن شرط مردی مقتضی اسکی ہی کہ لشکر کو چھوڑ دنا اور بد معاشی
تو ہماری مقابلہ سی بھاگ کر احوال مستورات کا متعرض ہووی اور وہ امر کہ جو گبر و نصاری کی کیش مین درست نہین ہے
مرتکب اسکا ہووی احمد نظام شاہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اسیوقت انکی اہل و عیال کو نہایت اعزاز و
تکریم سے انکی پاس بھیجا اور خود کوچ کر کی قلعہ برندہ کیطرف گیا اسی درمیان مین فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام
نہایت سرزنش اور تعرض مین صادر ہوا مضمون اسکا یہ ہی کہ ملک احمد ولد نظام الملک بحری بحری شکاری کی
مانند پرواز و دراز کرتا ہی اور تم اسکی خوف و ہیبت سی آشیان خیمہ اور خرگاہ مین بھاگ کر مرغ جان کو اسکی چنگل کے
آسیب سی بچاتی ہو اگر تلافی اور تدارک کر کی اس باغی کو گرفتار کر کی درگاہ مین لا دی فبہا نہین تو یقین جانو کہ غضب و
قہر شاہانہ مین گرفتار ہو کر اپنی باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع اور برباد کرو گی انھون نی فرمان کی مضمون پر اطلاع
پاکر مقام بیر مین قیام کیا اور فرمان کی جواب مین تحریر کیا کہ ہم لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور
دشمن کا منکوب اور مستاصل کرنا ہی اگر دشمن کی لوازم ہوشیاری مین ایک غفلت واقع ہوئی وہ عظمۃ الملک
دبیر سی ہی اسکا قائم مقام اگر دوسرا افسر مقرر ہووی حضرت کی مہام اقبال عدو مال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے

ظہور میں پہونچیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ میں طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے
مع تین ہزار سوار کو لاسی طلب کرکے بخلعت سرلشکری مشرف کیا اور بجای عظمت الملک بیر کیطرف روانہ کیا
جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ امراسی تھا اور اُس سے کارنامے خوب نمایان وسرزد ہوئی تھی شجاعت اور حسن تدبیر میں
وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہوکر بلوچ متواترہ برندہ کیطرف متوجہ ہوئی اور مخدوم خواجۂ جہان قلعہ برندہ میں
در آیا اور اپنی فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ کی ہمراہ کیا اور وہ حرب میں صلاح نہ دیکھکر پٹن کیطرف گیا اور فتح اللہ
عماد الملک کی پاس آدمی بھیجکر صورت واقعہ ظاہر کی اور جب اُس سے توجہ نپائی جہانگیر خان پٹن کی اطراف میں پہونچا
احمد نظام شاہ نے وہانسے کوچ کرکے عزیمت جنیر کیطرف کی اُسکی بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اُس قصبہ کی پہاڑوں میں در آیا
اُسی روز نصیر الملک گجراتی سعہ لشکر کہ قادر آباد میں رہا تھا مع خزانہ اور غلہ اور اذوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام لیکر
ساتھ اُسکی ملحق ہوا اور سر گھاٹی جیور کو مسدود کرکے اُن پہاڑوں میں استقامت کی جہانگیر خان نے جب شنا کہ
گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کی قبضۂ اختیار میں ہی ٹیکا نو گھاٹ سے ٹیکاپور میں پہونچا احمد نظام شاہ کی سر راہ پر
مع لشکر فروکش ہوا اور دونوں لشکر کی درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینے کی مقابل ایک دوسری کی
مقیم رہی اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کی سراغ میں اُٹھائی آخر کو عیش و عشرت میں
مشغول ہوکر فرش غفلت بچھایا اور می روح پرور کی ساغر نوشی اور نغمات دلکش کی استماع میں مصروف ہوئی غنیم کے
وجود کو ہرگز خیال میں نہ لائی معدوم سمجھی مثنوی چو شد دیدۂ بخت آن قوم تار ۔ ہوس بود کردند بیدار تار ۔
گلیم سیہ بہر خود بافتند ۔ رخ از دانش و حزم برتافتند ۔ اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی
ماہ رجب کی تیسری رات سنہ ۸۹۵ آٹھ سو پچانوی ہجری میں اعظم خان کی ہمراہ صبح کیوقت کوہستان قصبہ جیور سے
سوار ہوا اور گھوڑی کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصباح ٹیکاپور میں پہونچا اور ایکبارگی حوادث زمانہ کی مانند
اُن پر تاخت لایا اور کسیکو مجال پیکار و قتال نہ دی بعضی خواب مستی میں دار البقا کیطرف راہی ہوئی اور بعضوں نے
جب آنکھ کھولی دیدہ دانستہ نقد حیات مستعار پیک اجل کو سپرد کرکے عدم آباد کیطرف سفری ہوئی
جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ خان کہ امراسی تھی قتیل ہوئی اور باقی اُنکی سوا
دستگیر ہوئی اور احمد نظام شاہ نے اُنھیں بھینسوں پر سوار کرکے کپڑی اُنکی زانو تک پارہ پارہ کرکے اپنی اُردو میں پھرایا
اور جان کی امان دیکر دار الملک کیطرف روانہ کیا اور نواب شاہ جمال الدین حسین انجو سے تھوڑا احوال خیر مال و قائع
مرتضی نظام شاہ میں تحریر کلک گہر سلک ہوکر بیان ہوگا اور ملا قاسم فرشتہ کہتا ہی کہ میں نے شنا ہی اُس جنگ نے
بجنگ باغ شہرت پائی اسلئے کہ قصبۂ ٹیکاپور کی قریب جس مقام میں کہ صورت فتح ظہور میں آئی تھی احمد نظام شاہ نے
ایک باغ بناکر کی موسوم بباغ نظام کیا اور اُسکی دور میں چار دیوار سنگ کھینچکر ایک عمارت زیبا تیار کی اور تھوڑی
عرصہ میں وہ عمارت رشک ذات العماد ہوئی برہان نظام شاہ اور اُسکی جمیع اولاد نے اُسکو اپنی اوپر مبارک جانکر
اُسمیں قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کی شکرانہ میں قصبۂ جیور کو اُسنے وقت
مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور اُنکی تعظیم و تکریم میں بہر کیف مشغول رہتا تھا پھر مظفر اور منصور ہوکر جنیر کیطرف گیا
اور بے دغدغہ کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کی مسند جہانبانی پر متمکن ہوا اور اُسی سال یوسف عادل خان کی بصلاح

سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کرکے اپنا نام شامل کیا اور ایک چتر سفید کہ اُسوقت میں نشان بادشاہ دہلی اور گجرات اور مندو کا تھا اپنے فرق پر قائم کیا اور اسکے بعد خواجہ جہان اور بہت امرای دکن سے کہ ساتھ اسکے طریق مصادقت رکھتے تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ بموجودگی سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھنا نہایت بے ادبی ہے اور نظام شاہ کہ زیور عقل و دانش سے آراستہ تھا ملائمت کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے افسران سپاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ جو کچھ تم کہتے ہو عین صواب اور محض صلاح ہے خطبہ میں نے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو ازالۂ آسیب حرارت آفتاب ہے اور علامت سلطنت اُسمیں ملحوظ نہیں ہے اُسکا ترک مناسب نہیں دکھلائی دیتا ہے اُنھوں نے جواب دیا اگر ایسا ہے مضائقہ نہیں آپ شوق سے چتر لگاویں لیکن حفظ گزند آفتاب کیواسطے اُسے ہر شخص سر پر لگاتا ہے احمد نظام شاہ نے لاچار ہوکر رخصت عام فرمائی اور چتر عام بلکہ کافۂ انام کی پہچان کیواسطے ایک پارچہ سرخ چتر نظام شاہی پر نصب کیا اور عوام الناس کی چھتری بالکل سفید قرار دی اور رفتہ رفتہ دولتخانۂ عادلشاہیہ اور عمادشاہیہ اور قطب شاہیہ اور بریدشاہیہ میں اسیطور کا چتر شائع ہوا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور اٹھارہ سال کو پہونچی ہے سلطان اور گدا دکن میں چتر سر پر لگاتے ہیں کسیکو ممانعت نہیں ہے بخلاف سایر بلاد ہند کہ بادشاہ کے سوا دوسرے کی مجال نہیں کہ چتر اپنے سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہان اور اعظم خان اور امرای دیگر ساتھ ایسی دولت کے کہ بادشاہوں کیواسطے مخصوص ہے پہونچے شرمندہ اُسکے احسان کے ہوئے اور بعد دو مہینے غائب اور حاضر نے آپس سے اتفاق کرکے خطبہ کی التماس کی اور جب ان لوگوں نے مکرر مبالغہ اور اصرار کیا آنحضرت کہ زیر بار احسان کے تھے منت عظیم اُنپر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور ہمت تسخیر بندر راجپوری میں جو کوکن کے قلاع متین سے ہے اور بندر جیول کے حوالی میں واقع ہے مصروف رکھی اور بنفس نفیس اُسطرف جاکر دو مہینے اور بقولے ایک سال محاصرہ کیا اور آخر کو بہ مصالحہ خاطر اُسکی سبب سے فراغ فرمائی اُسکے بعد قلعہ دولت آباد کی تسخیر کی عزیمت اُسکی فضای دل میں جلوہ گر ہوئی وقت بیوقت اسی اندیشہ میں رہتا تھا اور جو یقین تھا کہ وہ قلعہ بزور نہ لے سکونگا اس قلعہ کی والیوں کے ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب لطف و ملائمت مفتوح کیے مثنوی شنیدم ز دانای فرہنگ دوست ؛ کہ در کارہا رفق و نرمی نکوست ؛ بہ نرمی چو کاری توان برد پیش ؛ درشتی مجوئید ز اندازہ بیش ؛ کہتے ہیں ملک وجیہ اور ملک اشرف دونوں بھائی حقیقی تھے اور آپسمیں کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا میں خواجہ جہان گاوان کی ملازموں میں انتظام رکھتے تھے اور اسکے بعد شہادت سلطان محمود کے سلحداروں میں منتظم ہوکر زمانہ بسر کرتے تھے آخر میں ملک نائب نظام الملک انکی تربیت کا دری ہوا اور جملہ امرا سے کرکے ملک وجیہ کو قلعہ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف کو حاکم ولایت کیا اور انھوں نے اُس نواح کی ضبط میں مساعی جمیلہ کرکے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو تمام جہان میں مشہور و معروف تھے حرف غلط کیطرح معدوم کیا اور سلطان نے سرحد اور تدربار اور باگلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ ذخیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگی اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت اُنسے راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرای مرہٹہ نے سلطنت بہمنیہ میں خلل دیکھکر قلعۂ کالنہ کو بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سر گریبان موافقت سے برلایا اور اہرنے سے محترز اور مجتنب ہوا

اور دونون بھائی ملک نایب کی حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتی تھی
اُسنے بھی اُنکی ساتھ بعد فتح باغ نظام و دندراجپوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کی ساتھ جو اہل علم و صلاح تھا
سلک ازدواج مین کھینچا اور بنای مصادقت کو بواصلت مضبوط کی حق سبحانہ تعالی نی سال اول مین اُس
عفیفہ سی ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اُسکا نام احمد شاہ رکھنا تھا بی بی زینب نی جواب دیا کہ
عہد طفلی مین ماں باپ مجھی کمال محبت سی موتی کہتی تھی اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کی موسوم کرو خوب ہوگا
ملک وجیہ نی اُسکا نام موتی رکھا اور اُس دُر مکنون کی ولادت سی اُسکی شوکت اور آبرو افزون ہوئی اور ملک اشرف کے
دیگ حسد جوش مین آئی اپنی بڑی بھائی کی قتل مین مصر ہوا اسواسطی کہ وہ اس فکر و اندیشہ مین تھا کہ مین ملک وجیہ کے
بعد از فوت دولت آباد اور انتور اور دیگر پرگنات اور قلاع اُس حدود پر کہ جو اُس سے تعلق رکھتی ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ
و چتر ہونگا اسوقت کہ ملک نایب وجیہ کو احمد نظام شاہ کی ساتھ یہ نسبت بہم پہونچی اور ایک فرزند زینب سی
متولد ہوا اپنی ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکی نسبت اخوت کو بعداوت مبدل کیا اور فرصت کیوقت لشکر قلعہ کی باامداد
واعانت بھائی کو قتل کیا اور اُسکی طفل معصوم کو بھی بسموم مرگ کیا اور حکومت دولت آباد مین باستقلال
مشغول ہوا اور حکام برہانپور اور برار کی نسبت ابواب محبت اور وداد مفتوح کئی اور سلطان محمود گجراتی سی بھی طریقہ
اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال ہدایا اور تحف سی آپکو ساتھ اُسکی منسوب کرتا تھا لیکن جب زینب نی بعد از
قتل شوہر اور فرزند جنیر کیطرف جاکر دست تظلم اپنی بھائی شوہر کی دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے
اُسی دلاسا دیکر بدلداری سمجھایا اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوی ہجری مین مع لشکر و جمعیت دولت آباد کی تسخیر کی
ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب ٹیکاپور کی اطراف مین پہونچا نظام پور کی باغ مین وارد ہوا چند روز بقصد
استراحت عیش و عشرت مین مشغول ہوا ایلچی قاسم برید کی سیالت تاج الدین دکنی اور دیورس پنڈت اُسکی
پاس حاضر ہوئی اور یہ گذارش کی کہ یوسف عادل خان کی ہماری اخراج کیواسطی پیشکا کوشش کا کمر ہمت پر باندھکر
دار السلطنت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہی اگرچہ جناب اسوقت مین محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سی
محو کرکی اپنی محب اور مخلص کی معاونت کیواسطی اسطرف توجہ فرماوین نیازمند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور
اخلاص مین سرگرم ہوکر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ مخلص بھی یوسف عادل خان کیطرف سی مطمین ہوکر
دولت آباد کی تسخیر مین آپ کا ممد و معاون ہوکر جانسپاری مین دریغ نکریگا احمد نظام شاہ نی اُسکا سوال پذیرا
کرکی دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کیطرف گیا اور جیسا کہ واقعات سلطان محمود مین مذکور و مسطور ہوا
معاملات کو مفروغ کیا اور اُسی دن دولت آباد کیطرف جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینی کی اُس قلعہ سپہر
اساس کو بنظر تامل و غور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اُسکی جبر و قہر سے نہایت مشکل اور دشوار ہی وہانسی کوچ کرکے
جنیر کیطرف متوجہ ہوا اثنای طی طریق مین جب قصبہ بنگار مین پہونچا اُسکی رای مقتضی اسکی ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد
اور جنیر کی درمیان ہی اُسمین ایک شہر بنا کرکی دار الملک بناوی اور ہر سال ہنگام درو فصل خریف و ربیع دولت آباد مین
لشکر بھیجکر تاخت و تاراج کری شاید مردم درونی قوت لایموت سی عاجز ہوکر طالب امان ہووین اور قلعہ سپرد
کرین پھر مشہور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین ایسی ساعت مین کہ نجومیون نی اختیار کی تھی باغ نظام کی مقابل اور نہر سینا کی ساحل پر

احمد شاہ گجراتی سے بھی صورت اُسکی یہہ تھی کہ اسم بادشاہ اور نام وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا
احمد تھا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کی بنا کے وقت بھی عکس پذیر ہوئی اس سبب سے احمد نگر نام تھا
کیواسطے کہ نام شہریار کا احمد تھا اور نام اصلی مسند عالی نصیر الملک گجراتی اور نام قاضی معسکر بھی احمد تھا جو اس جناب کے
اُس شہر کی تعمیر کا اختیار اور اہتمام تھا عرصۂ قلیل میں تمام امرا اور منصبداران اور سلحداران نے اُسکی تیاری میں توجہ کی اور
دو تین برس کی مدت میں ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری اور ہمسری کا بغداد اور مصر سے کیا اور جیسا کہ مقرر ہوا تھا
ہر سال دو مرتبہ فصلین مذکورین میں لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت کرکے زراعت کی خرابی اور پائمالی اور تاراج
غلہ اور آتش افروزی مساکن و منازل رعایا میں تقصیر نکرتے تھے اور مضمون عالیہا سافلہا ظہور میں پہونچاتی تھی اور وقائع
نظام شاہیہ سید علی سمنانی برہان نظام شاہ ثانی کے عہد میں لکھتا تھا اور توفیق اتمام نہ پاکر فوت ہوا اُسمین یون
مرقوم ہی کہ جب غلبہ دولت اور طنطنہ حشمت نظام شاہ بحری حکام دور و نزدیک کے گوش زد ہوا عادل خان
بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور اتحاد مفتوح کئے اور دو ہزار سوار تخمیناً اُسکی کمک
کیواسطے مقرر کئے کہ ہمیشہ بسفر دولت آباد مین ہمراہ ہوکر اُسکی تسخیر میں کوشش کرین اور اسیطور سے فتح اللہ عماد الملک کے
ساتھ بھی بنیاد دوستی قائم کرکے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کے ساتھ علم مخالفت بلند کیا
اور وہ مال کہ ہر سال بہر حال سلطان گجرات کی خزانہ عامرہ میں بھیجتا تھا اُسے یکقلم موقوف کیا سلطان محمود نے ایکبار
سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری میں سیر ولایت کے بہانہ نہضت فرمائی اور ملک اشرف حاکم دولت آباد نے خبر پاکر ایلچی
سلطان محمود کی خدمت میں بھیجے اور احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت
کرکے التماس قدوم میمنت لزوم کی سلطان محمود نے فتح قلعہ دولت آباد کے طمع کے سبب ایک لشکر عظیم فراہم لاکر دکن
کیطرف متوجہ ہوا اور یہہ تجویز کی کہ پہلے عادل خان فاروقی کو بہ تنبیہ اور گوشمال سزا کو پہونچاؤن اُسکے بعد دولت آباد پر
تاخت کرون جب حوالی سلطان پور اور ندربار میں پہونچا عادل خان فاروقی مضطرب اور سراسیمہ ہوکر احمد نظام شاہ
بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم و پیکار
لیکر برہانپور کیطرف گیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جب شہر برہانپور خیمہ گاہ لشکر فیروزی اثر ہوا اور عماد الملک
بھی فوج برار لیکر کمک کو پہونچا میان احمد نصیر الملک گجراتی نے سلطان گجراتی سے جو قلعہ اسیر کے اطراف میں وارد ہوئی تھی نظام شاہ
حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح کئے اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کے
خدمت میں بمزید تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہرچند بندہ تقدیر کے موافق اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت میں ہی
لیکن جو مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہی دولتخواہی والی خطہ کی اپنے اوپر فرض جانتا ہی تعجب ہی کہ سلطان کشور ستان
امور جزوی کیواسطے بہ نفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاقہ ہوتی ہیں حاکم برہانپور کے لشکر اور جمعیت میں برابری
ایک امرای سلطان سے نہیں کرسکتا ہی اُسکی ساتھ مستعد پیکار و مقابلہ ہوئی ہیں خصوصاً اسوقت میں کہ جم جاہ
جوان بخت دکن سے سپاہ صف شکن اُسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہی اگر وہ جناب از روی اخلاص اور
دولتخواہی سلطان کی عرض میں پہونچا دین مضمون کم من فئۃ قلیلۃ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کرکے

قدم منازعت کو لپیٹیں کہ صلاح دولت اسمین متصور ہی کسواسطی کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہی اور بر تقدیر اگر نصرت
نصیب سلطان ہووی خلقت کہیگی کہ سلطان محمود جنود نامعدود سی لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ منعکس
ہووی یہ شبکی اور بیعزتی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص وہ نوشتہ نظام الملک کا
بجنسہ سلطان کی ملاحظہ مین درلایا آنحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوئی احمد نظام شاہ نی ایک فیلبان کو جو فیل
بحری سال نامی سلطان گجرات کی محافظت مین قیام کرتا تھا زرکثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تار مین کہ سلطان
اور سپاہ خیمہ و خرگاہ مین بآسم راحت مشغول ہووین اس فیل فلک نظیر کی زنجیر کہ نہایت مست اور بی اعتدال ہے
پانون سی نکالکر اردو مین چھوڑدینا اور اس شب موعود مین نظام شاہ بحری نی پانچ ہزار پیادہ توپچی اور کماندار اور بانداز
اور پانچہزار سوار کہ تمام تیرانداز تھی تیار کر اتنون کی اردو کیطرف روانہ کئی کہ کمین گاہ مین بیٹھیں جسوقت شور و غوغا
لشکر گاہ مین ظاہر آوی تم اطراف و جوانب سی برآمد ہوکر تیر و تفنگ و بان سے ہلاکی اس قوم مین مصروف ہو اور
انھون نی اسکی فرمانی پر عمل کیا جب لشکر گجرات کی حوالی مین پہونچی اور اردو کی اطراف واکناف مین مختفی ہوئی اسکی بعد کہ
دوپہر رات آئی تھی فیلبان نمکحرام نی فیل بحری سال کو چھوڑدیا اس اژدہای دمان کی حملہ آور ہونی سے شور و فریاد معسکر کا
غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچا پیادی اور سوار کمین گاہ سی برآمد ہوئی اور اطراف و جوانب سی نقارہای حربی پر
چوب زنی ہوئی صدا سی اسکی گنبد گردون کو مملو کیا اور بارش تیر و تفنگ مین مشغول ہوئی اور جو سلطان محمود اور
امرا اسکی لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرأت محال جانتی تھے اور مے نخوت اور تکبر سی سرخوش ہوکر خواب غفلت مین
سوتی تھی اس ہنگامہ اور غوغا سی ہشیار ہوکر سراسیمہ سواری کی تہیہ مین ہوئی اور سلطان محمود نی جو سنا تھا کہ
نظام شاہ نی چار ہزار سوار بہادر دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سی تھی بلطف و احسان انھین اپنی خیل خاصہ مین
جمع کیا ہی اور مجالس اور محافل مین کہتا ہی کہ مین ان چار ہزار آدمی سے مسلح ہوکر میدان جنگ مین سلطان محمود کی علم و
چتر پر حملہ آور ہونگا خدا جسی چاہی فتحیاب کرکی سرفرازی بخشی اور جسی چاہی شکست دیکر خاک مذلت پر ڈالی یہ بات
بھی اسکی دلمین ذہن نشین تھی اور اس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چار ہزار سوار جرار شبخون
کیواسطی ہمراہ لایا ہی اور چاہتا ہی کہ سراپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور مضرت پہونچاوی اس سبب سی سلطان
محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادی سراپردہ سی برآمد ہوئی اور دفعتہً وہ فیل بحری سال سراپردہ شاہی کی عقب آیا
اور چند شقہ سراپردہ بادشاہی پارہ پارہ کئی صدای شیون و غوغا اہل حرم سی بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہوا کہ
احمد نظام شاہ خیمہ و سراپردہ پر تاخت لایا ہی پھر بلا توقف کچھ لوگ اپنی ہمراہ لیکر اردو سی نکل گیا اور جب تین سو
یا چار سو آدمی اسکی پاس جمع ہوئی اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ ازدیاد ہوتا تھا راہ فرار پائی اور بسرعت تمام تین کوس راہ
طی کی جب امرای گجرات مع فوج ہای آراستہ جنگ مین مشغول ہوئی اور دکنی مراجعت کرکی اپنی اردو مین گئی اعیان لشکر
بہیئت مجموعی سبار کباد کیواسطی دربار بادشاہی مین گئی اور جب سلطان کو اپنی مقام پر نہ پایا سب اتفاق کرکی تعفن
ہوا اور تغیر منزل کی بہانہ اسی شب کو کوچ کرکی اسکی پیچھی گئی سلطان محمود دکنیونکی مکر سی واقف ہوا جو اس رات کو
صلاح مراجعت مین نہ دیکھی اسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام شاہ بحری نی تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر صبح کو ۱۵۵۱ء
باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنی مقام سے کوچ کیا اور اس مقام مین جہان سلطان نی نزول کیا تھا وارد ہوا

اور وہ امر جو کسیکی مخیلہ میں نہ تھا وقوع میں آیا **بیت** کار ہا راست کند عاقل کامل بہ سخن ۔ کہ بصد لشکر جرار
بسر نشود ۔ اسکے بعد طرفین سے ایلچیوں نے آنکر نشیب و فراز سمجھایا حرف صلح دونوں بادشاہوں کے درمیان آیا صلح پر
راضی ہوئے پھر اپنے مقر اور مسکن کیطرف روانہ ہوئے اور قرائن سے اب معلوم ہوتا ہے کہ ملاحظہ کے سبب اسکی شرح و
بسط میں نہیں کوشش کی ہے واللہ اعلم بالصواب منقول ہے کہ احمد نظام شاہ نے برہانپور سے مراجعت کی اور بعجلت
تمام دولت آباد میں پہونچا اور ایکمرتبہ بقہر و غضب لشکر کو محاصرہ کیلئے اسکے مامور کیا اور خود باغات میں جو قلعہ کے
قریب ہے عیش و عشرت میں مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانوں سے چند ڈالیاں انبہ لاکر عرض پیرا ہوئی
کہ قبل اسکے چند سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ اعیان سلطنت اس قلعہ کی تسخیر کیواسطے اس حدود میں تشریف لائے
اور اس مقام میں فروکش ہوکر انبہ ہای لذیذ نوش فرمائی تھی اسکی چند گٹھلیاں یہاں افتادہ تھیں موسم برسات میں
وہ سرسبز ہوئیں اور غلاموں نے اسکی محافظت میں کوشش کی اور حضرت کے اقبال سے وہ درخت پرثمر ہوئے
یہ چند ڈالیاں انھیں کی دہوئی ہیں احمد نظام شاہ نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہے
ملک اشرف نے جب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار میں مصروف دیکھی سلطان محمود گجراتی کو عریضہ بھیجکر پھر تسلط
اور غلبہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کی شکایت کی اور پیام دیا کہ یہ قلعہ اس شاہ جمجاہ سے متعلق ہے
یکتا ہے اگر ایکبار اور اسطرف قدم رنجہ فرمائیں اور دولتخواہ کو اس بحری خصال کی جنگ غضب سے رہائی بخشیں خطبہ اس
حدود کا آپکے نام جاری ہووے اور سال بسال باج و خراج خزانہ عامرہ میں داخل کرونگا سلطان محمود بھی چاہتا تھا کہ
انفعال گریز سے برآمد ہو کر اس مخالف کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد شکست مذکور اس سلطان محمود بیگڑہ کہتے تھے
انکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اسکی پذیرا فرمائی اور بحشمت و شوکت تمام دولت آباد کیطرف روانہ ہوا
اور جب آب پٹن کے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری ترک محاصرہ کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور ملک اشرف نے
ضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب کی مسجد میں جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اردوی شاہ میں
جاکر تحف و ہدایا اور نقود وافر بطور پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کرکے سلطان کو اپنے سے راضی کیا اور
سلطان محمود نے اس سال فرصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کیطرف متوجہ ہوا اور
احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر بھی باز نہ آیا اواخر سال مذکور میں پھر بہ تیز پروازی بحری و شتاب روی عقاب
دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اور اسکی
ملاقات کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجیں کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار ہیں
اور ہم تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہیں اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہیں جلد اسطرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی اور
جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور آدھی شب کے
دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد میں داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر قلعہ کے ارادہ پر
کہ از قوم حبشہ تھی واقف ہوا غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز کے عرصہ میں ہادم اللذات (عزرائیل ۱۲) کہ عادم الآمال ہے
اسکے سر پر دواسپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اسکے افق مغرب میں پہونچایا بعد اس سانحہ کے تمام اہل قلعہ جو
قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے اور کنجی قلعہ کی نذر کرکے مبارکباد دے

احمد نظام شاہ نے اُسکو گرد و پیش نہایت لوٹ مار فرمائی اور قلعہ کو سیر کی اور جا بجا کہ قلعہ سر بست طلب تھا اُسکو
مسخر کیا اور اپنے مردمان معتمد کی سپرد کرکے مظفر و منصور احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور ساعت سعید اور
طالع فرخندہ میں بباغ نظام کہ اُسی مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اُسکے اندر ایک
عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ چلب سرخ و زرد سے اُسے آراستہ کیا اور اُن سنوات میں اپنی
عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شور اور اُسکے سوا اور بھی قلعہ ہای اُس اطراف کی مسخر اور مفتوح کئے اور راجہ قلعہ کالنہ
اور کلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مالگذار کر کے مسند حکومت احمد نگر پر متمکن ہوا اور سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری میں داؤد خان
فاروقی کے بعد از فوت برہانپور میں بادشاہی تعین کرنیکے بارہ میں درمیان امرا اور اشراف مملکت کے نقیض اور بر خلافی
وقوع میں آئی اور ملک حسام الدین مغل جو اُمرا و دولتخانہ کے عمائد سے تھا ایلچی احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر خانہ زاد
عالم خان کو جو حکام اسیر کی نواسوں میں سے تھا اور احمد نگر میں زمانہ بسر کرتا تھا طلب کیا اور اُسکی مصلحت
اور تجویز سے عماد الملک حاکم کاویل کو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیگرہ گجراتی نے عادل خان بن حسن خان فاروقی کو
کہ نواسہ اُسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن کرے اُسکی بعد لشکر فراہم کرکے خاندیس کیطرف
متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک سے اعانت طلب کی یہ لشکر بیشمار ہمراہ رکاب
لیکر برہانپور کیطرف روانہ ہوئے اور جو ملک لادن کہ وہ بھی اعیان ولایت خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کی
ساتھ اعلام مخالفت بلند کرکے خلل فاحش مہمات میں اُس حدود کی ظاہر کئے اور سلطان محمود بھی حوالی تالیز میں
پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کیواسطے مقرر کئے اور دونوں باتفاق برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کے
سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہانپور میں توقف میسر ہوا ملک حسام الدین کی رخصت
کاویل کیطرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک کو وداع کیا خود دولت آباد میں گیا اور
خانزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد از مراجعت
سلطان محمود بسمت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد میں بیٹھا اور ایک مکتوب ایلچی کی مصحوب سلطان
محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو خانزادہ عالم خان اسطرف التجا لاکر متوقع اس امر کا ہے کہ قدری ولایت اسیر
اور برہانپور سے ساتھ اُسکی عنایت فرماویں سلطان محمود کہ اُسکی بے ادبی ہای سابق سے آزردہ تھا اور عادلخان فاروقی
بھی اُسکی شکایت متواتر لکھتی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلطان بہمنیہ کو کیا مجال کہ سلاطین کو
کتابت کرے اور پاؤں اپنی گلیم سے آگے بڑھاوے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے نادم اور تائب نہوگا عنقریب
گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ قبل اس سے جرأت کو موجب جسارت سمجھکر خانزادہ عالم خان کی ہمراہ بسبیل
تعجیل احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کی جب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوئے
فلک تفرقہ پرداز اپنے کام میں مشغول ہوا یعنی اول نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت ہوا اور بجای اُسکی
کمال خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے مایوس ہوکر امرا اور
وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کامگار شیخ برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد کیا اعیان دولت
اور ارکان سلطنت سے اُسکی اطاعت اور فرمان برداری کے بارہ میں عہد اور بیعت لی اور سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری میں

مقتضا

سے قضا ہی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار ناپائیدار سے رحلت کی نظم شد آن لحظہ ہول قیامت عیان ٭ بگردون برآمد نفیر فغان ٭ شد از درد و غم چشمہا سیل بار ٭ چو باران کہ بارد بوقت بہار ٭ فلک را ازین نالہ کر گشت گوش ٭ ز نوحہ زمین و زمان در خروش ٭ اگرچہ خصائل حمیدہ اور فضائل پسندیدہ اس شہریار کی اس سے فزون تر ہیں کہ قلم مشکین رقم اسکی بیان میں زبان آوری کرے لیکن مورخین کی عادت کے موافق اسکی شمہ تحریر میں مبادرت کرتا ہے کہ جملہ خصائل اس شہریار سے کہ عبارت عفت و صلاح و پرہیزگاری و فلاح سے یہ ہیں کہ سواری کیوقت شہر و بازار میں کبھی داہنی اور بائیں التفات نہیں فرماتا تھا ایک ندیم گستاخ نے عرض کیا کہ یہ عدم التفات خداوندی اطراف و جہات کیطرف کیون ہے آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ کی سواری کے تماشے کو ہزارہا عورت بادشاہ کی زیارت اور تماشائی جلوس کیواسطی آتی ہیں میں اس سبب سے ڈرتا ہوں کہ میری نظر عورت نامحرم پر نہ پڑے کہ وبال اسکا عائد روزگار ہو بیت ہزار آفرین از جہان آفرین ٭ بر آن شاہ بادانش و داد و دین ٭ دوسری یہ کہ اوائل سلطنت و جہانبانی میں کہ ایام شباب و جوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کاویل کی تسخیر کیواسطی کمر جہاد باندھکر مقر دولت سے حرکت فرمائی اور بعد طی مسافت محاصرہ میں مشغول ہوا اور تائیدات یزدانی سے اسے مفتوح کیا جملہ اسیران اس قلعہ سے ایک جاریہ تھی کہ حسن و دلبری میں ماہ و مشتری سے ہمسری و برابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نور گستری میں حور و پری سے برتری ڈھونڈھتی تھی اسکی ضیائی رخ طلیعہ صبح کو دامن دامن گل صباحت بخشتی تھی اور اسکی بالونکی سیاہی ساقہ لشکر شام کو چمن چمن سنبل اور مایہ سبزہ دیتی تھی اور زلف پرخم اسکی نیزہ قامت کو پرچم تھی اور ابروئی مقوس اسکی منشور جمال کی لئی بعینہ طغرا معلوم ہوتی تھی ملا جامی نے گویا یہ شعر بلکہ تمام غزل اسی کی سراپا میں تصنیف فرمائی تھی شعر یارب این طاق است یا محراب یا قوس قزح ٭ یا ہلال عید یا ابروی ماہ ماست این ٭ مثنوی پری دختری پری بگذار ماہی ٭ بزیر مقنعہ صاحب کلاہی ٭ شب افروز چو مہتاب جوانی ٭ سیہ چشمی چو آب زندگانی ٭ دو شکر چون عقیق آب دادہ ٭ دو گیسو چون کمند تاب دادہ ٭ خمار آلودہ چشم نیم بازش ٭ جہانی نیم کشتہ از نیم نازش ٭ ملک نصیر الملک وزیر کی جو ہیں نظر اس پری کی آئینہ رخسار پر پڑی صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا نشاء محبت میں چور ہوا صورت تصویر سکتے کی عالم میں حیران رہگیا مثنوی نہ دل ماند اورا نہ شرم از دلبر گرفتن ٭ نہ توانستش اندر بر گرفتن ٭ چو سید یداند ران محراب دیدہ ٭ حجاب دیدہ بستہ آب دیدہ ٭ کچھ دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہے کہ جس سے دل مضطر سیماب وش بیقرار اور تہ و بالا ہے اس آفت ناگہانی سے بچنا اولی تر ہے دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہیں چھوٹتا یہ سوچکر اس دلبر بے نظیر کو سلطان جم جاہ کی خدمت میں لیگیا اور اسکی نظر کیمیا اثر میں درلایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاویل کے جملہ اسیروں میں یہ عورت جمیلہ ہی میں نے اس دُر ناسفتہ کو محض ظل سبحانی کیواسطے درج حجاب میں نقطہ موہوم کیطرح نامحرموں سے مستور رکھا ہے اگر حکم ہووے شبستان خاص میں داخل کروں شہریار کا اس خبر کی نسیم اہتزاز سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے نہایت راضی ہوا اور تحسین و آفرین فرمائی جب شہنشاہ تختگاہ چارم ایوان نیلگون اس طارم سے خلوت خانہ مغرب کیطرف روانہ ہوا اور سپہر دوار نے چادر سرمئی زرنگار شب سر پر ڈالے نصیر الملک نے اس دلبر شیرین ادا پری اطوار دلارام کو عشرت منزل میں جلوہ گر کیا اور شہریار کامگار تخت جہانبانی سے

شبستان کامرانی کیطرف متوجہ ہوا قبل اسکے کہ لب روح بخش اُس مایۂ ناز و دلستانی سے نوید جان و کامرانی حاصل
کیے اپنے تشریف مہربانی سے سرفراز کرکے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہے اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہے یا گل ناشگفتہ
کیطرح بیچاری یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ میری جان جان عالم و عالمیان پر فدا ہو جیو میں فلانے قبیلہ سے ہوں اور
ماں اور باپ اور شوہر میرا بالفعل محبس شاہی میں محبوس ہیں آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ شوہر
استماع کرکے بتجرع اقداح مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہے ساکن کرکے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ میں تیری پدر
و مادر اور شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے انکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجالائی اور صبح کو جب کہ نصیر الملک خدمت میں حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکباد دے
وہ یوسف زمان اسکا لقایہ سمجھے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت ہماری شرف فرش لازم المعاش سے محروم و ناکام ہے
میں نے اس سے اسکے وارثوں کی تفویض کا وعدہ کیا ہے نصیر الملک نے حکم کے موافق اسکے ماں باپ اور شوہر کو حاضر کیا
حضرت نے انھیں انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا اسکے بعد اس حور وش کو انکے سپرد کیا اور زنا کے وبال سے نجات پائی
قیصری اور بادشاہ کے خصائل سے یہ ہے کہ اگر احیاناً کوئی سپاہی معرکہ رزم میں لوازم شجاعت اور شرائط جلادت کو
فروگذاشت کرکے پسپا ہوتا آنحضرت واقف ہوکر عمداً اس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اور اسکو بمرحمت
خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور دلکی حال پر جھوٹوں نے لوازم تہور میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا
ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کرکے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے
التفات کا اسی جوان کی حال پر جسنے معرکہ میں گریز سے پر اختیار کی تھی کیوں ہے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب
اسکا اور وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہیں قضارا انھیں دنوں میں اس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک
کیواسطے لشکر کشی کی اور دونوں نے باتفاق یوسف عادلشاہ کا تعاقب کیا اور حوالی پٹن میں ایک فوج عادلشاہ کی
سلطان کی طلیعہ سے مقابل ہوکر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی انھوں نے مقابلہ اور مواجہہ
عادلشاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اس جماعت پر حملہ آور ہوا وہ جوان تھا نظام شاہ نے پھر اسپر نوازش فرمائی
اور ندیم سے فرمایا بادشاہ بیشکار ہیں اور جوانوں کو صید خصم کیواسطے اسطور سے پہونچاتے ہیں اور اسیطرح سے اس جناب کے
ایسے رواج چند در چند ملک دکن میں یادگار رہیں اور وہ بزرگوار علم شمشیر بازی خوب جانتا تھا اور اس فن سے
نہایت رغبت رکھتا تھا چنانچہ رسم قدیم ہے کہ آدمی اس عصر کے طالب اور خواہان ہنر بادشاہ کی ہوکر خرد و
بزرگ اکثر اپنے اوقات اسمیں صرف کرتے تھے اور بجائے مکتب خانہ کہ قاعدہ بلاد اسلام ہے احمد نگر کی تمام محلات میں
ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیر بازی کی کثرت کیواسطے تیار کئے تھے اور سوا اس سے کسی امر کو نہیں جانتے تھے اور ہر ایک مجلس
اور انجمن میں اسکے سوا اور چرچا مذکور ہوتا تھا یہانتک کہ بازار شمشیر بازی کی رونق اور رواج تمام بہم پہونچایا جیساکہ
اقتضائے آب و ہوائے فتنہ خیز دکن ہے ہر ایک زبان لاف و گذاف میں کھولکر دعوی انا ولا غیری کا کرتے تھے اور دوسرے کو
اس فن میں مسلم نہ کہتے تھے اور اس امر پر جوانوں میں خشونت اور نزاع بہم پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کی پاس پہنچی اور
اور اس جناب نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہماری سامنے شمشیر بازی کریں جو شخص پہلو اور حریف پر کرے وہ
بہتر ہے الغرض ہر روز جوان اسی بارہ میں مدعی ہوکر جماعت جماعت واسطے انعام میں حاضر ہوکر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی

کرتی تھی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان پرزور دردولت پر قتل ہوئی تھی اور انکی ورثا لاش انکی اٹھا لیجاتے تھے اُسکی بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہماری سامنی یہ امر واقع نہووے بلکہ قلعہ کی دروازہ کی گرد جو خالی چبوترہ واقع ہی وہان یہ امتحان ہوا کری اور ہوادار درمیان آن دونون شخص کی کہ آپسمین مدعی ہین دخل نکرین وہ حسب دلخواہ آپسمین تلوارین کھینچکر شمشیر بازی کرین آخر انمین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص ہوس جنگ کرکی مقتول ہووی اُسکی قصاص کی پرسش نہووی اور یہ بدعت دکن کی مسلمانونکو پسند ہوئی اور احمد نگر سی بوسیلہ سلاطین ہند جمیع بلاد دکن مین سرایت کرکی شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی ایسی دلونسی محو ہوئی کہ ابتک طالب علم اور مشائخ اور ملوک اور امرا اور خوانین ممالک دکن یک بیک عمل کرتی ہین اور اسکو حیثیت اور قابلیت غلط جانتی ہین اور انکی فرزند نہین اگر یہ امتحان فرد فرد نکرین شجاعونکی جرگہ مین شمار نہووین اور سرزنش کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نی بلدہ بیجاپور مین سنہ ١٠١٠ ایکہزار دس ہجری مین اپنی آنکھونسی بالمشافہ دیکھا ہی کہ سید مرتضی اور سید حسن دو نون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتی تھی اور ابراہیم عادلشاہ کی دربار یونمین معزز تھی اور تمام آدمی انھین جملہ مردم معقول دکن سی شمار کرتی تھی چنانچہ ان دونونسی ساتھ تین آدمیون ریش سفید دکن کی کہ وہ بھی مردم روشناس سی تھی ایک امر سہل کیواسطی بازار مین تکرار ہوئی پہلی سید مرتضی کا بیٹا جو بیس برس کا جوان تھا اپنی باپ کی حمایت پر ایک دکنی کی مقابل جاکر قتل ہوا جب سید مرتضی نی اپنی دلبند کو مقتول دیکھا جہان اُسکی نظر مین تیرہ ہوگیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنی بیٹی کی ملک عدم کیطرف راہی ہوا جسدم سید حسن نی اپنی بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اُسنی تیسری دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنا کی اپنی چہرہ پر ملی ابھی لاش آن تینون سید مردہ کی بیجاپور کی بازار سے نہ اٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ مقتولونکی ہاتھ سے نہایت زخمی اور چور ہوگئی تھی انھون نی بھی جان قابض ارواح کی سپرد کی اور ایک لحظہ مین بلا عداوت سابق چھ خانوادہ ماتم مین بیٹھی اور بلا کی آگ انکی خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمان دکن کی شمشیر اندازی اور یکیکی مین بی نظیر اور بی مثل ہین اور جب تک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکری ان لوگون سے بہ شمشیر مقابل نہین ہوسکتا ہی خلاصہ اس تقریر کا یہ ہی کہ جو اکثر آدمی دکن کی روی زمین پر ورزش شمشیر کرتی ہین گھوڑی کی سواری اور تیر اندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور عاطل ہین اسواسطی جنگ مخالف مین عاجز مطلق ہوکر زبون تر ہوتی ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شمشیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن نی بعد انقراض دولت شاہان بہمنیہ کہ اس ممالک مین حکومت کی ہی کسی شخص نی اس فعل شنیع کی دفع مین کوشش نہ کی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادلشاہ ثانی مین خانہ جنگی جو باصطلاح دکن یکلیک کہتی ہین تخفیف تمام ہوئی اور امید قوی ہی کہ یہ عمل زشت کسی ممالک اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکات کی سبب بالکل زائل ہوا اور وہ ممالک بھی مثل بہشت ایسی لوث کی جنابت سی پاک ہوئی اور اسیطرح سے خدیو زمان ابراہیم عادلشاہ ثانی نی ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہی تاکید تمام کرکے یکلیک یعنی خانہ جنگی کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نی بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہی کہ نام یکلیک معدوم ہووی اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت اونتیس سال تھی

[illegible]

برہان نظام شاہ بحری [illegible]

اس کا پانچ چھ برس ہوئی اور کمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کی عہد کی موافق منصب پیشوائی اور امیر جملگی پر مخصوص ہوا اور اُسکا فرزند میان جمال الدین بخطاب عزیز الملک منصب سرنوبتی معزز اور محترم ہوا اور اُن دونونے خانہ کو باپ بیٹی نے اپنے تصرف مین لاکر امور مالی اور ملکی مین نہایت استقلال پہونچایا مین برس تک زمانہ اُنکی موافق رہا جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادۂ نخوت سی مبہوت ہوا اور غرور اور بدعملی اُسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزرای صاحب شوکت مثل رومی خان اور کرم خان اور منیر خان ازردۂ حسد اُسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے آزردہ اور دلگیر ہوئی ہرچند تدبیرین اور سعی اور کوشش اُسکی اخراج کی بارہ مین کین پیش نہ گئین جب سب طرف سے عاجز اور مایوس ہوئی اُسوقت ایک عورات حرم سی بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلائی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اس سے تمہید خصوصیت اور آشنائی کرکی یون مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجاجیو بھائی کمتر بن برہان شاہ کو قلعہ سی برآوردہ کرکی محلات اُنھین تسلیم کرین اور اُسی تخت سلطنت پر منصوب کرکی برہان شاہ سے دور کرین اور کمل خان اور عزیز الملک کی تسلط سی نجات پاوین بی بی عائشہ نے ایک روز اُنھین دنون مین دوپہر کیوقت راجاجیو کو کہ طفل چار سالہ تھا لڑکیونکی پوشاک پہناکر پالکی پر سوار کیا اور شہر کا راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اُسیوقت بسبب اتفاق اُس فرزند دلبند کو یاد کیا جب محل مین دستیاب نہوا اضطراب عظیم مردم درونی اور بیرونی کی ظاہر ہوا اور بعضی بولی کہ شاید ان حوض پانی پر آیا ہو مین گر پڑا ہو بس ایک جماعت حوض ماہی پر آب مین کودکر تلاش مین مشغول ہوئی اور بعضی بی بی عائشہ کی پیچھی شہر کیطرف روانہ ہوئی اسی وہ رومی خان کی مکان پر نہ پہونچی تھی کہ وہ جماعت نصف شہر میں اُسکی پاس پہونچی اور اُسی سمیت راجاجیو قلعہ مین واپس لائی اور جو بی بی عائشہ آپ بیچاری جدۂ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجاجیو کو کبھی کبھی اپنی مکان مین لیجاتی تھی اور ایک دو دن اپنی مکان مین رکھتی تھی بہانہ کیا کہ مین اسوقت راجاجیو کو اپنی مکان پر لئی جاتی تھی لیکن بعد چند روز کی جب یہ راز فاش ہوا اور سب آدمیون نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سی ہوا کی اسواسطی کمل خان برہان شاہ راجاجیو کی محافظت مین نہایت کوشش کرتا تھا اور ایک لحظہ خبرداری سی بیخبر نرہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش مین اسقدر اہتمام بجالایا کہ دس برس کی عمر مین کافیہ اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرتضی نظام شاہ کی عہد مین کتب خانہ مین رسالہ علم اخلاق اور سلوک بادشاہان مین بخط نسخ پاکیزہ مولف کی نظر سے گذرا کہ اُسکی خاتمہ مین یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ شیخ برہان بن ملک احمد نظام الملک الملقب من الحضرۃ البحری اور جسوقت کہ کمل خان اور امرای ثلثہ کی درمیان عداوت اور خصومت حد سی گذری انھون نے لاچار ہوکر پانچ چھ وزیر دونسی اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے برآمد ہوکر آٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برار کیطرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کی دربار مین پہونچی یہ تمہیدات زبانی احمد نگر کی تسخیر کی سہل ترین تدبیر اظہار کی عماد الملک نے ارباب غرض کی کہنی سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکی کاویل سے ایلچپور کیطرف متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہونچکر قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا کمل خان نے یہ خبر سنکر اُس فتنہ کی دفع کیواسطی سپاہ ظفر دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت مین اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ لیکر مع فوج گران بصد شوکت و شان

٩١١ھ

عماد الملک کی مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کی حوالی میں شہور سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری میں فریقین کا سامنا ہوا دونون سپاہ رزم خواہ نی میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمین گاہ آراستہ کی اور مکمل خان نی اُسروز برہان شاہ کو صغر سنی کی سبب آذر خان غلام ترک کو جو اتابک اُسکا تھا ردیف کرکی قلب میں قائم کیا اور خود بازوی شہامت کھولکر جنگ میں مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالۂ نفیر و کرنا گنبد فلک پر پہونچا جوش و خروش نے گوش چرخ آبنوسی کو کر کیا اور زمانہ جفا کار اس دار و گیر کی مشاہدہ سی ایسا ہراسان ہوا جاتا کہ آپ کو چنبر فلک سے باہر ڈالی اور بہرام خون آشام نی بہادران کیوان مقام کی خوف صمصام سی حصار سپہر پنجم سی قدم آگی رکھی اور روزگار مردم آزار نی گویا ایکبارگی غبار نیستی کا چہرہ ہستی پر چھڑکا اور دست قضا نی رشتہ حیات کائنات کا توڑا دونوں طرف کے سپاہ ملکی تلوار چلنی لگی سر و تن جدا ہونی لگی جنگ عظیم ہوئی ہنگامۂ محشر بپا ہوا صحرا میں سیل خون روانہ ہوا

شعر

ز بارندگی تیغ آتش فشان ٭ ہمی شد بر دل از تن کشتہ جان ٭ در آمد چنان در فغان کوس کین ٭ کہ چون جن بجست از جا زمین ٭ ز غریدن کوس غیرت سروش ٭ بھو رہمی ریخت در دل ز کوس ٭ قضا در برہم زد کشتگان ٭ بران پوشش دایرہ آسمان ٭

اور جو کارخانہ قضا و قدر میں طبل ظفر برہان دین و دولت کی نام بجا تھا اور رقم شکست عماد الملک کی چہرہ حال پر کھینچی تھی بعد کشش اور کوشش فراوان راکب کامیابی اور مرکوب مرادسی بازرہی عماد الملک اور تمام امرانی باگ معرکہ سی موڑی ایسی بدحواس ہوکر بھاگی کہ کسی مقام میں توقف نہ کیا اور مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی انکی نظام شاہ کی حوزۂ تصرف میں آئی اور ممالک برار بہت خراب اور ویران ہوئی مکمل خان نی نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کی درمیان میں در آیا عماد الملک سلامتی فرار میں منحصر جانکر برہانپور کیطرف گیا وہان کی حاکم نی ایک جماعت علما اور مشائخ کی ذریعہ سی درمیان انکی صلح کروائی اور ہر ایک اپنی مقر کیطرف روانہ ہوی گئے

منقول ہی کہ ایک اجداد نظام شاہیہ سی کلکرنی پاتری نامی کسی سبب سی جلا وطن ہوکر ولایت بیجانگر کیطرف گیا اور اُسی حدود میں بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت انکی خاندان میں پہونچی سبب بیجانگر سے احمدنگر کیطرف رجوع ہوئی اور اشتیاق وطن غالب آیا اور مکمل خان نی برہان شاہ کیطرف عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ پاتری تمسی تعلق رکھتا ہی وہ ہماری سرحد میں واقع ہی مقتضای دوستی یہ ہی کہ وہ پرگنہ واگذاشت کرکی ہماری متعلق کریں اور اسکی عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اُس سے زیادہ تر ہو تمسی لیکر اپنی قبضہ و تصرف میں لاویں عماد الملک نی یہ امر قبول نہ کیا اور ہر چند کہ جانتا تھا کہ آخرکو اس امر پر نزاع ہوگی اسواسطی اُس پرگنہ میں احتیاطاً ایک قلعہ جدید بنا کیا مکمل خان نی پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسی مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہی کہ اکثر اوقات تمہاری آدمیونسی ہماری سرحد میں مزاحمت اور تشویش پہونچیگی مناسب یہ ہی کہ اسی موقوف رکھیں عماد الملک نی کچھ اسکی پروا نہ کی اور قلعہ تیار کرکی باطمینان تمام اپنی دار الملک کیطرف مراجعت کی اور زمانہ کی بازی سے غافل ہوا ناگاہ مکمل خان بالا گھاٹ اور دولت آباد اور منازل پیلوزہ کی سیر کی بہانہ لشکر جمع لاکر سنہ ۹۲۶ نو سو چھبیس ہجری میں برہان نظام شاہ کی ہمراہ رکاب چند منزل دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور ایکبارگی باگ موڑکر پاتری پر بطور تاخت فوج کش ہوا اور قلعہ کو گھیر کر آتش جنگ افروختہ کی اور بہادران قلعہ کشا نی خندق سے عبور کرکی اور بعضون نی کمندونکی سہاری مثل دعای مستجاب قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضی زینہ لگاکر بوزنونکی طرح منارہ پر چڑھی اور محصنون کو زبردستی اور بیشہ زنی سی زیر کرکے

قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا میاں محمد غوری نے کہ اس قلعہ کی فتح میں اور مجاہدوں سے زیادہ تر
کوشش اور مردانگی ظہور میں پہونچائی تھی بخطاب کامل خان سرفرازی پائی اور ضبط اس قلعہ اور اوس حدود کا اسی سے متعلق ہوا
بعد ازاں برہان شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر و منصور ہو کر احمد نگر کیطرف معاودت فرمائی جوانی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
گل گلزار دولت تھا بمقتضای جوانی ایک لولی امنہ نام پر عاشق ہوا اور قمری و فاختہ کی مانند اسکی قد بالا کی شوق زیارت میں
حلقہ اطاعت گلے میں ڈالکر کوکو کرنے لگا اور جذبۂ عشق سے اسی حبالۂ نکاح میں لا کر افضل حرم کیا اور اسکی طفیل سے شرب
خمر کی طرف رغبت کی ملک خان کہ مرد کامل اور عاقل تھا تخت کے سامنے سو دب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر
انگشتری وکالت اور وزارت کی اسی سپرد کرکی عرض پیرا ہوا کہ اس عرصہ میں حضرت ظل سبحانی صغر سن تھی یہ ناچیز غلام
حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع مہیا میں اقبال بادشاہی سے پیشتر پہونچاتا تھا اب افضال الہی سے خود بدولت و
و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچا سکتی ہیں اپنی اس پیر غلام کو اس امر سے معذور فرمائیں بیت
رسمیست کہ مالکان تحریر ۔ آزاد کنند بندہ پیر ۔ برہان شاہ نے بعد مبالغہ افزون اسی معذور رکھا اور اسکے ایک
فرزند کو امرای کبار کی منصب پیشوائی شیخ جعفر دکنی ساکن قصبۂ ننکار کو ارزانی فرمایا ملک خان اپنی مکان میں
گوشہ نشین ہوا اور کبھی کبھی اپنی عزیزوں اور فرزندونکی تکلیف دہی کی باعث روزہای عید اور بایام متبرک
دربار میں آتا تھا اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کرکی بعد ایک ساعت کی اپنی مکان کو بازگشت کرتا تھا اور کسی وجہ
مقدمات دنیوی میں دخل نکرکی اپنی حال میں مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت الہی واصل ہوا اور سنہ ۹۲۸ نوسو
اٹھائیس ہجری میں شاہ طاہر بمقتضای وقت احمد نگر میں تشریف لائی اور حضور کی سلک مجلسیان میں منتظم ہوئے
اور مذہب مہدویہ نے کہ اسوقت میں رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی بیٹی ایک مشائخ کو جو مذہب مہدویہ
رکھتا تھا دی تھی شاہ طاہر کی قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ مذہب مستاصل ہوا اور وہ جماعت دربار سے
آمد و شد سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس وصلت سے پشیمان ہوئی اور علمای پایۂ تخت کو سرزنش بہت فرمائی
کہ جیسا شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا بدلائل و براہین قاطعہ میری ذہن نشین کیا تم نے کسواسطی ایسا نہ کیا
اور سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری میں برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادلشاہ نے شاہ طاہر کی سعی کی سبب قلعہ شولاپور میں
ملاقات کی اور ارکان دولت طرفین نے بی بی مریم دختر یوسف عادلشاہ کو برہان شاہ کی عقد ازدواج میں درلائی
اور جشن شادی کا آراستہ ہوا اسواسطی کہ اسد خان بلگوانی وغیرہ متعہد ہوئی تھی کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے
جہیز میں دیوینگی اسواسطی برہان شاہ نے اس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادلشاہ نے جواب دیا کہ مجھی اس امر کی
خبر نہیں ہی اگر بعضی نفر یعنی ملازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لاوین اسکا اعتبار نکرنا چاہئی برہان شاہ نے
شاہ طاہر کی مشورہ کی سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ نہ کیا اور احمد نگر میں آیا اور بی بی امنہ والدۂ حسین نظام شاہ
جب بی بی مریم کی ساتھ ناہمواری اور بی اعتدالی سے پیش آئی اور ایک مدت اسیطور پر گذری اور یہ خبر اسمعیل
عادلشاہ کو پہونچی نظام شاہ کی سفیر و نسی جو بیجاپور میں تھی انسی یہ فرمایا کہ طوائف یعنی پتریا کو سلاطین کی فرزندوں کی
یوں مسلط کرنا حزم اور اصالت سے بعید ہی اور یہ بات جب برہان شاہ کی سمع مبارک میں پہونچی قضیہ نے
طول کھینچا اور اسی عرصہ میں شاہ طاہر کو امیر برید کی پاس اور ملا حیدر استرابادی کو عماد الملک کی روبرو مجانبت کیواسطی بھیجا

اور انھیں ساتھ اپنے متفق کرکے سنہ ۹۳۱ نو سو اکتیس ہجری میں باتفاق اُس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار
قلعہ شولاپور کے تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمعیل عادلشاہ نے نو ہزار سوار تیر انداز معرکہ گذار ہمراہ اسد خان بیگ کے اسکے مقابلہ کو
عزیمت کی اور سرحد میں فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اسکے تصور سے خوف کھاتی ہے وقوع میں آئی پہلی
علاء الدین عماد الملک نے اسد خان بلگوانی کے حملہ سے شکست پائی اور بلا توقف کاویل کیطرف بھاگا اور برہان شاہ نے اثنای
جنگ میں کثرت تردد اور گرمی ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو اُسکا آبدار تھا
اُسنے گلاب چھڑکا جب ہوش میں آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کے صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جدا کیے اور پالکی میں
ڈالکر احمد نگر کیطرف روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری میں عماد شاہ نے اسمعیل عادلشاہ کی تحریک سے اور ہمراہی
سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور برہان شاہ نے مخدوم خواجۂ دکنی
اور امیر برید کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو مہینے کے عرصہ میں توپ
اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضربت سے قلعہ کے بنیاد میں خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد سے کھود کر پرگنہ پاتری پر
دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ میں نے براہمہ معتبر دو تنخانہ نظام شاہ سے سنا ہے کہ سلطنت نظام شاہ
بحری سے چند سال اُدھر اجداد نظام شاہیہ براہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب تغیر مکان یعنے
جلا وطن ہو کر ولایت بیجانگر کیطرف گئے تھے اور اُس حدود میں جیسا کہ مذکور ہوا بسر لیجاتے تھے جب ملک حسن
نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت اپنے سر پر بلند کیا خویشاوندوں کی بھاشہ
بیجانگر سے احمد نگر میں آنکر یہ باتیں ہمیشہ سلطان کی سمع مبارک میں پہونچاتی تھی کہ فلان قریہ قلعۂ پاتری سے قدیم الایام میں
ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا بعد چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس یہ پیغام کیا کہ جو ہمیں پرگنہ پاتری کے
ساتھ ایسی نسبت ہے مقتضای یاری و اخلاص یہ ہے کہ وہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کرکے دوسرا پرگنہ کہ محصول اُسکا
اُس سے کہیں زیادہ ہو بالعوض اسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیویں عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا اور یہ بحث درمیان میں
تھی کہ بتقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ میں در لایا اور وہ موضع موروث اپنے برہمنوں اور اپنی قرابتیوں کو
جو ہنوز کفرہ فجرہ تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور عہد غلبۂ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تک بطناً بعد بطن وہ
قریہ انکے تعلق میں رکھا پھر وہ نسبی ماہور کیطرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی جو ابن خداوند خان حبشی کے تصرف میں تھا تسخیر کرکے
ایلچپور کے تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا بدستور سابق برہانپور کیطرف روانہ ہوا اور سلطان
محمد شاہ فاروقی بمقام اعانت اور کمک میں ہو کر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر برید ہوا اور فریقین میں
بعد قرب وصول جنگ شدید واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر و پریشان برہانپور کیطرف بھاگے
نظام شاہ تین سو ہاتھی اور خیمہ اور خرگاہ بلکہ تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے
قبضۂ قدرت میں لایا عماد الملک اور محمد شاہ نے احوال اسطرح معائنہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر
بادشاہ گجرات کے پاس بھیجکر اعانت طلب کی سلطان بہادر نے انکی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع خزانہ اور لشکر
بعد سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں نندربار اور سلطانپور کے راستہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے
مضطرب ہو کر اور رسل و رسائل شاہ طاہر کے بانشاد املا مشتمل تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد

دہلی میں بابر شاہ کو پاس ارسال کئے اور اسمیں یہ فقرہ درج کیا امید ساختہ لطائف عواطف الٰہی کی واثق ہے کہ عنقریب مخبران اقبال مژدہ توجہ جنود شکر ظفر قرین سعادت قران باخراج اعادی اس حدود کی مجھتک پہنچاویں اور مبشران مسرت رسان بشارت قل جاء الحق وزہق الباطل اس دیار کی اطراف واکناف میں منتشر کریں تو منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار با قبال تمام استقبال کرکے فائز المرام ہوویں اور اسیطور سے چند مکتوب متضمن طلب اعانت اسمعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کئے سلطان قلی جو جنگ کفار کیچ میں مشغول تھا یہ بہانہ کرکے متعذر ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے چھہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب کرکے امیر برید کے ہمراہ جو آپ کو تمام امرائے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کیواسطے مع خزانہ موفور ... روانہ فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور پاتری کیواسطے ولایت برار کو رسیاں آنکہ اس ملک کے لینے کی طمع کرکے چند روز ... مقیم تھا عماد الملک اپنے زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ ولایت بندگان حضور سے تعلق رکھتی ہے اگر قدم آگے رکھا کر برہان شاہ کو مستاصل کرکے قدرے اس ولایت سے بندہ کو عنایت فرماویں تو اپنی زن و فرزند قلعہ کاویل سے ... بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کرکے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا سلطان بہادر نے اسکی عرض قبول کی اور نظام شاہ کی آرزو کیطرف جو کوہستان بیر میں اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید چھ ہزار سوار عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنی خیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کیواسطے عازم ہوا اور مابین قصبہ پٹن اور بیر اثنائے کوچ میں افواج گجراتیوں پر تاخت کی اور تخمیناً دو تین ہزار سوار تہ تیغ بیدریغ کرکے مال و اسباب و ساز و سلب بسیار مع شتر اونٹ محمول خزانہ گجرات قبضہ میں لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت پریشان ہوا اور جس مقام میں کہ یہ خبر اسے پہونچی تھی وہیں مقام کیا اور خداوند خان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کیواسطے نامزد کیا اور امیر برید نے محاربہ اس لشکر عظیم کا سہل اپنے قرار دیا اور انکے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین کارزار میں مصروف ہوں دونوں لشکر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہوکر ایک ... ملکی گلاب دکن نے گلاب گجراب کو شکست دی امیر برید اور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور مقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آراستگی صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر دیگر کمین گاہ میں گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید ایکبار کمین گاہ سے برامد ہوا اور بضربت ہائے شمشیر خونخوار ایک دم میں انکے لشکر کو زیر و زبر کیا من بعد سلطان بہادر نے بیس ہزار سوار دیگر عماد الملک اور خداوند خان کے ہمراہ رکاب بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجۂ جہان نے اس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے میں نہ دیکھی بہنام استعجال پرندہ کیطرف روانہ ہوئے اور وہاں بھی گجراتیوں کے تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت متوجہ ہوئے اور اسوقت برہان شاہ کی والدہ جو بیٹے ایک اکابر استرآباد سے تھی قضائے الٰہی سے فوت ہو اسی بلدہ میں اسے مدفون کیا اور سلطان بہادر احمد نگر میں داخل ہوکر باغ نظام شاہ میں نزول فرمایا اور امرا اور منصب دار احمد نگر کے مکانوں میں وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ پتھر اور چونہ جو باغ نظام شاہ میں بعضے عمارات کی تعمیر کیواسطے موجود اور مہیا ہے اسے باغ کے باہر لیجا کر ایک چبوترہ وسیع اور رفیع جنگ فیل کے تماشے کیواسطے تیار کریں اور سلطان چالیس روز تک از صبح تا شام اجلاس کرکے سلام خلائق کا لیتا تھا اور ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہاں اقامت کرے اس سبب سے کہ

امرای نظام شاہ نہیں جانتی تھی کہ کسطرف سی غلہ [illegible]
دکنیونکی مزاحمت کی سبب نہ پہونچی اذوقہ سی ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت آدمی اور ہاتھی اور گھوڑی ہلاک ہوئی خداوندخان
اور امرای کبار گجرات نی بادشاہ سی عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو داعیہ تسخیر اس ولایت کا مرکوز خاطر ہی صلاح دولت یہ ہی
کہ اول قلعۂ دولت آباد کو کہ برسر راہ گجرات ہی مفتوح اور مسخر کریں اسکی بعد احمدنگر کیطرف مراجعت کرکی دیگر قلعجات اور
بقاع کی تسخیر میں کوشش فرماویں سلطان بہادر نی انکی عرض قبول کی لیکن کوچ کرنی میں تاخیر کرتا تھا اس درمیان میں ایک خواب
مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ میں ایک جماعت دیونکی شکل نہایت مہابت سی کہ بعضونکی ہاتھ میں انگیٹھیاں آگ کی
اور بعضی پہاڑ اور سنگ کلان اٹھا کر اسکی پلنگ کیطرف متوجہ ہوکر اسکو مارا چاہتی ہیں وہ گھبراکر خواب سی بیدار ہوا
اور ایک جماعت عقلا سی جو اسکی مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا انھون نی یہ جواب دیا کہ اس مقام میں نظام شاہ کی
عہد میں ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہی اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانونکی عین بستی میں مقتول ہوئی ہی اور انکی
ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہیں ہی اس جہان سفلی میں خاص اس مقام میں متوطن رہتی ہیں اور بصورت شیاطین
متشکل ہوتی ہیں احتمال رکھتا ہی کہ یہ خواب اسی علامت سی ہو سلطان نی اسی شب کو اس مقام سے نقل کرکی کالا چبوترہ کے
قریب خیمہ اور خرگاہ میں استراحت فرمائی اور بعد دو تین روز کی دولت آباد کیطرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک برار
امرای گجرات کو قلعہ کی محاصرہ کیواسطی مامور کیا اور خود بدولت و اقبال نی محمد شاہ فاروقی کی باتفاق بالا گھاٹ
دولت آباد میں نزول کیا برہان شاہ نی ایلچی اسمعیل عادلشاہ کی پاس بھیجکر پیغام کیا کہ وہ برادر امداد کی بارہ میں جو کچھ شرط
مروت اور یاری تھی بجالائی ہیں لیکن جب تک بہ نفس نفیس اسطرف متوجہ نہونگی اس ورطہ سی رہائی میسر نہو [illegible]
جواب دیا کہ کفار بیجانگر رائچور کی اطراف میں بیٹھکر کمین گاہ میں جویای فرصت ہیں جسوقت میں بیجاپور سی حرکت کرونگا
وہ لئیم آب کشنہ سی عبور کرکی اس مملکت کو تاخت و تاراج کرینگی اب میں نی پانسو بہادر مسلح دواسپہ حیدر ملک
قزوینی کی ہمراہ کمک سابق کی علاوہ روانہ کئی ہیں امید ہی کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور محظوظ ہونگی برہان شاہ
عادلشاہ کی آنی سے مایوس ہوکر اپنی کام میں حیران ہوا اور سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت اور سپاہ شیخ جعفر کی
پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اسی منصب سی معزول کیا اور مسی کانور سی کو جو عقل اور فراست اور امانت و دیانت میں
اتصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے سرفراز اور مباہی کیا اور اسکی بہ مشورہ جنیر سی احمدنگر کیطرف آیا اور اپنی
بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کرکی بہ سبیل استعجال باتفاق لشکر دکن نہایت حزم و ہوشیاری سی دولت آباد
کیطرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کی لشکر کی اطراف [illegible] پہنچکر چار کوس لشکر گجرات کی فاصلہ پر [illegible] ان کی
درمیان فرو کش ہوا اور رات دن لوازم ہوشیاری میں تقصیر نہ کی اور قریب تین ماہ لشکر سلطان بہادر کی مقابلہ میں
مقیم رہا اور دکنی گجراتیونکی حوالی میں [illegible] تھی آخر داخت جگر میں گڑو کر فوج کی اذیت اور اعلی کارزار پر مستعد ہوئے
اور اعلام جسارت بلند کئی سلطان بہادر نی اس معاملہ سے اطلاع پائی اور امیر برید کہ شجاعت اور جوانمردی میں مشہور
و معروف تھا لڑائی کی دن مسلح اور مکمل ہوکر بطریق ایام سابق بہ بہانہ مانع آنی رسد غلہ وغیرہ سلطانی لشکرگاہ کیطرف
متوجہ ہوا اور لشکر عادلشاہی قوی پشت ہوکر بے اجازت نظام شاہ کی افواج آراستہ کرکی مرتکب جنگ صف اعدا
ہوا اور جب یہ خبر دکنیونکی اردو میں منتشر ہوئی برہان شاہ کہ شجاعت اور بیباکی امیر برید کی بخوبی تمام جانتا تھا فوراً

مستعد قتال ہوکر امیر برید کی طرف روانہ ہوا اسوقت اکثر جنگ شعلہ زن ہوئی امیر برید اور بہادر خان عادل شاہ سے
حرب میں مشغول تھی حملہ کرکی گجراتیونکو منہزم کیا سلطان بہادر نی جب نظام شاہ کی پہونچنے سے خبر پائی خداوند خان اور
عضد الملک اور صفدر خان اور اکثر امرای کلان کو انکی مدافعہ کیواسطی بھیجا اور وہ جماعت جب اپنی افواج کی ہمراہ
متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان میواتی جو عمدہ سرداران احمد نگر سے تھا حملہ اول میں مارا گیا برہان شاہ اور امیر برید نی صلاح
توقف میں ندیکھی باگ معرکہ سی پھیری اور بھاگ کر کوہستان میں پناہ لی اور جب سمجھی کہ لشکریان گجرات مرد میدان ہین
کانو نسی کی کہنی سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کی پاس بھیجکر طالب صلح ہوئی اور وعدہ واپس دینی فیلان اور
قلاع از خود کیا میران محمد شاہ اور عماد الملک مکان پر خداوند خان گجراتی کی کہ وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا
جاکر کہنی لگی کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطان کی مدد میں پہونچکر پاتری اور ماہور نظام شاہ کی قبضہ تصرف سی برآوردہ کرین اور
خطبہ برار اور احمد نگر کا سلطان کی نام پڑھا کر ہر سال تحف وہدایا اسکی واسطی ارسال رکھیں اور حالانکہ طمع اس ملک کی
کرکی چاہتا ہی کہ ہماری ہاتھ سے انتزاع کری خداوند خان نی کہا یہ وہ کام ہی کہ تمنی آپ کیا ہی جسوقت تمام حکام دکن بالجہت
اور یکزبان ہوکر اپنی درمیانسی منازعت دور کرینگی مقرون بصواب ہوگا میران محمد شاہ اور عماد الملک نی مطلب سمجھکر
مجلس سی برخاست کی پہلی عماد الملک نی اپنی مورچہ سے غلہ اور اذوقہ بہت قلعہ دولت آباد میں منجھو خان کی پاس
بھیجا جب خسرو انجم یعنی آفتاب برج سرطان کیطرف روانہ ہوا موسم وہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کی
بلند ہووین اور بارش کی سبب سی راہ آمد و شد دشوار ہووی عماد الملک خیمہ وخرگاہ اپنی مقام پر چھوڑکر آدھی
رات کو ایلچپور کیطرف گیا سلطان بہادر نی محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت کو بلاکر مراجعت اور توقف کی
بارہ میں مشورہ فرمایا سبہون نی التماس کی کہ اسکی بعد برسات کی طغیانی کی سبب ندی تپتی اور دیگر دریاؤں کی
پر آب ہونی سے غلہ اور اذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سی نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہی کہ سلاطین دکن بھی
بالضرورت باتفاق متوجہ ہووین اور جھگڑا طول ہووی صلاح دولت اسمین ہی کہ یہ ملک نظام شاہ اور عماد شاہ
مقرر رکھکر انکو ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کی اختصاص بخشیں پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نی بتجویز میران
محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھاکر حاجبونکو مع تحف وتحائف بھیجا آتش منازعت ساکن ہوئی اور آپ
گجرات کیطرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمد نگر میں آیا میران محمد شاہ نی پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کرو اور قلعہ پاتری
اور ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نی تیس ہاتھی جو جنگ رانوری میں میران محمد شاہ سی لئی تھے
مع تحف وہدایای نفیسہ اسکی واسطی بھیجی اور عماد الملک کو نیست و ہست کا کچھ جواب ندیا میران محمد شاہ نے
جب اپنا مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سی اتش تحریک نکی اور برہان شاہ کی ساتھ ابواب
خصوصیت واتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کئی برہان شاہ نی دوسری برس شاہ طاہر کو مع اشیای نفیسہ اور
چند فیل نامی اور گھوڑی تازی برسم رسالت سلطان بہادر کی پاس گجرات بھیجی لیکن اسنی شاہ طاہر سی ملاقات کی
معرض توقف میں ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نی یون سنا ہی کہ برہان الملک نی ایک مرتبہ سی زیادہ میرا
نام خطبہ میں مذکور نہیں کیا ہی میران محمد شاہ مقام اصلاح میں ہوا اور درجواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور
یکجہت تمہارا ہی اگر اس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھیں اور اسکی ایلچی کو حسب الالتماس بندہ

شرف ملازمت سے مشرف فرماوین سلطان بہادر نے سراسر بی ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اسکی تعظیم و تکریم مین
توجہ نفرمائی پھر خداوندخان نے اس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کیواسطے ایک
مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جسوقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر سے
بالاتر جگہ دیکر کہا کہ اگرچہ پہلے آپکی ملازمت کی نسبت کسیطرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرماوین اسواسطے کہ مجلس اول مین
آپ کی مرتبہ کی لائق اپنے سلوک نہ کیا گیا لیکن اس مجلس مین آپکی فراخور شان کی موافق لوازم اعزاز و اکرام بجا لاینگے منقول ہے
کہ جمیع علمای گجرات اور خاندیس کی اس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک آپکو علم علمای شیعہ سے جانتا تھا تقدم یعنی بالانشینی
شاہ طاہر سے رشک لیگئے اور دیگ حسد کو جوش پر لائے اور کلمات ناشایستہ زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے
سلطان بہادر نے خداوندخان کو حکم فرمایا کہ [illegible] جمع کرکے شاہ طاہر سے صحبت علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی
اور تمام علما شاہ صاحب کی [illegible] سے واقف ہوئے آپکی مولویت اور افضلیت کے بلا اختیار مقر اور معترف ہوئے
اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور جب یہ امر سلطان بہادر کی سمع مبارک مین پہونچا اس جناب کی
احترام و اعزاز مین حد سے زیادہ کوشش کی اور بعد چند روز کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور ۹۳۷ نوسو سینتیس
ہجری مین جب سلطان بہادر [illegible] ملک مالوہ پر مسلط ہوا اور ولایت مندو اپنی تصرف مین در لایا برہان نظام شاہ
زیادہ تر سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو پھر ہمراہ نرسو برہمن کی فتح کی مبارکباد کیواسطے
روانہ کیا قضارا جسوقت کہ برہانپور مین پہونچا سلطان بہادر بھی اسی بلدہ مین آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی
ملاقات سے سلطان کو بخوبی تمام محظوظ کرکے اخلاص نظام شاہ سے بدلائل و براہین خاطرنشان کی اور کہا میں دوست
اسمین دیکھتا ہوں کہ شاہ کی تقویت کرکے اپنا مخلص کرین سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور
فکرہای دور از کار کو اپنے دل مین راہ دیا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے باتین محمد شاہ کی اپنے
فضای دل مین جلوہ گزیر کرکے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سلطان سے قوی پشت
اور راضی کرکے بتعجیل تمام احمدنگر کیطرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہانپور مین لاکر سلطان سے ملاقات کرا دے
شاہ طاہر نے بسرعت تمام احمدنگر مین پہونچکر برہان شاہ کو تکلیف برہانپور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے کا
انکار کیا آخرکو کانو نرسی کی کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک
محروسہ کا نونرسی سے رجوع کئے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اسکی سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھی ہمراہ لیکر
شاہ طاہر کی باتفاق برہانپور کیطرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم دبیر تونی اور ساباجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری کے
بواسطہ قرار کیفیت ملاقات اور تعین پیشکش اور امور دیگر اپنی روانگی سے پیشتر برہانپور کیطرف محمد شاہ کے پاس
روانہ کیا اور جب کنارہ آب تپتی موضع جانگلوی مین جو برہانپور کی قریب ہے پہونچا محمد شاہ نے استقبال کرکے
آنحضرت سے ملاقات حاصل کی اور بتقریبات چند در چند یوں مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ
تسلیم بجا لاکر خدمت مین ایستادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت مین بلاکر فرمایا یہ ہرگز نہوگا کہ فلان
تخت پر بیٹھے اور مین سلام کرکے ایستادہ رہوں بہتر یہ ہے کہ ہم فسخ ارادہ کرکے اپنا کام کارساز حقیقی کی سپرد کرین
شاہ طاہر نے کہا شرط دنیاداری کی یہ ہے کہ ایک روز اپنی صلاح دولت کیواسطے نہایت فروتنی گوارا فرماوین

ودانا تھا ستیزہ سی پہلو تہی کر کے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن اُسیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچکر
عرض کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور سلطان بہادر یہ خبر سُنکر
اُسکا خواہان اور مشتاق ہے بہر دو دل ہیں یہ آیا ہے کہ یہ مقدمہ خداوند خان کے درمیان رکھکر روز ملاقات فرقان حمید کو
ہمراہ لیجاؤں تو سلطان بے اختیار ہو کر تخت سے اُتر آوے اور استقبال کیواسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر سُنکر
نہایت خوشدل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ شرق یعنی آفتاب جہانتاب نے تخت نہ پایۂ فلک پر قدم رکھا باتفاق
میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اُس مقام کیطرف کہ ملاقات کیواسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب لشکر
بادشاہی کے قریب پہونچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ ... ہوا
جو ... سلطان ... دور سے نظر آپر پڑی خداوند خان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہے خداوند خان نے کہا
قرآن شریف بخط امیر المومنین علیہ السلام ہے سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اُترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول
مصحف مجید کو لیکر تین بوسہ دیکر آنکھوں سے ملا اور اسیطرح ایستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان میں فرمایا
چو نے چہ حال داری اُسنے بھی فارسی میں متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیاز مندان جنابم واز دولت بادشاہ خوشوقت و
وخوشحالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ محمد طاہر اور محمد شاہ مقابل میں ایستادہ ہوئے اور
سلطان بہادر کو شاہ محمد طاہر کے ایستادہ ہونے سے نہایت اضطراب بہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے
عذر کیا جب تین مرتبہ بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھوں پر ہے لیکن بندہ
نظام الملک کے ساتھ نسبت نفری اور صاحبی کی درمیان میں رکھتا ہے شرط ادب نہیں ہے کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ
بیٹھے سلطان نے لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور خود زیر دست
اُسکے از روے ادب بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کر کے مہربانی بہت فرمائی اور فارسی میں متکلم ہوکر یوں
برہان شاہ سے کہا درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی و ناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدے
برہان شاہ نے مراسم تعظیم پیش پہونچاکر یہ جملہ عرض کیا ادبار یکہ اختتام آن باقبال بازگردد و فراقی کہ آخر بوصال
انجامد حلاوت اختتامش مرادست وابتدا فراموش گردد بحمد اللہ تعالیٰ وتقدس کہ انچہ بسالہاے دراز گذشتہ بود
از ... ت یک لحظہ تلافی آں ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین وآفرین میں
کھولی اور میران محمد شاہ سے کہا تونے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُسنے عرض کی جو کہ بندہ دور تھا
خوب نہیں سنا چنانچہ سلطان بہادر نے سوال وجواب ایکبار باآواز بلند اسطور سے کہ تمام حضار دربار سنیں بیان
کئے شاہ طاہر نے ایستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہے اور امید قوی ہے کہ روز بروز آثار
عنایت وشفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معائنہ ہووین سلطان بہادر نے پٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر
تھا کھولکر اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر میں باندھا اور جو کہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اوپر
اطلاق نہ کیا تھا فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کر کے کہا میں نے
سنا ہے کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہے اس گھوڑے عربی خاصہ تند رفتار تیز گام پر سوار ہوکر سراپردہ کے

لگایا سلطان بہادر نے اُس شہسوار کی تعریف میں زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ سوار کی چیز خوشنما نہیں ہے اشارہ کیا کہ
آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سفید کہ بادشاہ مندو سے لی تھی اُسکو فرود ہرم نفع کی اور محمد شاہ اور خداوند خان کو حکم کیا
کہ برہان شاہ کی سر پر چتر اور سورج مکھی عین سواری میں لگا کر سراپردہ سی باہر لیجاویں اور اُسکی دائرہ میں جاکر سراپردہ
سلطان محمود خلجی اُسکی واسطے ایستادہ کرکی مبارکباد کہیں اور دوسری دن سلطان بہادر نے جاکر سہ طلائی تخت کے
سمت بچھا کر لوازمہ جشن عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر اور میران محمد شاہ اور شیخ [illegible] ولد شیخ
اولیا کو طلب کرکی اُن کرسیوں پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا پانچ راس
گھوڑی اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگی نظام شاہ کو دی اور دو گھوڑی اور ایک زنجیر فیل کلان شاہ طاہر کو عنایت
فرمایا اور عالم خان سیوائی کی بیٹی کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پاکر منصب و جاگیر سے سرفراز اور ممتاز ہوا تھا [illegible] بخلعت
کمربند و خنجر و شمشیر مخلع فرمایا اور جو شنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہے قریب دو گھڑی نظام شاہ کے ساتھ
سراپردہ کی اندر کہ وسیع تر دائرہ بسیط سی تھا چوگان بازی کی پھر اُسیطرح سی دونو بادشاہ سوار سراپردہ سی برآمد
ہوئی اور خواجہ ابراہیم اور سایاجی کہ پیشکش اور نذریں لئی ہوئی ایستادہ تھے ملاحظہ میں درلائی سلطان بہادر نے اگرچہ
سب کو بمعرض اجابت فرمایا لیکن اُن سب پیشکشوں میں سی ایک ہیکل مصحف اور ایک شمشیر کہ اُسپر نام ایک
خلفای عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑی عربی لیکر باقی تمام چیزیں مع ممالک دکن نظام شاہ کو مرحمت
فرمائیں اور اُسیوقت نقد رخصت حاصل کرکے احمدنگر کی مراجعت کی تیاری کی اور گھوڑی پر سوار ہوا **بیت** از انجا
شادمان مرکب روان کردہ * غبارش باد را عنبر فشان کردہ * برہان شاہ نے مراجعت کرکی جب بالا گھاٹ دولت آباد میں
نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور حظیرہ کی مجاوروں کو نذور و صدقات فراوان سے
مسرور القلب اور خوشوقت کیا چونکہ ہنگام شگفتگی گل چنپہ تھا حوض قتلو کی کنارے استقامت فرمائی اور چند روز
اس حدود کی منزہات دلکش کی سیر کی اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور بموجب تحریر فرمان شاہزادہ حسین
اور کانو نرسی اور بھی امرا اور اعیان احمدنگر مع ایلچیان عادلشاہ اور قطب شاہ اُسکی ملازمت میں حاضر ہوئے
اور سب نے مبارکباد دی اور اس سبب سی کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کی غبار منازعت بالکل زائل ہوگیا تو
ایسا کام معظم وقوع میں آیا درپی تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کانو نرسی کی حسن تدبیر سی پانچ مہینی کی مدت میں راجہائے
مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سی اُسوقت تک زیر نہوئی تھے مطیع اور فرمان بردار ہوئی اور تیس قلعے بے جنگ لئی اور شاہ
طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کرکی جاگیریں لائق اور زرریز عطا فرمائیں اور خواجہ ابراہیم کو بخطاب لطیف خان
اور سایاجی کو پرتاب رای خطاب دیکر مقربان درگاہ سی کیا اور باغ نظام کی عمارات جو گجراتیوں نی خراب کی تھے
اُسوقت تک مرمت نہوئی تھی بخاطر جمع اصلاح مرمت فرمائی اور جب اسمعیل عادلشاہ نی ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس
ہجری میں بقصد تسخیر قلعہ کلیانی اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سی کمک اور اعانت کا
ملتجی ہوا اور نظام شاہ نی ازروی غرور عادلشاہ کو مکتوب لکھکر اُس قلعہ کی تسخیر کی ممانعت کی اور عادلشاہ نی
اُسکی درجواب کلام درشت و ناملائم تحریر کرکی یہ شکایت کی کہ کسی اس قسم کی سلوک کبھی مشاہدہ نہوئی تھے

اگر آپ بسبب چتر اور سراپردہ بادشاہی کسے شاہان ہند کی مغرور ہوئی ہیں گنجائش نہیں رکھتا ہے اور جو خطاب سلطنت
نازان ہوکر فخر کرتی ہیں اُس معنی نے اسطرف بوجہ اکمل واتم صورت ظہور پائی کس واسطی کہ ہمی شہنشاہ ایران سی جو پیغمبر
آخر الزمان کا فرزند ہی خطاب شاہی پایا ہی تم گجراتیونکی سرخیل کی سبب سی اس مرتبہ کو پہونچی بہتر اب اگر شکر اس امر کی
خیال کرتی سے نادم اور پشیمان ہو جاؤ زہی سعادت اور جو نہیں تو اب ہم اور ہماری اعیان تو بر برہنہ کرکی میدان میں کھڑی ہیں
باغ نظام شاہی برآمد ہوچکی اور زور بازوی ہمتنان عادلشاہی دیکھی نظام شاہ اس فقرہ سے نہایت شرمندہ ہوا
درفور اُس سراپردہ باہر بھیجی اور دوسری دن کوچ فرماکر موضع امنہ پور میں جو آباد کیا ہوا شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا
چند روز اجتماع سپاہ کیواسطی مقام کیا اور اُسکی بعد جب کہ حالت منتظرہ نہ رہی مع توپخانہ اور سامان جنگ
سے بسبیل استعجال عادلشاہ کی سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نائرہ قتال شعلہ زن ہوئی اور جانبین
مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان میں حملہ آور ہوئی اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی ضرب سی خاک معرکہ کو
ایک دوسری کی خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمدنگر پر پڑی اور اُس روز ہولناک میں غریب زادہ ہی خرد سال
بیجاپوری نے داد مردی اور مردانگی دی اور احمدنگر کی فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر معزول برہان شاہ کو مع سپاہ
اُس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمدنگری ماری گئی اور توپخانہ اور گھوڑی اور ہاتھی بہت لشکر عادلشاہی
ہاتھ آئی اور برہان شاہ کی عجب و نخوت میں بہت تخفیف ہوئی اور بعد چند روز ایک جماعت طرفین نے درمیان میں
آنکر دونوں بادشاہ سے سنہ ۹۴۳ نوسو اور تینتالیس ہجری میں سرحد پر باہم ملاقات کرائی اور بعد گفت و شنود اور رد و
بدل کی یوں مقرر ہوئی ... کہ مملکت برار اور عادلشاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کرکی دکن کو آپس میں برابر تقسیم کریں
قضارا انھیں سنوات میں اسمعیل عادلشاہ فوت ہوا تمام مقدمات ملتوی ہوئی اور سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری میں
برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سی محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام خلفائی ثلثہ خطبہ سی موقوف کیا
معاذاً باللہ و معاذ اللہ ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہی بیت ہر کہ در سایہ آل رسول و حمید باشد ❊
جا شریر علم سبز محمد باشد ❊ اور چونکہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کی روز بھی علم حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنموئی سے چتر اور نشان اپنی سبز کئی
اور تبرائیونکو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معابد میں خلفای راشدین اور انکی پیروان کی لعن و
طعن میں مشغول رہیں اور اُس روز سے کہ یوسف عادلشاہ اور اسمعیل عادلشاہ نے امرائی کبار حنفی مذہب کی خوف سے
کہ رفض کشی تھی انھیں ... کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اسکا ہی کہ کچھ احوال شاہ طاہر کا
بھی بشرح و بسط مرقوم کروں ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمعیلیہ مصر اور افریقیہ سی تھا
اور انھیں ملوک بھی کہتی ہیں اور تاریخ حبیب السیر میں مسطور ہی کہ اسمعیلیہ نے بلدہ مغرب اور مصر میں بعزت تمام
سلطنت کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کی عقیدہ میں دو سو چھیاسٹھ برس ہی اور اول جس شخص نے اُس طائفہ سے
ظہور پکڑا اور مالک زمام جہانبانی ہوا کنیت ابوالقاسم محمد عبید اللہ المہدی کہتی تھی اور یہ مہدی بقول اکثر و اشہر اسمعیل بن
جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہی احمد اللہ مستوفی نے عیون التواریخ میں اُسکی باپ کو اسامی اسطرح سی نقل کیا ہی

المہدی بن محمد بن الرضا بن عبد اللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمعیل بن جعفر الصادقؑ اہل سنت اور جماعت مغربیان نے مہدی کو عبد اللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہے اور زمرۂ عراقیان اولاد عبد اللہ بن دیمون قداح سے اعتقاد کیا ہے اور فرقہ اسمعیلیہ کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان عبارت محمد بن عبد اللہ سے ہے اور حضرت خاتم الانبیا سے روایت کرتے ہیں حدیث علیٰ رأس ثلث مایۃ یطلع الشمس من مغربہا کہتے ہیں لفظ شمس اس حدیث میں کنایہ محمد بن عبد اللہ سے ہے اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہے کہ ولادت مہدی مغربی کے ۲۶۰ھ دوسو ساٹھ ہجری میں ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ سر من راے میں تیسری رمضان ۲۵۸ھ دوسو اٹھاون ہجری میں ہوئی اور بر تقدیر بصحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری سے ہے سیادت علویہ مصر کی باتفاق نسابہ اور مورخین بشکوک ہے لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مرقوم خامۂ تحقیق ہوگا عالم رویا میں برہان شاہ سے کہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ کہے اُسپر عمل کر ایسا خواب بمقتضای حدیث صحیح من رآنی فقد رآنی الحق باتفاق جمہور علما یہ خواب شیطانی حمل نہیں ہوسکتا یقین ہے کہ سادات اسمعیلیہ صحیح النسب ہونگی اور نسبت یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبد اللہ کے اسطرح مشہور ہے شاہ طاہر بن شاہ رضی الدین بن المولی مومن شاہ بن مومن شاہ بن محمد نوربخش الملقب بہ شمس تبریزی شاہ حور شاہ بن العالم بن مولی محمد بن مولی جلال الدین بن حسین جلال الدین بن کیا محمد بن مولانا حسن العالم بن المولی علی بن احمد مستنصر بن مولی نزار بن مولی مستنصر احمد بن مولی محمد بن علی طاہر بن الحاکم بن نزار بن المعز بن اسمعیل بن محمد القاسم بن عبد اللہ المہدی اور نسبت عبد اللہ مہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یوں ہے عبد اللہ بن الرضا بن التقی قاسم بن المولی احمد بن الرضا المحمد بن اسمعیل بن جعفر الصادقؑ واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عطاء الملک جوینی تاریخ جہانکشا میں لکھتا ہے کہ بعد از خلفای راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی اور دانش میں ساتھ فلاسفہ کے پہونچے تھے اور باطن میں ہیئت عالم اور مواد جسمانی سے اعتقاد رکھتی تھی کبھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن کے پہونچا کر گریز اپنے واسطے پیدا کرتی تھی اور طوائف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھوں نے آل رسول کی امداد نصرت نہ کی خاص اسوقت کہ یزید اور اسکی اتباع نے الیا ظلم صریح کیا اور یہ کلام درمیان میں تھا امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلی اپنے بڑے بیٹے اسمعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمعیل نے میخوشی اختیار کی اُسے معزول کرکے امام موسیٰ کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہے کہ اپنے باپ کے عہد میں فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بہ کیسانیہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اسمعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور جو اصل نص اول ہے کہ اسمعیل امام ہے نہ موسیٰ کاظم اور بعد از اسمعیل بیٹا اسکا محمد امام ہے اور علویہ مغرب تمام اسکی نسل سے ہیں اور محمد اسمعیل بھی امام جعفر صادقؑ کے عہد میں رے گیا اور محمد آباد رے ساتھ اسکے منسوب ہے اور جب اسکی اولاد کثرت سے ہوئی خراسان اور قندھار اور سند کیطرف جاکر متوطن ہوئی اور اسمعیل والدہ کیطرف سے بھی حسینی تھا اور اسمعیلیوں کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبد اللہ بن میمون اور عبد اللہ کوفہ اور عراق اور عرب میں گیا اور ایک لڑکا اسکے ہمراہ تھا کہتا تھا میں داعی امام ہوں اور امام کا ظہور قریب ہے اور ایک شخص ابو القاسم نام کو یمن کیطرف دعوت کیواسطے بھیجا اور وہ وہاں پہونچکر دعوت میں مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اسکی قبول کی

اور ایک شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتی تھی بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کی فرزندونسی تھا اسکی ہمراہ مغرب کیطرف
گیا ابوعبداللہ صوفی نی استقبال کیا اور اسنی خلقت مغرب سی کہا مین امام ہون اور مصلحۃً کہتا تھا وقت ظہور
امام کا نزدیک ہی اور آپ کو فرزندان امام اسمعیل سے شمار کرکی مہدی نام کیا اور لوگون نی القادر باللہ عباسی کی عہد مین
ایک محضر اسکی بطلان کی نسبت ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے تحریر کیا اور بعضی کہتی تھی کہ مہدی بیشک وشبہہ اسمعیل
کی نسل سی ہی اور روایت کی سبب مہدی اور اولاد اسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنی حسن صباح اور اتباع اسکی
کہ اعیان اسمعیلیہ سی تھی اور بلاد قہستان والموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ والحاد کی منسوب ہین اور
بعد ترقیم اس روایت کی کہ بعضی حکایات آیندہ مین دخل رکھتی ہی اور مقوی کلام ارباب حسد وتہمت ہی ارباب کمال کے
خدمت مین عرض گذار ہوتا ہی کہتی ہین کہ اوائل دولت اسمعیلیہ مین ایک شخص انمین سے کہ بمزید فضل وورع اتصاف
رکھتا تھا اور علم فقہ اور تقوی مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکی لباس درویشان مین درآیا اور خلائق کو ساتھ
مذہب اثنا عشری کی دعوت کرکی اپنی جد اسمعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر ومغرب نی اعتقاد صادق اور ارادت
کامل ساتھ اس سید کی پیدا کی اور تھوڑی عرصہ مین اسکا عتبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اسکی فرزند ونسی ایک
بعد دوسری کی سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتی تھے اور اسکی بعد دولت اسمعیلیہ نی سنہ ۵۰۰
پانسو سات ہجری مین عزل اور انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفای عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث
ملک تھی اسطرف متعسر ہوا اور ہر ایک ایک گوشہ کیطرف روانہ ہوئی اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نی
موضع خوند مین جو مضافات قزوین سے ہی اور گیلان کی سرحد مین واقع ہی توطن اختیار کیا اولاد اسکی سادات
خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنی وجود باجود سے مکرم رکھی اور سلاطین اور حکام عصر کے
نزدیک معزز و مکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی شاہ طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اسکا علوم ظاہری اور
باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور وجاہت شان اور سیرت وصورت مین باپ دادا سے
افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا اور سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اسکی دامن مین محکم کرکی باعث
شہرت عظیم ہوئی اور شہنشاہ ایران شاہ اسمعیل صفوی نی جو خود پیری اور مریدی کی برکت سی صاحب دستگاہ
ہوکر منصب جلیل القدر بادشاہی مین بہم پہونچایا تھا اسلئی درپی اسکی ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ ممالک محروسہ
خاص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین اصفہانی جو ناظر محکمہ شاہ اسمعیل تھا اور
شاہ طاہر کی ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اسکی پاس بھیجکر حقیقت حال سے اسی مطلع کیا شاہ طاہر
سلامتی ترک درویشی ظاہری مین سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتدای سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین
حوالی سلطانیہ مین بذریعہ میرزا شاہ حسین اور بعضی ارکان دولت دربار دلکشای بادشاہی مین رسائی پیدا کے
اور سلک علمای حضور مین منسلک ہوا اور اس سبب سی کہ گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اسی دیکھتا تھا شاہ طاہر کو بوسیلہ
میرزا شاہ حسین منصب تدریس کاشان حاصل کرکی اسطرف گیا اور طالب اور مریدونکی ہجوم لانی سی مسند تعلیم
اور تعلم نی فروغ پایا اور مریدون نی بھی اطراف وجوانب سی کاشان کیطرف توجہ کی اور اس بلدہ کی رئیسون نے
ازروی حسد ایک عریضہ مشعر سراسر تہمت شاہ کو لکھا کہ حال اسمعیلیہ اور انکی داعیان کا اظہر من الشمس ہی احتیاج

گذارش کی نہین ہی شاہ طاہر اس عرصہ مین مقتدا اس جماعت کا ہی اس مذہب کی رواج دینی مین کوشش کرتا ہی اور
اور ملحدان او چراغ کشان او محمودیان اور زندیقان اسکی مجتمع ہوئی ہین شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق نہین اور سلاطین
اکناف کی ساتھ بھی ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہی شاہ اسمعیل کہ بہانہ طلب تھا بفور اطلاع مضمون
عرائض کہ جو سلسلۂ مشائخ سے متوہم تھا حرف مذہب بہانہ کرکی حکم کیا کہ پروانہ اسکی قتل کا لکھا جاوی میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہی ایک پیک صبا رفتار کو کہ اسکا محل اعتماد تھا کاشان کیطرف
بتعجیل تمام روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ اب پروانہ ایسا پہونچتا ہی صلاح یہ ہی کہ وہ بزرگوار بمجرد آگاہی اس خبر کے
نقل مکان کرکی اس بادشاہ قہار کی قلمرو سے نکلجاوین شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ اور مضطرب ہوا اور احمال اور
اثقال سے قطع نظر کی اور اہل و عیال کو ساتھ لیکر بسرعت تمام اواخر سنہ مذکور عین موسم سرما مین ہندوستان کی
عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ سی جسدن کہ کشتی ہندوستان کیطرف روانہ ہوتی تھی
پہونچا بعد ادای نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ طاہر پر چلی نماز دوسرے جمعہ کی بندر گوہ مین جو بنادر
ہندسی ہی بجالایا منقول ہی قورچیان کہ فرمان قتل انکی پاس تھا کاشان مین پہونچی جب شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت
تمام ارباب کمال تعاقب مین روان دوان ہوئی جو مشیت ایزدی ساتھ اسکی متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود
بلاد دکن کو قدم فیض مقدم سے رشک گلشن ارم کری اور باشندگان اس سے نور معرفت حاصل کرکی مسالک
راہ سداد و صلاح ہووین ادر شاہ ایران کی نامہ بر ساحل دریای عمان پر اسوقت پہونچی کہ وہ سید قدسی نہاد
دو ساعت پیشتر کشتی سلامت مین بیٹھکر ہندوستان کیطرف روانہ ہوا تھا کہتی ہین شاہ طاہر بندر گوہ سی
شہر بیجاپور مین پہونچا اسمعیل عادلشاہ ارباب شمشیر کی سوا کسی طائفہ پر نظر عنایت مبذول نرکھتا تھا اسکی
احوال پر مشغول نہوا آخر الامر حج ادا کرنیکا قاصد ہوکر بندر چیول کیطرف روانہ ہوا اور سفینہ توفیق مین سوار ہوکر
زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم کرکی پھر وہانسی زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین
علیہم السلام اور بھی اماموں سی مشرف ہوا جب خاطر دغدغہ سی مطمئن ہوئی وطن اصلی کیطرف مراجعت کی اثنای
راہ مین قلعہ پرندہ مین وارد ہوا مخدوم خواجہ جہان دکنی جو امرای سلاطین بہمنیہ سی تھا اور انکی بعد نظام شاہی
ملتجی ہوکر اس قلعہ مین رہتا تھا شاہ طاہر کی قدوم سعادت لزوم سی خبر پاکر قسم قسم کی تعظیم و تکریم سے انکو بلایا
اور بمبالغہ و الحاح تمام التماس توقف کی اور اسکی فرزند کتب علمی کی پڑھنی مین مشغول ہوئی اور اتفاقات سے
اسی عرصہ مین برہان شاہ نی بخلاف عادت اپنی استاد مولانا پیر محمد شروانی کو برسم رسالت خواجہ جہان
دکنی کی پاس پرندہ مین بھیجا اور وہ وہان شاہ طاہر کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ایک ملک بصورت
بشیر اور ایک جہان ملباس وحدت دیکھا بیت عیسی گرگاہ دانش آموزی یوسف وقت مجلس افروزی
اس جناب کو دولت شگرف اور نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کی پڑھنی مین مشغول رہا اور تمام
دکن مین یہ غلغلہ ہوا کہ پرندہ ایسی بزرگوار کی وجود سے مزین اور منور ہی کہ پیر محمد سا استاد اسکی شاگردی مین افتخار
رکھتا ہی ملا پیر محمد برس روز تک تقریبات اٹھا کر وہان مقیم رہا اور جب احمدنگر کیطرف معاودت کرکی برہان شاہ
ملازمت سی مشرف ہوا انحضرت نی درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اس سفر مین ایک دانشمند کی صحبت مین

کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اسکی مین نے عمر بھر ایران اور توران اور ہندوستان مین کوئی
فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمی جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنی مین مصروف ہوا اور اُس جامع
فیوضات نامتناہی کی برکت اس بے بضاعت کی شامل حال ہوئی بہت ایسی مجہولات اور اسرار معلوم اور
اور منکشف ہوئی کہ طایر بلند پرواز فہم انسانی اُسکی مدارج عالیہ کی کنہ کمالات مین راہ نہین پاتا اور عقل نکتہ دان عقلاے
زمان کو اُسکی اطوار سے آگاہی نہین ہی مین مشرف ہوا اور اُسی فوز عظمی جانکر درس مین مشغول ہوا رباعی در وصف
کمالش عقلا حیرانند ❊ بقراط حکیم و بوعلی نادانند ❊ با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ❊ در مکتب علم او الف بی خوانند ❊
برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوۂ انام کی صحبت اور مجالست کا
خواہان ہوا اُسیوقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کرکی پیر محمد اُستاد کی ہاتھ پرندہ مین بھیجا خلاصہ
مضمون اُسکا یہ ہی فرد چو باد صبح گذر کن سوی حدیقۂ انس ❊ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ❊ خواجہ جہانی
مجبور ہوکر شاہ طاہر کیواسطی سامان سفر درست کیا اور سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین بلدۂ احمد نگر کیطرف توجہ
فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کی لئی روانہ ہوئی اور شاہ طاہر کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائی
برہان شاہ نی بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر جملہ مجلسیان حضور سی کرکی پایہ اُسکی قدر
و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سی بلند کیا مثنوی تو چون گوہر قیمتی غم مدار ❊ کہ ضایع نگرداندت روزگار ❊
اگر تیرہ زر ز دندان گاز ❊ بیفتد بہ شمعش بجویند باز ❊ اور بعد از فراغ مہمات سلطانی اول سے زیادہ تر تعظیم
و تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سی مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر کی اندر مسجد جامع ہی اسمین مجلس درس منعقد
کیجیے شاہ طاہر اُسکی کہنی کی موافق ہفتہ مین دو روز وہان جاکر علماے پایہ تخت کی ساتھ بحث علمی مین مشغول ہوتا تھا
اور جمیع علماے پایہ تخت کی حاضر ہونی سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام بہت رکھتا تھا
اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہوکر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سی علما مفرغ نہوتی تھی برخاست
نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نی طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سی جلد محل سرا مین
گیا اور دایہ سی کہا کہ مجھی علما کی کلام سُننی کا اسقدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکدر
پیدا ہوتا ہی مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اسطور سی گذری
طایفہ مہدویہ جونپوری کو کہ انھون نی فریب کھاکر اپنی بیٹی انھین دی تھی بلدہ احمد نگر سے نکالدیا اور اُسی عرصہ مین
شہزادہ عبد القادر برادر شہزادہ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سوء مزاج بہم پہونچاکر تپ محرق مین
گرفتار ہوا اور برہان شاہ کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور بھی حکماے
ہند اور مسلمانونکو جمع کرکی فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات ساتھ اسکی وابستہ ہی بہالکی حیلہ مبذول
رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارۂ جگر اس محنت جگر کی مداوی کیواسطی لکار ہووی اُسکی دینی مین مضایقہ نکرونگا تم پہلو چیر کر
میرا جگر بر آوردہ کرکی اُسکی علاج مین صرف کرو کہ اُسکی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہون خلاصہ یہ کہ
ہر چند حکماے درگاہ نی اسکی اصلاح مین کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نی جواب دیا
آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ برہان شاہ عالم اضطرار مین براہمہ کی کہنی سے بتخانہ مین صدقات بھیجی اور کافر و مسلمان

کوئی باقی نرہا کہ اُس سے التماس دعا کی [illegible]
اسوقت فرصت پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کی بارہ مین ایک تدبیر بندہ نے کی ہی لیکن اُسکی
اظہار کرنی مین لاکھون خطری متصور ہین برہان شاہ نے کہ شفاے فرزند کی حصول مین نہایت کوشش کرتا تھا یہ بات سنکر
شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تمنے کی ہی اُسے بیان کرو تو مین بھی اُسمین حسب الامکان کوشش کرون اور جو کہ شرط انصاف ہی
بجالاؤن اور تجھے کسیطرحکا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ مین بیگانہ کا اندیشہ نہین رکھتا خوف اسامر کا ہی کہ شاید
وہ امر شہریار کی مزاج کی موافق نہ آوی اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرماوی اور نظر کیمیا اثر سے گرکر اعدا کی شماتت [illegible]
برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفاے فرزند کی استماع کا ہوا اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کرکے
اول مرتبہ اسیقدر کہا کہ اگر شاہزادہ آجکی شب شفا پاوی تو بادشاہ عہد کری اور نذر مانی کہ زر خطیر حضرات آئمہ معصومین
صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے ہی پہونچاؤنگا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہین شاہ طاہر
بیان کیا اول علی مرتضی ہی جو داماد اور ابن عم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے
امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین اور اسیطرح سے باقی اماموں کی نام اور صفت ذہن نشین کی
برہان شاہ نے کہا مین نے نام دوازدہ امام کی عہد طفلی مین اپنی والدہ کی زبانی سُنے تھے اسوقت سے آج تک یہ بات میرے
گوش زد نہوئی تھی مگر اب کہ تو کہتا ہی جب مین نے بتخانون مین روپیہ بھیجکر نذر مانی تو کیا مرتضی علی اور بی بی فاطمہ کی فرزندون کی
نام لوازم نذر بجا نہ لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اُسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصود محض نذران بزرگوارونکی نام سے نہین ہی میرا
مطلب کچھ اور ہی ہی اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کری کہ جو کچھ مین عرض کرون اگر موافق طبع ہمایون نہووی آزار جانی نہ پہونچالے
مجھو اور میری فرزندونکو رخصت مکہ عطا فرماوی اس شرط پر اپنی دلکا راز عرض کرونگا برہان شاہ نے یہ امر قبول کیا اور
لوازم عہد وپیمان بجالاکر مصحف اقدس اور صیغہ واللہ باللہ کی قسم کھائی کہ مین تجھے آزار جانی نہ پہونچاؤنگا اور
روا دار دوسری کی ایذا رسانی کا نہونگا مثنوی بدارندۂ آسمان و زمین * کزو مایہ دارد ہمان و ہمین * خدائے
کزو ہر کہ آگاہ نیست * خرد را بدان بیخرد راہ نیست * کہ از ما نہ بینی بجز لطف و مہر * اگر راز روشن بازماند سپہر *
جب شاہ طاہر کی خاطر شہریار کی قسم وعہود وغدغہ سے فارغ ہوئی زبان اُسکی دوام دولت مین کھولکر فرمایا کہ آج
شب جمعہ ہی بادشاہ نذر کری کہ حضرت باری حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کی قرب ومنزلت کی
برکت کی سبب آج شب کو شہزادہ عبد القادر کو شفا عطا ہو خطبہ ائمہ اثنا عشر پڑھوا کر اُنکی مذہب کی رواج مین
کوشش کرونگا برہان شاہ کہ ہرگز شفاے فرزند کی امید نرکھتا تھا اور اُسکی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت
محظوظ ہوا اُسیوقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کی ہاتھ مین دیکر عہد وپیمان بجالایا اور شاہ طاہر
اپنی مکان پر نگیا تمام رات شہزادہ عبد القادر کی پلنگ کی قریب بیٹھا رہا ہرچند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ کی
ڈالی لیکن تصرف ہوا نہوئی اوبوجہ حرارت کی حدت اور بیچینی سے ہاتھ پانوں مارکر لحاف پھینکدیتا تھا برہان شاہ نے اپنی
فرزند کی یہ حالت ردی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عبد القادر آجکی رات کا مہمان ہی یہ نہایت کرب مین ہی سبب
لحاف اُسپر نہ ڈالو تو ہوا دینا کی کھاکر ایک ساعت خوشحال ہوا اور برہان شاہ صبح تک اسیطرح سے ملول اور محزون
بیٹھا رہا اور سر عبد القادر کی پلنگ پر رکھکر سوگیا اثنای حالت مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک بزرگوار نورانی شکل اُسکی سامنی

ایک صاحب نی انمین سی فرمایا کہ تو ان بزرگ کو جانتا ہی کہ کون ہین یہ حضرت محمد مصطفی صلعم ہین اور یہ بزرگوار جو
آپکی ہمین ویسارمین دوازدہ امام علیہ السلام ہین اس درمیان مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی
فرمایا ای برہان حق سبحانہ تعالی نی علی اور انکی فرزندونکی برکت سی عبد القادر کو شفا بخشی تجھی مناسب ہی کہ میرے
فرزند طاہر کی کہنی سے تجاوز نکری برہان شاہ بہ نہایت بشاشت وخوشحالی خواب سی بیدار ہوا دیکھا کہ عبد القادر پر
لحاف پڑا ہی اسکی والدہ اور اسکی دایہ کہ بیدار تھین پوچھا کہ یہ لحاف مین نی دور کیا تھا کسنی اسپر ڈالا وہ بولی کہ ہمنی
اسپر نہین ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کرکی عبد القادر پر جا پڑا اور اس حال کی مشاہدہ سی ہمپر ایسا خوف غالب ہوا
کہ ہم مین کلام کرنیکی قوت نرہی برہان شاہ نی ہاتھ زیر لحاف کرکی دیکھا کہ اثر تپ مطلق نرہا اور شہزادہ شبہای گذشتہ
خلاف خواب شیرین مین جاکر باستراحت تمام سوتا ہی برہان شاہ شکر الہی بجالایا اور اسیوقت ایک
خدمتگار شاہ طاہر کی بلانیکو بھیجا اس شخص نی جاکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کہ یہ کیفیت دیکھے
کہ دستار مبارک اپنی سر سی جدا کرکی نہایت عجز و الحاح سی پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بی نیاز سے عبد القادر
شفا کی درخواست کرتا تھا خدمتگار کی آنی سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میری کہنی سی آزردہ ہوا
اور قاصد جان ہی مجھی زندہ نچھوڑیگا اور یا عبد القادر اجل مقدر سی مر گیا ہی وہ نذر اپنی اوپر مبارک نہ جانی یہ تخیلات
اسکی دل مین گذرتی تھی کہ ایک شخص اور اسکی طلب کو آیا خوف و ہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کی عقب دیوار سی
کود کر بھاگون کہ ناگاہ چھ سات آدمی اور متعاقب اسکی طلب کو آئی شاہ طاہر نی رضا بقضا دیکر لوازم وصیت
بجالایا اور اپنی اہل بیت کو رخصت کرکی شہریار کی خدمت مین روانہ ہوا اور جب خبر آمد اسکی برہان شاہ نی سنی
خلاف عادت دروازہ تک استقبال کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر عبد القادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید
مذہب اثنا عشری مین مجھی تلقین کر تو ساتھ اسکی قیام کرون شاہ طاہر نی اس بارہ مین تامل کیا اور کہا پہلی شاہ
حقیقت حال بیان فرماوی اسوقت یہ خاکسار جو کچھ مناسب دیکھیگا عرض کریگا برہان شاہ نی کہا اسقدر مجھے
صبر نہین ہی پہلی یہ مذہب اختیار کرلون اسکی بعد جو کچھ میں نی مشاہدہ کیا ہی مشرحًا بیان کرونگا شاہ طاہر نی کہا بسبب
اس اخلاص کی کہ مجھی بادشاہ کی خدمت مین حاصل ہی جب تک مجھی حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا خیر سگال اس
مذہب کی عقاید ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ نی قصہ خواب اور حکایت لحاف مفصل ظاہر کی شاہ طاہر نے
باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام اور مناقب اور فضائل ایک ایک کی مذکور کرکی یہ بات کہی ارکان اور
قواعد اس مذہب کی اہل بیت کی تولا اور انکی دشمنونسی تبرا ہین برہان شاہ نی اس سحر فیض اثر سے جام سرشار محبت
اہل بیت نوش کیا اور ساقی اس بیت کی مترنم ہوا بیت چہ مبارک سحری بود چہ فرخندہ شبی ٭ آن شب قدر
کہ این تازہ براتم دادند ٭ اور شہزادہ حسین اور عبد القادر اور انکی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد و عورت اور سائر اہل حرم
اس شراب اعتقاد سی بہرہ ور ہوئی اور سب نی نشان اہل بیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ
و تبر سر مشرق ہدایت سی برلایا برہان شاہ نی چاہا کہ خطبہ سی نام خلفای ثلاثہ ساقط کرکی خطبہ اثنا عشری پڑھا دی
شاہ طاہر اسوقت عجلت و شتاب سی مانع آیا اور یہ فرمایا صلاح دولت یہ ہی کہ حضرت فی الفور اس راز کو فاش نفرمائین

ہر کی کہتی کہ میں طالب مذہب حق ہوں اتفاق کرکی ایک ان چار مذہب سے
اختیار کرو تو میں بھی وہ مذہب بخوش دلی اختیار کرونگا اور مذہب سی احتراز کروں برہان شاہ نی شاہ طاہر کی کہنی پر عمل کیا
اور ملا پیر محمد استاد اور افضل خان ثانیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علمای چار مذہب جو احمد نگر میں جمع ہوئی تھی اور ہر روز
قلعہ کی اندر اس عمارت میں کہ جای درس شاہ طاہر تھی حاضر ہوکر آپسمیں بحث کرتی تھی اور ہر ایک اپنی مذہب کی حقیقت پر
براہین اٹھاکر اوروں کی دلائل رد فرماتی تھی اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس جلسہ میں موجود ہوتا تھا جو کہ اکثر مسائل
علوم سی آشنا نہ تھا اسکی ماہیت کو نہ پہونچا تھا غرضکہ چھ مہینی اوقات ارباب علم کی اسطرح سی گذری اور آپسمیں
مناظرہ رہا برہان شاہ نی شاہ طاہر سی یہ فرمایا کہ عجیب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہی کہ زنہار ان چاروں مذہب کی
ترجیح دوسری پر مشخص نہیں ہوتی ہی ہر شخص دعوی اپنی مذہب کی صحت کا کرتا ہی میں ان چاروں مذہب سی کیونکر ایک
مذہب اختیار کروں اگر ان چاروں مذہب کی سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائیں تو حق و باطل اسکا بھی دریافت
کروں شاہ طاہر نی جواب دیا ایک مذہب اور ہی کہ اسکو اثنا عشری کہتی ہیں اگر حکم ہووی انکی بھی کتب کا مطالعہ
کروں برہان شاہ نی ساتھ اسکی اشارہ کیا اور اس گروہ کی ایک علما کو جسکا نام شیخ احمد نجفی تھا تلاش کرکی اسی لائی اسنی علمای
چار مذہب سی مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اسکی تقویت اور جانب داری کرتا تھا علمای اہل سنن سمجھی کہ شاہ طاہر
شیعہ مذہب ہی سب اتفاق کرکی خصمانہ پیش آئی اور اکثر اوقات ملزم ہوکر مجلس سی برخاست کرنا چاہتی تھی رفتہ رفتہ
کام اس نہایت کو پہونچا کہ شاہ طاہر نی کتب اہل سنت کی درمیان سی برآوردہ کرکی مبحث خلافت آن افضل البشر
اعنی ابابکر صدیق اکبر کی بعد از حضرت خیر البشر اور حکایت طلب کرنا دوات و قلم اور کاغذ اور قصہ باغ فدک اور
مثل اسکی مذکور کیا برہان شاہ نی جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوئی حکایت عبد القادر کی بیماری کے
اور خواب میں دیکھنا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قصہ لحاف کا مفصل ظاہر کیا یہ سنکر
اکثر علمای مجلس اور مقربان حضرت اور غلام ہندی اور ترک اور حبشی اور امرا اور منصب دار اور سلحدار اور شاگرد پیشہ
یہانتک کہ جاروب کش اور فراش اور فیلبان تین سو آدمی تخمیناً نی مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ثلاثہ
خطبہ سی ساقط کرکی حضرات ائمہ معصومین کی اسامی سامی پر اکتفا کیا اور چتر سفید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب کی
رسوخ کیواسطی سبز رنگ سی متبدل کیا لیکن ملا پیر محمد استاد اور بعضی علما اس اطوار کی مشاہدہ سی پریشان اور ناراض
ہوکر مجلس سی برآمد ہوئی اور بلدہ احمد نگر میں غوغای عظیم برپا ہوا اور رات کیوقت امرای کبار اور منصب دار متعصب
ملا پیر محمد کی مکان پر جاکر کہنی لگی مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست * اس سید کو کہ بلای دل و دین ہی تو کہاں سی لایا
جو کہ علوم غریبہ سی خبردار ہی ہماری صاحب کو گمراہ کیا اور ہماری علما پر افسون پڑھکر زبان بند کی اب تدبیر کیا ہے
بعضی بولی کہ ہجوم کرکی شاہ طاہر کو قتل کیا چاہئی ملا پیر محمد نی کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہی یہ امر صورت پذیر نہوگا
بہتر یہ ہی کہ ہم پہلی برہان شاہ کو سلطنت سی معزول کرکی عبد القادر کو تخت شاہی پر بٹھا دیں اسوقت شاہ طاہر کو
عبرت خلائق کیواسطی بسیاست تمام ہلاک کریں غرضکہ بعینہ قضیہ یوسف عادلشاہ ہجوم خلائق سی دین کیواسطے
وقوع میں آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ ملا پیر محمد کی ہمراہ دروازہ قلعہ کی مقابل اور کالا چبوترہ کی قریب حاضر ہوئی بہ نیت
محاصرہ صفیں آراستہ کیں اور شاہ طاہر اور اسکی فرزندوں کی مکان پر پہری بیٹھی اور فتنۂ عظیم برپا کیا برہان شاہ نی

امر حال سے واقف ہوکر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین اور لوگ برج قلعہ اور بارہ پر چڑھکر توپ سے اعدا کو دفع کرین
اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے بدحواس ہوکر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم
رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جعفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا کہ آپ قلعہ کھولکر سوار ہوجئے اسیوقت آپ تائید ایزدی سے
مظفر اور منصور ہوکر اعدا کو شکست ادبار مین متفرق اور پریشان فرماوینگے برہان شاہ فوراً مسلح ہوکر چار سو سوار اور
ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور شاہ طاہر نے آیہ سیہزم الجمع
مشت خاک پر پڑھکر اعدا کیطرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیونکی بھیجکر یہ حکم دیا کہ تم افواج مخالفونکی قریب جاکر باواز
بلند کہو کہ جو دولتخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت فلک سا کے سایہ مین حاضر ہووے اور جو کہ حرامخور ہے
ملا پیر محمد کا شریک ہوکر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے جب ناجیون نے شاہ طاہر کی فرمانے پر عمل کیا اسیوقت
امرا اور افسران سپاہ امان خواہ ہوکر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کیطرف
روانہ ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود کو جو میرزا جہان شاہ کے نواسون سے تھا
فوج کثیر سے ملا پیر محمد کی تدارک کو نامزد کیا جاکر اسے زندہ گرفتار کر لایا اور برہان شاہ نے حکم اسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر نے
اسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ مین
محبوس کیا اور بعد چار برس کے بسعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا
اور اسی مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کرکے بغداد نام رکھا اور اسی موضع مین کہ مدرسہ
شاہ طاہر تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدا سے سلطنت
مرتضی نظام شاہ مین قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ
برہان شاہ کا خواب مین دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتحقیق ہے کسواسطے کہ مورخین توران
اور ایران کا اتفاق ہے کہ غازان شاہ اسکے بعد مسلمان ہوا دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور ہر مرتبہ
حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اس مسند نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت
خاتم الانبیا نے بعد تعریف عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہے تو میرے اہل بیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور
انکی پیروی کرکے سادات کو گرامی رکھے اسی سبب سے غازان شاہ نے اہل بیت پیغمبر آخر الزمان کی محبت اپنے صفحہ دل پر
نقش کی اور سادات کربلا اور نجف کو گرامی رکھکر شیعہ مذہبونکو مقرب درگاہ کرکے ہر ایک کو منصب مناسب سے
منصوب فرمایا اور بعضی تواریخ سے یون نظر مین گذرا کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ مین اصحاب
کبار کا منکر نہین ہون اور انکی بزرگی اور افضلیت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہون لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے
قواعد محبت اور اخلاص مین نسبت جناب ولایت انتساب اور انکی گیارہ فرزندونکی سفارش کی ہے جو کچھ لوازم اخلاص
اور خدمتگاری ہے انکی نسبت بجا لاتا ہون اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہل بیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے
وقت اپنے بھائی الجاتیو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدابندہ مشہور تھا اہل بیت کی محبت کیواسطے وصیت فرمائی
اور اس بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام
خطبہ اور سکہ مین ثبت کرکے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کئے اور مولف اس نسخہ گرامی کا بحر حیرت مین

اس مذہب کو رواج میں کیا یعنی کہتے ہیں اللّٰھم افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ امید کہ عزیزان معاملہ فہم آگاہ جب اس مقام میں پہونچیں مانند باد صرصر کی نہ گذر کریں اور اس مقام میں نہایت غور فرما کر زمام التفات و توجہ دست اقتدار سے نچھوڑیں کہ یہ مقام جای تامل و تفکر ہی اور اس درویش دلریش کو ثابت ہوا کہ خواب برہان شاہ اور غازان خان کی سراسر پوچ اور لغو تھی کسواسطے کہ مردم رفضہ اپنے مذہب کی ترویج اور ترغیب کیواسطے بالعکس تحریر کرتے ہیں والعلم عند اللہ القصہ برہان شاہ جو اس مذہب کی رواج دینے میں مصروف تھا اور وظائف اہل سنت موقوف کرکے شیعہ مذہبونکو دئی اور چار دیواری پتھر اور چونہ سے قلعہ احمد نگر کی مقابل بطور مدرسہ تیار کی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبۂ جونپور اور سنور اور اسیاپور اور چند قریہ اور اسکی واسطے وقف کئی اور ہر روز چاشت کیوقت آش پکاکر مومنونکو دیتا تھا اور شاہ طاہر بہت نظام شاہ کی دولتخانہ کی نعمت پر مصروف کرکی در پڑا اسکی ہوا کہ سبحان خاندان رسالت کو اطراف و اکناف سے اس دولتخانہ میں فراہم لاوی پھر زر خطیر خزانہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کیطرف بھیجکر اہل تشیع کی آنیکا طالب ہوا اور تھوڑے عرصہ میں خلاصہ اقالیم سبعہ مثل اسمعیل صفوی اور خواجہ معین۔ صاعدی کہ مدت مدید شیراز میں حکومت کی تھی گجرات میں آئکر اس حدود میں سقامت لیے بارہ ہزار ہون برہان شاہ سے لیکر اس جناب کی زادراہ کیواسطے احمد آباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو بلدہ احمد نگر میں لایا اور برہان شاہ کی ملازمت میں مشرف کرکی مجلس الرحمن [illegible] کیا اور اسیطور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی کل استرآبادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی مازندرانی اور ایوب ابو البرکۃ اور ملا عزیز الله گیلانی اور ملا محمد امامی استرآبادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کیطرف متوجہ ہوئی احمد نگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسن مدنی جو اتقیای مدینہ سے تھی اس بادشاہ نیک اعتقاد کی شرف دامادی سے مشرف ہوئی اور جاگیر لائق پائے اور علاوہ اسکی مبلغ خطیر کربلای معلی اور نجف اشرف میں بھیجکر زوار و روضات اور اس حدود کی مستحقونکو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمد نگر میں اس مذہب کی جہال اور تبرائیون نے زبان خلفای راشدین کی طعن و لعن میں دراز کی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ فاروقی اور ابراہیم عادلشاہ اور عماد الملک نے آپسمیں اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ لشکر کشی کرکی مملکت احمد نگر کو آپسمیں تقسیم کریں اور برہان شاہ نے اس جماعت کی لشکر کشی سے اطلاع پائی راستی خان نام ایک غریب کو برسم رسالت ہمایون بادشاہ کی پاس بھیجا اور ایک عرضداشت مشتمل اظہار اخلاص والتماس اعانت و لشکر کشی گجرات کیطرف ارسال کی جب بحث شیر شاہ کی درمیان میں آئی کچھ اثر اسپر مترتب نہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے سلطان گجرات اور برہانپور کو تحف و ہدایا بھیجکر راضی کیا اور جسقدر سپاہیان غریب تیرانداز کو کہ ابراہیم عادلشاہ نے برطرف کرکی رخصت کیا تھا ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دیکر قوی پشت ہوا اور انکی حمایت کی بھروسے پر بیجاپور کیطرف چڑھائی کی اور بعد حرب و ضرب شمشیر و سنان برہان شاہ غالب آیا اور بہت ہاتھی اور کل توپخانہ عادلشاہی پر متصرف ہوکر سالماً و غانماً احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور اس فتح کی سبب بلند آوازہ ہوا اور چار برس کی عرصہ میں چند لڑائیاں کہ اسکی تفصیل مولف کی نظر سے نہیں گذری دونون بادشاہونکی درمیان واقع ہوئیں ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس

ہجری میں جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان بلگوانی کے جو امرای کلان اوس دودمان سے تھا رنجش اور کدورت
درمیان میں آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب سے
یگانگی کی جہت قلعہ بلگوان سپرد کرنیکو مجھے طلب کیا ہی اور چونکہ یہ بات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم ہو کر
قلعہ بیجاپور سے برآمد نہوا اور برہان شاہ جب شولاپور کی اطراف میں پہونچا اور زین خان کی پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور
وہ پرگنی خواجہ جہان کو دیکر قدم آگی بڑھایا یعنی بلگوان کیطرف توجہ فرمائی اور ولایت مرچ اور کلہر اور مان اور باس کو تاخت و
تاراج کیا اور آتش افروزی سے آبادی کا نشان نچھوڑا اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلگوان میں تھا
عادل شاہ کی روبرو نجا سکتا تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جا ملا برہان شاہ نے تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر
بیجاپور کیطرف سوار ہوا عادل شاہ چونکہ تاب مقاومت نرکھتا تھا آب بہورہ سے عبور کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا
برہان شاہ بیجاپور پہونچا اور اوسے تاراج کیا چونکہ کوئی فائدہ مقصود اور عائد نہ تھا اسواسطے بقصد تعاقب حسن آباد کیطرف
روانہ ہوا اور اسد خان جیسا کہ ایک مقام میں تحریر ہوا بذریعہ عماد الملک بیجاپوریونکی مدد کیواسطے آیا تھا برہان شاہ نے
مقابلہ اور مقاتلہ میں صلاح ندیکھی امیر برید کی ہمراہ اپنی ولایات کیطرف راہی ہوا اور انھوں نے احمد نگر تک تعاقب
کرکے اکثر ممالک کو خراب کیا برہان شاہ اور امیر برید نے مجال توقف وہاں نہ پاکے دولت آباد کی سمت راہی ہوئے
قضارا امیر برید اوس مقام میں اجل مقدر سے مر گیا نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ
اور مخدوم خواجہ جہان کی کوشش سے صلح کی اور پانچ پرگنہ پر کہ اوس یورش میں متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کئی
اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری میں جب سلطان قلی قطب شاہ متصدی ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے
تقویت اور تہنیت جلوس کیواسطے شاہ طاہر کو اوس حدود کیطرف بھیجا اور جمشید قطب شاہ مچھلی کی شکار کی بہانے
ایک تالاب پر جو راستہ میں احمد نگر کی ہی اور گلکنڈہ اوس مقام سی سولہ کوس کی مفاصلہ پر ہے روانہ ہوا اور اوس
مقام میں شاہ طاہر کی ملاقات پر مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا منظور رکھکر اوس جناب کو گلکنڈے
کیطرف لیگیا اور اوس عرصہ میں برہان شاہ نے انتقام کی لئی نقض عہد کرکے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہیہ
اطراف ممالک کی لئی تحریص کی اور بعد اسکی شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی اور خود بھی شولاپور کیطرف سعادت
فرمائی اور عادل شاہ نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت میں چار موجیں دیکھکر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دئی اور
رام راج کو بھی جسطرح سے کہ ممکن ہوا راضی کرکے اپنی سرحد سے واپس کیا اور انہیں سنوات میں فرمان دہ ایران یعنی شاہ
اسمعیل صفوی نے جب سنا کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہی اسواسطے آقا سلمانی طہرانی
المشہور بہ مستر جمال کو کہ چراغچی باشی مقرب تھا مذہب کی مبارکباد کیواسطے احمد نگر کیطرف بھیجا اور ایک غلام ترک
بسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایون شاہ کا اور ایک قطعہ زمرد کہ اوسپر نام مستعصم خلیفہ عباسی
منقوش تھا اور بھی تحف و ہدایای نفائس ایران کہ تعداد اوسکی موجب تطویل ہے برہان شاہ کیواسطے ارسال کیا اور
ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک میں رکھتا تھا اور کلمہ التوفیق من اللہ اوسپر نقش تھا شاہ طاہر کیواسطے
بھیجی مستر جمال نے احمد نگر میں پہونچکر التفات نامہ شہنشاہ ایران مع اشیائے مذکورہ برہان شاہ کے روبرو لایا آنحضرت
پہلے اوسکی نسبت باعزاز و تکریم پیش آئی اور آخر جب اوسنے امرا کی مجلسوں میں جاکر ہمزبانی کی اور ارباب جاہ کی دل کو

برہم کرنی لگا اور شاہ طاہر سی بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا اس سبب سی برہان شاہ نی دربار میں
اسکا آنا موقوف کیا اور ایسی تحفے و ہدایا کی مقابل شاہ ایران کو کچھ نہ بھیجا شاہ طاہر مضطرب ہوا اور اپنی فرزند شاہ حیدر کو
جو فضل و کمال کی صفت میں موصوف تھا مع تبرکات اور تنسوقات ہند اپنی طرف سی دارالعجم کی پاس بھیجا اور انھیں دنونمیں
برہان نظام شاہ رام راج کی اعانت کی سبب قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کی عزیمت میں روانہ ہوا اور قصبہ اندرجان کی قریب جو مضافات
گلبرگہ سی ہی عادلشاہ کی افواج سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع ہوئی کہ سپہر دوار نی باوصف عینک مہر و ماہ کی ایسی لڑائی
نہ دیکھی تھی مثنوی ؎ دو ابر از دو سو در خروش آمدند ؛ دو دریای آتش بجوش آمدند ؛ سم بادپایان فولاد نعل ؛ بجوی دلیران زمین کرد لعل ؛
درخشیدن تیغ آئینہ تاب ؛ زدہ خندہ بر چشمۂ آفتاب ؛ پہلی افواج میمنہ اور میسرہ [illegible] شت فرار کیطرف
شکست فاحش کھاکر آوارہ ہوئی آخر میں عادلشاہ چار ہزار مرد اہل نبرد لیکر کمین سے برآمد ہوا نظام شاہ پر کہ لشکر اسکا غارت میں
مشغول تھا سیل فنا کیطرح حملہ آور ہوا اس سبب سی نظام شاہیہ منہزم ہوئی چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑکر احمد نگر کا
راستہ لیا برہان شاہ نی شاہ طاہر کو علی برید کی پاس بھیجکر اپنی موافقت کیواسطی ہدایت کی اور علی برید نی بخلاف پدر
عادلشاہ کی جانب داری اور رفاقت سی ہاتھ نہ کھینچا اور اسکی جادۂ اطاعت میں قدم نہ رکھا اور خانجہان علی برید کا
چچا کہ موزون طبع اور شوخ و خوش دل او حنفی مذہب تھا ایک مجلس میں شاہ طاہر سی پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہی
یا نجس اس جناب نی فرمایا تفصیل اس مسئلہ کی مجھے یاد نہیں ہی انشاء اللہ تعالی جب احمد نگر جاؤنگا کتاب [یعنی گوبر] دیکھکر تمہیں
بخوبی تمام سمجھا اور معلوم کرونگا خانجہان اور حضار مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا یہ کنایہ سمجھی لیکن دل میں کہنی لگی کہ یہ سراسر
تشدید ہی تغافل کرکی اور باتوں میں مشغول ہوئی اور قصہ سرگین بخارا کا یہ ہی کہ اس شہر میں برسات کی موسم میں کیچڑ اور
دلدل بہت ہوتی ہی اسواسطی زمانہ سابق کی علمانی اتفاق کرکی یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس شی کو کہ گوبر اور پیشاب
حیوانات کا اسمیں داخل ہی نجس جانیں حرج لازم آویگا پس اولی یہ ہی کہ کثرت بلوی سے حکم طہارت کا بخارا کی ان
بس کہنی لگی طین بخارا طاہر ہی اس سبب سی بالضرورت لازم آیا کہ سرگین حیوانات بخارا طاہر جانیں خانجہان نے
یہ روایت سنکر حرف نہ ادا نہ زبان زد کئی لیکن اس مولف کی دل میں ایسا گذرتا ہی کہ جو بخارا دارالاسلام اور
علوم دینی کا معدن ہی اور اسمیں رافضی و خارجی کو دخل نہیں ہی اور مقام اکثر بزرگان اور مشائخان اہل یقین ہی اس سبب سے
روافض نی از راہ عداوت اور خصومت یوں مشہور کیا ہی القصہ اسکی بعد اس جناب یعنی شاہ طاہر نی احمد نگر کیطرف
مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نی مردوم بیدر کی ادبیان اکثر سماعت فرمائیں تادیب اور انتقام کی بارادہ سامان
سفر اور سپاہ لشکر مہیا کیا اور علی برید کی قلعونکی تسخیر کیواسطی متوجہ ہوا پہلی قلعہ اوسہ کو محاصرہ کرکی کام متحصنوں پر
تنگ کیا علی برید نی قلعہ کلیان ابراہیم عادلشاہ کی پیشکش کرکی طلب استمداد کی جب عادلشاہ نی بعزم اعانت
بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اس سے جا ملا اور دونوں باتفاق اسطرف متوجہ ہوئی اور نظام شاہ نی آگی
مقابلہ میں جاکر اوسہ سی ایک کوس پر تنور حرب کو گرم کیا اور دونوں کو معرکہ سی پسپا کرکی پھر قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوا
اور عرصۂ قلیل میں بقول و امان اسکو مفتوح کیا پھر اسکی بعد قلعہ اودگیر کیطرف روانہ ہوا اور اسکو بھی سر کرکے
قلعہ قندھار کی فتح پر ہمت والا نہمت مصروف فرمائی اور اسکی محاصرہ کیوقت ابراہیم عادلشاہ اور علی برید نی
ایکبار اور جرأت کرکی نظام شاہ کی مقابلہ اور محاربہ میں قیام کیا اور وہی صورت سابق پیش آکر کی بہت گھوڑی

میں ہجری تھی جب برہان شاہ نے قلعہ قندھار کا بھی فتح کیا
احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادلشاہ کی مقربوں نے اسکو یہ پیغام دیا کہ لوگ اس بادشاہ کی بدمزاجی
اور قہاری سے نہایت درجہ بہ تنگ آ گئے ہیں کہ عبد اللہ بن اسمعیل عادلشاہ کو جو بندر گووہ میں رہتا ہے
تخت پر بٹھاویں اور یہ امر آنحضرت کی بدون توجہ و التفات میسر نہوگا برہان شاہ باتفاق جمشید قطب شاہ
ولایت عادلشاہ کیطرف متوجہ ہوا اور حسب اتفاق آنہی دنوں میں اسد خان قلعہ بلگوان میں بیمار ہوا اور برہان شاہ
اصل مقصود کو ملتوی کر کے اس فکر میں ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے متصرف ہوں قضارا اسی عرصہ میں اسد خان نے
اس جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادلشاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنی دار الملک میں آیا اور بعد چند روز کی
مزاج وہاج شاہ طاہر کا منحرف ہوا اور ۹۵۶ھ نو سو چھپن ہجری میں اسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کیطرف
پرواز کی اکابر اصاغر اس بلدہ کی محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر اسکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کی استخوان اسکے
قبر سے برآوردہ کر کے کربلائے معلی میں بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی گنبد میں بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح مقدس کی
مدفون کیا اور اسکی تین بیٹیاں اور چار بیٹے رہے ان بیٹوں کی نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ رفیع الدین حسین
شاہ ابو الحسن شاہ ابو القاسم ان سب میں شاہ حیدر مولد عراق ہے اور باقی دکن میں پیدا ہوئے اور شاہ حیدر
اپنی باپ کی وفات کیوقت جو ایران میں شاہ طہماسپ کی خدمت میں تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت
صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر میں اس حکایات کی مصروف
ہوتا ہے کہ شاہ طاہر قدس سرہ عفت اور ورع اور تقوی اور بیداری اور مروت اور سخاوت اور علم و تواضع میں
اتصاف رکھتا تھا اور صبیح اور خوش محاورہ تھا اسواسطے ایران اور ہندوستان میں ہمیشہ امور اہل اسلام کی سرانجام میں
قیام کر کے نقش خیر خواہی صغیر و کبیر کی صفحہ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر فشان اسکی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان
ہدایت نشان اسکا مبین دقائق کتب سبحانی تھا باطن خجستہ میامن اسکا مظہر ولایت و ارشاد اور خاطر
فرخندہ مآثر اسکی مصدر ہدایت و ارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اٹھائی ہوئی تھا
اور علم تفسیر اور فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل اور جفر میں بی شبہہ و نظیر تھا اور نظم و نثر میں بھی مہارت تمام
رکھتا تھا دیوان قصائد اور کتاب الانشا اسکی جمیع بلاد خصوص ہندوستان میں سائر اور دائر ہے اور تھوڑے
اشعار گہربار اس جناب کی میمنت اور تبرک کی واسطے مندرج کئی امید کہ ارباب تاریخ معیوب نفرماویں
اور تصنیفات سے اسکی شرح باب حادی عشر ہے علم کلام میں اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ میں اور حاشیہ تفسیر
بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکمات اور مجسطی اور شفا اور مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی
اور رسالہ پالکی کہ ایک سفر میں ہمراہ نظام شاہ کی راہ پالکی میں بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنفہ اسکی ہیں کہتی ہیں
کہ جسوقت شاہ طاہر بطریق رسالت احمد آباد بیدر میں گیا تمام طالب علم اسکی زیارت کو جا کر سعادت
ملاقات سے مشرف ہوئے مگر ایک علمائے دکن کہ اپنی تئیں نہایت اعلم علمائے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اسکی
مکان پر نہ گیا بعد چند روز کی سامان ضیافت درست کر کی چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنی مکان پر بلاوں پھر ایک
شخص کو اسکی طلب میں بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاجابۃ سنۃ مؤکدہ شاہ طاہر نے اسکی تحت میں لکھا

کرزیارۃ القادم فاذا تعارضا ثبت اقطا بھیرہ [illegible] حو اسیا فیہا تحیر کر دانشمندی قبا حت کرکی اسکی زیارت کو گیا اور آنکو مثل قطرہ دیکھکر دریا ء زخار کی مقابل پشیمان ہوا اور اسکی دست حق پرست کا بوسہ لیا اور سعادت کا اور مشغول ہو کہ برہان شاہ نے شاہ طاہر کی بعد از وفات قاسم بیگ حکیم اور دلیر بالارا کو صاحب دخل کرکے محل اعتماد کیا اور رای نے عماد شاہ نے کو بسبب بعضی تقریبات کی امراد عادلشاہ سے منحرف کیا اور باتفاق خواجہ جہان قلعہ کلیان کی تسخیر کیواسطے لشکر آرا ہوا اور بعد از طی مسافت تمام قلعہ کو گھیرا اور قلعہ بندوں پر کام تنگ کیا ابراہیم عادلشاہ امرای بریکو پیشتر بھیجا اور خود بھی بقصد استخلاص پیچھے سے روانہ ہوا امرای بریکی سد راہ ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امرای بریکی وقت بیوقت بطریق دزدی اور بطور شبخون برہان شاہ کی دائرہ لشکر پر تاخت لاکر آدمیونکو سونے نہ دیتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کی گرداگرد ایک حصار یعنی دیوار تین گز بلند اور بعضی مقامونمین چار گز کھینچیں جیسا کہ قلعہ کلیان اور دوسری قلعہ کی درمیان نمین واقع ہوئی اور ابراہیم عادلشاہ بھی قلعہ کلیان کی قریب پہونچا نظام شاہ کی پہلومین نزول کیا اور اسنے بھی اپنی لشکر کی گرد دیوار تیار کی اور جب ماہ رمضان پہونچا غلہ اور تمام مایحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمد نگر مین ظاہر ہوا آدمیونکو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر نہوتا تھا فاقہ مین ماہ صیام کی روزے طی کرتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس بارہ مین مشورہ کیا بعضونے مصلحت مراجعت مین دیکھی اور بعضی کہنے لگے بہتر یہ ہوکہ دیوار کی اندر جا کر دشمن سے جنگ کرین اگر فتح ہووے پھر محاصرہ مین مشغول ہوکر تھوڑی عرصہ مین مسخر کرین اور اگر شکست ہووے اپنی ملک کا راستہ لین برہان شاہ نے کہا تھوڑی فاقہ کشی سے نہایت کم زور ہین روادوش کی تاب نہین رکھتی بہتر یہ ہوکہ لڑائی سے پہلو تہی کرکے احمد نگر کیطرف معاودت کرین اسکی بعد باطمینان تمام پھر منزل مقصود کیطرف آوین شاہ جعفر برادر طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ رای پسند نہ آئی اور کہنے لگی اتنی مرتبہ ہم جنگ حریف پر غالب ہوئے ہین خدانخواستہ اگر اس دفعہ قضیہ منعکس ہووے کچھ قصور نہین رکھتا ہے برہان شاہ خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس تنہا سوار ہوا اور پولارای برہمن کی مکان پر گیا اور احوال انجمن کی مشورہ کا بیان کیا پولارای نے عرض کی کہ مین اسکا جواب تجویز کرکے کل کہ روز عید ہے معروض کرونگا لیکن حضرت خزانچی کو حکم کرین کہ جو تنخواہ جو کچھ اس سے طلب کرے بلا عذر سپرد کرے اور حیلہ عذر درمیان نہ لاوے برہان شاہ نے جو اعتماد تمام اسکی دولتخواہی اور کاردانی پر رکھتا تھا اسکی عرض قبول فرمائی پولارای اسی شب کو ایک لاکھ ہون خزانہ سے لیکر عین الملک کی مکان پر جو امرای کبار سے تھا گیا اور یہ کہا احوال ایسا ہے جو آپ مشاہدہ کرتے ہین کہ جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنی ملک کیطرف جانا موجب لاکھون فساد اور خرابی کا ہے اور ہمراہ ایسی لشکر پریشان اور بدحال کی بادشاہ کو ہمراہ لیجانا اور جنگ صف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے آپ اس بارہ مین کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہین عین الملک نے کہا ہم ارباب شمشیر ہین جو تمہاری رای مین آویگا ہم اسپر عمل کرینگی پولارای نے کہا مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ صبح عید کو تم لشکر آراستہ کرو اور یکایک بیخبری مین کہ تمام افواج لوازم عید مین مشغول ہوگی دائرہ غنیم پر حملہ آور ہوکر گل نصرت باغ اقبال شاہی سے دستیاب کرو عین الملک نے یہ مشورہ قبول کیا پولارای نے مبالغ مذکور اسکی حوالہ کرکے یہ بات کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید کی خرچ کی بہانہ فوج پر تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر نقد امرا اور لشکر پر قسمت کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علی الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کی سلام کو جا کر

مبارک باد کہیں۔ چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر پائی کہ مردم عادلشاہی تمام مراسم عید میں مصروف ہیں قواعد ہوشیاری میں قیام نہیں رکھتے لہذا اپنی دور لشکر کی دیوار میں رخنہ کرکے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جاکر بزور فیلان کوہ پیکر قریب چالیس گز دیوار اسکی گرد لشکر کی ڈھائی اور بفراغت تمام داخل ہوکر قتل میں مشغول ہوئے مردم عادلشاہی کمال غفلت میں تھے ادنی اعلی نے قدم رکاب فرار میں رکھا اور عادلشاہ کہ اُس ساعت میں روز عید کے غسل میں مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نپائی بہ تعجیل تمام آپکو اُس معرکہ سے گوشہ میں کھینچا چتر و علم اور گھوڑا اور ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست آذرخان کا عوض ہوا اس درمیان میں ایک جماعت سیف الملک کیطرف سے آنکر باواز بلند مبارکباد فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہیں رکھتا تھا کیفیت احوال اُنسے مسموع کرکے اُسیوقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہوکر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نکرینگے بجبر و قہر آتش عظیم افروختہ کرکے انکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ میں جلاکر خاکستر کرونگا جب یہ خبر متحصنونکو پہونچی ہراسان ہوئے اور اُسیوقت قلعہ اُسکے سپرد کیا اور اُسطرف سے عادلشاہ نظام شاہ کی ولایت میں درآیا پرگنہ بیر وغیرہ کو خراب اور ویران کرکے بطور ایلغار عالم بیخبری میں قلعہ پرندہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا شمشیر میان سے برآوردہ کرکے قلعہ میں حملہ آور ہوا اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کرکے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادلشاہ قلعہ ایک دکنی کے سپرد کرکے بیجاپور گیا نظام شاہنے یہ خبر سُنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بجناح استعجال کوچ متواترہ سے پرندہ کیطرف روانہ ہوا جب دو منزل راہ باقی رہی وہاں کا تھانہ دار رات کیوقت مچھر دنکی آواز کو صدای نفیر نظام شاہ تصور کرکے سراسیمہ پلنگ پر سے اُٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھولکر راہ فرار نبایی باقی آدمی بھی بیدل ہوکر اُسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دنکے وہاں داخل ہوا جب قلعہ خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کرکے احمدنگر کیطرف مراجعت کی اور انھیں سنوات میں رام راج رای بیجانگر کے اور ارم دوستی درمیان تھی۔ لاکر مع خیل و حشم درمیان ولایت عادلشاہ سے رایچور کیطرف گیا اور اُس سے ملاقات کرکے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رایچور اور مدکل کو رام راج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ پر خود متصرف ہووے رام راج نے رایچور اور مدکل کو گھیرا اور برہان شاہ نے قلعۂ شولاپور کو مرکز کی مانند درمیان میں لیکر حوزہ تصرف میں لایا پھر باتفاق قلعہ رایچور کو محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکنا دریسے کہا کہ عنقریب موسم برسات پہونچیگا ہمیں اور رام راج کو اس قلعہ میں قیام کرنا تضییع اوقات ہے اگر رای عالی تجویز کرے میں شولاپور میں جاکر اُسے گھیروں تو دونوں قلعہ ایکبارگی مفتوح ہوں تنکنا دریے نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کرکے رخصت دی برہان شاہ مع فوج قلیل لشکر رام راج سے اُسطرف روانہ ہوا قلعۂ شولاپور کہ گچ اور پتھر سے روی زمین پر نصب تھا مرکز کی مانند گھیرا اور چلپی رومی خان نے بسعی جمیلہ کہ وہ دراصل سلطان بہادر گجراتی کا نوکر تھا تین ماہ کے عرصہ میں بضرب توپ مسخر کیا اور اسکے بعد چاہتا تھا کہ قلعہ گلبرگہ کیطرف جاکر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان میں بضرب توپ کلان قریب تین گز دیوار میں رخنہ کرکے اُسکو مسخر کیا اسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رایچور اور مدکل کو لیکر بیجانگر کیطرف معاودت کی بادشاہ نے اس سال اصلاح گلبرگہ کی روانگی کی ندیکھی مقر دولت کیطرف سوار ہوا کہتے ہیں چلپی رومی خان کہ شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا اُسنے توپیں صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کیں۔ اور اُسکی برج و بارہ کو ضربت توپ سے مضمون عالیہا سافلہا کا ظہور میں پہونچاتا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرا من حجارۃ وقوع میں لاکر ہر روز رخنہ اُس حصن حصین میں ڈالتا تھا

لیکن ویسا رخنہ بہم نہ پہونچا کہ غازیان عظام قلعہ مین داخل ہوتی اور برہان شاہ اس توہم سی کہ مبادا رام راج پیشتر
اس سی قلعہ رایچور کو مسخر کری بیجانگر کیطرف معاودت کری تعجیل فرماتا اور ایسی وقت مین ایک جماعت کفار کی
جو ہم پیشہ رومی خان تھی عرض مین پہونچایا کہ تقصیر رومی خان کیطرف سی ہی اگر وہ چاہی تھوڑی عرصہ مین قلعہ کی دیوار کو مسمار
اور منہدم کرکی خاک کری برہان شاہ نی شعلہ غضب کو مشتعل کرکی چاہا کہ رومی خان کو اپنی دست مبارک سی تہ تیغ
کرکی خاک مذلت پر ڈالی ارکان دولت اور اعیان حضرت نی سر زمین پر رکھکر اسکی سفارش کی اور رومی خان خوف سی
متعہد ہوا کہ مین دس روز کی عرصہ مین دیوار قلعہ کی خاک کی برابر کردونگا پھر وہ اپنی کام مین مشغول ہوا اور ایام موعود سے
پیشتر دیوار قلعہ کو صفحۂ خاک سی جدا کی اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ رستمانہ کرکی قلعہ مین در آئی اور اسی مفتوح کیا
برہان شاہ نی اسی قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو نوازش پادشاہانہ سے سربلندی بخشی اور ازدیاد عزت کیواسطے
اپنی اسپ خاصہ پر اسی سوار کیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اسکی رکاب مین جاوی اور اسی التفات کے
سبب بعد چند سال کی فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہی اسکی سعی اور مین کوشش سے وقوع مین آئی اور سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین
پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کی درپی ہوا اور رام راج کو اس بات پر موافق کیا کہ قلعہ ساغر اور اتبکر کو محاصرہ کرکے
اسی حدود کی دوسری پرگنات پر آب بہورہ کی ساحل تک قابض ہووی اور بیجاپور اور گلبرگہ پر بھی متصرف ہووے
پھر سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین برہان شاہ نی رام راج کو موافق کرکی بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب مقابلہ کے
نہ لاکر پنالہ کیطرف مفرور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کی محاصرہ مین مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ
خود مرض الموت مین محصور اور مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے احمد نگر جاکر اسی مرض مین جان
جان آفرین کی سپرد کی اور باغ روضہ مین بہ پہلوی احمد نظام شاہ پیوند زمین کرکی خاک کی سپرد کیا اور بعد چند
مدت کی استخوان دونون پادشاہ کی برآوردہ کرکی کربلا مین لیگئی اور خامسہ آل عبا کی تحت گنبد مین ایک گز کے
فاصلہ پر مدفون کیا اور اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ پادشاہ دہلی بھی برحمت حق واصل ہوئی پدر مولف
مولانا غلام علی ہندوشاہ نی انکی تاریخ سلک نظم مین کھینچکر مشہور کی قطعہ سہ خسرو را زوال آمد بیکبار ٭ کہ بہ بد
از عدل شان دارالامان بود ٭ یکی محمود شاہنشاہ گجرات ٭ کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود ٭ دوم اسلیم شہ
سلطان دہلی ٭ کہ در ہندوستان صاحبقران بود ٭ سوم آمد نظام آن شاہ بحری ٭ کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
زمن تاریخ فوت این سہ خسرو ٭ چو می پرسی زوال خسروان بود ٭ اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کی جو اسکی بعد
قید حیات تھی حسین اور عبد القادر کہ والدہ انکی بی بی آمنہ تھی شاہ علی کہ والدہ اسکی بی بی مریم دختر یوسف عادلشاہ
تھی شاہ حیدر کہ داماد مخدوم خواجہ جہان دکنی تھا میران محمد باقر بیجاپور مین فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمد
خدابندہ نے بنگالہ مین وفات پائے

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جسوقت کہ برہان نظام شاہ مغیلستان پر خار جہان سے روضۂ رضوان کیطرف خرامان ہوا بڑا بیٹا اسکا
حسین نظام شاہ کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شہزادہ عبد القادر کہ باپ کی نزدیک بہت عزیز تھا اس امر مین
مخالفت کرکی روز جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سی نکل گیا اور لوگ دولتخانہ کی دو فرقہ ہوئی تمام حبشی اور غریب

حسین نظام شاہ کی شریک ہوئی اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبہ نیکاپور کی قریب میران عبدالقادر کی پاس فراہم ہوئی
اور چتر اسکی سر پر بلند کیا اور باقی شہزادہ یعنی محمد خدابندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی
ساتھ اسکی موافق ہوکر موافقت کا دم مارنی لگی قریب تھا کہ بھائیونکی درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووی اور جماعت
کثیر طرفین سی ضائع ہووین کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور حوالدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر کی اُس سی جدا ہوئی اور
حسین نظام شاہ کی ملازمت میں روانہ ہوئی اور مردم قلعہ نی اس امر سی قوی پشت ہوکر چتر اور سورج مکھی اُسکی سر پر لگائی
اور عبدالقادر دفع فساد اور تالیف قلوب کیواسطی زر خطیر لٹانی لگا امرای دکن مثل خورشید خان اور عالم خان
میواتی وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلۂ قاسم بیگ امان نامہ کہ اصطلاح دکن میں قولنامہ کہتی ہیں حاصل
کرکی اور عبدالقادر کی رفاقت ترک کرکی ہر ایک اپنی مکان کیطرف روانہ ہوئی اور عبدالقادر نی زمانہ کی بازی سی حیران
ہوکر اپنی بھائیوں اور عزیزوں سی مشورہ کیا سبھوں نی صلاح فرار میں دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت مخصوصان سے
برار کیطرف عماد الملک کی پاس گیا اور اُنہی حدود میں وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدابندہ
بیجاپور کیطرف روانہ ہوئی اور شاہ حیدر پرندہ کیطرف بھاگا مملکت موروثی خس وخاشاک اعدا سے پاک ہوئی
اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد
چند عرصہ کی ایک جماعت امرا کو جنہوں نی عبدالقادر سی اتفاق کیا تھا سزا پہونچائی سیف عین الملک
جو بعد از سلطان بہادر گجراتی آنکر سپہ سالار برہان شاہ ہوا تھا ہراسان ہوکر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم
پرندہ کہ بیٹی اسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کی حبالۂ نکاح میں تھی اس امر کا قاصد ہوا کہ عادل شاہ کی اعانت
اور حمایت سی اپنی تئین احمد نگر کا بادشاہ بناوی اس سبب سی رسوم تعزیت اور تہنیت میں قیام نہ کیا اور
حسین نظام شاہ یہ اخبار سنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور رفع حجت کیواسطی ایک مکتوب خواجہ جہان
دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کی مضمون پر اطلاع پاکر بحر اندیشہ میں غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنی حوصلہ
طاقت میں دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سی نسیم سلامت مشام جان میں پہونچتی تھی دونوں طرح
مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ چہرۂ اخلاص خار تقصیر ظاہری سی
خراشیدہ ہوا ہی صورت ملاقات کو خوف وہراس مانع قوی ہی اسوقت تقبیل آستانۂ سلطنت سی معاف
رکھیں اور وقت احرام طواف کعبۂ آمال باندھکر دربار ہمایوں میں حاضر ہونگا اس جواب سی نظام شاہ کو یقین ہوا
کہ خواجہ جہان ملاقات کیواسطی نہیں آویگا اسواسطی قلعۂ پرندہ کیطرف روانہ ہوا اور آگ نہب وغارت کی
روشن کی اور خواجہ جہان نی ہراس ہیبت سی اپنی دل میں راہ دیکر اپنی ایک عزیز کو اُس قلعہ میں چھوڑکر لوازم قلعہ داری کی
بارہ میں وصیت کرکی خود باتفاق شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کیطرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کی
پاس فریادی گیا بیت چو وحشی خبر یافت کان سیل تیز * برآورد زان بیدگہ رستخیز * امرای نظام شاہی نی
قلعہ کو محاصرہ کرکی بازو جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کی بامید اعانت مغرور ہوکر ہاتھ آستین جوانمردی سی
نکالکر شام تک مدافعہ میں مشغول رہی آخر الامر توپچیان نظام شاہی نی توپ قیامت آشوب کی ضرب سی
وہ بنیاد کہ خردمندونکی عہد کی مانند پایدار اور مضبوط تھی رندونکی توبہ کیطرح توڑی اور شیران بیشۂ ہیجا اور نہنگان لجۂ وغا ۹۶۵ھ

حصار میں داخل ہوئی اور ضرب تیغ آبدار سے خون متحصنوں کا خاک مذلت پر گرایا حسین نظام شاہ نے رخنۂ فساد کو
مسدود کر کے الماناغانما ہمعنان نصرت ہو کر قلعہ اپنے ایک معتمدان درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال احمد نگر
کیطرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر شاہزادے اور مخدومہ خواجۂ جہان حسین نظام شاہ کے خوف قہر سے ابراہیم عادل شاہ کے
پاس پناہ لیگئی تھی اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کیطرف جاکر عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی اسواسطے
عادل شاہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی میران شاہ علی کو چتر اور سورج مکھی دیکر ارادہ کیا کہ امرای احمد نگر کو کہ تمام حسین نظام شاہ کے
قہر و سطوت سے ہراساں ہیں بمواعید خسروانہ شاہ علی کے پاس فراہم کر کے تخت احمد نگر پر متمکن کریں اور یہ خبر جب
نظام شاہ کی سمع مبارک میں پہونچی وسواس راہ اور ہمیں کو عماد الملک کے پاس بھیجا تو فرشتہ لگائے اور محبت بجھاکر باتفاق
عادل شاہ کے فساد کو رفع کریں عماد الملک نے سات ہزار سوار سلح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور وہ اسکے سبب
قوی پشت ہو کر شولاپور کیطرف کہ محاصرہ عادل شاہ میں تھا متوجہ ہوا بعد حصول قرب سپاہ رزم خواہ احمد نگر
اور لشکر عماد الملک شولاپور کیطرف کہ لشکر عادلشاہیہ محاصرہ رکھتا تھا توجہ کی اور بکوچ متواتر اس حصار کے
اطراف میں پہونچکر نزول اجلال فرمایا اور چو عادل شاہ اس سفر میں عازم و جازم تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لیکر
شکست ہای سابق کا عوض لیوے سپاہ کی آراستگی میں مشغول ہوا اور سر رشتہ محبت اور صلح کا ہاتھ سے دیکر طرفین کے
دلیروں نے مثل شیر غرین کف غضب لب پر لاکر میدان کین میں قدم جلادت رکھا **مثنوی** کشیدند گردان پیکارگر ٭ برابر دو دریا ز
طوفان برآورد موج ٭ غباری برآمد بخورشید و ماہ ٭ کہ شد روز بر چشم گردون سیاہ ٭ فگندند پیلان بہ چرخ برین ٭ ز چوگان خرطوم
گوی زمین ٭ بسی سر کہ از ضرب گرز درشت ٭ بہ سینہ فرو رفت چون خار پشت ٭ سنان کردہ انگشت ہر سو دراز ٭ نمودہ
اجل راہ ترک و تاز ٭ سیف عین الملک جو عادل شاہ کا مقدمہ تھا اسنے لشکر عماد الملک اور بعضی امرای
نظام شاہی کو کہ ہراول تھی بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان کر کے فوج خاصہ نظام شاہ پر حملہ کیا اور اکثر
سپاہ کو بھی منتشر کر کے اسکے چتر و علم دولت کیطرف متوجہ ہوا ادھر ادران نظام شاہی ہجوم کر کے اسکی مدافعہ میں
مشغول ہوئی اور ایک حالت عجیب گردون پیر کو مشاہدہ ہوئی قریب چار سو مرد اہل نبرد کو جو نامی تھی اور تمام
معرکوں میں انسی کارنمایاں ظہور میں آئی تھی تہ تیغ بیدریغ کیا اور صلابت خان عین الملک کا بھانجا بھی زخم کاری
اٹھاکر خانۂ زین سے جدا ہوا منقول ہی کہ قاعدہ عین الملک کا یہ تھا کہ جسوقت کام اسپر تنگ ہوتا تھا معرکہ میں
پیادہ ایستادہ ہوتا تھا اور اپنی سپاہیونکو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اسواسطے اس قتال میں بھی گھوڑے سے
اتر کر آدمیونکو مقاتلہ میں مصروف کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ احمد نگر کے باشندے مجروح اور خستہ ہو کر
مفرور ہوئی اور نظام شاہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھی باوجود اس حال کے بامید
عنایت غیبی و تائید لاریبی پای ثبات قائم کر کے جنگ میں اصرار کرتا تھا اور جیسا کہ فرمایا ہی کہ فتح مقدر آسمانی ہی کہ
سعی انسانی کو اسمین ہرگز دخل نہیں ہی مردم کوتاہ بین نے عادل شاہ کے گوشزد کیا کہ سیف عین الملک از راہ مکر و
حیلہ بیجاپور کیطرف سے آیا اور گھوڑے سے اتر کر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ نے اس بات کو یقین کر کے
امرا اور سپاہ کو جنگ میں چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام بیجاپور کیطرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو
معرکہ سے پسپا کر کے ہزیمت دے یہ خبر سنکر سوار ہوا اور صلابت خان کو چادر میں ڈالکر کہ وہ بدحال اور پریشان تھا

ندلیکر شکر الٰہی بجالایا اور بعد دو روز احمد نگر کیطرف راہی ہوا جیسا کہ وقائع عادلشاہیہ مین مذکور ہوا سیف عین الملک
عادلشاہ کی قلمرو سے کنارہ کش ہوا اور اُس حدود مین اُسے ٹھہرنے کی مجال نرہی بہزار خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر بانسی
نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور نظام شاہ کہ اُسکی فساد سے ایمن نہ تھا اور نہایت رنجیدہ اور دلاشیدہ تھا بحسب ظاہر
خوشحالی کرکی اپنی مصاحبین سے یہ بات کہی نشان ہماری طالع کا بلند اور قوی ہی کہ عین الملک پھر اسطرف متوجہ ہوا
اور ہماری حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہی کہ پھر امرا کی سلک مین منتظم ہووی پھر بتامل حلیم قاسم بیگ کو کہ محرم اسرار تھا
اور اُس سے بزرگ تر کوئی دربار مین اُس دولتخانہ مین نہ تھا جلدی بطریق استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور
توجہ تجھی اس سرحد کیطرف لائی ہی اگر بحسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت ہمایون سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہرگز وہ
امر ہمین منظور نہین ہی عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی نسبت زیادہ اُس سے کہ اوہام مین
سماوی تصور کرکی باطمینان تمام حضور مین روانہ ہووی کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کی سرفراز ہوکر اپنے
ہمچشمون مین محسود ہوگا ہمنی مزید اطمینان کیواسطی امان نامہ او زرنگہیر رومال خاصہ مین باندھکر بھیجا ہی لازم کہ ہمراہ محرم
بزم اختصاص و مصاحب مجلس خاص قاسم بیگ حلیم کی درگاہ کیطرف متوجہ ہووی اور زیادہ اس سے ہمارے
دربار بہشت آثار کو اپنی وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نرکھی قاسم بیگ نے سرحد مین عین الملک سے ملاقات کی اور
پیام شاہ کا جو کچھ تھا بجالایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ جبتک نظام شاہ اُسکی استقبال کو
قلعہ احمد نگر سے برآمد ہووی دوسری یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اُردو مین بطریق رہن رہی قاسم بیگ دونون امر کا
ضامن ہوا عین الملک دو ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور احمد نگر سے دو کوس پر فرودکش ہوا قاسم بیگ نے
اُس سے یہ بات کہی مجھی رخصت کر کہ احمد نگر مین جاکر طریق ملاقات قرار دیکر تیری پاس اُنھین قدمون مراجعت کرون
تو اُردو مین تیری بطریق ضامن رہکر تجھی نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجون عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ بادشاہ
دربار مین آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے صحبت غلیظ دیکھکر اپنی مکان پر واپس گیا اور روغن بھلاوہ سر اور منہہ پر ملکر
آماس کی بہانہ بالین بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطعمہ اور اشربہ فراوان
عین الملک کی پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلان ساعت مین نے ملاقات کیواسطی تجویز کی ہی جو قاسم بیگ علیل ہی منتظر
ہو کہ ہم تمہاری استقبال کو سوار ہوتی ہین عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کی پاس بھیجی جب اُسے
اُس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئی اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمہاری استقبال کیواسطی
سوار ہوا ہی عین الملک نے مجبور ہوکر صلابت خان کی ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قتبول خان جو اُسکا غلام
تھا ہرچند روانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری جعلی ہی اور ملاقات اس بادشاہ عہد شکن کی
مین مصلحت نہین دیکھتا ہون ہرگز اُسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قتبول خان غمگین ہوکر اُس سے جدا ہوا اور اپنے
فرودگاہ مین جاکر یہ کہا عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی ہمارے کوچ کرکی شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ نے
ملاقات مقرر کی ہی وارد ہووین یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہننے مین مامور کیا اور خود
مع خیل و حشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبہ ٹیکاپور کی حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑی پر سوار

صحرای مسطح میں ایستادہ ہی اور آگے اُسکی دو طرف ہاتھیونکو ایستادہ کرکی کوچہ بنایا ہی پھر ایک جماعت دربار یان حضور آگی بڑھکر اُنسی اور صلابت خان کو بسواری اسپ اندر لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونوں یہاں سے پیادہ پا ہو عین الملک نے اپنے دل میں تجویز کیا تھا کہ بسواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُنکی تکلیف دینے سے نہایت دل پریشان گذری لیکن جوکہ دونوں مجبور تھی پیادہ پا ہوکر آگی بڑھی اور بعد سلام دونوں نے رکاب بوسی کیواسطی قدم آگی بڑھائی ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کی مشرف نہوئی تھی کہ حکم کی موافق لوگوں نے اُنسی اور صلابت خان کو گرفتار کرکی ہاتھیوں پر سوار کیا نظام شاہ نے شکار کو دام میں لاکر مراجعت کی جب قصبہ نیکا پور میں پہونچا فیلبانوں نے اشارہ کی بموجب پوشیدہ دونوںکا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونوںکی لاشیں ہاتھی پر سے پھینکدیں جسمیں نظام شاہ یہ احوال دیکھکر بولا کہ یہ بیچاری ہمارے خوف و ہراس سے دہلکر مرگئی پھر اُنکی تجہیز و تکفین کیواسطی اشارہ کرکی ایک جماعت کو نامزد کیا کہ اُنکی عورات کو مع ساز و سلب حضور میں لاویں اور باقی کو تاراج کریں قبول خان نے جب یہ صحبت آئینہ حدس و ادراک میں مشاہدہ کی گوش بر آواز تھا اور لشکر بادشاہی کی توجہ سی آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات کو سوار کیا اور قریب پانسو سوار جو عین الملک کی ملازم تھی مع اسپ و فیل ولایت ابراہیم قطب شاہ کیطرف متوجہ ہوا اور چند مقام میں مردم نظام شاہی کی ساتھ کہ تعاقب کنان تھی جنگ گریز کی کہ زمین اور آسمان نے تحسین و آفرین کی نداشنی اور جب حوالی اندور میں پہونچا امرای نظام شاہی کہ اُس حدود میں تھی حقیقت حال پر مطلع ہوکر سر راہ متعرض و مستعد بجنگ ہوئی قبول خان نے مثل شیر خشمناک پلٹ کر اور پانسو سوار کو لیکر پانچہزار سوار نظام شاہیہ سی مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور ایسی کارزار کی کہ ارواح بہادران اولین و آخرین اُسکی تماشی کیواسطی حاضر ہوئیں آخر کو نسیم فتح قبول خان کی پرچم مراد پر چلی ظریف الملک اور چند افغان اور دلاور خان اور پاکباز خان جو امرای معتبر نظام شاہیہ سی تھی مارے گئی اور غنیمت فراوان قبول خان کی ہاتھ آئی اور بخیر و سعادت گلکنڈہ کیطرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے حقیقت وفاداری اُسکی کہ بازماندگان اپنی صاحب اور ولی نعمت کی نسبت بجا لایا تھا منظور رکھکر بجاگیر لایق سرفراز کیا قبول خان جب تک زندہ رہا ہر سال ایک جماعت احمدنگر بھیجتا تھا کہ عین الملک اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبہ نیکا پور میں واقع ہی اُنکی ترویح روح کیواسطی آش اور روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتی تھی اور قبور کی خادموں کو بنقود فراوان محظوظ کرتی تھی اور شجاعت اور مردانگی اُنکی اسقدر دکن میں مشہور ہی کہ جوانان و بہادران ازرو یادگار کیواسطی خاک اُنکی مزار کی چاٹتی ہیں اور اُنکی اولاد سی استمداد ڈھونڈھتی ہیں اور عین الملک کا باپ سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجراتی اور سلاطین گجرات نے آثار شجاعت و مردانگی اُسکی چہرہ حال سے مشاہدہ کرکی اُسکو منصب داروں کی سلک میں محسوب کیا اور جب اُس سے خدمت ہای نمایاں وقوع میں آئیں سلک امرا میں منتظم کیا اور اُسنی بھی ہمت فراہم لانی جوانان خوب اور شجاع معرکہ گداز اور متہوروں میں مصروف رکھی مغل اور عرب اور افغان اور گجراتی اور حبشی اور دکنی وغیرہ دس بارہ برس کی مدت میں قریب دس ہزار آدمی خوب بہم پہونچا کر اُنسی سلوک برادرانہ پیش آتا تھا اور خادمی اور مخدومی منظور نرکھتا تھا اور گھوڑی اور خیمہ خاصہ کچھ ہرگز اُسکی سرکار میں نہ تھی جسوقت سواری کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا اُنھیں جوانوں سی طلب کرکی سوار ہوتا تھا اور جسوقت کوئی سفر پیش آتا تھا اپنی ہمراہیونکی خیمہ میں فروکش ہوتا تھا اور جب جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنی افسرونکو بلاکر کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی نے فلان جاگیر عزیزونکی نامزد فرمائی ہی آپسمیں تقسیم کرو چنانچہ وہ آپسمیں اتفاق برادرانہ کرکی محتاج دفتر اور اہل حساب کی نہوتی تھی

اور کچھ زر اسکی حاصل سے مصارف ضروری اور خرچ خاصہ کیواسطے اسکو مقرر کر دئیے تھے غرضکہ قریب چالیس برس کے
عمر امارت میں بسر کی اور کسی معرکہ میں شکست نپائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ کی خدمت میں
مشرف ہوکر امیر الامرا ہوا اور ان سنوات میں شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کیطرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ
حسین نظام شاہ نے منشی علی قلی کو مع پالکی اسکے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز و اکرام فراوان احمد نگر کیطرف لایا اور قصبہ
دندا راجپوری اور بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تھی اسی عنایت فرماکر دربار یاران حضور میں لیا اور جب ابراہیم عادلشاہ نے
جوار رحمت ذوالجلال کیطرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اسکی ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا
ملا عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکندہ کیطرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہی مناسب
ہی کہ ہم اور تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہوں ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سی چاہتا تھا فی الفور خیمہ اور خرگاہ روانہ کیا جب
نظام شاہ نے یہ خبر سنی کوچ بر کوچ احمد نگر گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بسبیل استعجال اس اطراف میں آیا
دونوں بادشاہ نے گلبرگہ میں ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کریں اسکے بعد اتنکر کو تسخیر کریں چنانچہ
ہر دو باتفاق محاصرہ گلبرگہ میں مشغول ہوئی اور نظام شاہ کی گولہ اندازان رومی خان چلبی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور
ضرب زن کی ضرب سی متزلزل کیا اور جب قلعہ مفتوح ہوا مصطفیٰ خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک قطب شاہ تھا
اسنی معروض کیا کہ حسین نظام شاہ قہار اور بی اعتدال اور عہد شکن ہی اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف میں لاویگا آپکو قلعہ اتنکر سے
مانع آویگا اور آپ امر سے عہدہ برنہونگے بہتر یہ ہی کہ آپ اسکی اعانت اور تقویت میں کوشش نفرماویں کہ اسسے
عادلشاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہووی ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کا کلام صادق جانکر تصدیق کی خیمہ اور خرگاہ
اور اثقال سے قطع نظر کر کے خوف شب میں اپنے دار الملک کیطرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ نے دشمن کے دفع کیواسطے سفارش
اور تاکید بہت کی اور امرای عادلشاہی قوی پشت ہوئی اور جب قطب شاہ کی کوچ کرنیکی آگاہیں خبر پہونچی لشکر نظام شاہ کو
تاخت و تاراج کر کر مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ بہ تنگ آیا بدول اسکے کہ ہاتھ گردن شاہد مقصود میں ڈالی
بنیا سر کھجا کر احمد نگر کیطرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ اتحاد اور انقطاع کے
بارہ میں متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور قہاری سے خائف اور ہراسان ہوکر اثنای راہ سی بھاگ کر گلکندہ
کیطرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کر کے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کی گناہ کا مواخذہ کیا
اور قلعہ پرندہ میں دو تین ماہ اسنی قید رکھا پھر مقام عنایت میں ہوکر اسی حبس سی نجات دی اور بدستور سابق معزز
اور محترم کیا اور علی عادلشاہ در پی انتقام ہوکر بانواع تدبیر و حکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور
یہ خبر جب احمد نگر میں پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے یکجہت و یکزبان کری پھر ملا ما تندرانی کو کہ
اسکی مصاحبین سی تھا ایلچی کر کیطرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان میں لاکر وصلت اور پیوند نسبت کی
کرے چنانچہ ملا علی وہاں پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بحسن مدعا ساتھ اس تقریب کی کہ موثر ہووے
مذکور کر کے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کی ساحل پر قریب قصبہ سونپت کے بعد تقریب عروسی بعشرت آباد
مشہور ہوا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری میں باہم ملاقات کرائی دونوں بادشاہ دریای مذکور کی دو طرف فرو کش ہوئی
خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروہ مہر و ماہ پر بلند کئی اور جشن اور سامان شادی میں مشغول ہوکر

بساط نشاط مبسوط کی مثنوی زلیس ازاں [illegible]

ستد آب شنگرف ٭ میان دو دریائی رود ژرف ٭ زمین از دو لشکر کواکب نشان ٭ در و حبذا آب چون کہکشان ٭ ز سیم و زران ہر دو صاحب کلاہ ٭ کشیدند بر آسمان بارگاہ ٭ زہر جانبی کوس عشرت زدند ٭ رہ شادمانی بنوبت زدند ٭ زمین آسمان وار آراستہ ٭ خروش نی و نائی برخاستہ ٭ حسب مقدمات جشن و میزبانی اور مہمات شادی اور مہمانی کی سامان قبول کیا منجمان دقیقہ شناس نی اجتماع نیرین کیواسطی ایک ساعت خجستہ اختیار کی اور قضات و علمای پایہ سریر خلافت مصیر نی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کی عقد ازدواج میں لائے اور جب دولت شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کی عقد میں آئی ہر شخص خوش و خرم اپنی دار الملک کیطرف روانہ ہوئی اور اسی سال مولانا شاہ محمد استاد نیشاپوری اور چلبی رومی خان کو قلعہ ریک دندہ پر کہ کفار اپنی اندازہ سی قدم آگی رکھکر مسلمانوں کو ایذا پہونچاتی تھے نامزد فرمایا کفار اپنی کئی ہوئی سے پشیمان ہوئی اور مسلمانوں کی عدم مزاحمت میں عہد و پیمان درمیان میں لائی پھر اس جماعت نی معاودت کی اور آخر سنہ ۹۶۷ نو سو سرسٹھ ہجری میں حسین نظام شاہ نے قلعہ کالنہ پر جو تصرف میں ایک رای کی تھا بخلاف باپ دادا کی کہ اسوقت تک نظام شاہ کی تصرف میں نہ آیا تھا فوج کشی کی اور تین چار مہینی کی عرصہ میں مع چند قلعہ اور اسکو مسخر کیا اور اپنی مردمان معتبر کی سپرد کرکی مظفر و منصور احمد نگر کیطرف مراجعت کی ان روز و نمین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادلشاہ قلعہ شولاپور اور کلیان کی انتزاع میں مصر اور بجد ہے اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف عازم ہوا ہی حسین نظام شاہ نی بمشورہ قاسم بیگ شاہ حسن انجو کو جو رخصت مکہ لیکر بندر چیول گیا تھا احمد نگر میں طلب کرکی اس سے مشورہ کیا شاہ حسن اور قاسم بیگ نی جواب دیا ہمیں تاب مقاومت کی ان تینوں بادشاہوں سی نہیں صلاح دولت یہ ہی کہ قلعہ کلیان عادلشاہ کو دیکر لوازم صلح درمیان لائی حسین نظام شاہ نی کہا وہ قلعہ میری والد بزرگوار نی بضرب شمشیر و مردانگی لیا تھا بڑی شرم و ننگ کی بات ہی اسی دب کر دشمن کی سپرد کرنا پھر شاہ حسن جرأت کرکی عرض پیرا ہوا عالم پناہا ہر وقت کا موقع اور محل ہی یعنی وہ ہنگام مقتضی لینی کا تھا اور یہ مقتضی دینی کا ہی بادشاہوں اور دنیا دارونکو ایسی امور زبردستی اور زیردستی کی اکثر پیش آجاتی حسین نظام شاہ کسیطرح ساتھ اس مقدمہ کی راضی نہوا اور اسقدر پر خاطر کی کہ تینوں بادشاہ قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادہ کی ہمراہ رکاب لیکر احمد نگر میں آپہونچی نظام شاہ نی قلعہ احمد نگر کو کہ گلی تھا اور خندق نرکھتا تھا اذوقہ اور آلات آتشبازی سے مملو کرکی مردم جنگی کی سپرد کیا اور خود مع خزانہ اور اہل و عیال پٹن کیطرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنی متفق کرکی دشمنونسی مصاف کری اتفاقات سے خانجہان بھائی امیر برید عماد الملک کی پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد نظام شاہ سی مانع آیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کی ولایت کی تخریب میں مشغول ہوا حسین نظام شاہ نی ملا محمد نیشاپوری کو اسکی مقابلہ کیواسطی مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملۂ اول میں خان جہان شکست فاحش کھا کر ملا محمد کی مقابلہ سے بھاگا جو کہ عماد الملک کی پاس شرم سی جا نہ سکتا تھا اسواسطی عادلشاہ کی ملازمت کیواسطی روانہ ہوا اور جہانگیر خان جملۃ الملک ہو کر مع لشکر برار نظام شاہ کی مدافعہ کو آیا علی عادلشاہ اور رام راج اور قطب شاہ نی احمد نگر میں پہونچکر مکانات اور مساجد کی ویرانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیرا کام مردمان درونی پر تنگ ہوا اور قطب شاہ

جو عاقبت اندیشی کرکی سمجہا ہتا تہا کہ عادلشاہ نظام شاہ پر فائق ہووی اسواسطی اپنی مورچی سے راہ آمد و شد مردم
درونی پر مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تہا اور قاصد اور معاون بفراغت نظام شاہ کیطرف سی قلعہ مین دوادوش
کرتی تہی اور کیسطور سی محنت اور تعب نہ کھینچتی تہی اور ملا عنایت اللہ کہ اسوقت مین قطب شاہ کا ملازم تہا اور اپنی امور مین
دخل عظیم رکھتا تہا ہمیشہ اہل قلعہ کی ساتھہ باب دوستی مفتوح رکھکر عرایض مشتمل اخلاص اور دولتخواہی حسین نظام شاہ
پاس بھیجتا تہا اور جب اس قسم کی امور پوشیدہ نہی عادلشاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سی مقام [illegible] مین ہوئی
اور جیسا کہ سابق مین وہ خوش طبعانہ قلعہ گلبرگہ سے گیا تہا اسیطرح قلعہ احمدنگر کی بھی مورچہ سی رات کیوقت خیمہ اور
خرگاہ اور اشیای سنگین اسی مقام مین چھوڑکر بسبیل استعجال گلکنڈہ کیطرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ کی کوچ کیوقت
قطب شاہ سی جدا ہوکر آپ کو قلعہ احمدنگر مین پہونچایا اور وہانسی پٹن مین جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سی مشرف ہوا
اور جو کہ بعد شکست خانجہان کی عماد الملک نی جہانگیر خان دکنی کو پیشوا کرکی مع جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو
بھیجا وہ عادلشاہ کی سرحد پہونچکر مانع وصول غلہ اور آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اردوی عادلشاہ اور رام راج مین
بہم پہونچا تمام خلائق فاقہ کشی سے غمگین اور اندوہگین ہوئی اور دونوں بادشاہ کوچ کرکی قصبہ آشتی مین پہونچے اور
اس مقام مین استقامت کی اور دری اسکی ہوئی کہ امرای کبار کو مع لشکر بسیار قلعہ پرندہ کیطرف بھیجکر اول اسی مفتوح
کرین اسکی بعد مراجعت کرکی احمدنگر پر متصرف ہووین نظام شاہ مضطرب ہوا اور بمشورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسن
انجو اور ملا عنایت اللہ کی رام راج سے طریقہ آشنائی مسلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نی کہا مین تین شرط سے
صلح کرتا ہون اول یہ کہ قلعہ کلیان عادلشاہ کو دیوین دوسری یہ کہ جہانگیر خان سی مضرت بہت ہمارے لشکر کو پہونچی ہی
اور وہ ہمارا دشمن ہی اسی قتل کرین تیسری یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان استمالت لیوی حسین نظام شاہ نی یہ بات
سنکر اپنی حفظ دولت کیواسطی تینون امر قبول کرکی دروازہ ظلم و جور کا اپنی احباب کی منہہ پر کھولا اور اچانک ایک جماعت
امرای کبار کو جہانگیر خان کی دائرہ پر کہ مہمان اور دولتخواہ تہا بھیجکر اسی قتل کیا عماد الملک نی ترس و خوف سی زبان [illegible]
نہ کھولی تہا قتل کو بہتر ہین امور سی سمجہا حسین نظام شاہ نی بعد اس بیمروتی کی کہ کافر ہی کی کہنی سے ملک کی مصلحت کیواسطی
ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کرکی آرزوی رام راج کیطرف روانہ ہوا اور رام راج نی نہایت
عجب و تکبر سے تواضع نکرکی نظام شاہ کی ہتہہ دست بوسی کی حسین نظام شاہ رای کی نخوت و غرور سی نہایت
رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کی ستانی کیواسطی اسی مجلس مین طشت اور آفتابہ طلب کرکی ہاتھہ دھویا
رام راج یہ حال مشاہدہ کرکی مثل مار دم بریدہ پیچتاب کرکی بزبان کنڑی بولا اگر یہ میرا مہمان نہوتا یا رجہ بزرگ اسکی
سر انگشتان ہوتی یہ کہکر طشت و آفتابہ اسنی بھی طلب کرکی ہاتھہ دھویا مین بعد تکلفا [illegible] تمراج برادران رام راج
اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسی کلام کہ آتش فساد ساکن ہو درمیان مین لائی حسین نظام شاہ نے
قلعہ کلیان رام راج کو دیکر کہا اسکو تیری پیشکش کیا رام راج نی اسکی سامنی کنجی قلعہ کی عادلشاہ کی پاس بھیجی اور پھر اسنی
حضرت کو پان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادلشاہ کیطرف سی جانتا تہا ملاقات
اسسی نہ کی اور اپنی دائرہ گاہ کیطرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنی دار الملک اور دار الراج کیطرف
روانہ ہوئی حسین نظام شاہ نی احمدنگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سی تہا مسمار کیا اور اسکا دائرہ وسیع کرکی اور پتہر سی ۹۶۲ھ

بنا ڈالی اور اُسکی تیاری کی بارہ مین اہتمام بہت فرماکر تھوڑی عرصہ مین انجام کو پہونچایا اور اُسکی گرداگرد ایک خندق وسیع اور عمیق کھودی اور آدمیون نی بھی منازل کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتدای ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین اپنی بڑی بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خونزہ ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن کی عقد نکاح مین دیدیا اور اُن دنون مین جو دریا عماد الملک فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک کہ نہایت صغیر اور سن تمیز کو نہ پہونچا تھا اُسکا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ بسبب اُس مروت کی کہ قطب شاہ سی احمدنگر کی محاصرہ کیوقت مشاہدہ کی تھی اُس سی دلی دوستی اور صداقت کی ہوا اور ملا عنایت اللہ نی کہ اُس عرصہ مین مصاحب اور ہم پیالہ نظام شاہ کا ہوا تھا پھر قدم درمیان مین رکھکر ایسا کیا کہ حسین نظام شاہ نی ایلچی قطب شاہ کی پاس بھیجکر بہ نسبت سابق یکدلی و یکجہتی ہوئی اور قرار دیا کہ حوالی کلیان مین ملاقات آپسمین کرکی لوازم عروسی بجالاوین اُسکی بعد قلعہ کلیان کو مسخر فرماوین اگر عادلشاہ اور رام راج بھی اُنکی طرف متوجہ ہووین نظام شاہ متعہد رام راج کی قتال کا ہوا اور قطب شاہ مقابلہ عادلشاہ کا اختیار کرے اور چونکہ حسین نظام شاہ قہار اور بیباک تھا کسی شخص کو اُس ارادہ محال کی فسخ مین مجال عرض نتھی اسقدر سکوت اختیار کیا کہ اوائل ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نی کلیان کی اطراف مین ملاقات کرکی اپنی آئینہ ہای دل کی کدورت صاف کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لاکر بی بی جمال بنت حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کی حبالہ نکاح مین منتظم کیا اور دونون بادشاہ نی متفق ہوکر قلعہ کلیان کو محاصرہ کیا اور جب قریب ہوا کہ مردم درونی امان طلب کرکی قلعہ کو سپرد کرین کہ ناگاہ بدستور اول عادلشاہ اور رامراج مع لشکر گران اُس حدود کیطرف متوجہ ہوئی اور برہان عماد الملک کہ اپنی باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کی قتل ہونے سے نظام شاہ سی رنجش خاطر بہم پہونچائی اور باتفاق علی برید عادلشاہ سی پیوستہ ہوا حسین نظام شاہ نی ترک محاصرہ کرکی احمال و اثقال اور اہل و عیال کو مع شاہزادہ مرتضی اور اپنی داماد شاہ جمال الدین حسین قلعہ اوسہ کیطرف روانہ کیا اور خود مع سات سو ارابہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُنکی مقابلہ کو جاکر چھ کوس کی فاصلہ پر فروکش ہوا اور دوسری دن قطب شاہ نی بہ نیت جہاد کفار بیجانگر ہتھیار سپاہیون پر تقسیم کئی اور مستعد قتال ہوکر رام راج کی اردو کیطرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کرکے بہ قصد مقابلہ اور مقاتلہ عادلشاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کی نظام شاہ کی ساتھ روانہ ہوا اور اُن دنون مین موسم برسات نہ تھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھاگئی اور اسقدر شدت سی پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور ندی اور نالہ دریا ہوگئی آدمی اور ہاتھی اور گھوڑی نہایت عاجز ہوئی اور سپاہیون نی ہتھیار پھینکدئی اور توپونکی بھی دلدل مین دھس گئی صحبت عجیب و غریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نی اُسی دن اپنی لشکرگاہ کیطرف مع چالیس ضرب توپ معاودت کی اور مرتضی خان یعنی شاہ ابوالقاسم انجو کو کہ نوکران عادلشاہ سی تھا امرای بزرگ کی ہمراہی مین نامزد فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنا سیاہ اُس لشکر کو دکھاوی تو اُنھین فرصت ہووی کہ مسلح ہوکر میدان کیطرف روانہ ہوئین اتفاقاً مرتضی خان نی اثنای راہ مین ارابہ توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کی درمیان افتادہ دیکھے جب حقیقت اور ماہیت قصہ پر واقف ہوا بہ تعجیل تمام آدمی علی عادلشاہ کی پاس بھیجکر بشارت دی علی عادلشاہ اور رام راج نی آدمی روانہ کرکی ارابون پر قبضہ کیا اور بلا توقف دائرہ قطب شاہ پر جاکر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک

جماعت مخصوص اسکی بھاگا اور نظام شاہ کی عقب لشکرگاہ ایستادہ ہوا اور مصطفیٰ خان اردستانی نے کہ اُسکا میر جملہ تھا مع جمعیت اپنی رگ سیادت اور غیرت کو حرکت میں لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہ ہای حربی پر چوب زن ہوا اور اسقدر پاؤن زمین کین میں گاڑ دی کہ نظام شاہ مدد کیواسطی آپہونچا اور اردو قطب شاہ کا سلامت اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنی ارکان دولت کو بلا کر یہ فرمایا مین توپخانہ کی سبب سے چاہتا تھا کہ رام راج کا مواجہہ کرون اور قطب شاہ کو عادلشاہ کی مقابل پامور کرون مگر اب قطب شاہ مرتضیٰ خان سے کہ ایک امرای عادلشاہ سے ہی بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کی ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر ظہور مین آوی انھون نے جواب دیا اسوقت لڑائی مین نقصان کی سوا کچھ فائدہ متصور نہین ہوتا ہی آپ اپنی دارالملک کیطرف مراجعت فرمائین اور جنگ اور وقت پر محول رکھین جب رام راج اور عماد الملک اور علی برید کے امرا اور افسران سپاہ بطریق روز گذشتہ اردو کی حوالی مین پہونچی نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کی بہانہ سوار ہوکر احمد نگر کیطرف روانہ ہوئی اور دشمنون نے اردو کو تاراج کر کی انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا بنات النعش کیطرح متفرق ہوا زیادہ ہزار سوار سے نظام شاہ کی پاس نرہا لیکن نظام شاہ پردلی سے اُسیطور چتر اور علم مرتفع کر کی نہایت تحمل اور وقار سے جاتا تھا اور پانچ چھ ہزار سوار اُسکی چارونطرف تعاقب مین جاتی تھی لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہووین اور اُس شیر بیشہ بادشاہی کیطرف نگاہ پھیر کر دیکھین منقول ہی کہ وہ حضرت نماز کی بہت مقید تھی چاہا کہ نماز وقت پر پڑھون قضا اُسروز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑی سے اُتر کر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ اسوقت مین گھوڑی سے اُترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین درست نہین ہی آپ ایما اور اشارہ سی خانہ زین پر نماز ادا فرمائین اُس شہریار والا قدر نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا انکی مین اسی وضع سے نماز ادا کرون یہ کہکر گھوڑی سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کے اُس شہریار کی فوج سے دوچند بلکہ اُس سے بھی مضاعف تھی اور گرداگرد ایستادہ تھی کسیکو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم آگی بڑھاتا حسین نظام شاہ جو پٹکا چست زیب کمر کئی تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسی لباس سی نماز درست نہین ہوتی اعادہ لازم آتا ہی یہ کہکر پٹکا کھولکر پھر اعادہ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا پٹکا باندھکر سوار ہوا اہل تعاقب یہ جرأت دیکھکر آپسمین کہتی تھی کہ جب ہمنی ایسی وقت مین کچھ کام نہ کیا اب ہمسی کیا ہوسکیگا پھر سب نی باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہی ہم تعاقب سی دست کش ہوئی کہ کسیطرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچی حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضیٰ کو ہمراہ لیکر قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمد نگر کیطرف کوچ کیا اتنی مین یہ خبر سُنی کہ عادلشاہ اور رام راج اور برہان عماد الملک اور علی برید کوچ بر کوچ اسطرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سی مضبوط کر کی جنیر کیطرف روانہ ہوا اور تمام دشمن احمد نگر مین آپہونچی اور کفار بیجانگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین ویران کین اور ایک مسجد کہ چھت اُسکی چوبی تھی تیشہ بیداد سے اُسی بھی ویران کیا اور مسلمانو نکو ایذا پہونچانی سے اور انکی عورات اور فرزندونکی بیحرمتی مین جو کچھ اُنسی بن پڑا تقصیر نہ کی عادلشاہ یہ اخبار سُنکر بہت غمگین ہوا جو قدرت ممانعت نرکھتا تھا رام راج سی کہا محاصرہ اس قلعہ کا اب محکم زیادہ اول سے ہوا بہتر یہ ہی کہ کوچ کر کی نظام شاہ کی

ھی روانہ ہووین رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق عادلشاہ
جم کرکی جنیر کیطرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ انکی توجہ سی واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی اور سابا جی
غیرہ کی نامزد فرمائی کہ لشکر مخالف کی پیشرو پس تاخت کرکی ہمہ تن تاخت و تاراج مین مشغول ہووین کہ غلہ اور رسد
و رسامان معیشت انھین بہم نہ پہونچی اور خود مع احمال و اثقال بلندی کیطرف کہ کوہستان ہین واقع ہی روانہ ہوا رستم خان
راجی قصبہ کانو مین مخالفان کی قریب پہونچا اور بادشاہ کی حکم کی موافق وصول غلہ اور آذوقہ کا مانع ہوا اسی درمیان مین
یک دن علی عادلشاہ شکار مین مشغول تھا اور خانلو اسکا ہمراہ افواج بیجاپوری مسافت طی کرتا تھا رستم خان
بشی جرأت کرکی برخلاف قرارداد کی افواج عادلشاہی پر کہ نہایت کثرت سی تھی حملہ آور ہوا اور علی عادلشاہ کے
مالو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کار آزمودہ مارا گیا اور بقیۃ السیف سپاہ نظام شاہ بہ پریشان حالی
ہوکر دشت ہزیمت مین آوارہ ہوئی لیکن رستم خان کی جرأت سی بیجاپوری اور بیجانگری بھی شجاعوں مین شمار ہوئے
جب موسم برسات کا قریب آیا رام راج اور عادلشاہ احمد نگر کیطرف عازم ہوئی قضارا رام راج نہر سینا اور
اسکی اطراف مین فروکش ہوا اور علی عادلشاہ نی دور تر نزول کرکی دونوں اپنی ممالک کی روانگی اور قلعہ احمد نگر کے
محاصرہ مین متردد ہوئی اسی درمیان مین احمد نگر کی شمال مین اس شدت سی پانی برسا کہ رات کیوقت سیل عظیم آیا
قریب تیس نفر امرا اور تین سو ہاتھی کہ زنجیر انکی ہاتھ پاؤں مین پڑی تھی اور بارہ ہزار آدمی کہ جنکی نام رام راج کی دفتر مین مندرج
تھی بحر فنا مین غرق ہوئی اب اسیطور سی مردم پیادہ اور بنگاہ اور گھوڑی اور بیل وغیرہ قیاس کرنا چاہئی کہ کسقدر غرق ہوئی ہونگی
رام راج اس امر کو شگون بد سمجھکر اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہوا اور علی عادلشاہ نی قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کیا
اور رام راج سے کہا اگر تمھاری خوشی ہو اسی گچ اور سنگ سی تیار کروں اور اسی تمھاری نام کہ رام درگ سی موسوم
کروں رام راج نی منظور کیا اور مزدور اور کاریگر اسکی تیاری مین مشغول ہوئی عادلشاہ باتفاق رام راج کوچ کرکی قصبہ
ار کی کیطرف کہ قطب شاہ کی سرحد مین واقع تھا پہونچی رام راج طمع عادلشاہ اور قطب شاہ کی ملک کی کرکے
اور برسات کی طغیانی کا بہانہ کرکی مقیم ہوا اور چند پرگنی دونوں سی لیکر بیجاپور کیطرف گیا اور علی عادلشاہ نی قلعہ نلدرگ
مرتضی خان کی حوالہ کیا اسنی بھی اپنی مقر کیطرف معاودت فرمائی اور مرتضی خان قرب و جوار کی سبب وقت بوقت
ولایت شولاپور کی تاخت و تاراج مین قیام کرتا تھا حسین نظام شاہ یہ امر عادلشاہ کی تحریک سی تصور کرکے
درپی استحکام قلعہ شولاپور ہوا اور ذخیرہ کیواسطی بارہ ہزار گونین غلہ کی شاہ محمد انجو اور فرہاد خان اور ادہم خان حبشی کی
ہمراہ روانہ کین مرتضی خان نی یہ خبر سنکر باتفاق امرای برکی تاخت کرکی شولاپور اور پرنڈہ کی مابین انکی فروکش ہونیکی
وقت آتش قتال روشن کی اور عجب اتفاق شاہ تقی نام ایک سید کہ نظام شاہ کی ملازمین سی تھا شمشیر خان کی
سنکھ ہوکر آپسمین شمشیر بازی کرنی لگا شاہ تقی مغلوب ہوکر اسیر ہوا اور اسیروں کیطرح اسکی ہاتھی پر سوار کیا
اور اسوقت فریقین کی درمیان قتال و جدال عظیم واقع ہوئی اور امرای نظام شاہی پسپا ہوکر بھاگ گئی اور قریب
ایک سو اور بیس زنجیر فیل برباد اور ضائع کئی امرای برکی جیساکہ انکا قاعدہ اور دستور ہی قرار فتح اپنی طرف دیکر تاراج میں
مصروف ہوئی اور انبار غلہ کا جہانتک اٹھ سکا لوٹا اور باقی مین آگ لگا دی مرتضی خان اور شاہ قلی خان نی تاقیدیونکو
بیجاپور روانہ کیا اسی درمیان مین ایک غلام بچہ حبشی کو کہ جملہ اسیروں سی تھا اور ایک شخص نی اسکی ہاتھی پر سوار کیا تھا

اسنے گریہ وزاری شروع کی مرتضیٰ خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات کہی کہ اگر تجھکو میرے پاس رہنے کی تمنا ہو
تو میں تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو بفراغت تمام بسر کریگا اور جو تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے ابھی آزاد
کرتا ہوں غلام بچہ نے کہا میں اپنے صاحب کو چاہتا ہوں مرتضیٰ خان نے اسے فوراً آزاد کیا اور وہ بہ تعجیل تمام شاہ محمد اور امراے
مفرور کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی تاراج میں مشغول ہے اور مرتضیٰ خان مع جماعت قلیل کہ دو دستے سے
زیادہ نہیں فلاں مقام میں ایستادہ ہے اسے دستیاب کرکے اپنے فیلونکا عوض لو شاہ محمد باقر دو تین ہزار سوار لیکر یکایک مرتضیٰ خان کو
گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور زنجیر میں مسلسل کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا حسین نظام شاہ نے از سر نو بارہ ہزار گون غلہ
مہیا کرکے اس مرتبہ خود ہمراہ ہوکر بسرعت برق و باد غلہ لشکر شولاپور کو پہونچا کر پلٹ آیا اور اسکی آمد و رفت میں بارہ
دن سے زیادہ عرصہ نہ لگا اسوقت ایک جماعت طرفین سے اصلاح کے درپے ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ طرفین کے اسیرونکو
سرحد میں لاکر دفعۃً واحدۃً چھوڑیں پھر مرتضیٰ خان اور شاہ تقی کو سرحد پر لیگئے جب دور سے ایک نے دوسرے کو دیکھا
اسطرف سے شاہ تقی اور اسطرف سے مرتضیٰ خان کو چھوڑ دیا ایک بیجاپور کیطرف دوسرا احمدنگر کی سمت آیا اور بعد
اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرش لڑائی اور خود رائی کا لپیٹا اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان صائب راے سے
رجوع فرمائی اور وقائع عادلشاہیہ میں مرقوم ہے کہ دو خیرخواہونکی مساعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلثہ کے عداوت
بموافقت مبدل ہوئی چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کو علی عادلشاہ کے عقد میں منعقد کیا اور قلعہ شولاپور جو
مابہ النزاع اور فساد تھا اسکے جہیز میں دیا اور ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادلشاہ کو مرتضیٰ نظام شاہ ولد حسین
نظام شاہ کے حبالۂ نکاح میں لائے ان دونوں بادشاہ شیعہ مذہب نے نقارہ یکجہتی اور دوستی کا بجایا اور سنہ ۹۷۲ نو سو
بہتر ہجری میں ساتھ اس کیفیت کے کہ داستان علی عادلشاہ میں بیان ہوئی سلاطین دکن سوائے برہان عماد الملک کے
بسبب رام راج کے قتال اور استیصال میں کہ جو عرصہ دکن میں نغمہ انا ولا غیری کا گاتا تھا یکدل اور یکجہت ہوئے اسکے بعد
نظام شاہ اور عادلشاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کرکے آب کشنہ سے عبور کیا اور ندے
ہیکری کے کنارے کہ کشنہ سے چھ کوس پر ہے مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کہ انمیں اکثر گولہ انداز
اور تیر انداز تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا مسلمان اسکی جمعیت اور شوکت سے متوہم ہوکر آپسمیں اس بات پر
راضی ہوئے کہ رام راج ولایات عادلشاہ اور قطب شاہ سے جو کچھ لیا ہے واپس دیوے اور عہد کرے کہ پس بعد مزاحمت
اور تعرض نہ پہونچائیگا لیکن وہ کافر ان بادشاہونکو حقیر و ضعیف جانکر جملہ موجودات سے ہیچ شمار کرتا تھا اور بدیں نظر
حرب میں بھی جلدی کی تلکنادری کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی عادلشاہ کے مقابل مقرر کیا
اور ابلتراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ میں تعین کیا
اور خود بتیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار کمکی راجہاے اطراف کہ بروز جنگ ساتھ اسکے ملحق ہوئے تھے اور پانچ لاکھ
پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بروایت دیگر دو ہزار فیل لیکر حسین نظام شاہ کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا
اور نہایت تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر اور ناظر نجانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہوکر اپنے بھائی کو حکم کیا کہ نظام شاہ کا فوراً
سر تن سے جدا کرکے میرے پاس لا اور میمنہ ابلتراج اور میسرہ تلکنادری کے سپرد کیا اور مقدمہ امراے کبار کے
تفویض کرکے خود قلب میں قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا و جہاد پٹکا قتال کا کمر ہمت پر استوار کرکے اور

جوش شجاعت زیب تن کر کے کثرت اعدا سے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضائے کانہم بنیان مرصوص صفوف حرب آراستہ کیں۔ عادل شاہ میمنہ میں اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ میں اور حسین نظام شاہ نے قلب میں مقام کیا اور ہر ایک نے اعلام دوازدہ امام علیہم السلام بلند کر کے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے سو ارابہ توپ کلاں اور توپ میانہ اور زنبورک اپنے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کیں اور اسیطور پر دو سو ارابہ توپ ہائے کلاں سب سے آگے داہنے اور بائیں قائم کیں اور پیچھے اسکے دو سو ارابہ ضرب زن کہ عبارت توپ ہائے میانہ سے ہے پھر پہیے پر چڑھائیں اسکے بعد دو سو ارابہ زنبورک جسے شتر نال بھی کہتے ہیں بقاعدہ و اسلوب نصب کیں۔ اور چلبی رومی خاں کہ فنون آتشبازی اور گولہ اندازی میں جسکا نظیر نہ تھا انکی سرکاری میں مشغول ہوا اور شب کو گولہ اور باروت تیار کیا اور درمیان میں ہزار غریب تیر انداز نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدہ سپاہگری توپخانہ کے روبرو لائے اور رومی خاں نے توپ ہائے کلاں جسکا نام کفر توڑ نانک تھا اور پچھا اور دھرتی دھمک اور کوہ لرزان تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوئیں اور آلات آتشبازی کہ جسکا مذکور سابق میں ہوا بیشتر استعمال میں لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے مقتول ہوئی وہ کافر اول مسلمانوں کے قتال حساب میں نہ لا کر اسوقت تک سنگاسن پر سوار تھا اب مسلمانوں کے درپے قتل ہوکر سنگاسن سے اترا اور شامیانہ زربفتی اور اطلس سرخ کے ایستادہ کر کے چوکی مرصع پر چار زانو بیٹھا اور دو طرفہ ہوں اور ہر تاب کے دو پہاڑ طلا کے زر دامن داس اور سپر لشکر پر قسمت کیا اور ارباب اسلام کی جنگ میں ترغیبات کر کے وعدہ کرتا تھا کہ جو شخص مظفر ہیرے با سر آوے اسکو یک مرصع اور اضافہ جاگیر سے سرفراز کرونگا پھر اسکے میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ نے بہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کر کے یہاں تک ولیر نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ کے صفوف سے ہے پسپا کیا اور خلائق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافروں کیطرف سے ہوا اسی درمیان میں حسین نظام شاہ نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ بتوفیق سبحانی اور امداد ائمہ معصومین علیہم السلام اسوقت مظفر اور منصور ہونیکی کوشش اور سعی میں تقصیر نہ کرو اور کاردان اور کار آگاہ چلبی رومی خاں نے جلدی اور مردانگی کر کے دوبارہ توپ ہائے کلاں اور گردوں میں بجائے گولہ کے رب اور پیسوں کی تھیلی بھر کر رام راج کے لشکر پر سر کیں کہ دفعتاً پانچ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کاہ بادی کیطرح اڑ کر بیجان ہوئے اسوقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی ارابونکے پیچھے سے برآمد ہوا اور رانیاں کشور خاں لاری کہ سات آٹھ ہزار سوار عادلشاہی نے بسرعت برق و باد اپنی تیغیں اسکے پاس پہونچایا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا مثنوی

فرو ریخت خون از دم تیغہا * چو اقطار امطار از میغہا * سنان یلان شعلہ افروز شد * چو برق بہاری جہانسوز شد *

اسوقت کہ طرفین اپنے کام میں مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جسکا نام غلام علی اور رومی خاں کے حوالہ تھا رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کر کے اسے بھگایا اور اسکا تعاقب کر کے رام راج کے شامیانوں کیطرف متلاشی ہوا اور رہ فیلوں کی صدمہ کے خوف سے گر پڑے سے اٹھا اور چونکہ ضعیف ہوا تھا اور قوت سواری نہ رکھتا تھا یا یہ کہ قلم تقدیر نے فنا اور زوال اسکے چہرہ حال پر کھینچا تھا نہایت تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار نہوا سنگاسن میں جا بیٹھا اور کہار اسے لیچلے حسب اتفاق ہاتھی چند اور وہاں آ پہونچے کہار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے قسم سے ہاتھی کو ایستادہ کیا اور سنگاسن کیطرف متوجہ ہو کر ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے

اٹھاکر اپنی پشت پر لادی ایک خواص رام راج کا کہ جو وہان حاضر تھا اُسنی یہ تصور کیا کہ فیلبان نی شاید رام راج کو پہچانا اسواسطی اُسکی قتل کا اشارہ کیا ہی وہ ازروی دلسوزی آگی بڑھکر رونی لگا فیلبانکو یقین ہوا کہ اسمین رام راج ہے اُسی دولت غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کیطرف ملتفت نہوا اور بہ مشقت تمام رومی خان کی پاس لیگیا اور رومی خان نی بہ تعجیل کمال نظام شاہ کی پاس پہونچایا اور نظام شاہ نی اُسی پہچانا اور فوراً اُسکا سر تن سی جدا کیا اور تاج سنان کر کی اُسی ہاتھی پر مرتفع کیا اور یہ حکم دیا کہ افواج دشمن کی سامنی لیجاوین جب کفار بیجانگر کو اپنی سردار کا قتل متحقق ہوا پای ثبات اُنکا جگہ سے ہلگیا فرار قرار پر اختیار کی اور رام راج کی بھائیون نی بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کی مقابلہ سے کنارہ کرکی اپنی بھائی کی مدد کیواسطی دوڑی اس درمیان مین خبر اُسکی قتل ہونیکی سنی اُنھون نے بھی مثل اور ونکی راہ فرار لی اور سلاطین اسلام نی انکی کندی تک کہ دس کوس بیجانگر سی ہی پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ مین اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کیطرف کی قتل ہوئی اور اسقدر جنس اُسکا اسقدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم دو زبان اُسکی شرح و بیان سی عاجز اور قاصر ہی اور سلاطین نی فیل کی سوا کسی چیز کی طمع نکی جو چیز جسکی ہاتھ آئی اُسی ارزانی فرمائی اور حسین نظام شاہ نی پوست سر رام راج کا بہی پر کرکی یہ بیت پڑھی **بیت** جو بیشہ تہی گردد از نرہ شیر ✽ شغالان در آیند آنجا دلیر ✽ اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر اکثر بصحابت ایلچی تفال خان براری کی پاس بھیجا کسواسطی کہ خان مذکور اسعرصہ مین رام راج کی تحریک کی سبب فرصت دیکھکر احمد نگر کے اطراف تک مزاحمت پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نی انکی کندی سے بیجانگر مین جاکر اُس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اسوقت تک کہ ۱۰۲۲ھ ہجری ایکہزار و دو بیس ہین آبادی کی علامت اُس مقام مین محسوس اور مشاہدہ نہین ہوتی ہی اور تنگنا دری جو چارہ نہین رکھتا تھا اس سبب سی جو قلعی اور پرگنی کہ رام راج نی بزور شمشیر لی تھی مسلمانونکو واپس دی اور جس صورت سی کہ ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہوکر ہر ایک اپنی مستقر دولت کیطرف روانہ ہوئی لیکن احمد نظام شاہ جب احمد نگر مین پہونچا بعد گیارہ روز کی افراط شراب اور مباشرت کی کثرت سے اس جہان فانی سے وداع ہوکر سرای باقی کیطرف خرامان ہوا **مثنوی** درین دیر فانی کہ آرام دیدہ ✽ کہ بود آنکہ خواب دید از دو کام دیدہ ✽ کسی رخت ازین خانہ بیرون نبردہ ✽ کہ تیر بلائی ز گردون نخوردہ ✽ چگویم ز گردون ناپاکباز ✽ کہ با پاکبازان کند ترکتاز ✽ فغان از سپہر شرارت اثر ✽ کزو عالمی گشت زیر و زبر ✽ مدت سلطنت اُسکی بحساب تاریخ وفات اُسکی باپ سی اُسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہی اور یہ مصرعہ اُسکی تاریخ فوت کا مادہ ہی **مصرعہ** آفتاب دکن بشد پنہان ✽ اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوا اُس سی چار بیٹی اور چار بیٹیان کہ چار بیبیون سی پیدا ہوئی تھے باقی رہی بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹی مرتضی اور برہان اور دو بیٹیان ایک چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین انجو کی منکوحہ سرہ بیگم سے دو بیٹی شاہ قاسم اور شاہ منصور اور دو بیٹی آفتابی زوجہ عبد الوہاب بن سید عبد العظیم اور بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابو المظفر مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور دیوانہ کی سلطنت و جہانداری کا

جب حضرت قادر ذوالجلال نے تخت احمد نگر کو ابو المظفر مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کی وجود باجود سے مزین کیا اور دائرہ مملکت اُس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات

اور جہانبانی میں زیادہ تر سخن آرائی اور کلام ہوئی اور بسبب موضع اور قصبہ عظما اور رسم وراثت اور تحقیق کو تفصیل سے بیان کی

اور بعد فتح برار بسبب خبط دماغ اور عالی ہمتی سے قریب سولہ برس گوشہ نشین رہا اور مہمات بادشاہی ارکان دولت سے رجوع کر کے ایک یا دو خدمتگاروں کے سوا اپنے پاس کسیکو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام عمدہ پیش آتا تھا اعیان حضرت عریضہ بذریعہ خادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کر کے باہر ارسال فرماتے تھے اور کسی کتاب میں یہ نظر نہ آیا کہ بادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور خلل اور زوال اسکی سلطنت میں راہ نہ پاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد میں اس شاہ جم جاہ کے سن رشد اور تمیز سے متمیز ہو کر سلک ملازمان میں منسلک ہوا تھا اور جو وہ شہریار آغاز جوانی میں تاج جہانداری زیب فرق کر کے امور مالی اور ملکی میں مشغول نہوا اسکی والدہ خونزہ ہمایوں نے تخمیناً چھ برس مہمات بادشاہی کو انجام دیا اور اپنے بھائی عین الملک اور تاج خان اور اعتبار خان خواجہ سرا کو اپنے امرای کبار سے کیا اور انکی تقویت میں اسطرح کوشش کی کہ مافوق اس سے متصور نہ تھی اور ملا عنایت اللہ کو پیشوا کر کے ہر روز پس پردہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو انجام دیتی تھی مرتضی نظام شاہ مع ایک جماعت غریب اور حبشی لہو و لعب میں مشغول ہو کر مہمات سلطنت میں ہرگز دخل نہیں کرتا تھا اور خونزہ ہمایوں بیٹی میاں جیو بن خواجگی پوتی جہان شاہ قراقوینلو بادشاہ آذربایجان تھی اور اسی عرصہ میں عادل شاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھکر بلدہ ادگیر اور بیجانگر کی تسخیر کیواسطے فوج کشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رام راج کو روکش کر کے تلنگانہ کی بادشاہی کہ دارالملک کرناٹک ہے نامزد کرے اور ادگیر اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لاوے اس سبب سے تلنگانہ کے حاکم تلنگانہ نے مضطرب ہو کر مرتضی نظام شاہ اور خونزہ ہمایوں کو عرضداشت بدرخواست کمک گذرانی خونزہ ہمایوں مع مرتضی نظام شاہ ملا عنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کیطرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار ہو کر ہاتھ دامن ممالک سے کوتاہ کیا اسکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف میں پہونچا اور چند روز کا عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بطور تاخت ادگیر سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن مردمان خیر اندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ میں کوشش کی اور آپس میں کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کو آپس میں منازعت کرنی مروت سے بعید ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحہ کر کے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹیں غرضکہ جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایوں نے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور دوسرے برس مرتضی نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کر کے بہ قصد انتقام تفال خان کہ یورش بیجانگر میں اسنے رفاقت نہ کی تھی ولایت برار کیطرف نہضت فرمائی اور ایلچپور تک اس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت سے معدوم کر کے آتش قتال و غارت اسطرف کے باشندوں کے مکانوں میں روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہئے ظہور میں لائی اور جب موسم برسات پہونچا تفال خان نے علی عادل شاہ کو ازراہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور ارسال تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کی پہونچنے کا بہانہ کر کے باتفاق نظام شاہ اپنے دارالملک کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی ہجری میں عادل شاہ عازم تسخیر بعض ولایات نظام شاہ ہوا اور قلعہ کندالہ کو کہ بیرکوس قصبہ جالنہ سے ہے کچھ و بانکی لشکر کو موافق کر کے اسپر متصرف ہوا اسوقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کیطرف نامزد فرمایا خونزہ ہمایوں امرا سے مطلع ہوئی اور بعض امرای دکنی کو اسکی مدافعہ کیواسطے مقرر کیا اور انھوں نے قصبہ بیج میں پہونچکر کشور خان سے شکست کھائی اور بحال پریشان احمد نگر کیطرف روانہ ہوئی اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تشفی کر کے ممالک سرحد کے

اگرچہ نہایت غلبہ بہم پہونچایا اور چونکہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزوں نکو جاگیر دی تھی اور
یہ لوگ سپاہ کی احوال پر نظر التفات مبذول نکرتی تھی اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع ہوتا تھا لہذا
انجوا اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضی خان بھتیجا شاہ جمال الدین حسین انجو کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے
دولتخانہ کی اطوار اور اوضاع مشاہدہ کرکے رنجیدہ ہوئی اور مرتضی نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جواب دیا
کہ دولتخانہ کی تمام خلایق والدہ کیطرف ہین اسکا تسلط کیونکر دفع کر سکتا ہون یہ عرض پیرا ہوئی اگر حکم ہو وی فرہاد خان
اور اخلاص خان اور حبشی خان کو کہ امرای کبار حبشی ہین ساتھ اپنے موافق اور متحد کرکے اسکی تسلط کا علاج کرین نظام شاہ نے
یہ امر قبول فرمایا اور ان لوگون نے امرای مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کی بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین پہونچایا کہ فلان شخص حاضر
ہوئی ہین اگر ارشاد ہووی ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤنکو حرم کی اندر بھیجکر خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ
اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضی خان نے مجلس سے سرانجام کار کیواسطی برخاست کی اور
بحسب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کیواسطی نظام شاہ کو حرم سرا مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ
اس راز سے مطلع ہوکر چاہتی ہی کہ مجھی سلطنت سے معزول کری اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے
مشرف ہوا اپنی نجات کیواسطی بولا کہ اماجان فلان فلان اتفاق کرکے آپ کی دشمنونکو قید کیا چاہتی ہین خونزہ ہمایون
جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غنچہ سربستہ حریفونکا شگفتہ ہوا دیوانخانہ مین آنکر شام کیوقت پس پردہ بیٹھی شاہ
جمال الدین حسین کو گرفتار کرکے مقید کیا اور فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان اسکی گرفتاری سے آگاہی پاکر مع جمعیت
اپنی اسیوقت قلعہ سے باہر نکل گئی اور شاہ احمد مرتضی خان پیادونکی درمیان آنکر قلعہ سے اپنی مکان پر آئی اور سید مرتضی سبزواری
اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعضی غریب جو نظام شاہ کی سلک خاصہ خیل مین انتظام رکھتی تھے اور انھین اس امر مین شریک
جانتی تھی سوار ہوکر باتفاق قلعہ سے نکل گئی خونزہ ہمایون نے ایک جماعت کو مرتضی خان کی گرفتاری کیواسطی مامور کیا اور وہ باتفاق
سید مرتضی سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبونکی ہمراہ بیجاپور کیطرف بھاگا اور فرہاد خان مع اور امرا تمام شب
میدان کالا چبوترہ مین مع افواج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی اپنی اہل و عیال کیطرف بھیجکر حکم دیا کہ مع مال اپنی گجرات کیطرف روانہ ہووین
خونزہ ہمایون نے ایک معتمد اپنا اسکی پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر مین شریک نہ تھی تمھاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہی تم باطمینان
تمام اپنی مکان پر جاکر اپنی حال مین مصروف رہو یہ لوگ جانتی تھے کہ اس وقت کو مقتضی دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتی ہی ان باتون سے
فریب نہ کھایا پھر دوسری مرتبہ بی بی نے مضطرب ہوکر قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خان کا صاحب تھا انکی پاس بھیجا
اور وہ جاکر حق رسالت بجا لایا وہ بولی کہ تمام آدمی جانتی ہین کہ ہم تم اس مشورہ مین داخل تھی اور بی بی بھی اس امور کو بخوبی
جانتی ہی غرض اسکی یہ ہی کہ ہمین غافل کرکی انتقام لیوی بہتر یہ ہی کہ تو اپنی سلامتی ہماری رفاقت مین دیکھکر اس ملک سے
جلاوطن ہو کہ یہانکا رہنا مصلحت و مناسب نہین قاسم بیگ حکیم نے انکا کہنا باور کیا اور اپنی فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ
لیکر اور صندوق جواہر کہ اسکی عمر بھر کا ماحصل اسمین تھا چھپا کر شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کیا
پھر فرہاد خان باتفاق ان لوگونکی رات کو گجرات کی طرف روانہ ہوا خونزہ ہمایون نے چند امرا کو انکی تعاقب کیواسطے
نامزد کیا اخلاص خان اور حبشی خان نے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خان کہ زیادہ تر خوف و وہم

انکے دلون پر غالب ہوا تھا بہ تعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہونچے اور وہان پر متعاقب آنے ہجوم لائی کمال الدین حسین ولد
قاسم بیگ کو جو سترہ برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور جو قدم ملک بیگانہ مین نرکہ سکتے تھے احمد نگر کیطرف پلٹ آئے
اور بی بی نے سب آدمیونکی طرف سے دلجمعی کرکے کمال الدین حسین کو قلعہ دورپ مین بھیجا اور پھر بعد تھوڑے عرصہ کے مقام لطف
و عنایت مین ہوکر اسکو قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور عزت اور قرب مین اختصاص بخشا اور اپنے اعوان
اور انصار کی تقویت مین زیادہ تر کوشش کرکے شاہ احمد اور مرتضی خان کو امان نامہ جسے دکنی قولنامہ کہتے ہین بھیجکر بیجاپور سے
طلب کیا اور قولنامہ قاسم بیگ اور فرہاد خان کیواسطے بھی ارسال فرمایا فرہاد خان نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے
احمد آباد گجرات مین توقف کیا اور آدمی شاہ رفیع الدین حسین کے پاس احمد نگر مین بھیجکر صندوق جواہر کی طلب کیا شاہ رفیع الدین نے
اسیطرح سے صندوق سربمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اسنے جب قاسم بیگ کے پاس پہونچایا سب نے بحال خود مشاہدے
مگر کیسہ ملّہ جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہوکر نعرہ زن ہوا اور کہا افسوس کیسہ ملّہ
نہین ہے پھر اسیوقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا خونزہ ہمایون کشور خان کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے متجاوز
دیکھکر اسکی موافقت اور اتحاد باطنی ملا عنایت اللہ سے بھی بلا عنایت اللہ کو قلعہ جوند مین محبوس کیا اور پھر چند عرصہ کے بعد
لشکر جمع کرکے اور سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری مین کشور خان کے بقصد دفع دہمراہ اپنے فرزند
مرتضی نظام شاہ احمد نگر سے نہضت فرمائی جب دارس کانو مین پہونچی ملا حسین تبریزی اور شاہ احمد اور مرتضی خان کہ مصاحبان
مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کرکے پھر نظام شاہ کو اسکی والدہ کی گرفتاری اور اسکی دفع تسلط مین تحریص اور ترغیب سے
نظام شاہ کہ مان کے غلبہ سے نہایت آزردہ تھا اس مرتبہ اسکی علاج اور فکر مین ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی
والدہ سے کہا اگر اجازت ہو صبح کو شکار کیواسطے جاؤن اسنے رخصت دی [illegible] اسی شب کو فرہاد خان اور
اخلاص خان اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کی موافق شکار کو جاؤنگا لازم کہ تم اور اکثر امرا میرے ہمراہ
رکاب رہو دوسرے دن کہ صبح دولت چمکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کیطرف روانہ ہوا سوای تاج خان اور
عین الملک اور اعتبار خان کے تمام امرا اسکی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون کہ عورت غافلہ تھی
از روی ہراس اس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار ہوئی لیکن چونکہ
ادبار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمہ مین گئے کوئی اسکے دربار مین حاضر نہ رہا نظام شاہ
اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد دہشت اور بہادر تھا اپنی والدہ کی گرفتاری کیواسطے مامور کیا اور اسکے پیچھے
فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اسکے خود مع مردم خاصہ خیل اور مصاحبین اور بعض امرای دیگر متوجہ ہوا
حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون نے واقف ہوکر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر زیب
کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار ہوکر اسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ [illegible] عورات
پردہ نشین محلسرا مین تشریف رکھیں اور مہمات ملکی اور مالی مین دخل نہ کیجیے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی ای غلام
تیری یہ مجال ہے کہ ہماری نسبت ایسی بات کہے حبشی خان نے چاہا کہ اسکا بازو پکڑکر گھوڑے سے اتارے خونزہ ہمایون نے
جرأت کو کام فرمایا اور خنجر میان سے برآوردہ کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بران سے اسکی رگ زندگانی کاٹے
حبشی خان نے بچابک دستی اسکا ہاتھ پکڑ کر ایسا اینٹھا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک اور تاج خان نے اپنے

بہت کی رہائی مین نہ مشغول ہوئی راہ فرار پائی حبشی خان نی بدلجمعی تمام خونزرہ ہمایون کو پالکی مین بٹھاکر مرتضی نظام شاہ کی پاس
پہونچایا نظام شاہ نی اسکی حوالات مین کیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امرا سی بلطف و مرحمت پیش آیا
ملا حسین تبریزی کو کہ اس روز فدویانہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا اور
کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کی راستہ سی پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اسکی اعزاز و
اکرام مین کوشش کی اور مرتضی خان کو جملہ امرا سے کیا کہ اس زمانہ مین شاہ احمد کہتی تھی بخطاب مذکور سرفراز کرکی اعتبار خان
خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اسکی سپرد فرمایا اور ایک جماعت عین الملک اور تاج خان کی تعاقب مین
روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سی لائی اور تاج خان طی مسافت مین استعجال کرکی ابراہیم قطب شاہ کے
ولایت کی سرحد مین پہونچا اور جو لوگ کہ اسکی تعاقب مین گئی تھی واپس آئی منقول ہی کہ مرتضی نظام شاہ ایام کالو سی احمد نگر کیطرف آیا
اور ایک جماعت غریبوں سے کہ خبر قضیہ خونزرہ ہمایون سنکر بہ تعجیل اسکی ملازمت کیواسطی آئی تھی بہ منصب لائق مسرور
ہوئی اور اسی عرصہ مین رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کیطرف کشور خان کی استیصال کیلئی متحرک کی اور ایلچی ابراہیم
قطب شاہ کی پاس بھیجکر کمک طلب کی اور قطب شاہ کی پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دارور مفتوح ہوا اور جو فتح
اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سی خالی نہ تھی لہذا اب اسکی شرح مین مشغول ہوتا ہون وہ یہ ہی کہ جب مرتضی نظام شاہ
قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کی کنارہ نزول فرمایا خود بدولت و اقبال مع شاہ احمد اور مرتضی خان اور بھی
مقربوں کی اپنی ہاتھ کھانا پکانے مین مشغول ہوا اسی درمیان مین ایک مخبر کشور خان کی پاس سے آیا اور ایک کاغذ سربمہر لاکر
نظام شاہ کی ملاحظہ مین گذرانا جب اسکا لفافہ کھولکر پڑھا شاہ اسکی عبارت بی ادبانہ پڑھکر آشفتہ ہوا اور اسیوقت
گھوڑی پر سوار ہوکر یہ اقرار کیا کہ مین جب تک قلعہ کو فتح نکرونگا اس گھوڑی سی نہ اترونگا اور جب قلعہ کی قریب پہونچا
دروازہ کیطرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر مرتضی خان اور تمام مقربوں نی عرض کی کہ ظاہر ہو قلعہ کشائی کا یہ نہیں کہ گرد راہ اور
صعوبت سفر بغیر دفع کئی ہوئی ایسی قلعہ محکم کو بسواری اسپ مفتوح کرین نظام شاہ کہ فتح قلعہ مین مجد اور مصر ہوا تھا
انکی التماس پذیرانہ کی اور یہ فرمایا کہ مین تا در ذوالجلال کی توفیق اور تائید سی قریب دروازہ جاکر ابھی تیغ و تبر سے اسے
شکستہ کرکی داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین کسیطور کا بھی آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا اور جو پیمانہ عمر آب فنا سے
لبریز ہو چکا ہی اس بلا سی کنارہ کرنا فائدہ نہ بخشیگا دولتخواہ سمجھی کہ اسنی عزیمت ملوکانہ کو کام فرمایا ہی کسیطرح سی فسخ
عزیمت نکریگا پھر التماس سلاح پوشی کی نظام شاہ نی اس امر سی بھی انکار کیا اور آخر کو جب یہ کہا سلاح پہنا سنت
سرور کائنات و مفخر موجودات ہی لہذا جوشن زیب تن کرکی تیر و کمان ہاتھ مین لیکر روانہ ہوا اور ادھر سی یعنی برج قلعہ سی
آگ برسنی لگی ہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتی تھی گھوڑی اور ہاتھی اور آدمی کثرت سی ضائع ہونے
گویا ہوا قیامت وقوع مین آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کی نظام شاہ نی باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھیلتا ہوا اس
مقام مین پہونچا کہ اس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اسوقت بہادران نظام شاہی تیر اندازی مین مشغول ہوئی
اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئی باوصف اسکی دو تین گولیاں بندوق کی نظام شاہ کی اسلحہ پر بھی لگین
کسیطرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسیکو یہ مجال نہ تھی کہ اسی مراجعت کی بارہ مین فہمائش کرتا ناگاہ جوش و خروش تحسین کا
ہر طرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اسطرف کی متحیر ہوئی ایک جماعت کھڑکی توڑکر قلعہ مین داخل ہوئے

دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کی لگا وہ اُسکی صدمہ سی جان بحق ہوا لاش اُسکی خاک پر افتادہ ہی اور قلعہ مین کوئی نہیں
میدان صاف ہو جاتی ہی اُسکا سر تن سے جدا کر کی برج قلعہ پر آویزان کیا نظام شاہ یہ حال مشاہدہ کر کی
شکر الٰہی بجالایا ؎ شنیدی کہ سلاطین کہ کشورکشائی کنند ٭ بتوفیق حق پادشاہی کنند ٭ چو تائید یابند ز لطف حق ٭
شود حال ایشان بدیگر نسق ٭ نباشد چو دیگر کسان کارشان ٭ بود بالعجب جملہ کردارشان ٭ چو سازند اعلام
ہمت بلند ٭ بدست‌اند حلقی بچرخ بلند ٭ اگر فکر تسخیر کشور کنند ٭ بیک حملہ خلقی مسخر کنند ٭ منقول ہی بعد از واقعہ
کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرای بزرگ عادلشاہی سی تھی معہ دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرنیکو
احمدنگر کیطرف روانہ ہوئی امرای نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار لیکر بہ سپہ سالاری
خواجہ میرک دبیر اُنکی طرف متوجہ ہوئی جب قریب پہونچی خواجہ میرک امرا کو آگی بھیجکر خود کمین گاہ مین بیٹھا جسوقت
فریقین کا سامنا ہوا صفوف جنگ آراستہ کین عین گرمی معرکہ مین چالیس ہاتھی بادشاہی معہ علم ہای سبز اور چار سو
سوار خاصہ خیل کہ ہمراہ رکھتا تھا معرکہ کیطرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان نی
پہونچنا مرتضی نظام شاہ کا یقین کر کی وادی ہزیمت کیطرف متوجہ ہوئی خواجہ میرک نی تعاقب کر کی عین الملک کو قتل کیا
اور نور خان کو زندہ دستگیر کر کی مظفر و منصور دارور کی حوالی مین نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور قطب شاہ نی
اُن روزون نظام شاہ سی ملحق ہو کر اظہار یکجہتی کی تھی دونون بادشاہ متفق ہو کر بعزم تسخیر بیجاپور ولایت عادلشاہ مین داخل
ہوئی شاہ ابو الحسن نی کہ عادلشاہ کا میر جملہ تھا سید مرتضی سبزواری کو نظام شاہ کی پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اخلاص
اور اعتقاد اس دودمان کا موروثی ہی یہ شاہد دستاویز کا محتاج نہیں اگر حکم ہو تو یہ مخلص بوفور خیر اندیشی شرف بساط بوسی کی
مشرف ہو کر جو کچھ صلاح دولت ہو عرض کری تو ذرہ پروری سی عجیب و غریب نہ ہوگا نظام شاہ نی جواب دیا
کہ شاہ ابو الحسن ہمارا پیرزادہ ہی اگر یہاں تشریف لاوی ہم اُسکی صلاح سے تجاوز نکرینگی ابو الحسن امیدوار حضرت
ہو کر موضع الکدی مین خانخانان کی بذریعہ نظام شاہ کی شرف ملازمت سی مشرف ہوا اور تحف و ہدایا سے
نفیسہ گذرانکر عرض پیرا ہوا کہ [illegible] نظام شاہ جو جانتا تھا کہ دوستی اور آشنائی عادلشاہی موجب راحت و
آرام ہی اور فوائد کلی اُسمین شامل ہین لہذا نسبتین درمیان مین لا کر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سی خارج کیا
اگرچہ بسبب مردان کوتہ اندیش غبار نزاع چند روز سی مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سی زائل ہوا اب
ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادلشاہ کی نسبت مقام خشونت مین ہونا حزم اور
دور اندیشی سی بعید معلوم ہوتا ہی اگرچہ بحسب ظاہر تمسی موافق ہی لیکن پوشیدہ زبان دوسرونسی رکھتا ہی پھر وہ
کتابت نفاق آمیز کہ اُندنون قطب شاہ نی عادلشاہ کو لکھی تھی شاہ ابو الحسن اُسی ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کی ملاحظہ
لا کر اپنی دعوی پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نی اُسکی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے اُس بادشاہ کی آتش
قہر کو اسطرح روشن کیا کہ اُسی دربار مین نظام شاہ نی امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ کی گوشمال اور تادیب کیلئی
نامزد فرمایا قطب شاہ نے اپنی سلامتی فرار مین معلوم کر کی فورًا سوار ہوا اور خیمہ و خرگاہ اپنی مقام مین چھوڑ کر عنان عزیمت
گلکنڈہ کیطرف معطوف کی مردم نظام شاہ نی اُسکی اردو کو تاراج کر کی اُسکا تعاقب کیا اور اسقدر ظلم اور تاراج و غارت مین
اصرار کرتی تھی کہ قطب شاہ کا بڑا بیٹا شاہ عبد القادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنی

باپ کی خدمت میں عرض گذار ہوا کہ مرتضیٰ نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہیں اور ہماری تعاقب سے
دست کش نہیں ہوتے اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ میں ایستادہ ہوں اور دشمن کے
تعاقب کی نوبت انکی عقب آکر دست بردی کروں یہ امر مقرون صواب ہوگا بشرطیکہ آنحضرت سعی فرما احوال
ہوں قطب شاہ کہ اسوقت جلوہ پذیر جاتا تھا کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ پہونچا اسکے چہرہ سے آثار تہور و شجاعت
دیکھکر متوہم ہوا اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور بعد چند روز کے اس شاہ بے مروت نے اس جرم پر کہ حقیقت میں عین دولتخواہی
تھی شربت موت اسے پلاکر پیوند زمین کیا اور شاہ ابوالحسن رسالت اور دولتخواہی جیسے کہ چاہیے بجالایا اور وکالت کرکے
علی عادلشاہ اور مرتضیٰ نظام شاہ کے ساتھ یکجہتی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و شرط وقوع میں پہونچایا اسوقت نظام شاہ نے
ساگلما اور غانما احمدنگر کیطرف مراجعت فرمائی اور خانخاناں کہ ملا عنایت اللہ سے نہایت ڈرتا تھا اور اسی امر کا
خیال تھا کہ ایسا نہو نظام شاہ اسے پھر زندان سے برآوردہ کرکے منصب پیشوائی سے سرفراز کرے اسواسطے اسنے ہنگام
فرصت مقدمات وحشت آمیز نظام شاہ کے ذہن نشین کئے اور پروانہ اسکے قتل کا حاصل کرکے اس بیچارہ کو قلعہ سے
برآوردہ کرکے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن یہ مبحث علاوہ قباحت تاراج اردوی قطب شاہی ہوکر اعلاء نے اسوجہ
متنفر ہوئے بقاران اسحال کے قطب شاہ نے جب یہ باتیں سنیں مرتضیٰ نظام شاہ کو لکھا کہ ہمیں اس برادر
کامگار سے یہ توقع نہتھی کہ ایسے مفسدوں کہنے سے دوستوں کے فیلوں کی طمع کریں لیکن وہ کیا مال ہے جس نے آپکی پیشکش کیا کسواسطے کہ
یہ وہ متاع ہے کہ ہمارے بیشہ اور جنگل میں بکثرت ہے اور باوصف اسکے آپکے مرحوم بزرگ اور اصیل اور کار آگاہ کہ آپکے
دولتخانہ میں بہت ہیں استاد نور ہی جراح کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے نظام شاہ نے اس ملاحظہ سے
کہ مبادا قطب شاہ عادلشاہ کو موافق کرکے دعوی فیلوں کا کرے اسواسطے خانخاناں کو معزول کرکے شاہ جمال الدین حسین کو
خلعت منصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اس عرصہ میں فرنگی قلعہ ریگندہ کے استحکام اور متانت کے سبب
مغرور ہوکر قدم اپنی اندازہ سے بڑھاکر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور ایذا رسانی کے درپے ہوکر اہانت
بہت کرتے تھے مرتضیٰ نظام شاہ نے شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد مرتضیٰ خان اور دوسرے سادات انجو کے
بمشورہ کہ مدار مہمات سلطنت کا ان پر تھا سنہ مذکورہ میں قلعہ ریگندہ کیطرف جو بندر چیول کے جوار میں واقع ہے
نہضت فرمائی اور طے مسافت کرکے محاصرہ میں مشغول ہوا اور عیسائیوں نے بھی نشان مدافعہ اور مجادلہ بلند کیا اور
قریب دو سال وقت بیوقت اہالی کفر و اسلام میں جنگ قائم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و
تفنگ اور گولہ ہای بم اور سیل سے شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان میں داخل ہوتے تھے اور ہر ایک لشکر میں آواز نوحہ
و زاری بلند تھی تکفین و تجہیز سے فرصت نہوتی تھی اسواسطے کہ امرا سوء تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی میں مشغول
ہوتی تھی اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کیطرف متوجہ نہوتی تھی اور سب ہمت اس امر پر مصروف کرتی تھی کہ زینہ لگاکر
قلعہ کی دیوار پر چڑھیں اور یکدم دروں کو زیر کرکے قلعہ مسخر کریں اور اس سبب سے کہ نصاری استعمال آتشبازی میں مہارت
تمام رکھتے تھے یہ امر صورت پذیر نہوتا تھا اور قلعہ پر سے اسقدر گولہ سیل و بم کے برساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمان جام شہادت
جنت نصیب ہوتے تھے اور شور نوحہ مسلمانوں سے برپا ہوتا تھا آخر یہ مقرر ہوا کہ دروازے دخول و خروج محصوروں پر
بند کرکے اسباب معیشت سے انہیں محروم کریں اس امر کے باعث تمام عیسائی بحر اضطراب میں پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کرکے

درون قلعہ کی پاس ہی ہم محافظت قلعہ میں صرف کریں جب یہ امر فائدہ بخشیگا اُسوقت راہ فرار مسدود نہوگی
دوسری بندر میں آپ کو پہونچا دینگی چنانچہ امرای نظام شاہی خصوصًا اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نی مبالغ خطیر
نقد و جنس رشوت لیکر اور شراب پرتگالی سی مست ہوکر سائر ما یحتاج رات کیوقت بھیجکر ابواب خصوصیت
مفتوح کرکی ایسا کیا کہ ہر شب ایک اسپ از ذقہ اور تمام اجناس فرنگیونکو پہونچانی لگی اور ہر روز دفع الزام اور مظنہ کیواسطے
زمینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگاکر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرتی تھی اور نصاری آتشبازی کی استعمال میں مشغول ہوکر
بہت مجاہدونکو ضائع کرکی مسلمانونسی فریاد و نوحہ بلند کرواتی تھی اور فرنگی باطمینان تمام لشکر اسلام کی مدافعہ میں قدم
استوار کرکی داد مردی اور مردانگی دیتی تھی اور قلعہ کسی صورت سی فتح نہوتا تھا اور شاہ جمال الدین حسین بمقتضای
جوانی مہمات ملکی و مالی میں نہ مصروف ہوتا تھا عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا اور خواجہ میرک دبیر کو اپنا وکیل کرکی
ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دکن سی بہتر اور افضل جانتا تھا مرتضی نظام شاہ طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے
تنگ آکر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی لا پروائی سے رنجیدہ ہوکر خواجہ میرک سی شکایت کرتا تھا اسی درمیان میں
کشتی مسلمانونکی بندر جرون سے بندر چیول کیطرف آتی تھی فرنگی سد راہ ہوکر غالب آئی اور مسلمانونکو قید کرکے
انکی مال و اسباب پر متصرف ہوئی اور ان مسلمانونمین دو جوان غریب جنمی تھی ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان
جو انکی چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھی فرنگی انھین برج و بارہ پر بھیجکر مسلمانونسی لڑنیکا حکم
دیتی تھی آخر وہ لاچار ہوکر گاہ گاہ تیر و تفنگ لشکر اسلام کیطرف پھینکتی تھی اور آخر کو وہ اپنی اس اطوار ناپسندیدہ سے
رنجیدہ ہوئی جو امرای نظام شاہی ساتھ فرنگیونکی متفق تھی یہانتک کہ ایک دن فرنگیونکا افسر اپنی مجلس میں
مذکور کرتا تھا کہ جمیع امرای نظام شاہی ہمسی متفق ہیں لیکن خواجہ میرک دبیر کسیطور ہمسی موافق نہوا اور ہمیشہ درپے
مجادلہ اور پرخاش ہی رستم خان اور شمشیر خان نی یہ بات سنکر آپسمین یہ تجویز کی کہ کسیطرح قلعہ سے کودکر
مسلمانونسی جا ملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کرکی تیر میں باندھکر خواجہ میرک کی لشکر کیطرف پھینکا اور
رات کو بند و سلاسل توڑ کر بلندی قلعہ سے رسی اور کمند کی سہاری خواجہ میرک کی مورچہ کیطرف اُتری اور
اُسکی مورچہ میں پہونچکر اس نہج سے فرنگیونکی قید سے نجات پائی اور جب یہ خبر نظام شاہ کی سمع مبارک میں
پہونچی اُنھین خلوت میں کرکی حقیقت حال مردم درونی کی قوت و ضعف سی استفسار فرمایا اُن دونون نے
پہلا خطرہ جو کچھ نفس الامر تھا اسی تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ میں بفراغت تمام ہین اور انکی شوق و ذوق
اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ میں گرفتار ہین کسواسطی کہ اسباب معیشت کی انھین
کچھ پروا نہین ہر شب اطراف قلعہ سے امرای حبشی اور دکنی صندوقہای پر زر لیکر غلہ و روغن اور مرغ اور
گوسفند اور جس شی کی انھین خواہش ہوتی ہی پہونچاتی ہین اور روز جنگ زرگری کرکی مردم سلطانی کو قتل
کرواتی ہین سوای خواجہ میرک دبیر کی سب امرا انسی ہمزبان ہین نظام شاہ نی حال مخالف اور موافق کا دریافت
کرکی خواجہ میرک دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین بھی رنجیدہ ہوکر نہایت بی لطف ہوا
شاہ جمال الدین حسین اس امر سی واقف ہوکر وکالت سی دستکش ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی بلا اجازت

احمد نگر کیطرف کیا اور انصراف و ترک محاصرہ کے بارہ میں خواجہ میرک کی صلاح و مشورت کی تو اوسنے کہا کہ حضرت دام ظلہ فرماتی ہیں نہایت بہتر ہی لیکن وقت مقتضی اسکا ہی کہ ترک محاصرہ کرکی خود بدولت و اقبال احمد نگر کیطرف تشریف فرما ہوویں اور وہاں نزول اجلال فرماکر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو ظہور میں پہونچاویں مرتضی نظام شاہ نے اوسکی کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کرکی کوچ کیا اور جب احمد نگر میں پہونچا فرہاد خان اور اخلاص خان حبشی کو کہ انسے بزرگ تر کوئی امیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اوسکی زوجہ برہانپور کیطرف نکالدیا اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کرکی چنگیز خان خطاب دیا اور سربلندی بخشی اور فرہاد خان کہ ماں اوسکی حبشی اور باپ اوسکا مشہدی تھا اور نہایت بلند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خان کی تجویز سے اوسی سلک امرای کبار میں منتظم کیا اور اسیطرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کو دستگیری کرکی منصب امارت پر پہونچایا اور چنگیز خان کہ نہایت عقیل اور فہیم تھا عہدہ منصب وکالت سے جیسا کہ چاہئے نیکنامی سے عہدہ برآ ہوا اور شہر احمد نگر کو عدل و احسان سے آبادی رشک بوستان ارم کیا فرد محتاج بود ملک بہ پیرایۂ چنین ❊ آخر براہ ملک روا گردد زنگار ❊ اور علی عادل شاہ کی چنگیز خان کا ملاحظہ کرکی یہ ارادہ کیا کہ ابراہیم قطب شاہ سی ملاقات کرکی اوسی ساتھ اپنی موافق کرکی چنگیز خان اوسکی مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اسکے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرکے نظام شاہ کی ہمراہ رکاب عادل شاہ کی ولایت کیطرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سی ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات آگئی بڑہ گئی اور عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس میں سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ ممالک کرناٹک پر بمقدار اسکی کہ حصول میں مملکت برار اور بیدر کی برابر ہو متصرف ہووی اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار اور بیدر کو قبضۂ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کرکی اوسپر قابض ہو اور قطب شاہ بحال اپنی ہو کسی جانب سی سروکار نرکھی پھر دونوں بادشاہوں ایک دوسری کو رخصت کرکی اپنی دار المقر کیطرف معاودت کی اور خیل و حشم کی ترتیب و آراستگی میں کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ میں واقع ہوا تھا اصلاح میں آیا تین ہزار غریب ترکش بند نوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کیواسطی سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری میں روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ متانت میں درگاہ سے تھا اور علم و فضیلت میں آراستگی رکھتا تھا از راہ حسب تفال خان کی پاس برار بھیجکر لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اوسکی فوت برہان عماد الملک کہ اوسکا بڑا بیٹا ہی وہ وارث ملک ہی جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھپر واجب تھا کہ متکفل و متصدی سرانجام ملک ہو کر اوسکی پرورش کری اب وہ فضل خدا سی سن رشد اور تمیز کو پہونچا اوسکو مکان میں قید رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا معنی نہیں رکھتا ہی چاہئی کہ بر فور صدور حکمنامہ ہذا اوسکی حکم سی تجاوز نکری اور مہمات مالی اور ملکی برہان عماد الملک سی رجوع کرکی آپ کو محض بیدخل کری اور جو نہیں تو منتظر رہ کہ جو کچھ تجھی پہونچنا چاہئی پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اوسمیں مندرج فرمائیں **ابیات** گردن منہ اطاعت شہ را و سرمکش ❊ کار بزرگ را نتوان داشت مختصر ❊ سیمرغ وار چون نتوان کرد قصد قاف ❊ چون صعوہ جز و باش و فرو ریز بال و پر ❊ بیرون کن از دماغ خیال محال را ❊ تا در سر سرت نرود صد ہزار سر ❊ تفال خان یہ نامہ پڑھکر بحر اضطراب میں پڑا اور اپنی بڑی بیٹی شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اوسنی یہ جواب دیا کہ یہ حرف دعوت ہی نظام شاہ حوصلہ اور داعیہ اس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہی ان باتونسی اوسکا مآل یہ ہی کہ رعیت اور لشکر کو ہمسی

منحرف اور سرتاب کری اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد مین اُس سی کم نہین ہین لازم ہی کہ پانون رکاب شجاعت مین
ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعہدہ شمشیر آبدار رجوع فرماوین تفالخان کہ سپاہ نکبت وادبار نی اُسی چارون طرف سی گھیر لیا تھا
اپنی بیٹی کی کہنی سے راہ صواب سی دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملائم زبان پر نہ لایا ملا حیدر کو رخصت انصراف دی اور
نظام شاہ نی پاتری کی اطراف مین یہ بات سماعت کرکی ایلچپور کیطرف کوچ فرمایا اور اُدھر سی شمشیر الملک مقدمہ لشکر پر
ہوکر مقابلہ کیواسطی روانہ ہوا اور نظام شاہ کی طلیعہ کو غافل کرکی منہزم کیا چنگیز خان نی اور سردارونکو اُسکی تدارک کیواسطی
نامزد فرمایا شمشیر الملک نی باپ سی کمک طلب کی اور تفالخان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور ادھر
چنگیز خان اُسکی آنی سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور چندا خان کو امرا سے
حبش کی مدد کیواسطی بھیجا اور پھر ساتھ اُنکی التفات نکری ازراہ احتیاط اور دور اندیشی خود بھی بادشاہ سی رخصت حاصل کرکی
مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کیواسطی بسرعت برق و باد روانہ ہوا
جسوقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نی وہان پہونچکر شیر گرسنہ کیطرح مخالف پر حملہ کیا اور
حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اسطرح سی افروختہ ہوئی کہ اُسکی خوف آسیب سے
ہلال فلک الافلاک پر بھاگا اور آفتاب سپہر زرین چہرہ پر کھینچکر اس حال کی مشاہدہ سی گریزان ہوا **مثنوی**
دو لشکر نگویم دو دریای خون ❊ بہ پیکار ہم از رنگ جیحون فزون ❊ زہر سو دلیران زور آوران ❊ کشیدند شمشیر کین
از میان ❊ چنگیز خان معرکہ مین خود مباشر جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور یکجہت تمام لشکر سی انتخاب کرکی
اور اس مدت مین ساتھ اُنکی مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کی حال سے ہر دم باخبر رہتا تھا اور اپنی
حسن سلوک سی اپنا فدوی جان نثار کیا تھا مع ان دلیران کی تفالخان کی قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنی دست
زبردست سی تفالخان کی علمدار پر ہاتھ جنبو کا مارکر خاک مذلت پر ڈالا اور جوانون نی بھی کوشش مردانہ کرکے
سپاہ دشمن کو بنات النعش کیطرح منفرق اور پریشان کیا اور تفالخان اور شمشیر الملک بھی تاب مقاومت
اپنی مین نہ دیکھکر مصرع شکستہ صلاح وگسستہ کمر ❊ بپش و پس نہ پہچانکر ایلچپور کیطرف بھاگی اور دوسو ستر ہاتھی
کلان کہ عمدہ فیلان برار سے تھی چنگیز خان کی ہاتھ آئی اور مظفر و منصور نظام شاہ کیطرف مراجعت کی اور اس فتح کی
سبب بلند آوازہ ہوا اور پایہ اُسکی قدر و منزلت کا برتر ہوا اور پھر اُسنی پہلی رعایا کو بعنایت بادشاہ امیدوار کرکی
استمالت نامجات رعایا کیواسطی مملکت برار کی اطراف و جوانب مین بھیجی اور جب سب نی اظہار اطاعت کیا
اور جمیع زمیندار و مقدم اور قانونگو اس ولایت کی دربار مین حاضر ہوئی سب کو خلعت ہای شاہی سی سرفراز کیا
پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تفالخان اور شمشیر الملک نی پھر دوبارہ حوصلہ جنگ صف کا
نہ کیا جنگل مین بھاگ کر پناہ لی اور مرتضی نظام شاہ نی اُنکا تعاقب کرکی جابجا متفرق و پریشان کیا اور قدم اُنکا
ایک مقام پر جمنی ندیا یہانتک کہ بعد چھ ماہ کی تفالخان اور اُسکا بیٹا دونون ایسی ایک جنگل مین کہ راہ گریز بند تھی
دوبارہ مرتضی نظام شاہ بھی اُس حدود مین پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سلب و اثاثہ دولت دستیاب
کری کہ ناگاہ میر موسی مازندرانی کہ سید مجذوب تھا نظام شاہ کی سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھی دوازدہ امام علیہم السلام
قسم ہی بہانسی قدم آگی نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت مین مجھی بارہ ہزار ہون نہ دی نظام شاہ نی حسب حکم کیا

دوازدہ امام شناس است کو کہ جسپر سوار تھا چابک مار کر ایستادہ کیا اور سید کا اصل و نسب پوچھا دیکھا کہ محب
اہل بیت ہے آدمی بھیجکر چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمہ لشکر تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس
سید کی تفویض کرو چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہے مکان پر پہونچکر دونگا صلاح یہ ہے کہ زیادہ اس سے توقف نفرمایئے
کہ اسیوقت تفالخان اور شمشیر الملک مع خزانہ و اسپ گرفتار ہونگے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفال خان مملکت برار سے
سو حصہ زیادہ میری سپرد کرے مجھے دوازدہ امام کی دُہائی اور قسم ہے تجاوز نکرونگا چنگیز خان نے پھر سید سے یہ بات کہی
بعد مشقت بسیار یہ نوبت پہونچی کہ غنیم بھر گیا ہے اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہے خدا کیواسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہہ کہ
یہ مبلغ مجھے وصول ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ مکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلاقصور ادا کرونگا سید نے جواب دیا کہ کتنی برسونکے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہوں کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہیے چنگیز خان نے بہ تعجیل تمام
گھوڑے بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کر کے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس رکھیے منزل پر جا کر
زر رہن دیکر فک کرونگا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہیں قیمت انکی فیصل کر کے میرے حوالہ کرکہ پھر تو دوبارہ مجھے نہ دیکھیگا
اور نہ میں تجھے دیکھونگا چنگیز خان نے لاچار ہو کر مبصروں کو بلا کر قیمت کر کے معاملہ فیصل کیا لیکن اُسوقت تفالخان فرصت
پا کر جنگل سے برآمد ہوا اور چونکہ اُسے کہیں پناہ نہ ملتی تھی آسیر اور برہانپور کیطرف بھاگا مثنوی۔ بود روشن این نکتہ
چون آفتاب ٭ کہ از روی خور چون برافتد نقاب ٭ سہا را نباشد مجال ظہور ٭ گریزان شود ہمچو ظلمت ز نور ٭ پھر
نظام شاہ نے سرحد میں خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اس ولایت کو ترقیم کیا کہ تفالخان ہمارے
عساکر نصرت ماثر کے روبرو سے بھاگ کر اسطرف آیا ہے اُسے اپنی ولایت میں پناہ نہ دیوین اور اپنی مملکت سے نکالدیوین
واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اس جناب کی تھی ورنہ یقین تھا کہ جسوقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اس دیار میں
گذر کرتا مضمون عالیہا سافلہا ظہور میں پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفالخان کے پاس بھیجا اور وہ مضمون
اسکا سمجھکر دوسرے راستہ سے ولایت برار میں در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دو تنخواہ ایک لشکر کے
آنحضرت سے ہے انہوں نے حکام دکن مذہب کی موافقت کے سبب اتفاق کر کے چاہتے ہیں کہ یہ مملکت بندہ کے تصرف سے برآوردہ
کریں لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کی پیشکش کیا امرائے سرحد کو مامور فرمایئے کہ اس حدود میں آکر
قابض ہو دیں تو مخلص سر سے قدم کر کے درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوا اور اس جماعت کے شر بیجا سے مصئون اور محفوظ ہووے
ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفالخان اور شمشیر الملک نے عاجز اور بہ تنگ آکر چاہا کہ تحصن اختیار کریں تفالخان قلعہ
پرنالہ میں جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا اور شمشیر الملک نے قلعہ کاویل میں پناہ لی اور مرتضی نظام شاہ تسخیر مملکت کیواسطے
زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا اور قلعہ پرنالہ میں خیمہ و سراپردہ برپا کئے اور امرا اور لشکر نے اُسکو احاطہ کر کے النگ اور مورچے
آگے بڑھا کر قدم اُس کوہ فلک نظیر کے دامن میں رکھا اور عریضہ تفالخان کا جبکہ گجرات میں اکبر بادشاہ کے پاس پہونچا ایک
محرم درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ تفالخان بندگان درگاہ سے ہے اور ولایت برار تعلق ہمارے ملازمان ہمایوں سے
رکھتی ہے لازم کہ تسخیر اس ولایت اور محاصرہ پرنالہ سے دست کش ہو کر تفالخان کا متعرض احوال نہووے مرتضی نظام شاہ
چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ باعزاز پیشتر نہ آیا اور اُسے رخصت انصراف فرمائی ایلچی آگرہ میں پہونچکر شاہ کی
پابوسی سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اُسوقت معاملہ بنگالہ کا درمیان میں تھا بادشاہ دہلی نے

اسطرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کی لینے مین زیادہ تر ساعی ہوا اور تفال خان کو بھیجے
مدافعہ مین تقصیر نکرتا تھا اور اسد خان کہ بادشاہ گجرات کے غلامان چرکسی سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا جبشی
رومی خان کا یہ دونون گولہ اندازی اور فن آتشبازی مین وقوف تمام رکھتی تھی باتفاق ہرچند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین
یہ امر اثر پذیر نہوتا تھا اسی درمیان مین احمدنگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض کامل اسکی
تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند کی دیکھنے کا نظام شاہ کے
غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہوکر ارادہ مراجعت کیا اتفاقاً انہین دنون مین نظام شاہ نے ایک طفل امرد پر کہ جسکا نام
صاحب خان تھا حالت فریفتگی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمدنگر تھا ترک محاصرہ اور احمدنگر کی روانگی کے بارہ مین
بیجا اصرار ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کرکے نظام شاہ کو لیجاوے اسی درمیان مین ایک تاجر افغان
نام نے کہ ہندوستان کیطرف سے چند گھوڑے اور اشیاے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ مین یہ اسباب
اور گھوڑے تغالخان کیواسطے لایا ہون اگر آپ رخصت فرماوین قلعہ کے اندر لیجاکر فروخت کرون یہ امر مروت سے بعید ہوگا
چنگیز خان نے کہا کہ مین تجھے ایک شرط پر اجازت دیتا ہون کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کرکے ترک
تجارت کرے کسواسطے کہ آثار عقل و کیاست و علامت شجاعت و شہامت تیرے چہرے سے ہویدا ہین اور ایسا شخص
شائستہ سرداری اور اسکی ہے کہ ملازم شاہ ہووے وہ طمع خام مین پڑکر بولا اگر یہ امر میسر آوے زہے سعادت چنگیز خان نے
سر تعہد وقت پاکر کہا کہ رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی مین تقصیر نکرے
تاجر نے قبول کیا اور جسدن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پہناکر زر خطیر اسکی ہمراہ لیا اور یہ
فہمائش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع مین رکھکر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور عمدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ سے موافق کرکے
یہ روپیہ انھین دینا اور سمجھانا کہ تم ترک محافظت کرکے نظام شاہ کے پاس جاو کہ وہ تمھین مال دنیا سے مستغنی اور بے نیاز
فرماویگا چنانچہ اس شخص نے اسکی فہمائش پر عمل کرکے اکثر آدمیونکو موافق کیا اور وہ رات کیوقت جس حیلہ سے کہ بن پڑا
قلعہ سے برآمد ہوکر چنگیز خان کے پاس پہونچا اور قلعہ کے پاسبانی کیواسطے کوئی قلعہ کے اندر نرہا اسد خان اور رومی خان
بخاطر جمع توپ ہای کلان قلعہ کے قریب لیگئے اور گولونکی ضرب سے ایک دیوار مع برج اڑائی اور جو امرا قلعہ مین آدمی
سرہی تھے کہ اس رخنہ کو بند کرین آخر کو ایک جماعت لشکریان خاصہ چنگیز خان شہور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین داخل
قلعہ ہوئی اور دار و گیر کی آواز بلند کی تغالخان مع جماعت مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھولکر مفرور ہوا اور چنگیز خان نے کیا
سید حسن استر آبادی کو کہ اسکے سلک ملازمین مین منسلک تھا مع جماعت غریبان اسکی تعاقب کیواسطے نامزد
اور خود بادشاہ کی ہمراہ رکاب قلعہ مین گیا اور نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار مین لاکر فتح ملک برار
تاریخ فتح کہی بعد اسکی نظام شاہ نے برہان عماد الملک کو کہ قلعہ پرنالہ مین تغالخان نے گرفتار کیا تھا مع تغال خان
اور اسکی فرزندان اور جمیع وارثان مملکت برار کو مقید کرکے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ مین وہ بسبب اجل
طبیعی یا اور طرز سے عالم فانی سے جہان باقی کیطرف راہی ہوئی اور انکا نام و نشان مثل حرف غلط صفحہ دنیا پر باقی نرہا
اس بعد مرتضی نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداران پر تقسیم کرکے احمدنگر کیطرف نہضت فرمائی خواجہ میرک
دبیر المخاطب چنگیز خان نے کہا کہ علی عادلشاہ سے یون مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمدآباد بیدر دونون حضرت کی

مشغول ہیں جو علی عادل شاہ قلعہ بیکاپور کی تسخیر میں مشغول ہے فرصت پاکر احمد آباد بیدر کو بھی مفتوح کیا چاہیئے
عرضہ نظام شاہ قبول کرکے بیدر کیطرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دایہ زادہ برہان الملک کو تفویض
دریا عماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کیطرف اسے روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف میں پہونچا
سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ میں چھپے تھے اسکے پاس فراہم ہوئی اور اکثر تھانہ ہای نظام شاہی اٹھادے
خداوند خان اور خورشید خان اس فساد کی علاج سے عاجز آئی اور یہ بیت عرضیہ میں مندرج کی بیت سر فتنہ دارد
دگر روزگار ہ بیہودست او را شب و روز کار ہ اور دوسرے دن عرضیہ انکا اس مضمون سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس نفیس
اسطرف متوجہ ہوں تو محمد شاہ کو گوشمال دیویں صلاح ملک کیواسطی بہت انسب ہوگا اور امرای برار کی بھی
یہی تقریر کرکے یہ بیت درج کی بیت بجز حضرت بادشاہ ہ کس این گرد را بر ندارد ز راہ ہ نظام شاہ نے
مضمون عرضیہ پر اطلاع پائی اور اسیوقت سید مرتضی سبزواری کو کہ انھیں دنوں میں حسب فرمان بیجاپور سے
آیا تھا سپہ سالار کرکے مع آٹھ ہزار سوار اپنی سے پیشتر مخالفوں کی لشکرگاہ کیطرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے
مع جماعت مستعد برار کی سمت نہضت فرمائی اور چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد کوچ کرکے آوے وہ حسب الحکم بالتفات
جمیع امرا و افواج آراستہ نہایت استعجال مسافت طی کرکے بادشاہ سے اور دشمنوں کی فاصلہ پر پہونچا ہرچند کہ لشکر
کہ اسکا نظام شاہ وہاں مقام کرکے صورت پذیر ہوئی وہ دشمن کو ہیں اور آگے روانہ افزا ہوا اور آنحضرت کی قبل نزول
سپاہ مرتضی ... آپہونچا اور برہان الملک کی فوج جنگی جو بزور شمشیر متفرق اور پریشان کیا بلکہ اکثر اس قوم کا چھوڑا
اور نظام شاہ کی ... روہنکیر سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی جو اپنی سرحد میں بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ اسیر میں پناہ
اور نظام شاہ نے برہانپور تک باگ سمند فلک تمثال نہ روکی اور اس حدود میں بہت تزلزل و قوع میں لایا اور چنگیز خان جو قلعہ
آسیر کی بہت تعریف سنتے تھے نظام شاہ سے بقدر رخصت حاصل کرکے اس قلعہ کو سیر کیواسطی دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر
انمیں تیر ... تھے لیکر روانہ ہوا محمد شاہ نے واقف ہوکر اپنے امراء کو سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جاکر
چنگیز خان کو گھیر کر ہلاک کرو اسواسطے لشکر خاندیس نے مسلح اور مکمل ہوکر حملہ کیا چنگیز خان دشمن کی کثرت خیال میں نہ لایا نشان
مردانگی ... کیا بعد جنگ شدید مخالفوں کو شکست دی اور مردمی سے ایک جماعت اعیان اس ولایت کو دستگیر کیا
اور ... اسکی بعد برہانپور سے وہاں گیا اور صحرا کو زیر خیمہ و خرگاہ کھینچل الناک اور مورچی امرا پر تقسیم کئی تاراجیوں سے
... آسیر میں ... آبادی کا چھوڑا محمد شاہ نے بعد گفتگوی دراز و قیل قال بسیار چھ لاکھ مظفری بنام شاہ اور
چار لاکھ چنگیز خان کو ... نعل بہا دیکر ایسا کیا کہ وہانسے برار کیطرف متوجہ ہوئی اور شاہ میرزا اصفہانی قطب شاہ کا
صاحب کہ مبارکباد فتح کیواسطے آیا تھا یہ سمجھا کہ رایات نظام شاہی بیدر کیطرف حرکت کرینگی چنگیز خان کو بزرخطیر طامع
کرکے بولا کہ قطب شاہ تجھسے متوقع ہے کہ اگر تو ولایت بیدر کی تسخیر سے دست کش ہووے تو اسیوقت دو لاکھ ہون تسلیم
کرتا ہوں کہ اپنی سپاہ ہونکی صرف میں لا چنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میری متعلق ہے اسکی بدولت مجھے کسی شئی کی کمی نہیں
میرا مقصود یہ ہے کہ وہ خار سر راہ برطرف ہوکر تمھاری اور نظام شاہ کی مملکت میں فاصلہ نرہی اور بادشاہ دکن کہ صاحب
اہل بیت ہوئی ہیں آپسمیں برادرانہ سلوک کرکے دغدغہ اور آسیب لشکر بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہیں شاہ میرزا
چنگیز خان کی جواب باصواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود و جواہر محظوظ کرکے

ایک دن محفل شراب میں صاحب خان سے یہ بات کہی چنگیز خان چاہتا ہے کہ مہار سلطنت اپنے قبضہ میں لاکر
خطبہ اپنے نام پڑھے اور اسوقت لشکر نظام شاہ کا اسکا پرورش یافتہ ہے اپنا ارادہ اس وجہ سے ظہور میں
پہونچا سکتا ہے اور اسیواسطے کبھی کبھی بھرا بھرا آتا ہے کہ موقع پاکر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا
صدق وحق سمجھکر چنگیز خان کے درپئے تشنیع ہوا اقتضا اس عرصہ میں حسب اتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان
ہمایوں کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اسکی تنبیہ اور تادیب کرکے غبار
بیعزتی کا اسکے سر پر جھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اسکی عداوت میں ساعی ہوا جسوقت فرصت پاتا تھا باتیں وحشت
آمیز اسکی نسبت بادشاہ کے دربار میں مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کو بھی [illegible] میں پہونچاتا تھا اور [illegible]
اسکی باتونکو سعل بغرض جانکر کہتا تھا کہ تیری جو ضبط اور تادیب تیرے ساتھ اسکی رجوع کی تھی اسلیے از روے عداوت کے
یہ بیہودہ گوئی کرتا ہے یہانتک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب پیتا تھا اور بازار ناز ونیاز گرم تھا
پھر چنگیز خان کی غیبت میں غیبت شروع کی اور وہی جواب سنا صاحب خان نے گریان ہوکر کہا اگر بنابر عداوت
اور دشمنی سے کہتا ہے شاہ میرزا سے جو اسکا ہمشیرہ ہے اسے بلاکر حقیقت حال دریافت فرمایئے نظام شاہ نے
شاہ میرزا کو رات کیوقت کہ کوئی شخص واقف نہووے اسے اپنی مجلس میں طلب کرکے تفتیش کیا اسنے صاحبخان کے
تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب وتاب سے اپنے دروغ بافروغ کو مذکور کرکے مزاج صاحب تخت وتاج کا
چنگیز خان سے منحرف کیا لیکن باوجود اسکے آنحضرت نے ان باتونکو بھی غرض تصور کرکے چندروز بنظر تحقیقات تامل اور
تفکر میں بسر فرمایا یہانتک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت
دلگیر ہوگئے ہیں چاہتے ہیں کہ احمدنگر کیطرف بالخیر وسعادت معاودت فرماویں چنگیز خان نے کہ مقدمات اعدا سے
واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ ممالک تازہ چندروز سے اپنے قبضہ اقتدار میں لائے ہیں لائق یہ ہے کہ پانچ چھ مہینے
اس حدود میں استقامت فرمائیں تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کی رکھے اور بعد اسکے اس بندہ دولتخواہ کو
مامور فرماویں کہ اس ملک میں چندے رہکر نظم ونسق کرے بعدہ ملازمت میں مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر
حرفیکو انکا کہنا یقین کرکے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان آثار غضب شاہ کے چہرہ حال سے مشاہدہ کرکے
چندروز بیماری کے بہانہ دیوانخانہ میں نہ گیا نظام شاہ زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجے کے
بہانہ اسکے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے اس شربت زہرآلود کے پینے سے انکار کیا اور آخر میں وفاداری اور نمک حلالی منظور
رکھکر نوش کیا اور حالت نزع میں بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک زبیری کہ آفتاب عمر اسکا ساتھ
بسرعت طے کرکے بروج سفر میں تھا سر آستانہ پر رکھکر عرض رکھتا ہے کہ جو شربت آبحیات میں آمیز کرکے اس دولتخواہ کیواسطے
مرحمت فرمایا تھا فدوی نے بذوق وشوق تمام نوش کیا اور نقد وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پروردہ نعمت آنحضرت کے
صندوق سینہ میں رکھکر اب نہانخانہ قبر میں کہ جو اول منزل ہے اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس وہمدم نہیں لئے جاتا ہوں
جب تک میری خاک رہے بادشاہ کو بقا ہو جیوا اور امیدوار ہے کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ سے شمار کرکے جو دستور العمل
کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا ہے اسپر عمل کریں اور اس خیرخواہ کا کالبد خاکی کربلائے معلی بھیجیں اور سید مرتضی اور
شاہ قلی اور صلابت خان اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ طہرانی کو جملہ کارآمدنی

شمار کرکے اُنکے احوال سے غافل نہو وین اور جسقدر غریب کہ فدوی کی سرکار مین ہین انھین اپنی سلطنت مین داخل فرماوین یہ عرضداشت اور دستور العمل سید حسین کی صحابت سے مرتضی نظام شاہ کے پاس بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے حال اُسکا متغیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کیوقت شہور ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین اس سرای عاریتی سے دارالبقا کی سمت انتقال کیا اور جو لوگ سرزمین دکن دو نحواہ کار آمدنی کے ساتھ موافق نہین ہین اس سبب سے مثل عماد الدین محمود اور خواجہ جہان گاوان اور خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفی خان اردستانی کے کہ اکثر امور مین بی نظیر تھے سپہر سرنگون کی اعانت سے ناحق اُس حالت مین خراب اور ضائع ہوئے القصہ چنگیز خان نے اس سرای عاریتی سے انتقال کیا اسکے متروکہ سے تین چار خط بخط شاہ میرزا برآمد ہوئے کہ اسکی تحریر سے چنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور محقق ہوئی جب نظام شاہ نے اسکو دریافت کیا چنگیز خان کی تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ نرکھتا تھا از روی غضب شاہ میرزا کو اپنے اردو سے نکلوا دیا اور خود بھی اسی عرصہ مین احمدنگر کیطرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود مین پہونچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چہر ماہ اُسے معزول کرکے قاضی بیگ یزدی کو ابتدای ۹۸۳ھ نوسو تراسی ہجری مین پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میرزا محمد نظیری اور عین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا اور سید مرتضی سبزواری کو سپہ سالار لشکر برار کرکے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور بحری خان قزلباش اور رستم خان دکنی اور جغتائی ترکمان اور تیرانداز خان استر آبادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان تونی اور چند خان دکنی اور دستور خان خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اُسکے برار کیطرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی اور شاہ احمد خان اور مرتضی خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور جمیع اشراف احمدنگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہین ہے اپنے مین اسقدر حالت نہین دیکھتا ہون کہ عدل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کرون اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع مین لاتا ہون آخرت کا خوف دامنگیر ہے اسواسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہوکر تمھین گواہ کرتا ہون اور قیامت کے دن کہ روز جزا ہے تمسے طلب شہادت کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخرالزمان ہے اُسکو مین نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہرگز معاملات اور محاکمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہدیوے حق کو منظور رکھے اگر کسی بڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز جبر و تعدی سے لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھینگے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بیخبر تھا اسکا مین یہ جواب دونگا کہ ان امور مین مجھے کسیطور کا دخل نہ تھا مین نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا تھا اس سے پوچھو الغرض اگرچہ اس کار مشکل سے عہدہ برنہوسکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو ساتھ اپنے متفق اور شریک امور حرمین کرکے مہمات کو جاری کریں کہ مین قہر و عذاب الہی سے خائف اور ہراسان ہون اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کے نسبت وقوع مین آیا پشیمان اور نادم ہوکر چاہتا ہون کہ مدۃ العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون ۔۔۔ تھا اور دائم عزلت ہوکر قلعہ احمدنگر کے اندر کہ در عمارت موسوم ببغداد ہے اسمین گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسیکو اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین مہینے کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا ۔۔۔ والدہ میر حسین اور ۔۔۔ قلعہ سے برآوردہ کرکے دوسرے مکان مین بھیجدیا اور دروازہ قلعہ کا ۔۔۔ نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اس دولت خانہ مین وہ بخطاب صلابت خان

سرفراز تھا اسکو سپرد فرما کر امرای کبار سے کیا اور حکم دیا کہ صاحب خان کی سوا اسیکو سپرد کی باہر نہ آنی دینا الغرض
قاضی بیگ کی عہد وکالت میں اکبر بادشاہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری میں شکار کنان سرحد مالوہ میں پہونچا اور جب
مخبروں نی یہ خبر احمدنگر میں پہونچائی قاضی بیگ نی عریضہ مشتمل خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ صاحب خان
نظام شاہ کی پاس اندر قلعہ کی بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلٹ کر اپنی مکان پر گیا صاحب خان نی نظام شاہ کو
دیکھا کہ خواب استراحت میں ہے اسقدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اسوقت عریضہ گذرانا جب مضمون اسکا واضح ہوا
نظام شاہ نی بی توقف پالکی میں سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم بہرہ دار سی کہ زیادہ سو آدمی سے نہ تھی اور مصاحبان
اور صاحب خان بھی انہی انجملہ تھی ہمراہ لیکر دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور جماعت قلیل مردم اعیان نی نہرنگ کی
قریب اسکو پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہونکو دشمن بہت ہوتی ہیں تنہا سوار ہونا اور اسطرح دشمن قوی کیطرف
متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہے آپ اس مقام میں اسقدر توقف فرماویں کہ لشکر احمدنگر اور برار آپہونچے
نظام شاہ نی چند روز مقام کیا جب پانچ چھہ ہزار سوار خاصہ خیل اسکی ملازمت میں پہونچی فرمان احضار سپاہ
برار کیواسطی بھیجا اور خود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ وہانسی پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری
اور مردم معتبر نی چادریں گردنوں میں ڈالکر سر زمین پر رکھا اور تضرع وزاری کرکی کہنی لگی کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کی ساتھ
اسقدر فوج سی مقابلہ کرنا خوب نہیں ہے صلاح دولت یہ ہے کہ ہاتھ دامن صبر پر مارکر اسقدر اور توقف فرماویں
کہ توپخانہ اور لشکر بھی آپہونچی نظام شاہ نی فرمایا ایسی امور میں صبر و تحمل اچھا نہیں ہے مع بہادران خاصہ خیل فوج
اکبر شاہ پر حملہ کرتا ہوں فتح و ظفر بتقدیر آسمانی ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد ز جای نبرد رگی تا نخواہد خدای
مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحر حیرت میں غوطہ زن ہوکر متحیر ہوئی تھی اسی حال کی درمیان مخبروں نی پہونچکر یہ خبر
پہونچائی کہ اکبر شاہ نی سرحد مالوہ میں شکار کرکی بدولت وسعادت اپنی دار الملک کیطرف مراجعت فرمائی
نظام شاہ یہ بشارت سنکر مبتہج اور مسرور ہوا اور دولت آباد کیطرف معاودت کی اور حوض قتلو کی کنارے
مقام کرکی سید مرتضی اور امرای برار کو خلعتہای نفیس مخلع کرکی رخصت معاودت فرمائی اور خود احمدنگر جاکر بدستور
سابق مہمات مملکت ارکان دولت کو تفویض کرکی پھر گوشہ نشین ہوا اور اسوقت صاحب خان کی جمیع عزیز و
اقارب نی منصب امارت پر پہونچکر جاگیریں خوب پائیں اور اس بدبخت کا استقلال اندازہ سی گذرا کہ امور حضرت
اقدس میں تصرف تمام کیا تھا الغرض نظام شاہ عین موسم برسات میں دولت آباد کی منزہات کی سیر کیواسطی
کہ آیہ کریمہ لم یخلق مثلها فی البلاد اسکی مصداق ہے عازم ہوا اور وہاں پہونچکر قریب چار ماہ بالا گھاٹ پر مقام
فرمایا بعد انقضای موسم برسات اس سرزمین کی مشائخ کی قبور کی زیارت کرکی انکی ارواح طیبہ کی ترویح کیواسطی
نقود وافر فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اسوقت صاحب خان سی پوشیدہ لباس درویشانہ زیب تن کرکی
صبح کیوقت بقصد زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کی عقب سی روانہ ہوا اور عسکر کی دو تین
کوس کی فاصلہ پر کسی پیادہ نی آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وہ بھی سراپردہ بادشاہی کیطرف
دوڑی اور جب بادشاہ کا پتا نہ پایا اسکی تلاش میں روانہ ہوئی پھر اسکو ملازمت سی مشرف ہوکر مبالغہ و
الحاح تمام واپس لائی ہرچند کوشش کی لیکن ایک مہینی کامل لباس فقرا بدن سی جدا نہ کیا اور تاج و تخت کیطرف

رغبت نفرمائی قاضی بیگ اور میر آصف نقیبی کی سرزمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہیت کا بادشاہ سی استفسار کیا فرمایا سبب نفرت اس دنیائی فانی کا ظاہر ہی اسکی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا چاہئی اس سے زیادہ کلام نہ کیا اور کراہت اختیار کیا اور سبب جاناکہ ارکان دولت میری ارادہ کی مانع ہوتی ہین بادشاہ لاعلاج ہوکر احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ ہشت بہشت مین جو اس شہر کی شمال مین واقع تھا گوشہ نشین ہوا اور خیل وحشم قاضی بیگ اور صلابت خان اپنا اپنا شقہ رہ کی بیانیت اس باغ کی گرداگرد خیمہ اور خرگاہ برپا کرکی اسکی محافظت مین مشغول ہوا اور انہین دنون صاحب خان بھی اپنا استقلال دیکھکر الغرا و قات مست اور مدہوش رہتا اور دو تین ہزار اوباش اور اجلاف دکن اور فیلان مست کیساتھ کوچہ و بازار احمد نگر مین پھرا کرتا تھا اور جہان پایا لڑکون اور لڑکیونکو بجبر وزور مکانونسی برآمد کرکی افعال قبیحہ عیاں کرتا تھا اور ہر چند اسکی بھائی سمیان جلال خان اور حبیبہ خان اسی سرزنش کرکی ان اعمال شنیعہ سے منع کرتی تھی فائدہ نہ بخشتا تھا یہانتک کہ ایک دن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ بیٹی میر مہدی کو کہ ایک سادات صحیح النسب ایران سی تھا اور سلسلہ اران کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بزور وجبر پکڑ لاوی میر مہدی دروازہ مکان کا بند کرکی پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سی صاحب خان کی آدمیونکو متفرق اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر بزرگان صاحب دولت کی پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی اور چونکہ صاحب خان کی سوا کوئی بادشاہ تک رسائی نہ رکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اسکا اندازہ سی باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ نی طرح دیکر اسکی علاج مین نہ کوشش کے صاحب خان نے اسی عرصہ مین اپنی چھوٹی بھائی حبیبہ خان کو مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسیطرف سی کمک اور مدد نپائی تنہا قتال مین مشغول ہوا اور تین چار دکنی معتبر بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر کو جب ازدحام اور ہجوم حد سی گذرا میر مہدی کی پسران ناخلف کہ نوکر صاحبخان کی کی ہدایت کرکی فیلان مست کو عقب خانہ سی دیوارین توڑکر اندر لائی اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت مین پہونچایا اور اسکی دختر کو صاحب خان کیواسطی لیگئی اور آخر ۹۸۵ نوسو پچاسی ہجری مین سید مرتضی سبزواری مع امرای برار حکم بادشاہی کی موافق لشکر کی جایزہ کیواسطی درگاہ کیطرف متوجہ ہوکر باغ ہشت بہشت مین فروکش ہوا اور جو نام اصلی صاحب خان کا حسین تھا اور وقت بیوقت نظام شاہ اور بھی آدمی اسکو حسین خان کہکر پکارتی تھی اسواسطی صاحب خان نی حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امرای برار سی تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈالو ورنہ منتظر گوشمالی رہو حسین خان نی یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ سعی منجر بہ نزاع و خشونت ہوئی اور صاحب خان فیل مست پر سوار ہوکر مع پانچ چھ ہزار فوج سے اسکی مقابلہ کیواسطی یعنی حسین خان کی دایرہ کیطرف گیا اور حسین خان بھی چند سواران سی اسکی مقابلہ کیواسطی روانہ ہوا صاحب خان نی حملہ اول مین اسکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنی سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور ایک تیر چلہ مین جوڑکر ایسا پیشانی فیل صاحب خان پر مارا کہ سوفار تک پیوست ہوا فیل چنگھار مارکر بھاگا اور درختونکی درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہانتک کہ صاحب خان نی باغ مین جاکر فوج سی یہ بات کہی کہ بادشاہ نی تمام غریبونکی قتل کا حکم نافذ فرمایا ہے لازم کہ حسب الحکم کاربند ہوکر انکی مال و اسباب اور زن و فرزند پر متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ خدا سی چاہتی تھی ادنی اعلی غریبونکی قتل پر آمادہ ہوکر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کیطرف روانہ ہوئے

امرا اور سلحداران غریب وغیرہ سوای قاضی بیگ اور سید مرتضی اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری کے کہ رضا بقضا دیکر دیوانعام مین بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی کی مسلح ہوکر دفع مضرت کیواسطے صفوف حرب آراستہ کین. صاحب خان نی جنگ کرکی انھین منہزم کیا اسوقت مرتضی نظام شاہ حمام کی اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع تھا چلہ مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا شور وغوغا سنکر باغ کی دروازہ سی برآمد ہوا قضارا اسیوقت صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ جمیع غریب الدیار اتفاق اور ہجوم کرکی چاہتی ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کرکی میران حسین کو تخت پر بٹھاوین نظام شاہ تحقیق صدق وکذب کیواسطے پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسلح اور مکمل دیکھا اور نظر باینکہ قضیہ سی بخوبی خبر نرکھتا تھا صاحب خان کا کلام سچ جانکی تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحب خان کی کہنی سی حاضر تھے غریبونکی مقابلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضی خان اور قاضی بیگ نی آدمی غریبونکی پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صحبت نی رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہی کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز تلوار مردمان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرامخوری کا ہی امرای غریب مثل چغتائی خان اور بائی خان اوزبک اور حسین خان ترشیزی اور تیر اندازان استرآبادی نی گھوڑی سے اُترکر بادشاہ کو دور سی سلام کیا اور ولایت عادلشاہ اور قطب شاہ کیطرف متوجہ ہوئی صاحب خان مع برادران اور اعوان وانصار شہر کیطرف حملہ آور ہوا بعضی غریبان سی کہ اپنی مکانون کی گوشہ مین مخفی ہوئی تھی اُنکو تہ تیغ کیا اور اُنکی اموال اور زن وفرزند کی گرفتاری مین مشغول ہوا اور مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ ظہور مین پہونچا مثنوی

سر فتنہ از خواب بیدار گشت ❊ بساط فراغت قضا در نوشت ❊

ز سیل بلا شد عیان رستخیز ❊ نہ روی اقامت نہ پای گریز ❊

نہ در خانہ بودی کسی را قرار ❊ نہ در کوچہ دیدی طریق فرار ❊

کس از خانہ گر پا نہادی بدر ❊ نہ دستار بر جای ماندی نہ سر ❊

قاضی بیگ اور سید مرتضی صلابتخان کی جو محافظت مین بادشاہ کی کوشش کرتا تھا جاکر کہنی لگی کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہی کہ عرض وناموس غریبون کے خاک مین ملجاوی لازم ہی کہ تم عرضداشت بیماری کی جس تدبیر سی کہ ممکن ہووی بادشاہ کی ملاحظہ مین گذرانو صلابتخان نے جب موقع پایا عرضداشت انکی بغل مین چھپاکر دربار کیطرف متوجہ ہوا اور چونکہ صاحب خان اسوقت حاضر نتھا خاصہ پہونچانیکی بہانہ باغ کی اندر گیا اور آپ کو مخزن نظام شاہ مین پہونچایا اور بآواز بلند نظام شاہ کی دعا وثنا مین مصروف ہوا نظام شاہ نی آواز صلابت خان کی پہچانی جو اُسکا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسمین کوئی حادثہ پیش آیا ہی ناچار حمام کی دروازہ پر ایستادہ ہوکر سبب آنیکا پوچھا صلابت خان نی عرضداشت ارکان دولت پیش کی اور زبانی بھی حقیقت حال مشروحاً اور مفصلاً معروض کی نظام شاہ نی متحیر ہوکر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحب خان کو خواہی نخواہی شہر سے نکالو کہ غریبونکی ایذا اور آزار مین نہ کوشش کرے صلابت خان نی شہر مین جاکر صاحب خان کو بزجر واہانت تمام نکالا اور اسکی بعد صاحب خان صلابت خان کی قتل مین ساعی ہوا چونکہ زمانہ اُسکی موافق تھا اسواسطی صلابت خان جنگل مانگ دولتیفر شت بھاگا نظام شاہ اس حال سے مطلع ہوا اور صلابت خان کو طلب کیا اور بامارت کلان اور منصب سرنوبتی سے قوی کیا اور خاصہ خیل کو اسکا محکوم فرمایا اور آمد نو نہین ایک جماعت اعیان سی قاضی بیگ کی خیانت پر مدعی ہوئی تھی نظام شاہ نی اُسی معزول کرکے

ایک قلعہ پر نصب فرمایا اور جواہر نفیس بہی انکی شصتون کی نذر کی انتہا یہ کہ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانہ کو لیکر صرف کیا اور جو کچھ مملکت میں دست انداز کیا اسکی علاوہ ہی اگر حکم ہو تو یہ مبالغ اُس سے ہم واپس کرین نظام شاہ نی اپنی مہر سے یہ عبارت ... ترقیم فرمائی کہ جب بالفعل سید عزیز نی ذلت خیانت اپنی نسبت ازراہ دیانت ... دیا اگر ہمارے خزانہ سے طمع کر اس سے واپس لینا نہایت ہم وتی ہی یہ روپیہ بھی اُسی کو تمام معاف کیا جاتی ہی کہ اسی قیدی رہا کیا ... جماعت ... انتقال اُسکی تو پر سوار کی وطن مالوف کیطرف روانہ کرد چنانچہ ... دولت ... نی پر ... آیا اُسکی بعد منصب پیشوائی اگرچہ اسد خان ترک کی ... رجوع ہوا لیکن صلابتخان نی امور منصب بہی نام کی ... کچھ چھوڑا اُسکا اختلال اُسکا اندازہ سے گذرا اور صاحب خان ذلیل مطلق ہوا اور با وجود اس حال کی ... نظام شاہ اپنی نسبت ... تہا کہ ... لیکن صلابت خان کی سختگیری سی عاجز آیا اور از روی ... نخوت بالاتفاق ... ہزار سوار اور فیلان لیکر احمدنگر سے نکل گیا نظام شاہ اس خوف سی کہ اگر لشکر اُسکی پکڑنی اور پہیر نیکوا سطی ... فرمایا ہا وی سیادہ از روی اعتدال جنگ کری اور مارا جاوی اسواسطی خود تعاقب اور ادی سیلان سے پالکی میں سوار ہوکر پیچھے اُسکی روانہ ہوا اتفاقا صاحب خان جب حوالی احمد آباد بیدر مین پہونچا ہیلا خطہ ... حصار تک گیا اور مردم درون کی وصول لشکر ہیگانہ سی واقف ہوکر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور گروہ اُسکی فوج پر سر کئی اور ایک جماعت مردم معتبر سی ضائع ہوئی اس درمیان میں نظام شاہ پیچھے سی پہونچا صاحب خان چیچارہ نہ دیکھتا تہا ایلچی اُسکی پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سی میرا وصال میسر ہوسکتا ہی ایک یہ کہ صلابت خان کو درگاہ سی دفع کری دوسری یہ کہ شہر بیدر علی برید سی لیکر مجھی جاگیر مین عطا فرمایا جاوے نظام شاہ کہ اُسکا عاشق زار تہا دونون امر کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ بیر کیطرف کہ اُسکی جاگیر تھی رخصت فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کرکی اُسکی تسخیر میں مشغول ہوا علی برید نی عادلشاہ سی کمک طلب کی اُسنی ہزار سوار اُسکی مدد کو مقرر کیا درمیان اس حال کی خبر پہونچی کہ اُسکا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ میں قید تہا خروج کرکی احمدنگر کیطرف متوجہ ہوا ہی نظام شاہ نی میرزا یادگار کندہ اور سر لشکر ابراہیم قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار بیدر کی محاصرہ کو نگاہ رکھکر خود بہمراہی صاحب خان احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور اُسی چند روز کی عرصہ میں لشکر عادلشاہی احمد آباد بیدر کی اطراف میں پہونچا مردم قطب شاہ کہ بہانہ طلب سی گلکندہ کیطرف روانہ ہوئی اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کیواسطی مشغول ہوا اور شہزادہ برہان احمدنگر کی اطراف میں آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحب خان کی وضع اور اطوار سی رنجیدہ تھی اُس سے ملحق ہوئی اس سبب سی نظام شاہ مضطر ہوا صلابت خان اور خاصہ خیل اور دیگر امراکہ صاحب خان کے بی اعتقادی سے آزردہ تھی فرامین استمالت بھیجکر اُنھیں طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچی صاحبخان نی صلابت خان کی آنی سے پھر رنجش بہم پہونچائی ابھی احمدنگر کیطرف نہ پہونچا تہا کہ وہ اپنی بھائیون اور اعوان کو لیکر بیٹر کیطرف گیا اور نظام شاہ نی اُسکی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمدنگر میں داخل ہوا اور ہاتھی پر سوار ہوکر کوچہ و بازار میں پھرا دوسری دن جب شاہزادہ برہان باغ ہشت بہشت میں آیا پھر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سی برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کی نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسد خان اور دوسری سرداروں کو مع توپخانہ شہزادہ برہان کی مقابلہ کو نامزد فرمایا اُنھون نی جنگ کرکی شہزادہ کو برہانپور کیطرف مفرور کیا اور نظام شاہ مظفر اور منصور قلعہ میں داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا

(انبار)

اور سید مرتضی سرلشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی کرکے بحفاظت و اعزاز تمام حضور میں روانہ کرے
اگر وہ انکار کرے اُسکی گردن مارکر گھوڑے اور ہاتھی اُسکے درگاہ میں بھیجے اتفاقاً صاحب خان جب قصبہ عنبر کو زہ آئے میں
پہونچا چونکہ طبیعت اُسکی خلاف مرکوز تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بحری خان
قزلباش کو جو امرائے برار سے تھا اور قلعہ ریجی میں اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالۂ نکاح میں لاکر منتظم
فلاح رہ بحری خان نے اُسے بھیجا کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو لینا مناسبت کہ امرائے کبار سے طالب پیوند و وصلت
ہووے صاحب خان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبہ ریجی پر تاخت لیگیا بحری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا
تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل و عیال کو لیکر جالنہ کیطرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان شیرازی کے حقیقت حال
لکھکر طریق اخلاص اور نجات استفسار کیا جو سید مرتضی کو فرمان صاحب خان کی روانگی کے بارہ میں پہونچا تھا اسنے
خداوند خان اور دوسرے امرا کو نامزد کرکے یہ فہمایش کی کہ صاحب خان کے پاس جاکر اُسے احمد نگر روانہ کرو اور پوشیدہ
خداوند خان نے کہا کہ اس بدبخت کے دست تظلم سے ایک عالم ایذا میں ہے مناسب ہے کہ کوئی تقریب اُٹھا کر اُسے قتل کریں
خداوند خان اور امرائے دیگر جو بطریق استعجال جالنہ کیطرف پہونچے جمشید خان اور بحری خان بھی اُنکے رفیق ہوکر صاحب خان کے
اردو کیطرف متوجہ ہوئے اور وہ اجل رسیدہ اپنی جگہ سے نہ ہلا یہانتک کہ یہ لوگ وہاں پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ
ہوکر از روئے تمسخر اور استہزا پیغام کیا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہیں اگر حکم ہو سلام کیواسطے مشرف ہوں
باعث سرفرازی ہوگا صاحب خان اُسوقت مے نوشی میں مصروف تھا بلاتوقف اُنھیں سراپردہ میں طلب کیا
جب اُسکی نگاہ اُنپر پڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور تعظیماً ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو نظر غور و تامل سے دیکھا
جب خداوند خان کی باری آئی اُس سے بغلگیر ہوا اور خداوند خان نے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان مجھے بغل میں دباکر
پسلیاں توڑے ڈالتاہے اور چاہتاہے کہ میرا گلا گھونٹے حالانکہ خداوند خان نے عمداً اُسے آغوش میں پکڑ لیا دبایا کہ اُسکی
پہلو کی ہڈیاں شکستہ ہوئیں اور وہ بیہوش ہوگیا اسپہر الغرض انکی ضرب خنجر سے کام اُس ناپاک کا تمام کیا اور بھائیوں
اور انصاروں نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداوند خان شر اُس خبیث کا دفع کرکے مع امرا سید
مرتضی کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضی نے عریضہ نظام شاہ کو لکھا کہ جان نثاری فرمان واجب الاذعان کے
موافق ایک جماعت کو صاحب خان کے پاس بھیجکر تاکید کی کہ اُسے دلاسا دیکر درگاہ عرش اشتباہ میں روانہ کرو
صاحب خان عنان عقل دست استقلال سے چھوڑکر خنگ دامن جنگ میں مارکر مارا گیا اور اس سبب سے کہ مردم
حضور اس سعی سے راضی تھے مضمون عریضہ کا اس ڈھب سے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ وہ مقام پرخاش میں نہوا اور
پھر دوبارہ اُس مقتول سے ایک حرف زبان پر جاری نہ کیا اسکے بعد صلابت خان معاند کے بلاخرخشہ متکفل مہمات
سلطنت ہوا چند سال باستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ میں محمد اکبر شاہ کا ایلچی مکرر احمد نگر میں آیا اسے خوشوقت
اور مقتضی المرام رخصت کیا اور صلابت خان کے عہد پیشوائی میں اس مرتبہ عدل اور ضبط نے رواج پایا تھا کہ تجار و غیرہ
بفراغ تمام آمد و شد کرتے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاءالدین حسن بہمنی کے ولایت مرہٹ میں کسی شخص نے مثل صلابت خان کے
امنیت و ضبط بمرتبہ کمال نہ پہونچایا تھا خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ اور مثل انکے اور لوگوں کو لشکر و
حشم دیکر حکم کیا کہ جمیع ممالک محروسہ میں ہمیشہ روند گشت پھرتے رہیں اور جس شخص پر چوری کا اطلاق خفیف بھی ثابت ہووے

اگرچہ ایک حبہ ہو بلا توقف قتل کریں۔ اور خود بھی آبادی ملک اور باغ و بستان اور قصبات کے احداث میں کوشش کر کے عمارات عالیہ تیار کیں از انجملہ عمارت باغ فرح بخش آنا راسکی سے ہے اسواسطے کہ چنگیز خان نے دراصل اُسکی بنیاد ڈالی تھی اور نعمت خان سمنانی نے اہتمام کر کے سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری میں اتمام کو پہونچایا اور جب نظام شاہ نے اُس باغ کی سیر کیواسطے تشریف ارزانی فرمائی وہ عمارت اُسکی طبع مشکل پسند کی پسند نہ پڑی نعمت خان کو اُس عمارت کی دار وغگی سے معزول کیا اور صلابت خان کو بجائے اُسکے منصوب کر کے فرمایا کہ اس عمارت میں اگرچہ زر خطیر صرف ہوا ہے لیکن مسمار کر کے اور نقشہ و دیگر طرح سے بنا کریں جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد مرتضی خان انجو نے یہ تاریخ اُسکی صفت میں کہی تاریخ ارباب نشاط را خبر کن شاہا ✽ بر باغ فرح بخش گذر کن شاہا ✽ نعمت خان راز بہر تاریخ بنا ✽ از باغ فرح بخش بدر کن شاہا ✽ اور یہ امر بھی خلائق کی درمیان مشہور ہے کہ صلابت خان کی عہد داروغگی میں پانچ لاکھ درخت انبہ اور انبلی کی اُسکی لگائی ہوئی مدت دراز تک رہی اور باعث ذکر خیر ہوئی اور جملہ توقیعات صلابت خان تربیت ملا ملک قمی اور ملا ظہوری سے ہے اُنکی قدوم کو گرامی رکھکر وظائف اور انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت فرح بخش دوبارہ سنہ ۹۰۹ نوسو نو ہجری میں تیار ہوئی صلابت خان نے اُس باغ میں شادی اور جشن قرار دیکر اعیان و اشراف اور شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے بہ لطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مبتہج فرمایا اور ملا ملک قمی نے ایک قصیدہ غرا اُسکی صفت میں کہا قصیدہ ای تو بہشت برین این چہ شکوہست و شان ✽ پیشگہت سنہ نشین بارگہت سنہ نشان ✽ بزم ترا ہشت خلد ششتۂ از پیشگاہ ✽ بام ترا نہ فلک پایۂ از نردبان ✽ کوس تحکم بزن بین کہ درختان سرو ✽ صف زدہ از چار سوی بر صفت چاکران ✽ ہم ہم فیض ازل با گہرت ہم نشین ✽ ہم گل روی صفا با اثرت توامان ✽ سقف تو بر باد داد رفعت خرگاہ چرخ ✽ کاخ تو بر خاک ریخت آب رخ کہکشان ✽ سنبل بستان تو صید طرب را کمند ✽ خار گلستان تو چشم حسد را سنان ✽ چرخ زگرد رہست دوختہ برتن حریر ✽ مشتری از فتنہ است مانند بر طیلسان ✽ بافتہ دست قضا از گل سقفت سریر ✽ ساختہ ترک قدر زابروی طاقت کمان ✽ از گہر فیض تو ابر بدست صبا ✽ تحفہ فرستد بہ بحر ہدیہ فرستد بکان ✽ لطف تو گر در خیال بگذرد اندیشہ را ✽ چہرۂ ما فی الضمیر دیدہ بہ بیند عیان ✽ گر لکند ابر و بلند شاہد تصویر تو ✽ خامۂ بہزاد را آب دہد در بنان ✽ غنچہ تصویرت ار شگفد از ابر کلک ✽ عقد لکند خندہ است در گلوی زعفران ✽ بسکہ زمین نقش بست وصف ترا در ضمیر ✽ سید مد از جیب خاک سبزہ بہ شکل زبان ✽ گر بعناصر دہد لطف تو سرمایۂ ✽ خاک دہد مردہ را زندگی جاودان ✽ فیض ہوایت اگر مایہ دہد باد را ✽ ثقل جبلی برد از تن کوہ گران ✽ سدۂ تو کعبہ وار مامن فتح و ظفر ✽ طاق تو محراب وار قبلہ پیر و جوان ✽ خاک سبک روحت ار سرمہ دہد باد را ✽ بر نظر خاکیان آب شود استخوان ✽ اور سنہ ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری میں علی عادل شاہ شہید ہوا اُسکا بھتیجا ابراہیم عادل شاہ نو برس کی سن میں نائب مناب ہوا صلابت خان نے یہ امر نظام شاہ کی سمع مبارک میں پہونچایا اور تسخیر اُسکی ممالک کی بسہل تر ین وجہ نظام شاہ پر ظاہر کی اسواسطے نظام شاہ نے صلابت خان کو ارسال لشکر کی لیے مامور کیا اور بہزاد الملک ترکہ غلامان چرکس سے تھا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضی کو مع لشکر برار ہمراہ کر کے بہ عظمت و شوکت تمام عادل شاہ کی سرحد میں روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ ورگ کی اطراف میں پہونچی امرای عادل شاہی اُنکی مواجہہ کو روانہ ہوئی اور پانچ چھ کوس کی فاصلہ پر ایک مہینے کامل ایک دوسرے کی مقابل خیمہ و خرگاہ ایستادہ کر کے فروکش رہی

پیدا

آخر کو امرای عادلشاہی کو جب دریافت ہوا کہ سید مرتضی بہزاد الملک کی سپہ سالاری سی آزردہ ہی اور کمک نکریگا افواج آراستہ کی اور ابھی کچھ رات باقی تھی کہ روانہ ہوئی اور صبح کیوقت کہ ترشح باران تھا اور مردم فوج نظام شاہی نہایت غفلت میں اپنی اپنی خیمہ اور پال میں پڑی تھی منزل المقصود میں پہونچکر نقارہ حربی بجانی لگی اور بہزاد الملک نی ہوا کو بزم کے موافق دیکھکر مجلس شراب آراستہ کی تھی سراسیمہ برخاست کرکی آزردہ سی باہر گیا اور امرا اور سپاہ اوسکی پاس فراہم نہوئی تھی کہ دشمن کی فوج اوسپر تاخت لاکر جنگ میں مصروف ہوئی اور قریب سو ڈیڑھ سو ہاتھی نامی کی بہزاد الملک کی بحال ابتر منہزم کیا اور سید مرتضی نی کہ اوس سی بہت فاصلہ پر فروکش ہوا تھا خبر نہ پہونچنی کا بہانہ کرکی صلابت خان کو لکھا کہ بہزاد الملک نی جو تعجیل جنگ میں کی اور رفقا کی پہونچنی کا انتظار نہ کیا اس سبب سی اوسی چشم زخم پہونچا انشاء اللہ تعالی اب احسن وجوہ سی تدارک ہوگا صلابت خان نی فرمان سپہ سالاری اوسکی نام بھیجا سید مرتضی اس امر سی خوش ہوا اور خیل و حشم کی فراہمی میں کوشش کی اس درمیان میں ابراہیم قطب شاہ جوار رحمت ایزدی میں واصل ہوا اور اوسکا فرزند محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اور ایک لشکر قطب شاہ کہ افواج نظام شاہ کی کمک کیواسطی اس سفر میں ہمراہ تھا بیدل ہوکر متفرق ہوا اور سید مرتضی نی شاہ میرزا اصفہانی کو کہ جو قطب شاہ کا وکیل السلطنت تھا موافق کرکی ایسا کیا کہ محمد قلی قطب شاہ کو مدد کیواسطی طلب کیا اور باتفاق قلعہ شاہ درک کو محاصرہ کیا اور چار پانچ مہینی تک ہر چہار طرف سی بنیاد جنگ ڈالی اور خداوند خان اور بحری خان قزلباش نی اندرونمیں نہایت جانثاری اور مردانگی کرکے شان شجاعت کی فلک الافلاک پر پہونچائی اور تھانہ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نی اعلام مدافعہ بلند کرکی قلعہ کی محافظت میں تقصیر نہ کی اور ہرچند نظام شاہ اور قطب شاہ اوسی منصب اور امارت وغیرہ کا وعدہ کرکی چاہتی تھی کہ فریب دیویں مفید نہ پڑا اور اوسنی مجادلہ اور محاربہ اور حفظ حصار میں تقصیر نہ کی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سی ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سی مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر نہوئی اور سید مرتضی اور قطب شاہ طول محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سی دلگیر ہوکر کہنی لگی کہ ہم یہ محنت عبث تسخیر قلعہ میں کھینچتی ہیں مناسب یہ ہی کہ بیجاپور کے فتح میں مشغول ہوں اور جسوقت دار الملک مفتوح ہوا اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر اسہل ترین وجہ میسر ہوگی پھر باتفاق وہانسی کوچ کرکی بیجاپور کیطرف متوجہ ہوئی اور چونکہ اس مقام میں بھی ملازمان بزرگ کی درمیان مناصب کی سبب آپسمیں نزاع تھی کوئی شخص لشکر بیگانہ کی دفع شر میں متوجہ نہوتا تھا سید مرتضی اور قطب شاہ نی خوبی تمام اوسی محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سی بھی مایوس ہوکر قطب شاہ نی اپنی ولایت اور سید مرتضی اور بہزاد الملک نی نظام شاہ کی مملکت کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۹۹۲ نوسو بانوی ہجری میں صلابت خان نی نظام شاہ کی حکم کی موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع ایک جماعت مردم معتبر بیجاپور کیطرف بھیجا تو عادلشاہ کی بہن کو شہزادہ میران حسین کیواسطی خواستگاری کری اوسوقت میں فرمان جمشید خان شیرازی کی نام صادر ہوا کہ لشکر و جمعیت اپنی قاسم بیگ کی ہمراہ بیجاپور کیطرف جاوی جمشید خان نی جواب دیا میں تابع سید مرتضی کا ہوں مضمون فرمان اوسی میں سنتا ہوں جو کچھ وہ فرماویگا اوسپر عمل کرونگا اور سید مرتضی نی کہا کہ نظام شاہ نی مجھسی فرمایا ہے جب تک فرمان میری خط خاص سے مزین نہو عمل نکرنا جو یہ پروانہ اوسکا دستخطی نہیں ہی میں اسپر عمل نہیں کرتا اور تجھکو رخصت نہیں دیتا ہوں جمشید خان نی یہ مضمون صلابت خان کو لکھکر فساد بیجا کا سامان کیا اور کام اس نہایت کو

پہونچا کہ اُسی سال سید مرتضی مع لشکر برار نہایت شوکت وشان سے صلابت خان کی دفع کی ارادہ پر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا لیکن اسمرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان میں آئی اور صلابت خان اور سید مرتضی کی درمیان صلح مصالحہ کروا دیا سید مرتضی برار کیطرف روانہ ہوا اور بعد پانچ چھہ ماہ کی پھر دروازے خصومت کی مفتوح ہوئی سید مرتضی دوبارہ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں پھر صلابت خان کی دفع کیواسطے عازم وجازم ہوا اور بدون اسکی کہ احمد نگر سے لشکر اُسپر نامزد ہووی بدستور سابق لشکر برار فراہم لاکر باشوکت وہیبت تمام احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا صلابتخان نے یہ سنکر ہمت اُسکی علاج پر مقرر کی مرتضی نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سے باغ فرح بخش میں لیگیا وہان تقریبات اُٹھاکر عمارت بغداد کو کہ قلعہ کی اندر واقع ہے اُسکی عبادت کیواسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ قلعہ احمد نگر کیطرف تشریف نہ لیجاویں۔ اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن وجمال سے آراستہ اور شطرنج بھی خوب کھیلتی تھی خدمت کے بہانہ قلعہ میں داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کی اُسپر فریفتہ ہوا اُسے اپنی ہم بستری سے مشرف کیا اسی درمیان سید مرتضی مع لشکر عظیم احمد نگر کی اطراف میں آیا اور کالا چبوترہ کی قریب فروکش ہوا اور صلابت خان نے اُسکا آنا اسطرحسے نظام شاہ کی ذہن نشین کیا کہ اُس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمراہ رکاب سید مرتضی کی مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضی اور خداوند خان مغلوب اور شکستہ ہوکر برار کیطرف بھاگی اور سامان وسلب اور ہاتھی اُسکی صلابت خان کی ہاتھ آئی اور صلابت خان کی تعاقب لشکر سے انھیں توقف میسر نہوا برہانپور کی راستہ سے اکبر بادشاہ کی پاس گئی اور اُسی سال شہزادہ برہان کو بعضی مردم فتنہ انگیز بلباس درویشان احمد نگر میں لائی اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت میں پہلی قتل کریں اُسکی بعد نظام شاہ کو معزول کرکی برہان شاہ کو احمد نگر کی تخت پر بٹھائیں۔ قضارا اُسکی صبح کو یہ ارادہ وقوع میں لایا چاہتی تھی کہ صلابتخان نے آگاہی پائی برہان شاہ اُسی لباس سے کوکن کیطرف بھاگا اور اُس مقام میں بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کی راستہ سے اکبر شاہ کی پاس گیا قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی عادلشاہ کی بہن میران حسین کی عقد نکاح میں لائے اور اکبر بادشاہ نے استیصال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیز کوکا کو کہ اُس عرصہ میں مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کرکی مع برہان شاہ اور سید مرتضی اور تمام سرداران دکن کو اُسکی ہمراہ کرکی ولایت نظام شاہ کیطرف روانہ کیا اور آئندہ تو تھین۔ چاند بی بی زوجہ عادلشاہ بھی اپنی بھائی نظام شاہ کو دیکھنی آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادلشاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی کی جہیز میں دیا تھا اب عادلشاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اسطرف آئی مناسب ہے کہ وہ قلعہ نظام شاہ کی گماشتوں کو سپرد کریں۔ دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادلشاہ کی بہن کو مع شہزادہ میران حسین۔ دولت آباد کیطرف بھیجا کہ جسوقت عادلشاہ قلعہ شولاپور دیوی جشن وشادی کرکی دولھن کو داماد کی سپرد کریں۔ ورنہ موقوف اور معطل رہی اور اُس عرصہ میں خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ میں پہونچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت

کار نہ این گنبد گردان کنند ٭ ہرچہ کنند ہمت مردان کنند ٭

اُسکی دفع پر ہمت مصروف کرکی میرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار اُنکی مقابلہ کو بھیجی میرزا محمد تقی برہانپور میں گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات کرکی اُسکو ساتھ اپنی متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ سنکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کی پاس بھیجا تو اُسی لشکر دکن کی موافقت سے

پشیمان ہوکر کی ساتھ لشکر اکبر بادشاہ کی متفق ہوکر یہ امر صورت پذیر ہوا شاہ فتح اللہ نے بے نیل مقصود عزیز کوکہ کی
پاس سے مراجعت کی اور جو آمد و آمدن عزیز کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اوجین کے درمیان منازعت تھی میرزا محمد تقی
اور راجہ علیخان مع لشکر دکن اعلام جسارت بلند کر کے اکبر شاہ کی ولایت میں در آئے اور ہنڈیہ کیطرف کہ مالوہ اور دکن کی
سرحد ہے مقابل عزیز کوکا کے فرو کش ہوئے چند روز کسی نے جنگ میں پیشقدمی اور سبقت نہ کی آخرالامر عزیز کوکا نے مصلحت ضعف
جنگ میں نہ دیکھکر رات کیوقت تاخت کی اور سیراہ سے ولایت برار میں آکر بلدہ ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جو
میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے کوچ کر کے تعاقب کیواسطے دوڑے عزیز کوکا کو توقف میسر نہوا نذربار سے ولایت
مالوہ کیطرف مراجعت کی اسوقت راجہ علی خان برہانپور کیطرف چلا گیا اور میرزا محمد تقی احمد نگر کی سمت راہی ہوا اکبر بادشاہ
جو متوجہ اور مہمات میں تھا اور سلاطین دکن بھی نہایت شوکت اور قوت میں تھے طرح دیگر اس مہم میں ساعی ہوا اور
ان سنوات میں فتح شاہ ارباب نشاط جو دستگرفتہ صلابت خان تھا اسنے نظام شاہ کی مزاج مبارک میں تصرف
تمام بہم پہونچایا اور چند قصبہ جاگیر پائی اور قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی اس بادشاہ کی سرکار سے لیتی تھی اور
روز بروز قرب و منزلت اسکی افزون ہوتی تھی یہانتک کہ دو مالی قیمتی کہ رام راج کی غنائم سے تھی اور مروارید اور یاقوت
و لعل اور زمرد وغیرہ اسمیں قرینہ سے آمیختہ اور منتظم تھی طلب کی مرتضی نظام شاہ نے سبب وفور عشق اور استغنائی سے
کہ بحر و کان اسکی نزدیک وجود نہیں رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونوں مالی فتح شاہ لولی کی حوالہ کرے لیکن
صلابت خان نے معذرت کر کے اسکی دینے سے انکار کیا جب مبالغہ بادشاہ کا حد سے گذرا ارکان دولت سے مشورہ
کیا سبھوں نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ دو مالی اور ان مالوں کی شبیہ میں فتح شاہ کو دینا چاہیے صلابت خان نے انکی کہنے پر عمل
کیا اور بعد چند روز کی فتح شاہ اس معاملہ سے واقف ہوکر بادشاہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ مالی رام راج کی نہیں ہیں
نظام شاہ غضبناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری سرکار میں ہیں صندوقوں سے برآوردہ کر کے
جواہر خانہ میں فراہم کر کہ نظر ثانی اور تماشا کروں صلابت خان نے مقصد سمجھکر ان دو تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ
کیا اور باقی ایوان معہود میں قرینہ اور ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگوں کو علحدہ کر کے مع فتح شاہ وہاں گیا اور جب
وہ تسبیح اور جواہر آلات قیمتی نہ دیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اُن جواہر آلات کو اکٹھا فراہم کر کے فرش
نفیسہ میں کہ وہاں موجود تھا لپیٹکر آگ میں ڈالا اور وہانسے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت اُن اشیا کی محافظت
کیواسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ پڑا بہ تعجیل تمام آگ کو بجھا کر جواہر اور زیور مرصع برآوردہ کیا مع تنبیہ کے
سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگوں نے اس بات کو بادشاہ کی جنون اور دیوانگی پر گمان کیا اسوقت سے تاریخ
خلقت اسے دیوانہ کہنے لگی اور لولیوں نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت آپکی پردہ نشینی سے دلگیر ہوکر چاہتے ہیں
کہ آپکی فرزند ارجمند میران حسین کو تخت پر بٹھاویں یہ سنکر لخت جگر کی قتل پر عازم ہوا ہرچند کوشش کی کہ اسے
کسیطور دستیاب کر کے ہلاک کرے صلابت خان اسے نہ دیتا تھا حیلہ و حوالہ میں دفع الوقت کرتا تھا اور درمیان
ابراہیم عادلشاہ دلاور خان حبشی کی صلاح و مشورہ کی باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی سرحد میں آیا اور یہ پیام
دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کریں یا اسکی پالکی جو ہمنے بھیجی ہے واپس بھیجیں صلابت خان نے جواب دیا
کہ جبتک قلعہ شولاپور نہ دوگی یہ مقصد حاصل نہوگا عادلشاہ صلابت خان کی سخت گوئی سے مقام خصومت میں

اور اوسکو محاصرہ کیا نظام شاہ یہ امر صلابت خان کی بد اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو حرام خوار ہے یا حلال خوار صلابت خان نی جواب دیا کہ میں بندہ با اخلاص ہوں نظام شاہ نی کہا میں تیرے نافرمانی سے آزردہ ہوں اور قدرت تیری قید وحبس پر نہیں رکھتا صلابت خان نی سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئے قلعہ میری محبس کیواسطی مقرر فرماوین تو مین خود مطوق اور مسلسل ہوکر اُسمین جاکر غبار خاطر اقدس محو کروں نظام شاہ نے کہا قلعہ دنداراجپور کیطرف رجوع ہو وہ ترک سادہ فی الفور اپنی مکان پر آیا اور زنجیر اپنی پانو میں ڈالکر پالکی مین سوار ہوا اور اپنی متعلقوں کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ دنداراجپور میں لیجاکر قید کرو اور نظام شاہ نی عہدہ وکالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادلشاہ کی ساتھ صلح کریں چنانچہ انھوں نی اُسکی فرمانی پر عمل کیا یعنی عادلشاہ صلح کرکی سرحد سی پلٹ گیا اور خواہر عادلشاہ کو کہ ابتک داماد کی سپرد نہ کیا تھا جشن وشادی بزرگ ترتیب دیکر میران حسین شہزادہ کی سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی سے یہ بات کہی کہ اشتیاق فرزند کی دیکھنی کا غالب ہوا اُسی میرے دربار مین حاضر کرو یہ خوش ہوکر شکر الہی بجالائی اور اُسیوقت شہزادہ کو قلعہ کی اندر باپ کی پاس بھیجا ابتدا مین نہایت شفقت سی پیش آیا اور عمارت بغداد کی قریب اُسی ایک حجرے مین جگہ دی دوسری دن اُسی نہالی اور بالاپوش مین لپیٹ کر حجرہ مین آگ لگادی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جسطرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش کی درمیان سی برآمد ہوا اور حجرہ میں دھوئیں کی سبب ادھا دھند تھا آپ کو شگاف دروازہ مین پہونچاکر ازروی اضطراب فریاد کی یہانتک کہ فتحشاہ لولی خبردار ہوئی اور اُسنی رحم دلی اور ترحم سے دروازہ کھولا اور میران حسین کو برآوردہ کرکی قاسم بیگ اور محمد تقی کی پاس پہونچایا انھوں نی اُسی پالکی مرصع مین بٹھاکر پوشیدہ دولت آباد کیطرف بھیجدیا نظام شاہ بعد دو تین روز کی اُس حجرے مین گیا جب ہڈیاں اپنی فرزند کی اُس خاکستر مین نہ دیکھیں فتحشاہ لولی سے استفسار کیا اُسنی عرض کی شاید استخوان بھی اُسکی خاکستر ہوگئیں ہوں نظام شاہ نی یہ امر قبول نہ کیا اور اُسپر تشدد اور تہدید نہایت کی فتحشاہ نی کہا میں نی اُسی قاسم بیگ اور میرزا تقی کی سپرد کیا ہے نظام شاہ نی قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کی دروازہ کی قریب طلب کرکی حقیقت حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کیواسطی انکار کرکی بولی ہم اس واقعہ سی خبر نہیں رکھتی نظام شاہ طیش مین آیا فوراً دونوں امیروں کو مقید اور محبوس کرکی مہمات سلطنت میرزا محمد صادق اردوبادی سی رجوع فرمائی سبب اُسنی بھی شہزادہ کی قتل مین اطاعت نہ کی بعد نو روز کی اُسی بھی مقید اور محبوس کیا پھر سلطان حسین سبزواری کو جسکا مولد احمد نگر تھا منصب وکالت دیکر بخطاب میرزا خان عہدہ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جو ارادہ بادشاہ کا جانتا تھا فتحشاہ اور اُسکی عزیز واقارب کو زر خطیر دیکر راضی کیا اور پوشیدہ دلاور خان کی پاس ایلچی بھیجکر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ محض دیوانہ ہوکر چاہتا ہی کہ اپنی فرزند کو قتل کری اگر تم میری امداد اپنی ذمہ ہمت پر مناسب اور فرض جانکر اس سرحد کیطرف متوجہ ہو ممکن ہی کہ ہم باپ کو معزول کرکی بیٹی کو تخت پر متمکن کریں دلاور خان نی یہ امر قبول کیا اور مع عادلشاہ سرحد کیطرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ فتحشاہ نظام شاہ کی گوشزد کیا کہ عادلشاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کیواسطی نشان عزیمت بلند کرکی بہ تعجیل تمام آتا ہی اس بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی نظام شاہ جو مقدمہ سی خبر نرکھتا تھا تدارک اور علاج اسکا

میرزا خان

میرزا خان نے رجوع فرمایا میرزا خان نے امرائے کبار کو اس بہانہ سے کہ عادل شاہ نے لشکر کشی انکی تحریک کے سبب سے کی ہے مقید کیا
اور اپنے عزیز و اقارب کو بجائے انکے مقرر کرکے مع جمعیت خوب احمد نگر سے برآمد ہوکر قصبہ دانورہ کے قریب فروکش ہوا
نظام شاہ میرزا خان کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور مسودہ اس اوراق یعنی محمد قاسم فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کیواسطے
امرا کے پاس بھیجا جو میرزا خان اخلاص میرا شہریار کی نسبت بواجبی جانتا تھا یقین کیا کہ یہ حقیقت حال دریافت کرکے
راستی یا ناراستی بی کم و کاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکرگاہ کے جانے سے اضطراب میں پڑا
اور فتح شاہ سے کہا اگر تو حکم حاصل کرے کہ میں لشکر میں جاکر امرا کو جنگ دشمن کی ترغیب و تحریص کروں نہایت شفقت
اور مرحمت ہوگی اور اسکی شکرانہ میں بارہ ہزار ہون نقد تمہارے صرفہ بزم کیواسطے دیکر روانہ ہونگا فتح شاہ نے جو ہمین
نام بارہ ہزار ہون کا سنا فوراً نظام شاہ سے عرض کرکے ایک حکمنامہ بخط خاص حاصل کیا کہ میرزا خان خود لشکر میں
جاکر دشمن کی مدافعہ میں قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف بارہ ہزار ہون فتح شاہ کی
تفویض کئے اسوقت تک یہ مولف لشکر میں تھا کہ میرزا خان بطور تاخت وہاں آیا جو راز اسکا فاش ہوگیا تھا
اور خاص و عام اسکے ارادہ پر مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مولف کو محبوس اور مقید کرے تو اخبار اردوے بادشاہ کی
موقوف عرض میں نہ پہونچے اس درمیان میں ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا میں گھوڑے پر سوار ہوکر قریب
شام اردو سے بھاگا میرزا خان واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کیواسطے نامزد کی جو میں نے مشعل اور
لالٹین وغیرہ خاموش کردی تھیں اور انھوں نے برعکس اسکے روشن کی تھیں بدین سبب انکے تعاقب سے کچھ اثر مترتب
نہوا یہ فقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا سراپردہ کے پیچھے سے میں نے میرزا خان کا قصد و ارادہ بتفصیل
تمام معروض کیا فتح شاہ جو کہ میرزا خان سے سازش رکھتی تھی معترض ہوکر بولی کہ تو جھوٹ کہتا ہے میرزا خان سے
حرامخوری کبھی نہوگی میں نے جواب دیا الحمد للہ مجھے اور میرزا خان سے کسی نہج کی عداوت نہیں ہے کہ میں نے اسکے حق میں تہمت کی ہے
جو میں نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہے کہ جلد صدق و کذب میرا سب پر ظاہر و باہر ہووے یہ حرف
و حکایات اور رد و بدل ہو رہی تھی کہ اسیوقت مخبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ میرزا خان مع جمیع امرا دولت آباد کیطرف
گیا ہے کہ میران حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اور بادشاہ بناکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہووے نظام شاہ دریائے
حیرت میں پڑا بندہ سے تدبیر پوچھی میں نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو نہج پر متصور ہے اول یہ کہ آپ پس پردہ سے
برآمد ہوکر سوار ہووین اور مع ان دو تین ہزار سلحداران خاصہ خیل جو ہمراہ رکاب ہمایون ہیں پٹن کیطرف تاخت
کرکے میرزا خان کے سد راہ ہوں کہ بمجرد سننے اس خبر کے جمیع امرا اور سپاہ میرزا خان کی ترک رفاقت کرکے چتر عرش سایہ کے
سایہ میں فراہم ہونگی نظام شاہ نے کہا قبل اسکے چند روز ہوئے کہ فلان خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا اسکے کھاتے ہی
میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم میں درد پیدا ہوا آخرش اسہال دموی شروع ہوئی ابتک میرے احشا میں درد ہے
اور قدرت سواری کی نہیں رکھتا گمان میرا یہ ہے کہ میرزا خان نے خواجہ سرا کو موافق کرکے وہ کھانا زہرآلود کیا تھا میں نے
عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہے کہ فرمان مشعر استخلاص صلابت خان قلعہ دنداراجپوری میں بھیجکر بتعجیل اسکو اور
بھی دوسرے آدمیونکو کہ قلعہ میں محبوس ہیں طلب کریں اور خود بھی بدولت و سعادت پالکی میں سوار ہوکر بہ بہانہ
شکار جنیر کیطرف کہ صلابت خان کے سر راہ ہے تشریف لیجاوین کہ صلابت خان کو پابوسی میں مشرف ہوتے ہی

تمام خیل وحشم شہزادہ اور میرزا خان سے جدا ہوکر عالم پناہ کی ملازمت میں حاضر ہونگی بادشاہ نی فوراً فرمان
صلابت خان اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی اور حکیم محمد مصری کی طلب میں ترقیم فرمایا اور بصحابت قاصدان تیز رفتار کی
روانہ کیا اور خود بھی ساعت نیک اختیار کرکی سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتح شاہ لولی نمکحرام نی سر اسکی پاؤں پر رکھکر
ہای ہای کرکی رونا شروع کیا اور کہا کہ بمجرد روانگی قلعہ احمدنگر سی یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہیں اپنی حق خدمت اداکرینگی یعنی
آپ کو شہزادہ کی پاس لیجاوینگی نظام شاہ نی یقین کرکی فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت میں اشتغال
رکھتا تھا اسدن حضور اقدس میں طلب کرکی بمکالمۂ شریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گوں اور فراخ چشم
بلند اندام اور باشوکت وصلابت تھا اور زبان فارسی میں خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سی فرمایا فتح شاہ ایسا کہتی ہیں
بہتر یہ ہی کہ اس قلعہ میں رہکر صلابت خان کا انتظار کروں فقیر جو چارہ نرکھتا تھا آنحضرت کی مزاج اور مرضی کی موافق
گفتگو کرکی راضی بقضای الٰہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار وپیادہ کہ اسکی پاس باقی رہی تھے
مایوس ہوکر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوئی اور میرزا خان صلابت خان کی پہونچنی کی خوف سی دو منزلہ راہ طی کرکی
بتعجیل تمام شاہزادہ کو احمدنگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ نی ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرکے
صلابت خان کی پہونچنی تک محافظت کری لیکن جب صغیر وکبیر اعلا دنی قلعہ سی برآمد ہوکر شاہزادہ سی ملحق ہوئی اور سوای
فتح شاہ اور اسکی پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کوئی قلعہ میں نرہا مستوداس اور اون نی ہاتھ مدافعہ سے
کوتاہ کرکی سکوت اختیار کیا اسی درمیان میں شاہزادہ اور میرزا خان تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ میں داخل ہوئی
اور تلواریں میان سے کھینچکر عمارت بغداد میں کہ مسکن نظام شاہ تھا در آئی اور جو سامنی آتا تھا اسی زندہ نچھوڑتی
تھی شاہزادہ نی بندہ کو پہچانا اور پاس ہم مکتبی کا کرکی میری قتل کا مانع ہوا اور مجھی اپنی ہمراہ عمارت بغداد میں لیجا کر قولاً
اور فعلاً ہر ایک بدزبانی کہ عالم میں متصور ہی اپنی باپ کی نسبت بجا لایا نظام شاہ سکوت اختیار کرکی اسکی طرف
حیرت سی دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کرکی اسکی شکم پر رکھی بولا کیا کہتا ہی اس تلوار کا پیپلا الباتیری پیٹ پر
ماروں کہ پشت کی ہڈیاں توڑکر نکلجاوی نظام شاہ آہ سرد کھینچکر بہ طیش تمام بولا ای مردود حق اور عاق پدر تیرا باپ
دو تین روز کا مہمان ہی اگر باپ کی حال پر ترحم کری مروت ہوگی و الا تجھی اختیار ہی شہزادہ نی جب تقریر دلپذیر سنی حرکات
ناخوش ترک کرکی عمارت بغداد میں نازل ہوا اور باوجود اسکی کہ باپ اسکا مرض الموت میں گرفتار تھا میرزا خان کی
ہدایت سی حبشیوں کو حکم کیا کہ اسی حمام میں لیجاکر دروازہ اور روزن اسکی مسدود کریں اور اسکی آتش خانہ میں آگ شدت سے
جلاکر جمیع منفذ بند کریں اور اسی پانی نہ دیویں تاکہ وہ حالت تشنگی میں تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کی تسلیم کرے
جب یہ سانحہ عمل میں آیا آنحضرت رجب کی اٹھارہویں تاریخ ۹۹۶ نوسو چھیانوی ہجری میں جوار رحمت ایزدی میں
واصل ہوئی اور علما اور فضلا مذہب امامیہ یعنی شیعوں کی طریق پر اسکی تجہیز وتکفین میں مشغول ہوئی اور برسم امانت
صندوق میں رکھکر روضہ باغ میں مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نی اسکی استخوان برآوردہ کرکی کربلای معلی
بھیجیں اور اسکی باپ دادا کی پہلو میں دفن کیا اور مرتضی نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس
اور پانچ مہینے تھی مرثیہ دردا کہ اساس چرخ را نیست قرار ٭ از دائرۂ زمانہ دور است مدار ٭ زنہار امان زدہر امید مدار ٭
گر تیغ ستم کشد بیا بدزنہار

تذکرہ میران حسین بن مرتضی نظام شاہ کی سلطنت اور اسکی واقعات پر شور و شین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام میں قید کرکے ہلاک کیا اور احمد نگر کے تخت پر متمکن ہوا
اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ اور خان کی تقلید کرکے میران حسین کو کہ طفل دہ سالہ ہے
گھر میں بٹھا کر خود متصدی جمیع مہمات ہووے لیکن چونکہ میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال
اور نادور اندیش تھا یہ صورت وقوع میں نہ آئی ہر روز سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت دایہ زادگان اور اپنے ہمسالگان کو
منصب امارت دیکر مقرب کیا اور زمانہ لہو و لعب میں بسر کرتا تھا اور رات کو جماعت اراذل اور اوباش ہمراہ لیکر
احمد نگر کے کوچہ و بازار میں پھرتا تھا اور حالت بدمستی میں جو شخص اسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اسے ناحق قتل کرتا تھا
اس درمیان میں بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضی نظام شاہ کو قلعہ سے
طلب کرکے اپنے مکان میں پوشیدہ کیا ہے تا بوقت فرصت تجھے معزول کرکے اسے منصوب کرے میران حسین یہ سنکر
خائف ہوا اور میرزا خان کو سو کلونکے سپرد کیا جب دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہے پھر میرزا خان کو
مقرب اور معزز کرکے پایہ اسکی مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے مظنہ دفع کرنیکے واسطے میران حسین کی خدمت میں عرض کی
کہ وجود وارثان مملکت موجب فتنہ و فساد ہے صلاح دولت اسمیں ہے کہ شاہ قاسم مع آل و اولاد قتل کیے جاوین
میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان ان لوگوں کے قتل کا جاری فرمایا یہانتک کہ اپنے اعمام اور انکی اولاد نرینہ کو کہ پندرہ
مرد تھے ایک روز میں سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال و غلبہ حد سے
گذرا انکسخان اور طاہر خان کہ برادر رضائی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت مستی اور ہوشیاری میں
شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اسی سے پر حذر ہوکر کبھی کہتا تھا کہ اسے دستیاب کرکے فلان تلوار سے
اسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلان فیل مست کے زیر پا اسے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو پہونچی جو لطمہ دنیوی دل
حشمت و جاہ سے نہ اٹھا سکتا تھا اور اپنے تئین بادشاہ کے تاج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علاج اسکا میران حسین کے
قلع اور قمع میں تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کرکے جمادی الاول کی بارہوین تاریخ ۹۹۷ھ نوسو ستانوے ہجری میں
بحیلہ ضیافت انکسخان کے مکان پر گیا تو اسکا کام تمام کرے میرزا خان بیماری کا بہانہ کرکے عذر خواہ ہوا اور آقا میر
شیروانی کو کہ اسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اسکو اپنے مخلصان سے معلوم کرتا تھا اسے انکسخان کے مکان پر بھیجا
آقا میر اسوقت وہان پہونچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا انکسخان نے اسکے واسطے کھانا علحدہ حاضر کیا اسنے
اسمیں قدرے تناول کیا اور جسطرح سے میرزا خان نے اسے فہمایش کی تھی قے کرتا ہوا مجلس سے باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا
میرزا خان نے میران حسین کو پیغام کیا کہ آقا میر آپکے امرای کلان سے ہے چاہیے کہ اسے قلعہ احمد نگر کے باہر بھیجکر مکان خوب میں
جگہ دیوین اور حکما کو اسکے معالجہ کے واسطے مقرر فرماوین تو آپکی توجہ کی برکت سے شفا پاوے میران حسین انکسخان کے مکان سے
پلٹ کر باغ بیرون قلعہ میں رونق افزا ہوا اور میرزا خان نے اسکی ملازمت میں پہونچکر یہ عرض کی کہ میں نے ظاہر اشنا ہے
آقا میر نہایت بدحال ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ اس مرض سے نجات پاوے اگر بادشاہ اسکے حقوق خدمت کو منظور رکھکر
اسکی عیادت کو تشریف ارزانی فرماوے کمال بندہ پروری ہوگی میران حسین شراب کے نشہ میں انجام نہ سوچا
دو تین آدمی مقربوں سے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور میرزا خان کے ساتھ قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور وہان جو میرزا خان کے اعوان کی

دوسرا نہ تھا دروازہ بند کر کے اُسے قید کیا اور میرزا طاہر نیشاپوری قلعہ لے کر میں برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹوں کی بلانیکو کہ صغر سن تھے بھیجا تو اُنمیں سے جسکو مناسب جانے تخت پر بٹھاوے میر طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزندوں کو کہ ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا اسمعیل تھا احمد نگر میں لایا میرزا خان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور میرزا صادق اور میر عزیز الدین استرآبادی اور تمام اعیان اور افاضل غریبان کو جو اپنے مکان پر تھے اور اس معاملہ سے خبر نہ رکھتے تھے سولہویں تاریخ ماہ مذکور کو شہر سے قلعہ میں طلب کر کے مجلس آراستہ کی اور ظہر کیوقت چھوٹے بھائی اسمعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد میں مشغول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لوگ متلاشی ہوئے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت کرنے کیواسطے بھیجا انھوں نے پلٹ کر یہ اخبار پہونچائے کہ جمال خان مولد مہدوی کہ منصب داران صدہ سے ہے مع ایک جماعت منصبداران دکنی اور حبشی سے اتفاق کر کے آیا ہے اور کہتا ہے کہ چند روز گذرے ہیں ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت سے محروم ہیں اور اُسکے حال سے خبر نہیں رکھتے کہ کیونکر ہے یا اُسے ہمارے پاس بھیجو یا ہمیں اُسکی ملازمت کیواسطے جانے دو میرزا خان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت اور قابلیت بادشاہی کی نہیں رکھتا ہے اب ہمارا اور تمہارا بادشاہ اسمعیل نظام شاہ ہے اسیوقت برآمد ہو کر تمہارا سلام لیتا ہے جمال خان نے یہ سنکر زیادہ تر مقام پرخاش میں ہو کر فرمایا کہ شہر احمد نگر میں منادی کرو کہ اہل دکن سمجھیں اور آگاہ ہو ویں کہ میرزا خان اور جمیع غریبان نے قلعہ میں جمع ہو کر میران حسین شاہ کو قید کیا ہے اور دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہیں لازم کہ جمیع خاص و عام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کر کے غریب اور غریب زادوں کا تسلط اپنے سر سے دفع کریں اور نہیں یقین جانیں کہ بعد اسکے سب کے زن و فرزند دکنیوں کے آنکی کنیزی اور غلامی میں گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجرع شراب کے مست تھے جب یہ بات سنی مسلح اور مکمل ہو کر فوج فوج قلعہ کیطرف متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت میں پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس مجتمع ہوئے اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر آنکے شریک ہوئے اور چونکہ دولت میرزا خان کی زوال اور انحطاط میں تھی اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی نے ساتھ آنکے تعلق پکڑا تھا چاہتی تھی کہ وقوع میں آوے ابتدائے حال میں جمال خان مع پچیس ہزار سوار جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا خان نے کور مغزی اور بیعقلی سے ایک جماعت کو اُسکی دفع شر کیواسطے نہ بھیجا اور جسوقت ہجوم عام ہوا یعنی سوار و پیادہ بیشمار اُسکے پاس مجتمع ہوئے ہر ایک مردم ورودی کو ایک ایک ہمیان زر سرخ دیکر اپنے خالوے محمد سعید اور کشور خان کو مع ایک سو پچاس غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعہ اور مقابلہ کیواسطے نامزد کیا اور کشور خان ہرچند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودے سے اس لشکر گران کے ساتھ کچھ کام نکر سکونگا لاچار قلعہ سے برآمد ہو کر حملہ ہائے مردانہ کئے اکثر غریب زادے کام آئے اور دس پندرہ آدمی نہایت زخمی اور نیمجان ہوئے تھے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور میرزا خان کے پاس پہونچے میرزا خان نے جب غریب زادوں کو کہ آنکی حمایت اور پشتی سے مرتکب ایسے امر خطیر کا ہوا تھا مقتول دیکھا مضطرب اور حیران ہو کر بولا کہ بلوہ دکنیوں کا میران حسین شاہ کیواسطے ہے لازم ہے کہ ہم اُسے قتل کریں تو آگ فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ سے کہ جسکا نام اسمعیل خان بن ذوالفقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کر کے تاج سنان کرو اور برج پر قلعے کے

دروازہ پر نصب کرو جب یہ واقعہ مائیہ عمل میں آیا یعنی سر اُس تاجدار کا نوک نیزہ پر چڑھاکر یہ شور و خروش بلند
کیا کہ اگر ہجوم اور جنگ تمھاری حسین شاہ کیواسطے ہی یہ سر اُسکا تاج سنان ہی دیکھو لو لازم کہ اسمعیل بن
برہان نظام شاہ کی سلطنت پر راضی ہوکر اپنی مکان پر جاؤ کہ اُسکی عنایت خسروانہ سی سرفراز ہوگی بعضی دکنی اور
حبشی کہ عمدہ تھی عازم مراجعت ہوئی اور جمال خان اُنکی ارادہ پر واقف ہوکر مانع آیا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا
چاہئی کہ غریب زادوں سی انتقام لیکر باگ مہمات سلطنت کی اسمعیل شاہ کی قبضہ اقتدار میں لاویں اور باتفاق
امور بادشاہی کا سامان کریں کیا ضرورت ہی کہ غریب متصدی اس امر خطیر کی رہیں بس پھر سب جمال خان کو اپنا
سردار کرکی دولتخانہ کی درمیان عہد و شرط کرکی قلعہ کی محاصرہ میں ساعی ہوئی اور عوام الناس کی جمعی کیواسطے کہ
محزون اور دلگیر نہو ویں ایک جماعت کو نزدیک دروازہ برج و بارہ کی بھیجکر پیغام کیا کہ لوگ کہتی ہیں یہ سر
میران حسین کا نہیں ہی اگر سر کو نیچی ڈالیں تو دکنی اور حبشی پہچانکر مایوس ہو ویں اور ہاتھ جنگ سی کوتاہ کریں چنانچہ
میرزا خان نی باور کرکی سر میران حسین کا قلعہ کی نیچی ڈالا اور جمال خان اور یاقوت خان حبشی اگرچہ جانتی تھی کہ یہ سر
میران حسین کا ہی لیکن اغماض کرکی بولی کہ یہ سر اُسکا نہیں ہی پھر اُسی چادر میں لپیٹ کر ایک گوشہ میں پوشیدہ کیا
اس درمیان میں ایک سوبرگاہ علف اور پاچلد ستی اور بھوسہ سی لدی ہوئی قلعہ کی آگی سے فروخت کیواسطی لئی جاتی تھی
جمال خان نے فرمایا انھیں قلعہ کی متصل لیجاکر گنڈی اور علف کو قلعہ کی دروازہ پر انبار کرکی آگ لگاؤ جب ایسا کیا
آگ دروازہ کی تختو میں لگی دروازہ تمام جلگیا اور جو آگ کی انگاری سر راہ پڑی تھی مردم درونی اور بیرونی کی راہ آمد
و شد مسدود ہوئی اور جب آدھی رات گئی اور آگ کی شعلہ ساکن ہوئی اندر باہر کی آدمیوں نی جابجا قرار و آرام پکڑا
میرزا خان مع جماعت اعوان و انصار مثل بانی خان اور امین الملک نیشاپوری اور خانخانان اور سید محمد سمنانی
اور بہادر خان گیلانی اور میر طاہر علوی اور آقا میر شروانی اور شہباز خان دکنی اور اسمعیل خان کرد شمشیریں غلاف سی
برآوردہ کرکی بہئیت مجموعی گھوڑونکو مہمیز کرکی دروازہ سی برآمد ہوا بعضی خاص شہر میں اور بعضی حوالی شہر میں مارے گئے
میرزا خان جنیر کیطرف بھاگا اور چند روز تک کہیں اُسکا سراغ پیدا نہوا اور دکنی اور حبشی اُس شب کو قلعہ میں
داخل ہوئی جسقدر کہ غریب وہان تھی سوای چار آدمیونکی یعنی قاسم بیگ اور سید شریف گیلانی اور اعتماد خان شیرازی
اور خواجہ عبدالسلام تونی کی کہ جای محفوظ میں پوشیدہ ہوئی تھی باقی کو کہ قریب تین سو مرد کی تھی تہ تیغ کیا اور جملہ قتیلان
میرزا تقی نظیری اور میرزا صادق اردوبادی اور میر عزیز الدین استرآبادی اور ملا نجم الدین شستری ہیں اور یہ ہر ایک
اُس زمانہ میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی میرزا صادق باوصف فضل و دانش منشی خوب تھا اور شعر پاکیزہ کہتا تھا یہ چند
رباعی اُس سے کہ مولف کو یاد تھیں تحریر ہوئیں۔ رباعی ای رہزن کاروان زہد و پرہیز ٭ بدعت نہ دوستی خصمی آمیز ٭
در کوی تو از ہجوم نظارگیان ٭ نی جای ستادنست نی پای گریز ٭ ایضاً زانم کہ بہ بزم سادگی کردم صبر ٭ انکو لت
خطش از غبار دارد سر صبر ٭ گر سوز من از خطش فزون شد چہ عجب ٭ سوزندہ تر است آفتاب تہ ابر ٭
ایضاً من مصحف اقدس مقدس کیشم ٭ من ہیکل علوی قضا اندیشم ٭ خواہی کہ زمانہ چشم زخمت نرسد ٭
تعویذ توام جدا مکن از خویشم ٭ ایضاً ای روشنی چشم زہجران بیدار ٭ ای وصل تو مرہمی درون افگار ٭
از ہجران تو بیقرار است دلم ٭ یک لحظہ کنار خاطرم گیر قرار ٭ القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبونکی کشتونکی پشتی

نظر آئی جمال خان مع اعوان و انصار قلعہ مین داخل ہوا اور حکم کیا کہ لاشین غریبونکی اٹھا کر صحرا مین ڈالدو اور انکی متعلقونکو کفن و دفن سے ممانعت کرو اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ روضہ مین دفن کرکے اسمعیل نظام شاہ کو تخت پر بٹھایا اور بقیہ سید و غریبونکی قتل اور انکی مال کی تاراج اور عمارت جلانی اور کھودنی کی بارہ مین حکم فرمایا لشکریان اور غارت گران نے ہاتھ ظلم کا آستین تعدی سے برآوردہ کیا وضیع و شریف اور امیر و فقیر نوکر اور سوداگر اور مجاور اور مسافر کو بزجر و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ انکی عمارات عالیہ مین لگا کر جنکا سر فرقدان پر تھا زمین سا اور پامال ظلم و جفا کیا اور انکی دوشیزہ لڑکیونکو جو مہر و ماہ سے منہ چھپاتی تھین بال کھینچکر مستونکی بزم مین لائی اور چوتھے دن میرزا خان کو جنیر کی حوالی مین گرفتار کرکے جمال خان کے حکم کے موافق گدھے پر سوار کرکے شہر کے کوچہ و بازار مین تشہیر کیا اسکے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کرکے سر بازار آویزان کیا اور جمشید خان شیرازی کو مع اسکے بھائی سید حسین اور سید محمد اور اسکے فرزند سید مرتضی کو بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے شریک تھے قتل کرکے انکی لاشین توپ کے منہ مین رکھکر آگ دے یہانتک کہ ہر ذرہ انکی اعضا کا ہر مقام مین متفرق ہوکر گرا اور سات دن تک غریبونکا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات مین مقتول ہوئی مال و اسباب و ساز و سلب انکا تاراج ہوا اسی درمیان مین فرہاد خان حبشی کہ امرای کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اجلاف اور اوباش پر سیاست اور تہدید کرکے فی الجملہ آتش فساد ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبونکی کہ حبشیون اور دکنیونکی حمایت مین بسبب آشنائی کے کسی گوشہ اور کنارہ مین پوشیدہ تھی اس اس بلا سے نجات پائی مثنوی

که داند که این دخمهٔ دیو دود * چه تاریخها دارد از نیک و بد *
چه نیرنگ با بخردان باختست * چه گردنکشان را سر انداختست *
فلک نیست یکسان در آغوش تو * طراز شر دو رنگست بر دوش تو *

مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول دو مہینے تین روز تھی والبقاء للملک المعبود اور کتب تواریخ مین مسطور ہے کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے نہ گذرا اور اسیطرح مستنصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے باپ متوکل عباسی کے قتل مین ترکونکا شریک ہوا ایک سال زندہ نرہا اور اسیطور سے میرزا عبد اللطیف بن میرزا الغ بیگ بن میرزا شاہرخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کرکے میرزا الغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور دکن مین میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم مین مبتلا کرکے ہلاک کیا اسپر بھی سال نہ پلٹا بعقوبت تمام قتل ہوا فرد

پدر کش بادشاہی را نشاید * وگر شاید بجز شش مہ نپاید *

ذکر اسمعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

قبل اس سے وقائع مرتضی نظام شاہ کے ضمن مین مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہاگر مین قید تھا اس تقریب کے سبب کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہے یا دیوانہ ہوا ہے اور مہمات سلطنت مین مشغول نہین ہو سکتا خروج کیا اور جنگ کرکے شکست پائی اور ہزیمت کھا کر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اسکی اس وقت مملکت دکن مین دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسمعیل لیکن ابراہیم جو اسکی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی چندان بہرہ نرکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمعیل کہ اسکی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت مین اتصاف تمام رکھتا تھا اور صلابت خان نے دونونکو قلعہ لہاگر مین قید کیا تھا جب میرزا خان میران حسین کے درپے عزل ہوا کوئی وارث ان دو بھائیونکے سوا مملکت نظام شاہ مین موجود نہ تھا اسواسطے

انھین قلعہ لہاگر سے طلب کیا اور باوجود اسکے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خان نے اسمعیل کو تخت حکمرانی پر متمکن کیا
اور جیسا کہ تحریر ہوا جمال خان مہدوی نے بھی اسمعیل کی بادشاہی قبول کی اور زمام اختیار اپنے قبضۂ قدرت مین لایا
اور ہمت پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریقہ پر لایا خطبہ اثنا عشر برطرف کیا
واضح ہو کہ مہدوی کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان مین آخر سنہ ۹۰۰ نوسو
ہجری مین دعوی کیا کہ مین مہدی موعود بہ لسان شرع ہون اور جو بعضے آثار و علامات کہ مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے لئے
قرار دیا ہے اسمین بھی اسکے قول کی تصدیق کی اب راقم اسرار اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اُس سے ساکت ہو کر سررشتہ مطلب کا
دستیاب کرکے یہ لکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ مین اطراف وجوانب ہندوستان سے ایک گروہ مہدویہ فراہم ہو کر
اسمعیل نظام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شجاعت اور جان نثاری اپنی نمایان کی از انجملہ
ابتدائے حال مین صلابت خان نے کہ قلعہ کھرلہ سرحد برار مین محبوس تھا میران حسین شاہ کی خبر قتل سنکر
خروج کیا اور امرائے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اُسکی طرف گرویدہ ہوئے اور جمال خان کے
استیصال کیواسطے احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خان نے بھی ابراہیم عادلشاہ کی ملازمت سے ولایت
نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا اور جمال خان نے جماعت مہدویہ کی حمایت کے سبب
ہمت اُن ہر دو امور صعب مین مصروف رکھی اول اسمعیل نظام شاہ کی ہمراہ رکاب صلابت خان کے مقابلہ کو
روانہ ہوا اور پٹن کے اطراف مین جنگ کرکے اُسے برہانپور کیطرف بھگایا اور وہانسے عادلشاہیہ کے استقبال کیواسطے
روانہ ہوا اور قصبہ استی مین فریقین کا سامنا ہوا پندرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے کوئی حرب مین
جرأت اور سبقت نکرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان مین آئی اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جمال خان مع پالکی
میران حسین شاہ مقتول استر ہزار ہون نعل بہا دیوے جمال خان بعد از اعطائے سبانع مذکور احمد نگر گیا اور بروز عید
رمضان اُسی سال مین باقی غریب کہ فرہاد خان کی شفاوت سے قید حیات مین بھی اور قریب تین سو مرد سے
زیادہ نہ تھے اُنکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کیطرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال اُنکا ابراہیم عادلشاہ سے عرض کیا
اور اُن لوگونکو اُسنے دولتخانہ کے سلک مین منتظم کیا اور راقم حروف بھی صفر کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۹۸ نوسو
اٹھانوے ہجری مین احمد نگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے
مشرف ہوا اور اُسکی ملازمان کے سلک مین انتظام پاکر تا یوم تحریر خاکروبان اُس عتبہ علیہ سے ہے اور
انھین دنونمین صلابت خان کہ قریب ستر سال اُسکی عمر سے گذری تھی آثار رحلت اپنے مین مشاہدہ کرکے
اسمعیل نظام شاہ سے بوسیلۂ جمال خان قولنامہ حاصل کرکے آسیر اور برہانپور سے احمد نگر مین آیا اور خدمت
جبول نگر کے قصبہ نیکاپور مین کہ آباد کیا ہوا اُسکا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہو کر اُسی سال سنہ ۹۹۸
نوسو اٹھانوے ہجری مین اُسکی مرغ روح نے عالم قدس کیطرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ شرقی احمد نگر پر
اپنے عہد ولایت مین تعمیر کیا تھا مدفون ہوا اور اُسکا ایک فرزند موسوم مرتضی قلی یادگار رہا اور بملازمت مرتضے
نظام شاہ مین بسر لیجاتا تھا اور جب خبر جلوس اسمعیل نظام شاہ تخت احمد نگر پر اکبر بادشاہ کی سمع مبارک مین
پہونچی برہان شاہ کو ولایت بنگش سے کہ مابین سندھ و کابل کے ہے اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی

کہ سلطنت احمد نگر ارشاد استحقاق تجھی پہونچتی ہی بہتر ہی کہ رخصت فرمائی تو بقدر لشکر اُس ملک کی تسخیر کیواسطی درکار ہی
ہمراہ لیکر اپنی فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کیواسطی توجہ کر برہان شاہ نی عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ
ہمراہ ہوگی دکن کی آدمی متوحش ہوکر درپی تمرد و عناد ہونگی اگر حکم ہووی تنہا سرحد دکن میں جاکر وہانکی باشندونکو اپنا
مطیع اور فرمان بردار کرکی بملایمت و نرمی اُس ملک موروث پر متصرف ہوں بادشاہ نی یہ رای پسند کرکی اُسی دکن
کیطرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اُسی جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم اسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی اعانت
اور امداد میں تقصیر نکری برہان شاہ نی جب سرحد دکن ہنڈیہ میں مقام کیا اور زمینداران ولایت نظام شاہ اور
اس ملک کی سردارونکو قولنامی یعنی امان نامی کہ رسم دکن ہی اصدار فرمائی اور اپنی اطاعت اور فرمان برداری کی ہدایت
اور دلالت کی سبب اظہار اخلاص اور یکجہتی کرکی طالب قدم ہوئی برہان شاہ گندوانہ کی راستہ سی مع چند سوار
و قدری پیادہ ولایت برار میں داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امرای سرحد سی تھا عہد و میثاق سے
پشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو نفاق سے مبدل کرکی جنگ پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم ہوا چغتائی خان
لنگ کہ اُسکی امرا سی تھا مارا گیا برہان شاہ نی خستہ و بد حال ہنڈیہ کیطرف مراجعت کی اور رات دن جمال خان کی
دفع کی اندیشہ اور ملک موروث کی لینی کی فکر میں رہتا تھا جب ابراہیم عادلشاہ اور راجہ علیخان مقام
اعانت میں اُس جناب کی ہوئی ہنڈیہ سی برہانپور آنکر لشکر جمع کرنیکی درپی ہوا اور جمال خان اس ارادہ سی مطلع ہوا
طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار تھی طلب کرکی مشورہ کیا بعد قیل و قال و گفتگوی بسیار یہ تجویز کی کہ سید
امجد الملک مہدویہ سپہ سالار لشکر برار کو مع امرای اُس حدود کی راجہ علیخان اور برہان شاہ کی مقابلہ کیواسطی
مقرر کریں اور جمال خان مع سپاہ احمد نگر عادلشاہ کی مدافعہ کیواسطی قیام کری پھر جمال خان اسمعیل شاہ کی ہمراہ
عادلشاہ کیطرف روانہ ہوا اور قصبہ دارسنگ کی اطراف میں دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویاں فدوی
سعی اور شجاعت کی سبب غالب آیا تیس سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ دارسنگ میں تھا
کہ چوتھی دن خبر پہونچی کہ امرای برار عادلشاہ اور راجہ علیخان کی سعی اور کوشش سی برہان شاہ کی مطیع اور فرمان بردار
ہوئی اور سرحد میں برہانپور کی اُس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور حشمت سی برار کیطرف
روانہ ہوا لیکن عادلشاہ نی حسب الایمای برہان شاہ اور راجہ علیخان کی جمال خان کا تعاقب کرکی امرای برگی کو
مامور کیا کہ تمام مقام میں گرد اردوی اسمعیل نظام شاہ تاخت کرکی ایسا انتظام کریں کہ ایک دانہ اور اذوقہ کا
اُسکی اردو میں نہ پہونچی اس سبب سی بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکی برہان شاہ کی پاس گئی اور جمال خان نی
اعتقاد مہدویہ کی اخلاص قدیم پر تکیہ کرکی سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ روہنگیر پر پہونچا اور جو برہان شاہ کی آدمیونی
اُس گھاٹ کو روکا تھا دوسری راستہ سی کہ نہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برہانپور کیطرف متوجہ ہوا
بیت کسی را کہ دولت برافتد ز راہ ٭ براہی شتابد کہ افتد بچاہ ٭ اُس راستہ میں آب کمیاب تھا اور
گرمی کی گرما گرمی سے لو چلتی تھی جمال خان اور اُسکی ہمراہیوں نی نہایت محنت کھینچی رواروی منزل میں حیران ہوئی اس
درمیان میں خبر پہونچی کہ تین کوس کی فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہی کہ اُسمیں پانی بافراط تمام ہی لاچار اُسطرف متوجہ
ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علیخان جمال خان سی پیشتر پانی کی کنارہ پہونچکر وارد ہوئی اور جمال خان اور اُسکا لشکر کہ

اُس پانی کی امید پر رواں و دواں ہوا تھا تشنگی سی بد حال ہوکر اُس حدود میں پہونچا جب یہ خبر سُنی کہ ایسا صحرا کہ
نشان محشر سی دیتا ہی اور خشکی اُسکی داغ تشنگی کا آفتاب کی جگر پر رکھتی ہی بہ مجبوری فروکش ہوا بیت زمینی زگوگرد
ہی آب ترہ ہوائی ز دوزخ جگر تاب ترہ لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہوکر لشکر گاہ کی اطراف و جوانب میں تلاشی دوڑا
ایک کوس کی فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اسطرف روانہ ہوئی اور اسقدر پانی ہاتھ آیا کہ حیوان ناطق اور
صامت کی سد رمق ہوئی ہلاکت سی نجات پائی اور جمال خان نی اُسوقت یہ صلاح دیکھی کہ آج ہی کی دن بلکہ اسی ساعت
کہ گھوڑی اور ہاتھی اور آدمی سیر آب ہیں صفوف جنگ آراستہ کرکی آتش حرب روشن کریں اور اُسکی اعوان
و انصار بھی اس امر میں شریک ہوئی بلا توقف افواج آراستہ کرکی رجب کی تیرہویں تاریخ سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوی ہجری میں
برہان شاہ اور راجہ علیخان کی لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوا اور باوصف اسکی کہ درمیان دونوں سپاہ کی اتنا
فاصلہ تھا کہ پیک عقل کو اُس سی عبور دشوار دکھائی دیتا تھا بزحمت فراوان اُس سے عبور کیا اور مہدویان قدیم کی
اعانت کی باعث جنگ کو بازیچہ تصور کرکی اُنکی مقابل گیا اور برہان شاہ اور راجہ علیخان نی ناچار ہوکر صفوف حرب
آراستہ کرکی میدان جانستان کیطرف روانہ ہوئی اور فریقین کی درمیان لوازم حرب وقوع میں آئی فوج ملگئی تلوار
چلنی لگی مہدویوں نی افواج غنیم بہت قتل کی اور متفرق کی قریب تھا کہ غالب ہوویں قضارا ایک گولی بندوق کی
برہان شاہ کی لشکر سی آنکر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ خانۂ زین سی زمین پر آیا اور مرغ روح اُسکا قفس تن سی تڑپ کر
پرواز کر گیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور بھی امرائی توقف میں صلاح نہ دیکھی
اسمعیل نظام شاہ کی ہمراہ راہ فرار نکالی اور امرای برہان شاہ نی اُنکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوند خان کی
سر پر پہونچکر اُن پر غالب آئی اور سر اُنکی تن سے جدا کئی سہیل خان یہ حال مشاہدہ کرکی اسمعیل نظام شاہ کو
ایک قصبہ میں چھوڑکر بیجاپور کیطرف فرار ہوگیا اور امرای برہان شاہ نی اسمعیل نظام شاہ کو دستیاب کرکی
سہیل خان سی قطع نظر کی اور اُسی باپ کی ملازمت میں پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکی
راجہ علی خان کو کہ اُس یورش میں بامداد و اعانت تقصیر نہ کی تھی چند گھوڑی اور ہاتھی پیشکش کرکی رخصت کیا اور خود
احمد نگر کیطرف مراجعت کی محمد شریف کربلائی نی بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یوں کہی مصرع بگو مروج مذہب
مہدی جمال گرفت ۔ جسوقت کہ مروج مذہب سے جمال کہ جیم ہی لیوے تاریخ فتح برآمد ہووے اور مدت
سلطنت اسمعیل نظام شاہ کی دو سال تھی

ذکر برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنی بھائی مرتضی نظام شاہ کی عہد میں قلعہ لہاگر میں قید تھا اور بجاگیر لائق اوقات شریف
بفراغت تمام بسر کرتا تھا اتنے میں صاحب خان نی سر کی اعتدالی سے اُٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضی نظام شاہ
اوضاع سی متنفر ہوئی اور جسوقت کہ نظام شاہ صاحب خان کی دنبال بندر کیطرف گیا تھا اُس جماعت نی
فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض اس مضمون کی تحریر کی تھی کہ آپ کا بھائی دیوانگی کی سبب بادشاہی کی قابل نہیں ہے
اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائیں ہم سر حلقہ فرمان ہیں لاکن مخلصان کی جمعیت سی ہونگی برہان شاہ نی حاکم قلعہ کو
موافق کرکی خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار جنیر میں اُسکی شریک ہوئی اور چتر شاہی اُسکی سر پر بلند کیا جب

یہ خبر جو الیبندر رہتی نظام شاہ کی گوشزد ہوئی بتعجیل تمام احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ کی
سے تین سو آدمی اس قلعہ میں پہونچا اور اُسی دن عصر کیوقت عوام الناس کی دفع مظنہ کیواسطی کہنی لگی کہ نظام شاہ زندہ
ہنیں ہی اور یہ پس پردہ سی برآمد ہوکر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر میں داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی
بازار میں پہونچا خواجہ زین سمنانی کی قریب دوکان کہ وہ مرد ہمزبان اور وجیہ تھا اور ادویہ فروشی اُسکا کام تھا
ہاتھی کو ایستادہ کرکی اُس سے پوچھا کیا بیچتا ہی اُسنی جواب دیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ یعنی
پینی کی چیزون سی جو شی درکار ہو حاضر ہی نظام شاہ نی کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشی تیری پاس موجود ہی بولا ہان
سب قسم کی اجزای جلاب موجود ہین نظام شاہ نی فرمایا کہ مین اپنی تئین دیوانہ نہین جانتا کسواسطی کہ بطریق
مشائخ گوشہ نشین ہوکر چاہتا ہون بادشاہی کرون میرا بھائی بی تقریب آپکو خرخشہ مین گرفتار کرکی لشکر کشی
مجہ پر کرتا ہی خواجہ زین نی عرض کی خود بدولت وسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہین مہمات سلطنت خوب طرح
وجہ سی جاری ہوتی رہینگی برہان شاہ خود دیوانہ ہی کہ باوجود کمال فراغت ایسی بھائی مشفق ومہربان پر خروج
کرتا ہی اور اس نعمت کی قدر نہین جانتا ہی نظام شاہ اس بات سی خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیون کی
اُسی عنایت فرمائی اور وہانسی معاودت کی اور باوصف اسکی کہ بعد آٹھ برس کی آدمیونکی درمیان آیا تھا اکثر
اپنی ملازمین اور شاگردونکو پہچانکر اُنسی ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کی بازارونکی سیر کرکی قلعہ مین گیا اور دوسری دنکی
صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت مین پہونچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کی سوار ہونیکی خبر نی انتشار پایا تھا
اکثر لوگ جو کہ برہان شاہ کی شریک ہوئی تھی ترک رفاقت کرکی احمدنگر کیطرف راہی ہوئی اور ظہر کیوقت نظام شاہ
بطریق روز ہای سابق ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اُسکی چتر کی سایہ مین فراہم ہوکر
اور کالا چبوترہ کی قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہ سالار کرکی مع توپخانہ اور فیلان نامی
اُسکی سر پر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی مین فریقین کی درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر
بیجاپور کیطرف فرار ہوا اور بعد دو برس کی برہان شاہ بطلب بعضی امرا بلباس درویشان احمدنگر مین آیا اور
اعوان وانصار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوانخانہ مین بیٹھکر اپنی مہمات مین مشغول ہووی مع پانسو
بہادران یکدل ویکزبان تاخت کرکی اُسی قتل کرین اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ مین قید کرکی خود امور
سلطنت کا متکفل اور متصدی ہووی اتفاقاً جو وقت موعود نہ پہونچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک
جماعت کو کہ برہان شاہ کی اتفاق اور یکجہتی مین مشہور تھی بشد اند تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش مین ہوا
برہان شاہ جو فقیری لباس مین تھا دنکو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام مین رہتا تھا دستیاب نہوا مغرور ہوکر
قطب الدینخان محمد غزنوی کی پاس کہ گجرات مین رہتا تھا گیا پھر بعد چند روز کی اکبر بادشاہ کی خدمت مین پہونچا
اور آغاز مین بہ منصب سہ صدی سرفراز ہوا اور جسوقت کہ خان اعظم کوکا دکن کیطرف نامزد ہوا منصب
ہزاری پر اختصاص پایا اور جو خان اعظم نی بالاپور تک غارت کرکی بی حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے
ہمراہ صادق محمد خان افغان مابین آب نیلاب اور کابل کی تعین ہوکر ولایت بنگش سی جاگیر پائی اور جب اُسکا
بیٹا احمدنگر مین بادشاہ ہوا اکبر شاہ نی اُسی بنگش سے طلب کرکی دکن بھیجا جیسا کہ احوال اُسکا اب بو مین مذکور ہوا

بمقتضای من طلب شیئاً وجد جدّ آخر عمر میں صاحب تخت و تاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ آغاز اُسکی سلطنت
بیٹھنے کی عہد میں رواج پایا تھا دفع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسے زندہ نچھوڑیں اور مال و اسباب اُنکا
غارت کریں۔ اسواسطے تھوڑے زمانہ میں اُنکا اثر باقی نرہا اور پیرو شرسا ہوے۔ منبروں اور بازاروں میں خطبہ اثنا عشری
زیب و زینت پائی اور مذہب اثنی عشری رواج تمام پیدا کیا اس دولتخانہ کی غریب جو میرزا خان کی شامت
کفران سے جلاوطن ہوئی تھی احمد نگر کیطرف آئی پھر وہ بلدہ جلوہ گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خان حبشی کہ ابراہیم
عادلشاہ کی خوف سے شہر محمد آباد بیدر کیطرف بھاگ گیا تھا پھر اُسکی درگاہ میں روانہ ہوا اور ساتھ عنایات
لائقہ اور الطاف شاہانہ کی مخصوص ہوا لیکن یہ امر عادلشاہ کی مزاج کی موافق نہ آیا برہان شاہ کو پیغام دیا کہ شرط
دوستی اور طریق یکجہتی مقتضی اسکی ہے کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہیں اور نیکی و
بدی میں شریک ہوکر بیگانگی کو راہ ندیویں۔ آنحضرت سے تعجب ہے کہ اس دولتخانہ کی غلام نمکحرام کو اپنی سرکار
اشرف میں راہ دیکر اپنا مقرب درگاہ کیا ہے چاہیے کہ حق برادری اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دوستوں کی پاس
خاطر میں کوشش کریں اور اس امر کو موجب دولت دوام جانکر ایسا کام اختیار کریں کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم
ہووے برہان شاہ اس پیغام سے پریشان اور آزردہ ہوا اور حالت اضطرار میں صبر نہ کیا اور ابھی بنیاد دوستی کو استحکام
ندیا تھا اور دوست کو دشمن سے جدا نہ کیا تھا اس پیغام کی درجواب باتیں وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری
کیں۔ اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ عادلشاہ درپی عداوت ہوکر اظہار خصومت میں بہانہ جو ہوا اور ملا عنایت اللہ
جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام کیا کہ تین سو زنجیر فیل جو دلاور خان کی خامی اور نادانی سے نظام شاہیہ میں منتقل ہوئی ہیں
دوستی کی رعایت کرکی اسطرف روانہ کریں اور تغافل و تامل میں نقصان عظیم تصور کرکی عاقبت کی وخامت سے
اندیشہ کریں۔ برہان شاہ اس پیام سے نہایت آزردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود اسکے کہ امرا مقام رنجش
و نفاق میں تھے اور اُسکی سلطنت سے ناراض تھے بہ سبیل استعجال اور کوچ متواتر عادلشاہ کی ولایت میں در آیا
لیکن عادلشاہ نے اُسے کچھ خیال میں نہ لاکر بیجاپور سے نہضت نفرمائی برہان شاہ منگلسرہ کیطرف آب بہورہ کے
کنارے پہونچا وہاں سے قدم آگے بڑھانے میں صلاح دولت نہ دیکھی اور بمشورہ دلاور خان اور بعضی مقربان کے
اُس مقام میں دائرہ کرکے یہ تجویز کی کہ نہر مذکور کی اُس پار قلعہ احداث کرکی ولایت عادلشاہ پر وہاں تک متصرف
ہوویں۔ اور وہ قلعہ درمیان اُنکی سرحد ہووے اُسکی بعد بتدریج شولاپور اور شاہ درک کو بھی مسخر اور مفتوح
کریں پھر ساعت نیک اختیار کرکی ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان میں مع ہنرمندان
چابک دست آب بہورہ سے کہ پایاب تھا اُس پار اُتارا اور اُس مقام میں کہ وہاں قلعہ قدیم الایام سے تھا
اور مدت مدید گذرنے سے منہدم اور مسمار ہو گیا تھا پایہ اُسکی بنا پر رکھکر قلعہ بتعجیل تمام انجام کو پہونچایا
اور جیسا کہ مذکور ہوا ایک مصلحت کی سبب سے بیجاپور سے لشکر اُنکی مدافعہ کیواسطے نامزد نہوا یہ بخاطر جمع
اپنے کام میں مشغول رہے اور جب موسم برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا نہو پانی نہر بہورہ کا
چڑھکر پایاب قلعہ اور لشکر برہان شاہ کی گرد حائل ہووے اُدھر مردم عادلشاہی بجبر و قہر متصرف ہوویں اسواسطے
ابھی قلعہ ناتمام ہی دروازے نصب کرکی توپ اور گردی وغیرہ جا بجا برج و بارہ پر چڑھائیں۔ القصہ جب موسم برسات پہونچی

بصرف نقود فراوان اُسکی انہدام مین ساعی ہوئی اس عرصہ مین دلاور خان بسبب اس خیال کی کہ عادلشاہ عہدہ بر
نہوسکیگا اور محتاج مثل سیری دانشمند کا ہی چاہا کہ امان نامہ جیسی دکنی قولنامہ کہتی ہین عادلشاہ سی لیکر بیجاپور کیطرف
جاوی اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنی قبضہ اقتدار مین لاوی عادلشاہ یہ امر خدا سی چاہتا تھا قولنامہ
بھیجا ہرچند برہان شاہ نی اُسکی جانی سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بمجرد پہونچنی کی اپنی سزا کو
پہونچکر مقید اور محبوس ہوا اُسوقت عادلشاہ نی بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع بسیاری امرا لشکر
برہان شاہ کی دفع مزاحمت کیواسطی نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ نہوئی امرای بریکی نی کہ پانچ چھ ہزار سوار
ہمراہ رکھتی تھی جریدہ آب بہورہ سی عبور کیا کہ لشکر نظام شاہ کی حوالی تک تاخت کرکی آسائش اور آرام اُنکی درمیانسی
اُٹھاوین جب یہ لوگ آب بھورہ سی اُترکر مزاحمت تمام اُردوی برہان شاہ مین پہونچانی لگی برہان شاہ اُس جماعت کی
جرأت اور بیباکی سی پریشان ہوا اور جو اپنی امرا کی اخلاص پر اعتماد نرکھتا تھا خود بات کیوقت اُنکی سفینہ پر کہ ندی
بہورہ کی ساحل پر تھا تاخت کرکی قریب صبح اُنکی حوالی مین پہونچا اور اُنھون نی دور سی سیاہ فوج دیکھا چونکہ نہر
نہ کہور پایاب تھی اُن لوگون نی فوراً پانی سے عبور کیا اور باتفاق رومی خان اور الیاس خان اور بھی امرا افواج مسلح
اور مکمل کرکی اُسطرف بقصد مقابلہ اور مقاتلہ صفوف آراستہ کرکی کھڑی ہوئی قضارا اُسیوقت سیل عظیم آیا اور
عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا پھر اُس پار سی چند کار توپ کلان کی افواج عادلشاہ پر فیر کی جب سمجھا کہ عبث ہے
اپنی اُردوی مین معاودت فرمائی اور اُسی دن پھر امرای بریکی نی آب سی عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ مین
شروع کی اور اسکی بعد ایک مدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوئی برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ سحدرث کو
بہ سعد خان ترک کی سپرد کرکی الطال رجال سے پر کیا اور وہانسی کوچ کرکی چند منزل اپنی ولایت کیطرف جاکر مقیم ہوا
تاکہ غلہ اور آذوقہ نظام شاہ کی ولایت سی بفراغت پہونچی محنت غلہ سی نجات حاصل ہووی اُسوقت رومی خان
اور الیاس خان نی فرصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بہورہ سی عبور کیا اور نظام شاہ کا پیچھا کرکی مزاحمت پہونچانی مین کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا نور خان امیر الامرای برار کو کہ شجاعت مین مشہور و معروف
تھا مع اکثر امرا جنگ عادلشاہیہ کیواسطی مقرر فرمایا اور اُردو کی دو تین کوس کی فاصلہ پر فریقین کی درمیان حرب شدید
اور معرکہ عظیم واقع ہوا نور خان طعن نیزہ اعتماد خان شوشتری سی کہ سرنوبتان عادلشاہ سی تھا مارا گیا شکست
فاحش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی عادلشاہیہ کی تصرف مین آئی اور برہان شاہ
مخذول اور منکوب ہوا امرانی بنظر حقارت و اہانت اُسی دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اُسکی کہ امرای معتبر سی تھے
چاہا کہ اُسی بادشاہی سی معزول کرکی اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس ارادہ سی واقف ہوا
کامل خان اور اُسکی بھائیون کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سی زیادہ تر متوحش اور متنفر ہوئی
برہان شاہ کی قتل کی فکر کرنی لگی اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر نرکھتا تھا اور برہان شاہ کا
نہایت مقرب تھا اُسی اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کیوقت اثنای خواب مین اُسی قتل کرکی اسمعیل کو
بادشاہ کرین یہ خبر برہان شاہ کی سمع مبارک مین پہونچی لیکن باور نہ کی یہانتک کہ رات کیوقت امتحاناً وہ بستر
خواب پر لیٹا اور عمداً آنکھین بند کرکی خراٹی لینی لگا یوسف خیمہ مین آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے

جبست کرکی اسکا ہاتھ پکڑا اور جو نہایت درجہ اسی چاہتا تھا آپ کو نادیدہ کرکی اسکی تقصیر سے درگذرا جو محمد قلی
قطب شاہ اور راجہ علیخان نی صحبت غلیظ دیکھی ایک جماعت مردم صاحب اعتبار مثل مصطفی خان
استرآبادی اور خواجہ عبدالسلام تونی کو بیجاپور کیطرف بھیجکر طالب صلح ہوئی اور مرتضی عادلشاہ نی صلح سے
انکار کیا جب مبالغہ اور الحاح انکی دونون بادشاہ کا حد سے گذرا باین شرط صلح پر راضی ہوئی کہ برہان شاہ
جسطور سے اس قلعہ کو احداث کیا ہی اپنی ہاتھ سے مسمار کرکی احمدنگر کیطرف مراجعت کری خواجہ عبدالسلام اسکا
ذمہ دار ہوا اور معروض کیا کہ اتفاع صلح اور قلعہ مسمار کرنیکو ایک معتمدان درگاہ سے بھیجیں تو اسکی مراجعہ میں معاملت
فیصل ہووین عادلشاہ نی اسکی التماس پذیرا کی شاہ نوازخان استرآبادی کو کہ کچھ احوال اسکا ذیل وقائع عادلشاہیہ میں
تحریر ہوا برہان شاہ کی پاس بھیجا اور جب شاہنوازخان اردوی برہان شاہ کی قریب آیا ارکان دولت اسکی
استقبال اور اعزاز بجالاکر مبتہج اور مسرور ہوئی اور برہان شاہ نی اسکی روبرو قلعہ منہدم کیا اور اثر اسکا باقی نرکھا
پھر احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور پرندہ کی اطراف سے شاہنوازخان کو بعزت تمام رخصت کیا اور وقت باقی
اور جو دلبطور تاخت احمدنگر میں داخل ہوا اسلامیونکی نعمت شگرف سمجھا اور سنہ ایک ہزار ایک ہجری میں
ریکندہ کی دفع پر عازم ہوا ایک جماعت امراکی بندر چیول کیطرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اسکو بیاڑ
جو ساحل دریا پر واقع ہی اور کشتیان انکی ونانسی ریکندہ کیطرف آتی جاتی ہین ایک قلعہ سنگین اسپر تیار کرو اور اسکی
برجون پر توپ اور ضرب زن وغیرہ نصب کرکی فرنگیون کی آمد وشد کی مانع ہو انھون نی جب ایسا کیا وہ قلعہ
باسم کھوالہ مشہور ہوا عیسائیون نی مدار تردد شب پر منحصر رکھکر جمیع بنادر ہندوستان سے کہ تعلق
رکھتی تھی طالب مدد ہوئی چنانچہ سب جگہ سے انکو مدد پہونچی اور اس مرتبہ دو بار شبخون لشکر اسلام پر لائی اور دفعہ
دو تین ہزار دکنی قتل کرکی غالب ہوئی برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیونکی قتل ہونی سے راضی تھا لیکن بحسب ظاہر
اظہار کدورت کرکی فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو ساتھ امرای نامدار دکن کہ انسی مطمئن اور امین نہ تھا مع دس ہزار سوار
اسطرف روانہ کیا بموجب مضمون اس مصرع کی مصرع ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است * اور بسبب
کہ بندر روباسی اور دمن سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہی انواع کمک مردم ریکندہ کو پہونچتی تھی بہادرخان گیلانی
سپہ سالار کرکی باتفاق امرای عرب علحدہ اس بنادر پر نامزد کیا بہادرخان جب وہان پہونچا بروز چہارشنبہ
شوال کی ستر ہوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک ہزار فرنگیان خونخوار اور بسیاری زنگیان دلوسار سے علم مخالفت
بلند کیا اور حبشیون اور دکنیون نی جو قلعہ کھوالہ مین نامزد ہوئی تھی کشش اور کوشش مین تقصیر نکرکی نشان فرنگیون کا
نگونسار کیا اور قریب ایک سو فرنگی اور دو سو نصرانی کی تیغ غزا سے قتل کرکی مظفر اور منصور ہوئی جب یہ خبر فتح
برہان شاہ کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن وشادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی
شیش محفل مین جو برہان شاہ نی بغداد کی پہلو مین تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت
اور شعرای نکتہ سنج عطارد فطنت اور مطربان ناہید عشرت حاضر ہوئی اور جو مجلس مشابہت بہشت
جاودان کی ساتھ رکھتی تھی اسمین شہریاران نی قلم تکلیف وضیع وشریف سے اٹھاکر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شے کی
تمنا کری مردم بادشاہی حاضر کرین اور ساقیان خورشید عذار شراب سرخ مجلس مین لائی اور پیشخدمتین بہشتی

صورت ماہ سیمائی معاجین روح پرور اور لذت غیر مکرر جلوہ گر ہوا اور بعضی اشخاص نے کہ ہمیشہ جو تہی کی عادت رکھتے تھے اور شراب کی
آرزو دل میں رکھتے تھے بے تکلف مے نوشی کی طرف رغبت فرمائی بیت خلد عیش ست درو بادہ حلال ست حلال ؁
بزم شاہ ست درو توبہ حرام ست حرام ؁ اور بعضوں نے کہ اُنمیں صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیای حلال کی طرف میل
کر کے اشربہ لذیذ اور اطعمہ لطیف تناول کیا اور مطربان باربد نوا کہ سرمایۂ نشاط اور پیرایۂ مجلس انبساط تھے
اُنھوں نے چنگ و عود اور سرود چھیڑ کر ناہید کو بام فلک سے اُس تماشاگاہ میں بلایا اور بہ نغمۂ بربط و رباب چرخ کبود کے
رواں کو رقص میں لائے اور اہل مجلس نے اُس بزم دلکشا کی تعریف میں سخنان دلپذیر اور عبارات و استعارات میں
ہنر بازی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک آسمانی مولانا قمی یہ رباعی عراقی بدیہہ اُس محفل جنت نظیر کی تعریف میں بحر خاطر
ساحل بیان میں لایا رباعی آنرا چنان کرشمۂ نرگس تست ؁ گنجور دو کون سدۂ مجلس تست ؁ آئینہ اسکندر و
جام جمشید ؁ با طبع ملک دریچۂ مجلس تست ؁ اور اُسی سال ماہ ذیقعدہ میں برہان شاہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے
نواب خانخانان اور بیرم خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کی طرف بھیجا ہے اور شاہرخ میرزا بادشاہ بدخشان
اور شہباز خان کو سلطانپور اور ندربار کی طرف روانہ فرمایا ہے اور چونکہ یہ امر مشعر اس مظنہ پر تھا کہ ایسا نہو خانخانان
مملکت برار کی طرف لشکر کشی کرے اسواسطے برہان شاہ نے عماد خان کو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اُس سیلاب کے
سد کے بارہ میں مشورہ کیا اس درمیان میں حادثہ عظیم ولایت چیول میں واقع ہوا وہ یہ ہے کہ جب قلعہ کھوالہ تیار
ہوا اور اُسکی برج اور بارہ پر توپیں صاعقہ آثار اور گرداسے شہاب کردار نصب ہوئی فرہاد خان حبشی اور اسد خان
اور تاج خان اور نصیر الملک اور دوست خان اور انی رای اور دوست علی مولد اُس قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے
اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریکندہ میں نہ پہونچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاریٰ بہ تنگ و عاجز آکر جلا وطن ہو ویں
کہ ناگاہ برہان شاہ اُندنوں گرفتار نفس امارہ ہوکر امردوں اور عورتوں کی مباشرت اور مخالطت کا حریص ہوا
اور حکم کیا کہ جس مکان میں عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق ہو وے شوہردار خواہ غیر شوہر ہو اُسے
شہریار کی شبستان میں حاضر کریں یہ امر خاص و عام کو ناگوار ہوا برہان شاہ سے متنفر ہوئی اور جب سنا کہ
شجاعت خان حبشی کہ امرای معتبر سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہے اُسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اُسکی بھیجنے سے انکار
کیا برہان شاہ اُسپر غضبناک ہوا اُسے موکلوں کے سپرد کیا اور اُسکی عورت کو بجبر و قہر اپنے حرم سرا میں طلب کیا
اور جبکہ اُسکی تعریف سنی تھی اُسکی پسند طبع نہ آئی ہاتھ اُسکی طرف دراز نہ کیا اُسکے گھر بھیجدیا لیکن شجاعت خان نے
شجاعت کو کام فرمایا یعنی خبر سنتے ہی خنجر اپنے شکم پر مار کر مر گیا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی فرہاد خان اور جمیع امرای
کھوالہ برہان شاہ کی اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہوئی اور محافظت قلعہ اور جنگ نصاریٰ میں مثل اول کے
اور ور پی اسکی ہوئی کہ فرصت پاکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوکر نشان بغاوت کا بلند کرکے برہان شاہ کی دفع میں
کوشش کریں اہل فرنگ اس امر کو سمجھکر ساٹھ غراب پر از افواج جنگی و اسباب قتال و جدال جمیع بنادر سے طلب
کر کے اپنے پاس ریکندہ میں لائے اور شب تار میں بالای حصار کھوالہ سے عبور کرکے ریکندہ کی طرف پہونچے جمعہ کے دن علی الصباح
ذی الحجہ کی سولھویں تاریخ کو چار ہزار فرنگی بہیئت اجتماعی اُس قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور تاج خان اور انی رای سے لشکر
قلیل کہ قلعہ کے باہر فرد کش ہوئی تھی سراسیمہ خواب سے بیدار ہوکر قلعہ کی طرف بھاگی اور فرہاد خان جو نہایت رنجیدگی کی

ہوکر

محافظت مین مثل اونکی اہتمام نرکھتا تھا اور دربانون نی کہ ابھی تاریکی تھی دروازہ آدمیونکی آمد و شد کیواسطی کھولا تھا
اور سپاہ فرنگ نی کہ تعاقب شہر مین لگا کیا تھا ہجوم لاکر فرصت دروازہ بند کرنیکی ندی اور از عقب تاج خان
اور انی رای کو زدہ زدہ قلعہ مین درلائی اور قتل شروع کیا فرہاد خان اور اسد خان اور تمام آدمی قلعہ کا شور و غوغا سنکر بستر آرام
خواب صبح سے بیدار ہوئی اور باوجود اسکی کہ فرنگیون کی دو چند بلکہ چہار چند تھی شامت غفلت سی مدافعہ مین آنکی
نہ مشغول ہوئی اور تمام حیران اور مبہوت ایستادہ رہی اور فرنگیون نی انھین بخاطر جمع مثل گوسفندان قربانی قتل کیا اور مذبوح کیا
اور ایک ساعت مین دس بارہ ہزار آدمیونکو شہید کیا اور قلعہ کھوالہ کو بھی مسمار اور منہدم کرکی تمام ساز و سلب پر
جو قلعہ مین تھا متصرف ہوئی اور فرہاد خان کو کہ زخمی تھا زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امراکو اہل فرنگ نی شربت
ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نی یہ اخبار سنی اس جماعت کا قتل ہونا عین فتح سمجھا اور نظر التفات
غریبون پر مبذول فرماکر مرتضی خان انجو اور شیخ عبدالسلام عرب اور احمد بیگ اور قزلباش خان اور خلیفہ عرب
اور اوزبک بہادر اور خواجۂ اندق ماوراء النہری وغیرہ کو منصب امارت پر مشرف کیا اور چاہا کہ انھین بندر
جیول کیطرف روانہ کرکی کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادلشاہ کا بھائی کہ جسنی قلعہ نلگوانہ سی خروج
کیا تھا ایلچی نظام شاہ کی پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ جب تختگاہ پر قابض ہونگا لاکھ ہون
اور دو سو ہاتھی اور قلعہ شولاپور برہان نظام شاہ کی سپرد کرونگا نظام شاہ نی طمع آن اشیا کی کرکی اپنی دل مین کہا
بہتر یہ ہی کہ پہلی اس کام کو انجام دون بعد اسکی ریکندہ کی فرنگیون کو مستاصل کرون یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار
تین ہجری مین احمد نگر سے نلگوان کیطرف روانہ ہوا اور قلعہ پرندہ کی حوالی مین خبر قتل برادر عادلشاہ سنکر نہایت
خجالت اور ندامت سی پلٹ آیا اور یہ رنج و قلق اور کلفتون کی علاوہ ہوا بستر ناتوانی پر تکیہ فرمایا اور عادلشاہ
اسکی کوچ اور مدد دہی شہزادہ اسمعیل سے کہ عادلشاہ کا بھائی تھا نہایت آزردہ ہوا اور امرای سرحد کو حکم دیا
کہ ولایت برہان شاہ مین تاخت کرکی نہب و غارت مین قصور نکرین برہان شاہ نی تنکنا ہری راجہ کرناٹک سی
اتفاق کرکی اسی یہ فہمائش کی کہ تم اسطرف سی چڑھائی کرکی قلعہ بنکاپور پر متصرف ہوا اور ہم اسطرف سی لشکر قلعہ
شولاپور مین بھیجکر مفتوح اور زیر نگین کرتی ہین راجہ کرناٹک نی جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ
سنہ مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کرکی مع اخلاص خان مولد اور شیخ عبدالسلام اور تمام امرای عرب قریب
بارہ ہزار سوار کی امرای برگی کی مدافعہ اور عادلشاہ کی ولایت کی پامالی اور خرابی کو روانہ کیا اور کہا مین بھی انشاء اللہ مرض سے
شفا پاکر پیچھے سے مع لشکر برار اسطرف روانہ ہونگا مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین پہنچا اوزبک بہادر کو
مع بعض امرا طلیعہ لشکر کرکی بیشتر امرای برگی کی مقابلہ کو بھیجا قضارا اس مقام مین بھی لشکر برہان شاہ نی شکست
فاحش کھائی اوزبک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ تر غمگین اور محزون ہوا اور مزاج اسکا اسطرح
اعتدال سے منحرف ہوا کہ حکمای حاذق اور اطبای ماہر اسکی اصلاح سی عاجز ہوئی اور رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ اور
اسہال دموی اور تپ محرق بہم پہونچا کر ایکبارگی صاحب فرش ہوا اور اپنی بڑی بیٹی ابراہیم کو ولیعہد کیا اور
اسمعیل کو اسواسطی کہ مہدوی مذہب اور غریبون کا دشمن تھا سلطنت سی باز رکھا اخلاص خان نی کہ اسمعیل کی
سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور یہ امر غریبونکی طرف سی تصور کرکی مرتضی خان کی لشکر مین مشہور کیا

کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کی عہد کی موافق تمام غریبوں کو قتل کر کی انکا مال و اسباب تاراج
کریں مرتضی خان اس امر پر آگاہی پاکر مسلح ہو کر مع بعضی امرای غریب احمد نگر کیطرف راہی ہوا اور بتعجیل تمام آپکو برہان شاہ کی
پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کی فوت ہونیکا یقین ہوا مع بعضی امرای غریب بیجاپور کیطرف
روانہ ہوا اور شیخ عبد السلام عرب اعتقاد شیعہ ہونیکی درستی پر رکھکر اردو میں رہا تھا دکنی اور حبشی نی اتفاق کر کی اُسکی
اور اُسکی متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور اخلاص خان نی غریبونکی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل
کر کی مہمات کو بگڑو لیا اور برہان شاہ کی مدافعہ کیواسطی جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف گیا
برہان شاہ ایک جماعت اُسکی پاس بھیجکر لوازم نصائح بجالایا اور جب اُسی تمرد و عصیان میں راغب اور راسخ
پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی میں بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر اور سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا
اُس روز ہمایون پور میں کہ بنا کیا ہوا اُسکی والدہ خونزہ ہمایون کا تھا نزول کیا اور دوسری دن فجر کو اخلاص خان نی
ایک صف مثل اپنی قلب کی متزلزل اور ناراست آراستہ کر کی اپنی ولی نعمت کی مقابل نشان کفران اور طغیان کا
بلند کیا اور بموجب **بیت** با ولی نعمت ار برون آئی * گر سپہری کہ سرنگون آئی * بعد از حرب و ضرب شکستہ اور
بدحال ہو کر پرندہ کیطرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمد نگر کی قلعہ میں تشریف لیگیا جو اس معرکہ میں
نہایت قلق اور صدمہ اُٹھائی تھی دوسری دن کہ اٹھارہویں ماہ شعبان ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری کی تھی اُسکی طائر
روح پر فتوح نی آشیان جنان کیطرف پرواز کیا **مصرع** بقا بقای خدا ایست ملک ملک خدای * اور مدت
سلطنت اُسکی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نی ساقی نامہ مخترع کہ قریب چار ہزار بیت سے
برہان شاہ کی نام مزین کیا ہے اُسمیں داد شاعری دی ہی اکثر شعرا اور عقلا اور صاحب طبع اُسکو پسند کرتے ہیں

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنی باپ کی بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجو دکنی کہ اتابک برہان شاہ تھا اُسنی
وصیت کی موافق امر وکالت میں قیام کر کے اپنی بیٹوں اور بھائیوں اور اعوان کو سلک امرا میں منتظم کیا
اور اخلاص خان مولد باوجود ایسی حرامخوری کی کہ ولی نعمت سی صف آرا ہو کر لڑا تھا اپنی ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے
عفو تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجو نی اُسکی فساد اور سرکشی سی اندیشہ کر کی
امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمد نگر میں آیا ایک جماعت حبشیان اور مولدان سی فراہم اور اختیار کی یعنی دو فرقہ
ہوئی ایک میان منجو کی شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب داعیہ ہو کر
دوسری کی بزرگی اور ترک کو دیکھکر سر نہ جھکاتا تھا اسواسطی مہمات سلطنت نی خوب رواج نہ پایا ہر شخص
آپ کو رستم دستان اور افراسیاب زمان سمجھکر مجلسوں میں زبان لاف و گزاف میں کھولتی تھی کبھی ذمہ دار تسخیر
لشکر اکبر بادشاہ ہوتی تھی اور کبھی متکفل مدافعہ امرای عادلشاہ ہوتی تھی اور ساتھ ایلچی عادلشاہ کی کہ جسکا میر صفوی
نام اور سادات صحیح النسب سی تھا سلوک ناہموار کر کی باتیں موحش ذکر کرتی تھی جب یہ اخبار عادلشاہ کی سمع
مبارک میں پہونچی نظام شاہ کی دولتخواہوں کی اصلاح اور درستی اور ان لوگونکی گوشمال اور تنبیہ کی لئی بیجاپور سی شاہ درک کیطرف
متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُسکی ہمراہیوں کی رای یوں مقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کیطرف روانہ ہو کر عادلشاہ کی

ساتھ محاربہ کریں۔ اور میاں منجو نے یہ رائے ناپسند کر کے جواب دیا کہ ہمارا خیل و لشکر بے سامان اور بے سر انجام ہے
اور امرا جیسا کہ چاہیئے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہیں ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ حاجبان تحف و ہدایا لیجا کر اس سے صلح کریں
اور ہم باطمینان تمام ملک اور مال اور لشکر میں مشغول ہو کر حسیا ہے کارزار عادلشاہ ہوں اخلاص خان نے کہ مرد نادان اور احمق تھا
یہ امر قبول نہ کیا اور شاہ ورک کی لشکر کشی میں اصرار کیا اور جو نظام شاہ کو بھی یہ امر منظور تھا اسواسطے میاں منجو نے
سکوت اختیار کیا اور بادشاہ وغیرہ اسطرف متوجہ ہوئے اور جب سرحد پر پہونچے میاں منجو نے اتمام حجت کیواسطے
ایکبار اور بزرگوں کو جمع کر کے کہا کہ عادلشاہ اپنی مملکت میں مقیم ہے اس سے اور اسکی سپاہ سے کسیطرح کی مزاحمت ہمارے
ملک کو نہیں پہونچی صلاح دولت نہیں ہے کہ تم نزاع میں ابتدا کرو اُسکی مملکت میں داخل ہوا بھی دروازہ صلح کشادہ ہے
ساتھ اُسکی طرف سے ملائمت اور دوستی میں قدم رکھکر ب[illegible] اقبال اور صدا[illegible] نہ پہنچا ویں ابراہیم نظام شاہ کہ شرب
شراب میں افراط کرکے ایک لحظہ ہشیار نہ رہتا تھا جب اُسنے اخلاص خان اور اعوان کی خواہش طبع جنگ میں دیکھی
میاں منجو کی فہمائش گوش ارادت سے نہ سُنی عادلشاہ کی ولایت میں قدم [illegible] خان حبشی کہ سپہ سالار
عادلشاہ تھا اور اپنی سرحد میں قیام رکھتا تھا افواج آراستہ کرکے نشان ممانعت اور مدافعت بلند کیا میاں منجو
کہ مرد جہان دیدہ اور کہن سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ
ہمارا بادشاہ جوان اور بے تجربہ ہے اور سوائے اسکے ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہے اُنکے ہاتھ میں
گرفتار ہے اور شرب مدام سے زمام عقل ہاتھ میں نہیں رکھتا لہذا عرض کرتے ہیں کہ یہ دن روزہائے ماہ ذی الحجہ سے ہے اور
جدال و قتال اس مہینے میں حرام ہے جنگ موقوف رکھکر طرح دیویں شاید ہم فرصت پاکر اسی سبب نصائح سود مند
اور مواعظ ارجمند کے اس ارادہ سے باز رکھیں۔ اور چونکہ اس بارہ میں اسی عادلشاہ نے سوگند دی تھی حمید خان نے یہ امر
قبول کیا نظام شاہ سر راہ سے کنارہ کرکے اُسکی دست راست کیطرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا فروکش ہوا
نظام شاہ جب وہاں پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل نہ دیکھا شراب کے نشہ میں سمجھا کہ وہ ہمسے دبکر ہٹ گیا ہے
جسطور سے ممکن ہوا اُس دن وہاں نزول کیا اور اُس رات کو میاں منجو اور اُسکے توابع نے ہرچند سمجھایا کہ یہ فسخ عزیمت
جنگ کرے چونکہ اجل اُسکی آپہونچی تھی اُنکا ارشاد اُسکے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کیں۔ اور حمید خان
حبشی کو یہ خبر پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کرکے مع لشکر گران بسرعت برق و صولت رعد میدان قتال
کیطرف روانہ ہوا اور پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کی صف جنگ کھینچی بہادر [illegible]
سواران نے گھوڑے جولان کئے اور شمشیر و خنجر سے زمین جنگ گاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے لگے اور داد مردی
اور مردانگی دیتے تھے اُسوقت جمیع افواج جوش و خروش میں آنکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا [illegible] و ضرب میں مشغول
ہوکر آثار بے رحمی ظاہر کئے۔ مثنوی۔ سپاہی چو فیلان آشفتہ مست ٭ ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بدست ٭ بنوک سنان و بہ تیر
خدنگ ٭ ربودند از روی خورشید رنگ ٭ اوس روز ایک امر عجیب و غریب وقوع میں آیا میمنہ نظام شاہ نے
میسرہ عادلشاہ کو متفرق اور پریشان کرکے تین کوس پسپا کیا چونکہ اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف سے ہے
ایک دوسرے کے ساز و سلب مال و اسباب کے تاراج میں مشغول ہوئے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت
مخصوصان کے کہ سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ میں رہا بحسب اتفاق سہیل خان [illegible] خان

کہ ہم قلیل ہین اور فوج دشمن کی کثیر صلاح یہ ہی کہ معرکہ سے کسی گوشہ مین جا کر پناہ لیوین جب امرا ملازمت کیواسطے حاضر ہوں اُسوقت اس فوج کو دفع کرین ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کی سرور مین تلوار غلاف سی کھینچکر اور فیلان بست کو آگی بڑھا کر سہیل خان کی مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول مین ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادلشاہی کی ضرب نیزہ سی خانہ زین سی جدا ہوکر زمین پر آیا اور مرغ روح اُسکا قفس تن سی پرواز کر گیا جنگ کی شامت نی اپنا کام کیا سہیل خان نی اُسی پالکی مین ڈالکر حکم کیا کہ اسکو احمدنگر پہونچا وین اور فیلوں پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اُسیطرح گھوڑی پر سوار رہکر وہ رات کب کی اور امرای نظام شاہی میسرہ عادلشاہی کا پیچھا کرکی غنیمت بہت ہاتھ لائی تھی جب خبر ابراہیم نظام شاہ کی قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگی اور سہیل خان دوسری دن توپخانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادلشاہ کی پاس پہونچایا اور میان منجو نی آپ کو سب سی پیشتر احمدنگر مین پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کی لڑکی کو ساتھ اس گمان کی کہ یہ خاندان نظام شاہ سی ہی دولت آباد سی طلب کرکی چتر شاہی اُسکی سر پر بلند کیا اور شہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیرخوار تھا قلعہ جوند کیطرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چہار ماہ اور دو روز تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسری سرداروں نی جنگ و عناد برپا کرکی تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ کیا میان منجو بسبیل تعجیل احمدنگر مین آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنی تصرف مین لایا اور اخلاص خان اور اعیان درگاہ کو قلعہ مین بلاکر انجمن آراستہ کی اور بادشاہ کی تعیین کی بارہ مین مشورہ کیا امرای حبشی بلقیس زمان چاند سلطان کی التفات خاطر سے بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کو بادشاہ کرکی سب اُسکی سلطنت پر راغب اور مائل ہوئی اور میان منجو اور بعض امرای دکنی نی بہادر شاہ کی صغر سنی سی کہ اُس عرصہ میں ایک برس اور سات مہینی کا تھا اندیشہ کرکی یہ امر قبول نہ کیا اور کہنی لگی مثنوی جہانبانی و پایگاہ ترکش ❊ کلاہ کیانی و کیخسروی ❊ کسی را سزد کو بہنگام جنگ ❊ شناسد شتاب و داند درنگ ❊ امرای حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانب داری سے کشیدہ ہوکر میان منجو کی شریک ہوئی اور لوازم عہد و شرائط بجالائی اور آپسمین اتفاق کرکی خواجہ استرآبادی کو جسنی درگاہ برہان نظام شاہ سی خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتمد قلعہ جوند جنیر کی سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمدنگر مین بلایا اور عید اضحی کی دن کہ سنہ ایکہزار و تین ہجری تھی تخت احمدنگر پر متمکن کرکی خطبہ بنام ائمہ اثنی عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپسمین تقسیم کی اور بہادر شاہ کو جو چاند سلطان کی آغوش عطوفت مین پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند مین بھیجکر قید کیا اور بعد چند روز کی جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سی نہین ہی اخلاص خان اور امرای حبشی اپنی کئی ہوئی سے نادم اور پشیمان ہوکر اُسکی عزل کی درپی ہوئی اور اس داستان کی توضیح یوں ہی کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نی اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اُسکی بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبدالقادر اور شاہ حیدر مملکت موروث مین توقف کو سبب ہلاک جانکر براہ

ایک سمت اطراف ممالک ہندوستان میں بھاگ گئی اور بعد مدت مدید مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں ایک شخص
موسوم بہ شاہ طاہر حیدرآباد کے اطراف میں پہونچکر مظہر ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ میں فلان تاریخ کو
رحمت ایزدی میں واصل ہوا اور میں اسکا فرزند صلبی ہوں اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروث میں پناہ
لایا ہوں ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضیٰ نظام شاہ خصوص خان مغفرت نشان صلابت خان اسکے
احوال کے تجسس اور تفحص میں ہوکر شرائط تحقیقات بجا لائے لیکن طول عہد اور تغیر اوضاع کے باعث حق و باطل کے
تمیز سے عاجز ہوئے لب تصدیق اور انکار میں نہ کھولتے تھے اور ازراہ حزم و احتیاط کہ مبادا لوگ جماعت اوباش اسکے
پاس فراہم ہوکر فساد برپا کریں اسواسطے اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور مردم معتمد اور دانا کو کہ سلطان محمد خدابندہ
اور اسکے متعلقوں کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کیطرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ ان دنوں میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا
ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا آنکر کہتا ہے کہ میں سلطان محمد خدابندہ کا فرزند ہوں اور میرا
نام شاہ طاہر ہے جو تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اسی حدود میں بسر ہوئی ہے یقین ہے کہ آنحضرت کو اسکا حال
کماہی دریافت ہوگا امیدوار ہیں کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے اعلام بخشیں تو بندگان درگاہ تردد و تفرقہ سے
نجات پاویں برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار میرے مکان میں اختتام کو
پہونچی ہے اور اسکے بیٹے اور بیٹیاں کہ فلان فلان ہیں میری صحبت میں زمانہ بسر کرتے ہیں اگر کوئی شخص غرضاً آپ کو
سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہوکر دعوی فرزندی کرتا ہو محض غلط اور عین افترا ہے صلابت خان اور تمام
اعیان حقیقت حال دریافت کرکے اپنے دل میں کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی کی شہرت
پائی ہے اب خلاف اسکے عوام الناس کے ذہن نشین کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ مدت العمر قلعہ میں
رہے غرضکہ سبھوں نے ایسا ہی کیا آخر کو وہ اجل طبیعی سے مرگیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ
منجو نے فریب کھاکر اسے تخت سلطنت پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی امرای حبشی اور مولد اس مقدمہ کے سبب
منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور میں کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میان منجو نے احمد بادشاہ کو
برج پر بٹھاکر چتر اسکے سر پر مرتفع کیا اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنوں کی مدافعہ کیواسطے بیرون
قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین کے بہت لوگ کام آئے اور اسی درمیان
کہ حبشی اضراب توپ قلعہ کیطرف فیر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا ولولہ اور غوغا اور آشوب
لوگوں کے درمیان وقوع میں آیا اور میان حسن کثرت اور غلبۂ اعدا مشاہدہ کرکے تپپا ہوکر قلعہ میں در آیا پھر
اخلاص خانیان کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب سے مورچے
اور سرنگ آگے بڑھائی اور ابواب دخول و خروج مسدود کرکے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ [illegible] اپنے
حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانہ تک محبوس ہیں روانہ کرے تھانہ دار دولت آباد
اعانت کرکے انھیں روانہ کیا اور چونکہ تھانہ دار جوند بہادر شاہ کو بحکم میان منجو نظر بند تھا وہ بھی اتفاق کرکے
ایک لڑکا مجہول النسب کو بازار احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہ سے منسوب کرکے سکہ اور خطبہ اسکے
نام کیا اور اس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوئے میان منجو اور محصورین دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوئے

اور جب نجات اور خلاصی سے مایوسی ہوئی ایک عریضہ سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ کو لکھکر گجرات کیطرف بھیجا اور التماس قدوم کی اور شہزادہ جو کہ باپ کیطرف سے تسخیر دکن کیواسطے مامور تھا اور جویای فرصت تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کرکی احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عریضہ گجرات مین نہ پہونچا تھا کہ امرای حبشی کی درمیان مناصب اور جاگیرات انکی سبب غبار کدورت بلند ہوا شمشیر نفاق غلاف اتفاق کی درمیان سے باہر لائی اور ایک دوسری کے قتل مین ساعی ہوئی اور اس بارہ مین باہمدیگر ساتھ کسی تقصیر یا مصلحت کی راضی نہوئی اور بعضی امرای دکن کی کہ ہمراہ انکی تھے اسرار و ضاع کی مشاہدہ سے متنفر ہوکر ترک رفاقت کی اور مع خیل و حشم قلعہ کیطرف جاکر میان منجو کی شریک ہوئے اور اسنی اس لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کی باعث حیات تازہ اور قوت بی اندازہ بہم پہونچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور ہفتہ کی دن محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ایک ہزار چار ہجری مین عیدگاہ کی اطراف مین امرای حبشی سے خوب جنگ کی اور انھین شکست دیکر انکی بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کی بلانی سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور اسی اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس شہزادہ مراد سے ملحق ہوکر مع بیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان مسلح از پا تا بفرق آہن مین غرق احمد نگر کی اطراف مین پہونچی میان منجو کہ انکی بلانی سے نادم تھا قلعہ احمد نگر غلا اور آزوقہ اور خیل و حشم سے مملو اور مضبوط کرکی انصار خان کو کہ وہ اسکی جملہ انصار سے تھا سپرد کیا اور چاند بی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نرکھتی تھی اسی بھی مع جواہر و نقود قلعہ کی اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کی فراہم لانی [illegible] عادلشاہ اور قطب شاہ سی احمد شاہ کی ہمراہ قلعہ اوسہ کیطرف گیا اور زہرہ فلک طمارسٹ اور پرہیزگار چاند بی بی سلطان نی ہمت لشکر مغل کی مدافعہ مین صرف کی [illegible] سی کہ مبادا انصار خان جو انصار میان منجو سے تھا دشمن کی شریک ہوکر قلعہ انھین سپرد کرے [illegible] مین میان محب اللہ دایہ زادہ مرتضی نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسی دفع کری اور محمد خان نی اسکی قتل مین نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہونچائی اور اسی دن شہر اور قلعہ مین پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام پڑھا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اسکی مثل اولاد کو درزاور گیوکی زیادہ ستر نفر سی تھی افضل خان تفرشی اور دوسری مردم کار آمدنی کی ہمراہ قلعہ کیطرف در لایا اور جب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ سنہ مذکورہ مین سلطان مراد باتفاق امرای کبار مغل سیلاب کیطرح کہ پہاڑونکی چوٹی سے فضای صحرا کیطرف رجوع ہووی احمد نگر کی شمال کیطرف نمودار ہوا اور عیدگاہ کی اطراف مین ایستادہ ہوکر ایک جماعت بہادران جنگ جو و معرکہ طلب کو عزیمت حرب و ضرب مین کالا چبوترہ کی میدان مین قائم کیا اور اہل حصار چاند بی بی سلطان کی فرمانی کی بموجب مستعد رزم و آمادہ پیکار ہوئی اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کیطرف فیر کرکی سنگ تفرقہ انکی جمعیت مین ڈالا اور جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نی باغ ہشت بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ تھا نزول کرکی تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا مثنوی

دگر روز کین شہسوار سپہر ٭ برافراخت رایت برافروخت چہر ٭ برآمد بہ جنگ زیبا خرام ٭ برآورد رخشندہ تیغ از نیام ٭

شہزادہ نی ایک جماعت کو محافظت شہر اور برہان آباد کیواسطی جو برہان نظام شاہ ثانی کی مستحدثات سے تھا بھیجکر وہانکی باشندونکی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین پہونچائی اور ہر محلہ اور کوچہ مین ندائے امان

ادنی اعلی کی گوش زد کر کی ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نی بای توقف دامن تسکین مین کھینچکر مغلونکی قول پر اعتماد کیا
اور دوسری دن شہزادہ اور امرای کبار مثل میرزا شاہرخ والی بدخشان اور نواب سپہ سالار خانخانان اور
شہباز خان کنبو اور محمد صادق خان اور سید مرتضی سبزواری اور راجہ علیخان حاکم برہانپور اور راجہ جگناتھ اور بھی
امرا کہ تعداد انکی نام کی موجب تطویل ہی قلعہ کی گرد فروکش ہوئی مورچل اور النگ آپسمین تقسیم کئی اور اس ماہ کی ستایئسوین
تاریخ کو ابوالفضول کینہ جو و شہباز خان کنبو کہ ستمگری اور بیداد مین مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری مین شہزادہ کی
بی فرمان مع لشکر کثیر سیر و گشت کی بہانہ سوار ہوا اور اس غارتگر خبیث نی اپنی سپاہ کو غیر و غنی کی تاراج کا حکم کیا
اور طرفۃ العین مین تمام مکانات اور عمارات احمد نگر اور برہان آباد کی جو بکر بانی کی مکانکیطرح عارت کئی نشان آبادی کا
نچھوڑا اور جو مذہب سنت جماعت سی نہایت تعصب رکھتا تھا چاہا کہ محبان اہل بیت کا مکان جو بہ لنگر دوازدہ امام
مشہور ہی تمارت کرکی وہانکی باشندونکو قتل کری شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سی واقف ہوئی اسے
نہایت زجر اور ملامت کی اور بہت لوٹیرونکو عبرت کیواسطی قسم قسم کی عقوبت اور سیاست پہونچائی لیکن
احمد نگر کی خلقت کی پاس جو متاع دنیوی سے کچھ نرہا تھا رات کیوقت جلاوطن ہوکر ہر ایک ایک سمت راہی ہوئی
اور امرای نظام شاہ اس عرصہ مین تین فرقہ ہوئی اور کوئی کسیکی اطاعت نہین کرتا تھا اول میان منجھو کہ احمد شاہ کو بادشاہ
سمجھکر عادلشاہ کی سرحد کیطرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی جو الی دولت آباد مین موتی شاہ نام ایک طفل
مجہول کو باسم سلطانی مخصوص کر کی سر اسکی حلقۂ اطاعت مین درلایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی
عادلشاہ کی سرحد مین تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اسکی تخمیناً ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجانگر مین سکونت
رکھتا تھا اپنی پاس بلا کر چتر اسکی سر پر لگا کر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرات کرکی مع دس ہزار سوار متعینہ
دولت آباد کو ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا خانخانان نی دولت خان لودھی سپہ سالار کو کہ شجاعت
اور جوانمردی مین اتصاف رکھتا تھا مع پانچ چھ ہزار سوار جرار شائستۂ کارزار کہ لشکر اکبری سی انتخاب کئی تھی اور انکی
شجاعت مین وثوق تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اسکی دفع کیواسطی نامزد کیا اور دریای گنگ کی ساحل پر اخلاص خان
مقابل ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نی شکست کھائی دولت خان اور سپاہ مغل نی پیچھا کر کی قتل و غارت شروع کیا
اور وہانسی قصبۂ پیٹن کیطرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوئی وہانکی مرد اور عورتونکو ایسا لوٹا کہ عورتین بستر کی
محتاج ہوئین اسکی بعد احمد نگر روانہ ہوئی اور اسواسطی کہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ کی
اجلاس کی سبب میان منجھو سے ناراض تھی آہنگ خان کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت تہمتنان اور بہادران
قلعہ کی محافظت اور دشمنونکی مدافعہ کیواسطی کہ محل اعتماد رکھتی ہون ہمراہ لیکر آپ کو قلعہ احمد نگر کیطرف پہونچا دی
آہنگ خان مع سات ہزار سوار اور پیادہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کی چھ کوس پر پہونچا
ایک مخبر کو طریق دخول حصار کی دریافت کیواسطی بھیجا تاکہ اطراف و جوانب اسکا بنظر احتیاط و غور دریافت
کرکی مراجعت کری جاسوس نی لوازم تجسس و تحقیقات بہم پہونچا کر خبر دی کہ قلعہ احمد نگر کی شرقی جانب لشکر
مغل کی نزول سے خالی ہی اور کوئی امرای مغل اسطرف کی محافظت مین قیام نہین رکھتا ہی اسوجہ سی آہنگ خان
رات کیوقت جاسوس کی ہدایت سی شاہ علی اور اسکی فرزند مرتضی کی ملازمت مین حصار کیطرف متوجہ ہوکر

قطعہ

تاکید کو سوار ہوکر مشعلِ ماہ سیر کنان ہوا ناگاہ جانب شرقی محافظان سے خالی دیکھی اُسطرف کی نگاہبانی خانخانان سے رجوع فرمائی اور اُسنے اُسی دن باغ ہشت بہشت کی حوالی سے کوچ کرکی جای مجوزہ مذکورہ مین نزول کیا اور آہنگ خان اس کیفیت سے خبردار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایک ہزار پیادہ توپچی لیکر شب تاریک مین وہان پہونچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بہ شمشیر ہوا مثنوی ز شمشیر خونریز آشفتگان * شبیخون درآمد بشب خفتگان * شد از تابش تیغہا تیرہ شب * چو زنگی کہ بگشاید از خندہ لب * ز بس کابر شمشیر بارید خون * شب تیرہ را چہرہ شد لالہ گون * خانخانان مع دو سو سوار تیر انداز کہ اُسکی اردلی مین رہکر پہرہ دیتی تھی عبادتخانہ کی کوٹھی پر چڑھا تیراندازی مین مشغول ہوا اور دولتخان لودھی کہ میر شمشیر اُسکا تھا ہوشیار ہوکر چار سو جوان افغان نامدار لیکر اُسکی کمک کو پہونچا تنور جنگ گرم ہوا اور طرفین سے دادِ مردی اور مردانگی دیتی تھی کہ دولت خان کا بیٹا پیر خان بھی مع چھ سو بہادران رستم آثار میدان مین پہونچکر دست بہ شمشیر و نیزہ ہوکر حرب مین مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ تر اس سے توقف اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد اُنکی چار سو تھے اردوی خانخانان کی خیمہ و خرگاہ کیطرف سے برآمد ہوکر قلعہ احمدنگر کیطرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرد ضعیف اور نحیف تھا اُسنے قلعہ کی اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولتخان نے اُسکا پیچھا کرکی تخمیناً نو سو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار ویرانی احمدنگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ پر خاص جو کا دار السلطنت بیجاپور مین پہونچا اور نوشتہ ہای چاند سلطان بمشتمل مبالغہ اور استغاثہ متواترہ اور متوالیہ عادلشاہ کی پاس پہونچی اسواسطی آنحضرت اُسکی کمک کی درپی ہوکر سہیل خان خواجہ سرا کو کہ صفت شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درگ کیطرف روانہ کیا اور میان منجھو اور امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار یہ خبر سنکر سہیل خان کی شریک ہوئی اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار محمد قلی قطب شاہ کیطرف سے ساتھ اُسکی ملحق ہوا اور جب یہ خبر لشکر دکن کی شاہ درگ مین فراہم ہونیکی شاہزادہ مراد کی سمع مبارک مین پہونچی چونکہ اُسکی اور خانخانان کی درمیان مین غبار نفاق تھا اسواسطی صادق محمد خان اتابک اور امرای کبار کو فراہم کرکی مشورہ کیا سبھون نی براسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجا لاکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود مین پہونچی سرنگ کھودنی اور دیوار قلعہ کی گرانی مین سعی اور کوشش کرکی قلعہ کو مفتوح کرنا چاہئی شاہزادہ نی یہ رای پسند کی اور اس کام کیواسطی اشارہ فرمایا امرای عظام نی مواضع نقب اور مزاحمت آمد و شد متحصنان پیش سلاطین دکن اور ابواب دخول و خروج کی بند کرنی مین کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال تردد نرہی اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نی عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کی مورچلون سی پانچ سرنگ قلعہ کی جڑ یعنی نیو مین پہونچا دین اور جڑ دیوار اور برج اُسی تو امِ فلک البروج کی سپہر کیطرح مجوف اور مشبک کی اور شب جمعہ عشرہ
۱۰۰۱ھ رجب کو نقبونکو باروت اور توپ اور تفنگ سی مملو کرکی سوراخ آنکی گچ اور چونہ سی بند کئی اور چاہتی تھی کہ دوسری دن بعد از نماز جمعہ آگ اُنمین ڈالکر قلعہ کو اُڑا دین قضارا خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کی لشکر مین رہتا تھا

وہ رحم دلی سے شب تار میں مردم حصار کے پاس پہونچا اور انھیں بوضع نقب اور سپاہ مغل کے ارادہ سے خبردار کیا
اہل قلعہ اسکے ممنون احسان ہوئے اور اعلی و ادنی چاند سلطان کے حسب الحکم اسی شب کو کھودنے اور توڑنے ارکان حصار میں
جسجگہ کہ محمد خان نے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے ظہر تک دو نقب کا سراغ لگا کر باروت اسکی
نکالی اور دیگر سرنگونکی تجسس و تلاش میں تھے اور شہزادہ اور صادق محمد خان نہیں چاہتے تھے کہ فتح خانخانان کے نام ہووے
بے اطلاع اسکے مسلح ہو کر حصار کے دروازہ پر افواج آراستہ کر اور چاہا کہ نقبوں میں آگ دیویں تا کہ قلعہ میں رخنہ
ظاہر ہووین اسوقت ہجوم لاکر غنیم کو فرصت نہ دیویں اور قلعہ میں داخل ہووین۔ مثنوی دلیران بمیدان کین تاختند
سر و تن ز خود و زرہ ساختند ⁂ ز جوشن شد آراستہ بال و دوش ⁂ شد آتش ز زنگہ جبہ پوش ⁂ روان شد
بسوی محیط ستیز ⁂ ز ہر سو یکے دجلہ موج ریز ⁂ اور جب امرای اکبری خانخانان کے سوا شاہزادہ کے حکم کے موافق مع
خیل و حشم اور طبل و علم اس حصن حصین کے قریب پہونچے نقبوں میں آگ دینے کا اشارہ کیا اور ایسی وقت میں کہ اہل قلعہ
تیسری نقب کہ ان نقبوں سے بڑی تھی کھود کر باروت برآوردہ کرنیکی تہیہ میں تھے کہ ناگاہ دود دفعتاً اس نقب بادیہ
آسا سے برآمد ہوا شعلہ بلا کا دیوار قلعہ میں پڑا قلعہ کے بنیاد متزلزل ہوئے زمین و آسمان اسکی ہیبت سے جنبش میں آئے
اور ایک صدا اس بنیاد کی نہاد سے کہ مصدوقہ سبعاً شداداً تھی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھکا اور پچاس گز
دیوار باروت نقب کے زور سے اس شدت سے اڑی کہ ہر سنگ اس بنای سپہر اطوار کا قطرہ میں شہر و تکلی گرا
مثنوی چو شد آتش تیز ریزان شرار ⁂ فرو ریخت از یکدگر آن حصار ⁂ خلل یافت آن کوہ زان زلزلہ ⁂ گسستہ
شد آن آہنین سلسلہ ⁂ شد آن صور غارتگر زندگی ⁂ سرافیل را داد شرمندگی ⁂ شد آن لحظہ ہول قیامت عیان
بگردون برآمد نفیر و فغان ⁂ زمین گفتی از یکدگر بر درید ⁂ سرافیل صور قیامت دمید ⁂ بخندق فرو ریخت آن شہر بند
بدریا در افتاد کوہی بلند ⁂ ایک جماعت کہ نزدیک اس دیوار کے نقب کاٹنے میں مشغول تھی سنگ و خاک کے نیچے
ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضی خان ولد شاہ علی اور آہنگ خان اور شمشیر خان اور محمد خان دایہ زادہ اور
افضل خان اور ادنی و اعلی کہ اس سے علحدہ اور دور تھے قلعہ کے دیوار منہدم دیکھکر فرار قرار پر اختیار کر کے سراسیمہ اور
بدحواس گوشہ اور کنارہ میں بھاگے اور رخنہ ہای نقب کو اسیطرح چھوڑ کر دل قلعہ کی محافظت سے خالی کیا لیکن بحسن
اس عفیفہ مریم خصال کے کہ قطعہ فردوس نعل سمند شہ ہلال غرہ دولت ⁂ مثال سایہ چترش سواد دیدہ کشور ⁂
ہزار بار بروزی شکستہ از رہ تمکین ⁂ شکوہ مقنعہ او کلاہ گوشہ سنجر ⁂ ز عصمتش نکشیدہ شمال گوشہ برقع ⁂
ز عفتش نگرفتہ خیال دامن معجر ⁂ اور انہیں مثال کے عنایت سے چاند سلطان اس واقعہ ہولناک پر اطلاع پاکر
فوراً برقع اوڑھکر سلاح جنگ زیب تن کئے اور پا برہنہ شمشیر ہاتھ میں لے اور مع ایک جماعت آدمیوں کے کہ اسکی
خدمت میں حاضر تھی سراپردہ سے برآمد ہوئی اور سمند عزیمت پر سوار ہو کر اس رخنہ کیطرف روانہ ہوئی اہالیان
قلعہ یعنی مرتضی خان اور آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ ناچار ہو کر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہو گئے تھے
ملازمت میں حاضر ہوئے اور جو کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان اور تمام امرا اور سپاہ مغل استعلام دیر سنگولند کے انتظار
اور دیواریں گرنے کا کھینچتے تھے قلعہ بندوں نے فرصت پاکر اضراب توپ قیامت آشوب اور بان اور بندوق
اور ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند دہلیز دوزخ ہوئی اور آخر کو جب نقبوں کی شعلہ زنی سے

مایوس ہوئی امرا اور سپاہ مغل شاہزادہ کی حسب الحکم رخنہ کیطرف متوجہ ہوئی چنانچہ مردم دروں اور بیرون کے
درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نکرنا چاہئی واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت اور
جرأت اس شیر زن کی کہ بر دقعہ رخنہ اور برجوں کی اوپر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر فیر کرتی تھے
اسقدر بہادران اکبری کام آئی کہ انکی لاشوں سی خندق پٹ گیا مثنوی چو باران نیسان بہنگام جنگ * ہبارید
ازان بارہ سنگ و خدنگ * تو گفتی شد آن بارہ ابر مطیر * تگرگش ہمہ سنگ و بارانش تیر * ز پیکان چنان
آتشی بر فروخت * کہ پر ملک بر فلک زان بسوخت * ہر چند لشکریان مغل آخر ثلث روز سی غروب آفتاب عالم
افروز تک گرم و غارت اور کوشش اور جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح ہوا اس سبب سی شہزادہ اور
صادق محمد خان دلگیر ہوکر اپنی مساکن اور مواطن کیطرف روانہ ہوئی اور اردوی مغل کی خورد و بزرگ نی از راہ انصاف
زبان اس شیر زن مبارک پیدائش کی تعریف میں کھولی کہتی تھی کہ انتہائی تہور اور شجاعت کی یہ ہی کہ اس عفیفہ مریم
خصال نی ظہور میں پہونچائی اور اس تاریخ سے کہ نام اس بلقیس زمان کا چاندبی بی تھا بعد اسکی چاند سلطان ہوا
الغرض جو پردہ شب ظلمانی درمیان دو جنگ جوئی حائل تھا چاند سلطان نی خانہ زین پر اسقدر رونق افزا ہیں
کہ معماران چابک دست فرما دائی گی ... دیوار سند مہ کو گل و سنگ سی دو تین گز بلند کیا اور انھیں دنوں میں
ناصحات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کی اطراف میں پہونچی تھی تحریر کرکی اسمیں کچھ احوال
غلبۂ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلت اذوقہ کا درج فرماکر روانہ کیا اتفاقاً وہ جاسوس کہ حامل ان نوشتوں کا
تھا مردم مغل کی ہاتھ گرفتار ہوا اسی خانخانان اور صادق محمد خان کی روبرو لائی انھوں نی ایک مکتوب سہیل خان کو
لکھا کہ ایک مدت سی ہم انتظار تمھاری توجہ کی رکھتی ہیں تاکہ یہ مناقشہ اور منازعہ جلدی رفع ہووی اور جسقدر
جلد ادھر تشریف لائیگا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہائی چاند سلطان اسی قاصد کی ہاتھ ارسال کئے
منقول ہی کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اسکی مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت تمام کوہستان
مانک دون کی راستہ سی قلعہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل میں قحط بدرجہ نہایت پہونچا تھا گھوڑی
فاقہ کی سبب نہایت کم زور اور لاغر ہو گئی تھے اور اس خبر کی سننی سی شہزادہ اور تمام امرائی اکبری متفکر ہوئے
اور انجمن مشورہ کیواسطی ترتیب دی سب کی رائی نی یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سپاہ دکن سی موقوف رکھکر
چاند سلطان سے پیام صلح اسطور پر درمیان میں لاویں کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ کی پیشکش کری
اور باقی ولایت حسین شاہ کی عہد کی موافق اپنی تعلق رکھی پھر سید مرتضی جو قدیم الایام سی تربیت یافتہ اور
برگزیدہ خاندان نظام شاہیہ تھا شاہزادہ کیطرف سی مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نی
اضطراب سپاہ مغل دریافت کرکی پہلی استغنا کیا اور آخر کو اسنی بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ
ضیق سے بہ تنگ آئی تھی تعجیل کرکی جسطرح سی کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کوتل چھوڑ
کر دولت آباد کی راہ سی ابتدائی ماہ شعبان میں برار کیطرف روانہ ہوئی اور سہیل خان سپہ سالار عادلشاہ اور
محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجھو احمد شاہ کی ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کی عرصہ میں
احمد نگر کیطرف راہی ہوئی میان منجھو نی چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہی اور آہنگ خان نی

احمد شاہ کو قلعہ سی برآوردہ کرکی دروازہ میاں منجھو کی آمد و شد کا مسدود کیا اور ایک جماعت کو تھانہ دار
جوند کی پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنی پاس بلایا اور قلعہ مین خطبہ اسکی نام پڑھا آہنگ خان
اور تمام امرای نظام شاہیہ نی اطاعت کی اور میاں منجھو بمقام تمرد اور عصیان مین ہو کر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو
شعلہ زن کری ابراہیم عادلشاہ نی مرتضی خان دکنی کو کہ عمدہ امرای درگاہ تھا مع چار ہزار سوار بتعجیل احمدنگر کیطرف
بھیجکر میاں منجھو کو پیام دیا کہ اسوقت مین ایسی خواہش ملک کی زیادتی نقصان کا سبب ہی لازم کہ جمیع مقدمات
طی کرکی سہیل خان کی ہمراہ خان بیجاپور کیطرف آوین تو احوال دریافت کرکی جو کچھ صلاح ملک و دولت ہو بپیش پہونچاوین
میاں منجھو کہ مرد عاقل اور فہمیدہ تھا عادلشاہ کی فرمان سے تجاوز نہ کیا مصطفی خان کی ہمراہ بیجاپور گیا اور جب
عادلشاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سی نہین ہی اسکو اپنا ملازم کرکی اور جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی
اور میاں منجھو اور اسکی بیٹی میاں حسن کو سلک امرای انتظام دیکر جاگیر خوب عطا کرکی مسرور اور مبتہج کیا

مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

[illegible]

ناظرین والا تمکین کی ضمائر انجم نظائر پر مخفی نہ رہی کہ جب چاند سلطان نی بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سی صاحب افسر
کیا محمد خان میاں منتخب دایہ زادہ کو پیشوا کیا اسنی بھی تھوڑی عرصہ مین جیسا کہ رسم و عادت ہی اپنی استحکام مین
کوشش کرکی اپنی اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کی قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور شان اپنی مضبوطی اور
استقلال کا بلند کرکی آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مزید اعتبار مین شہرت رکھتی تھی حسن تدبیر سی گرفتار کرکے
محبوس کیا امرا یہ اطوار دیکھکر رنجیدہ اور دلتنگ ہوئی ہر ایک ایک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہو کر
عادلشاہ سی ملتجی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسی وقت مین دشمن قوی کمین مین بیٹھکر ہنگام فرصت کا جویا ہی اور اس
دولت خانہ کی نفری ہمیشہ سرکشی اور عصیان کا اختیار کرکی ہر ساعت فساد اٹھاتی ہین اور ہر لحظہ ایک آشوب
ظاہر کرتی ہین اگر آنحضرت اس جماعت کی گوشمال مین کوشش نفرماینگی عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے
تصرف مین جاویگی عادلشاہ نی پھر اعانت پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمدنگر جاکر جس امر مین
خوشنودی چاند سلطان کی ہو عمل مین لاوی سہیل خان شہور سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین احمدنگر کیطرف روانہ
ہوا اور محمد خان قلعہ مین قلعہ بند ہوا جب چاند سلطان کی اطاعت مین نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان
محاصرہ مین مشغول ہوا اور قریب چار مہینی اسمین اوقات صرف کرکی محمد خان کی دفع مین راسخ اور ثابت رہا
اور محمد خان عریضہ خانخاناں کو لکھکر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہو کر سب اس سے
پھر گئی اور اسی قید کرکی چاند سلطان کی سپرد کیا چاند سلطان نی آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سی تھا
اسپر اعتماد کرکی پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیلخان کو خلعت سی متحلی کرکی با عزاز و احترام رخصت
سعادت عطا فرمائی اور وہ جب باشاہی مراجعت راجہ پور کی اطراف مین کہ دریای گنگ کی ساحل پر واقع ہی
پہونچا امرای اکبری قصبہ پاتری وغیرہ پر جو مملکت برار سی خارج ہی نقض عہد کرکی متصرف ہوئی اسواسطے
اسی موضع مین توقف کرکی عریضہ مشتمل حقیقت حال عادلشاہ کو لکھا اور اسی عرصہ مین چاند سلطان

آہنگ خان مغل کی حرکت اور انکی نقض عہد پر واقف ہوئی بہ تعجیل تمام ادمی بیجاپور کیطرف بھیجکر بطلب کمک اور سپاہ مغل کی اخراج کی بارہ میں مبالغہ اور الحاج حد سی زیادہ کیا عادلشاہ نی بدستور سابق سہیل خان کو سپہ سالار کرکی مغل کی محاربہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نی بھی پیروی عادلشاہ کی کرکی مہدی قلی سلطان کو مع لشکر تلنگ سہیلخان کی پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کیطرف روانہ ہوئی اور جب قصبہ سونپت میں پہونچکر قیام کرکی سامان جنگ میں کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالنہ میں استقامت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیوں کا دریافت کرکی اسنی احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہ پور میں شاہزادہ کی پاس گیا اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میری نام ہووی شاہزادہ اور اسکی اتالیق محمد صادق خان کو شاہ پور میں نگاہ رکھا اور خود باتفاق جمیع امرای اکبری اور راجہ علی خان برہانپوری مع بیس ہزار سوار کارگذار دکنیوں کی رزم پر متوجہ ہوا اور دریای گنگ کی کنارے دکنیوں کی مقابل خیمے اور خرگاہ بلند کئی اور لشکر کی گرداگرد خندق کھود کر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی ماہیت دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ اور قراولان کی طرح اور طور در آمد برآمد کی معلوم کئی ماہ جمادی الثانی اٹھارہویں تاریخ شنبہ ایک ہزار پانچ ہجری میں چاشت کیوقت عازم جنگ ہوکر صفیں آراستہ کیں لیکن عصر کیوقت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیلخان کی آلات آتشبازی کی استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر ہلاک کیا اس سبب سی امرای نظام شاہی اور قطب شاہی افواج اکبری کی تاب مقاومت نہ لائی اور پای ثبات انکا زمین کین سے ہلگیا و شکست ہزیمت کیطرف منہزم ہوئی اور سہیلخان بمقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنی اوپر فرض کرکی قریب وقت شام میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ آور ہوا اور اسطرح انکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہ پور میں شاہزادہ کی پاس پناہ لی اور صادق محمد خان اس امر کی درپی ہوا کہ شاہزادہ کو بھی مملکت دکن سی پیپا کرکی باہر نکالی لیکن خانخانان نی باوجود تفرقہ لشکر اسیطرح معرکہ میں قدم تہور استوار کرکی مع فوج قلیل اس رات کو توقف کیا اور سپاہ دکن قرار فتح کا ساتھ اپنی دیکر غارت میں مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکی سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ خیل عادلشاہ کی سوا تمام فوج بغنائم رسانی جاہای مضبوط اور مستحکم میں متفرق ہوئی اور بحسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر پرتاب کی فاصلہ پر معرکہ میں رہی لیکن بہر رات تک احوال ایک دوسری سے کچھ خبر نپائی آخر الامر جب واقف ہوئی دونوں اپنی محافظت میں کوشش کرکی لشکر جمع لانیکی درپی ہوئی اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب نی سر دریچہ مشرق سی برآوردہ کرکی سپاہ ہندوی شب کو منہزم کیا وہ دونوں سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسری کی ایستادہ ہوئی اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان میں لاکر بقاعدہ ایک دوسری سے جدا ہووین لیکن سہیل خان بعض آدمیوں کی وسوسہ کی سبب جنگ میں راسخ ہوکر مع فوج خانخانان کیطرف روانہ ہوا پھر اسنی بھی لاچار ہوکر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سی ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلی دنکی اسکی مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخر کو تائید ربانی سے نسیم فتح و ظفر خانخانان کی پرچم مراد پر چلی سہیل خان شاہ درک کیطرف فرار ہوا اور امرای نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلی دن بھاگ گئی تھی بجانب احمد نگر

اور حیدر آباد کیطرف راہی ہوئی حیات کو غنیمت جانکر وہ بمدام شکر الٰہی بجا لائی اور خانخاناں نے بعد امن فتح عظیم کی ایک جماعت کو قلعہ پرنالہ اور کاویل کی محاصرہ کو کہ مملکت برار کی قلاع سنگین سے تھے تعین کیا اور خود قصبہ جالنہ پور میں اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان کی تحریک کے سبب کہ امرائی تیجز اری سے تھا خانخاناں کو پیغام دیا کہ جو وقت فرصت ہی مناسب یہ ہے کہ ہم احمد نگر کیطرف متوجہ ہو دیں اور اسے بھی مفتوح کرکے مملکت نظام الملکی کو اپنے قبضہ و تصرف میں لادیں خانخاناں نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ امسال برار میں جا کر وہاں کے قلعوں کو فتح کریں جب وہ مملکت تمام و کمال زیر نگیں ہو کر قبضہ ضبط میں آوے اسکے بعد اور مقاموں کیطرف متوجہ ہو کر لشکر تسخیر بلند کریں اور جو یہ جواب شہزادہ کی مزاج کے موافق نہ آیا اس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ میں تحریر کلک صحت ہوا ہے اظہار تغیر اور کدورت فرمایا اور شہزادہ اور صادق محمد خان نے چند عرائض شکایت آمیز اکبر بادشاہ کو لکھیں اکبر بادشاہ نے خانخاناں کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابو الفضل کو سپہ سالار دکن کیا اور میرزا یوسف خان کو بھی اسکا شریک فرمایا اور خانخاناں شہور سنہ ۱۰۰۶ ایک ہزار چھ ہجری میں متوجہ درگاہ ہوا اور آہنگ خان نے فرصت پا کر عداوت میں چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کرکے اس مہد علیا کو ایک قلعہ میں قید کرے اور خود نقارہ انا ولا غیری پر چوب مارے اور وہ اس ارادہ سے واقف ہوئی بہادر شاہ کی محافظت میں نہایت درجہ کوشش کرکے دروازہ آہنگ آہنگ خان کے منہ پر بند کیا اور یہ مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر باتفاق ارکان دولت کچہری کرتا رہے آہنگ خان نے چند روز اطاعت اظہار کرکے آخر کو مخالفت پر کمر باندھی اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ ایلچی کو بھیجکر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ انکے درمیان سے نفاق دفع ہو کر اتفاق ظاہر ہووے کسی نہج سے یہ معنی صورت پذیر نہوئی اور استقلال اور استیلا آہنگ خان کا حد سے گذرا اور میدان معرکہ خانخاناں کے وجود سے خالی دیکھکر عین موسم برسات میں کہ نہر گنگ بھی پر آب تھی اور شہزادہ کیطرف سے کمک پہونچنا اشکال تھا ایک جماعت سرداران کو قصبۂ بیر کی جانب بھیجا کہ اسکو امرای اکبر شاہی کی تصرف سے بر آوردہ کرتے اور وہاں کا حاکم شیر خواجہ چھ کوس تاخت کرکے اس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور بہ صعوبت تمام آپ کو قصبۂ بیر میں پہونچا کر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی اور دکنیوں کی تسلط اور شیخ ابو الفضل نہامی اور سید یوسف خان کی کمک نہ بھیجنے کی بارہ میں فقرات شکایت آمیز درج کئی اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخاناں کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہئے دکن کی سپہ سالاری کی عہدہ بر نہو سکیگا اسواسطے اسکا گناہ معاف کرکے عازم ہوا کہ پھر اسے سرفراز فرما کر صاحب اختیار اور سپہ سالار دکن کرے اتفاقاً انہیں دنوں میں شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتوں کی صحبت میں امراض غیر مکرر بہم پہونچایا اور بلدہ شاہ پور میں جو اسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا برحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے ممالک دکن شہزادہ دانیال کو کہ اسکا چھوٹا بیٹا تھا عطا کرکے خانخاناں کی ہمراہ اسکو دکن میں روانہ کیا اور ابھی سرحد دکن میں نہ پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابو الفضل اور سید یوسف خان شہور سنہ ایکہزار آٹھ ہجری میں دار الملک آگرہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا اور جو اکبر بادشاہ کو معلوم تھا کہ چاند سلطان

اور آہنگ خان کی درمیان نزاع اور نفـ [illegible]
اور خانخانان کو احمدنگر کی تسخیر کیواسطے بھیجا اور آہنگ خان حبشی کہ پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ
دہنہ گھاٹ چیتور لیکر سپاہ مغل کی ساتھ مقابلہ کری قلعہ احمدنگر کی اطراف سی برخاست کرکی اسطرف متوجہ ہوا
اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر پر واقف ہوکر قریہ معموری کیطرف کہ صحرای وسیع ہی بقصد احمدنگر روانہ ہوئے
آہنگ خان سراسیمہ ہوکر خیمہ اور خرگاہ اور احمال و اثقال یہین آگ دیکر بغیر اسکی کہ متصدی جنگ ہووی یا یہ کہ
احمدنگر جاکر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لیوی مقنعہ عاجزی کا سر پر ڈالکر جنیر کیطرف بھاگا شاہزادہ
اور امرای مغل نی بیمزاحمی اور معارضی سے قلعہ احمدنگر کی قریب پہونچکر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے
آدمیوں پر قسمت کئی شاہزادہ دانیال کیطرف سی خانخانان اور میرزا یوسف خان نی نقب کھودنا شروع کیا
اور دمدمہ تیار ہوئی قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہووی چاند سلطان نی چیتہ خان خواجہ سرا سی جو قلعہ کی
اندر تھا یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسری سرداروں نی نقض عہد کرکی اسقدر سرکشی اور بی اعتدالی سے
کہ اسکی شامت سی اکبر بادشاہ خود دکن کیطرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز میں وہ مفتوح کرینگی چیتہ خان نی
کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو رای صواب نمای اقتضا فرماوی ارشاد کیجئی تو ہم اسکی موافق عمل کرین اور
حتی الوسع بجا لاوین چاند سلطان نی کہا صلاح اسمین ہی کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کی سپرد کرکی جان اور مال اور
ناموس کی امان طلب کرکی بہادر شاہ کی ہمراہ جنیر کیطرف روانہ ہووین اور وہان استقامت کرکی افضال
غیبی کی منتظر رہین چیتہ خان نی اہل حصار کو طلب کرکی باواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امرای کبار
اکبر بادشاہ کی یکزبان ہوکر چاہتی تھی کہ قلعہ سپرد کری دکنی یہ صدا سنتی ہی حرم سرا مین در آئی اور اس علیا
حضرت کو بشدت وعقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نی اسی عرصہ مین
نقبین دوڑا کر دیوار حصار اڑا ئی اور قلعہ مین داخل ہوئی اور عورتوں اور لڑکوں اور جوانوں کو اسیر کیا اور چیتہ خان
اور جمیع باشندگان ادنی اعلی مرد اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کی علاوہ جو قلعہ مین تھی تہ تیغ کیا اور
شہزادہ دانیال نی سرکار نظام شاہی کی نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہوکر قلعہ معتمدونکی سپرد کیا
اور بہادر شاہ کو اسیر کرکی اکبر بادشاہ کی پاس برہانپور لیگیا اور انہیں دنوں مین قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نی
مسخر اور مفتوح کیا تھا دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ وقائع خدیو جہان پناہ
ابراہیم عادلشاہ مین تحریر ہوا اسکی بعد دار الخلافت کیطرف روانہ ہوا اور امرای نظام شاہی نی مرتضے ولد
شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کرکی چند روز قلعہ پرندہ کو دار الملک بنایا اور مدت بادشاہی
بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ گوالیار مین محبوس تھا تین برس اور چند ماہ تھے

ذکر مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

اسکی بعد اکبر شاہ برہانپور سے آگرہ کیطرف تشریف لیگیا اور نظام شاہ کی ملازموں نی باوجود اسکی کہ خیل
وحشم نہ رکھتی تھی اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے امرای کبار اور صاحب اختیار ہوکر نشان استقلال بلند کیا
اور یوم تحریر احسن کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کی آسیب سی محفوظ رکھا ایک عنبر نامی

حبشی سرحد تلنگ سی ایک فرسنگ قصبہ بیر اور چار کوس جنوب احمد نگر اور بیس کوس دولت آباد بیدر جیول تک
متصرف ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سی شمالا سرحد گجرات اور جنوبا چھ کوس احمد نگر تک اپنی تصرف مین
درلایا اور دونون نی بحسب ضرورت مرتضی نظام شاہ کی اطاعت قبول کر کی قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ اخراجات
ضروری اور مصارف لابدی کیواسطی سپرد کیا اور یہ دونوں سردار اس فکر اور تلاش مین تھی کہ ایک دوسری کو
مغلوب کر کی اسکی ممالک پر بھی متصرف ہووین۔ لامحالہ درمیان مین دونو کی ہمیشہ عداوت رہی آپسمین صفائی نہو
اور خانخانان نی یہ امر سمجھکر اپنی ہمراہیون کو مامور کیا کہ قدری ولایت عنبر پر کہ تلنگ کیطرف واقع تھی متصرف ہوو
اور عنبر حبشی جمعیت کر کی سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین مع سات آٹھ ہزار سوار اسطرف روانہ ہوا اور مغلون کے
تھانی اٹھا کر اپنی ممالک انکی تصرف سی برلایا اور خانخانان نی اپنی بڑی بیٹی میرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سی
آراستہ تھا مع پانچ ہزار سوار انتخابی مقابلہ اور مقاتلہ کو نامزد فرمایا قصبہ ماندیر کی اطراف مین فریقین کا سامنا
ہوا ایک نی ناموری اور بلند نامی کیواسطی اور دوسری نی اپنی حفظ ملک کی لئی ازروی قہر و غضب افواج آراستہ
کر کی توجہ کی اور نہایت شدت اور خصومت سی ایک دوسری پر حملہ آور ہوکر شرط مردی اور مردانگی بجا لائے
اور گرز و نیزہ و شمشیر و تیر سے آپسمین سرور و زخمی کر کی صفحۂ رخ کتابی پر جدا اول خون جاری کی مثنوی دران رزمگہ
فتنہ شد بلند ✽ کہ رحمت بنالد بغیر از گزند ✽ نہان گشت از سختی آن مصاف ✽ مروت چو سیمرغ در کوہ قاف ✽
شم باد پایان شدہ فرق سای ✽ سر سرکشان ماند در زیر پای ✽ اسکی بعد طرفین سی ایک جماعت کثیر نی قالب
ارواح سی خالی کئی اور اکبر بادشاہ کی اقبال نے اپنا کام کیا عنبر حبشی زخمہائی کاری اٹھا کر خانۂ زین سی جدا ہو کر میدان
جانستان مین گرا ایک جماعت حبشیون اور دکنیون سے کہ اسکی مخلص تھی ہجوم لا کر اسکو سوار کر کی میدان سے
باہر لیگئی عنبر پھر دوبارہ لشکر فراہم لاینکی ہوا اپنی ممالک کی محافظت کیواسطی دوڑ دھوپ سی باز نہ آیا اور خانخانان
جو اسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کر کی یقین جانتا تھا کہ وہ پھر سرکشی کی فکر مین ہی اسوجہ سی صلح پر آمادہ ہوا
اور عنبر نی بھی عدم اتفاق راجو دکنی سے بلکہ مبادی معرکہ اسکی تحریک کا سبب جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک
جانکر خانخانان سی ملاقات کی اور حد و حدود طرفین قرار دیکر لوازم عہد و پیمان درمیان مین لایا پھر رخصت ہو کر
اپنی ممالک کیطرف مراجعت کی اسوقت سی اسوقت یعنی اصل تحریر کتاب تک نقض عہد و پیمان واقع نہوا اور
عنبر خانخانان سی بکمال اخلاص و اعتقاد پیش آتا تھا اور انھیں دنون مین پتنگ رای کول اور فرہاد خان مولد اور
ملک صندل خواجہ سرا اور بعضی سرداران دکن نی عنبر حبشی کی ترک رفاقت کر کی مرتضی نظام شاہ کی ملازمت
اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کی دفع پر عازم جہاد کر کی قلعہ اوسہ کی اطراف مین لشکرگاہ کیا اور عنبر بھی
اپنی اعوان کو ہمراہ لیکر اسطرف گیا اور نظام شاہ سی مقابلہ کر کی غالب آیا اور پتنگ رای کو زندہ اسیر و دستگیر
کر کی مقید کیا نظام شاہ نی باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل کہ عمدہ امرا تھی مضطرب ہو کر عنبر سی صلح کی اور عنبر
چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنی تصرف مین لاوی اسواسطی نظام شاہ اواخر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ایک ہزار بارہ ہجری مین
قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ منجھن خان حبشی نی کہ قریب بیس برس سی وہانکا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام
دیا کہ میں حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جانکر قلعہ کی اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سی ملاقات کر کی

اکبر شاہ کا نوکر ہوا ہی ہیں اُسپر اعتماد نہیں کرتا ہوں اُسی قلعہ میں داخل نکرونگا عنبر نے جواب دیا کہ میں پتنگ راے
اور فرہاد خان اور ملک صندل کی غدر سے ایمن نہ تھا صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بحسب ظاہر ملاقات کرکے
اُنکا طرفدار ہوا لیکن دل سے اپنے تئیں نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہوں اور چاہتا ہوں لوازم دولتخواہی بجا لاکر
اس خاندان کی حفظ سلطنت میں مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤں منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف و
حکایات مسدود کرکے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ میں درآوے اور منجھن خان
اسکی بسبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کرکے حوالات میں کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کے
گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پای قلعہ میں پہونچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان مدافعہ کے بلند کئے اور
جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم بسونا خان بد اعتدالی کرکے اہل حصار کی زن و فرزند پر دست درازی کرتا تھا انھوں نے
ہجوم کرکے اُسے قتل کیا بدین حالت منجھن خان نے اپنی توقف میں صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان
اور ملک صندل اور دوسرے آدمیوں کے التجا عادل شاہ کیطرف لیجا کر سب اُسکے ملازم ہوئے اور متحصنوں نے روش
منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ میں متحصن رہے اور آخرش عنبر بحسن تدبیر اُسپر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو
حوالات سے نجات دیکر چتر اُسکے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان سے اُس قلعہ میں مقیم کرکے خود مع خیل
و لشکر باہر روانہ ہوا در محرم سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری میں شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کے بیاہنے کیواسطے
راہ ناسک اور دولت آباد سے احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی
کہ وہ بھی بطریق عنبر فرمانبردار ہوکر ہمارے ملازمت کیواسطے حاضر ہووے اور وہ مملکت جاگیر پاکر بازگشت کرے
راجو نے اعتماد اُسکے عہد و قول پر نہ کیا شہزادہ طیش میں آیا اور اُسکے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان
جرأت کا بلند کرکے مع آٹھ ہزار سوار اُسکے مقابلہ کی عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صف نہوتا تھا لیکن اسقدر
حوالی اور حواشی نے لشکر مغل کو تاخت و تاراج کرکے مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی خانخانان کے پاس جالنہ پور میں
بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آپہونچا اور باعث آرام و آسائش ہوا
اور بعد وصول خانخانان ترک تاخت و تاراج کرکے اپنی ممالک کیطرف راہی ہوئی اور شہزادہ نے مع خانخانان
احمد نگر کیطرف جاکر پالکی عروس کی ہمراہ معاودت کی اور قلعہ پٹن میں نہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی
بجالایا اور خانخانان نے جالنہ میں مقام لیا اور شاہزادہ برہانپور کیطرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک
جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی راجو قلعہ پرندہ میں جاکر نظام شاہ کی ملازمت میں
حاضر ہوا اور عنبر کی دفع کرنیکا ذمہ دار ہوا غرضکہ چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کیطرف سے
ظہور میں پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر آدمی خانخانان کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخانان نے دو تین
ہزار سوار بسرداری میرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر سے اُسکی مدد کیواسطے بتعجیل روانہ کئے عنبر اُس کمک کی آنے سے
قوی پشت اور قوی دل ہوا اور راجو کو دولت آباد کیطرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کی شاہزادہ دانیال کو بھی
مبارک نہوئی برہانپور میں فوت ہوا اور اُس عرصہ میں خانخانان برہانپور میں تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب
لشکر فراہم کیا اور بقصد انتقام دولت آباد کی سمت راجو پر فوج کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لایا ۱۰۱۴

[illegible]

بلدہ مین مناسب نجانا بہانہ کرکی دولت آباد کیطرف روانہ ہوکر چھ ماہ درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نچاہا کہ ایک دوسری پر تاخت کرکی غالب ہووی عنبر نی جو خانخانان کو راجو کی حمایت مین نہایت مصروف دیکھا اُسکی کہنی سے راجو کی ساتھ صلح کرکی پرینڈہ کی سمت راہی ہوا اور خانخانان بھی چلا گیا اور ملک عنبر جو لشکرکشی راجو کی اول مرتبہ ہوئی اُسی مرتضی نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سی جانتا تھا درپی اسکی ہوا کہ اُسی معزول کرکی دوسری شخص کو خاندان نظام شاہیہ سی شاہ کری لیکن اس سبب سی کہ ابراہیم عادلشاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اُسکا قوہ سی فعل مین نہ آیا اور ابتدای سنہ ایک ہزار سولہ ہجری مین عادلشاہ کی فرمانی کی بموجب نظام شاہ کی ساتھ ابواب ملائمت مفتوح کئی رفتہ رفتہ صفائی کلی اُنکی درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسری پر ہوا پھر دونون متفق ہوکر مع دس ہزار سوار جنیر کیطرف متوجہ ہوئی اور نظام شاہ بمقتضای کل شئی یرجع الی اصلہ اپنی باپ دادا کی مسکن مین استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہنود دولت آباد کیطرف راجو کی گوشمال کیواسطی کہ اُسکی خوف سی عنبر جنیر کیطرف جا نسکتا تھا نامزد کئی اور راجو بعد تردد وافر گرفتار ہوا اور مملکت اُسکی بھی نظام شاہ کی حوزۂ تصرف مین درآئی اور عنبر اس مملکت مین صاحب اختیار ہوا اور استقلال اُسکا حد سے گذرا اور اس وقایع کی حالت تحریر مین سلطنت دودمان نظام شاہیہ مرتضی شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور زمام حل وعقد عنبر حبشی کی قبضۂ اقتدار مین آئی اور بحسب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط مین ہی اور بادشاہان دہلی اُنکی تتمۂ مملکت کی طمع کرکی جویای فرصت ہین دیکھی مشیت ایزدی اور ارادہ لم یزلی سی کیا ظہور مین آتا ہی فقط

روضہ چوتھا

بیان حالات حکام تلنگ ہیں کہ موسوم بہ قطب شاہیہ ہیں

واقفان اسرار عالم کون وفساد پر مخفی اور محتجب نرہی کہ شاہ خورشاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عہد ابراہیم قطب شاہ میں بہ فن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور تقریر و تحریر وقائع قطب شاہیہ اس مقام میں ذکر کیا لیکن وقت تحریر اس صحائف کی جو وہ کتاب نظر مولف سی نہ گذری لہذا بہ تحریر تفصیل انکی حوادث ایام میں نہ مشغول ہوا بذکر اسامی مجملی قضایای عہد اس سلسلہ عظیم الشان ہیں مصروف ہوتا ہے

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکان بہارلو اور قوم میر علی شکر سی ہی اور بعضی اس دودمان کی منسوبان سے دعوی کرتی ہیں کہ سلطان قلی میرزا جہان شاہ مقتول کی نواسوں سے ہی لیکن روایت اول صحت میں قریب تر ہی اور بہر تقدیر اسکو جای پیدائش ہمدان ہی اور عہد آخر میں سلطان محمد شاہ لشکری کی آغاز جوانی میں ولایت سی دکن کیطرف آیا اور چونکہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اسنی اپنی تئیں غلامان ترک کی سلک میں منتظم کیا اور چو علم حساب سی باہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اشراف محلات حرم ساتھ اسکی رجوع ہوئی خواتین اسکی حسن سلوک اور امانت اور دیانت سی راضی اور شاکر ہوئیں اور آمد نومیں جاگیرین اہل حرم کی کہ تمام مملکت تلنگ سی متعلق تھیں عرضیان شکایت آمیز پہونچیں کہ چوروں اور راہزنونکی پرگنوں میں کثرت ہی اور رعایا دل بدل متمرد اور سرکشی کرتی ہی اور سر حلقہ اطاعت سی برآوردہ کرکی ادای مال وجہات مقرری میں تامل اور تعلل کرتی ہی اگر فوج کثیر درگاہ سی باغیونکی دفع کیواسطی مامور ہووی ولایت اصلاح میں آوی اور حاصل اور محصول بادشاہی وصول ہو اور اگر سرکار ارسال تدارک نکریگی تو دسواں حصہ بھی مال مقرری خزانہ میں داخل ہوگا سلطان محمد شاہ نی چاہا کہ ایک امرا سے کبار کو

سنہ ۹۰۱

مع دو تین ہزار سوار اُسطرف روانہ کری سلطان قلی ایک خواتین حرم کو متوسط کرکے عرض پرداز ہوا کہ اگرچہ خدمت
دولتخواہ سی رجوع ہووی بدون لشکر اُسطرف جاکر اقبال بادشاہ کی برکت سی تمام باغیوں اور یاغیوں کو دفع کروں سلطان
محمد شاہ نے اُسکی منظور نظر عنایت کرکے اُسکو خدمت پر سرفراز کیا اور وہ کچھ مع اپنے متعلقان کے اُن پرگنات میں گیا
اور بحسن تدبیر بہت سی پومیہ دارونکو موافق کرکے اُنکو باتفاق چند عرصہ میں چور اور رہزنونکو نیست و نابود کرکے
اُنکا نشان باقی نرکھا اور امرای بزرگ کی جاگیرین جو اُن پرگنات کے حوالی اور حواشی میں تھیں اہل بغی و فساد سی صفا کرکے
شجاعت اور مردانگی میں موصوف و معروف ہوا اور سلطان محمود بہمنی کے عہد میں جیسا کہ تحریر ہوا مرتبہ امارت پر
پہونچا اور خطاب قطب الملک پاکر ممالک تلنگ بلدۂ گلکندہ کو مع مضافات جاگیر پائی بعد اُسکے چند مدت
اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانوں میں اُسکو صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادلشاہ اور
احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کرکے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادلشاہ نے اسوجہ سی کہ وہ بھی
مرید خانوادۂ مشائخ صفویہ تھا خطبہ میں اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کئے اسواسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت
اور سپہ سالاری میں نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ میں مذکور کیا اور جو بادشاہی سلطان محمود بہمنی کی حد سے زیادہ
ضعف پیدا کیا تھا اُسنی سنہ ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ہجری میں متصدی امر سلطنت ہوکر اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا
اور جمیع امور میں قاعدہ اور روش پادشاہان ولایت پیش نہاد ہمت کرکے باوجود مملکت مختصر رواج دینے میں
کوشش کی اور بخلاف عادلشاہ اور عمادشاہ اور بریدشاہ بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنجوقتی بجالاکر
اور اپنے عزیز و اقارب کو مناصب ارجمند پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کو فراخور حالت سے ایک خدمت
اور مہم لایق رجوع فرمائی اور جو کچھ تربیت سلطان محمود رعایت کرکے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجتا اور نقود و اقسام
ماہ بماہ اُسکی واسطے شہر احمد آباد بیدر میں ہر سوار رکھتا تھا اسکے بعد خبر جلوس شاہ اسمعیل صفوی تخت ممالک
ایران پر منتشر ہوگئی بدین نظر کہ اُسی مرشد زادہ اپنا جانتا تھا خطبہ میں آنحضرت کا اسم اپنے نام کے مقدم کیا
اور نام اصحاب ثلث کا بتدریج و مرور تمام خطبہ سے ساقط کیا اور جو برہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت کی
بموجب خطبہ بطریق شیعہ پڑھا تھا سلطان قلی نے اُسکی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے
اُس مذہب کی شعار برملا رواج دی اور بہت سی شیعہ مخذولان نے زبان طعن و بے ادبی کی حضرات صحابہ ثلث کی
نسبت کھولی اور اس زمانہ تک کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرماہی اُن ممالک میں اُسی طریق سی
خطبۂ اثنا عشریہ منبروں پر پڑھکر اور فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرات کرتی ہیں اعتقاد اور
اخلاص میں اُنکی قصور کی راہ نہیں پائی اور خواہش مفاوضت اور ارادت والفت ساتھ مشائخ صفویہ کی رکھتی ہیں اور
سلطان قلی قطب شاہ اپنے ایام سلطنت میں سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا مگر اُسکے ایام میں
کہ سلطان بہادر گجراتی نے عماد الملک براری کے حسب الالتماس مملکت دکن میں داخل ہوکر بہت خرابی اور ویرانی
ولایت نظام شاہ میں پہونچائی اُسوقت خلاف ہوکر ایلچی اُسکے پاس بھیجا اور اظہار یکجہتی کرکے چاہتا تھا کہ ساتھ
اُسکی دم دوستی کا مارے اسواسطے جب معاملہ سلطان بہادر کا مفرغ ہوا اسمعیل عادلشاہ نے برہان شاہ کی تجویز
دعوی کیا کہ کچھ اُسکے ممالک سی مسخر کرے اور قطب شاہ نے ہر چند کوشش کی کہ برہان شاہ سی موافقت کرکے

انشا اس شاہ کی باب تدبیر بجا دی سپرد ہوئی تھی سبب کہ اسمٰعیل عادل شاہ کی سنہ نو سو چوبیس ہجری میں اس سلطنت کو
جو سرحد پر واقع ہی لشکر لیجا کر محاصرہ کیا قطب شاہ جو طاقت اُسکی مقاومت کی نرکھتا تھا اپنی مرکز سے
حرکت نہ کی بہت سوار اور پیادہ اُس حدود کیطرف بھیجی کہ وقت بیوقت مردم اردوی عادلشاہ کو مزاحمت پہونچاکر
اُنھیں بہ تنگ اور عاجز کریں قضارا آندنوں میں اسمٰعیل عادلشاہ کا نامۂ عمر اختتام کو پہونچا اس دار پر ملال سے رحمت
ذوالجلال میں واصل ہوا اور قطب شاہ نے بدولت ایلچی گری عمرو زید اُس خرخشہ سے نجات پائی ایک جماعت اعیان
درگاہ سے برہان شاہ کی پاس بھیجی اور شاہ طاہر کی مساعی جمیلہ سے اُن دونوں بادشاہ ہم مذہب میں کدورت
ساتھ صفائی کی مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کی جاری ہوئی اور جوکہ سلطان قلی قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کی
اس دار ناپائدار سے جلد تر جوار رحمت ایزدی میں انتقال نکرتا تھا اسواسطے اُسکا بڑا بیٹا جمشید کہ جسنے تمنای شاہی میں
ریش سفید کی تھی باپ کی طول عمر سے بہ تنگ آنکر ایک غلام ترک کو اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ فرصت پاکر
کام اس سلطان کا تمام کرے قضارا ایک روز سلطان قلی قطب شاہ روز نای ۹۵۰ھ نوسو پچاس ہجری میں دریا کی
کنارے بیٹھکر جواہر ہند و تونسی برآوردہ کرکی تماشا کرتا تھا ناگاہ ... ترک نے کہ بوعدۂ امارت فریب کھایا تھا
بلای ناگہانی کیطرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اُس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کی خوف سے
جمشید کیطرف کہ حضار اُس مجلس سے تھا بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو فرصت کلام کرنیکی
نہ دی قتل کیا اور جو یہ اولاد اکبر تھا اپنی باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگ پر قائم ہوا اور انگوٹھی حکومت کی انگشت قبضہ میں
لایا سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد ذرینہ تین تھی جمشید اور حیدر اور ابراہیم اور مدت سلطنت اُسکی تینتیس ۳۳ برس ہے

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کرکے زمام حکومت اپنی کف اقتدار میں لایا اسنے بھی اپنی باپ کے
شیوہ ستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثنی عشری کی رواج میں بدرجۂ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پرسی
اور مبارکباد جلوس کیواسطے شاہ طاہر کو احمدنگر سے دارالملک گلکنڈہ کیطرف روانہ کیا اور جب اُس دیار سے
چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اُس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا اور سنگاسن
خاصہ میں سوار کرکے بہ نہایت احترام شہر میں لایا اور اُس دیار کی باشندے اُسکی انوار جمال کی پرتو سے فیضیاب ہوئے
اور اُسکی خاک اقدام کو کحل الجواہر دیدہای بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے
ایسی کلمات کہ دنیا دار کی کام آویں درمیان نہیں لاکر قطب شاہ سے موافقت اور یکجہتی کی بارہ میں برہان
نظام شاہ سے عہد و پیمان لیا اور قادر ذوالجلال کی حفظ و امان میں پھر احمدنگر کیطرف تشریف لیگیا اور جو
آندنوں میں درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ بسبب بعض مقدمات کی غبار نزاع اور خشونت مرتفع
ہوا جمشید قطب شاہ بوجہ حمایت اور مشورہ نظام شاہ بلکہ اُسکی تحریص و ترغیب کی سبب دروازہ
خزانوں کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور پیادہ فراہم لاکر ولایت عادلشاہ میں داخل ہوا اور پرگنہ کاکنی میں
تین چار ماہ کی عرصہ میں ایک قلعہ نہایت سنگین بناکر کو اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادلشاہ اس سبب سے
کہ خرخشہ نظام شاہ اور رام راج سے مضطرب و مغموم ہوکر اُسکی دافعہ میں نہ مشغول ہو سکتا تھا جمشید قطب شاہ نے

قلعہ متحدث کو مردم معتبر کے سپرد کرکے عزیمت تسخیر بعضی قلعوں کی پہلے باستقلال تمام قلعہ آہنگر کیطرف
جو قریب قلعہ ساغر ہے روانہ ہوا اور اُسے محاصرہ کرکے النگ اور مورچے آگے بڑھائے اس درمیان میں عادلشاہ نے
رام راج اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور اُنکی طرف سے مطمئن ہوکر اسد خان لاری کو مع فوج خاصہ لشکر تلنگ کے
مقابلہ کیواسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہوکر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میں
آپکے قول پر اعتماد کرکے اس سفر کا مرتکب ہوا ہوں آپکے مکارم اخلاق حمیدہ سے بہت تعجب ہے کہ اس مخلص کے بغیر مشورہ
اور مشورہ احمدنگر کیطرف تشریف فرما ہوئے ہیں برہان شاہ نے جواب دیا کہ میں نے مصلحت وقت دیکھکر
عادلشاہ کے ساتھ صلح کرکے بساط منازعت پیچیدہ کی ہے لازم کہ آپ محافظت قلعہ کالنی میں کوشش کریں
بعد موسم برسات پھر یہاں آنکر گلبرگہ اور اتکر اور ساغر کے اُسطرف سے آب بھورہ کے کنارہ تک تعلق تمھارے
رہیگا اور شولاپور اور نلدرگ کے اسطرف سے کنارہ بھورہ تک ہم متصرف رہینگے اور قطب شاہ باوجود اسکے
جانتا تھا برہان نظام شاہ بادشاہ محیل اور مکار ہے اُسکے فریب میں آنکر قلعہ اتکر کی حفاظت میں راسخ اور عازم
ہوا اور اسد خان بلگوانی نے پہلے قلعہ کالنی کو محاصرہ کرکے تین ماہ کے عرصہ میں بجبر و قہر مفتوح کیا اور مردم درون کو
قتل عام کیا اور وہانسے بشوکت و صولت تمام واستعجال کمال اتکر کیطرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ نے
صلاح اُسکے مقابلہ میں نہ دیکھی قلعہ اتکر کے گرد سے برخاست کرکے اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوا اسد خان نے اُسکا
پیچھا کیا اور چند جنگ واقع ہوئیں اور ہر مرتبہ اسد خان مظفر اور منصور ہوا قطب شاہ معرکہ سے بے نیل مرام
واپس گیا اور جنگ آخر میں بحسب اتفاق قطب شاہ اور اسد خان ایک روز مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی
اُنکے درمیان آپسمیں چلیں چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ
لب تک کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب میں محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسیکے سامنے کچھ تناول نکرتا تھا منقول
ہے کہ جسوقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی نے رمال کو کہ اُسکے ملازمان سے تھا بلاکر مآل سفر سے
سوال کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق میں خوب نہیں معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہے کہ
موقوف رکھیں قطب شاہ نے تبرائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پیرا ہوا
باوجود اسکی تصریح میں اسکے خطرے ہیں لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہیں ناچار معروض کرتا ہوں کہ اس سفر میں
اگرچہ ابتدا اکثر کام بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا ساز سلب
مال و اسباب بہت تاراج ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی بہر امکان صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر
طیش میں آیا اور ناک بھوں چڑھاکر ملا محمود کے الف بینی صفحہ چہرہ سے حک کرکے اپنی قلمرو سے نکالدیا لیکن آخر
حسب اُسکی کہنی کے موافق بعینہ وہ صورت ظہور میں آئی سلطان نہایت غمناک اور اپنی حرکت سے
نادم اور پشیمان ہوا اور اپنا ایک معتمد ملا دہ جنیر میں اُسکے پاس بھیجکر گلکنڈہ میں بلا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ
دولتخواہ نے حتی الامکان جستجو کی لیکن ابتک دوسری ناک بہم نہیں پہونچی انشاء اللہ تعالی جسوقت بہم پہونچیگی
سر سے قدم کرکے ملازمت اقدس میں مشرف ہونگا اور بینی آپکی انف مبارک پر تصدق کرونگا قصہ کوتاہ
قطب شاہ نے بعد اس واقعات کے عادلشاہ سے صلح کی اور بہت ولایت کیجیتی کو مفتوح کیا بعد اسکی بیمار ہوکر

قریب [illegible]
تھوڑی قصور پر قتل کرتا تھا اور قید خانہ بھیجتا تھا اس سبب سی ایک جماعت اُس سی متنفر ہوکر اُسکی بھائیونسی
متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدر خان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کی کہ ظہور مین آوی واقف ہوا
دونون بھائی بزور بازوی مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہوکر گلکنڈہ سی بھاگی اور شہر بیدر مین جاکر پناہ لے
حیدر خان اُسی عرصہ مین فوت ہوا ابراہیم بیجانگر کیطرف گیا اور قطب شاہ رنج و الم کی دوری سے تب دق مین
مبتلا ہوا اور شہور سنہ ۹۵۷ نوسو ستاون ہجری مین جان جان آفرین کی سپرد کی مدت اُسکی سلطنت کی سات سال سی کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب دانا ضابط مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر و غضب اُسکی مزاج پر غالب تھا تھوڑی
جرم پر بندگان خدا کو انواع سیاست کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ مظلومونکی پائونکی ناخن بضرب تازیانہ سر انگشت سی
جدا کرکی ایک ظرف مین رکھکر میری روبرو لاوین تو مجھکو تسلی ہووی اور اُسکی باورچیخانہ مین کھانا نہایت تکلف کا
پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُسکی حکم کی بموجب خوان مائدہ فیض مین شامل کرتی تھی اور علم تاریخ اور نقل
حکایات بادشاہان پیشین مین رغبت زیادہ رکھتا تھا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ مین مثل ایک جنگل کے
چورون اور رہزنونسی پر تھی اسطورسے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیقافلہ اور بیفوج رات دن
آمد و شد کرکی رہزنونکی دغدغہ سے ایمن تھی اور اُسکی عہد مین ادنی درجہ اعلی کو پہونچی اور یہ بادشاہ اُسکی سبب
بلند نام ہوا اور جب یہ اپنی بھائی کی خوف سیاست سی بیجانگر بھاگا رام راج نی اُسکی تعظیم مین کوشش کی جاگیر
ایک امرای حبشی سے کہ عنبر خان نام رکھتا تھا چھینکر اُسکی حوالہ کی چنانچہ رسم دکن ہی کہ ایسی مقدمات مین بالضرور
نزاع واقع ہوتی ہی اس سبب سی عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز کہ ابراہیم قطب شاہ و رام راج کی دیوانخانہ مین
جاتا تھا سد راہ ہوکر بولا کہ ہم تم لڑین جو غالب آوی جاگیر وہ لیوی ابراہیم قطب شاہ نی کہا بادشاہون کو
اپنی ملک کا اختیار ہی جس شخص سے چاہین چھین لیں اور جسی چاہین دین تو کچھ شنا نہیں سنجی کی نہیں کر دی نہ دے
دیکر چھین لی اس امر مین نزاع کرنی عقل سے بعید ہی عنبر خان کہ عقل سے خالی اور جنون سی بھرا تھا اُسکی تقریر
دلپذیر گوش ارادت سی نہ سنی اور باتین رکیک اور بیہودہ بکنی لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑی سی اترکر
جسطرح سی کہ دکن مین شائع ہی اُسی جواب سخت دیکر ایک ضرب شمشیر عنبر کی شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی
اور طایر روح اُسکا پرواز کرگیا عنبر خان کی بھائی نی چاہا کہ اپنی بھائی کی خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ سی جنگ
کرون چنانچہ ایک غریبان کی گروہ سے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیر بازی مین وقوف تمام رکھتا تھا
اُسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اُسی قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خان کی بیرق پر کہ اصطلاح
دکن مین بیرق نشان کو کہتی ہین متصرف ہوکر اپنی مکان کیطرف روانہ ہوا اور اُس دیار مین اپنی بھائی کی قید حیات تک
بود و باش اختیار کی جب وہ قضای الہی سے مرگیا مصطفی خان اردستانی اور صلابت خان غلام ترک اور بھی
ارکان دولت نی اتفاق کرکی جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دو سالہ تھا تخت سلطنت پر بٹھایا اور دکنیون نے
ہجوم کرکی دولتخانہ کو روام اور رونق نہ بخشی مصطفی خان اور صلابت خان نی متفق ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو

بیجانگر سے طلب کرکے بادشاہ بناویں اور دکنیوں نے واقف ہو کر اپنے استحکام اور ہوشیاری میں کوشش کرکے مصطفیٰ خان اور صلابت خان کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رام راج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم کو گلکندہ کیطرف روانہ کریں رام راج نے انکی درخواست قبول کرکے ابراہیم قطب شاہ کو مرخص کیا اور جب وہ حد تلنگ پر پہونچا مصطفیٰ خان سب آدمیوں سے پیشتر اسکی ملازمت میں حاضر ہو کر خلعت پرجملگی سے سرفراز ہوا اور ہند کے مہاجنوں سے دو لاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان میں مشغول ہوا اور جب خبر مصطفیٰ خان کے میر جملگی کی گلکندہ میں پہونچی تمام آدمی خوشحال ہوئے بادشاہی ابراہیم قطب شاہ کے راغب ہوئے اور صلابت خان مع دو تین ہزار سوار کہ انمیں اکثر غریب تھے اسی دن بزور ضرب شمشیر گلکندہ سے برآمد ہو کر سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور اسکے بعد اور آدمیوں نے بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کرکے اسکی خدمت میں حاضر ہونے لگے یہانتک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے انھیں ہمراہ رکاب لیکر گلکندہ کیطرف روانہ ہوا جب دار الملک کے حوالی میں پہونچا باقی آدمیوں نے بھی جان و مال کی امان چاہکر اسکی شریک ہوئے اور ابراہیم قطب شاہ بساعت سعد شہر میں داخل ہوا اور اپنے باپ کے مسند حکومت پر قدم رکھا ارکین دولتخواہ لوازم نثار بجالائے اور قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلا فقیروں اور مستحقوں کو تقسیم کرکے سرور القلب اور خوشحال کیا اور نشان کبود عنبر خان کو اپنے فتح اور مبارک فالی جانکر خاصہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیر مصطفیٰ خان کے حبالۂ نکاح میں لاکر اسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہو کر مقرر کیا کہ ہم اور آپ باتفاق قلعہ گلبرگہ اور اتبکر کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور اتبکر پر ہم متصرف ہوویں اسواسطے دونوں بادشاہوں نے ۹۶۶ھ نوسو چھیاسٹھ ہجری میں علی عادلشاہ کے سرحد میں داخل ہو کر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور یقین تھا کہ وہ قلعہ عنقریب فتح ہو لیکن قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کبر و نخوت سے ہراسان تھا اسوجہ سے اسے منظور نہوا کہ قوت اور شوکت اسکی زیادہ ہووے لہذا خیمہ و خرگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام میں چھوڑکر آدھی رات کو کوچ کرکے گلکندہ کیطرف آیا اور حسین نظام شاہ جو تنہا مہمات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا وہ بھی ترک محاصرہ کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب عادلشاہ اور رام راج اور امیر برید نے نظام شاہ کے گوشمال کیواسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کیواسطے طلب کیا وہ ناچار ہوا جانب قوی کو ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ انکے احمدنگر کیطرف گیا اور مثل اوروں کے وہ بھی قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بفتح ہوا سنت سنیہ یعنی لطریق اول عمل کرکے خیمہ و خرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پای قلعہ سے برخاست کرکے بسرعت برق و باد گلکندہ کیطرف روانہ ہوا اور عادلشاہ اور رام راج کے اندیشہ میں خلل ڈالا جیسا کہ وقائع میں پیشتر مذکور ہوا جب رام راج اور عادلشاہ نے احمدنگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے خصوصیت کے مفتوح کرکے اسکی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا کہ میرے ہمراہ جاکر قلعہ کلیان کو عادلشاہ کے تصرف سے برآوردہ کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری میں حسین نظام شاہ احمدنگر سے اور قطب شاہ گلکندہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان میں پہونچکر ایک نے دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجالاکر مہمات عروسی سے فارغ ہوئے اسکے بعد دونوں بادشاہ

محاصرہ مین مشغول ہوئی اور جو رام راج اور عادلشاہ اور تفالخان اور امیر برید باتفاق مزاحمت دفع کرنی مین متوجہ ہوئی جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہوا قطب شاہ گلکندہ کیطرف اور نظام شاہ احمدنگر روانہ ہوئی اور رام راج اور عادلشاہ نی احمدنگر تک اُسکا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت تاراج کرکی پلٹ آئی اور کچھہ بہی قطب شاہ کی سرحد پر قصبہ اوکی مین استقامت کی اور مملکت تلنگ مین بہی مزاحمت پہونچائی تھے آخرش قطب شاہ کی حسن تدبیر کی سبب ہر ایک صلح کرکی اپنی مقر کیطرف راہی ہوئی اور سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین عادلشاہ اور نظام شاہ کی موافقت کی سبب رام راج سی جنگ کرکی مظفر اور منصور ہوکر اپنی مقر دولت کیطرف مراجعت کی اور معاودت کیوقت رایچور کی اطراف مین مصطفی خان اردستانی کہ ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا طواف خانہ خدا اور مدینۂ رسول اللہ صلعم کی زیارت کی بہانہ اُس سے جدا ہوکر علی عادلشاہ کا نوکر ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی عہد مین جو اُسکی والدہ خونزہ ہمایون کی حکومت کی سبب مملکت احمدنگر مین ہرج مرج ظاہر آیا تھا کشور خان لاری یعنی سپہ سالار عادلشاہ نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ مسمی بدار ور مین پہونچکر بہت پرگنات پر اُسکی متصرف ہوا لہذا مرتضی نظام شاہ نی اپنی والدہ کو ایک قلعہ مین بند کیا اور ملا حسن تبریزی کو خطاب خانخانان دیکر پیشوا کیا اور قلعۂ دارور کیطرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کی پاس ایلچی اور کتابت بھیجکر کمک طلب کی قطب شاہ مع لشکر تلنگ کیطرف بہ تعجیل تمام روانہ ہوا لیکن قبل اُسکی پہونچنے سے مرتضی نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کرکی عادلشاہ کی ولایت مین آیا اسواسطے قطب شاہ نی بہی عادلشاہ کے ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ کی اردو کی پہلو مین آدھہ کوس کی فاصلہ پر فروکش ہوا اور علی عادلشاہ سے ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو نظام شاہ کی پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور یکجہتی کی بارہ مین عادلشاہ کو لکھا تھا باتفاق خانخانان ملا حسین نظام شاہ کی ملاحظہ مین درلایا اور نظام شاہ خانخانان کی اغوائی باعث قطب شاہ سی رنجیدہ ہوا اور اپنی امراکو اُسکی اردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سی واقف ہوا اور گلکندہ کیطرف بہ سبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نی قطب شاہ کی اردو کو تاراج کرکے سرحد تلنگ تک تعاقب کیا قریب ایک سو اور پچاس فیل کوہ تمثیل کو گرفتار کرکی قطب شاہ کی بہت آدمی مقتول کئی اور افواج عادلشاہیہ سرحد تلنگ مین پہونچکر تعاقب سی باز نہ آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبدالقادر کہ زیور شجاعت اور علم اور حسن خط سے آراستہ تھا اُسنی باپ کی خدمت مین عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نی از حد جرات بلند کری ہین اور ہماری آدمیونکو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہی اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھہ امرای کمین گاہ مین جاکر آنکی عقب سی آنکر انہین شمشیر قہر سی معدوم کری الٰہ کری کہ موجب عبرت و تنبیہ دوسرونکا ہووی چونکہ سرفرازی اس فرزند کی ہوگی قطب شاہ اپنی فرزندکو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ امرای کبار کی تحریک سی جانکر متوہم ہوا اور اثنای راہ مین کچھہ جواب نہ دیا جب گلکندہ مین پہونچا اپنی لخت جگر کو بقصد ور تعمور ایک قلعہ مین قید کیا لیکن اُسپر بہی اکتفا نہ کی اُسکی زہر دیکر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ یہ حادثہ ملا حسین خانخانان کی جانب سی جانتا تھا اُس سی بہی نہایت آزردہ رہتا تھا حکم کیا کہ اُسکی قلمدان مین جو تحریر نوشتہ رکھتا ہو اُسکی پشت پر یہ فقری یعنی یہ جملہ لکھین اُستاد نوری حرام ولد الکبن شہر تبریز کی محلہ مین

۲۷

جسی سکالہ کہتی ہین رہتا ہی اور آدمیونکی مکانونکی گرد پھرتا ہی اور دانت جس شخص کی جنبش کرتی ہین اُسی اُکھاڑتا ہی اور زر و پیسہ لیتا ہی اور زنان یہود کی موی پشت مونڈتا ہی اب فرزند اُسکا کہ حسین جراح ہی اُسکو تعریفاً بھائی حضرت مرتضی نظام شاہ اسکندر رای ارسطو تدبیر وکیل السلطنت لکھتا ہی کہ لڑکپن مین محمد خربزہ فروش اور ایک شوخ قلندر اور طلا رونقی نی اُسکی ساتھ فعل حرام کیا تھا الغرض اُس زمانہ مین جو چنگیز خان اصفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا ہوا اُسنی تسخیر برار کا ارادہ کیا قطب شاہ نی چاہا کہ عادلشاہ کی ساتھ ملاقات کرکی باتفاق اُسکی حمایت کری چنگیز خان انکی ارادہ سے آگاہ ہوا اور اُسوقت کہ دونون بادشاہ بقصد ملاقات اپنی مواضع سی نظام شاہ کو ابھار کرکی ولایت عادلشاہ کی درمیان مین لایا اور پیغام دیا کہ قطب شاہ اور نظام شاہ کی دوستی پر اعتبار کرنا ترجیح بلا مرجح ہی علی عادلشاہ نی متنبہ ہوکر شاہ ابو الحسن کی مشورہ سی قطب شاہ کی فسخ ملاقات کرکی نظام شاہ کی ساتھ ملاقات کی اور اُس مجلس مین ایسا مقرر ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار مسخر کرے اور عادلشاہ اسقدر ولایت برکہ کرناٹک کا محصول برار اور بیدر کی محصول کی ساتھ برابر ہو متصرف ہووی اور قطب شاہ کچھ طرفین سی واسطہ اور سروکار نرکھی لیکن قطب شاہ نی اُسوقت کہ نظام شاہ تسخیر برار مین تھا لشکر تفال خان کی کمک کو بھیجا اور اُسکی بعد وہ مملکت نظام شاہ نی مفتوح کی پھر شہر بیدر کی لینی کی درپی ہوا اور قطب شاہ نی اپنی زوال مملکت سے اندیشہ کرکی شاہ میرزا اصفہانی کو کہ میر جملہ اُسکا تھا نظام شاہ کی پاس بطور رسالت بھیجکر نہایت کوشش کی اس درمیان مین چنگیز خان وکیل السلطنت نظام شاہ کی باعث لشکر کشی تھا تلف ہوا اور ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین علی عادلشاہ بھی بدرجۂ شہادت فائز ہوا مرتضی نظام شاہ نی قصد تسخیر بعضی بلاد اُسکی سرحد کا کیا جب قطب شاہ سی مدد چاہی اُسنی ناچار کچھ امرا امرای نظام شاہی کی معاونت کیواسطی رخصت کی ابھی امر معاملہ سے نجات حاصل نہوئی تھی کہ ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نی بھی قضای الہی سے وفات پائی مدت اُسکی بادشاہت کی بتیس ۳۲ برس اور چند ماہ تھی

بیان سلطان الحلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کی بعد از وفات تین بیٹی اُسکی زندہ تھی محمد قلی قطب شاہ اور خدا بندہ اور سبحان قلی از انجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا اُسکا تھا ساعت نیک اور طالع سعد مین اپنی باپ کا جانشین ہوا اور بارہ برس کی عمر سے مسند فرمانروائی تلنگ کو اپنی وجود باجود سی آراستہ کی اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کہ سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سی میر جملگی ابراہیم قطب شاہ کی ساتھ اُسکی تعلق رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسکی تکلیف اور رغبت اور خاندان نظام شاہی کی اُکھاڑ پھینکنی اور بگاڑنی کیواسطی خود سید مرتضی سبزواری سرلشکر احمدنگر کی مدد کیواسطی عادلشاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلی قلعۂ شاہ درک کو فتح کرکی نظام شاہ کی متعلقونکی سپرد کری اور اُسکی بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور کمک سے قلعہ گلبرگہ اور اُسکی گرد کو مفتوح کرکی خود متصرف ہووی جب قطع مسافت کرکی سید مرتضی کی پاس پہونچا اور تخت گاہ بیجاپور مین کہ امراکی نااتفاقی کی شامت سی خلل تھا با طمینان تمام باتفاق امرای نظام شاہی قلعۂ شاہ درک کو گھیرا اور حبش و بانکی تھانہ دار محمد آقا ترکمان نی شائستہ مدافعہ اور علم

دونتخواہی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کرکی داد مردی اور مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ
اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے ضائع ہوئی اور سبب اس سفر سی ملول اور محزون ہوئی مجلس مصلحت آراستہ
کرکی یہ تجویز کی کہ ہم یہ مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درگ میں کھینچتی ہیں عبث ہی مناسب یہ ہی کہ بیجاپور کیطرف کہ دار الملک ہی
جاکر اسکی لینی میں کوشش کریں یہ کہکر اسطرف روانہ ہوئی جب مدت مدید اسکی مفتوح کرنی میں متحمل مشقت ہوئے
اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سی رنجیدہ ہوا اور اراکین سلطنت نی فرصت پاکر معروض کیا کہ سلاطین
دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہی کہ جسوقت ایک آنمیں سی بنفس خود کسیطرف سوار ہووی اور اسی کمک کی احتیاج ہو دوسرے
بادشاہ کو مدد کیواسطے بلاوی طریق مروت میں اسپر واجب ہی کہ خود سوار ہوکر اسکی پاس جاوی چنانچہ یہ دستور
ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادلشاہیہ اور قطب شاہیہ کی مرعی اور مروج رہا ہی اسصورت میں ہرگز مناسب
دولت نہ تھا کہ حضرت شاہ میرزا کی کہنی سے بنفس نفیس امرای نظام شاہی کی مدد کیواسطے تشریف لائی اس بات نے
نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکنڈہ عازم و جازم ہوا سید مرتضی یہ امر سمجھکر قبل اسکی کہ بادشاہ
اظہار کری پیشدستی کرکی عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہی کہ ہم اپنی ولایت کیطرف جاکر بہت پرگنی عادلشاہ کی
سرحد سی نظام شاہ کی قبضہ میں لاویں اور حضرت اپنی مملکت کیطرف جاکر حسن آباد گلبرگہ کو مسخر کریں قطب شاہ نے
اس کلام کو عین مدعا دیکھکر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجاپور سی کوچ کرکی ہر ایک اپنی ملک کیطرف روانہ ہوئے
لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کی اطراف میں پہونچا امیر رستم استرآبادی المخاطب بہ مصطفی خان کو سپہ سالار
کرکی مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اس مملکت کی تسخیر کیواسطے اس مقام میں چھوڑا اور خود اپنی معتبران اور
مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناح استعجال گلکنڈہ کیطرف تشریف لیگیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور
بعد چند عرصہ کی اسکا گناہ معاف کرکی حکم دیا کہ اسی کشتی میں سوار کرکی مع مال و اسباب ضروری اصفہان کیطرف
کہ وطن مالوف اسکا ہی روانہ کریں چنانچہ شاہ میرزا کشتی میں بیمار ہوکر قبل اسکی کہ منزل مقصود کو پہونچی فوت ہوا اور
مصطفی خان نی حسن آباد کی نواح میں قیام کیا اور اکثر مضافات پر اسکی متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور میں پہونچی
دلاور خان حبشی سپہ سالار ہوکر مع سپاہ عظیم اسکی مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے تاخت لایا اور دونوں کی درمیان
جنگ شدید واقع ہوئی مصطفی خان شکست کھاکر منہزم ہوا اور اپنی تئیں بمشقت کمال تلنگ کی سرحد پر پہونچایا
اور قریب ایک سو اور بیس فیل نامی قطب شاہ کی اور بھی اشیاء نفیسہ کہ مالیت کثیر رکھتی تھی عادلشاہ کی تصرف میں
آئی اور اس تاریخ سے ابتک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرا ہی عادلشاہ اور قطب شاہ کی درمیان دروازے
کلفت کی مسدود ہوئی راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہی اور آخر سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری میں خواجہ علی شیرازی
المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکنڈہ کیطرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو
سلطان عصر ابو المظفر ابراہیم عادلشاہ کیواسطے خواستگاری کی اور لوازم جشن شادی بجالاکر پالکی اس بلقیس زمانی
ساعت مسعود میں بیجاپور کیطرف لیگیا اور اس قطب سپہر اجلال نی ابتدای بادشاہی میں ایک فاحشہ بھاگ متی پر
عاشق ہوکر ہزار سوار اسکی ملازم کئی تھی تا بطریق امرای کبار دربار میں آمد و شد کرتی رہی اور انہوں لوگوں میں جو آب و ہوا کی
زبونی اور فسادسی خالی نہ تھی وہانکی رہنی سے متنفر اور غمگین تھی اسواسطی قطب شاہ نی بلدہ مذکور سی چار کوس پر ایک

شہر کہ ہندوستان میں شرقاً اور غرباً اور جنوباً اور شمالاً اسکے برابر لطافت و صفائی کی مشاہدہ میں نہیں آتا
بناکر اپنا دارالملک بنایا اور نام اسکا بھاگ نگر رکھا بہر اسکے بعد پشیمان ہوا اور نام بدل کر موسوم بہ حیدرآباد
کیا لیکن وہ خلایق میں بھاگ نگر مشہور رہی حیدرآباد کوئی نہیں کہتا دور دور اسکا قریب پانچ کوس کی ہی اور ہر ایک
بازار اسکا بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہیں اور وہ شہر باوصف وسعت اور صفائی کی
آب وہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہی اور مجاور اور مسافر کی ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہی اور اسکی
اکثر بازاروں میں دو طرفہ جداول نہر آب رواں ہی اور جداول کی کنارہ درخت سایہ دار موزوں بٹھائی ہیں اور دوکانیں
نہایت دلپسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہیں اور منازل شاہی کہ انمیں کسیطرحکا قصور واقع نہیں اس طرز سی ساختہ
اور پرداختہ ہوئی ہیں کہ مسافران ہفت اقلیم اسکی صناعی دیکھکر وجد میں آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمنی مثل اسکا کسی ملک میں
نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہوگا کہ کتب اہل ہند میں مسطور ہی کہ تین مملکت ایک دوسری کی محاذی واقع ہوئی ہیں
اور ہوا بھی ان ولایتوں کی تاثیر و خواص میں ایک دوسری کی قریب ہی وہ یہ ہیں تلنگ و دنگ و بنگ ولایت تلنگ
ہندوستان کی جنوب میں واقع ہی اور سلاطین قطب شاہیہ کی تصرف میں ہی اور بنگ ولایت بنگالہ ہی اور مملکت
دنگ ان دو ولایت کی مابین واقع ہی اور کسی بادشاہ اہل اسلام کو تسخیر اسکی میسر نہوئی اب یہ بادشاہ اسکی فتح کی
در پی ہوا اور بہت مملکت دنگ کو اپنی قبض و تصرف میں لایا اور حاکم وہاں کا موسوم بہ بابا بلندر ولایت کی اطراف میں
بھاگ کر نہایت عاجز اور خستہ و خوار ہوا اور شہور سنہ ایک ہزار سترہ ہجری میں واقعہ غریب کہ کبھی اس خاندان میں
مثل اسکی واقع نہوا تھا ظہور میں آیا یعنی شہر کی باہر بلندی پر کہ جسکو نبات گھاٹ کہتی ہیں ایک عمارت بادشاہی
احداث ہی اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہاں تشریف لیجاتا تھا تب دروازہ اسکا کھولتی تھی اور نہیں ہمیشہ وہ دروازہ مقفل
رہتا تھا اتفاقاً ایک جماعت سوداگران غریب سی ایک شب کو شبہای مہتاب میں شراب کی سرور میں
مسرور اور مبہوت ہوکر مع ارباب نشاط زنانہ و مردانہ کہ انمیں خوانندہ اور سازندہ بھی تھی عمارت کی دروازہ پر
وارد ہوئی اور قفل کو توڑ اور جوڑی دروازہ کی کھولکر عمارت میں داخل ہوئی اور بزم شراب آراستہ کرکی عیش و عشرت میں
مشغول ہوئی مردم بادشاہی جو اسکی حفاظت کیواسطی مقرر تھی اس حال سے واقف ہوئی پہلی وہ اس جماعت سی
بملائمت پیش آئی اور سمجھایا کہ یہ عمارت بادشاہی اسمیں ہر ایک کی جانیکی قدرت نہیں ممانعت ہی مناسب ہی
کہ تم اسمیں سی نکل آؤ اور دروازہ بند کرو کسی نی انکا کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اسکی خبر کو
شہر کیطرف روانہ ہوئی اور اسطرح سے ان لوگونکی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سنکر طیش میں آیا اور آتش قہر و
غضب کو مشتعل کرکی فرمایا ان غریبونکو کہ خلاف ورزی کرکی فرمان شاہی سے سرتابی ہوئی ہیں تیغ سیاست سی
قتل کرو دکنیوں نی اس مصرع کی موافق مصرع عشاق سزا بہانہ باشد لیس حکم قتل عام غریبان دیکر تلواریں غلاف سی
برآوردہ کرکی جوش و خروش سے ان غریبونکی قتل میں عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئی اور ہجوم عام ہوا اور مال و
اسباب انکا معرض تاراج میں آیا قطب شاہ نی اس معاملہ سے مطلع ہوکر کوتوال کو حکم دیکر اپنی مقربان اور
مخصوصان کو بتعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کرکی اس فساد کو ساکت کریں چنانچہ نصف ساعت میں
تنتو غریب ماری گئی اور مکان انکی تاراج ہوئی اور عجیب شور و غوغا بلدہ بھاگ نگر میں ظاہر آیا اور کسیکو خبر نہ تھی کہ

بادشاہ کا سبب قہر اور موجب غضب کسی کیا ہے اور اُس قطب فلک اقبال کو کئی چیزین نصیب ہوئین کہ وہ اور
بادشاہونکو بہت کم میسر ہوئی ہین اول یہ کہ بھائیونکو مسند عزت پر متمکن کرکے اپنا انیس و جلیس کیا اور اُنکے
ساتھ بے دغدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی اُسی امر عظیم جانکر نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے
اور کبھی بیس برس کے عرصہ مین اُنکی طرف سے کسیطرح کی غبار ذرہ برابر بادشاہ کی آئینہ خاطر اشرف مین راہ نہ پایا اور یہ ایک
ایسا عطیہ ایزدی ہے کہ ہر شخص اسکے ساتھ سرفراز نہین ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُسکے
باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف بشاہزادہ حیدر مرزا کے
عہد مین پچیس برس آنحضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید سعید مشار الیہ جمیع علوم متداولہ مین معقول و منقول سے متبحر اور
اعلم علمای عصر تھا اور تقوی اور زہد اور نیک نفسی اور تواضع مین اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اور شعر خوب کہتا تھا اور
کمال الہیت اور مراتب دنیوی مین مستغنی الصفات تھا اور یہ اشعار اُسکی نتایج افکار سے ہین غزل

شادمانی ست بندہ غم ما * عالم دیگر ست عالم ما * جنبد اعشق در ستیز بلا * ای خوشا روزگار درہم ما *
شکر درد تو چون کنیم کہ ہست * داغ بالای داغ مرہم ما * شاہ اقلیم درد و غم مائیم * ملک ہجران سواد اعظم ما *
سایۂ عشق کم مباد کزو * سور شد اعذار ماتم ما * نمک آن دو دیدہ خوش نمکیست * کم زکوثر مگیر زمزم ما *
بر بضاعۂ وصل کو کہ فراق * گشتہ نعیان آتشین دم ما * حرف ای ہمنشین بگو با ما * روز وصل از زبان ابکم ما *
غمگساری مجو از مومن * غم ما از کجا و مرہم ما * ولہ خدا را دار مان از شور بختی دلفگاری را * کہ من بر باد شوقت دادہ ام
خوش روزگاری را * ولا پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن * کہ باشد سازگاری خود کنی ناسازگاری را *
خماری بر خمارم مید ہد گردون زبیک مستی * چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خماری را * مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم
ناکامی * مسلم باد ملک کامگاری بختیاری را * زشہد ناگوار چرخ کام عاقبت سوزد * بحمد اللہ نصیبم کرد زہر خوشگواری را *
بہ تلخی جان بدہ کم کن حدیث کام کو مومن * چہ غم از تلخی ناکامی ما کامگاری را * ولہ بجید دارد دلم بر شکوہ لاف صبر طاقت گداخ
نسازم با کمال عجز این اظہار قدرت را * نبینم آنکہ ہر سو سر کشد صد شعلہ از شکوہ * بصد خون جگر پنہان کنید
داغ حسرت را * زخونین داغہائی من فلک را دو قبا یا او * کہ خوش آبی و رنگی داد گلزار محبت را * نسیم لطف
جانان کم شدای باد سحرگاہی * مدد کن تا بجوش آریم دریاہای رحمت را * کرم کن ای مروت راہ اگر یابی بہ بزم او *
نیازی نامرادی عرضہ کن آن بیمروت را * چہ عہدی بود عہد وصل جانان بہر جانبازی * دریغا ماندانستیم ای دل قدر
فرصت را * فدای رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش * عجب ویرانہ دیدم سرای رسم و عادت را *
مکن نسبت بغیرم در وفا از زور دیگر کن * سراپا غیرتم مپسند بر من این مذلت را * بشریت گر ز من بیتابی
سر زد از و بگذر * پریشان داشت طرح وضع صحبت نہ طاقت را * اگر اینست مومن صحبت ہجران
کہ من دیدم * بہ بزم خون خورد بیرون میا بگذار جرأت را * ولہ خوشم کہ بر دل من عشق مدعا نگذاشت *
مرا بہ بوالہوسیہای خویش وا نگذاشت * اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیسا کہ واجب تھا
اُس سید بزرگوار کی قدر و منزلت پہچانکر مریدانہ اُس سے سلوک کرتا تھا اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نکرتا تھا اور اسقدر اعتماد اُس ہوشمند روشن ضمیر کی اصابت رای پر رکھتا تھا کہ جمیع مہمات

سلطنت خصوصاً کارہای بزرگ سالہا اُسکی رجوع کرکی خود مع ندیمان و برادران لہو ولعب اور عیش و عشرت میں
مشغول رہتا تھا اور ہمیشہ بزم خرمی اور بیغمی آراستہ کرکی زمانۂ ناپائدار سے داد کامرانی کی لیتا تھا اور زبان ہوا سے
یہ ترانہ مترنم کرتا تھا فرد ہر وقت خوشی کہ دست دہد مغتنم شمار * کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
دوسری جملہ توفیقات آسمانی اور افضال یزدانی سے کہ اُس شہریار محب اہل بیت اطہار کی شامل روزگار ہوئی
وہ یہ ہی کہ جسوقت سی آفتاب رایت اسلام افق ہندوستان سی طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال
اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کی ساتھ نسبت وصلت اور پیوند کی میسر نہوئی اس عہد میں
شہنشاہ قباد بخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نی اپنی ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن
کیطرف بھیجکر دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنی ایک فرزند ارجمند کیواسطی خواستگاری فرمائی اور آنحضرت نی شرف
دنیا و آخرت اُسکی قبول میں جانکر تہیہ سامان شادی میں ہوا کہ اس کریمہ سعادتمند کو بروش سلاطین کامگار ایران کیطرف روانہ کری

روضہ پانچواں عماد الملک کی سلطنت کی بیان میں کہ برار میں حکومت کی تھی

سلاطین دکن کی تتبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن میں
مسلمانوں نی اُسی اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اُسکی غلاموں میں انتظام رکھتا تھا
اور عہد شباب میں آثار رشد اور قابلیت اُس سے ظاہر ہوئی اور اُسکی بعد وفات ملازمان سلاطین بہمنیہ کے
سلک میں منسلک ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کی دور میں خواجہ جہاں کاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا
اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور سنہ ۸۹۰ آٹھسو بیاسی ہجری میں علاوہ سلطنت گردن میں ڈالکر سکہ اور خطبہ
برار میں اپنا نام جاری کیا اور بعد اُسکی اس جہان گذران سے انتقال کیا اُسکا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک
قائم مقام اُسکا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جسنی اسمعیل عادلشاہ اور برہان نظام شاہ
کرکی قلعہ گاویل کو دار الحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کی ہوکڑ سے بھاگ کر اُسکی پاس چلا آیا
اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کی ہمراہ محمد آباد بیدر کیطرف گیا کہ امیر برید کو ستا ہلاک کری وارث ملک کو
صاحب مسند شہر بیدر کری نظام شاہ کی صلاح دولت اپنی اسمیں ندیکھی امیر برید کی کمک کی
سلطان محمود اثنای جنگ میں امیر برید کی ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہوکر پایہ تخت کیطرف پلٹ گیا
اور سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری میں امیر برید نی قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوند خان حبشی کو قتل کرکی اس قلعہ پر متصرف
ہوا عماد الملک نی خداوند خان کی بیٹوں کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرکی نکالا اور امیر برید نی باقتضای وقت
دونوں قلعہ خداوند خان مقتول کی فرزندونکو دیکر انھیں عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک آہستہ آہستہ
دونوں قلعہ اولاد خداوند خان کی تصرف سی برآوردہ کرکی اپنی آدمیونکی سپرد کئی اور وہ برہان شاہ کی پاس جاکر
نالشی ہوئی اور اس تقریب کی سبب درمیان اُسکی اور برہان نظام شاہ کی دوستی ساتھ دشمنی کی مبدل ہوئے
اور محاربات واقع ہوئی اور ہر مرتبہ شکست کھاکر گاویل کیطرف بھاگا اور اسی عرصہ میں اسمعیل عادلشاہ کی بہن سے

کیا اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری میں باتفاق میران محمد شاہ حاکم برہانپور بقصد تدارک جنگ نظام شاہ میں متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور انکی فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور دونوں بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کفار بیجانگر کی خرخشہ میں مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر میں رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہانپور کی راستہ سے مملکت برار میں آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر قاصد تسخیر دکن دیکھا اسکی بلائی سے پشیمان ہوا لیکن چونکہ مجبور تھا اسواسطے فرمان برداری کر کے خطبہ برار کا اسکے نام پڑھا اور والی برہانپور کی اعانت کے سبب ایسا کیا کہ جیسا اپنے مقام میں مذکور ہے الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کیطرف گیا اور سلطان بہادر نے اپنے دار الحکومت کی سمت معاودت کی جب علاء الدین نے بطریق پدر راہ ناگزیر ممات طے کی اسکا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا

ذکر علاء الدین عماد شاہ کی سرداری کا

اسکی بعد جبکہ علاء الدین عماد شاہ نے تاج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج میں کھینچا اور حکام دکن کی ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری رکھکر ایام سلطنت بلا کلفت و خشونت بسر کئی اسکی بعد اسکا بیٹا عماد شاہ صغر سن میں صاحب چتر و افسر ہوا نام سلطنت کا اسپر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی امراء دولتخانہ کی غلاموں سے تھا اسپر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور نظام شاہ رشید سے کہ حسن اتفاق کی باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کی پانوں میں بیڑی ڈالکر قلعہ پرنالہ میں قید کیا اور خطبہ برار کا اپنی نام جاری کر کے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ حاکم شجاع اور جواد تھا

بیان تفال خان کی غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال دولت نظام شاہیہ کا اسکی طرف

بعد اسکی کہ برہان عماد الملک کو درمیان سے اٹھا کر استقلال تمام بہم پہنچایا اور آخر کو یہ خبر نہایت پہونچائی کہ مرتضی نظام شاہ اسکی استیصال کیواسطے مملکت برار کیطرف آیا اور جب تفال خان اسکی سخت گیری سے بہ تنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بوسیلہ تحف و ہدایای نفیسہ اور عطایای نقود وافر آنحضرت کو بر سر التفات لایا اور نظام شاہ اس معنی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایوں کی فہمائش کی سبب باتفاق عماد شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری میں نظام شاہ پھر تسخیر برار کی فکر میں پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کی بہانہ اسطرف متوجہ ہوا تفال خان نے مضطرب ہوکر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشوا سے نظام شاہ جنگ کر کے مغلوب ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کی خوف سے جابجا جنگل جنگل بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ پرنالہ میں اور اسکا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل میں دونوں متحصن ہوئی اور نظام شاہ نے حصار پرنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اسکی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سی

دشوار تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کر کے احمد نگر کیطرف تشریف لیجاوے مگر جملہ اسکا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر اور دینار و درم اکثر مردم درونی کو کہ قلعہ کی محافظت میں قیام کرتے تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی کہ محاصرہ کی تنگی سے بہ تنگ آئے تھے راتوں کو برج دبارہ کی بوسیلہ کمند نیچے ڈالکر اترے اور چنگیز خان کی شریک ہوئے اور انعام وافر اور مناصب اعلی اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی درونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال جسطور سے کہ ممکن ہوا قلعہ سے برآمد ہوکر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیا کو پہونچے لہذا قلعہ میں مثل گولہ اندازان اور آتشباران کے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نرہا مردم نظام شاہی نے قابو پاکر مورچے آگے بڑھائے اور توپ ہای کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ میں روزن ظاہر کئے اور جو کہ مردان جنگی سے قلعہ میں کوئی نرہا تھا لشکریان خاصہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک [illegible] لیکر قلعہ کی قریب گیا اور زینہ لگا کر قلعہ پر چڑھا اور قرنا جو کہ خاصہ چنگیز خان سے تھی پھونکی تفال خان آواز اسکی سنکر سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ میں آیا ہے سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصان سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھولکر شہور سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی ہجری میں پہاڑ اور جنگل کیطرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ نے قلعہ میں داخل ہوکر زر نقد اور مال و اسباب نفیسہ اٹھا کر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کریں اور سید حسن استرابادی کہ تفالخان کی تعاقب میں تاخت کی تھی اسکو دستگیر کرکے تیسرے دن فتح پور میں نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اسکی اسی عرصہ میں قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح کیا اور اسکا بیٹا شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفال خان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اسی قلعہ میں قید تھے اپنی مملکت کی ایک قلعہ میں بھیجا اور انہوں نے ایک شب کو جان شیرین قابض ارواح کی سپرد کرکے زمانہ کی کشاکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہیں کہ اسی قلعہ کی محافظان نے نظام شاہ کی حکم کے موافق انہیں قلعہ میں دفعۃً واحدۃً گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ پاسبانوں نے انہیں باین نیت حجرہ تنگ و تاریک میں بند کرکے منفذ آسائش بند کئے تھے کہ وہ بہ تنگ آکر ہمیں رشوت دیکر راضی کریں اور جو کہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک نہ کر سکے شدت اور سختگیری آن پر زیادہ ترکی جو ہوا کمال تیزی اور حرارت میں تھی ایک شب کو وہ تمام آدمی صغیر و کبیر مرد و زن کہ قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مر گئے اور پاسبانوں نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور میں سلطنت عماد شاہیہ اور تفال خانیہ نے انقراض قبول کیا کوئی شخص ان دونوں سلسلہ سے قید حیات میں نرہا

روضہ ششم میں ذکر حکومت بریدیہ کی جو شہر بیدر میں تھی

اس زمانہ تک کہ قلم معجز بیان بیاض دہر میں بہ مشک افشانی ہے سات شخص کی اس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ احمد آباد بیدر میں خطبہ اس نواح کا اپنے نام پڑھا اول انمیں جو کہ مدعی بلدہ بیدر ہوا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک گرجی میں انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اسے دکن میں لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کی ہاتھ فروخت کیا جو کہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور ماورا اسکی

اور بلند نامی ہی وقوع میں آئی صاحب دستگاہ ہوا اور ساباجی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کفرہ اُسی اطراف سی تھا
قتل کیا اور اُسکی بیٹی اپنی بیٹی امیر برید کی حبالہ نکاح میں لایا اور جب قاسم برید نی بادشاہ کیطرف سی ساباجی کی مملکت
جاگیر پائی عزیز و اقارب اُسی لڑکی کی کہ قریب چارسو نفر اور سب مردانہ اور شجاع تھی اُسکی نوکر ہوئی اور اُنمین کی اکثر
رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئی اور اُسی جماعت کی اعانت اور حمایت کی سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار
تھی سلطان محمود کی عہد سلطنت میں تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا دوسروں کیطرح بادشاہی کی اندیشہ میں
پڑا عادلشاہ اور نظام شاہ اور عماد شاہ کی بتجویز قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر میں خطبہ اپنی نام پڑھا اصل
دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو ارزانی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور ابھی سلطان محمود بقید حیات
اور زندہ تھا کہ نامہ عمر اُسکا پیچیدہ ہوا اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف
انتقال کیا اور بڑا بیٹا اُسکا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

امیر علی برید ولیعہد اور قائم مقام پدر ہوا اور اُسکی عہد میں سلطان محمود کی وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ
جو آخیر بادشاہان بہمنیہ سی تھا احمد نگر کیطرف بھاگا اور اُسکی عہد میں شہر بیدر اسمعیل عادلشاہ کی تصرف میں آیا
اور پھر ساتھ اُسکی رجوع ہوا اور اُسی عرصہ میں سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہانپور کی حسب
التماس مملکت دکن میں آیا اور امیر برید اسمعیل عادلشاہ کی حکم کی موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر بیجاپور کیطرف گیا
اور عادلشاہ نی چار ہزار سوار غریب تا پنج پوش اُسکی ہمراہ کر کی اُسی سپہ سالار کیا اور نظام شاہ کی مدد کیواسطی بھیجا
جیساکہ اپنی مقام میں خامہ دوزبان نی اُسکی شرح و بسط میں کوشش کی ہی سلسلہ گجرات نگہبانی رستم خان کی
بعد اُسکی چند سال مسند کامرانی پر متمکن رہا اور اواخر عمر میں برہان نظام شاہ کی کمک کیواسطی گیا اور دولت آباد کی
اطراف میں قضای الہی سی فوت ہوا اور اُسکی بھائی خان جہان نی جنازہ اُسکا احمد آباد بیدر میں لیجا کر قاسم برید کی
خطیرہ میں مدفون کیا اور مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن میں یہ لطیفہ اُسی سی شہرت عظیم رکھتا ہی کہ
علی برید ایک شب جاڑی کی موسم میں باغ کمتانہ کی عمارت میں بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑ وں نی خلاف عادت
مرغزار میں آنکر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نی پوچھا کہ یہ کسواسطی شور کرتی ہیں ایک ہمنشین گستاخ نی عرض کی کہ سردی کی
شدت سی حیران ہو کر سلطان سے فریاد کرتی ہیں علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کر کی باغ و صحرا میں
ڈالیں تو شغال شب کو لحافوں میں رہیں اور سرما کی شدت اور سختی سے محفوظ ہو ویں

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اور وہ شخص اُسی خاندان سی ہی کہ جستی برہان نظام شاہ کی حمایت سی لفظ شاہ جزو اسم اپنا کیا اور جب
شاہ طاہر اُسکی سپارش کیواسطی بعد جلوس کی احمد آباد گیا نہایت آزردگی میں معاودت کی تب برہان شاہ نے
بقصد تنبیہ اُسکی فوج کشی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بدحواس ہوا اور قلعہ کلیان

ابراہیم عادلشاہ کی پیشکش کرکے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُسی یورش مین قلعہ اوسہ اور اودگیر اور قندھار اُس سے چھین لیا اور اسقدر ولایت کہ جسکا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ مین رہی اور مرتضی نظام شاہ اپنے عہد مین صاحب خان کی حسب التماس سنہ ۹۸۷ھ نوسو ستاسی ہجری مین وہان پہنچا اور بلدہ احمد آباد کو محاصرہ کیا متحصنان نے سخت گیری مین کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادلشاہ کی خدمت مین روانہ کرکے طلب اعانت کی علی عادلشاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو نفر خواجہ سرا فلان فلان کو جو تیری سرکار مین ہین اگر مجھے دے تو مین تیری مدد کرون برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نرکھتا تھا اس معنی کو قبول کیا اور علی عادلشاہ نے ہزار سوار اسکی کمک کیواسطے سفر کئے مرتضی نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کی اخبار سے کہ احمدنگر کی اطراف مین فتنہ برپا کیا ہے مضطرب ہوا اور میرزا یادگار کو مع لشکر تلنگ محاصرہ کیواسطے چھوڑا اور خود احمدنگر کیطرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی پائی چنانچہ اُسنے سنہ ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی اُن دونون خواجہ سراؤن کو اُسکے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اسکے کہ نسر کٹے تھے لیکن رگ حمیت اُنکی جنبش مین آئی اپنی آبروریزی کی شرم سے عادلشاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرضکہ اسکا ذکر سابق مین وقائع عادلشاہیہ مین مفصلاً اور تشریحاً مرقوم ہوا ہے اور علی برید نے چھے اٹھین سنوات مین پیتالیس سال سلطنت کرکے تختہ تابوت کو تخت شاہی پر اختیار کرکے اس سرای عاریت سے عالم باقی کیطرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا سات برس سلطنت کرکے اجل طبعی سے مرگیا بعدہ قاسم برید شاہ تین برس محمد آباد کی حکومت مین سرگرم رہا آخر کو اُسنے شربت ناگوار ممات نوش کیا اُسکا چھوٹا بیٹا مسمی علی برید جو چار برس کا تھا برای نام شغل حکومت مین مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جسکا نام میرزا علی اور اُس خاندان کی اولاد سے تھا سنہ ۱۰۱۰ھ ایک ہزار دس ہجری مین خروج کرکے اسکو بھاگ نگر کیطرف کہ تخت گاہ محمد قلی قطب شاہ تھا ہزیمت دیکر خود بادشاہ ہوا اور ابتک کہ تاریخ ہجری سنہ ۱۰۱۸ھ ایکہزار اٹھارہ ہے اُس بلدہ مین حکمرانی کرکے چراغ بریدشاہیہ کو روشن رکھتا ہے اور ناظرین پرتمکین وقائع احوال ملوک انار اللہ مرقدہم کی بطباع آفتاب شعاع پر مخفی و محتجب نرہے کہ حکایات عمادشاہیہ اور بریدشاہیہ کسی کتاب متداولہ مین مسطور نہین جو کچھ محمد قاسم فرشتہ نے اُس کتاب مین لکھا ہے مردم کہن سال سے کہ معاصر اُن بادشاہونکے ہوئے ہین یا اُن دونون سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہین اُنکی زبان صدق ترجمان سے سنکر اپنے اوراق مین ثبت کیا ہے ناظرین والا تمکین سے عرض گذار ہے کہ حال جلوس اور وفات اُنکا اگر کسی وقائع مین بہ نہج دیگر محقق ہووے عبارات قضایای اُن دو خانوادہ کو بقلم اصلاح مشرف فرماوین اور حیات اور ممات مین اس مولف کو مرہون احسان کرین کہ ارباب کرم کا یہی داب اور قاعدہ ہے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ برہانہم ولوز مرقدہم کے بیان میں

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اُسے نظام شاہ مفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کر کے اُس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان فیروز شاہ اُسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات پر حکومت اُسکی ساتھ اُسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اُس حدود کے زمینداروں اور مشرکوں کے نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور اُنکی خوشامد اور رضامندی کے واسطے شعار کفر اور رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے علما اور فضلا نے ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری میں عریضہ پایۂ سریر آسمان نظیر سلطان محمد شاہ میں ارسال کیا مضمون اُسکا یہ ہے کہ فرحت الملک اغوائے شیطانی اور ہوا ہوس جسمانی سے مرتکب اعمال ناشائستہ ہو کر اسقدر رواج اصنام اور رونق اوثان میں کوشش کرتا ہے کہ بلدہ سومنات قبلۂ اہل ضلال ہوا شعار اور وثار اسلام روز بروز منخفض ہوتا ہے منبر کو عزت و حرمت سے ایک حصہ اور مسجد کو صوم و صلواۃ سے ایک بہرہ باقی نہیں رہا اسوقت میں ایسا تدارک کہ موجب تقویت دین و رواج اسلام ہو وے ظہور میں پہونچے فہو المراد اور جو نہیں کام ہاتھ سے گیا سلطان دین پناہ یہ مضمون سُنکے بہت محزون اور غمگین ہوا اور بعد از تامل فراوان اور غور بے پایان واسطے انتظام شرع کے خواجۂ کائنات علیہ افضل الصلوۃ اور حکومت گجرات کیواسطے اعظم ہمایون ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار سے تھا مقرر کیا اور ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکورہ میں خلعت خاص عنایت فرمایا اور اُسکی توقیر و حشمت کی لیے چتر سفید اور بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہوں کیواسطے تھا اسے عطا کیا اور وہ اُسیدن بقدر رخصت حاصل کر کے شہر سے برآمد ہوا اور حوض خاص پر

فروکش ہوکر اپنے ساماں میں مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور سنہ مذکور تھی بطریق متابعت ظفر خاں کی دیکھنے کیواسطے گیا اور اُسکے کان حتی الامکان دُرِ نصائح اور آویزہ مواعظ سے گرانبار کئے اور پھر خلعت خاص مرحمت فرماکر رخصت گجرات دی

شہر دہلی میں اتوار کے دن کہ محرم کی چھبیسویں تاریخ ۷۹۳ھ ... ظفر خاں کا باپ ... ابتدا میں فیروز شاہ سے درجہ امارت پر ترقی کی اولاد سلطان مرحوم کی درگاہ میں صاحب اعتبار ہوا اور ظفر خان سلطان محمد شاہ کے عہد میں بسبب حسن سلوک اور پرہیزگاری اور شرع محمدی کی پابندی اور امانت اور دیانت کے نہایت مشہور اور معروف ہوا اسواسطے کہ جسوقت عرضداشت علماء گجرات دہلی میں پہونچی سلطان نے اُسکا ناتھ کرکے جیساکہ مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا منقول ہے کہ وزیروں نے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب کے جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یوں ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی خان معظم ... المجاہد سعد الملۃ والدین ظہیر الاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ معین المملکت قامع الکفرۃ والمشرکین قاطع الفجرۃ والمتمردین قطب السماء المعالی نجم فلک الاعالی صفدر روز وغا شہنشہ قلعہ کشا و کشور گیر آصف تدبیر ضابط امور ناظم مصالح جمہور والمیامن والسعادات صاحب الرای والکفایات ناشر العدل والاحسان دستور صاحب قران الغ قتلغ اعظم ہمایوں ظفر خان اور جب بکوچ متواتر دہلی سے گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور راستہ میں یہ بشارت فیض اشارت پہونچی کہ تاتار خان بن ظفر خان جو وزیر سلطان ہوا تھا اُسکے گھر بیٹا مسمی احمد خان پیدا ہوا ظفر خان نے اسکو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امرا اور لشکر کو خلعت دی جب ناگور میں پہونچا کنبایت کے باشندے نظام مفرح سے ناراض ہوکر مستغاثی ہوئے ظفر خان نے اُس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی ملازمت میں یوں مذکور ہوا کہ تونے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے حوائج میں صرف کرکے ایک دینار خزانہ عامرہ میں داخل نہیں کیا اور علاوہ اُسکے دست تظلم وجور دراز کرکے اس محال کے تمام باشندگان کو رنجیدہ کیا ہے اکثر لوگ متواتر دہلی میں فریادی آئے اور جو زمام حل وعقد مہام امور نواح کی میرے سپرد کی ہے بہتر یہ ہے کہ زر محصول خالصہ جسقدر موجود ہو تعجیل تعجیل اپنے پاس سے دہلی میں ارسال کرے اور مظلوموں کی تسلی کرکے خود بھی دار الملک کیطرف متوجہ ہو دے چنانچہ نظام مفرح نے درجواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعید اور راہ دراز طے کرکے آئے ہیں اُسی مقام میں مقیم رہئے اور زیادہ تکلیف نہ کھینچئے میں خود وہاں آنکر حساب واصلات گذرانونگا بشرطیکہ مجھے مولا کی نہ سپرد کریں جس جواب سے بغاوت اور طغیان اُسکی ظفر خان پر ثابت اور یقین ہوئی اساول کیطرف کہ بالفعل احمد آباد بجائی اُسکی واقع ہوا ہے گیا اور جو نظام شاہ مفرح گجراتیوں اور کافروں کا موافق کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار بہم پہونچاکر ارادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفر خان نے پہلے اتمام حجت کیواسطے ایک ایلچی اُسکے پاس نہروالہ کیطرف کہ ساتھ ... کی شہرت رکھتا ہے بھیجا اور بطریق نصیحت اور ملائمت پیغام دیا کہ بدکام سے اندیشہ کرکے اپنی ... سے ... اور کافروں اور گجراتیوں کی بہبودی اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی نہیں رکھتی فریب نہ کھا کر

اسیطرح اندیشہ کو اپنے دل مین راہ نہ دی ورنہ موجب خرابی اور باعث بربادی ہوگا **بیت** نباید نہادن دل اندر فریب ٭
کہ ہست از پی سرفرازی نشیب ٭ نظام مفرح کی جو مدت اقبال زوال اور آخر ہونی پر تھی داعیہ سلطنت اپنی دل مین
رکھتا تھا ایلچی کو جواب سخت اور نامناسب دیا ظفر خان نے ناچار ہوکر اپنی سپاہ فراہم کی اور سنہ ۷۹۴ھ سات سو
چورانوی ہجری مین چار ہزار سوار تیغ زن نیزہ گذار ہمراہ لیکر مانند رعد اور برق جوشان و خروشان نہروالہ کیطرف
روانہ ہوا اور نظام مفرح نے بھی یہ خبر سنکر دس بارہ ہزار آدمیونکو مواجب یعنی تنخواہ دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع
کانتھو مین جو بارہ کوس اس شہر سے ہے پہونچکر ظفر خان کے مقابل ہوا اور صفوف حرب آراستہ کرکے تنور جنگ گرم کیا
اور بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت و فیروزی افق بخت ارجمند ظفر خان سے طلوع ہوا نظام مفرح
بقصد تحصن نہروالہ کیطرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان مظفر و منصور ہوکر بشوکت تمام نہروالہ کیطرف گیا
اور عدل و داد کی برکت سے اس شہر کو مثل فردوس برین سبز اور شاداب کیا اور سنہ ۷۹۵ھ سات سو پچانوی ہجری مین
کنبایت کیطرف کہ جای نزول مسافران اور تاجران ہے جاکر حال رعایا مین مشغول ہوا اور حکام اور کارندہ مقرر کرکے
عنان معاودت اساول کیطرف معطوف فرمائی اور سنہ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوی ہجری مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ
راے بدکیش اور بدرگ جو ہمیشہ زین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر مقام فرمان برداری مین
تھا اندنون منحرف ہوکر گردن بند فرمان برداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی زبردستونکی
بزبردستی پیش آتا ہے ظفر خان اس مردود کی قلع اور قمع کیواسطے لشکر بیحساب ہمراہ رکاب لیکر اسیطرف متوجہ
ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب وقوع مین آئی اور ہر مرتبہ
مردم بیرونی قرین ظفر ہوکر قلعہ بندونکی سخت گیری مین کوشش کی اور اطراف ولایت کو مسخر کرکے ہاتھ نہب و
غارت پر دراز کیا اور جو بتخانہ بتون سے آباد پایا اسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کی اطفال کو کنیز کی
اور غلامی کیواسطے لیگئی اور مدت قلیل مین اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط غلہ کا پڑا کہ شدت
گرسنگی مین حرام و حلال کا تمیز مطلق نرہا کتا بلی سے بڑکر گئے اور آدمی سے دونون نہ بچتے تھی اس سبب سے وہ راے
خود راے اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملائمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنی بڑی بیٹی کو چند
معتبرونکی ہمراہ مع پیشکش نامی و وافر اور تحائف متکاثر بھیجا یہانتک کہ وہ دربار مین حاضر ہوکر زمین درگاہ کو
لب ادب سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئی کہ اگرچہ چند روز خلاف رضا ایک امر ظہور مین آیا اور کلید حصار کے
بھیجنے مین اس وجہ سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس دولت ہووے اور ہمچشمون مین معذور رہون اب خدمت فیض
موہبت مین حاضر ہوا ہون اگر جرم سابق کی پرسش اور مکافات مدنظر ہو فی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو
کہ تیغ ایمانی سے سرافشانی کرین اور اگر جانستانی ملحوظ نہو بمقتضای والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس
واللہ یحب المحسنین قلم عفو انکی جرائد تقصیرات پر کھینچی آیندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہونگی ظفر خان نے
صلاح وقت صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش فراوان اور نقود و جواہر لیکر ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا
سومنات کیطرف کہ قریب بندر دمن واقع ہے روانہ ہووے اسی درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ ملک راجا

سوا تھا اُسنے تمام قلعہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنی قبض و تصرف میں لایا ہی اور اسیر بھی اتفاقاً کی بعض سرکشان
گجرات سی مثل سلطانپور اور اندربار کو مزاحمت پہونچاتا ہی ظفر خان علاج اس علت کی واجب جانکر اسطرف
متوجہ ہوا ملک راجا کہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنی تئیں مرد میدان اُسکا نہ جانکر قلعہ میں متحصن ہوا اور صلاح اتحاد اور
موافقت میں دیکھی ایک جماعت علما اور فضلا اُسکے پاس بھیجی تو سخنان مخالصت آمیز اور کلمات صداقت انگیز سے
رخنہ نزاع مسدود کرکی ابواب دوستی اور یکجہتی کو مفتوح کریں ظفر خان کہ اہل علم و فضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا
اور سلطنت گجرات کی رعایت اُسکے دل میں جو پوشیدہ تھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد و پیمان جو اس زمانہ میں مروج اور
متعارف تھی درمیان میں در لایا اور اسکی بعد تحف و نفائس طرفین سے پیش ہوئی پھر ظفر خان نے اساول کیطرف
مراجعت کی اور ان دو فرقہ کی درمیان طریقۂ محبت اور یاری جاری ہوا اور اسوجہ سے کہ ملک راجا دعوے
کرتا تھا کہ میں اولاد خلیفۂ دوم حضرت فاروق رضی سے ہوں ظفر خان کتابت و مراسلات میں مریدانہ پیش
آکر اُسکی القاب کی اعزاز میں کوشش کرتا تھا اور ۷۹۷ھ سات سو ستانوی ہجری میں حدود جہرند کیطرف کہ غربی
پٹن میں واقع ہی فوج کشی ہوکر ایک مدت تک اس حدود کی کفار کی قتل و غارت میں کہ نہایت متمرد اور سرکش تھی
مشغول رہا اور محبوبان خورشید جمال اور سیمین پیکران پری تمثال مسلمانوں کی بندی میں آئی اور کشتیاں انکی اموال
غارت سی مالا مال طوفان ہوئیں بعد اسکی رای جہرند نے عاجز ہوکر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کی اور تحف اور
ہدایا بیحد گذرانا پھر وہانسے کوچ کرکی سومنات کیطرف گیا اور بتوں اور بت پرستوں کی اعلام کی نگونسار کرنے
کی کوشش کرکی وہاں مسجد جامع احداث فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد موذن اور پیش امام اور
خدام خانہ خدا سے ہی تعین کئی اور تھانہ بٹھا کر پٹن کی سمت متوجہ ہوا اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوی ہجری میں
مخبروں اور اخبار نویسوں نے یہ خبر پہونچائی کہ راجپوتوں نے ایسا تسلط (غلبہ) برپا کیا ہی کہ اس نواح کی مسلمانوں نے انکی
دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہی اور وہ سرکشیان عجب و نخوت سے برآوردہ کرکی جادہ
اطاعت اور مالگذاری سے انحراف رکھتی ہیں ظفر خان اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر کوچ بکوچ اسطرف روانہ
ہوا **ابیات** لوائش گر بنصرت سرفراز است ٭ بنام ایزد دری از فتح باز است ٭ گذشتہ منجنیق از ناسک ماہ ٭
طراز رایتش نصر من اللہ ٭ اور جب اس حصار کی نواح میں اہل اسلام کی خیمہ ایستادہ ہوئی رای اس ولایت کا
موسوم بہ پدر متحصن ہوا اہالی اسلام اسکی محاصرہ میں مشغول ہوئی اور منجنیقیں نصب کرکی ہر روز ایک جماعت
راجپوتان کو سنگسار کرتی تھی اور جو قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر نہوتی تھی حکم کیا کہ چاروں طرف دمدمے
تیار کرو جب وہ تیار ہوئی اور اُنسے بھی کچھ فائدہ نہوا اور ظفر خان طول محاصرہ سے محزون اور غمگین ہوا ناگاہ لطائف
غیبی سے انہیں دنوں میں قلعہ کی اندر وبا اور طاعون پیدا ہوئی اور اہل قلعہ مرگ مفاجات میں مبتلا ہوکر بکثرت
تمام مرنی لگی رای درگہ نے کام دروغیان پر تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنی اعیان کو تیغ و کفن گردن میں ڈالکر ظفر خان کی
ملازمت میں بھیجا اور عورتوں اور بچوں نے سر برہنہ کرکی قلعہ پر چڑھکر امان چاہی ظفر خان نے باعث تائید آسمانی سے
سمجھکر انکی درخواست پذیرائی کی اور پیشکش لیکر روضۂ خلاصۃ العارفین انیس الواصلین خواجہ معین الدین سنجری

قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کیواسطی عنان عزیمت اجمیر کیطرف معطوف کی اور جب اُس مقام کعبہ احترام مین
پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر و نیاز بجا لاکر انکی روح پر فتوح سے استمداد فتح و ظفر کفار اشرار اور اعدای
نابکار کی اور تمام ہمت اُسکی غزا اور جہاد مین مصروف تھی جلد و بانسی جلوارہ اور بلوارہ کی سمت کہ بت پرستی اُس
حدود مین رواج دیرینہ تھی تمام رکھتی تھی لوای غزا بلند کرکی اُس مرز بوم کی باشندونکو طعمہ شمشیر بیدریغ کیا اور معابد
اور کنایس اُنکی منہدم اور مسمار کرکی نشان باقی نرکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کی مفتوح کرکی اپنی معتمدان کی تفویض
فرمائی اور بعد تین برس کے اسا لما اور فا نما پٹن کیطرف مراجعت کی اور انکی عبارت سی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسی سفر سے
بعد مراجعت ظفر خان نی خطبہ اپنی نام کرکی اپنی تئین مظفر شاہ مشہور کیا اور سنہ سات سو ہجری مین ساتھ اُس
تفصیل کی کہ سلاطین دہلی کی وقائع مین مرقوم ہوا تاتار خان ولد مظفر خان جو وزیر سلطان محمد شاہ تھا سلطان ناصر الدین
محمود شاہ کی عہد مین سارنگ خان سی لڑا اور اُسی ملتان کیطرف مغرور کیا اور جو اُسکی اوضاع اور اطوار سی داعیہ
سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا ملو اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اُسکی دفع کیواسطی پانی پت کیطرف
متوجہ ہوا تاتار خان نی صلاح اُسکی مقابلہ مین نہ دیکھی دوسری راستہ سی آپ کو دہلی مین پہونچایا اور چاہا کہ اُسی محاصرہ
کرکی تصرف مین لاوی اقبال خان پانی پت کو سر کرکی بشوکت و صولت تمام جوشان و خروشان دہلی کیطرف
روانہ ہوا تاتار خان نی اُسوقت بھی اُسکا مقابلہ نہ کیا اور سنہ آٹھ سو ہجری مین گجرات کیطرف بھاگا اور اپنی باپ مظفر شاہ کی
ملازمت مین پہونچا اور اُسی دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریص کی مظفر شاہ یہ امر قبول کرکی لشکر کی فراہمی اور سامان
جنگ مین مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ میرزا پیر محمد پوتا صاحب قران امیر تیمور گورکان ممالک ہندوستان مین
داخل ہوا اور ملتان کو سر کیا مظفر شاہ نی فراست سی دریافت کیا کہ میرزا پیر محمد پوتا صاحبقران کا ہی اسواسطی
عزیمت امصار کرکی باتفاق اپنی بیٹی تاتار خان کی بقصد تسخیر قلعہ ایدر نہضت فرمائی اور نہب و غارت مین مصروف ہوکر
قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور تحصنان کی تنگی مین کوشش کی راجہ نمرای ایدر نام نی نہایت عجز و انکسار سی ایلچی بھیجکر پیشکش
دینا قبول کیا اور جو ممالک دہلی پر فتنہ اور آشوب تھی مظفر شاہ نی پیشکش پر اکتفا کرکی شہر رمضان سنہ مذکورہ مین
مراجعت کی اور اسی عرصہ مین ایک خلقت کثیر دہلی کیطرف سی بوجہ حادثہ صاحب قران بھاگ کر پٹن مین آئی اور
مظفر شاہ نی تفقد اُس جماعت کی احوال پر واجب و لازم جانکر ہر ایک کی حق مین حسب لیاقت شفقت
اور عنایت مبذول فرمائی اور انھین دنونمین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ صاحبقران سی
بھاگ کر ولایت گجرات مین آیا چونکہ مظفر شاہ نی صلاح دولت سلطان کی آنی مین نہ دیکھی اُسقدر بدسلوکیان
اور معاشر نالائق اُسکی ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ اور دلگیر ہوکر مالوہ کیطرف گیا اور سنہ ۳ آٹھ سو تین ہجری مین
مظفر شاہ دوبارہ قلعہ ایدر کیطرف متوجہ اور احاطہ کرکی اُسکی تسخیر مین ساعی ہوا اور راجہ نمرای ایدر نی اُسوقت
سوای فرار کے چارہ نہ دیکھا شبا شب قلعہ کو خالی کرکی بیجانگر کیطرف بھاگا اور صبح کیوقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین
داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور ایک سردار صاحب شوکت اُس قلعہ مین مقرر کرکی خود پٹن کیطرف
معاودت فرمائی اور سنہ آٹھ سو ہجری مین مخبرون نی یہ خبر مظفر شاہ کی سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نی
ہجوم کرکی تھانہ اسلام کو اٹھا دیا ہی اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کی زندہ کرنی مین کوشش کرتی ہین مظفر شاہ

ایک فوج عظیم اسطرف روانہ کرکی خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جس روز کہ رای سومنات اور کفار اُسکی حدود سی ہجوم کرکی دریا کی راستہ سی لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اور میدان میں آنکر مستعد کارزار ہوی مظفرشاہ نی دیولون پر حملہ کرکی انکی جسمون سی جداول خون جاری کی اور جب انہین طاقت اور قوت نرہی زخمی اور دل شکستہ ہوکر باتفاق رای قلعۂ دیپ کیطرف پناہ لی بیت خداداد ہمت شہنشاہ را ۞ ہزیمت در اعدا و بدخواہ را ۞ مظفرشاہ نی جاکر اُس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر و صلوٰۃ کی آواز اور شور دمامہ رعد آواز اور کرنای فتنہ پرداز کی غلغلہ سے انکی ارکان ابدان میں زلزلہ اور فتور ڈالا ایک روز میں وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان با ننگ کو اُنہی علف تیغ بیدریغ اور طعمۂ زاغ و زغن کرکی راجہ اور تمام رؤسای اُس جماعت کو فیلکوہ پیکر کی ہاتھ پانونکی نیچے پامال کیا اور اہل و عیال اور زن و فرزند انکو اُسکی مسلمان لشکری اور انکی احمال اور اثقال اور ساز و سلب پر متصرف ہوی اور سلطان مظفرشاہ بزم جشن ترتیب دیکر شکر عنایت الٰہی بجالایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکی بجای اُسکی مسجد عالی بنا کی پھر ضبط اُس نواح کا ایک امرای کبار سی رجوع کیا اور مع غنائم موفورہ پٹن کیطرف مراجعت فرمائی الغرض فتح ایدر کی وجہ سے اُسکی استقلال اور عظمت ایک سی ہزار درجہ ہو زیادہ فکر میں ہوا کہ دہلی کیطرف لشکرکشی کرکی اُسی بھی مفتوح کری اور اپنی فرزند تاتارخان کو بہ خطاب و القاب غیاث الدولہ والدین سلطان محمد شاہ مخصوص فرمایا اور اساول سے کوچ کرکی جب قصبہ ستور میں پہونچا ناگہاں سلطان محمدشاہ کا طرز اعتدال سی منحرف ہوا اس سبب سی کہ آفتاب عمر اُسکا افق غروب میں پہونچا تھا اطبای حاذق کا معالجہ اور دوا دوش کارگر نہوی ملک باقی کیطرف سفری ہوا اور مظفرشاہ فسخ عزیمت کرکی اساول کیطرف گیا اور روایت صحیح یہ ہی کہ تاتارخان نی سنہ مذکور میں اساول میں جاکر اپنی باپ پر خروج کیا اور جو کہ وہ ضعیفی کی سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہوگیا تھا اُسی گرفتار کرکی ایک قلعہ میں قید کیا اور اپنی چچا شمس خان کو وکیل السلطنت کرکی بہ لقب ناصرالدین محمدشاہ صاحب سکہ و خطبۂ گجرات ہوا اور بارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی میں کوشش کرکی کوچ کیا اور سلطان مظفرشاہ نی اپنا ایک معتمد شمس خان کی پاس بھیجکر باستغاثہ تمام یہ پیام دیا اور اپنی رہائی کی بارہ میں اور اُسکی ہلاکت میں مبالغہ حد سی زیادہ کیا شمس خان نی جواب دیا کہ محمدشاہ تیرا فرزند رشید اور قابل ہی اور اُسکی طرف تیری تعلق خاطر بہت رہتی ہی اب جو میں اُسکی ہلاکت میں قیام کرون اُسکی بعد یقین ہی کہ میں تیری پشیمانی کی وقت ہدف تیر ملامت ہونگا مناسب یہ ہی کہ اس بارہ میں نہایت تفکر اور اندیشہ کرکی جواب دیجیو سلطان مظفرشاہ نی پھر یہ پیغام بھیجا کہ ای برادر بجان برابر میری طرف سے کسیطرح کی مکافات کا اندیشہ نکرو اس امر کا لحاظ کرے کہ جسوقت ایسا فرزند اپنی باپ کی نسبت ایسی حرکت پیش آوی لائق عاق ہی اور قطع رابطۂ عطوفت اور مہربانی ہوکر نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہوگی پس لازم ہی کہ وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کرکی اُس عاق پدر کو بہ سزای اعمال قبیحہ پہونچاوی کہ میرا کام ہر وقت کی رنج و تعب اٹھانے سے اس نہایت کو پہونچا ہی کہ اگر کل زندہ بچا تو پرسون نہین آفتاب عمر میرا مغرب فنا کی قریب پہونچا ابیات کس را چہ خبر آہ جانسوز دلم ۞ وز واقعۂ قیامت افروز دلم ۞ امروز چنانم کہ بفردا نرسم ۞ فردای قیامت ست امروز دلم ۞ شمس خان نی لاچار ہوکر اپنی بھائی کی ضعیفی اور

سختی پر رحم فرمایا اور راو اور قصبۂ سنور میں جو دہلی کے سرراہ ہے محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قید خانہ سے
برآوردہ کرکے مسند حکومت پر متمکن کیا خیل و حشم نے پیرزادہ اسکی نعمت کی تھی اور محمد شاہ کے دست تعدی سے
ایذا اٹھائی تھی سب اسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم چند نفر نے اس کام کو اپنے
دی تھی ہراساں اور متوہم ہوکر سفر در پیش کیا تھی سلطان مظفر شاہ نے ترحم ذاتی اور مراحم قلبی سے انکی خطا معاف کی
اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ میں جو محمد شاہ مرحوم کا بیٹا تھا منسلک کیا اور جو دلاور خان والی مالوہ فوت ہوا
ہوشنگ شاہ اسکا قائم مقام ہوا اور انہوں نے یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے سبب
اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا اسوجہ سے مظفر شاہ نے سنہ آٹھسو دس ہجری میں بسامان حسن آباد اور دہار کیطرف
متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات کہ جس میں اسکی فوج سے
زیادہ ملکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اسکی مدح و تحسین میں کھولے
سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کرکے خطبہ اور سکہ اس ولایت کا اپنے
نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرماکر اسطرف گجرات کیطرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے
احمد شاہ کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ میں محبوس کرے احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا بعد چند ماہ کے عریضہ
ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل عجز و زاری اپنے جد کی ملاحظہ میں گذرانکر التماس رہائی کی اور جو مالوہ میں
نصرت خان کو دیار سے برآوردہ کیا اور التماس سلطان احمد شاہ کی معرض قبول میں آئی پہلی ہوشنگ شاہ کو
قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کرکے تمام ولایت
مالوہ اور مندو اسے دیکر احمد شاہ کے ہمراہ اسطرف بھیجا تو اسنے اس ولایت کی مسند حکومت پر جلوہ گر کرکے
احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر متمکن کرکے ... محفوظ ہوکر گجرات کیطرف
معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر سنہ ۸۱۴ آٹھسو چودہ ہجری میں بیمار ہوا اور جب معلوم
ہوا کہ مرض الموت ہے مراسم وصیت بجا لایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت اپنے بیٹوں سے
زیادہ تر دیکھی اسے ولیعہد کرکے اپنی اولاد کو اسکی اطاعت کے بارہ میں وصیت فرمائی اور ربیع الثانی کی آٹھوین
تاریخ سنہ مذکور میں کہ عمر اسکی اکہتر برس اور چند ماہ تھی ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کرکے سفر آخرت
اختیار فرمایا اور مدت اسکی حکومت کی بعد از وفات عدالگان کے تین برس اور قدری زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمانروائی کا

سلطان احمد شاہ جمجاہ اپنے جد کی وصیت کے موافق مستقل حکومت خطہ گجرات ہوکر رایات عدل و داد
بلند کرکے رعیت پروری اور مظلوم نوازی میں ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اسکی سنہ ۷۹۳ سات سو
ترانوے ہجری میں ہوئی نجومیوں نے اسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کرکے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امر ظہور میں
آویگا کہ جسکے سبب اسکا نام نیک جہان فانی میں باقی رہیگا ظاہر ہوا وہ امر بنای شہر احمد آباد گجرات ہے اور سنہ ۸۱۵
آٹھسو پندرہ ہجری میں فیروز شاہ نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خبر جلوس اسکی سنکر نشان بغاوت
اور عداوت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک بشیر اور ملک کریم خسرو اور جیوند اور پیاگداس کہتر سے کہ

ست امیر امرای مظفری تھی اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی مین
اور فوج کی فراہم لانی مین مشغول ہوئی اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنی متفق کرکی فیروز شاہ کو کنبایت
کیطرف لیگئی اور ہیبت خان بن سلطان مظفر مع لشکر جرار سورت کی حدود مین اسکی پاس آیا اور سعادت خان
اور شیر خان بن سلطان مظفر نی اپنی جاگیرون مین خبر ہیبت خان کی ملحق ہونیکی سنی وہ بھی کنبایت کیطرف گئی
اور دریای نربدہ کی کنارہ لشکرگاہ کیا اور آپسمین مشورہ کرکی مع سات آٹھ ہزار سوار نہایت تجمل اور حشمت سے
بروج کیطرف گئی اور فیروز شاہ نی چتر سرخ سر پر مرتفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ بہم پہونچاکر
شان کروفر کا بلند کیا اور ایک خط استعانت اور استمداد کی بارہ مین سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا
اور سلطان ہوشنگ نی اس شرط پر قبول کیا کہ بعد از حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف کرور تنکہ دیوی
اور پیالہ داس اور جیوند کی ہدایت سی زمیندارونکو اپنی اطاعت کیواسطی گھوڑا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور جب
شراب پندار و عظ جیوند ندیم مفسد نی اسکی مزاج اور دماغ کو مبہوت کیا اور کچھ آدمی سنکر اسکی دفعہ کیواسطے
مامور ہوئی اور بعد جنگ شدید شکست کھاکر اور مجروح ہوکر میدان نبرد سی مفرور ہوئی یہ فتح پیالہ داس کی نام ہوئی
نخوت اور غرور نی اسکی دماغ مین راہ پائی خود رفتہ ہوکر بہکنی لگا امرا تاب اسکی تسلط کی نہ لائی سب نی متفق ہوکر
اسکی قتل مین مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سی جدا ہوکر سلطان احمد شاہ کی دربار مین روانہ
ہوئی اور وہ بکوچ متواترہ بروج کیطرف متوجہ ہوا جب فریقین کا سامنا ہوا فیروز خان مع برادران قلعہ
بروج مین متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نی پھر ایلچی فیروز خان کی پاس بھیجکر پیغام کیا کہ میری جد امجد سلطان
مظفر شاہ نی بحکم قادر بیچون جو اپنا شبیہ اور نظیر نہین رکھتا اس ملک کی حل و عقد کی مہار اس بیمقدار کی قبضہ
اقتدار مین سپرد کی ہی شکر خدا کہ بنیاد قصر رفیع و استوار سلطنت بہ اجزای سپہر احتشام کی حسن اطاعت
اور انام کی موافقت اور معارفت کی سبب جیسا کہ چاہئی استحکام رکھتی ہی مناسب ہی کہ وہ عمرو زید کے
جمع آنی سے مغرور اور فریفتہ نہووین اور افعال و اعمال قبیحہ سی نادم ہوکر دست تمسک دامن معذرت مین
مضبوط کرین کہ بدی کا انجام بد ہی اور وہ جاگیر کہ جد امجد نی تمہین عنایت فرمائی ہی اسپر قانع ہوکر امیدوار اور
الطاف کی بھی رہو بھائیون نی بعد پہونچنی ایلچی اور سننی پیغام خیر انجام کی اس مرتبہ سب نی اندیشہ کیا ہیبت خان نی
جو عم حقیقی سلطان احمد شاہ تھا ایلچی کو رخصت کرکی اظہار ندامت کی سلطان نی اسکو باقسام تلطف
نوازش فرمائی اور رقم عفو انکی جرائد جرائم پر کھینچی اور ہیبت خان مشمول عنایت سلطانی ہوکر قلعہ بروج کیطرف
گیا اور باتفاق فیروز خان اور سعادت خان اور شیر خان سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئی اور اسنی
ہر ایک کو انمین سی بعنایت تازہ سرفراز فرماکر جاگیرون کیطرف رخصت کیا اور پٹن کیطرف سوار ہونیکی
عزیمت کی کہ اس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ کو کہ فیروز خان نی کمک کیواسطی طلب کیا تھا
دار الملک سی گجرات کیطرف آتا ہی سلطان احمد شاہ نی عماد الملک کو مع لشکر کثیر اور مستعد کارزار اسکی
مقابلہ کیواسطی روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری اور باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک جو بعشرت
تمام طی منازل کرکی سلطان ہوشنگ کی قریب گیا وہ کوچ بر کوچ بلا توقف و درنگ نہایت خجالت

ملکو جو ہو شناشاہ

شریک جنگ ہوئی تھی گرفتار کرکے مطیع اور فرمان بردار کیا اور آخر سال یعنی ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین جو ہوا وہ انکو خوش آئی بعد از استخارہ و استشارہ حقائق پناہ شیخ گنجھو قدس سرہ کے آب سابرمتی کے کنارہ ایک شہر جدید بنا کرکے موسوم بہ احمدآباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچکر دارالملک سلاطین گجرات اور قصبہ اساول کو ایک محلات اس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہوں اور بزرگوں کی پختہ ہیں اور اکثر مکان سفالین ہین اور اس شہر کو تین محراب پر دربار بادشاہی کے متصل تین محراب خشت پختہ سے تیار کی ہین اور گچ اور سارو جم سے اسپر استرکاری کی ہے اسکو ترپولیہ کہتے ہین اور ایک بازار نہایت وسیع اور کشادہ ہے جیسا کہ دس اراب ایک دوسرے کے پہلو مین برابر جاسکتے ہین اور دوکانین خشت پختہ لاکھوری سے تیار کرکے اسپر گچ سے استرکاری کی ہے اور قلعہ اور مسجد جامع بنیاد کرکے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد کرکے ہر ایک پورہ مین بازار اور مسجد اور چار دیواری گرداگرد تیار کی ہے اور اگر احمدآباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت جو کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان مین ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر موجود نہین مبالغہ نہووے اور ابھی اس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چارون بھائی ملک علائی بدر کے اغوا سے کہ سردار کلان سے تھا اور کچھ قرابت بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادۂ اعتدال سے منحرف ہوکر اسی کام کی فکر مین ہوئے اور اسپ مخالفت پیر زین کرکے پانون رکاب بغاوت مین رکھا نظام الدین ایدر کو کہ پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطاے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب بہ رکن الدین خان جاگیردار مہراسہ بھی ساتھ انکے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کرکے بہ شان و شوکت بادشاہی مہراسہ کیطرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے منحرف ہوکر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن الدین خان کو قلعہ مہراسہ مین نگاہ رکھکر خود باتفاق راے نظام بموضع انکھور مین جو مہراسہ سے پانچ کوس پر ہے مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنی شیوۂ قدیم پر عمل کیا یعنی جب باغیونکی حدود مین پہونچا اول ایک جماعت علما ملک بدر اور رکن الدین خان کے پاس بھیجا تو پردہ غفلت کا آنکھ نظر بینا سے اٹھاکر راہ راست کیطرف ہدایت اور دلالت کرین لیکن ایلچیون نے جب جواب حسب مدعا نہ سنا رنجیدہ اور دلگیر ہوکر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کرکے قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کیواسطے بھیجکر اسے جنگ کی ترغیب کی واسطے ملک بدر رکن الدین خان اور انکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار مین افواج کو مستعد جنگ کرکے سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف و سنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے انکے دل مین اثر کیا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر قلعہ کیطرف بھاگے اور بہ تعجیل تمام قلعہ میں داخل ہوکر متحصن ہوئے احمد شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر انھین صلح کی بابہ مین ترغیب کی ملک بدر اور انکس خان نے ازراہ مکر و عذر کے جواب دیا کہ اگر فلان فلان امرا قلعہ کے پاس آنکر عہد و پیمان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور ہم قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت مین حاضر ہووین سلطان احمد شاہ انکے حیلہ اور مکر سے غافل ہوکر خان اعظم آذر خان اور ملک اشرف

حسب التماس دروازہ قلعہ کی قریب بھیجا اور سمجھا دیا کہ مکر اور غدر ملک پدر سے پر حذر رہنا اور قلعہ کی اندر نجانا ملک پدر اور انکس خان نی بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتین ملائم کہین۔ اور جب معلوم کیا کہ یہ جماعت یون گرفتار نہوگی کھڑکی قلعہ کی کھولکر ایقاع صلح کی بہانہ باہر آئی اور امرای مذکور انسی قریب تر ہوئی اور گھوڑی پر سوار ہوکر انکی باتو نمین مشغول ہوئی ناگاہ ایک جماعت کہ خندق مین بطور کمین کی تھی انکی طرف متوجہ ہوئی اژدر خان اور عزیز الملک مہمیز کرکی گھوڑی کو سرپٹ پھینک کر احمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور نظام الملک اور سعد الملک گرفتار ہوئی جس وقت کہ انھین قلعہ کیطرف لیچلی انھون نی باواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئی سلطان ملاحظہ ہماری حال کا نکری قلعہ پر تاخت لاوی کہ یہ قلعہ ایک حملہ مین ہاتھ آئیگا سلطان احمد شاہ جنگ سلطان سے متامل ہوکر بعوضی اسی دن اور بقولی بعد تین روز کی مفتوح کیا اور ملک پدر اور انکس خان تیغ قہر و غضب سی ماری گئی اور نظام الملک اور سعد الملک دونون سلامت احمد شاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئی فیروز خان اور ہملرای ایدر پہاڑ اور جنگل مین درآئی اور بعضی کتب تواریخ مین یہ حکایات بنوع دیگر مسطور ہی اختصار کیواسطی اسکی ذکر مین نہین مشغول ہوا اور رنملرای نی فیروز خان سی مخالفت کرکی تمام ہاتھی اور گھوڑی اور سامان شوکت اسکا چھین لیا اور خدمتانہ اپنا اسپر اضافہ کرکی احمد شاہ کی پاس بھیجا اور فیروز خان لاچار ہوکر ناگور کیطرف جاکر وہانکی حاکم کی ہاتھ سے مقتول ہوا اور سنہ ۸۱۶ آٹھسو سولہ ہجری مین سلطان احمد شاہ نی راجہ جلوارہ پر لشکر کشی کی اور راجہ نی سلطان ہوشنگ سی مدد کی درخواست کی اور احمد سرگنجی اور شہ ملک بیٹا شیخ ملک آدم بہنکری کہ امرای عظام مظفر شاہی سے تھی رشک و حسد ایک جماعت سی کہ احمد شاہ کی درگاہ مین مقرب ہوکر مہمات جمیع خلائق سانکی رجوع کی گئی تھے اور اسی عرصہ مین سلطان احمد جلوارہ مین تھا علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور مردم واقعہ طلب اور فتنہ جو اطراف واکناف سے انکی پاس فراہم آئی بہت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ جب راجہ جالوار کی تحریر کی موافق پہونچا اور اتفاق امرا بھی اسکی ساتھ شنکر حقوق سابق احمد شاہ کو بالکل خاطر سے فراموش اور محو کرکی فرصت غنیمت جانی اور نہایت سامان سی گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور اسکی تاراجی اور خرابی مین تقصیر نہ کی سلطان احمد شاہ نی مقدمات جالوار کو اور وقت پر محول کرکی باشوکت و صولت تمام چنپانیر کی اطراف مین آنکر نزول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ کی مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنی چھوٹی بھائی لطیف خان کو جو بڑا لیاقت دار تھا یہ آمادگی نظام الملک شہ ملک اور احمد سرگنجی اور امرای دیگر کی مدافعہ کیواسطی تعین فرمایا اور ہوشنگ شاہ جو لشکر گجرات کی جنگ سی مظفر شاہ کی عہد مین خوف زدہ تھا اسپ ہزیمت کی باگ گجرات کیطرف سی ایسی موڑی کہ دیار تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد سرگنجی وغیرہ جو وساوس نفسانی اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئی تھی وہ بھی بد حواس اور سراسیمہ ہوکر متفرق ہوئی اور شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک اسکا پیچھا کرکی چلی منزل مین آنکی سازو سلب اور احمال اثقال پر متصرف ہوئی اور آخر کو شہ ملک اور احمد سرگنجی ناچار ہوکر پلٹ گئی اور جنگ کرکی شکست پائی اور دوسری روایت سی یون واضح ہوتا ہی کہ شہ ملک نی انکی تعاقب سی بہ تنگ آنکر شبخون مارا اور اپنی مقصد کو نہ پہونچا اور

اجلال اور مستقر اقبال کیطرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کوہ کرنال اور اسکی استحکام کی اسنے بہت سنی تھی
اور اسطرف کے راجہ نے اُس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی چنانچہ سنہ ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری میں
رای کرنال کی تنبیہ اور گوشمالی کیواسطے اُسطرف نہضت فرمائی اور بعد تاسی و تالی پہاڑوں پر آیا رای کرنال مع افیال و لشکر بیشمار
چند مقام میں اُسکا سد راہ ہوا اور ہر مرتبہ افواج شاہی کے سیلاب تند کے مقابل اُسنے توقف میسر نہوا پسپا ہوکر
قلعہ اول میں جو اُسوقت ساتھ چونہ گچ کے استحکام رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چاروں طرف سے
یورش کر کے اسکو گھیرا اور کام مردم درونی پر تنگ کر کے عاجز کیا راجا بعجز تمام پیش آیا اور ارسال تحف و ہدایا اور قبول باج
اور خراج ہر سال اپنے ذمہ ہمت کر کے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے اپنے دو بھائی سید ابوالخیر اور سید
ابوالقاسم کو جو امرای کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کیواسطے اُس سرحد پر مقرر فرمایا اور عنان مراجعت احمدآباد
کیطرف معطوف فرمائی اور اثنای راہ میں سیدپور کی بتخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے آراستہ تھا
اُسکی بیخ و بن سے منہدم کر کے خاک برابر کیا اور اموال بیقیاس پر متصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے
بہرہ مند کیا اور اُس سال فرخندہ مال میں ملک تحفہ کو جو جاگیرات بہنگری سے سرفراز تھا خطاب تاج الملک دیکر مع
سپاہ خیرخواہ بقصد غزای کفار گجرات کے اطراف واکناف میں مقرر کیا اور اُسنے بیدینوں کی جہاد اور مستمردوں کے
قتل اور باغیوں کے گوشمالی میں جہد موفور پیش پہونچائی اور بار جزیہ اور خراج کا از سر نو اُنکی گردن پر رکھا اور بہت
مشرکوں کو حلقۂ اسلام میں لایا اور ممالک گجرات کا ایسا انتظام کیا کہ کوئی شخص نام کراس اور مواس کا نہ سنتا اور
سنہ ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری میں سلطان احمد شاہ بہ قصد غزا اور جہاد ناناگور کی سوار ہوا اور بعد طی مسافت جویندہ
احوال معابد کفرہ اور متلاشی اخبار مساکن اصنام فجرہ ہوا جسجگہ کے سراغ بتخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے
اُسکی بیخ و بن سے اکھاڑتا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور میں پہونچا اُسکی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور
حضرت خان والی دہلی اُسطرف عازم ہوا جسوقت کہ موضع تنگ میں پہونچا احمد شاہ نے وہانسے برخاست کر کے
مالوہ کی اطراف سے گذر کر احمدآباد کیطرف معاودت فرمائی اسواسطے کہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ
حاکم مالوہ دشمنی کی قدم سے خطۂ سلطانپور اور ندربار کو برہم اور پامال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے تھے
سلطان احمد نے سنہ ۸۲۱ھ آٹھ سو اکیس ہجری میں اُسطرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم
اور جم غفیر قلعہ تنبول کے سرحد پر جو گجرات و دکن اور خاندیس کی سرحد میں واقع ہے نامزد کی اور اسکے بعد خود بدولت
و اقبال ندربار کے حوالی میں پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر میں دم لیا اور وہ جماعت جو قلعہ تنبول کیطرف روانہ
ہوئی تھی وہانکے راجا کو دلاسا اور تشفی کر کے مع تحف و ہدایا سلطان کی پابوسی کیواسطے لائی اور موسم برسات کے
پہونچا تھا اور سلطان احمد شاہ احمدآباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے
یہ خبر سمع مبارک میں پہونچائی کہ راجا ایدر اور چنپانیر و مندل اور نادوت نے عرائض بہیم بھیجکر سلطان ہوشنگ کو
گجرات کی سمت طلب کیا ہے اور اُسیوقت ایک شتر سوار تیز رفتار خطۂ ناگور سے نو روز کے عرصہ میں ندربار میں
پہونچا اور عریضہ فیروز خان بن شمس خان دندانی لایا مضمون اُسکا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپ کو دور دیکھکر

تسخیر گجرات کا ارادہ کیا ہے اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت نہیں ہے فقیر کو
لکھا ہے کہ زمینداران گجرات نے عرائض اخلاص اور پیچھے بھیجکر مجھے طلب کیا ہے لہذا میں عازم گجرات ہوں حضرت
بھی جلد مستعد ہو کر تشریف لائیں کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ بھی آپکی پیشکش کرونگا جو حضرت میرے
قبلہ و کعبہ ہیں لہذا واجب و لازم جانکر اطلاع دی کہ سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش بکوچ متواترہ
آب نربدہ سے عبور کرکے مونڈری میں نزول کیا اور کچھ لشکر انتخاب سے ہمراہ لیکر بطور ایلغار ایک ہفتہ کے عرصہ میں
مہراسہ کے اطراف میں پہونچا اور سلطان ہوشنگ نے اسکی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنا
سر کھجایا اور بجناح استعجال اپنے دار الملک کیطرف روانہ ہوا سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کیواسطے
چند روز مہراسہ میں مقام کیا اور راجہ سورت نے یہ خبر سنکر سر حلقہ اطاعت سے نکالا اور ادائے مال مقرر کے
اور خراج معمولی سے انکار کرکے قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعۂ
تھالیر کے بارہ میں کہ جو اسکے بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے فرزند
غزنین خان کو مع ایک جماعت امرا اسکی کمک کو بھیجکر سلطانپور کیطرف مزاحمت بہت پہونچائی اور
اور ملک احمد صاحب نے صوبہ سلطانپور میں قلعہ بند ہو کر عرضیاں شکایت آمیز درگاہ میں ارسال کیں اور
سلطان احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو مع لشکر بزرگ رائے سورت کے دفع تمرد کیواسطے نامزد فرمایا
یہانتک کہ اسنے وہاں جاکر بعد قتل و غارت مال مقرری وصول کیا اور اسیطور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو
جو سرداران کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنین خان کی گوشمال کیواسطے ارسال کیا انہوں نے بھی اثناے راہ میں
نادوت پر تاخت کرکے وہاں کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطانپور کے اطراف میں پہونچے ملک نصیر
تھالیر کیطرف پناہ لیگیا اور غزنین خان کو محیط اپنا دیکھکر بذریعۂ محمد ترک ایک جماعت سلطان کے
ملازمت میں بھیجی اور بعد آمد و شد بسیار سلطان نے رقم عفو اسکی جریدۂ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے
مخلع کرکے خطاب نصیر خانی دیگر امتیاز بخشا اور احمد آباد کیطرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سفر میں یعنے
سنہ ۸۲۲ آٹھسو بائیس ہجری میں گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ منڈل کا مکافات اور انتقام آسرکی
رجوع فرمایا اور خود بدولت مہراسہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لئے مالوہ کیطرف مع لشکر
آراستہ باوجود حرارت ہوا اور مسافت تنگی راہ کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ
کیواسطے تاخت کی اور کالیادہ میں پشت بر دیوار کرکے زمین قلب پر فروکش ہوا اور اپنے سامنے کے بڑے درخت
قطع کرکے خاربندی کی اور سلطان احمد شاہ نے صحرای کشادہ میں ایستادہ ہو کر یہ تجویز کی کہ سردار میمنہ کا
احمد ترک اور میسرہ کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ کا عضد الدولہ ہو اتفاقاً اثنای
ہنگام میں کہ متوجہ جنگگاہ ہوا عبور اسکا ملک فرید کے دائرہ پر پڑا اور اسجگہ ایک خدمتگار کو اسکی طلب کیواسطے
بھیجا اور اسی خطاب اسکے باپ کا عماد الملک ارزانی فرماکر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کیا کہ
ملک فرید تیل بدن پر ملکر بعد ایک ساعت کے آویگا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہے اور فرید اس تاخیر میں ہے
آخر افسوس اور ندامت کھینچیگا اسی عرصہ میں ملک فرید بلا توقف جنگگاہ کیطرف متوجہ ہوا جب

دونون بادشاہ ایک دوسری کی مقابل ایستادہ ہوئی اور لشکر فریقین جوش وخروش مین آئی ایک ہاتھی
فوج سلطان احمد شاہ سی سلطان ہوشنگ کی لشکر کیطرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نی سوارونکو ہر طرف
دوڑایا غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نی تیر خانہ کمان مین جوڑ کر ہاتھی کو مارا وہ زخم کھاکر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے
بہادران جنگ جو برآمد ہوکر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئی اور اضطراب تمام مردم گجرات کی دل مین راہ پایا
اور جو کہ ہوشنگ شاہ فیروز جنگ نہ تھا صورت فتح اسی جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ مین ملک فرید نے
سیدان کیطرف متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی ضیق راہ اور خاربندی کی سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نی
کہا کہ مین ایک راہ جانتا ہون اور ممکن ہی کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف
قدم راہ مین رکھا اور جسوقت دونون لشکر کا سامنا ہوا غالب اور مغلوب کی تمیز نہوتی تھی ملک فرید
سلطان ہوشنگ کی پیچھی سے ظاہر ہوکر شیر گرسنہ کیطرح اسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نی اسوقت
بھی حرب سخت کی جب نصیب نی یاری نہ کی کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سی پھیر کر مندو کیطرف راہی ہوا سلطان
احمد شاہ مظفر اور منصور ہوکر تھوڑا تعاقب کرکی فروکش ہوا اور گجرات کی سپاہیون نی ایک کوس مندو تک
پیچھا کیا اور جب سلطان ہوشنگ بدحواس ہوکر بھاگا غنیمت بہت فوج کی ہاتھ آئی صغیر وکبیر متمول اور
مالا مال ہوئی اور درخت ثمر اور غیر مثمر جسقدر کہ مندو کی اطراف مین تھی قطع کرکی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور جو موسم برسات پہونچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو
کہ سر راہ تھی اسی پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کرکی جشن متواتر اور پیہم کرکی مستحقین اور علما
اور سادات کو مبلغہای خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سی اس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا اسے
الطاف خسروی سی امتیاز بخشکر خطاب ارزانی فرمائی اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نی قلعہ
سونگرہ کی مرمت کرکی ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراوان کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت وتاراجی کا
حکم فرمایا ایلچی سلطان ہوشنگ حاضر ہوکر طالب صلح ہوئی سلطان احمد شاہ نی قبول کیا اور مراجعت
کیوقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین پای عزیمت رکاب سعادت مین
لاکر بقصد تسخیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہانکا راجہ بعجز وانکسار
پیش آیا سلطان احمد شاہ نی پیشکش لیکر زر ہرسالہ اسپر مقرر کیا اور اپنی دار الملک کیطرف سعادت کی
اور اسواسطی کہ سلطان ہوشنگ نی پھر سخنان موحش سی نزہت سرای خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا
سلطان احمد شاہ نی سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر ولایت
مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو مین پہونچکر سارنگ پور کی دروازہ کیطرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان
محاصرہ مین کوشش کرکی امرا پر مورچل قسمت کئی اور جو سلطان ہوشنگ اس قلعہ کی استحکام کی سبب سی
مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہوکر اس سی ایک یادگار
دست روزگار مین رہی پھر تخت گاہ کو اپنی ایک ارکان دولت کی جو وفور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے
موصوف تھا سپرد کرکی خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سی برآمد ہوکر جاجنگر کیطرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی

اور خوب دستیاب کرکی مراجعت کری اور جب اپنی قوت مردی سی جاجنگر کیطرف گیا اور ساتھو اسکی تفصیل کی
کہ اپنی مقام مین ذکر اسکا ثبت ہوا ہی فیلان قوی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کی پلٹ آیا اور دار الملک مین داخل ہوکر نشان
کنگرہ پر بلند کرکی نقارہ شادی کی بجائی سلطان احمد شاہ کہ سلطان ہوشنگ کی سوار ہونی سے واقف نہ تھا
سبب نشان کنگرہ پر بلند کرنی اور نقارہ شادی کی بجانیکا استفسار فرمایا خدمتگارون نی حقیقت حال جو کہ دریافت
کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نی اس امر سے متعجب ہوکر فرمایا کہ ایسی قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کرون کہ باوجود
ایسی سپاہ کی کہ قلعہ کو ہر اطراف سی محاصرہ کرکی مقیم ہی اور وہ قلعہ سے برآمد ہوکر مملکت بیگانہ دور دست مین
جاکر چھ مہینی کی بعد واپس آیا اور پھر اصلا خبر نہوئی پھر اس قلعہ کی تسخیر سی قطع نظر کرکی ولایت مالوہ [illegible] آیا اور اسکو [illegible]
خرابی بہت پہونچائی اور اسرے اور سلطان ہوشنگ سی چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور تائیدات آسمانی سی ہر دفعہ غالب آکر
گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور میری استاد ملا احمد نی تاریخ الفی مین یہ حکایت اس طور سی مرقوم خامہ صحت فرمائی ہی کہ سنہ ۸۲۵
آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ [illegible] سر ہنکر جاجنگر کیطرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ ایک عرصہ سے
سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ مین کسیطرف جاکر پوشیدہ ہوا ہی اور امرا اور افسران سپاہ اسکی ولایت تقسیم کرکی متصرف
ہوئی ہین بدین سبب ولایت گجرات سی کوچ ہای متواتر مالوہ کی سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیر کو کہ ممالک مالوہ سی ہی بصلح لیکر قلعہ مندو کی
قریب آیا اور جب امرا باقدام ممانعت و مدافعت پیش آئی محاصرہ مین مشغول ہوا اور لشکر تاخت کیواسطی اطراف
مالوہ مین بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نرکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ [illegible]
فتح نہوگا کوچ کرکی اجین کیطرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہیونکو تقسیم کرکی اسکی محصول پر متصرف ہوا اور اسباب
قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سی طلب کیا اور بعد اسکی ملک مقرب کو نواح سے جو کچھ طلب
کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا اور سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعۂ مندو کیطرف گیا اور ملک مقرب کو نایہ کور کی
راہ کی انتظام کیواسطی مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اسوقت خبر سلطان ہوشنگ کی معاودت کی
شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نی اپنی امراکو جو پرگنات کی لینی مین مصروف تھی سب کو اکٹھا فراہم کرکی ارشاد کیا
کہ بدستور سابق ولایت کی درمیان مقام کرکی جہات اربعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سی سارنگپور کی
جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نی اسکی ارادہ سی اطلاع پائی خود دوسری راستہ سی سارنگپور
پہونچا اور از راہ مکر و دغا ایلچی سلطان گجرات کی پاس بھیجکر اسقدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نی
سارنگپور کی قریب پہونچکر خندق کنی اور خار بندی اور شب بیداری مین سستی کی اور اسی شب کو کہ شب
دوازدہم محرم سنہ آٹھ سو چھبیس ہجری تھی سلطان ہوشنگ نی یکبارگی اسکی اردو پر شبخون لیجاکر بہت
گجراتیون کو کہ غافل تھی قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئی سلطان احمد شاہ بیدار ہوا
دولتخانہ کی دروازہ پر ملک جونا کا بدار کی سوا کسی متنفس کو وہان نپایا اور گھوڑی چوکی کی جو حاضر تھی ایک گھوڑی پر
خود سوار ہوا اور دوسری پر ملک جونا کو سوار کرکی صحرا کیطرف متوجہ ہوا اور وہان پہونچکر ایک گوشہ محفوظ مین
ایستادہ ہوکر بعد ایک ساعت کی ملک جونا کو اردو کیطرف مخبری کو بھیجا ملک جونا جب اردو مین آیا دیکھا
کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع اپنی مردمان ہمراہی دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتی ہین سب نی اسے دیکھکر

سلطان احمد شاہ نے ہر چند ہر طرف ہونا نے سیف خان بیان کرکے دونوں ہمراہ لیکے سلطان کی خدمت میں حاضر جو سلطان غیر مسلح تھا ملک مقرب نے اپنی ہتھیار سلطان کی زیب تن فرمائی اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان نے فرمایا ایک ساعت تابر او تحمل کرو کہ سپیدہ صبح ظاہر ہو وے اور ملک جونا کو پھر اردو کیطرف بھیجا تو تفحص احوال کرے کہ سلطان ہوشنگ کہاں ایستادہ ہے اور کس کام میں مشغول ہے وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت میں مصروف ہے اور سلطان ہوشنگ مع اسپان و فیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام میں اردو کی کنارہ ایستادہ ہوکر تاراجی کی سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کیوقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کی دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان کی فرزند اور لباس سے اسے پہچانکر آگی بڑھا اور دونوں بادشاہوں میں جنگ عظیم ہوئی اسقدر دونوں نے جان بازی میں بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونوں زخمی ہوئے اس عرصہ میں فیلبانان گجراتی اُن ہاتھیوں کو جن پر سوار ہوکر گرفتار ہوئی تھی اپنی صاحب کو پہچانکر باتفاق یلدگیر ہاتھیوں کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر پیلکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لاکر بدحواس ہوکر قلعہ سارنگ پور کیطرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیوں کی اردو سے لوٹ لیگئی تھی پھر اُنکی ہاتھ آیا اور علاوہ اسکی سات ہاتھی نامی جاجنگر کی شوکت احمد شاہ میں اضافہ ہوئی اور جب وہ سارنگ پور کی محاصرہ سے بہ تنگ آیا بقصد معاودت واپسی برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پاکر سارنگ پور کی قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان احمد شاہ کا پیچھا کرکی قتل و غارت میں تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نوسو نفر مالوی ماری گئی سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سارنگ پور میں در آیا اور پھر کئی ہاتھی فیلان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ اُنسی نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی میں شریک ہوئی اور اسکی بعد سلطان احمد سالماً غانماً احمد آباد کیطرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کھٹو کو کہ اس فتوحات کی بشارت دی تھی اعزاز و احترام بہت فرمایا گجراتیوں کا اس جناب کی دل میں اعتقاد اور اخلاص اندازہ سی زیادہ بہم پہونچا اور اسوجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر میں نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت میں مشغول ہوئی اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو اُنتیس ہجری میں اپنی شہنشاہ صاحب اقبال کی ہمراہ رکاب ایدر کیطرف متوجہ ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابرمتی کی کنارہ ایک شہر جدید احداث کرکی اسکا نام احمد نگر رکھا اور ایک قلعہ بھی اسکی پہلو میں بنا فرمایا اور افواج اپنی ولایات کی حدود میں بھیجکر آتش غضب ہر تر و خشک میں لگائی اور جو شخص ہاتھ آیا اسی زندہ نہ چھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کرکی مع خیل و حشم ولایت ایدر میں آیا اور سوای اس قلعہ کی کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز میں تین قلعہ اس مملکت سی مفتوح فرمائے اور پونجا رای نے بالنسی بھاگ کر بیجانگر کی پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کیطرف معاودت کی اور دوسرے سال کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کیواسطی منعطف کی اور پونجا رای نے اپنی باپ دادا کا اندوختہ صرف کرکی سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائی اور بقدر امکان دست و پا ماری آخر کو لاچار ہوکر اپنی مملکت موروثی سے نکلگیا اور پرکار کی مانند اپنی ولایت کی گرد پھر کر حرکت مذبوحی کرتا تھا یہانتک کہ جمادی الاول کی پانچویں تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری میں ایک جماعت

تاریخ

لشکر یاں سلطان سے بحمایت ایک جماعت علف لانیکے واسطے دامن کوہ ایدر میں روانہ ہوئی پونجارای نے
فرصت پاکر اُن پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھاکر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلان بزرگ گجراتیوں نے
دستیاب کرکے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیوں نے فیل کی بیجائی سے اُسکا تعاقب کیا پہاڑ کی دری میں کہ راستہ
تنگ تھا یکایک اُسکے سر پر جا پہونچے جو راستہ ایک تھا پونجارای نے جنگ پر آمادہ ہوکر گجراتیوں کو حرب سے
باز رکھا اُنمیں فیلبان کہ نہایت مردانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے کمک پہونچی اور فرصت ہے حق نمک کا پاس کرکے
حلال نمکی پر کمر باندھی ہاتھی پونجارای کیطرف ہولکر دوڑایا اور گھوڑا اُسکا رم کرکے پہاڑ سے گرا راکب اور مرکوب
دونوں ہلاک ہوئے قصہ پاک ہوا فیلبان بغیر اسکے کہ کوئی اس امر سے واقف ہووے ہاتھی کو لشکر گجرات میں
لایا اور مردم ایدر شکست کھاکر اپنے مالک کی لاش خاک و خون میں آغشتہ چھوڑکر اپنے مقام میں آئے کسی نے
اُسکی خبر نہ لی دوسرے دن اتفاقات سے ایک شخص سلطانی پونجارای کی لاش پر گذر گیا اُسے پہچانا سر اُسکا
تن سے جدا کرکے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا اور سلطان اس حال کی تحقیق کیواسطے کہ یہ سر کسکا ہے آدمی اُسکی
شناخت کو طلب کیے کسی نے اُسے نہ پہچانا آخرالامر ایک شخص کہ چندروز پونجارای کا نوکر رہا تھا اس بعد
مدت مدید سے گجراتیوں کے اردو میں نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اُسکی پونجارای کے سر پر پڑی پہچانا اور
اس سبب سے کہ اُسکا نمک کھایا تھا پہلے اُس سر کا سجدہ کیا اُسکے بعد احمد شاہ سے عرض پرداز ہوا کہ یہ سر
پونجارای کا ہے سلطان کو اُسکی وفاداری پسند آئی اُسپر نظر التفات مبذول فرماکر بزرگ کیا بیت
مباش غافل از اخلاص و کارسازی او ۔ کہ بہرہ مند کند عاقبت ترا اخلاص پھر سلطان دوسرے دن
ایدر کیطرف متوجہ ہوا اور افواج بھیجکر اُس ولایت اور بیجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور بیرار
فرزند پونجارای نائب مناب پدر ہوکر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا اور ذمہ دار باج و خراج ہوکر یہ اقرار کیا کہ میں
ہر سال تین لاکھ تنگہ نقرہ بلا عذر خزانہ عامرہ میں داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صفدر الملک کو احمدنگر میں
چھوڑکر ولایت لنواڑہ کو پامال اور تاراج کرکے احمدنگر کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۸۲۳ھ آٹھ سو تئیس ہجرے میں
سلطان احمد شاہ نے پھر ایدر پر چڑھائی کی اور صفر کی چھٹی تاریخ سنہ مذکور میں ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح
کیا اور قلعہ میں داخل ہوکر شکر الٰہی بجالایا پھر اُسمیں مسجد جامع بناکر احمدنگر تشریف لیگیا اور سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو
تینتیس ہجری میں راجا کانٹھا اور جالواڑہ کے راجا کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب ہم پر
چڑھائی کرکے ہاتھ صاف کریگا صلاح جلاوطنی میں دیکھی اور اسباب و اموال لیکر راہ فرار پائی اور یہ خبر احمدآباد
پہونچی ایک فوج اُنکے تعاقب میں روانہ ہوئی راجہ کانٹھا افتان و خیزان اپنے تئیں ولایت آسیر اور برہانپور میں
پہونچایا اور دو فیل لکات مغلوک نصیر خان کے پیشکش کیے اور اُسنے بسبب حمایت قرابت بادشاہان دکن
سلطان گجرات کے حقوق تربیت بہ عقوق مبدل کرکے اُسکو اپنی ولایت میں جگہ دی اور بعد چندروز کے کانٹھا
نصیر خان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس بھیجکر التماس اعانت کی وہان سے
کچھ لشکر اُسکی مدد کیواسطے تعین ہوا تو کچھ مواضع ندربار اور سلطانپور کے تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ
اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اُس مہم کے تدارک کیواسطے مع مقرب الملک سپہ سالار اور افسران کلان مثل سید

ابوالخیر اور سید ابوالقاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندربار مین بھیجا اور جنگ کرکی لشکر دکن پر ظفر پائی
چنانچہ ایک جماعت کثیر دکنیون سی قتیل اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کیطرف بھاگے اور
جب یہ خبر سلطان احمد شاہ بہمنی کو پہونچی اپنی فرزند بزرگ شہزادہ علاء الدین اور منجھلی بیٹی مشہور خانخانان کو شہزادہ
جنگ کیواسطی بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امرای معتبر دکن سی تھا سپہ سالار کرکی مہام سپاہ کا سرانجام انکی
سپرد کیا اور شہزادہ علاء الدین نی قدر خان کی صوابدید کی سبب بلوچ متواتر قلعہ دولت آباد مین نزول فرمایا
اور اسی منزل مین نصیر خان شہزادہ کی زوجہ کا باپ اور اسکا خسر ہوتا تھا باتفاق راجہ کانھا اور راجہ جانوارہ
اردوی دکنیون مین ملحق ہوئی انھین قوت تمام حاصل ہوئی پھر انھون نی چند منزل سبقت کرکی پیشقدمی کی اور
مانک پنج کی گھاٹی پر محمد خان شہزادہ انکی مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثنای کارزار مین ملک تھرب
اور قدر خان دونون سپہ سالار بسبب اتفاق آپس مین سرگرم و تنہا ہوئی اور قدر خان پشت مرکب سی خاک
مذلت پر گرا اسی درمیان مین ملک افتخار الملک نی حملہ کرکی شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم و برہم کرکی منتشر کیا
اور فیلان کوہ پیکر کو غنیمت مین لیا اور شہزادہ دکن کا پای ثبات اس سے زیادہ تر زمین کین مین نہ جم سکا
دولت آباد کیطرف بھاگا اور نصیر خان اور کانھا کلند مین جوکہ ولایت خاندیس مین واقع ہی پناہ لیگئی اور
محمد خان نی شکر قادر ذوالجلال ادا کرکی اپنی ولایت کیطرف مراجعت کی اور اسی سال قطب نام ایک
شخص کہ گجراتیون کیطرف سی جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی
تلافی کی فکر مین رہتا تھا اسوقت فرصت پاکر حسن عزت المخاطب ملک افتخار کو بھیجا اور اسکی حسن تدبیر
اور کوشش سے وہ ولایت دکنیونکی قبضہ مین آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اسکی استخلاص اور انتزاع کی
فکر مین ہوا اور اپنی چھوٹی بیٹی ظفر خان کو یہ سرداری افتخار الملک اس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کو تو ال بندر دیو
لکھا کہ بنادر کی جہاز دنکو مہیا کرکی ظفر خان کی ملازمت مین حاضر ہو اور مخلص الملک نی حسب الحکم بتعجیل تمام
ستر زنجیر جہاز خرد و کلان بندر دیپ اور بندر گھوگا اور خطہ کنبایت سی بہم پہونچا کر ولایت مہایم کی
قریب ظفر خان کی خدمت مین مشرف ہوا ظفر خان نی باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کی راستہ سی
روانہ کرکی خود خشکی سے متوجہ ہووی اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ مین کہ وہان بھی دکنیون کا تھانہ تھا
پہونچی شہزادہ نی افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کی ہمراہ اپنی سے پیشتر روانہ کیا اور
کوتوال اس بلدہ مین قلعہ بند ہوا امرای مذکور نی محاصرہ کیا محاذی اسکی جہاز بھی دریا سے آپہونچی راستہ
مسدود کیا اور دو تین دن جنگ قائم رہی اسکی بعد ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نی قلعہ سے برآمد ہوکر
داد مردی اور مردانگی دی جب کوئی اسکی کمک کو نہ پہونچا لاچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار پائی اور شہزادہ
امرا کی صوابدید سے ایک فوج تھانہ مین چھوڑکر مہایم کیطرف عازم ہوا ملک افتخار نی بڑی درخت چنار
کا لنگر مہایم کی ساحل کو خار بست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہوکر صفوف جنگ
آراستہ کی اور آتش قتال گرد نار ہی تک مشتعل ہوئی اور ابتدای طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب
جہانتاب تک طرفین کی دلاوران نی حرب و ضرب مین سعی کی اور طرفین سی بہادران جانباز اور تہمتنان نامی

مقتول ہوئی اور ایک دوسری کی خون سی بساط رنگین روی زمین پر کھینچا اس درمیان میں ہمای ظفر نی ظفر خان کی
چتر پر سایہ کیا ملک التجار شکست کھاکر ایک جزیرہ میں اس خطہ کی در آیا اور استحکام میں کوشش کی
اور جب جہاز دریا کی راستہ سی پہونچی سپاہ گجرات نی بحر و بر کو گھیر لیا ملک التجار نی ایک عریضہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کو بھیجکر کمک طلب کی سلطان احمد شاہ نی دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنی چھوٹی بیٹی محمد خان کے
ہمراہ کرکی خواجۂ جہان وزیر کو صاحب اختیار اس لشکر کا کرکی روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کی قریب
پہونچا ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پاکر شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد
گفتگوی دراز اور رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ پہلی کوشش خطۂ تھانہ کی استخلاص میں کرنا چاہئی چنانچہ اس
قرار کی موافق تھانہ کیطرف متوجہ ہوئی اور شاہزادہ ظفر خان بھی مستعد جنگ ہوکر وہاں کی مردم تعینہ کے
کمک کی لئی روانہ ہوا اور تھانہ میں فریقین کا سامنا ہوا پہلی دن غروب آفتاب تک دونوں لشکر
جنگ میں مصروف رہی آخر کو لشکر دکن نی شکست کھائی ملک التجار قصبہ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ
مع فوج ہمراہی دولت آباد کیطرف راہی ہوئی اور ظفر خان فتحیاب ہوکر جزیرہ مہایم میں داخل ہوا بعض عمال
ملک [illegible] دریا کی راستہ سی بھاگی تھی جہاز دوڑا کر انھیں گرفتار کیا اور قسم قسم کا لباس اور زر سرخ و سفید
اور بھی غنائم چند کشتی پر بار کرکی اپنی باپ کی خدمت میں ارسال کی اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف میں
لاکر امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا پھر اس سال خبر پہونچی کہ فتح خان سلطان گجرات کا بیٹا جو سلطان
مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر شیخ علی والی کابل کی جنگ میں مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نی لوازم
ماتم پرسی اور زیارت کی پوشیدہ پیش کیپہونچاکر اسکی روح پر فتوح کی ترویج کیواسطی زر سرخ و سفید
فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نی سنہ ۸۳۵ آٹھ سو پینتیس ہجری میں شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کے
سرحد میں مقیم تھا اسی گجرات کی محافظت کیواسطی مقرر فرمایا اور خود بشوکت تمام چنپانیر کو
سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان جنگ درست کرکی بگلانہ کی سمت کہ سورت کے
قریب ہی آیا اور وہاں کا راجہ جو شاہ گجرات کا مالگذار تھا متحصن ہوا ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادہ
محمد خان نی اپنی والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سی محروم ہی اور طول ایام سفر کی سبب ملازمین اور خوانین اپنی
مکانوں میں گئی اب زیادہ جمعیت اس حدود میں نہیں ہی اور سنا جاتا ہی کہ سلطان احمد بہمنی ولایت
بگلانہ میں آیا ہی اور اسطرف کا بھی ارادہ رکھتا ہی جب یہ عریضہ سلطان احمد شاہ کی ملاحظہ میں آیا چنپانیر کا
محاصرہ اور وقت پر محول کرکی نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اس ملک کو بھی نہب و تاراج کرکی بکوچ متواتر
قصبہ نذربار میں نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امرای سرحد شرف خدمت سی مشرف ہوکر
محظوظ اور مسرور ہوئی اور اس مقام میں مخبر خبر لائی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی جو قلعہ بہول کی قریب مقیم تھا
سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی سرحد میں چھوڑ کر دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور
سلطان گجرات نی کہ دکنیوں کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا مسرور اور مبتہج ہوکر احمد آباد کیطرف معاودت
کرکی بکوچ متواتر آب تپتی سے عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی نی پلٹ کر قلعہ بہول کو محاصرہ کیا

اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی مین دریغ نہین کرتا ہی سلطان نی ایک ایلچی
مشہور اسمعیل ایلچی کو سلطان دکن کی پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار
ہو کر وہانکی باشندون سی متعرض اور مزاحم نہووین بنای دوستی اور قواعد محبت مین خلل اور زلزل راہ نپاویگا
اور اساس مودت استحکام قبول کریگی سلطان احمد شاہ دکنی نی اس بارہ مین اپنی وزرا اور امرا سے مشورہ کیا
وہ اسوجہ سی کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہی سب یکدل اور یکزبان ہو کر بولی کہ آب غلہ قلعہ مین کم ہی اور اقبال
عدو مال کی برکت سی کمک کی پہونچنی تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہو جاویگا ایلچی نی مشورہ اور عندیہ دکنیونکا دریافت
کرکی اپنی صاحب کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتی ہی آب پتنی سے عبور کرکی بہ تعجیل تمام روانہ ہوا
اور سلطان دکن اس کیفیت سی واقف ہوا اور بھیلون اور قاصدونکو خلعت و انعام وافر سے سرگرم کرکے
فرمایا کہ کمک عنقریب پہونچتی ہی تم اگر آج کی رات ایسا نقش بھرو کہ دست امل دامن مراد کو پہونچی تمہین اسقدر
انعام دونگا کہ تم مال دنیوی سے مالامال اور بی پروا ہوگی جب قدری رات آخر ہوئی بھیلون نی اپنی تئین دامن
قلعہ مین پہونچایا اور آہستہ آہستہ پتھرونکی سہارے سے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر قلعہ مین درآئی اور چاہتی تھے
کہ دروازہ کھولکر مردم دکنی کو قلعہ مین داخل کرین کہ ملک سعادت سلطانی نی آگاہی پاکر اس جماعت کو قتل کیا
بقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کود کر ہلاک ہوئی اور اسپر بھی اکتفا نکرکی دروازہ کھولا اس مورچی پر جو دروازہ
محاذی تھا شبخون لایا اور جو اکثر انمین کی خواب غفلت مین سوتی تھے انکو مجروح اور پریشان کیا اور جسوقت
کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نی ماہیم قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال تمام
اپنی امرا اور افسران لشکر کو طلب کرکی یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہو کر ماہیم پر متصرف
ہوا ہی اگر اسمرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگی ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ
کرکی معرکہ قتال گرم کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کرکی مقابل آیا جنگ عظیم و حرب شدید
واقع ہوئی اژدرخان نی کہ امرای معتبر دکن سے تھا باطمینان تمام گھوڑا میدان مین جولان کرکی آواز بلند مین مبارزہ
طلبکی عضد الملک اسکی مقابلہ کو گیا غرضکہ دونون سردار حرب و ضرب مین مشغول ہوئی اژدرخان
مغلوب ہو کر گرفتار ہوا اسوقت دونون لشکر ملکی تلوار چلنی لگی داد مردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارہ
بازگشت پر چوب پڑی ہر ایک اپنی لشکرگاہ کیطرف متوجہ ہوئی اور جو سپاہ دکن سی بہت آدمی تلف
ہو کر کام آئی تھی سلطان احمد بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنی دارالملک کیطرف راہی ہوا اور سلطان نے
قلعہ تہول مین جاکر ملک سعادت کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہان چھوڑکر مہایم کیطرف راہی ہوا
اور قلعہ تعمیر کرکی نادوت کو تاخت و تاراج کیا اور عین الملک کو اسطرف مقرر کیا اور خود سلطان پور اور
نندربار کی راستہ سی احمدآباد کیطرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کی رای مہایم کی دختر شہزادہ فتح خان کے
سلک ازدواج مین کھینچا اور سراج التواریخ دکن مین قصہ محاصرہ کا اور طرحسی بیان کیا ہی اور یہ تذکرہ طبقہ
دکنیہ مین مرقوم قلم معجز رقم نہین ہوا اور مؤلف کی دل مین یہ حکایت منتشر معلوم ہوئی کہ مورخ دکن نی یہ قصہ
داشگاف اور مفصل نہین لکھا اور جو کچھ مورخین گجرات نی لکھا ہی ساتھ صحت کی قریب تر ہی واللہ اعلم

جب بدونگر مین پہونچا وہانکی زمیندارونسی پیشکش بہت لی اور ولایت کیلوارہ اور دیلواڑہ جو رانا موکل کی
متعلق تھی اور راجہ مذکور قلعہ چیتور مین رہتا تھا حتی المقدور اسکو خراب اور ویران کیا اور جب ولایت میواڑ
اور لقمہ مین آیا پھر ایلادا اور دلاسی کیطرف گیا اور اسطرف کی راجاؤن سے باج اور خراج لیا اور فیروز خان
بن شمس خان دندانی کہ سلطان مظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت مین آیا لیکر لاکھ روپیہ پیشکش لایا
اور سلطان نے اسکی معاف کرکے نوازشہای خسروانہ اسکی حال پر مبذول فرمائی اور گجرات کیطرف
مراجعت کی اور فقرا اور مساکین کو زر خطیر عطا فرمایا اور ۸۴۳ھ آٹھسو تنتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی
جو ملازمان ہوشنگ شاہ سے تھا ولایت مالوہ پر غالب ہوا اور مسعود خان بیٹے محمود شاہ کا بھاگ کر
گجرات مین آیا اور ۸۴۲ھ آٹھسو بیالیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے اسکی تقویت اور اعانت کرکی
بقصد اجلاس اسکی تخت مندو پر مالوہ کیطرف روانہ ہوا اور حوض جلکانک پور تک پہونچا تھا وہان سے
ایک فوج مردم معتمد کاردیدہ سے خانجہان کیطرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کیطرف متوجہ
ہوا تھا تعینات کی اور خانجہان آگاہ ہوکر بطور تاخت اپنی فرزند سلطان محمود کی پاس پہونچا اور سلطان
احمد شاہ نے محاصرہ مین قیام کیا اور ہر روز ایک جماعت درونی و بیرونی آکر بازار جنگ کو رونق دیتی تھے
اور پھر قلعہ مین جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت عزیمت شبخون کی اور مردم قلعہ سے
سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان یکبارگی کہ اسکو خبر مطلق نہ تھی شب تاریک مین قلعہ سے برآمد ہوا
اور گجراتی جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے فریقین کی درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے اور
سلطان محمود نے صبح کیوقت قلعہ مین مراجعت کی اور سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خان کو مع
پانچ ہزار سوار سارنگ پور کیطرف بھیجا وہ اس ولایت پر متصرف ہوا [illegible] اسی درمیان مین عمر خان ولد
سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری مین خروج کرکے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور باوجود اس حال کی سلطان
محمود دفور تہور اور کاردانی سے مضطرب نہوکر اسطور سے قلعہ کی محافظت کرتا تھا کہ کوئی شخص مصارف
لابدی اور اسباب معیشت کی تکلیف نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات مین ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق
اور صامت تکلیف اور ایذا مین مبتلا ہوئی اور جانتا تھا کہ قلعہ بند ہوئی مین مطلب نہین کھلتا ہے
اپنی باپ خان جہان کو قلعہ مین چھوڑا اور خود تارا پور کی دروازہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کیطرف
متوجہ ہوا اور ملک حاجی علی گجراتی کو کہ محافظت کیتل کی راستہ کی کرتا تھا اسوقت سلطان محمود سے
آدمیونسی لڑا اور ہزیمت پاکر سلطان احمد کی خدمت مین حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلان
راستہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے اپنی فرزند ارجمند کو سارنگ پور سے
طلب کیا جب وہ باپ کی ملازمت مین شرف اندوز ہوا ساتھ اسکی تفصیل کی کہ داستان خلجیون مین
ذکر اسکا آویگا سلطان محمود غالب ہوا اور عمر خان کو تہ تیغ کیا اور وبا کہ ہندوستان مین بہت کم
ہوتی ہے گجراتیونکی اردو مین اس شدت کی ساتھ پہونچی کہ آدمیونکو تجہیز و تکفین کی فرصت نہوتی تھی سلطان

احمد شاہ اس سانحۂ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے ... ہوا اور احمد آباد کیطرف
عنان عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں پیمانۂ حیات
اسکا آب بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور بتیس سال
اور چھ مہینے اور بیس روز عمر مستعار سلطنت اور جہانگیری میں بسر کی اور یہ بادشاہ حلیۂ اقسام مکارم اخلاق سے
متحلی تھا اور کمند فتوت اسکی حلقہ زن جان دشمنان اور دست ہمت اسکا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل و انصاف
اور فتوت کا نام رکھتا تھا اور با اخلاق تمام زندگانی بسر کی

[illegible]

بعد ارتحال احمد شاہ [illegible]
اور سال جلوس میں ایدر کیطرف فوج کشی ہوا اور راجہ ... مقام اطاعت میں ہو کر اپنی بیٹی اسکی سپرد کی
محمد شاہ نے اس دختر کی التماس کی موافق وہ مملکت تمام اسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہانسے بدونگر کیطرف گیا
وہانکے مقدموں نے اطاعت اور پیشکش کے ذریعہ سے اپنی ریاست کی محافظت کی بعد اسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی
حکومت کیطرف معاودت کی اور ۸۵۳ھ آٹھ سو ترپن ہجری تک کسیطرف سوار نہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چون
ہجری میں قلعہ چنپانیر کی سمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اس قلعہ کا راجہ مسمی گنگداس بعد جنگ اور ہزیمت
قلعہ بند ہوا اور حسب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر ہر منزل میں ایک لاکھ تنکہ
نقرہ قبول کرکے کمک طلب کی اور اسنے بطمع مال و انتقام کہ جو کچھ گجراتیوں نے مالوہ میں کیا تھا التماس اسکی قبول کی
آخر سال مذکور میں اسطرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اس سبب سے کہ اکثر چار پائی بارکش اسکی از دوری
محنت سفر میں تلف ہوئی تھی اور بیدلی ... اسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کی قرب
وصول سے خبر پاکر خیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دیکر جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہرچند
اسے جنگ خصم کی تحریص اور ترغیب کرتے تھے اصلاً قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کیطرف روانہ ہوا
اور حسب دوبارہ سلطان مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مندو سے بقصد تسخیر مملکت گجرات
نہضت فرمائی امرای گجرات نے آپسمیں اتفاق کرکے اس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز
ساحت مملکت میں زیادہ تر مزاحمت پہونچاتا ہے مناسب ہے کہ آپ سپاہ اور سامان جنگ درست
کریں تو ہم اس سے مقابلہ کرکے رعایا کو اسکی شر سے نجات بخشیں سلطان محمد شاہ نے کسیوجہ سے یہ امر
قبول نہ کیا اور دیپ کیطرف مفرور ہونے پر تھا امرا و وزرا مضطرب ہو کر سلطان محمد شاہ کی زوجہ سے
کہ دولت پر کہ اس عصر میں ذی اقتدار اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ شوہر کو چاہتی ہیں
یا یہ کہ بادشاہی اس خاندان میں رہے اس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمہارا مدعا کیا ہے سب نے یکزبان ہو کر
التماس کی کہ آپکا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہیں کرتا ہے اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہے
آپکو مناسب بلکہ لازم ہے کہ اسکو عزل اور مفارقت پر راضی ہوں تو ہم جسطور سے چاہیں اسے تخت سلطنت سے
اٹھا دیں اور اسکے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان بیس برس کا ہے تخت شاہی پر جلوہ گر کریں ضعیفہ نے

ضرور تھا یہ امر قبول کیا اور اس جماعت نے کفران نعمت پر کمر باندھی محرم کی ساتویں تاریخ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری میں محمد شاہ کو رقم ہستی پہ کزلک بیداد ورق زمانہ سے حک کی اور مورخ مدت ایام فرمانروائی اسکی آٹھ برس اور نو مہینے اور چودہ روز نشان دیتے ہیں۔ اور احمد شاہ نے بعد وفات خدایگان کریم لقب پایا

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمانروائی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الثانی ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری میں اسکی ولادت شہر نذربار میں واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے تخت احمد آباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی نے اسی عرصہ میں قلعہ سلطانپور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا کوچ بر کوچ کرکے دار الملک احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا سلطان قطب الدین شاہ مالوہ کی شوکت وحشمت سے متوہم ہوا اور ایک بقال سے جو اسکی خدمت میں نہایت نیاز اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اسنے کہا صلاح یہ ہے کہ سلطان بانفس مصلحتاً ولایت سورت کیطرف روانہ ہووین۔ اور جب سلطان محمود تھانہ اور لشکر بلاد گجرات میں چھوڑکر مندو کیطرف بازگشت کرے سلطان بطور تاخت مع افواج بحر امواج جاکر باسانی تمام انکو اپنی مملکت سے دفع کرے سلطان اسکی کلام کی تصدیق کرکے اسکی کہنے کے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ امرا اور وزرا امر سے واقف ہوئے اسے سرزنش اور ملامت کرکے اسکی رگ غیرت کو جنبش میں لائے اور مقابلہ اور مقاتلہ کے بارہ میں اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر مع اپنے لشکر مالویان دایرہ سے بھاگا اور اپنے مالک کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس میں سات مرتبہ خلعت پاکر بخطاب علاء الملک بلند مرتبہ ہوا صغیر وکبیر گجرات اسکی آنے سے محظوظ ہوئے اور جشن برپا کئے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب میں الفریقین تھوڑی مسافت رہی سلطان محمود نے یہ بیت ترقیم کرکے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجا **فرد** شنیدم گوی مے بازی دردولت خانہ بی چوگان ٭ اگر داری سر دعوی بیا زین گوی درمیدان ٭ سلطان قطب الدین نے صدر جہاں سے اسکی جواب کی فرمائش کی اسنے یہ لکھا **فرد** اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوی بردارم ٭ ولی ننگ ست ازین کارم اسیر خود بر انجانم ٭ اور اس بیت میں یہ اشارہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے مجلس میں اسیر کیا تھا اور پھر اسپر نظر الطاف مبذول فرماکر ولایت مالوہ عطا کی تھی الغرض صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون سوار ہوا اور راستہ بھولکر اس صحرا میں کہ اسکی دور میں زقوم (تھوہر ۱۲) کے درخت بکثرت تھے جا پڑا اور صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا ایستادہ دیکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کرکے اسکی فجر کو صفوف لشکر آراستہ کرکے جنگ میں مشغول ہوا اور گجراتیون کی میسرہ نے شکست پائی بدحواس ہوکر احمد آباد کیطرف بھاگی اور میمنہ نے انکے مالویان پر غالب اور فائق ہوئی سنہریون نے مالوہ کا راستہ لیا اور دونوں طرف سے دونوں بادشاہ علم پای ثبات زمین کین میں محکم کئے مالویان کی میمنہ نے گمان فتح مطمئن ہوکر گجراتیون کی اردو کی تاخت اور تاراجی میں مشغول ہوئی اور سلطان قطب الدین کی مردم قول جو قطب کی مانند پای ثبات قلب گاہ میں

گرد لی تھی [illegible]

متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اسقدر لڑا کہ کوئی اُسکی پاس نہ رہا اور ترکش تیر سے خالی ہوئی آخر لاچار ہو کر معرکہ سی تیرہ مرد اہل نبرد ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کی اُردو کیطرف گیا اور سراپردۂ خاص پر پہونچکر تاج اور پٹکہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکی اپنی اُردو کیطرف کہ اُسکی عقب تھا پہونچا اور فوج متفرق اُسکی پاس جمع ہوئی اُس مقام میں فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاونگا اور گجراتی یہ خبر سنکر ہوشیار ہوئی اور لشکر کی محافظت کیواسطے گھوڑونکی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نی پہر رات گئی بخاطر جمع سوار ہو کر مالوہ کیطرف معاودت کی اور صبح تک مسافت بعید قطع کرکی گجراتیون کی تعاقب سی محفوظ اور ایمن رہا سلطان قطب الدین یہ فتح عطایا سے جزیل الٰہی سے تصور کرکی مع اگیارہ فیل اور غنائم نفیسہ اپنی باپ دادا کی عیش آباد کیطرف متوجہ ہوا اور بزم عشرت آراستہ کرکی لشکر بیشمار سلطانپور کیطرف بھیجا اور قلعہ مندولیون کی دست تصرف سی برآوردہ کیا اسکی بعد دونو خواہونکی حسن تدبیر سے اُن دونون بادشاہ کی مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب سی جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اُسکا فتح کرنی والا مالک اور مختار ہووے اور اُن دونون بادشاہ سے کوئی رایان اطراف و جوانب کا حمایت اور اعانت میں لشکر نہ کھینچی اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل فرعون صاحب استعداد اور مشرک ہی اُسکا مدافعہ اپنی اوپر فرض شمار کرین اور سنہ آٹھ سو ساٹھ ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ فیروز خان دندانی فوت ہوا اور فیروز خان کا بھائی مجاہد خان بجہد و مردانگی تمام اُس ولایت پر متصرف ہوا اور فیروز خان کی بیٹی نی اپنی چچا کی خوف سی بھاگ کر رانا مقدم چیتور کیطرف جاکر پناہ لی اور جو قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کی درمیان دشمنی تھی رانا نی فرصت پاکر اُسکی امداد قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کی ویران کرے کسواسطی کہ اُسکی باپ دادا کو یہ امر میسر نہوا تھا اور مدت دراز سے اُن ہنود کی دل میں ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریون پر تسلط کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروز خان دندانی سے جنگ کرکی منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی معتبر اُسکی معرکہ گریز میں قتل ہوئی تھی القصہ شمس خان نی یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کیطرف متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نی قلعہ میں داخل ہو کر چاہا کہ اُس شرط کو وفا کری اُنمیں سی ایک مرد بولا کہ کاش ایسی فرزند کی عوض آفریدگار عالم فیروز خان کو بیٹی عطا فرماتا کہ حفظ ناموس کرکی دشمنونکو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اُس بات نی شمس خان کی دل میں تاثیر کی اُسیوقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم میں مصروف ہوا اور رانا کی پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تو بجالایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ ممکن نہیں ہی کسواسطی کہ اگر میں تجھی قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہون تو خلقت اس ولایت کی مجھی زندہ نچھوڑیگی بہتر یہ ہی کہ تم اپنی ولایت کیطرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کی سوا کوئی امر متصور نہیں ہی رانا متاسف ہو کر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور جم غفیر فراہم کرکی پھر ناگور کیطرف آیا اور شمس خان قلعہ کی شکست و ریخت درست کرکی تمام لشکر کی مردان معتبر کو اُس قلعہ میں تعینات کرکی بجناح استعجال

استمداد کیواسطی احمد آباد کیطرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسی مشمول عواطف خسروانہ کرکے
اسکی بیٹی اپنی حبالۂ نکاح مین لایا اور بعد اتمام شادی عروسی شمس خان کو حضور مین نگاہ رکھا اور رای رام چند
اور ملک گدا اور بعضی امرای دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اور انھون نی رانا سے جنگ کرکی بہت گجراتی آنکی تیغ
خونریز سے مقتول ہوکر جنت کیطرف راہی ہوئی بقیۃ السیف نی راہ فرار نباہی قطب الدین یہ خبر سنکر طیش مین
آیا اور خود مع افواج بحر امواج ولایت ناگور کیطرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ ابورا کی اطراف مین پہونچا کچھ فوج
بہ سپہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کیواسطی نامزد کی اُسنی قلعہ پر جنگ بیصرفہ کرکی آدمی بہت
ضائع کئی اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت کھاکر مراجعت کی لہذا سلطان خود رانا کی دفع کیواسطی متوجہ ہوا اور اُس
قلعہ کیطرف التفات نہ فرماکر سروہی کی سمت آیا اور وہان راجپوتون اور رانا کی عزیز و اقارب کی ساتھ
جنگ عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ نی غالب اور دلیر ہوکر مخالفون کو متفرق اور پریشان کرکے
دشت ادبار کیطرف آوارہ کیا اور وہانسی بہ سبیل استعجال کوہستان کونبلمیر ولایت رانا کو پہاڑ مین در آیا
اور اکثر ولایت کو ویران اور بہت سی عورات اور اطفال ہنود اسیر کرکی قلعہ کونبلمیر کا آنکر محاصرہ کیا اور لشکر
رانا کو چند مرتبہ شکست دی اور ایک جماعت کو علف تیغ اسلام کیا آخر کو خود جنگ مین مشغول ہوا
اور شکست کھاکر قلعہ کیطرف بھاگا اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین بلحاظ محکمی قلعہ یہ امر قبول
کرکی اور پیشکش وافر لیکر گجرات کیطرف آیا اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اسوقت برسم
رسالت گجرات مین آیا اور سلطان محمود کیطرف سی یہ پیغام دیا کہ گذشتہ کو لاینذکر سمجھکر فی الحال صلح
اور عہد تازہ کرکی باتفاق رانا کو حرف علت سمجھکر درمیان سے دفع کرین اور جسقدر ولایت رانا گجرات کے
متصل ہی عساکر قطبی نہب و تاراج کرین اور بلاد اور قرایای میوات اور اہمیر کو لشکر مندو تاخت کرکی اسکی
خرابی مین تقصیر نکرے اور عند الحاجت ایک دوسری کی امداد اور اعانت مین سرگرم رہین جب علما
اور فضلا جانبین سے چینانیر مین آنکر جسطرح پر سے کہ مذکور ہوا عہد و پیمان بجالائی اور ساتھ ایمان کی موکد کرکی
عہد نامی علمای عصر کی مہر و گواہی سی درست ہوکر تقسیم ہوئی سنہ ۸۶۱ آٹھسو اکسٹھ ہجری مین سلطان قطب الدین
مع لشکر بسیار رانا کی ولایت کیطرف متوجہ ہوا اور اثنای راہ مین قلعہ دیور کو لیکر اپنی ایک امرا کی سپرد
کرکی آگی بڑھا اور اُسی اوقات مین سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سی اُس ولایت مین آیا رانا اُسکی حرب سے
متوجہ ہوا چاہتا تھا لیکن سلطان قطب الدین سروہی سے بتعجیل تمام ولایت کینانیر مین پہونچا اسوجہ سے
جنگ مالویونکی توقف مین ڈالکر گجراتیونکی حرب مین قیام کیا اور شکست فاحش کھاکر ایک مقام قلب مین
کہ چیتور کی سرراہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نی وہان جاکر نائرہ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا
اور جب رات ہوئی طرفین نی اپنی لشکرگاہ مین مقام اور آرام کیا دوسری دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ
طرفین نی آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کی مانند حرب مین
تردداتِ مردانہ کرکی غالب آیا رانا پہاڑ مین مختفی ہوا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس سلطان
قطب الدین کو دیکر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاونگا اور اس سبب سی کہ سلطان محمود

پیشتر از لشکر گجرات رانا کی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نی اظہار رنجش کر کی احمد آباد کیطرف
سعاودت کی اور ترغیب مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سی وقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالی اسکی
اسم کی ذیل مین تحریر ہوگا اور سنہ ۸۶۱ آٹھسو اکسٹھ ہجری مین رانا نقض عہد کر کی مع پچاس ہزار سوار قلعہ ناگور کیطرف
متوجہ ہوا اور وہانکی حاکم نی مشتمل کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اسی رات کو کہ سلطان صحبت
شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر کی پاس لایا اور وہ اسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور
جب اسی شراب کی نشہ مین مست اور مدہوش پایا انتظار ہوشیار ہونیکا نہ کھینچا اور اسی محفہ مین سوار کر کی
شہر سی برآمد ہوا اور دوسری دن ایک منزل جاکر ایک مہینی تک اجتماع فوج کیواسطی متوقف ہوا مخبرون نی
جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہونچائی متنبہ ہوکر اپنی ولایت کیطرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان قطب الدین
سنکر شہر مین آکر عیش و عشرت مین مصروف اور مشغوف ہوا اور پھر اسی سال سلطان قطب الدین سروہی
کیطرف فوج کش ہوا اور وہانکا راجہ جو قرابت قریب رانا سی رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کنبل مین در آیا
اور لشکر احمد آباد کا تاخت و غارت مین مصروف ہوا اور جو آنہی دنون مین سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چیتور پر
تاخت لائی تھی اور سلطان قطب الدین تعاقب کر کی اسی کہین ٹھہرنی ندیتا تھا یہانتک کہ وہ قلعہ کنبل مین در آیا
اور بادشاہ اسلام نی چندروز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سی کچھ فائدہ نہوگا وہانسی برخاست کی
اور ولایت چیتور اور دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کر کی مع غنیمت بیقیاس دار السلطنت کی
سمت معاودت فرمائی اور بعد چندروز کی سید قطب عالم کی زیارت کو قصبہ بتوہ مین گیا اور دل مین یہ بات
تھی کہ کیا خوب ہووی جو آفریدگار عالم اس بزرگوار کی برکت سی مجھی فرزند شائستہ سلطنت کرامت فرماوی
سید قدس سرہ نی باطن کی صفائی سی یہ دریافت کر کی سلطان سی فرمایا تمہارا چھوٹا بھائی حکم فرزندی رکھتا ہی
اور خاندان مظفر شاہی کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نی پابوس ہوکر مجلس سی برخاست کی اور
اسی عرصہ مین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تیئیسوین تاریخ سنہ ۸۶۳ آٹھسو تریسٹھ ہجری مین اسکی
عنقای روح نی قاف عزلت جسم کی سراپردہ بقا کیطرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی حظیرہ مین مدفون
ہوا اور مناشیر اور فرامین مین اسکو غازی لکھتی تھے اور شمس خان بن فیروز خان نی لڑکی اسی دیگر قرابت
بہم پہونچائی تھی سلطان کی زہر دینی سے متہم ہوا اسواسطی مردمان دولتخانہ نی ہجوم کر کی اسی قتل کیا اور سلطان
قطب الدین کی والدہ نی حرم سرا مین شمس خان کی بیٹی کو اسی علت اور تہمت مین ماخوذ کر کی بہت سی
اغراق لونڈیون کو جو اسکی دشمن جان تھین سپرد کیا اور انھون نی اسی تلوارون سی ٹکڑی ٹکڑی کر کی ہلاک کیا
منقول ہی کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اسکا زہر قہر اور غضب سی سرشتہ تھا
خصوصی شراب کی نشہ کیوقت مجرمونکو سوای شمشیر آبدار کی نہ پوچھتا تھا اور گنہگارون کو خنجر جانگداز کی سوا
نہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور چشم پوشی اسکی گرد بہت کم پرواز کرتا تھا اور عروس شفاعت اسکی عہد مین
کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اسکی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینی تھی تمام مستی اور
مینوشی مین گذری اور ساغر شراب اسکی لب سی دور نہوا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین اسکا چچا داؤد خان بحسن اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا اور ارکان دولت کی سر پر اقبال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن ہمیشہ بدمعاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کرکی ایک فراش کو جو اسکا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک دیکر امرای کبار سے کیا اور اسیطرح سے اور بھی کام جو ملک داری اور جہانبانی کی شایان اور موافق نہ تھے اختیار کئے طبیعت اسکی سوائے کمینہ پروری اور انحطاط کی میل نفرمانی تھی اسواسطے اہل حل و عقد ساتھ عماد الملک وزیر کی سر گریبان اتحاد سے برآوردہ کرکی داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کی صوابدید سے سلطان قطب الدین کے چھوٹی بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر متمکن کیا اور خلائق کو بقدر مراتب اسکی بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی و عراقی اور ترکی سوا اور خلعت ہای قیمتی کمربند و شمشیر مرصع اور خنجر ہای زرافشان اور ایک کرور تنگہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور سلطان محمود بیگڑہ

واقفان اسرار ملوک پیشین کی یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہے کہ بعد جلوس سلطنت اہل حل و عقد اور قبض و بسط اور داد و ستد سے مراد ہے عماد الملک وزیر باتوقیر کے مفوض ہوئے امور سلطنت اور مہمات مملکت کی خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع و شریف اسکی سلطنت سے راضی اور شاکر ہوئی کسیطرح کا خلل درمیان نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور سیف الملک اور حسام الملک کہ صاحب اقتدار تھے اور خلاصہ ممالک گجرات انکی جاگیر تھے اور بہرہ نہایت فراغت رکھتی تھی دیگ حسد اور رشک کو جوش میں لائی اور بعد چند ماہ کی کہ جلوس سے گذرے تھے اتفاق کرکی بولی کہ ہم عماد الملک کی غلبہ اور سخت گیری کی نفسی بہ تنگ آگئی ہین اگر سلطان اسکو معزول کریگا فہو المراد ورنہ سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکی اسکی بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر بٹھاوین بیت

بسا شمعی کہ نورش خانہ افروخت ✽ چو غافل گشتی آخر خانہ را سوخت ✽ اور بروایت دیگر نظام الدین حسن نے معروض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہے کہ اپنی فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھاوے اور بطور ملک مغیث خلجی کام ہمارا لگا اپنی خاندان کیطرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہے کہ قبل اس سے کہ آتش مکر و غدر اسکی شعلہ زن ہووی چاہئی کہ زنجیر تدبیر اسکی پانون مین ڈالکر دست فکر اسکا دامن مقصود سے کوتاہ کرین سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہے اگر مجلس میں حسب مدعا انکی حکم عماد الملک کی حبس و قید کا نافذ کرونگا یہ لوگ مجھے سلطنت سے معزول کرینگی پھر مصلحت وقت سمجھکر انسے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کی چہرہ حال سے صورت مکر و فریب مشاہدہ کرتا تھا اور اسکی حرکات اور سکنات سے شمیم فتنہ انگیزی میری دماغ مین پہونچتی تھی لیکن اس خیال سے کہ مبادا تم لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی سمجھو مین نے انکی علاج مین کوشش نہ کی الحمد للہ علی ذلک کہ حقیقت حال تم دولتخواہان اور خیر اندیشان پر منکشف اور دریافت ہوئی اب اگر اسکو مقید کرونگا

خاص و عام کے نزدیک ناشکر اور جو ناسپاسی میں بدنام اور منسوب نہونگا اب وہ امر کہ جسمین صلاح
ملک اور فلاح دولت ہو عمل میں لاؤ یہ کہکر عماد الملک کو زنجیر میں سلاسل کرکے پانسو نفر معتمد کے سپرد کرکے
قلعہ احمد آباد کے دروازہ کے پاس مقید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اپنے سر کو اپنی تیغ شمشیر سے اعدا سے
محفوظ رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امرای اربعہ کی دفع کی تدبیر میں ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سردار
اور خاصہ خیل انکے تابع ہیں کسی شخص سے اس امر کا اظہار نہ کیا مدار اپنی تدبیر پر رکھا اور خلا و ملا کی باتین زبان پر جاری
کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہے ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہوں چاہتا ہوں
کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دلکا بخار نکالوں اور اگر امرای کبار اسکی سفارش کرینگے اُنسے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا
یہ خبر امرای اربعہ کو پہونچی دل میں نہایت شاد ہوئے اور آپسمیں کہنے لگے کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم
لوگونکو اُسکی ہرگز شفاعت نکرنی چاہئے سلطان محمود نے ایک شب اسی فکر و اندیشہ میں استراحت نفرمائی صبح
کیوقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنے مہتاب کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کی دفع کیواسطے
قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ میں بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا ناگاہ فیلخانہ کے گماشتہ ملک عبد اللہ کو دیکھا کہ زیر قصر
ایستادہ ہے اور کچھ عرض کرنیکا ارادہ رکھتا ہے لیکن جرأت نہین کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر
عبد اللہ نے غیر کو وہاں ندیکھکر عرض کی کہ سلطان کا عماد الملک کے مثل کوئی دولتخواہ نہین اور امرای اربعہ نے جو کچھ اُسکی
نسبت معروض کیا ہے سب بہتان اور خلاف ہے اور امرا خود عازم و جازم ہین کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ
کرین سلطان نے اُسکی تعریف کرکے فرمایا کہ تونے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی اور میں بھی چاہتا تھا کہ عماد الملک کو
علی الصباح قتل کروں لازم ہے کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرے اور صبح صادق کیوقت تمام فیلان کو مستعد اور
مکمل کرکے دربار میں حاضر کرے الغرض جب نیر اعظم کی اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی
اور ملک بہاء الدین اور ملک کالو اور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت میں حاضر ہوئے اور
سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو میں وفور غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا
نہ سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کرو کہ شمشیر تیز خونریز سے اُسکی گردن مارکر آتش غضب کو ساکن کروں
ملک شرف جب عماد الملک کی احضار کیواسطے گیا نگاہبانوں نے عرض کی کہ ہم عضد الملک کی بلا اجازت
اُسے سپرد نہین کرسکتے اُسنے انکی یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور با آواز بلند کہا
عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کی پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کروں موکلوں نے جب آواز بادشاہ کی سنی حجاب
مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جو ہین نگاہ سلطان کی اُسپر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو اُسے لاؤ کہ مجھے
اُس سے کچھ استفسار کرنا ہے جب بادشاہ کے پاس لائے حکم دیا کہ زنجیر پاؤں سے قطع کرو متعلق امرا کے جو
حراست میں مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کرکے ایسے ہراسان ہوئے کہ بعضی کوٹھے پر سے کود پڑے اور بعضوں نے
فریاد الامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کی ہنگام دربار کی غرفہ میں برآمد ہوکر مجرائیونکا سلام لیا
اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ میں دیا اُسنے پہلو میں ایستادہ کرکے مگر رائے پر مقرر کیا اور یہ خبر امرای اربعہ
کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری دہ سہ بیس ہزار سوار اور پیادہ بیت حد کا رزار ہوکر دار الامارہ کیطرف متوجہ ہوے ۸۸۱ھ

اور طبل جنگی کی صدا سے گنبد اخضر کو پر صدا کیا اور اسوقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی خدمت میں حاضر نہ تھے سب زندگی سے ہاتھ دھو کر مضطرب ہوئی اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئے کہ ہم فلان مقبرے میں جاکر دروازہ بند کریں اور دشمنوں سے لڑیں اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اٹھا کر کسیطرف نکل جاویں سلطان محمود عاقبت محمود ایک بھی ان دونوں رای سے نہ پسند کی سلاح جنگ زیب تن کرکے ترکش کمر پر باندھی اور مع تین سو سوار اور فیلان سحاب کردار کہ عدد انکی دو سو سے زیادہ نہ تھے بقصد قتل اعدا محل سے برامد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لاویں بہت کوچہ فیل بند کرکے نہایت آہستگی سے روانہ ہوا چونکہ ایوان سلطنت کو نقاش نگارخانہ ایجاد و تکوین پردہ اور سائبان شمشیر یا مدات سے آراستہ کیا تھا اور فرمان خلافت کو منشی تخت گاہ قضا و قدر نے ساتھ طغرای انا جاعلک فی الارض خلیفۃ کے مجلی فرمایا تھا تاکہ دشمنوں اور مخالفوں کی ہجوم اور انبوہ سے خوف نہ تھی اسواسطی بمجرد پہونچنے خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کی ہمراہ ہونیکی سنکر تمام سرداروں اور افسروں اور خاصہ خیل نے امرای اربعہ کی ترک رفاقت کرکے بعضے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ او کنارے میں چھپے منقول ہے کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ و بنیہ متحقق ہوا اور اکثر محلے احمد آباد کے تحریک سیف و سنان غارت ہوئی اور محض تقدیر یزدان اور دبدبہ سلطان سے کوچہ و بازار میں اسقدر جوشن اور چار آئینہ اور خود خود سروں کی اور اسباب اور اونٹ اوپر ایک دوسرے کے پڑی ہوئی تھے کہ راستہ آمد و شد کا مسدود ہو گیا تھا اور امرای اربعہ سنگ تفرقہ اپنی شیشہ جمعیت میں دیکھکر اور گرد بدبختی کی اپنی چہرہ حال پر مشاہدہ کرکے شہر سے نکل گئی برہان الملک کا جو جسم سقیم تھا از دم چرمغی سے بھاگ نہ سکا قریب قصبہ سرکچ نہر جامنی کی مینڈ اور کچھار میں پوشیدہ ہوا ایک خواجہ سرا ایوان سلطانی سے جو احمد کھٹو کی زیارت کیواسطے جاتا تھا اسکو دیکھکر پہچانا اور اسے گرفتار کرکے سلطان کی خدمت میں لایا سلطان نے اسی فوراً فیل مست کی پاؤں کی نیچے ڈالکر پامال کرکے خاک برابر کیا اور عضد الملک نے مع ایک نفر اپنی متین کر اسیاں میں پہونچایا جو ایام دولت میں اسنے ایک جماعت انہیں سے مقتول کی تھی اسوقت انکی وارثوں نے پہچانکر تہ تیغ کیا اور اسکا سر کاٹ کر اظہار خدمت کیواسطے احمد آباد کیطرف بھیجا اور حسام الملک اپنی بھائی رکن الدین کوتوال کے پاس پٹن میں گیا اور وہاں سے دونوں بھائی ناگور کیطرف بھاگے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا چونکہ گناہ اسکی نسبت عاید نہ تھا قتل سے نجات پاکر جیب میں محبوس ہوا

مثنوی

برگردد بخت آن سبک رای ٭ کافزون ز گلیم خود بنہد پای ٭ مرغیکہ نہ اوج خویش داند ٭ ہنگام ہلاک پیش دارد ٭ روبہ کہ زند طپانچہ بر شیر ٭ پیداست بدست کیست شمشیر ٭ نیکو مثلی زد آن سپہدار ٭ کاندازۂ کار خود نگہدار ٭ انجیر فروش را چہ بہتر ٭ انجیر فروشی ای برادر ٭ ہر پایہ قدر خویش نہ پای ٭ تا بر سر آسمان نہی پای ٭

اور بعد اس فتح و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک سلطنت کو بسبب بدعہدی روزگار کی ناپائدار سمجھکر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشہ عافیت میں معتکف ہوکر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا

اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شائستہ اسکی منظور نظر کیا اور لطف کر کے اُسے معزز رکھا اور
اسکی بڑی بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرف عطا کر کے امرای کبار کیا اور بادشاہی مین
مستقل ہو کر عدل و داد مین مصروف ہوا اور سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین نظام بہمنی والی محمد آباد بیدر ایک ملتوب
متضمن تظلم سلطان محمود خلجی اور آنا اُسکا ولایت دکن مین سلطان محمود گجراتی کی پاس بھیجکر اعانت اور
کمک کا طلبگار ہوا اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اس حال کے سراپردہ سرخ اور بارگاہ روانہ کر کے
امداد دکنیونکی اپنی ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یوں عرض گذار ہوئی کہ داؤد خان
ایک ہفتہ سی متکفل امر سلطنت ہو کر کمین فرصت مین ہی اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیسا کہ چاہئی
اور لائق ہی اب تک ضبط مین نہ آیا ایسی وقت مین اپنی پای تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسرونکی مہمات
کیواسطی سوار ہونا چاہئی تامل اور تفکر ہی سلطان محمود نے باوجود اسکی کہ آغاز شباب تھا بیت ہنوز پشت
گرد گل نارستہ شمشاد وہ زنوسن سرو او چون سایہ آزادہ زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک
اور عناصر ساتھ اپنی ہیئت اور روش کی آپسمین موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد مین
سراسر فتور و خلل واقع ہووی اور اگر آدم ابوالبشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد قانون
طبیعی انہدام قبول کری مین قربۃً الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہون یقین کہ بحکم باری تعالی مجھی اس یورش مین کسیطرح کا
ضرر نہ پہونچیگا ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت مین یجد ہین تو مناسب یہ ہی کہ
مالوہ کیطرف لشکر عظیم روانہ فرماوین کہ اُسکی ولایت مین جا کر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوی تو سلطان
محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہو کر دکن سے بھاگی یہ التماس بھی معرض قبول مین نہ پہونچی بلا تامل رایات نصرت
آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کئی اور دو منزل کو ایک کر کے جب ندربار مین پہونچا
اور خواجہ جہان گاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور اسی سے کمک لیکر
سلطان محمود کی جدال و قتال کیواسطی روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہو کر قلعۂ محمد آباد بیدر سی کوچ کر کی
چاہا کہ عین دولت آباد کی راستہ سی اپنی ملک کیطرف راہی ہووی جب وہ راستہ لشکر گجرات سی مسدود
دیکھا عنان اشہب عزیمت ولایت برار کیطرف معطوف رکھکر ایلچپور کی راستہ سے گوندوارہ مین آیا
اور بہیولہ اور جنگلستے عبور کر کی مالوہ مین پہونچا اور بعد اسکی ایلچی نظام شاہ کا گجراتیون کے اردو مین آیا اور
اسکی طرف سی عذر تصدیع قدم کا طالب ہوا اور سلطان نے مقضی المرام اور دوستکام گجرات کیطرف
حافظ حقیقی کی ضمان حمایت مین معاودت فرمائی اور سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین سلطان محمود خلجی نے
دوبارہ دکن کیطرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کی حسب الالتماس پھر دکن کیطرف
بقصد اعانت روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سنکر دولت آباد تک تاخت کر کی غنیمت بہت
دستیاب کی اور اپنی ولایت کیطرف بخیر و سعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد اسکی کہ
معذرت نامہ نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف و ہدایا پہونچی بدولت و سعادت مقر حکومت کیطرف توجہ
فرما کر فراغت اور استراحت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بوجہ مسلمانونکی ولایت پر جانا

کچھ آزار پہونچیگا بالیقین جانیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہونگے سلطان خلجی نژاد نے جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی
ابا و دکن کی امداد پر مصروف ہے ہرگز اُس دیار کے باشندونکو مضرت نہ پہونچیگی اور ۸۶۹ھ آٹھسو ونسٹھ ہجری مین
سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ ماورا اور بندر دول کیطرف جو مابین گجرات اور کوکن واقع ہے روانہ ہوا اور اُس
ولایت کے حاکم نے چند مرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہوکر امان چاہی اور ملازمت مین حاضر ہوا اور
قلعہ و ولایت اور ولایت سپاہ اسلام کے سپرد کی اور قلعہ ماور قلاع نادرسے ہے اور سر بفلک کشیدہ او
محکمی اور سنگینی مین سد سکندر سے ہمسری و برابری کرتا ہے اُسوقت تک ایسا قلعہ سلمانونکے دست تصرف مین نہ آیا تھا
اور رائے ولایت دول کہ ایک ہزار موضع اُسکے تحت مین تھے اور اُس قلعہ کے استظہار کے سبب باد غرور اپنے
کاخ و ماغ مین بھر کر لشکر اور ذخیرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت دیو سیرت غول طبیعت کو
راستونکے سرون پر تعین کرکے مسافرون اور متردون کے راہزنی کیواسطے مشغول رکھتا تھا بیت بہ عیاری
جہان رہ می سپردی ٭ کہ بینی از میان چشم بردی ٭ سلطان خزائن اور دفائن پر متصرف ہوا اور اُسی عرصہ مین
رائے کو خلعت اور کمربند اور شمشیر طلا سے سرفراز کیا اور وہ قلعہ اور ولایت اُسی بخشا اور غنائم بیقیاس
لیکر احمد آباد کیطرف معاودت کی اور شہر و نکی آبادی اور رعایا برایا کی تفتیش حال مین مشغول ہوا اور ۸۷۰ھ آٹھسو
ستر ہجری مین شکار کیواسطے احمد نگر کیطرف سوار ہوا اور اثنائے راہ مین ایک دن بے سبب ظاہر سے
بہار الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف قصاص سے ایدر کیطرف بھاگا اور سلطان نے
یہ خبر سنکر ملک حاجی اور عضد الملک کو کہ مصدر مہمات بادشاہی تھے بہار الملک کی گرفتاری اور تعاقب
کیواسطے نامزد فرمایا انھون نے تھوڑی دور جاکر بہار الملک کی جانب داری کی اور یہ تزویر اپنے دل مین سوچی یعنی
دو آدمی جو کہ بہار الملک کے ملازم تھے انھین کچھ مال پر فریفتہ اور راضی کرکے یہ فہمائش کی کہ روبکاری کیوقت تم
اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہین بادشاہ رحیم ہے تمھارا جرم معاف کریگا اور قطع نظر اسکے سلطان نے بمشورہ ہمارے
تمھاری قتل کا حکم جاری نفرماویگا اور جو کہ پیمانہ عمر انکا آب بقا سے لبریز ہوچکا تھا اپنے صاحب قدیم کیطرف سے
جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ کے حضور مین اقرار کیا اور سلطان نے بفتوائے علما اُن ناموجہونکو حکم قتل دیا
اُسی عرصہ مین خبر پہونچی کہ میر محمد صالح ہمدانی کے جسکے پاس چند موئے مشکبوئے سید کائنات حضرت محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود ہین اُس دیار مین تشریف ارزانی فرمائی ہے نہایت محظوظ ہوکر
بشرف ملاقات اُس بزرگوار کی زیارت موئے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم سے اختصاص پایا اور
صفائی نیت کے باعث عیسی سیرت یوسف صورت خاص و عام پر ظاہر و باہر ہوا کسواسطے کہ بعض
سلاطین جو اُس خاقان سکندر رایت کے ہمعصر تھے انھون نے ہر چند کوشش کی کہ اُس جوہر لطیف کی زیارت سے
سرفراز ہون میسر نہوئی اور موئے مبارک اُس ظرف نفرہ سے کہ جسمین محافظت کرکے رکھی برآمد نہوئی اور جب
سلطان فریدون شوکت سر صدق و پائے اخلاص سے لوازم استقبال بجالایا اور زیارت کیواسطے
اُسی بیت الشرف مین حاضر ہوا سفر بان درگاہ نے عنبر و عود مجمر طلائی اور نفرئی مین سلگاکر بخور کیا اور تحفہ

[illegible]

فلا مسک لہا ہو ہیاہی شفیع روز جزا ظرف عصمت نقرہ سی خود بخود برآمد ہوئی اور علم نور کیطرح سر کھینچا اور
اٹس شاہ پیرو شریعت مصطفوی نی آنکی زیارت کی باعث سر افتخار و مباہات کا اوج سماوات پر پہونچایا
اور بعد ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری خیر البشر سے رایات اعجاز طراز اٹس سلطان عرصۂ محشر کی مرتفع ہوئی اور
میر محمد صالح کو بانعام شاہانہ غریق بحر احسان کیا اور جب ہلال عشرۂ محرم الحرام سنہ مذکور سپہر نیلگون پر
نمودار ہوا سلطان نیک اعتقاد نے بدستور سنین ماضیہ تعزیت امام الثقلین ابا عبد اللہ الحسین میں اشتغال کیا
اور میر محمد صالح کو یہ پیغام دیا کہ میں تمھارے جد امجد کی تعزیہ داری میں مصروف ہوں اگر آپ اپنی نور حضور موفور السرور سے
دار الامارہ کو منور اور مزین فرما دیں اور چند روز اس ملک میں رونق افزا رہیں بیت ازان طرف نہ پذیرد کمال
تو نقصان ٭ وزین طرف شرف روزگار باشد ٭ آنحضرت سیادت منقبت نے بموجب اذا دعیتم
فاستجیبوا کی عالم پناہ کی ملتمس قبول کی اور بصحابت موی عنبر بوی بقافلہ سالاری کاروان وجود روانہ ہوئے
اور قدوم میمنت لزوم قلعۂ ارک بیجاپور میں رکھا اور سلطان نے پیادہ کئی کوس نقارہ کوس استقبال کیا
اور بعد حصول نقد سعادت سجدات شکر باری بجا لایا اور اعیان دولت اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ ہمیشہ
حضرت سیادت منقبت کی روبرو حاضر ہوکر شرط ضیافت اور مہمان نوازی میں مصروف رہو اور حسن وجوہ
ترتیب سامان کرو اور سید معزی الیہ کا جس چیز کیطرف ارادہ متعلق ہو اسمیں پردہ توقف اور تاخیر میں
نہ ڈالو اور عالم پناہ خود بھی بنفس نفیس میر محمد صالح کی پاس جا کر باعطائی نقود و جواہر فراوان اور اعطاف
والطاف بیکران سے مسرور رکھتا تھا اور جب ماہ محرم آخر ہوا اور ہلال شہر صفر چرخ پر نمودار ہوا مکارم اخلاق
خسروانہ مقتضی اسکی ہوا کہ اس مہمان عزیز پر نوازش مبذول فرما کر جو کچھ مذہب مروت اور فتوت میں
ساوی ظہور میں پہونچا دی اس سبب سی دس بارہ ہزار ہون نقد اور چند بقچہ اقمشۂ فاخرہ کہ خانۂ سقطوع الا
اسکی شرح سی قاصر ہی سید ممدوح کو ارزانی فرمائی اور حکم دیا کہ جو کچھ آپکا مدعا و مقصود ہو اسکی بیان فرمائی
تو خواہش کی موافق طریق سلوک جاری ہوگا میر محمد صالح نے اسکی واسطے دست دعا بلند کرکی یہ جواب دیا
الحمد للہ علی احسانہ کہ افضال الہی اور سپاس التفات شاہی سے نہال مدعا بہ ثمر مراد بارور ہی اور ترشح سحاب
عنایت خدایگانی سے گلستان خاطر تازہ اور تر ہی اور اب جس ارادہ نے کہ دل میں ظہور کیا وہ طواف
بیت اللہ ہی چاہتا ہوں کہ شاہ سپہر قدرت قضا مرتبت کی توجہ سی خانۂ خدا کی زیارت سی مشرف
ہوں اسوقت تک کہ عمر عزیز کی اسی برس گذری ہیں اب اماکن شریفہ یعنی مدینۂ منورہ اور نجف اشرف
اور کربلائے معلیٰ میں عصائے مسافرت ہاتھ سے ڈالکر بمدت العمر دعائے بقائے عمر اور ازدیاد دولت میں اشتغال
کروں عالم پناہ جو ہمیشہ ہمت والا نہمت حصول سعادت دارین میں مصروف رکھتا تھا اسواسطے لب
اسکی حل مطلب کیواسطی کھولی اور عمال جہاز کو حکم دیا کہ ساز و سر انجام زاد راہ کا مہیا کرکی سید معزی الیہ کو
مکہ معظمہ کیطرف روانہ کریں اور وہ خلاصۂ اولاد سید المرسلین شہنشاہ جم جاہ کی دعا و ثنا میں رطب اللسان
ہوا اور نعت کیوقت دو موی عنبر بوی حضرت رسالت پناہ صلعم کی سلطان صوری اور معنوی کو عنایت فرمائے

اور اسیوقت شاہ نے ان بالونکو حقۂ طلائی مین رکھکر سر اسکا محکم باندھکر رکھ چھوڑا شبہای جمعہ اور ایام متبرکہ مین لوازم زیارت ظہور مین پہونچاتا تھا اور اسکی سیامن برکات سے فتوحات بے انتہا بادشاہ ذوی الاقتدار کے شامل حال ہوتی تھی اور اسکی دولت کا ستارہ روز بروز ترقی پر تھا

ذکر آنا سپاہ کینہ خواہ مغل کا ولایت نظام شاہی مین اور سر ہونا ممالک دکن کا فتنہ فساد نا متناہی سے

مثنوی عامل این سلک کامل عیار ٭ عامر این گلشن دائم بہار ٭ بلبل رنگین نگار این بوستان ٭ ساقی گلگون مل این داستان پیرو امین عرائس اخبار کو خار سے بدست اظہار لکھو لکر عارفان بصارت آئین کی نظر مین یون جلوہ دیتا ہے کہ بسبب بعض مقدمات کے جو سابق مین مذکور ہوئے امرای نظام شاہی ابراہیم نظام شاہ کو قتل کرکے بسبیل استعجال احمدنگر کیطرف روانہ ہوئے اور بعد وصول منزل مقصود انکے درمیان سے میان منجھو خان دکنی قلعہ اور خزانہ کو اپنے تصرف مین لایا اور اپنے عزیز اور قوم کو کثرت سے امور سلطنت پر دخیل کرکے نشان شوکت وحشمت کا بلند کیا اور بعد گفتگوی دراز اور قیل وقال بسیار اسی نہج پر کہ داستان نظام شاہیہ مین تحریر ہے احمد شاہ بن شاہ [illegible] کو ماہ ذیحجہ کی دسوین تاریخ روز پنجشنبہ سنہ ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری مین تخت سلطنت احمدنگر پر متمکن کیا ساتھ ایک منصب [illegible] خدمت کی سرفراز ہوا اور میان منجھو بدستور سابق امر وکالت اور نیابت [illegible] سلاطین مین اس سے رفیع تر کوئی مرتبہ نہین تھا ممتاز اور سرفراز ہوا۔ بعد دس پندرہ روز کے جب امرای معتبر کو معلوم ہوا کہ احمد شاہ ملوک کی اولاد سے نہین ہے بلکہ ایک مرد اجنبی ہے سب اتفاق کرکے چاہتے تھے کہ اسے تخت سلطنت سے اٹھا کر بہادر شاہ ولد ابراہیم شاہ مقتول کو تخت پر بٹھاوین میان منجھو نے یہ امر قبول نہ کیا اور امرای حبشی اور دکنی کے درمیان جدال و قتال کی نوبت پہونچی میان منجھو مضطرب ہوکر قلعہ مین قلعہ بند ہوا اور مولدون اور حبشیون نے قلعہ کو گھیرا اور جب کام اہل قلعہ پر تنگ کیا میان منجھو نے عاجز ہوکر آدمی معتبر گجرات کیطرف سلطان مراد بن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے پاس بھیجکر شاہزادہ کو طلب کرکے درخواست کمک کی شاہزادہ بدین سبب کہ باپ کیطرف سے احمدنگر کی تسخیر کیواسطے مامور تھا بلا توقف مع لشکر آراستہ بتعداد تیس ہزار باتفاق خانخانان سلطان پور اور نذربار کی راستہ سے احمدنگر کی سمت متوجہ ہوا اور بلا مزاحمت دشمنونکی احمدنگر مین پہونچکر میان منجھو سے طالب قلعہ اور ملاقات ہوا میان منجھو جیسا کہ اپنے مقام مین تحریر ہوا یعنی امرای مخالف پر غالب آیا تھا شاہزادہ کی طلب قدوم سے پشیمان ہوکر مقام انکار اور ممانعت مین ہوا اور حتی المقدور قلعہ احمدنگر کو غلہ اور آذوقہ اور خیل وحشم سے پر کیا اور قلعہ کو انصار خان دکنی کو کہ اسکے جملہ انصار سے تھا سپرد کرکے خود بہ قصد فراہم لانے سپاہ اور طلب مدد عالیحضرت عدالت دستگاہ احمد شاہ کی ملازمت مین مع آٹھ ہزار سوار کے اسیمین رفاقت اور موافقت اختیار کی تھی ولایت بیر کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر پائی کہ سپاہ مغل نے قلعہ احمدنگر کو محاصرہ کیا ہے اور چاند بی بی سلطان انکی مدافعہ مین مصروف ہوکر لشکر احمدنگر کی فراہم لانے مین درپے رہتی ہے لیکن جو کام ضائع اور ابتر ہوگیا تھا اور کوئی کسیکی فرمان اور اطاعت مین نہ تھا میان منجھو کی کوشش اور تدبیر مفید نہوئی اسواسطے کہ مردم نظام شاہی تین گروہ ہوئے اہنگ خان حبشی نے شاہ علی بن برہان شاہ بن احمد نظام شاہ بحری کے چتر سر پر بلند کرکے بادشاہ بنایا اور اخلاص خان

اور میاں منجھو نے احمد شاہ کو اپنی حکومت کا دست افراز کر کے خطبہ اسکے نام پڑھا اور تینوں فرقہ احمد نگر کے
جو سپاہ مغل کے محاصرہ میں تھی خاموش ہو کر اس اندیشہ میں ہوئے کہ آپس میں تاخت لا کر اور ایک دوسرے کو
قتل کر کے نام شاہی ایک شخص پر اطلاق کریں اور کثرت کو وحدت پر منحصر کریں اسوقت لشکر مغل کے دافعہ میں
قیام کریں اور جو یہ امر بدون طول ایام میسر نہو سکتا تھا اور یہ بھی دغدغہ تھا کہ جو شخص شکست کھا کر خستہ و خوار
ہوگا وہ بیشک بھاگ کر مغل کے پاس پناہ لیگا اور وہ زور پکڑینگے اور ممالک احمد نگر جلد انکے تصرف میں آویگی شہنشاہ
عدالت پناہ نے بمقتضائے رای رزین تینوں صاحب چتر کو یہ پیغام دیا کہ اسوقت آپس میں مناقشہ کرنا اور
تلوار غلاف سے نکالنا مناسب نہیں ہے چاہیے کہ پہلے احمد نگر کو محاصرہ کے خیمے سے خلاص کرو بعد اسکے جو شخص
حکومت اور سلطنت کے شایان ہوگا بادشاہی ساتھ اسکے مقرر ہوگی سلاطین ثلثہ جو حضرت کے فرمان سے
تجاوز نکر سکتے تھے سبھوں نے سر خط فرمان پر رکھکر بساط منازعت لپیٹی اور باتفاق ایلچی معتمد درگاہ عالم
پناہ میں بھیجکر طالب کمک ہوئے انمیں سے میاں منجھو نے اپنے بیٹے میاں حسن اور شاہ محمود مرتضیٰ خان انجو کو
ہمراہ عرائض بیجاپور کیطرف روانہ کیا اور یہ جب منزل مقصود میں پہونچے اور حاشیہ بساط بوسی سے مشرف
ہوئے پیغام گذرانا بادشاہ جم جاہ نے تمام ہمت والا نہمت نظام شاہیہ کی امداد اور اعانت میں مصروف
فرمائی اور فرمان واجب الاذعان احضار سپاہ کیواسطے تحریر فرمایا چنانچہ عرصۂ قلیل میں امرا اور افسران
سپاہ ممالک محروسہ کے اطراف و اکناف سے مع شیران بیشۂ پیکار اور ہزبران میدان کارزار سریر
خلافت کیطرف متوجہ ہوئے اور قوائم سلطنت کو بوسہ دیکر دار الخلافت کی نواح کو خیمہ اور خرگاہ اور سائبان
رشک ... کے ... اخلاص بلند کیا مثنوی سپاہی چو دریای جوشاں بجنگ * ہمہ تیز کرده
بہ پیکار چنگ * ہمہ جنگ را تنگ بستہ میاں * بگردوں برآورده گرز گراں * بخون آب داده ہمہ تیغ را *
سناں بر جگر دوختہ میغ را * زده ہر طرف خیمہ و سائباں * ستہ فرسنگ راه از کراں تا کراں * کراں تا کراں
زیر خرگہ نبود * سراپرده و خرگہ و خیمہ بود * اور اس عرصہ میں مہد علیا چاند بی بی سلطان کے خطوط بھی مشتمل
عجز و استغاثہ اور متضمن استعانت و امداد بلدۂ فاخرۂ بیجاپور میں متواتر پہونچے اور امیر کبیر صاحب تدبیر
خانخانان زمان یعنی شاہنواز خان وہ نوشتہ سلطان جم اقتدار کی نظر میں درلایا اور جب مضمون اسکا ضمیر
انور پر واضح ہوا شہنشاہ عادل نے کہ عقل اول یعنی جبرئیل باوجود اس ذہن و ذکا کے اسکے مکتب دانائے میں
ادب سے بیٹھکر تحصیل کمال کرتا تھا اور وقت باوصف اس تمام مرتبہ کے اسکے مجلس ہوشیاری میں انگشت تحیر
دندان تفکر میں دابکر ساتھ عجز و قصور کے اقرار کرتی تھی نسبت خویشی اور حقوق ہمسایگی منظور رکھکر معتمد الدولہ
سہیل خان خواجہ سرا کو جو رسوم بہادری اور جوانمردی میں ناسخ داستان دستان تھا سپہ سالار کر کے
مع تیس ہزار سوار خنجر گذار اور پیادہ بیشمار نظام شاہیہ کی کمک اور معاونت کیواسطے نامزد کیا منجھو خان
اور اخلاص خان اور تمام امرائے نظام شاہی کو فرمان ارسال فرمائے کہ تم سب مع اپنی تمام جمعیت اور فوج
شاہ ورک کے اطراف میں سہیل خان سپہ سالار سے ملاقات کر لو باتفاق و وفاق تمام منزل مقصود کیطرف

روانہ ہوے چنانچہ حسب الحکم منجھو خان ہبگی اور اخلاص خان حبشی اور باقی افسران سپاہ حوالی شاہ درگ میں سہیل خان سے ملحق ہوے سیدان کوہ و ہامون نے فوج کی کثرت سے تنگی قبول کی اور مہدی قلیخان سلطان ترکمان بھیجے محمد قلی قطب شاہ کے حکم کے موافق مع لشکر تلنگ سہیل خان سے جا ملا شہزادہ نے یہ اخبار سنکر خانخانان اور صادق محمد خان اور امرای اکبری کو طلب کرکے مشورہ کیواسطے انجمن منعقد کی چنانچہ سب بعد گفت و شنود کہنے لگے کہ بوسیلہ بلند کرنے سرکوب یعنی دمدمہ قلعہ کے مقابل اور پاٹنے خندق کے کمند تسخیر کنگرہ حصار احمدنگر پر نہیں ڈالسکتے ہرچند ہمنے خندق کو خاک اور چوب اور سنگ سے پاٹا اہل قلعہ نے خالی کیا اور ہرچند ہمنے دمدمہ قلعہ کے مقابل بلند کیا انہوں نے بھی اسکے مقابل ایک برج قلعہ کے برجوں سے از سر نو تعمیر کرکے سر اسکا فلک دوار پر پہونچایا اور ہماری تدبیر کو درہم برہم کیا اسواسطے اب کوئی اور علاج اندیشہ کرنا چاہیے کہ جب تک لشکر دکن اس حدود میں پہونچے نقد مراد ہاتھ آوے یعنی یہ قلعہ سپہر ارتفاع مفتوح ہووے سب نے استخارہ و استشارہ دیکھکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہا کہ علاج تسخیر اس قلعہ کیواسطے نقبوں کے کھودنے پر منحصر ہے تا وسمار کرنے ارکان دیوار اور بروج پر ہے سلطان مراد نے یہ امر قبول کیا اور اہل قلعہ کے عدم اطلاع کیواسطے دروازے کھولنے اور خروج کے اسطرح سے تحصنات پر سد دیکے کہ پیک خیال کو آمد و شد کی مجال نہ رہی اور بہت نقبوں کے کھودنے پر مصروف کی غرض کہ شب و روز نقب زنان آہنین چنگ فرہاد طاقت اپنے کام میں مشغول ہوئے اور شاہزادہ کے مورچہ کیطرف سے پانچ مقام پر شگاف سے دیوار حصار کے جوف سپہر کیطرح مجوف اور مشبک کیا اور رجب کی پہلی تاریخ شب جمعہ کو کہ لیالی الرجبہ اور لیلۃ الرغائب تھی نقبوں کو تیار کرکے باروت اور توپ و تفنگ سے مملو کرکے سوراخ انکے گچ اور پتھر سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ کل جمعہ کے دن بعد از نماز آتش آگ دیکر مضمون جعلنا عالیہا سافلہا ظاہر کریں ناگاہ خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے لشکر میں رہتا تھا از راہ شفقت و مہربانی اسی شب ایک میں اپنے تئیں قلعہ میں پہونچایا اور اہالی قلعہ کو موضع نقب سے خبردار کرکے رہین احسان کیا اور سب چھوٹے بڑے چاند بی بی سلطان کے حکم کے بموجب اسوقت کو نقب لگانے اور باروت نکالنے میں مشغول ہوئے اور ان مقاموں کو کہ گمان سرنگ کا رکھتے تھے کھودتے تھے چنانچہ روز جمعہ کی نماز تک دو سرنگ کا پتہ لگا کر باروت نکال ڈالی اور دیگر نقبوں کے سراغ میں تھے کہ شاہزادہ مراد اور صادق محمد خان اور تمام امرا نے بدولت مشورہ خانخانان مسلح اور مکمل ہوکر قلعہ کے مقابل افواج آراستہ کرکے ایستادہ ہوئے اور یہ نیت کی کہ جب سرنگ آگ دینے سے اڑے اور قلعہ کی دیوار اور برج گریں اور رخنہ ظاہر ہو ہم دھاوا کرکے قلعہ میں داخل ہوکر رایات نصرت آیات بلند کریں اور فتح شاہزادہ کے نام مشہور کرکے خانخانان کو اس نیکنامی کارنمایاں سے محروم رکھیں اتفاقا جب نقبوں میں آگ دی تین نقب اڑیں اور قلعہ کی پچاس گز دیوار گری شاہزادہ اور صادق محمد خان جو اور سرنگوں کے خالی ہونے اور کشتی سے خبر نرکھتے تھے انتظار انکی آگ پکڑنے اور اڑنے کا کھینچتے تھے اور امرا اور سپاہ کو قلعہ میں دھاوا کرنیکے واسطے مامور کرتے تھے اہل قلعہ کو فرصت ہوئی توپ اور ضرب زن ان رخنوں میں جو قلعہ کی دیوار گرنے سے پڑ گئی تھی نصب کیں اور نشان مدافعہ اور محاربہ کا بلند کیا یہانتک کہ رات کو کسی سپاہ مغل کی مجال نہ تھی کہ قلعہ کے گرد پھرے اور انکو تمام ادنی اعلی مردم قلعہ حتی کہ عورتوں نے نہایت کوشش سے اس رخنہ پر دیوار کھینچکر بلند کی شاہزادہ اور

اور آنکے اردو میں ایک قحط حد و اندازہ سے زیادہ پڑا سلطان مراد اور صادق محمد خان لڑائی سے دست کش ہوئے اور ناچار ہو کر خانخانان سے اس امر میں مشورہ کیا خانخانان نے صادق محمد خان سے ناسازی کے سبب یہ بات کہی کہ اعیان درگاہ کی دل میں جو آوے عین صلاح اور فلاح ہوگا لیکن جب مبالغہ اور گفتگو حد سے گذری سب متعذر ہوئے اور اپنی مکابرہ سے اظہار ندامت کی اور شرمندہ ہوئے خانخانان نے دولتخواہی اکبر بادشاہ کی منظور رکھکے کہا جو لشکر سلاطین دکن بقصد کمک اہل قلعہ کوچ بر کوچ اور فوج فوج آتا ہے اور غلہ اور روغن اور تمام اشیائے مصارف ضروری کچھ اردو میں باقی نہ رہا گھوڑے اور آدمی فاقہ کشی سے کمزور ہوگئے ہیں اسوقت جنگ میں مصروف ہونا دشواری سے خالی نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کرکے مملکت برار کیطرف جاکر اس حدود کو مفتوح کریں اور اسکے بعد وہ ولایت جیسا کہ چاہیے لائق ہے ہماری تصرف میں آوے اور رعیت اور باشندے وہانکے ہماری حکومت پر راضی اور شاکر ہوں ہم پھر اسطرف تاخت لاکر قلعہ احمدنگر کو فتح کریں شہزادہ اور تمام آدمی کہ ضروریات معاش کے مفقود ہونے سے تنگ دل اور غمگین تھے اس امر میں خانخانان شریک ہوئے اور باگ اختیار اسکے قبضۂ اقتدار میں چھوڑ دی خانخانان اور سید مرتضی خان سبزواری کہ قبل اسکے مرتضی نظام شاہ کے عہد میں سپہ سالار لشکر برار تھا اور اسوقت امرای اکبری میں انتظام رکھتا تھا اسنے اپنی حسن تدبیر سے ایسا کیا کہ چاند بی بی سلطان نے حکام دکن اور اپنے امرای دولتخانہ سے پوشیدہ صلح پر راضی ہوئے پھر ایک جماعت دونوں طرف سے درمیان میں آئی اور یوں عہد و پیمان درمیان میں لائے کہ ولایت برار جسقدر کہ تفالخان کے قبضہ میں تھی شہزادہ مراد کے تعلق رہی اور باقی ممالک قلعہ مہور سے بندر چیول تک اور پرندہ سے دولت آباد اور سرحد گجرات تک احمدنگر کا حاکم اسپر قابض ہووے اور اس بارہ میں طرفین نے قسمیں شدید اور سوگند سخت کھائیں اور عہدنامے لکھکر اکابر وقت کی مہریں ثبت کرکے ایک نے دوسرے کے حوالہ کیا اسکے بعد سہیل خان مع لشکر دکن احمدنگر کے پیچھے کوس پر پہونچا خانخانان کوچ کرکے شہزادے ہمراہ کافی قصبہ جیتور کے راستہ سے بسبب ظاہر دولت آباد کیطرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر سہیل خان کو پہونچی امرای دکنی اور حبشی نظام شاہی احمد شاہ اور میاں منجھو کی رفاقت ترک کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوئے اور بہادر شاہ کو جو تین برس کا لڑکا تھا چاند بی بی سلطان کے حکم کے بموجب جوند سے طلب کرکے تخت پر جلوہ گر کیا اور سہیل خان اسی چند روز کے عرصہ میں باتفاق میاں منجھو اور احمد شاہ بیجاپور کیطرف روانہ ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کے جہانبانی کا

جسوقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعض اسکی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوئے لیکن اسواسطے کہ سلطان مظفر نے اسکی وصیت کیا تھا اکثر امرای کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان شاہزادہ سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہوکر اپنی جاگیر ندربار اور سلطانپور میں گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبیعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کے

میت سرکھیج کیطرف بھیجکر لوازم تعزیت میں مشغول ہوا اور تیسری دن یعنی بعد سوم تعزیت سی برخاست کرکی محمد آباد اور جنبانیر کیطرف نہضت فرمائی اور جب قصبہ انوہ میں پہونچا وہاں کی بزرگونکی زیارت کی اور یہ بات سمع مبارک میں پہونچی کہ شیخ جیو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سی ہیں انہوں نی فرمایا ہی کہ یہ سلطنت شاہزادہ بہادر خان کیطرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرفہای نالائق شیخ جیو کی نسبت زبان پر جاری کرکی انکی مذمت کی اور جب جنبانیر میں پہونچا اپنی خدمتگاروں کو جو ایام شاہزادگی کی ملازم تھی انکی حال پر نوازش کرکی ولایتیں دیں اور اپنی باپ دادا کی امرا پر تلطف اور تفقد روا نرکھا اسوجہ سی تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہوکر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئی خصوصاً عماد الملک حبشی جو از بندہ ہای مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضی تربیت یافتہ ہای سلطان سکندر سی حرکات ناشائستہ صادر ہوئیں اور ایکبارگی تمام سپاہ اور رعیت کا دل اس سے بیزار ہوا اسکا زوال خدا سی چاہتی تھی سلطان نی ایک دن مجلس آراستہ کرکی امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کرکی ایک ہزار سات سو گھوڑی انعام فرمائی جب زیادہ تر بیموقع اور بی اعتدال ہوا خلائق بہت اذیت پانی لگی اور بہت تخت نشینی شاہزادہ بہادر پر مصروف کی سلطان سکندر اپنی کردار اور افعال سے پشیمان ہوکر اپنی مآل کار میں متفکر اور ہراسان ہوا اس درمیان میں معلوم ہوا کہ شاہزادہ لطیف خان ندربار اور سلطانپور میں خیال شاہی کا رکھتا ہی اور منتظر وقت ہی اسواسطی سلطان سکندر نی ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کرکی شاہزادہ لطیف خان کی دفع کیواسطی بھیجا اور ملک لطیف نی ندربار کی سرحد پر جاکر دریافت کیا کہ شاہزادہ لطیف خان کوہستان مونگا اور جیپور کی جنگل میں رہتا ہی تا ل جنگل جیپور میں گیا راجہ جیپور نی اعتماد جنگل اور قلعی مکان پر کرکی جنگ پر آمادہ ہوکر اسکی مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت سرداران نامی شہید کیا اور جب راستہ فرار کا مسدود کیا راجپوتوں نی پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور سات سو آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کرکی منتظر نتیجہ کی رہی اور سلطان سکندر نی قیصر خان کو مع لشکر گران [illegible] کیواسطی تعین کیا اور علاوہ اسکی احوال کی امرای مظفری جو شرارت میں موصوف تھی عماد الملک شاہی سی کہتی تھے کہ شاہ سکندر تیری قتل کی تدبیر میں ہی یہ سنی ازراہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اس گروہ کی شکوہ کی کہنی سے منحرف ہوا اور اس تدبیر میں پڑا کہ جسطور سی ممکن ہو شاہ سکندر کو دفع کرکی شاہ مظفر کی فرزندان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کروں اور میں خود مہمات مالی اور ملکی میں مشغول ہوں چنانچہ ایک روز شاہ سکندر سیر کیواسطی سوار ہوا عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کرکی اسکی قتل کیواسطی پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نپائی اثنای راہ میں ایک شخص نی صورتحال سلطان سکندر سے ظاہر کی شاہ سکندر نی سادہ لوحی سے جواب دیا کہ خلائق چاہتی ہی کہ امرا اور غلامان مظفر شاہی کو آزار پہونچائے عماد الملک شاہی ہماری بندہ ہای موروثی سے ہی کیونکر اس امر قبیح کا مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سنکر متاثر اور متالم ہوا ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو درمیان عوام کی مذکور ہوتا ہی کہ شاہزادہ بہادر خان تسخیر گجرات کیواسطی دہلی سے آتا ہی اس سبب سی ہمارا دل

پریشان ہی اتفاقاً اُسی شب کو قدوۃ الواصلین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ جیو اور ایک
جماعت مشائخ کو خواب میں دیکھا اور سلطان مظفر بھی انکی خدمت میں حاضر تھا اُسنی یہ کہا کہ فرزند
میرا سکندر سر تخت سی اُٹھی اور شیخ جیو نی بھی فرمایا اُٹھ کہ یہ جگہ تیری نہیں ہی تخت مظفر شاہی کا وارث شہزادہ
بہادر ہی جب صبح کیوقت خواب سی بیدار ہوا اُسیوقت ایک شخص کو طلب کرکی اپنا خواب اُس سی بیان کیا
اور اُس خواب سی پریشان ہوکر تفریح دل کیواسطی چوگان بازی کیلئی سوار ہوا اور اس خواب سی بعضی شخصوں نے
اطلاع پائی سلطان سکندر بعد ایک پہر دن کی اپنی دولتخانہ میں تشریف لایا اور خاصہ نوش کرکی استراحت فرمائی
جب امرا اور مخصوص اپنی مکانوں پر گئی شعبان کی انیسویں تاریخ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری میں عماد الملک باتفاق
امرا اور اعیان مملکت مثل بہاء الملک اور داور الملک اور سیف خان اور دو نفر غلام ترک مظفر شاہی اور
ایک نفر حبشی سلطان سکندر کی دولتخانہ میں در آیا اور اُس جماعت سی جو اُسکی ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اس
محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہے تماشا کرو جب یہ حوض کی قریب پہونچی نصرت الملک اور ابراہیم
بن چوہر وہاں موجود تھی اُس جماعت نی انھیں دیکھکر تلوار میان سے لی اور اُنپر حملہ کیا اور وہ دونوں بھی تلوار کھینچکر
جنگ میں مشغول ہوئی لیکن [illegible] کام نہ کیا آخر وہ ناکام ماری گئی پھر وہ جماعت سلطان سکندر کے
خوابگاہ کیطرف متوجہ ہوئی سید علیم الدین جو سلطان کی پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کرکے
دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کرکی خود بھی شہید ہوا اور انھوں نی شاہ کی پلنگ کی قریب جاکر دو تین وار
تلوار کی لگائی اور شاہ مظلوم ہراسان ہوکر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا انمیں سی ایک سنگدل نی ایسی ضرب
تلوار کی ماری کہ سلطان سکندر شربت شہادت نوش کرکی جنت کیطرف خراماں ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینی سترہ دن تھی

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی شاہی کا

جب سلطان سکندر شہید ہوا عماد الملک نی باتفاق بہاء الملک فوراً نصیر خان کو حرم سرا سی برآوردہ کرکی
تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کی امرا خوف و ہراس سی اطراف میں
پراگندہ ہوئی اور انکی مکان لٹ گئی اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کیطرف کہ چنپانیر کی متعلق ہے
بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا و اعیان گجرات بالضرورت انکی تہنیت خوان ہوئی عماد الملک بطریق عمل درآمد
امرا اور اعیان کو خلعت دیکر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سو اکاسی امرا کو خطاب دیا لیکن
انکا مواجب یعنی تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اسواسطی اکثر لوگ انتظار شہزادہ بہادر کی آنیکا کھینچتی اور اُسکی
طلب میں رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصاً خداوند خان اور تاج خان اس بارہ میں دوسروں سی زیادہ
سبقت کرتی تھی اور جسوقت شہزادہ بہادر نی جالی پور میں خبر فوت سلطان مظفر کی سنی بہ تعجیل گجرات کیطرف
روانہ ہوا عماد الملک نی سراسیمہ اور مضطرب ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو بذریعہ عرضی زر خطیر بھیجکر سلطان
اور ندربار کی سرحد پر طلب کیا اور مالیور کی راجہ کو بھی کتابت کرکی محمد آباد چنپانیر کی سرحد پر بلایا
اور نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرضداشت
لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سی بندر دیو کی سمت روانہ فرمائی ایک کرور تنکہ بالفعل خدمتگاروں کی مدد خرچ کیواسطی

پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نی تحف و ہدایا اور اشیای نفیسہ لیکر عادل اور تار لیا اور راجہ پالپور کا
قرب و جوار کی لحاظ سے سامان جنگ درست کرکی جنپانیر کی اطراف میں آیا اور تھانہ دہار دونگرپور نے
عماد الملک کی عریضہ پر کہ بابر شاہ کو لکھا تھا اطلاع پاکی تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے
بابر شاہ کو عرضداشت لکھکر آنحضرت کو طلب کیا ہی امرای گجرات نی ایلچی کاردان شاہزادہ بہادر کی خدمت میں
روانہ کرکی جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی میں شاہزادہ کی حضوری سے شرف یاب ہوا اور عرضی امرای گذرانی
اتفاق حسنہ سی اسوقت پاپند خان بھی افغانان جونپور کیطرف سی بہادر شاہ کی طلب میں آیا تھا کہ اسے
لیجاکر جونپور کی تخت پر بٹھاوی جو شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کیطرف زیادہ تر تھا پاپند خان کو رخصت
کرکی احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا منقول ہی کہ جسوقت گجرات اور جونپور سی لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئی
ہر ایک اسکی لیجانی میں کوشش کرتی تھی اور شہزادہ بہادر نی انہیں یہ جواب دیا کہ گھوڑی پر سوار ہوکر صحرا کی
طرف جاتا ہوں اور باگ گھوڑی کی ہاتھ سے چھوڑکر مطلق العنان کرتا ہوں جسطرف چاہی لیجاوی پھر گھوڑا
گجرات کی سمت روان ہوا اور وہ جب اسطرف متوجہ ہوکر جیپور کی نواح میں پہونچا گجرات سی سپاہ سے
سنوا تھا پہونچکر شاہ سکندر کی واقعہ یعنی قتل ہونیکی خبر دی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم
فرزند شاہ مظفر جو اسکی پاس تھی آکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سی مسرور اور محظوظ ہوئی اور شاہزادہ
چاند خان رخصت ہوکر اسی مقام میں رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑی عرصہ میں جیپور سی عبور کیا
اودی سنگھ راجہ پالپور اور بعضی متعلق سلطان سکندر مثل ملک سرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر
اشخاص سلطان کی خدمت میں پہونچی اور سلطان بہادر الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاج خان
اور امرای دیگر کی پاس بھیجکر اپنی آمد سے خبر اور اطلاع بخشی سب شاہزادہ بہادر کی ملازمت میں حاضر ہوئے
شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کہ اسکی ہمراہ رہتا تھا اسی مدد خرچ دیکر اپنی پاس سے رخصت کیا
کہ اب وارث مظفری اور محمودی آپہونچا تمہارا یہاں رہنا مناسب نہیں لطیف خان بادل بریان و دیدہ
گریان شاہزادہ فتح خان کی پاس کہ شاہزادہ بہادر کا چچیرا بھائی ہوتا تھا جاکر ملتجی ہوا جب شاہزادہ بہادر
دونگرپور میں پہونچا خرم خان اور بھی خوانین اسکی استقبال کی واسطی دوڑی اور امرا اور سردار ہر طرف سی
اسکی پاس حاضر ہوئی عماد الملک کی دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کی فراہم کرنی میں خزانی خالی کرنی لگا
اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد اور پچاس ہاتھی عضد الملک کی ہمراہ کرکی قصبۂ مہراسہ کیطرف
بھیجا تو جاکر خلائق کی آمد و شد کا راستہ بند کرے اور کسی کو شہزادہ بہادر کی پاس جانی ندیوی شاہزادہ
بہادر خان جب قصبۂ محمود نگر میں پہونچا بعض امرای سکندری کہ جان کی خوف سی بھاگی تھے شہزادہ کے
خدمت میں حاضر ہوئی عضد الملک احوال اسطرحکا دیکھکر محمد آباد کی سمت عماد الملک کی پاس گیا جب
شاہزادہ قصبۂ مہراسہ میں پہونچا تاج خان مع چتر اور جلوس شاہی ملازمت میں حاضر ہوا اور شہزادہ
بہادر خان نی بشوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری میں بشہر پٹن نزول کیا
اور وہاں سی نشان بادشاہی بلند کرکی احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور رمضان کی اٹھائیسویں تاریخ کو قصبہ

اور بعد جو اسی میں سپاہیوں کو ایک سال کی تنخواہ پیشگی دیکر ایک شخص کو شہزادہ لطیف خان کی طلب کو بھیجا
کہ شاید اسکی مدد کیواسطے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جبتک وہ پہونچے شہزادہ بہادر خان کوچ بر کوچ
محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک سے رنجیدہ اُس سے لڑنیکو جاتے تھے راہ میں اُن سے ملحق ہوئے
اور [illegible] الملک اور [illegible] الملک جو سلطان سکندر کی قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کرکے شاہزادہ کے
خدمت میں حاضر ہوئے اور شہزادہ بہادر خان موقع وقت دیکھکر انکی دلجوئی اور تالیف قلوب میں کوشش کرتا [illegible]
یہانتک کہ عماد الملک پر غالب ہوکر محمود شاہ کی فرش حکومت کو لپیٹا نصیر خان المخاطب محمود شاہ کے
مدت حکومت اور ایام دولت چار ماہ تھے

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید ماہ رمضان سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری میں کہ نجومیوں کی ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ امرا
اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدہ احمد آباد میں اپنی باپ دادا کی تخت پر متمکن ہوا رسوم تصدق اور خیرات
جاری کیا اور امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور خلعت اور گھوڑا دیکر خوش [illegible]
کیا اور ابتدای شوال میں احمد آباد سے کوچ کرکے محمد آباد جنپانیر کیطرف سوار ہوا پہلی منزل میں [illegible]
جماعت سرداران معتبر سے لیکر خدمت میں حاضر ہوکر مشمول عنایت اور الطاف ہوا اور سب اُس
منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آب پاترک اسقدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور متعذر ہے سلطان
بہادر نے قصبہ سولیج میں مقام کرکے تاج خان کو دریای پاترک کی کنارہ بھیجا تو لشکر کو باہستگی تمام بذریعہ کشتی
اتارے دوسرے دن تمام امراے محمد آباد جو خزانہ سے مال لیگئے تھے خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ مال انکو معاف
ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کرکی آب مہندری کی کناری اور چاندپور کی گھاٹ پر پہونچا
فوج نے اُترنا شروع کیا عماد الملک اور عضد الملک نے ایک جماعت کو بروده اور دوسری اطراف
جانب مہیا و مستعد کیا تو غبار فساد برپا کرکی شاہ کو اپنی طرف مشغول کرے شاہ نے اُس جماعت کیطرف
توجہ نفرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کرکی محمد آباد جنپانیر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کی قریب
پہونچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا سلطان بہادر نے اُس سے فرمایا کہ پیشتر جاکر اپنی باپ کو حکم پہونچا
کہ عماد الملک کا مکان گھیر کر اُسے گرفتار کرے اور بعد اسکی تاج خان کو مع چند خوانین عماد الملک کی تدارک
اور گرفتاری کیواسطے تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جاکر عماد الملک کی
مکان کو محاصرہ کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ جیو صدیقی کی مکان میں پناہ لیگیا اور شاہ
جیو کا مکان تمام لٹ گیا اور اسکی فرزند قید ہوئے سلطان بہادر نے باتفاق حسنہ خداوند خان کے
مکان کو آگ سے عبور کیا خداوند خان کہ اس عرصہ میں گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہوکر شرف ملازمت سے
مشرف ہوا اور ایک لحظہ کی بعد عماد الملک کو خداوند خان کی غلام شاہ جیو صدیقی کی مکان سے گرفتار
کرلائی شاہ نے فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچیں اور

رفیع الملک کو محل کی بیٹی کو جو غلام سلطان مظفر تھا اُسی خطاب عماد الملک و دیگر بخشی الممالک کیا اور
عضد الملک یہ اخبار سنکر بڑودہ سے کسیطرف بھاگا جاتا تھا کولیان دُرِ راستے میں تمام ساز و سامان اور
مال اُسکا تاراج لیا اور سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کیواسطے مقرر کیا اور بعد اسکے
[illegible] الملک کو محافظ خان کی سر پر بھیجا اور وہ بھاگ کر اسے سنگہ کی پاس ملتجی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے
[illegible] ب اُسکا لوٹکر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کی عرصہ میں پسر عضد الملک اور شاہ جیو صدیقی اور
ایک جماعت جو سلطان سکندر کی قاتلوں سے تھی قدر خان کی مکان میں ماری گئی اور بہاء الملک باوجود سلطان بہادر کے
چشم پوشی کی متوہم ہوکر محمد آباد جینپانیر سے مفرور ہوا شحنہ دہی کی راستہ سی اُسی گرفتار کر لائے چونکہ اسنے
سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کی ہاتھ سی اُسی پہونچا تھا ابتک تازہ تھا شاہ نے
حکم دیا کہ اسکی کھال کھینچکر سولی پر چڑھاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کی قاتلوں سے تھے دکن کی سمت مفرور
ہوکر جاتے تھے راہ میں گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کی حکم کی موافق انہیں بھی توپ کی منہہ میں رکھکر اُڑا دیا
خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرمایا عرصۂ قلیل میں سلطان سکندر کی قاتلوں کو بسیاست تمام
قتل کیا منقول ہے جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد جینپانیر میں داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان پسر
شاہ مظفر جو عماد الملک نے بعض امرا کی بہ تلاش اُس نواح میں آیا تھا شہر میں پہونچکر چند روز پوشیدہ رہا
قیصر خان اور الغ خان اور بعض امرا نے لطیف خان سے یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ تر شہر میں توقف
لائق نہیں ہے آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پس شہزادہ لطیف خان مایوس ہوکر ولایت پالنپور کیطرف
گیا اور عضد الملک اور محافظ خان بھی ولایت [illegible] کیطرف گئے اور سلطان بہادر باطمینان تمام
رعیت پروری اور لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا عامۂ خلائق اور جمیع گروہوں کو انعام سے سرفراز کیا اور
تنخواہ سپاہ کی علی العموم دس کی بیس اور دس کی تیس اور دس کی چالیس اضافہ فرمائی اور ایک برس کا مواجب
خزانہ سے دیکر سب کو راضی اور شاکر کیا اور فقرائے مزار سرکھج اور بٹوہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی ایزاد کر کے
خوشدل کیا اور جو اُس وقت میں دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد جینپانیر تھا بادشاہ اُس ممالک کی وہاں اجلاس
کرنیکی ذیقعدہ کی گیارہویں تاریخ نجومیوں سے ساعت نیک پوچھکر دوبارہ دریای شرقی کی قریب تخت
مرصع جواہر نگار بچھاکر سلاطین سلف کی آئین کی بموجب آراستہ کیا اور تاریخ مذکور ۹۳۲ نو سو بتیس
ہجری میں سلطان نے تاج شاہی زیب سر فرماکر اپنی باپ دادا کی رسم و آئین کی موافق جلوس فرمایا اور اکابر
اور مشائخ اور خوانین نے مبارکباد دی اور لوازم نثار اور ایثار پیشکش پہونچائے اور اُس دن ایک ہزار آدمی نے
خلعت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابوں اور نوازشوں سے سربلند ہوئے اور غازی خان کا
مواجب کہ جلوس احمد آباد کی دن دس کی بیس اضافہ کی تھی اُس روز بیس اور اضافہ فرمائی اور ندربار اور سلطانپور
حکومت پر تعین فرمایا اور اُنہیں دنوں خبر پہونچی کہ شاہزادہ لطیف خان عضد الملک اور محافظ خان اور
رکوہ او اسر کی بھکانے سے ندربار اور سلطانپور کی اطراف میں جاکر ارادہ فساد کا رکھتا ہے باستماع
اسکے سلطان بہادر نے ایک فوج تعین کی کہ باتفاق غازی خان اُسکی دفع و رفع میں قیام کریں جو انہیں

دونوں میں جلوس سید ... کو پہونچا السعدات بھی جشن ... تقریب ... دیگر ... اور کمر بند و خنجر اور شمشیر
مرصع عطا فرما کر اپنے سے راضی کیا اتفاقاً انہدنوں میں قحط واقع ہوا اور ہشیار الملک کو جو حبیب خاص کا خزینہ دار
تھا فرمایا کہ سواری کیوقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اسی بلا توقف
دیا کریں آخر ان دنوں میں ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کیواسطے سوار ہوتا تھا اور اسیطور سے ہر ایک شہر میں لنگر خانہ
متعدد فقرا اور مساکین کیواسطے مقرر فرما کر احوال برایا کی رفاہ اور آسودگی میں کوشش کرتا تھا یہانتک کہ
بلاد گجرات میں افضال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور ابھی کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ارباب فتنہ
حرکت میں آئی شجاع الملک بھاگ کر لطیف خان سے جا ملا اور امرای دو تنخواہ کی اس حال پر آگاہی پا کر
سلطان کے عرض میں پہونچایا سلطان نے الغ خان کو دو تنخواہ سمجھکر لشکر لیکر لطیف خان کی سر پر تعین فرمایا
ابھی وہ روانہ نہوا تھا کہ بعضی دو تنخواہوں نے عرض کی کہ قیصر خان اور الغ خان سلطان سکندر کی قتل میں
عماد الملک کی ساتھ متفق تھی اور اب بھی پوشیدہ لطیف خان کی شریک ہیں اور قسم قسم کی اعانت
کرتی ہیں سلطان اس فکر میں تھا کہ تاج خان کی سمع مبارک میں پہونچایا کہ قیصر خان اور الغ خان نے لطیف خان کو
غیر مشہور راستہ سے نادوت کیطرف طلب کیا ہی اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات میں ہرگز خلاف
نہیں کی دوسری دن جب امرا دربار میں مجری کو حاضر ہوئی سلطان نے قیصر خان اور الغ خان کو قید کیا
اور اسکی چند روز کی بعد داور الملک جو کسی بہانہ سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ
بابو کہ اس جماعت کی مصاحبت میں متہم تھے انھیں پا برہنہ اور ہاتھ باندھکر بار عام میں حاضر لاے
اور اہل شہر نے بلوا کر کی انکی مکانوں کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گلی میں ڈالکر عجز و زاری کی اور بہادر شاہ کی پاس لاکر تنگہ
خون بہا دیکر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے انکا خون معاف کرکی رہائی کا حکم نافذ فرمایا
اور مملکت فتنہ و فساد کی آلایش سے پاک ہوئی کسیطرف سے دغدغہ نرہا اور ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری میں
ایک جماعت سلاحداران خاصہ سے کہ عدد انکا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع میں دادخواہ ہوئی
کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہیں ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنی سے مانع ہوئی سلطان بہادر باوجودیکہ
جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کی پاس جانیکا ارادہ رکھتی ہیں حکم انکی تقسیم تنخواہ کا دیا اور انہدنوں میں
عرضداشت غازی خان کی پہونچی کہ لطیف خان نے مع جمعیت تمام سلطانپور میں آکر نشان مخالفت کا
بلند کیا اور میں اسکی مقابلہ میں قیام کیا بعد لڑائی کی عضد الملک اور محافظ خان بھاگ گئی اور راے بھیم
مع بھائیوں کی اس جنگ میں مارا گیا اور شاہزادہ لطیف خان زخمی ہوکر گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بمجرد
سنتے اس خبر کی محب الملک اور ایک جماعت امرا کو بھیجا کہ لطیف خان کی حال پر کمال تفقد کرکی
اسکی زخموں کی مرہم پٹی میں مصروف ہوا اور اسی بعزت تمام حضور میں لادی لیکن لطیف خان جو زخمہاے
کاری رکھتا تھا راہ میں فوت ہوا اور موضع ہالول توابع جنپانیر میں اسکا تابوت لیجا کر سلطان سکندر کے
پہلو میں دفن کیا اور اسی سال نصیر خان کا دوسرا بھائی جسکا نام سلطان محمود مدعو تھا اس جہان
فانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوا اور سلطان بہادر نے انکی مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دیکر طعام

پختہ اور خام تقسیم کیواسطے
واقفیت پائی قصبہ دہور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی میں کوشش کرتا ہی سلطان بہادر یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور اسطرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نی معروض کیا کہ ابتداء سلطنت میں ایسی امور بہت حادث ہوتی ہیں اس سبب سی غبار [illegible] کو آئینہ دل صفا منزل میں راہ نہ دیویں اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووی افضال الٰہی اور اقبال عدو مال بادشاہی برکت سی دشمنوں اور مفسدوں کو گوشمال اور سزا دیوی سلطان نی فوراً اُسی خلعت سپہ سالاری دیکر ایک لاکھ سوار رای سنگھ کی تنبیہ کیواسطی ہمراہ کر کی رخصت کیا تاج خان ولایت بال میں داخل ہوا اور اُسکی خرابی اور تاراجی میں کوئی دقیقہ باقی نرکھا رای سنگھ نی ازراہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کی پاس کہ امرای مظفری سے تھا بھیجکر اپنی عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُسکی جرائد اعمال پر نہ کھینچا بلکہ تاج خان نی زیادہ تر اُسکی مملکت میں خرابی اور بربادی کی اور راجہ رای سنگھ ناچار ہو کر جای قلب اختیار کر کی تاج خان کی مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر رای سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ تر قتل نہوا تاج خان نی چند روز ولایت بال میں اقامت کی آخر کو حکم کی موافق سلطان کی خدمت میں روانہ ہوا اور سلطان ربیع الاول سنہ مذکور میں شکار کیواسطی برآمد ہوا اُسوقت میں ایک جماعت رعایای بندر کنبایت نی وہانکی عامل کی دست جور سے فریاد کی ہوئی سلطان نی تاج خان کو اُسکی سرانجام کیواسطی منصوب کر کے عامل کنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد چنپانیر کی اطراف میں پہونچا پسر رانا سانگا ملازمت میں حاضر ہوا بعد چند روز کی اُسی خوشدل اور خوشحال کر کی رخصت انصراف دی اور سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری میں ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصۂ قلیل میں اُسی مفتوح کر کی چنپانیر کیطرف معاودت کی اور اُسکی چند روز کی بعد قلعہ بہروچ کی عزیمت کر کی وہاں بھی رایات نصرت آیات بلند کیں اور کنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کی کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سی پہونچا اور اہل جہاز نی خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیوں کا باد مخالف نی بندر دیپ کیطرف پھینکا اور قوام الملک نی اُس جہاز کو گرفتار کر کی فرنگیوں کو سلک عبودیت یعنی غلامی میں منسلک کیا شاہ یہ خبر سنکر محظوظ ہوا اور سرور خشکی کی راستہ سی بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک نی استقبال کر کی فرنگیوں کو ملاحظہ میں درلایا اور سلطان نی اُنمیں سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سی مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اُس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اُسکا نوشتہ اس مضمون سی پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از روی عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک بیدری نی از روی تعدی ملک برار پر دخل کیا فقیر اُسکی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال میں برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اُسی منہزم اور پریشان کیا اس درمیان میں فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لیگیا اور قلعہ ماہور کہ عظیم تر قلاع اُس بلاد سی ہی بتعدی متصرف ہوا اس بارہ میں جیسا کہ امر جلیل القدر نافذ ہووی عمل میں لاوی

درجواب اسکی یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ مین عرض [illegible]
حاکم برار نی حسب الحکم جاکر فریقین کی درمیان صلح کروائی اور اب جو ہدایت پیشدستی برہان [illegible] سی
ہوئی اعانت مظلومان بر ذمہ ہمت کریمان فرض اور واجب ہی پھر محرم ۹۳۵ھ نوسو پینتیس ہجری مین بقصد تسخیر
ولایت نظام شاہ مع لشکر بیشمار متوجہ ہوا اور قصبہ بروده مین نزول کرکی ایک مدت [illegible]
مصروف رہا اور سنہ مذکورہ کی اوسط سال مین جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلونکی غلبہ سے جلاء وطن ہوکر بحالت
تباہی سلطان بہادر کی ظل عاطفت مین پناہ لایا اور سلطان نی تفقد اسکی حال پراختلال پر مبذول فرماکر
بارہ لاکھ تنگہ خرچ عطا کرنیکا وعدہ کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی تیرا ملک موروثی مغلونکی قبضہ سے برآورد
کرکی تیری سپرد کرونگا جب آوازہ شوکت بہادرشاہی اور اسکی شہرۂ جلال نی ربع مسکون مین اشتہار
اور انتشار پایا اس سفر مین قریب و بعید کی راجہ اسکی درگاہ کیطرف متوجہ ہوئی اور گوالیار کی راجہ کا بھتیجا
مع جماعت اپنی حاضر ہوکر سلک ملازمان خاص مین منسلک ہوا اور بھرون جی برہتی راج بھتیجا راجہ سنگا کا
بھی مع چند راجپوت معتبر آنکر ملازمون مین داخل ہوا اور بعضی سرداران دکن نی بھی نقد سعادت حضور
حاصل کی اور سب علی قدر مراتب انعامات شاہانہ سی بہرہ یاب ہوئی اور جو سلطان کو عرصۂ دراز تک
محمد آباد چنپانیر مین توقف واقع ہوا علاء الدین عماد شاہ نی بیتاب ہوکر خضر خان اپنی فرزند کو ملازمت
کیواسطی بھیجکر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ بحری بادۂ غرور کی بیخودی سے صلح کا خیال نہین رکھتا ہی اگر
آنحضرت ایک مرتبہ دکن کیطرف نہضت فرماوین بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووی چنانچہ سلطان بہادر
التماس اسکی قبول کرکی دکن کیطرف روانہ ہوا اور جب آب نربدہ کی کنارے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی
استقبال کیواسطی حاضر ہوا اور سلطان کو ضیافت کیواسطی برہانپور لیگیا اور لوازم ضیافت بجالایا
اسکی بعد عماد الملک بھی جریدہ کاویل سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور چند راس گھوڑی اور تحف و
ہدایا گذرانی اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کیواسطی کہ بیرو ماہور کی اطراف مین تھا
برار کی راستہ سی روانہ ہوا اور جب جالنہ پور مین پہونچا چند روز مقام کرکی دندان طمع اس ملک پر تیز کیی
اور عماد الملک نی مضطرب ہوکر خطبہ برار کا سلطان بہادر کی نام پڑھایا اور میران محمد شاہ فاروقی کو
متوسط کرکی سلطان وہانسی کوچ کرکی آگی بڑھگیا جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین تحریر ہوا پھر احمد نگر مین
پہونچا اور بسبب دیکھنی خواب مہیب کی دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور بالاگھاٹ مین حوض قتلو کی
کنارے فروکش ہوا اور عماد الملک کو مع امرای کثیر گجرات اس قلعہ کی محاصرہ کیواسطی تعین کیا لیکن بعد چند
روز کی علاء الدین عماد شاہ نی دکنیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کی طلب کرنی سے نادم اور پشیمان ہوا
اور رات کیوقت خیمہ اور خرگاہ سی قطع نظر کرکی راہ فرار ناپی اور جب دکنی گجرات کا راستہ گھیر کر رسد غلہ
پہونچنی کی مانع ہوئی برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑی فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ علامت قحط غلہ
اردو مین ظاہر ہوئی اسوقت برہان نظام شاہ نی سلطان بہادر کو بنوید واپس دینی فیلان مذکور میران
محمد شاہ فاروقی کو بھیجکر راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اسکی نام پڑھا اور سنہ ۹۳۶ھ نوسو چھتیس ہجری مین

گجرات کیطرف گیا اور موسم برسات کا محمد آباد میں بسر کر کے سنہ ۹۳۶ نو سو چھتیس ہجری میں ایدر کیطرف متوجہ ہوا اور موضع جانپور سے خداوند خان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار باگڑ کی سمت بھیجا اور خود بندر کنبایت کیطرف متوجہ ہوا اور ایکروز وہاں بسر کر کے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کچھ جہاز اطراف بنادر سے پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازوں میں تھی خرید کر کے کارخانوں میں داخل کی اور ازانجملہ ایک ہزار چھ سو من پستہ اور منقی تھے اور جماعت رومیونکی جو باتفاق مصطفی خان رومی برسم تجارت آئی تھی انکے حال پر نظر الطاف مبذول کر کے اُس قوم کیواسطے مرتبہ اور منصب تعین فرمایا اور ملک ایاز سے سفارش عربا کر کے ولایت بانسوالہ اور دونگرپور کی سمت گیا اور آتش نہیب اُس ملک میں لگا کر وہانکے راجاؤنسے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد چنپانیر کیطرف معاودت کی اور عمر خان اور قطب خان اور امرای سلطان ابراہیم لودہی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کیطرف افتادہ تھے خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے سلطان بہادر نے پہلے دن تین سو قبای زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنگہ نقد انعام دئے اور جب انکی دلجوئی سے فارغ ہوا مہراسہ کیطرف کوچ کیا اور جب مہراسہ میں وارد ہوا خداوند خان اور بھی امرا ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواتر سے باگڑ میں پہونچکر اُس ولایت کا انتظام جیساکہ چاہیے فرمایا اور ہر ایک مقام میں تھانہ دار مقرر کیے اور پرسرام راجہ باگڑ کا لاعلاج ہو کر ملازمت میں حاضر ہوا اور سلطان بہادر کی حضور اُسکا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہو کر جملہ مقربان درگاہ سے ہوا اور سیمی جگا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل میں پھرتا تھا اسوقت جان کے خوف سے برتنسی پسر رانا سنکا کے پاس ملتجی ہوا کہ اُسے اپنی ملازمت کا وسیلہ کرے اتفاق حسنہ سے سلطان بہادر شکار کیواسطے جب بانسوالہ میں آیا برتنسی بن رانا سنکا نے ازراہ ملائمت و عجز ایلچی بھیجکر جگا کی عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول فرماکر جگا کو طلب کیا اور گھاٹ کرجی کے مقام میں مسجد عالی بنائی اور وہ قصبہ پرتھیراج کو دیا اور باقی ولایت باگڑ کو درمیان پرتھی راج اور جگا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چندروز شکار کیواسطے اُس مقام میں قیام کیا مخبروں نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی ممنون احسان اور مرہون امتنان سلطان مظفر شاہ نے شرزہ خان حاکم مندو کو بھیجا کہ بعضے قصبے ولایت چیتور کو تاراج کر کے اوجین میں پھر سلطان محمود خلجی سے ملحق ہوا ہے اثنای اس حال میں ایلچی برتنسی پسر رانا نے آنکر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہو ویں کہ بوجہ زنجیر عداوت کو حرکت نہ دیویں پھر اسوقت خبر پہونچی کہ سلطان محمود اوجین سے سارنگپور کیطرف جاکر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنیکے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی سے اُسکی مافی الضمیر پر واقف ہوا باتفاق فرزند سکندر خان میواتی کے ولایت چیتور کی سمت جاکر برتنسی ولد رانا سنکا پر تاخت لایا ہے اور چندروز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندر خان اور بھوپت پسر سلہدی اردو کیطرف متوجہ ہو کر دونوں نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زربفت اور ستر راس گھوڑے انکے تئیں انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان میں سلطان محمود

[illegible] سے ملاقات کی [illegible] بسرور میں لنگا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند
[illegible] سلطان محمود خلجی گوشہ [illegible] میں پہونچے اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اسکی تقصیروں
[illegible] الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بانسواڑہ کی طرف [illegible] اور جب
آپ [illegible] پہونچا [illegible] اور سلہدی بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور [illegible] بہادر نے سلہدی راؤ
[illegible] اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت انھیں بخشے [illegible] روز کے بعد [illegible] راؤ کو
[illegible] کیطرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اردو میں رہا سلطان بہادر سلطان
[illegible] وعدہ ملاقات کی بموجب [illegible] کیطرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آویگا ہم
لوازم ضیافت اور [illegible] گھاٹ تک جاکر اسے رخصت کرکے دار الملک کی سمت
مراجعت کرینگے اور [illegible] محمد خان آسیر سے آیا تھا اور جب موضع [illegible] میں پہونچا دوسرے روز تک
سلطان محمود [illegible] بھیجا تھا دریا خان سلطان محمود خلجی کیطرف سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ
[illegible] گھوڑے سے گر [illegible] ٹوٹ گیا اب اس موضع سے آنا [illegible]
شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے [illegible] خلاف وعدہ کیا نہ آیا اگر مرضی اسکی ہووے ہم آوینگے پھر دریا خان نے
کہا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاند خان کو سلطان
محمود خلجی سے طلب کرے دینا اسکا نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا نہایت متعذر ہے اور فی الحقیقت اسکا
باعث یہی امر ہے شاہ بہادر نے فرمایا میں [illegible] طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہ وہ
جلد میری ملاقات کو آوے جب ایلچی [illegible] رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ پے در پے منازل اور
قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود [illegible] آنیکا راستہ دیکھتا تھا جسوقت دیپالپور میں پہونچا معلوم ہوا
کہ سلطان محمود [illegible] اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو میں
نگاہ رکھی اور خود قلعہ سے جدا ہوکر گوشہ میں بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان میں بعضے
امرای سلطان محمود خلجی کہ بوجہ سلوک ناموافق اسکے سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر میں عرض پیرا
ہوئے کہ [illegible] خلجی کے حوالہ میں ایام گذاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ
متواترہ شادی آباد مندو کیطرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ میں پہونچا لشکر شادی آباد مندو کی محاصرہ کو
مقرر ہوا اور محمد خان آسیری بجانب غربی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور نعمان کو ہالپور کیطرف
بھیجا اور جماعت پوربیہ کو سہلوانہ کیطرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول میں قرار کیا اور شعبان کی
انتیسویں شب ۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری میں سلطان بہادر مع جمعیت بہادران اہل مندو کی [illegible] سے
ہدایت کے سبب قلعہ میں داخل ہوا اور فصیل پر اسقدر توقف کیا کہ بہت آدمی اسکے قلعہ میں در آئے
پھر صبح کی نماز کیوقت سلطان محمود خلجی کے مکان کیطرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اسطرف سے کہ
نہایت بلندی کی خاطر جمع رکھتے تھے [illegible] کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے

اور اسیوقت چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اترا اور راہ فرار نا پائی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت قلیل مسلح ہوکر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے میں قوت برابری کی نہ دیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر اپنے مقرب کی ہدایت سے اہل و عیال و اطفال کی رعایت کیواسطے پھر کر اپنے محل کیطرف چلا اور افواج ظفر امواج سلطان بہادر نے یکایک۔ اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل اور حرم بادشاہوں اور امیروں کا امان میں ہے خبردار کوئی انکے مال اور ناموس کا متعرض نہو اسواسطے بعضے ہوا خواہان اور رفقا سلطان محمود خلجی نے یہ عرض کی کہ شاہ گجرات ہر چند بیمروتی کرے مگر اسکی بیمروتی اوروں کی مروت سے بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ میں کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم پدر اختیار کرکے ولایت مالوہ سلطان کے قبضہ میں چھوڑیگا اس درمیان میں سلطان بہادر بعد محل کی کوٹھی پر بر آمد ہوا ایک شخص کو سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات نفر امرا کے آیا سلطان بہادر اپنے دل میں خواہش عفو رکھتا تھا اس سے ہمکلام ہوکر سبب نہ آنیکا پوچھا لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا اسنے جواب سخت دیا سلطان بہادر اس سبب سے آزردہ ہوا پھر باقی مجلس خاموشی میں گذری آخر کو غضب میں آنکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کرکے الف خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد چینا نیر میں بھیجا اور خود مندو میں قیام کیا اور امرای مالوہ کو گجرات میں جاگیریں دیں اور گجرات کے امرا کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں اور میران محمد شاہ فاروقی کو معزز اور مکرم کرکے برہانپور میں روانہ کیا اور بعد برسات سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری میں برہانپور اور اسیر کی سیر کیواسطے روانہ ہوا اور برہان نظام شاہ بحری نے کہ اسمعیل عادلشاہ کے بخلاف لفظ شاہی اپنی جزو اسم کی تھی میران محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور دلالت سے برہانپور میں آیا اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے چتر سفید اور آفتاب گیر یعنی سورج مکھی اور سراپردہ سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہمنے تمہیں نظام شاہ بحری خطاب دیا اور تمہارے دشمنوں کو بادشاہی سے معزول اور دوستوں کو سلطنت پر منصوب کیا اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر اور برہانپور ساتھ میرے بادشاہ دہلی کی جنگ میں کہ پیش نہاد ہمت اپنی کی تھی موافقت کریں حالانکہ برخلاف اسکی وقوع میں آیا اسواسطے کہ برہان نظام شاہ بحری نے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی جنگ میں ساتھ اسکی ہمراہی نہ کی بلکہ چند سال پیشتر ایلچی اپنا اسکی درگاہ میں بھیجکر ولایت گجرات کی تسخیر کی تاکید کی کہتے ہیں سلطان بہادر شاہ نے شاہ طاہر جنیدی کی کہ علماے گجرات اور برہانپور اور مندو اور دہلی اسکی استادی اور دانشمندی قبول رکھتے تھے عزت بہت کی یہانتک کہ اسکی حضور تخت پر نہیں بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اسیکو کرسی پر بٹھاتا تھا اور جسوقت کہ شاہ برہانپور میں تھا اسنے بہت سعی کی کہ اسے برہان نظام شاہ سے لیکر اپنا وکیل السلطنت کرے شاہ طاہر نے اس بہانہ سے کہ میں ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہوں یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد نگر میں جاکر چند عرصہ کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب کیا اور چتر اور سراپردہ سرخ کو برنگ سبز کہ نشان بارہ امام ہے تبدیل کیا القصہ یہ داستان کو جزوی احوال نظام شاہیہ میں تحریر ہوگی حاجت تقریر

نہیں ہی وہاں معلوم فرمادیں۔ اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری کے رخصت ہوا اور کامیاب ہوکر
شادی آباد مندو دہار کیطرف گیا اس درمیان میں معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ بسبب اسکے کہ عہد سلطان محمود
خلجی میں عورات مسلمہ بلکہ بعضی حرمہای سلطان ناصر الدین کو اپنی مکان میں نگاہ رکھا تھا اور اب بھی اپنی مکان میں
رکھتا ہی اس سبب سی حضور میں آنیکی خواہش اور پروا نہیں رکھتا سلطان بہادر نی فرمایا کہ خواہ وہ آوی یا نہ آوے
ہماری ذمہ فرض ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر اور خواری بندگی سے نجات بخشکر اسکو سزای بلیغ اور تنبیہ
ایسی کریں کہ باعث عبرت ناظرین ہو پھر مقبل خان کو محمد آباد چنپانیر کیطرف رخصت کرکے حکم دیا کہ وہاں جاکر
قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ و خزانہ خدمت میں بھیجی اور مقبل خان نی سلطان کے
حکم کی موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان مع لشکران اور توپخانہ اور خزانہ اکیسوین ربیع الآخر
سال مذکور کو قصبہ دہار میں آیا اور سلطان بہادر سے ملحق ہوا اور شاہ گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کرکی
شادی آباد مندو کیطرف گیا اور اختیار خان کو وہانکی حکومت پر چھوڑکر جمادی الاولی کی پچیسوین تاریخ کو
نعلچہ میں نزول کیا اس درمیان میں بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نی کہ ہمراہ تھا عرض میں پہونچایا کہ جو رایات
عالی دار الملک گجرات کیطرف متوجہ ہیں اگر بندہ رخصت اُجین کی پاوی سلہدی کو ملازمت میں حاضر کرے
سلطان بہادر نی اسکو نہایت ہوشیاری سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اُجین کیطرف متوجہ ہوا
اور چندرہوین تاریخ شہر مذکور کو قصبہ دہار میں پہونچکر لشکر کو وہاں چھوڑا اور خود برسم شکار دیپالپور اور سعدلپور
کیطرف گیا سلہدی پوربیہ نی یہ خبر سنکر اپنی فرزند بھوپت کو اجین میں چھوڑکر خود ملازمت میں حاضر ہوا اور
امیر نصیر کہ سلہدی پوربیہ کی طلب میں گیا تھا اُسنی خلوت میں عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور
فرمان برداری کا نہیں رکھتا لیکن فقیر اُسی بوعدہ دینی لینیا بیت اور ایک کرور تنکہ نقد اسکو فریب دیکر لایا ہی
وگرنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑکر ولایت میوات کیطرف جاوی اور اب اگر رخصت پاویگا اسکا دوبارہ
دیکھنا محال ہی شاہ سعدلپور سے دہار کیطرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربوں سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو
درمیان میں لایا اور جب اردو کی قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑکر قلعہ دہار میں وارد ہوا اور سلہدی پوربیہ کو
بھی ہمراہ لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا مغلوں نی آنکر اُسی مع دو نفر پوربیہ گرفتار کیا اسوقت
ایک خواص سلہدی پوربیہ فریاد کرکی سست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نی کہا تو چاہتا ہی کہ میں مارا جاؤں
اُسنی جواب دیا کہ میں نی ایسا تجویز کیا ہی کہ جب تمہاری دشمنونکو کسیطرح کا صدمہ پہونچی میں اپنی تئیں
ہلاک کروں تو نہیں اس حالت پر ملالت میں نہ دیکھوں یہ کہکر خنجر اپنی شکم پر مارا اور جہنم واصل ہوا اور
جب سلہدی پوربیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر مال و متاع سلہدی کا تاراج کرکی ایک جماعت
کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نی بھاگ کر سلہدی کی بیٹی کی پاس جسکا نام بھوپت تھا پناہ لی اور سب اسباب
اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کی سرکار شاہی میں ضبط ہوئی اور آخر روز کو سلطان بہادر نی رفیع الملک المخاطب
عماد الملک کو بھوپت کی گوشمال کو روانہ کیا اور خداوند خان کو اردو کی ہمراہ چھوڑکر دوسری دن کی صبح کو خود
اُجین کیطرف عازم ہوا اور دریا خان مانڈوی کو حکومت اجین عنایت کرکی سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا

اور سارنگپور اور کوتو خان بن توخان نے سنہ اثنی و اربعین و تسعمائہ میں مندو سے جا کر عزم ہوا تھا
اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی میں اپنا خطاب قادر شاہ کر کے اس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام کیا تھا
غرضکہ کچھ احوال اسکا عنقریب مرقوم قلم صداقت رقم ہوگا تفویض کیا اور حبیب خان والی اشتہ کو آشتہ کیطرف
رخصت دیکر خود بھیلسہ اور رایسین کیطرف عازم ہوا حبیب خان نے جا کے ایک جماعت کثیر پوربیہ کو
قتل کیا اور آشتہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ میں پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ
یہاں سے آثار اسلام منقطع ہوئے اور علامات کفر شائع ہیں اس منزل میں مخبروں نے اسکی سمع مبارک میں پہونچایا
کہ بھوپت پسر سلہدی اپنے باپ کی خبر گرفتاری اور تعین ہونا رفیع الملک کا سنکر کمک طلب کرنیکے واسطے
چیتور کیطرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پوربیہ کا رایسین کے قلعہ کو استوار کر کے معرکہ آرائی میں سعی کرتا ہے اور
انتظار کمک چیتور کھینچتا ہے سلطان بہادر نے تین دن بتعمیر مساجد اور مکانات اس قصبہ میں مقیم ہوا
اور جمادی الاول کی ساتویں تاریخ سنہ مذکور میں طبل فیروزی بجا کر رایسین میں بارگاہ بلند کی اور ابھی لشکر
نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ دو ہزار ہو کر قلعہ سے اترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا
کچھ لوگ ہمراہ رکاب لیکر شیر گرسنہ کیطرح آن پر تاخت لایا اور دو تین پوربیہ کو ضرب شمشیر خونریز سے
دو ٹکڑے کیے اس عرصہ میں سپاہ گجرات پیچھے سے پے در پے آ پہونچی اور کفاروں کو قتل کیا پوربیہ سلطان
بہادر شاہ کی شجاعت اور مردانگی دیکھکر بھاگے اور قلعہ میں جا کر دم لیا اور سلطان بہادر نے اسدن لشکر کو
جنگ سے منع کر کے کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اس سرزمین سے کوچ کر کے قلعہ کو مرکز کی مانند گھیر کر مورچے
تقسیم کیے اور بنیاد سباط کی ڈالی تھوڑے عرصہ میں سباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خان کو
مع توپخانہ وہاں چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خان نے توپ کی ضرب وزد سے دو برج قلعہ
گرائے اور دوسری طرف سے سرنگ میں آگ دی یہانتک کہ چند گز دیوار اسطرف سے گر پڑی اور سلہدی نے
احوال قلعہ اور زبونی پوربیہ اور توقف دشمن کا مشاہدہ کر کے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہے کہ پہلے شرف
اسلام سے مشرف ہووے اسکے بعد اگر حکم ہو اور پھر جا کر قلعہ کو خالی کر کے اولیاے دولت بہادر شاہی کو
سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلا کر کلمہ توحید اسے پڑھایا پھر اسکو
خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذیذ کھانا اسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لیگیا سلہدی نے اپنے
بھائی لکھمن کو طلب کر کے کہا جو میں زمرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں سلطان بہادر شاہ علو ہمتی سے مجھے مراتب
عالی کو پہونچاویگا مناسب یہ ہے کہ قلعہ کو ملازموں کے سپرد کر کے خدمت شاہ میں حاضر ہوں لکھمن نے
پوشیدہ اس سے یہ بات کہی کہ اب خونریزی تیرے مسلمانوں کے مذہب میں جائز نہیں ہے بھوپت مع چالیس
ہزار آدمی کمک کیواسطے آتا ہے ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے میں توقف ہووے سلہدی نے پہلے
یہ رائے سلطان سے کہی آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کر کے ملازموں کے سپرد کرونگا سلطان بہادر
وہانسے مراجعت کر کے اپنے مکان پر آیا اور دوپہر دن کو دوسرے روز منتظر تھا جب بہت دیر سے ایک ساعت
گذری سلہدی نے عرض پیرا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جا کر صورت حال دریافت کر کے عرض میں پہونچاوے عنایت

نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کی گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ ای راجپوتان غافل اور جاہل مسلمانو سے
عذر کرو ورنہ سلطان بہادر اس مورچہ پر آنکر تحصیل قبل کریگا اور غرض اسکی یہ تھی کہ فی الفور ان برجون کو جو
توپ کی ضرب سی مسمار ہوگئی ہین بند کرو لکھمن نی جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بسبب ظاہر پلٹ
گیا لکھمن نی قلعہ کی استحکام مین کوشش کی رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کی چھوٹی بیٹی کی ہمراہ کرکی بھوپت کے
طلب کیواسطی روانہ کیا اور پسر سلہدی باہر جاکر فوج شاہی سے دوچار ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ
گجرات نی طاقت بشری سے زیادہ تر کوشش کرکی بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کی بیٹی کا بھی سر
تن سی جدا کرکی مع سر دیگر راجپوتان شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نی جب خبر فوت پسر سنی الفت
پدری سے حواس اسکی بجا نرہی اور سلطان بہادر اصرار سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی
فوراً اسکو برہان الملک کو سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید کرے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت
جو جانتا ہی کہ سلطان جریدہ ہی اسواسطی رانا کو ہمراہ لیکر از روی جرأت بکوچ متواتر آتا ہی یہ خبر سنکر شاہ کی
قوت غضبی نی طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضای نصوص ایک مسلمان دس کافر کو
کافی ہی یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانروای برہانپور اور رفیع الملک المخاطب عماد الملک کو
آنکی گوشمال کیواسطی رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکی سامان جنگ
کیواسطی متوجہ ہوئی اور جب کیہرار کی قریب پہونچی پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار
راجپوت پوربیہ اس مقام مین حاضر ہوا اسواسطی میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نی عرضداشت بھیجی
کہ پورنمل بیٹا سلہدی پوربیہ کا رانا سے ملگیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہی اگرچہ جمعیت اسکی اندازہ سی
باہر ہی لیکن اعتماد تائید الٰہی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اسکی مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین
کسی طور اپنی تئین معاف نرکھونگا شاہ نی بعد وصول عرضداشت اختیار خان اور امرا کو محاصرہ
کیواسطی چھوڑکر خود بھی بطور تاخت رات دن مین شش کوس مالوہ کی طی کرکی بجلی کیطرح کیہرار کی نواح مین
پہونچا اور میران محمد شاہ فاروقی والی برہانپور استقبال کیواسطی آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنی مقام قیام
منزل پر لیگیا اور اسعرصہ مین مخبرون نی رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین
ملحق ہوا اور پیچھی سے افواج بیشمار مور و ملخ کیطرح متواتر چلی آتی ہے رانا یہ خبر سنکر ایک منزل پر مقیم ہوا
اور فجر کو سلطان بہادر کیہرار سے کوچ کرکی ایک منزل آگی بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور رسالت
تحقیق اخبار کیواسطی لشکر سلطان مین آئی اور رانا کی طرف سی یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازمان
درگاہ سی ہی اور اس حدود مین اسکی آنی سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگی رکھکر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے
تقصیرات کا کری سلطان نی ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اسکی بہت زیادہ ہی
اگر ساتھ جنگ کا ارادہ نکری عرضداشت کرتا البتہ الحاح تمہاری قبول ہوتی جب یہ جواب آئی دونو راجپوتون
جاکر کہا کہ ہمنی شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی رانا اور بھوپت باوجود اس شوکت و جمعیت کی تین چار منزل پیچھو

ایک منزل کی سفر در رہی تھی اسی درمیان میں خبر پہونچی کہ الغ خان مع تیس ہزار سوار اور فیلی نہ اور توپخانہ گجرات
بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خان کی پہونچنے تک توقف جایز نہ رکھکر
مع لشکر کے ہمقف ستر کوس تعاقب کیا اور رانا جب چیتور کیطرف آیا شاہ نے اسکی گوشمال دوسری سال پر
حوالہ کرکی خود قلعۂ رایسین کیطرف گیا اور اسکی محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور میں لکھمن کمک سی مایوس ہوا
صورت ملالت اپنی معائنہ کرکی ازراہ عجز و انکسار عرضداشت کی کہ اگر آنجناب سلہدی کو حضور میں طلب کرکی
قلم عفو اسکی صفحہ جرائم پر کھینچیں تو قلعۂ رایسین کو خالی کرکی ملازموں کی سپرد کردوں شاہ نے بعد تامل اور غور بسیار اپنی
دلمیں کہا کہ غرض اس یورش سے یہی ہے کہ عورات مسلمین کی ذلت سی رہا ہو دیں اگر التماس اسکی قبول نہیں کرتا ہوں تو
جان ان ضعیفوں کی مفت جاویگی اسواسطی ملتمس لکھمن کی پذیرائی اور سلہدی پوربیہ کو شادی آباد منڈو سے حضور میں
طلب کیا چنانچہ برہان الملک سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر خدمت میں لایا اور فرمان والا صادر ہوا کہ قلعہ میں گیا
اور لکھمن تمام راجپوتوں کو مع اہل و عیال قلعہ سے نکالکر پلٹ آیا اور شاہ کی عرض میں پہونچایا کہ قریب چار سو عورت
متعلق سلہدی پوربیہ کی ہیں اور رانی درگاوتی ماں بھوپت یہ التماس رکھتی ہی کہ سلہدی پوربیہ داخل بندہای خاص میں
ہوا اگر قلعہ میں آنکر اپنی عیال سے خود قلعہ کو خالی کری غیرونکی طعنہ سی محفوظ ہوگا شاہ نے ملک علی شیر کو سلہدی
پوربیہ کی ہمراہ کرکی قلعہ میں بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہاں گیا لکھمن اور تاج خان نے سلہدی سی پوچھا کہ غرض
سلطان کی قلعہ رایسین کی لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا بالفعل قصبۂ بروده مع مضافات ہماری واسطی مقرر ہوا
عنقریب ہی کہ سلطان علو ہمتی سے ہمیں اور بھی علاقہ سی سرفراز کرینگا رانی درگاوتی اور لکھمن اور تاج خان بولے
کہ اگرچہ سلطان ہماری احوال پر نظر الطاف مبذول فرماوینگا لیکن ہمنی ایک مدت دراز سے اس زمین پر شاہی کی
اور داد کامرانی کی دی فی الحال فلک شعبدہ باز نے بازی کرکی ہمیں پھر ایکجا کیا ہی طریق مردانگی یہ ہی کہ اپنی عیال اطفال کو
جوہر کرکی آگ میں جلاویں اور خود بھی تلوار کی منہ پر جھکر ماری جاویں تو کوئی آرزو دل میں باقی نہ رہی غرضکہ سلہدی
پوربیہ رانی درگاوتی کے سحر تقریر سے اپنی حال پر نہ رہا اور قدم جادۂ تمرد اور عصیان میں رکھا ہرچند
ملک علی شیر نے نصائح مشفقانہ کرکی سمجھایا مفید نہوا اور ملک علی شیر کی درجواب یہ کہا کہ ہر روز ایک
کروڑ پان اور کئی سیر کافور میری حرم سرا میں صرف ہوتا ہی اور تین سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہیں
آیندہ دیکھنی یہ میسر ہو یا نہو اس سے بہتر یہ ہی کہ ہم مع اپنی فرزندوں اور عورتوں کی قتل ہوجاویں تا کہ ہمارے
ناموس میں بدنامی کا دھبا نہ لگی ساتھ عزت اور ناموس کی مریں زہی عزت و زہی شرف سلہدی پوربیہ نے
طرح جوہر کی ڈالی رانی درگاوتی کہ بیٹی رانا سانگا کی تھی مع بچہ خردسال ہمراہ لیکر جوہر میں آئی اور مع سات سو عورت
پری پیکر جلگئی اور سلہدی پوربیہ اور تاج خان اور لکھمن مع خویشان و برادران کہ مجموع سو نفر ہوتے تھے
ہتھیار لیکر برآمد ہوئی اور مسلمانوں کی جمعیت قلیل سے کہ قلعہ پر گئی تھی جنگ میں مشغول ہوئے اور جب
یہ خبر اردو میں پہونچی سپاہ گجرات بسبیل استعجال قلعہ میں در آئی اکثر گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت
اندیش کو واصل جہنم کیا اور سلطان بہادر کی لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل
اور بھی انہیں دنوں میں سلطان عالم حاکم کالپی صدمۂ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے

[illegible]
فاروقی کو قلعہ کاکرون کی تسخیر کیواسطے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں رانا کی تصرف میں آیا تھا نامزد کیا اور خود باکھی
شکار میں مشغول ہوا اور کوہ کاپور اکی متمردونکو گوشمال اور سزا دیکر الغ خان کی حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ آباد
اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداروں کی تصرف میں آئی تھے اپنی تصرف میں لاکر امرای گجرات اور اپنی معتمدوں سے
جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کاکرون کیطرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام
کاکرون میں جا پہونچا اور رام جی نامی کہ رانا کیطرف سی حاکم کاکرون تھا قلعہ خالی کرکی بھاگا اور شاہ بہادر چار دن
اس قلعہ میں جشن اور صحبت میں مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک
الغ خان معہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اسکی امرای کبار سے تھی قلعہ رسور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد
مندو کیطرف متوجہ ہوا اور حاکم رسور کہ وہ بھی گماشتہ رانا کا تھا قلعہ چھوڑکر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے
عرصہ میں قلعہ کاکرون اور قلعہ رسور سلطان بہادر کی تصرف میں آئی اور سلطان بہادر شادی آباد مندو سے
فرنگیوں کی مدافعہ میں متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کی قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئی اور توپیں کلان
انکی کہ ویسی توپ دیار ہندوستان میں نہیں دستیاب ہوئیں اور شاہ بہادر ان توپوں کو بجبر ثقیل
محمد آباد چنپانیر میں بھیجکر عازم تسخیر چیتور ہوا اور بندر دیپ سی کنبایت کیطرف آیا اور وہانسی احمد آباد میں آنکر
مشائخ کرام اور آبای عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کرکی ماہ توپخانہ بندر دیپ گجرات سی چیتور کیطرف
متوجہ ہوا اور اسوقت میں سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری کی تھی محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ میں قید تھا جنت آشیانی
نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ سی بھاگ کر سلطان بہادر کی پاس التجا لایا اور جنت آشیانی نے
نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے ایلچی بہادر شاہ کی پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر
نہایت تکبر سے سفید جواب ہوا ہمایوں بادشاہ نی پھر اسی مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور میں
نہیں بھیجی تو اسی اپنی ولایت سے نکالدیویں سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اسکا منکوس ہو کر لاابقا
ہوا تھا پھر کتابت کی جواب میں سفید ہوا اور وہ باتیں کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھیں زبان پر لایا
اور وہ حرکت جو سبب اسکی خرابی کی ہوئی یعنی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں شاہ کی برخلاف خواہش
محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب چیتور میں پہونچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا
طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مردان مرد جنگ و نبرد میں مستعد ہو کر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور
ظفر اور فیروزی گجراتیوں کی شامل حال ہوتی تھی آخر الامر رانا نے عاجز اور بہ تنگ آنکر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر مرصع
کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس اسپ و فیل اور تحف و نفائس شاہ گجرات
دیکر واپس کیا اور یہ فتح اور آنا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد بادشاہ بہلول لودھی کا اسکی خدمت میں
باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں شاہ سے
سلسلہ جنگ کو تحریک دیوے اور بادشاہی دہلی کی مدار اپنی قبضہ تصرف میں لاوی پھر ایک
اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علاء الدین نام رکھتا تھا اعزاز و اکرام کیا اور اسکی بیٹی تاتار خان کو

امراسی گروانکر ممالک دہلی بغیر لیے ہوئے مردم درگاہ پر قسمت کی اور اس ارادہ کی پوری ہونے کیواسطے تاتار خان کو
جو شجاعت اور شہامت میں اپنی ہمچشموں سے ممتاز تھا تربیت کرکے تیس کرور مہر مظفری برہان الملک
حاکم قلعہ آسیر سے کے سپرد کیں تو باتفاق اور صوابدید تاتار خان کی لشکر کی فراہمی میں صرف کرے
چنانچہ تھوڑے عرصہ میں چالیس ہزار سوار تاتار خان کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیر الدین
محمد ہمایوں بادشاہ کی اطراف ممالک میں مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پرگنہ آگرہ کی اطراف میں سے
سنہ نوسو اکتالیس ہجری میں متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے اپنے بھائی
ہندال مرزا کو اسکی دفع کیواسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف و
گزاف سے تاتار خان کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اسکے پاس باقی نہ رہے
تاتار خان نے نہایت خجالت اور شرمندگی سے کہ زر خطیر لشکر بیوفای افغانان میں صرف کیا تھا سلطان
بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدد بھی طلب نہ کی ناچار ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے
ہندال میرزا کی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مردی اور مردانگی کو کام فرما کر مع تین سو مرد قتل ہوا اور قلعہ
بیانہ ہندال میرزا کی تصرف میں آیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے اس امر کو شگون
نیک جانکر سلطان بہادر شاہ کی دفع کو مع لشکر فراوان توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ چتور اپر لشکر کشی
کرکے قلعہ کو گھیرا تھا تاتار خان کی ماری جانی اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا
اور قرعہ مشورہ کا درمیان میں ڈالا چنانچہ رای اکثر امرای اسپر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کرکے شاہ کی مقابلہ کو
جانا مناسب ہے اور حیدر خان جو امرای کبار سے تھا اسنے یہ عرض کی کہ ہمنے کفار کو محاصرہ کیا ہے اگر اسوقت
بادشاہ مسلمان حمایت کفار کرکے ہمسے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا
لایق دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیجیے اور یہ بھی ظن غالب ہے کہ آنحضرت یعنی ہمایوں شاہ ہمارے
اوپر تاخت نہ لاوینگے منقول ہے کہ جب ہمایوں بادشاہ نے سارنگ پور میں نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ
آنحضرت کے گوشزد ہوئی آنحضرت نے از راہ مروت سلطان بہادر کی ولایت کو تعرض نہ پہونچایا اسقدر وہاں
توقف کیا کہ شاہ بہادر نے ساباط وغیرہ سے سنہ مذکور میں قلعہ چیتور کو جبراً قہراً فتح لیا اور راجپوت بہت
تیغ آبدار سے قتل کیے اور اسطرف کی مہم سے مطمئن ہوا الغرض دفعتاً جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ
جنگ کیواسطے متوجہ ہوا اور زر خطیر لشکر پر قسمت کرکے اسکی استیصال پر عازم و جازم ہوا اور قلعہ مندسور کے
اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا کہ سید علی خان خراسانی جو سلطان بہادر کا
ہر اول تھا لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کی لشکر نصرت اثر میں ملحق ہوا اور گجراتی یہ حال مشاہدہ کرکے
شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا اور سرداروں کو بلوا کر جنگ کی بارہ میں مشورہ کیا حیدر خان نے
جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کسواسطے کہ ہماری سپاہ نے چیتور کے فتح کرنے سے قوت اور
استظہار پائی ہے اور ابھی انکی سپاہ مغل کی شوکت و صولت سے نہیں جھجکی ہے اور رومی خان کہ توپخانہ کا
داروغہ اور صاحب اختیار تھا اسنے یہ التماس کی کہ توپ اور بندوق سرکار میں اسقدر افراط سے موجود ہیں

کہ قیصر روم کی سپاہ دوسری کو اسقدر آلات حرب میسر ہونگی صلاح دولت یہ ہی کہ لشکر کے گرداگرد
خندق کھودکر آلات حرب چاروں طرف قریب سے لگائی جاوین اور ہر روز بلا ناغہ آتش حرب مشتعل
ہوتی اور امان سنو تم لشکر مغل مقابل انکر توپ کی ضرب سی ہلاک ہووین شاہ بہادر نی یہ رای پسند کی
اور لشکر کی گرداگرد خندق تیار کی اُنہو نین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نی رایسین اور چندیری اور اُسی
صوبہ کو اُسکی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام اُنکر ملحق ہوا اور دو مہینی کامل دونون لشکر ایک دوسری کے
مقابل مقیم رہی اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ برامد ہوکر جنگ مردانہ
اور حرب رستمانہ کرتی تھے اور سپاہ مغل اپنی فرماندہ کی فرمان کی بموجب توپ و تفنگ کی مقابل
دو رزد پر بچاتی تھے تین چار ہزار سوار تیر انداز سلطان بہادر کی اُردو کی اطراف میں تاخت لیجاتی تھی اور جس قدر کہ
راہ آمد و شد و غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اس و تیرہ سی منقضی ہوئی لشکر گجرات مین قحط عظیم
واقع ہوا اور چارا بھی باقی نرہا جس سے جانورونکی زندگی ہوا اور فوج مغل کی تیر اندازونکی غلبہ سی کسی گجراتی کو
یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سی باہر جاکر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نی جب دیکھا کہ اب یہان توقف کرنا
موجب گرفتاری ہی ایک رات کو مع پانچ امرای معتبر کہ اُنمین ایک والی برہانپور اور دوسرا ملو خان حاکم
مالوہ تھا سراپردہ کی پیچھی سے برامد ہوکر شادی آباد مندو کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی نصیر الدین
محمد ہمایون بادشاہ نی پائی قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کرکی راہ مین بہت آدمی مغرور قتل کیے
اور حیدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کی پیچھی جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہوکر بھاگا اور سلطان بہادر
شادی آباد مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کی مندو بیگ اور تمام امرای مغل مع سات سو نفر
قلعہ مین در آئی اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بد حواس ہوکر اُٹھا
جب گجراتیونکو مضطرب اور مغرور دیکھا خود بھی راہ فرار پائی پانچ چھ سوار سے محمد آباد چنپانیر کیطرف
گیا اور حیدر خان اور سلطان عالم حاکم رایسین قلعہ سنگر مین جاکر پناہ لی اور بعد دونکی امان خواہ
ہوکر جنت آشیانی کی ملازمت سی شرفیاب ہوئی حیدر خان کہ زخمی تھا وہ سلک ملازمون مین
منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رایسین سی جو حرکات نالائم وقوع مین آئین تھین جنت آشیانی کی
حکم سے اُسی لیگیا سلطان بہادر شاہ یہ اخبار سنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد چنپانیر مین تھا مردمان
سپرد کرکی بندر دیپ کیطرف بھیجا اور خود کنبایت کیطرف راہی ہوا اور جنت آشیانی شادی آباد
مندو کو مردم امین کی سپرد کرکی قلعہ محمد آباد چنپانیر کی سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراج سے
غنیمت وافر بلکہ بیحد و حساب سپاہ مغل کی ہاتھ آئی اور آنحضرت بھی وہانسی بجناح استعجال کنبایت کی
سمت عازم ہوئی اور سلطان بہادر کنبایت سی گھوڑی تازہ زور لیکر بندر دیپ گیا اور آنحضرت جب
کنبایت مین پہونچی اور سلطان بہادر کو نہ دیکھا معاودت فرماکر محمد آباد چنپانیر کو محاصرہ کیا اور ساتھ
اُسی تدبیر کی کہ آنحضرت کی وقائع مین تحریر ہی قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد
۹۴۲ھ چنپانیر بھاگ کر قلعہ ارک کیطرف کہ جسکو مولیا کہتی ہین پناہ لیگیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی

اور خزائن سلاطین گجرات کہ عمرہای دراز میں فراہم ہوئے تھے اسکے تصرف میں آئی اور زر لشکر پر تقسیم ہوا اور
ابتدای سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری میں باوجود اسکے کہ جنت آشیانی محمد آباد چنپانیر میں توقف رکھتا تھا
عرضیاں رعایای گجرات کی متواتر سلطان بہادر کی پاس اس مضمون کی پہونچیں کہ اگر آنجناب ایک اپنے ملازم کو
تحصیل مال کیواسطے مقرر فرماوین مال واجبی خزانہ میں پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو جو
حسن تدبیر اور مزید شجاعت میں اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گران تحصیل مال ولایت کیواسطے بھیجا اور عماد الملک
سپاہ جمع لانے میں مصروف ہوا بقول صحیح پچاس ہزار آدمی احمد آباد میں وارد ہوا اور وہانسے عاملونکو اطراف میں
بھیجکر تحصیل شروع کی اور جب یہ خبر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کو پہونچی میروی بیگ کو
کہ ایک امرای کبار اور معتمد علیہ سے تھا خزانونکی محافظت کیواسطے مقرر کرکے محمد آباد چنپانیر کیطرف بھیجا
اور عسکری میرزا کو مع یادگار ناصر میرزا اور میرزا ہندو بیگ کو اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور محمود آباد کے نواح میں
کہ احمد آباد سے بارہ کوس ہے عسکری میرزا کو عماد الملک کے ساتھ جنگ سخت واقع ہوئی اور عماد الملک نے
شکست پائی اور گجراتی بہت قتل ہوئے اسکے بعد جنت آشیانی نے ظاہر احمد آباد میں نزول فرمایا اور حکومت
وہانکی عسکری میرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر میرزا کو اور بھروچ قاسم بیگ میرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ
کو عنایت کیا اور محمد آباد چنپانیر میروی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال نے عنان عزیمت
برہانپور کیطرف منعطف فرمائی اور وہان باقتضای وقت توقف نکرکے شادی آباد منڈو کیطرف متوجہ ہوا
اس درمیان میں خان جہان شیرازی کہ ایک امرای سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچاکر قصبہ
نوساری پر متصرف ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خانخانان سے جاملا دونوں باتفاق بھروچ کیطرف
متوجہ ہوئے اور قاسم حسین میرزا طاقت مقاومت کی نرکھتا تھا محمد آباد چنپانیر میں میروی بیگ خان کے
پاس گیا کل گجرات میں خلل اور فتور واقع ہوا اور تھانہ مغلون کے برخاست ہوئے اسوقت میں غضنفر بیگ کہ
امرای عسکری میرزا سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنیکی ترغیب کی جیسا کہ
اپنے محل میں مذکور ہوا جب تمام امرا میروی بیگ کے سوا احمد آباد میں جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کیطرف
عازم ہوا عسکری میرزا نے تمام امرا سے مشورہ کرکے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ نہایت
دشوار اور مشکل ہے اور جنت آشیانی شادی آباد منڈو میں توقف رکھتا ہے اور شیر خان پٹھان نے سبھے
الگ فساد کی بنگالہ میں روشن کی ہے صلاح یہ ہے کہ خزانہ محمد آباد چنپانیر کو دستیاب کرکے آگرہ کیطرف متوجہ
ہوویں اور اس حدود کو بھی اپنے تصرف میں لاکر خطبہ عسکری میرزا کے نام پڑھاویں اور منصب وزارت ہندو بیگ سے
متعلق رہے اور میرزایان دیگر حسب مقام کے جاہیں اسپر متصرف ہوویں امرا اقرار اور امید پر صوبہ گجرات کو
کہ بمحنت و مشقت سے لیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد چنپانیر کیطرف روانہ ہوئے اور جب
میروی بیگ خان نے میرزایان اور امرا کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری میں کوشش کی پھر ناچار ہوکر
میرزاؤن نے آگرہ کیطرف کوچ کیا اور جنگل ناموسی کی پیمائش شروع کی سلطان بہادر نے جب گجرات کو

خزانہ کہ اٹھا سکا اونٹوں پر لاد کر آگرہ کیطرف راہی ہوا سلطان بہادر نی چند روز محمد آباد مین توقف کرکے
مہمات کی بندوبست مین مشغول ہوا اور جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کی غلبہ ایام مین
از روی عجز و ناچاری بندر گووہ اور بندر چیول اور ریگ دندہ کی فرنگیونسی مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت
اگر گجرات پر کہ خالی ہی متصرف ہوگی اسواسطے بہ تعجیل تمام محمد آباد چنپانیر سے ولایت سورت اور جوناگڑھ
کیطرف متوجہ ہوا تو جسطرح ہو سکی ممکن ہوا اس گروہ کو اسطرف آنی سے باز رکھی اور چند روز اس حدود مین
بسیر و شکار مشغول رہا اس درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی ابرا ہو نمین بیٹھکر بندر دیپ کیطرف آپہونچی سلطان بہادر
بسبیل استعجال بندر مذکور مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کی استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی
خبر سنکر اپنی آنی سے نادم اور پشیمان ہوئی اور آپسمین قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑی بندر دیپ پر متصرف
ہووین پھر آنکی سرداری مصلحتاً تمارض کرکی خبر اپنی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نی مکرر آدمی اسکی طلب مین
بھیجا لیکن جواب سُنا کہ بیمار ہوں اور چلنی پھرنی کی قوت نہیں رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے کہ فرنگی
میرا لحاظ اور ملاحظہ رکھتی ہین خود مع جماعت قلیل آنکی تسلی کیواسطی غراب پر سوار ہوا اور اس مقام مین
کہ کشتیونکو لنگر بار کیا تھا گیا اسی دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناو پر سوار ہوکر آئی سلطان نی آثار غدر فراست سی
دریافت کرکی چاہا کہ پلٹ جاوی جبکہ وہ فرنگیونکی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونی لگا فرنگیوں نی چالاکی
اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹائی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا تھا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھاکر سر ابھارا
اسوقت ایک فرنگی نی جمدہر سے ایک نیزہ اسکی سر مین مارا کر مجروح کیا اسوقت سلطان بحر عدم مین
ایسا غوطہ زن ہوا کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کرکی بلا توقف احمد آباد کیطرف
متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیونکی تصرف مین آیا
اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت یازدہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی کی مولف نی
اپنی کتاب مین اسکا نام تحریر کیا لیکن جو توفیق اصلاح نپائی غلطی بہت اس نسخہ مین نظر آئی ہی اعتماد اسپر نکرنا چاہی

ذکر مستعد ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر بحر فنا مین غرق ہوا مخدومہ جہان والدہ اسکی مع امرا کہ ملازم رکاب تھی بندر
دیپ سی احمد آباد کیطرف متوجہ ہوئی اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جسی سلطان بہادر نے
بایام فتور دہلی اور لاہور کیطرف بھیجا تھا کہ ہندوستان مین باعث خلل ہوکر مغلوں کو پریشان اور
شکستہ خاطر کرے حدود لاہور سی پلٹ کر احمد آباد مین پہونچا اور اسیوقت خبر واقعہ سلطان بہادر
سُنکر گریہ و زاری مین مشغول ہوا اور بہت تاسف کرکی لباس تغیر کیا اور تعزیت کیواسطی چلا بعد چند
روز کی محمد زمان میرزا جب اردو مین پہونچا مخدومہ جہان نی اسکی علی قدر مراتب اسباب مہمانی کا
بھیجا اور لباس ماتمی اسکا تبدیل کرایا لیکن میرزا نی سعادت مندی عوض والدہ شاہ کی الطاف کا کہ
اسکی حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کیوقت مع اپنی ایک جماعت سی خزانہ گجرات پر تاخت لایا

بقولی سات سو صندوق طلا اسمین سی نکال لیگیا اور اپنے تئین گوشہ محفوظ مین پہونچا کر بارہ ہزار مغل اور
ہندوستانی جمع کیے امرای گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکی بیقرار اور سراسیمہ ہوئی اور شاہ مقرر
کرنیکیواسطی آپسمین مشورہ کیا جو کہ سلطان بہادرشاہ نی بارہا اپنی بھانجہ محمد شاہ فاروقی کو ولیعہدی کا
اشارہ کیا تھا سب بتجویز مخدومۂ جہان اسکی بادشاہی پر راضی ہوئی اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اسکا
عمل مین لائی اور ایلچی اسکی بلانیکو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر گوشمال محمد زمان میرزا کیواسطی تعین کیا اور
محمد زمان میرزا کہ مرد عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ کرکی دار و گیر سے بھاگ کر ولایت ہندو مین آیا
اور پھر اسکی مہم نی صورت نہ باندھی اور میران محمد شاہ فاروقی کہ سلطان بہادرشاہ نی اسی لشکر چغتائی یعنی
مغل کی تعاقب مین مالوہ تک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ مہینے خطبہ پڑھنی کی اسی حدود مین قضای الہی سی فوت ہوا

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

محمود خان بن شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کی سواے رہا اور وہ برہانپور مین سلطان بہادرشاہ کی
حکم کی موافق کہ داعیہ سلطنت گجرات رکھتا تھا اور میران محمد شاہ کی قید مین تھا اختیار خان کو اسکی بلانیکو
بھیجا میران مبارک شاہ برادر میران محمد شاہ نی اسکی بھیجنی مین تامل اور مضایقہ کیا تب امرای گجرات
لشکر آراستہ کرکی برہانپور کی جانی پر آمادہ ہوئی اور اسنی یہ خبر دریافت کرکی محمود خان کو گجرات کیطرف
بھیجا چنانچہ ارکان دولت نی ذیحجہ کی دسوین تاریخ سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری مین محمود خان کو تخت گجرات پر
بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار ہوا اور مہام مملکت گجرات کی
مدار اسکی دست اقتدار مین آئی اور بعد چند ماہ سنہ ۹۴۵ نوسو پینتالیس ہجری مین امرا کی درمیان نزاع اور
خصومت واقع ہوئی چنانچہ دریا خان اور عماد الملک نی اتفاق کرکی اختیار خان کو قتل کیا بعد اسکی
عماد الملک امیر الامرا اور دریا خان غوری وزیر کل ہوئی اور آخر سال مین انکی درمیان بھی مخالفت ظاہر ہوئی
دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کی بہانہ شہر سے باہر لیجا کر محمد آباد چنپانیر کیطرف گیا اور عماد الملک
لشکر کثیر فراہم کرکی محمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کی اکثر سپاہ گجرات کہ انہون سی زر کثیر
حاصل کیا تھا جدا ہو کر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عماد الملک بدخواہی اور عالم اضطرار مین صلح پر
راضی ہوا اور یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو اور سورت کیطرف جاوی اور سلطان محمد آباد
کیطرف مراجعت کری اور سنہ ۹۴۷ نوسو سینتالیس ہجری مین دریا خان غوری نی عماد الملک کی اخراج کیواسطی
شاہ محمود کو ابھار کر مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ
بھاگ کر میران مبارک شاہ حاکم آسیر اور برہانپور کی پاس پناہ لیگیا اور میران مبارک شاہ از روی
حمیت اور غیرت اسکی مدد کیواسطی آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سی لڑکر شکست پائی اور آسیر کیطرف
بھاگا اور عماد الملک ملو خان المخاطب قادر شاہ حاکم مالوہ کی پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین
استقامت کرکی تاخت و تاراج مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نی اکابر وقت کو درمیان ڈالکر

ازراہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی اور دریا خان غوری شیر خان کی ہاتھ سے مارا گیا اور رستی اسکی پانونمین باندھکر تمام کوچہ و بازار مین تشہیر کیا **ابیات** بچشم خویش دیدم در گذرگاہ * کہ زد بر جان موری مرغکی راہ * ہنوز از صید منقارش نہ پرداخت * کہ آمد مرغ دیگر کار او ساخت * چو بد کردی مشو ایمن ز آفات * کہ واجب شد طبیعت را مکافات * سلطان محمود کی مدت سلطنت اٹھارہ برس اور دو ماہ اور چند روز تھی اور عجب اتفاق اسی سال کہ سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری تھی سلیم شاہ بن شیر شاہ حاکم دہلی اور نظام الملک بحری حاکم احمدنگر اجل طبیعی کی سبب اس عالم فانی سے عالم باقی کیطرف خرامان ہوئی اور مولف تاریخ ہذا مولانا غلام علی ہندوشاہ نی انکی تاریخ وفات مین چند بیت سلک نظم مین کھینچی تھین برای یادگار پھر دوبارہ تحریر ہوتی ہین **قطعہ تاریخ** سہ خسرو را زوال آمد بیکبار * کہ ہند از عدلشان دار الامان بود * یکی محمود شہ سلطان گجرات * کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود * دگر اسلام خان سلطان دہلی * کہ اندر عہد خود صاحبقران بود * سوم آمد نظام الملک بحری * کہ در ملک دکن خسرو نشان بود * ز تاریخ وفات این سہ خسرو * چہ می پرسی زوال خسروان بود * سلطان محمود شاہ نیک نہاد اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور روزہای بزرگ یعنی روز مولود و وفات حضرت سید کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روز وفات اپنی جد و آبا اور روزہای متبرک مین فقرا اور مساکین اور مستحقین کو کھانا کھلاتا تھا اور خود اپنی دست حق پرست مین آفتابہ لیکر آدمیونکی ہاتھ دھولاتا تھا اور پارچہ ہای سر لیصاف وغیرہ کہ اسکی پوشاک کیواسطی مقرر تھی انھین سی اول دستار اور جامہ فقیرونکا تیار ہوتا تھا اسکی بعد اسکی پوشاک تیار کرتی تھے اور آب کھار ندی کی کنارہ ایک آہو خانہ تیار کیا کہ سات کوس کا رقبہ اور دیوار سراسر کھینچی ہوئی ہی اور اس آہو خانہ مین چند عمارات دلکشا اور باغچہ ہاے روح افزا تیار کر کی باغبانی اسکی عورتون صاحب جمال کیطرف رجوع فرمائی اور قسم قسم کی جانور انھین چھوڑے اور انھون نی توالد و تناسل سے کثرت تمام پیدا کی جو شاہ عورتونکی صحبت کا حریص تھا ہر وقت اپنی حرم کو لیکر اسمین شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور جو اشجار کہ اس چار دیواری مین تھی انکی پر مخمل سبز و سرخ لپیٹا تھا الغرض منقول ہی کہ اس سے کوئی فرزند نرہا اور اسکی حرمون مین جب کوئی حاملہ ہوتی تھی فوراً اسکی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور اعتماد خان کہ غلامان ہندی سے تھا اور سلطان اسپر اعتماد کلی رکھتا تھا اپنی حرم مین محرم کر کی عورتونکا سنگار اسی سے رجوع فرماتا تھا اور اسنی بوجہ احتیاط اور ملاحظہ کی کافور کھا کر رجولیت یعنی مردی کو اپنی سے ساقط کیا اور جو گجرات مین عورتین مزارون اور آدمیونکی مکانون پر ہر بہانہ سی جاتی تھین اور فسق وفجور کی رسم ورواج اسقدر مروج ہوئی تھی کہ وہ جبری نہ معلوم ہوتی تھی سلطان محمود اول منع کر کی پھر امتحان کیواسطی ایک جماعت مردم مجہول کو انکی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ آتی تھین انھین بسیاست وعقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اس سبب سی بخوبی سدباب ہوا

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان کی آتش فتنہ وفساد کی تسکین کیواسطی رضی الملک نام

ایک خرد سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا اُسی باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کی تخت شاہی پر متمکن کر کے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہمات مملکت سلطنت اپنی رجوع کر کے اسم شاہی کے سوا کوئی شے اُسکی اختیار میں نہ چھوڑی اور حسب پانچ برس اسیطور پر گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہو کر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کی پاس جو امرای کبار سے تھا گیا بدین تقریب موسی خان فولادی اور سادات خان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوی اور بھی آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک پدر چنگیز خان اور الغ خان اور جہار خان حبشی اور اختیار الملک اور امرائے گجرات کی مع توپخانہ سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اسی درمیان میں ایک گولہ توپ کا سید مبارک کو لگا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھا کر بھاگا چند روز صحرا اور جنگل میں سرگردان رہا اس صورت میں عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توپیں لگا کر فیر کیں۔ اعتماد خان تاب مقاومت نہ لا کر پال کیطرف جو محمد آباد چنپانیر کے نواح میں ہے گیا اور جمعیت کر کے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن کرے لوگوں نے درمیان میں آکر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بھروچ اور محمد آباد چنپانیر اور ناودت اور بھی پرگنات جو آب مہندری اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور موازی ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کیواسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی کم عقلی اور نادانی سے اپنے ہمد مونسے اعتماد خان کے قتل کی بارہ میں مشورہ کرتا تھا اور بمقتضای خرد سالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اعتماد خان کو بھی اسیطور سے دو پرکالہ کرونگا اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیشدستی کر کے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُسکی دیوار قلعہ سے وجیہ الملک کے مکان میں پھینکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لونڈی کیواسطے وجیہ الملک کے مکان میں در آیا تھا نادانستہ مارا گیا مدت اُسکی حکومت کی آٹھ برس تھی

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر سنہ ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری میں اعتماد خان نے ایک لڑکا امرای گجرات کی مجلس میں لاکر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے ماں اسکی جسوقت حاملہ ہوئی شاہ نے تمامہ حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل کو پانچ مہینے گذرے تھے میں نے اُس امر پر قیام نہ کیا پس امرا جو اور چارہ نہ جانتے تھے تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کر کے کمال مضبوطی بہم پہونچائی اور ولایت پٹن پرگنہ کدی تک موسی خان اور شیر خان فولادی کے قبضہ تصرف میں آئی اور رادھن پور اور سرواڑہ اور مورچپورا اور دیگر پرگنات پر فتح خان بلوچ متصرف ہوا اور جو پرگنے کہ آب صابرمتی اور مہندری کے درمیان واقع تھے اعتماد خان اُن پر متصرف ہوا اور بندر سورت اور ناودت اور محمد آباد چنپانیر چنگیز خان بن عماد الملک غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ بھانجا چنگیز خان کا تھا بھروچ پر متصرف ہوا اور دولقہ اور دندوقہ سید میران ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر میں مقرر ہوا اور قلعہ چونا گڑھ اور سورت کو امین خان غوری اپنے قبضہ میں لایا الغرض نفاق امرای گجرات سے کنارہ کش ہو کر

بیٹھتا تھا فقط امر اسلام اور مجری کو حاضر ہوتی تھی اور جب چند روز اسی وتیرہ پر گذری چنگیز خان اور شیر خان
فولادی سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد کیواسطے احمد آباد میں آئی اور بعد ایک سال کی فتح خان سی بسبب
قرب وجوار جاگیر کی فولادیوں سے عداوت اور مخالفت بہم پہونچی جنگ آنکی درمیان واقع ہوئی اور فتح خان
شکست پاکر اعتماد خان کی پاس گیا اور اعتماد خان یہ خبر سنکر طیش میں آیا اور لشکر فراہم کرکی بشوکت
تمام فولادیوں کی سر پر گیا اور فولادی قلعہ پٹن میں قلعہ بند ہوئی اور اپنی حرکت سی نادم اور پشیمان ہوکر
بعجز پیش آئی اعتماد خان نی عذر انکا قبول نہ کیا اور محاصرہ میں کوشش کی جب کام افغانان فولادی پر تنگ
ہوا جوان اور خرد سال اس جماعت کی جمع ہوکر موسی خان اور شیر خان سے کہنے لگی کہ جسوقت یہ ہمارا عجز
و انکسار قبول نہیں کرتی توسوائی لڑ مرنیکی اور چارہ نہیں ہی پھر قریب پانسو آدمی ایکبارگی قلعہ سے برآمد ہوئی
اور موسی خان اور شیر خان فولادی بھی اپنی ہمراہیوں کو لیکر کہ وہ تین ہزار تھے ناچار باہر گئی اور اعتماد خان
مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان میں آکر صف آرا ہوا فولادیوں نی اعتماد خان کی فوج
خاص پر تاخت کرکی منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سی تھا
بھاگ کر فولادیونکی پاس گیا فولادیوں نی اعتماد خان کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہماری پاس آیا اسکی جاگیر
واگذاشت کریں. اعتماد خان نی اسکی التماس پذیرانہ کی اور یہ جواب دیا کہ وہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا
اسکی جاگیر تم ایسونکو دینی چاہیی موسی خان اور شیر خان جمعیت کرکی حاجی خان کی جاگیر پر جاکر قصبہ جوتھانہ میں
مقیم ہوئی اعتماد خان افواج کثیر فراہم کرکی اسکی مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ نی طول کھینچا آخر جنگ کی
نوبت آئی اعتماد خان اس مرتبہ بھی شکست کھاکر بھروچ میں چنگیز خان کی پاس گیا اور اسی مدد اور کمک کیواسطے
لایا لیکن صلاح جنگ میں نہ دیکھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کرکی احمد آباد گیا اور چنگیز خان نی بھی
دم استقلال سے مارکر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کی خانہ زاد ہیں. اور تمام امور حرم پر اطلاع
رکھتی ہیں. شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہیں رکھتا تھا اب جو اس لڑکی کو شاہ محمود کا بیٹا مشہور کیا ہی یہ کیا بات
ہی اور تو اسکی دربار میں بیٹھتا ہی اور لوگ اسکی نگہبانی کرتی ہیں اور جب تو دربار میں نہیں آتا کوئی شخص اسکی
سلام کو نہیں جاتا ہی اور اگر فی الواقع وہ فرزند سلطان محمود شاہ ہی بس تو بھی مثل تمام امرا اور خاصہ
خیل کی اسکی خدمت میں حاضر رہ اور جسوقت اور امرا دربار میں بیٹھیں تو بھی بیٹھ اعتماد خان نی جواب دیا
کہ میں نی بروز جلوس بزرگوں کی سامنی قسم کھائی ہی کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہی اور بزرگوں نی میری قول کا اعتماد کرکی
تاج شاہی اسکی سر پر رکھکر بیعت کی ہی اور تو کہتا ہی کہ اسکی مجلس میں تو کیوں بیٹھتا ہی سبب اسکا یہ ہی
کہ میری قدر و منزلت سب سی سلطان جنت آشیان کی نزدیک زیادہ تر تھی اور تو اس زمانہ میں طفل صغیر
تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس بات کی تصدیق کرتا اور یہ جوان کہ جسنی تخت سلطنت کی
جلوس کرکی زیب و زینت بخشی ہی میرا اور تیرا ولی نعمت ہوتا ہی تیری خیریت اسمیں ہی کہ سر اسکی
خدمتگذاری سی نہ پھیری اور جسطور کہ تیرا باپ خدمت اسکی والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی اسکی خدمت

اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانکر ہمہ تن مصروف رہے تو پھل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے
الغرض شیر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون اُسکا
یہ تھا کہ تم چند روز پاؤن دامن صبر مین کھینچکر طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور بے تقریب مسند عالی کے
ساتھ اظہار مخالفت نکرو لیکن چونکہ چنگیز خان طمع کا دانت قصبہ بروده پر لگائے ہوئے تھا اسنے یہ امر
قبول نہ کیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہین اور یہ ولایت مختصر میرے
تصرف مین ہے ساتھ اس جماعت کے کفایت نہین کرتی ہے جو حل و عقد مہام مملکت اس مسند عالی کی راے
خیر آثار کے سفوض ہے لہذا اس بارہ مین فکر فرماوین اعتماد خان نے چاہا کہ ہم اسکو حکام برہانپور کے ساتھ منازعت مین
ڈالین تو برہانپوری اس حدود کا ارادہ نکرین اسواسطے اس نوشتہ کے درجواب لکھ بھیجا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ امراے
گجرات کے تصرف مین رہا اور آئندہ نہین کہ سلطان محمود قلعہ آسیر مین باتفاق میران مبارک شاہ
رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالی باگ فرماندہی ممالک گجرات کی میرے دست
اقتدار مین سپرد فرماویگا تو قصبہ ندربار تجھے انعام فرماؤنگا غرضکہ اسکے بعد جب سلطان شہید نے تخت
جہانبانی پر جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کیواسطے کہ بزرگون پر فرض عین ہے قصبہ ندربار میران مبارک شاہ کو دیا
اب سلطان نے درجہ شہادت مین پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ تم مع اپنے
جمعیت کے جاکر قصبہ ندربار پر جلد تر بزور اپنے وظیفہ متصرف ہو آیندہ تمھارے بارہ مین اور فکر معقول
کیجاویگی چنگیز خان فریب کھاکر فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین بلوچ متواتر اسطرف
روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف ہوکر قدم حرص کا آگے بڑھایا یہانتک کہ تھانیسر کی حدود مین گیا
اتفاقات سے آندنون یہ خبر پہونچی کہ محمد میران شاہ فاروقی ولد میران مبارک شاہ مع تفال خان حاکم برار
جنگ کو آتا ہے اور چنگیز خان نے اپنا لشکر اس مقام مین کہ نشیب و فراز اور ناہمواری بہت رکھتا تھا
اُتارا اور جسطرف کہ زمین ہموار تھی اسطرف آرابون مین زنجیر کھینچی اور محمد شاہ اور تفال خان اُسکے مقابل
صف آرا ہوکر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خان اپنے دائرہ سے باہر نہ آیا اور اس غرور
اور نخوت کی شامت سے جو سر مین رکھتا تھا اسطرح کا خوف و ہراس اُسپر غالب ہوا کہ رات کو
مع تمامی لشکر بھاگ کر بھروچ کیطرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت دستیاب کرکے ندربار تک
پیچھا کیا اور پرگنہ پر متصرف ہوا اور اس عرصہ مین سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چھ نفر تھے اور اسامی اُنکے یہ ہین
محمد حسین میرزا مسعود الغ میرزا حسین میرزا مسعود حسین میرزا شاہ میرزا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے
خوف سے سنبل سے بھاگ کر مالوہ کیطرف گئے اور جب لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا سنہ ۹۷۵ نوسو
پچہتر ہجری مین مالوہ کیطرف متوجہ ہوا یہ لاچار اور لاعلاج ہوکر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی
تقویت کیواسطے اُنھین غائبانہ امراے سلطان مظفر کے سلک مین منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے
اُنھین دئے اور اسی سال باتفاق میرزایان مذکور اعتماد خان کے سر پر لشکر کھینچا پہلے بلا جنگ قصبہ
بروده پر متصرف ہوا جب محمود آباد مین پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور

باہر ہوا ہی کہ باعث اصلی اور سبب حقیقی شکست تہانیسر کا تیری نفاق سے ہی نسو اسطی کہ اگر ہماری کمک کیواسطی تو خود آتا یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلا غبار فرار دامن عامہ پر نہ بیٹھتا اور اب فقیر تہنیت اور مبارکباد شاہی کہنی کو احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا ہی اور یقین ہی کہ اگر تم شہر میں ہوگی ایک جزا ظاہر ہوگی بہتر یہ ہی کہ مثل اور امرا اپنی جاگیر پر جاکر سکونت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت دو تو مملکت موروثی میں جسطور سے ہوسکی دست تصرف دراز کری اعتماد خاں نے پیغام پہونچنے سے بیشتر سامان فراہمی لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کی سر پر چتر بلند کرکی باتفاق سادات خاں بخارے اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور الغ خاں اور جہاز خاں حبشی اور سیف الملک شہر سی برآمد ہوا اور موضع کاوری میں جو محمود آباد سے چھ کوس ہی طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ آراستہ ہوئیں جب نظر اعتماد خاں کی فوج چنگیز خاں پر پڑی اور سابق میں بھی میرزاؤں کی شجاعت اور مردانگی سنی تھی اسواسطی ہر ایک دلیر معرکہ نبرد کو قالب بے ارواح تصور کرکی بلا جنگ دونگرپور کیطرف مفرور ہوا اور امرائی دیگر اعتماد خاں کی آفرین کرکی ہر ایک نی ہر ایک طرف راہ فرار پائی اور سادات خاں بخارے دولقہ کی سمت اور اختیار الملک معمور آباد کیطرف گئی الغ خاں اور جہاز خاں مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لیکر احمد آباد کیطرف راہی ہوئی اور چنگیز خاں نی فتح غیبی کی مشاہدہ سی نہایت مسرور اور محظوظ ہوکر بہوہ میں نزول کیا اور دوسری دن فجر کو الغ خاں اور جہاز خاں اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالپور دروازہ سے برآمد ہوکر بیرپور اور معمور آباد کی سمت روانہ ہوئی اور مظفر شاہ کی برآمد ہونیکی وقت چنگیز خاں احمد آباد میں در آیا اور اعتماد خاں کی مکان میں قیام کیا اور شیر خاں فولادی نی جب قصبہ کری کی اطراف میں یہ خبر سنی چنگیز خاں کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خاں کو سلطان کی مصارف ضروری کیواسطے چھوڑ گئی تھی اب جو تم تنہا اسپر متصرف ہوئی ہو آئین مروت اور رسم فتوت سی بعید ہی اسکی بعد خود بھی مع جمعیت بسیار کوچ کرکی احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا چنگیز خاں نی دیکھا کہ اسوقت میں لڑنا لائق نہیں ہی اقرار کیا کہ جو ریاست آب صابرمتی کی اسطرف ہی تمہاری تعلق رہی اس سبب سی بعضی پوروی شہر آباد کی مثل عثمانپور اور خانپور کی بھی شیر خاں کی متعلق ہوئی اور چنگیز خاں میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کی سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میراں محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ جو فتح اول میں دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی پاکر امرا کی منازعت اور مخالفت کو نعمت عظمی تصور کرکی اس مملکت کی تسخیر کیواسطی مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد تک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خاں میرزایان کی باتفاق عازم جنگ ہوکر شہر سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میراں محمد شاہ نی شکست پائی پریشان اور بی سامان ہوکر آسیر کیطرف گیا اور جو فتح میرزایان کی حسن تردد سی واقع ہوئی تھی چنگیز خاں نی انکی دلجوئی کرکی چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار بہروچ سے انکی جاگیر مقرر کی اور اسلیے واسطی اسکی کہ سامان اور استعداد بہم پہونچاویں جاگیر کیطرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی جاگیر میں گئی مردم اوباش اور واقعہ طلب انکی پاس فراہم ہوئی اور شرف الدین حسین میرزا

کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا تھا
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہوکر میرزایان سے جا ملا اسواسطے جاگیر اُنکی خرچ پر وفا نہ کی تو بعضی
محالون پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئی اور جب یہ خبر چنگیز خان کو پہونچی تین ہزار حبشی اور
پانچ چھ ہزار گجراتی انکی سر پر تعینات فرمائی اور میرزایان نے چنگیز خان کی فوج کو شکست دیکر کچھ آدمیون کو
تہ تیغ کرکی تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو جو دستیاب ہوئی تھی انمین جو خرد سال اور
لی الیشر تھے خدمت حضور کیواسطے نگاہ رکھا اور جو کہ جوان الیشر دار تھی تیر انکی ناک مین کرکی اور مشکین باندھکر
ایک حلقہ لکڑی کا انکی گردن مین ڈالکر نہایت اہانت سی چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھی کہ چنگیز خان خود ہمارے
مقابلہ کو آویگا علاج واقعہ پیشتر از وقوع عمل مین لائی یعنی چنگیز خان ابھی اپنی مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت
برہانپور کیطرف متوجہ ہوئی اور وہان بھی دست تعدی دراز کیکر ولایت مالوہ کیطرف گئی اور باقی احوال انکا
محمد اکبر بادشاہ کی ضمن مین مذکور ہی القصہ جب الغ خان اور جہاز خان باتفاق شاہ مظفر ولایت کانتہ
کیطرف کہ عبارت گجھار اور پیر اب مہندری سے ہی پہونچی بہت دن انتظار کھینچتی رہی کہ شاید اعتماد خان
خود آوی یا اپنی بیٹی شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لیجا دی جب آخر سے صدا ظاہر نہوئی سلطان مظفر کو
ہمراہ اپنی دونگر پور کیطرف لیجا کر اعتماد خان کی سپرد کیا اور بعد چند روز کی اعتماد خان سے اپنی سپاہیون کیواسطی
خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہی کہ جسقدر ہی اور ہر سال
کیا صرف ہوتا ہی اور پھر شہر نہین ہی کہ کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوی اس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا
اعتماد خان سے آزردہ ہوئی چنگیز خان نے اس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنی حضور
طلب کیا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک اور بھی حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت معمور آباد کیطرف
متوجہ ہوئی اور دہانسی اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کرکی باتفاق یکدیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئی
جب حوض کانکریہ پر جو شہر کی قریب ہی پہونچی اور لباس تبدیل کرنی کیواسطی سلطان محمود کی باغ مین فروکش
ہوئی اس درمیان مین چنگیز خان انکی استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک اور الغ خان اور حبشیان کو باغ مین
دیکھا انکی تسلی اور دلجوئی کی الغ خان اور جہاز خان بولی کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہی کہ ہم
سب سلطان محمود کی غلام اور خانہ زاد ہین اگرچہ دولت نے ہم مین سے ایک کیطرف انتقال پایا ہو
لیکن نسبت مین ہرگز فرق نہین ہی اور ملاقات مین رعایت اس نسبت کی چاہیی کہ منظور رہی مناسب
یہ کہ بندہ ہای سلطان سے چند نفر جنھون نے مزید خدمت کی باعث امتیاز پایا ہی اور اب وہ سب
اس مجلس مین حاضر نہین مین بعد جسوقت ملاقات اور سلام کو آوین امیدوار ہین کہ دربان کسی کو منع
نہووین چنگیز خان نے باتکلف تمام یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنی ہمراہ لیکر شہر مین آیا اور مکان خالی کرکے
انکو سپرد کئی اور بعد چندی ایک مخبر نے آنکر الغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان تجھ اور جہاز خان کو تیغ قہر سے
ہلاک کیا چاہتا ہی اور اقرار کیا ہی کہ تجھکو تمھین میدان چوگان مین بلاکر ہنگام غفلت چورنگ کرے
اگر کل وہ تالاب کانکریہ کیطرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہین ہی کسواسطی کہ وہان صحرا وسیع ہے

ارادہ ظہور میں لاویگا اور ابھی جاسوس یعنی مخبر اس کلام سی فارغ نہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ آیا اور بعد دعا کی یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان بہدر میں چوگان بازی کو جاویگا تم بھی صبح کیوقت حاضر ہو الغ خان یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہوکر سیف الملک حبشی کی مکان پر گیا اور وہان جاکر جہاز خان اور رشیدی بدر شاہی اور محلدار خان اور خورشید خان کو بلاکر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و بدل اور گفتگوی درار سبھون نی یہ تجویز کی کہ یہان سبقت اور پیش دستی کرکی چنگیز خان کو قتل کیا چاہئی غرضکہ دوسری دن الغ خان اور جہاز خان حبشی اپنی یار ونکو لیکر سوار ہوئی اور چنگیز خان کی دربار میں گئی اور جو اکثر لشکری اور ہوادار اسکی حاضر نہوئی تھی آدمی بھیجکر انکو دعا پہونچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کی موافق حاضر ہووین اور جلدی چوگان بازی کیواسطی چلین اور چنگیز خان شراب صبح کہ جسکو صبوحی کہتی ہین پیکر بدمست اور سرخوش تھا ایک جوڑا کپڑا اگری کا پہنکر تنہا مکان سی برآمد ہوا اور باتفاق حریفان دغا پیشہ میدان بہدر کیطرف توجہ فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی الغ خان حبشی جو چنگیز خان کی داہنی طرف اور جہاز خان بائین سمت جاتی تھی اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہی یہ سنتی ہی جہاز خان حبشی نی فورًا ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خان کے رسید کی کہ ایک ہی وار مین سر اسکا تن ناز نین سے جدا ہوا اور لاش اسکی خون کی ندی مین غرق ہوئی اور وہان سی جلو ریز اپنی مکانون مین جاکر جنگ پر مستعد ہوئی اختیار الملک بھی انکی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خان بھانجا چنگیز خان کا کہ پیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈالکر بدون اسکی کہ مکان پر لیجاوی بہروچ کیطرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نی دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب یہ تحقیق ہوا کہ رستم خان بہروچ کیطرف گیا الغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان اور بھی امرا قلعہ ورک میں کہ ساتھ بہدر کی شہرت رکھتا ہی داخل ہوئی ایک خط اعتماد خان کو سب نی لکھکر حقیقت حال سی اطلاع بخشی اور اسی احمد آباد کیطرف طلب کیا اور اسی روز بدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہنیت اور مبارکباد کیواسطی شہر مین آئی اور ہر ایک امرای لشکر کیواسطی ایک گھوڑا پیشکش لائی اور الغ خان اور جہاز خان حبشی نی امرای مذکور کو جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنی مکانونکی طرف پلٹ گئی دوسری دن شیر خان فولادی نی جاسوس بھیجکر خبر لی کہ مردم امرا سی کوئی شخص محافظت [illegible] نہین رہتا ہی اسواسطی چنگیز خان کی قتل کی تیسری رات [illegible] ساوات خان کو کہ ایک امرای شیر خان سی تھا مع تین سو آدمی بھیجا اور اسنی آتی ہی دیوار قلعہ کی خانپور کیطرف سی مسمار کرکی بہدر پر مقابضت کی اور بعد چند روز کی اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنی [illegible] آباد مین آیا اور جو قلعہ بہدر ساوات خان کی تصرف مین تھا مظفر شاہ اپنی مکان مین مقیم ہوا اور قلعہ بہدر کی رہائی کی بارہ مین ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ قلعہ بہدر سلاطین کا مکان ہی جب بادشاہ ہنووی ملازمین اور ہوا خواہون کو لازم ہی کہ اپنی صاحب کی مکان کی محافظت کرین نہ یہ کہ خود اسمین سکونت کرکی متصرف ہووین اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر مین داخل ہوا ساوات خان کو فہمائش کرو کہ قلعہ بہدر کو

خالی کرنی شیر خان نے اُس حقوق کی رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُسپر مبذول رکھا تھا اُسکی کہنی پر
عمل کرکی فوراً قلعہ خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنی مکان مین جاکر استقامت فرمائی درمیان اس حال کی مخبرون نے
خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سی بھاگ آئی اور راستہ مین جب خبر چنگیز خان کی قتل کی سُنی خوشدل
اور مسرور ہوکر ولایت بھروچ اور سورت کیطرف اس نیت سی متوجہ ہوئی کہ اُس صوبہ پر متصرف ہووین
اور اختیار الملک اور الغ خان نے اعتماد خان کی مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ ولایت بھروچ حاکم سے خالی ہی اور
یہ بھی کہتی ہین کہ میرزایان مذکور اُسطرف متوجہ ہین بہتر یہ ہی کہ تمام امرا جمعیت کرکی بھروچ کیطرف روانہ ہووین
اور اُس مقام کو اپنی قبضہ و تصرف مین لاوین اور اجرای اس کام مین تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت مین ہرگز راہ ندیوین
کسواسطی کہ بھروچ اگر میرزایان کی تصرف مین درآویگا پھر نہایت دشواری سی اُس جماعت کی تصرف سی برآوردہ
ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیر خان فولادی کی پاس بھیجکر صلاح پوچھی شیر خان نے جواب دیا کہ تمام افواج
تین برزن ہووین اول الغ خان مع حبشیان ایک منزل آگی جاوی جب وہ اُس منزل سے کوچ کری اعتماد خان
اور اختیار الملک اور امرای دیگر کہ برزن دوسرا ہی اُس منزل مین فروکش ہووی اور جب برزن دوسرا اُس منزل سی
آگی بڑھی تیسرا برزن کہ شیر خان فولادی اور دیگر امرا سی مراد ہی اُس منزل مین قیام کری اور سادات خان بخارے
اپنی جگہ اور مقام مین رہی جب اس رای نے قرار پکڑا الغ خان اور جھجار خان اور سیف الملک مع حبشیان تمام
محمود آباد مین پہونچی اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جاکر یہ عزیمت فسخ کی الغخان اور اُسکی یاران ہمدم
یہ حرکت اُسکی ظرافت پر گمان کرکی آپس مین کہنی لگی کہ ہمنی اُسکی دشمن چنگیز خان کو جو اپنا مثل نرکھتا تھا
ہلاک کیا اور یہ ہمسی نفاق کرتا ہی صلاح یہ ہی کہ اُسکی ولایت آپس مین تقسیم کرکی متصرف ہووین چنانچہ
اس قرارداد پر عزم مصمم کرکی پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جلاد اور بعض اور پرگنات پر متصرف ہوئے
اسصورت مین میرزاؤن کو فرصت ہوئی قلعہ جنبانیر اور قلعہ بندر سورت اور دیگر مواضع [illegible]
اور رستم خان جو قلعہ بھروچ مین قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤن سے لڑا آخر کو امان چاہی اور قلعہ اُنکی سپرد
کرکی برآمد ہوا اور مردم بی جاگیر گجرات کی شہر سے برآمد ہوکر الغ خان کی شریک ہوئی الغ خان نے جھجار خان حبشی سے
کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہوکر ہماری پاس آئی ہین مناسب ہی کہ اعتماد خان کی پرگنات مین سی اُس جما
عت کے لیے جاگیر مقرر کرین جھجار خان نے کہا کہ جو کچھ اُس جماعت کو دیتی ہو وہ مجھی دو اور جو اُس گروہ سی
امید کی ہی وہ مجھسی توقع مین آویگی ان باتونکی سبب الغ خان اور جھجار خان کی درمیان تنازع واقع ہوا پھر
اعتماد خان فرصت پاکر جھجار خان کو مکر و فریب سی فریفتہ کرکی اپنی پاس لیگیا اس سبب سی حبشیون کے
شوکت مین فتور عظیم نے راہ پائی الغ خان حبشی اور سادات خان بخاری شیر خان فولادی سی جاملی اور جب
گونہ استقلال شیر خان فولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پاکر ایک روز قبل از غروب آفتاب
گھر کی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال غیاث پور کی منازل مین کہ قریب قصبہ سرکہیچ ہی الغ خان کی دائرہ
لشکر مین پہونچا اور الغ خان اُسی دیکھتی ہی شیر خان کی خدمت مین گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر بدون
اسکی کہ مجھی پہلی اطلاع بخشی میری لشکرگاہ مین آیا ہی لیکن ابھی تک مین نے اُس سے ملاقات نہین کی ہی شیر خان

فولادی کو پہونچا کہ جو مظفر شاہ فرزند محمود شاہ ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اسواسطے میں نے اُسکو تخت
شاہی سے اٹھا کر نکال دیا تا کہ میرزاؤں کو بلا کر تخت سلطنت پر متمکن کر کے ملک گجرات اُنکی سپرد کروں یہ
خط کو پڑھکر شیر خان فولادی نے سید حامد کو لشکرگاہ میں جا کر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کی جلوس کیوقت اعتماد خان نے
کیا کہا تھا سید حامد اور بھی سادات خان نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند
سلطان محمود ثالث کا ہے اب اُسنے یہ بات عداوت سے لکھی ہے شیر خان فولادی سید حامد سے رخصت ہوا
اور الغ خان حبشی کی فرودگاہ میں آیا اور گمان ناحق میں لیکر جسطور سے کہ نوکر اپنی آقا کی ملازمت کرتا ہے سلطان
مظفر کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور الغ خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کر کے اپنی مکان پر
لایا اور اُسکی خدمت گذاری میں قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤں کو بھروچ کی حدود سے طلب کیا جب یہ
پانچ چھہ ہزار سوار لیکر احمد آباد میں پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤں کو مع مردم اختیار الملک حبشیوں کی
دیگر تسخیر کے واسطے بھیجتا تھا یہانتک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچا اور اعتماد خان نے جب
تدبیر پیش نہیں جاتی ہے اسواسطے عرضداشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملاحظہ میں گذرانکر
گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اُسوقت کہ سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری تھی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
ناگور کیطرف تشریف لایا اور میر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر امرائے نامدار سروہی کی
تسخیر کیواسطے بھیجا تھا اور جب میر محمد خان راجہ سروہی کی سروہی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
بسعادت و اقبال میر محمد خان کی لشکرگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت میں عرضیاں خواتین گجرات کی پہونچیں
سروہی سے بلا توقف گجرات کی عزیمت کی چنانچہ تفصیل اسکی اپنی مقام میں مذکور ہوئی رایات نصرت آیات اکبر
پٹن گجرات کیطرف پہونچی شیر خان فولادی کہ اُسوقت احمد آباد کو محاصرہ میں رکھتا تھا بدحواس ہو کر کسیطرف
متفرق ہوا اور ابراہیم حسین میرزا اور بھائی اُسکی بروده اور بھروچ کی سمت راہی ہوئے اور اعتماد خان
اور میرزا ابو تراب شیرازی اور الغخان حبشی اور جھجھار خان اور اختیار الملک سلطان فلک آشیان کا
احرام آستان باندھکر دولتخواہوں کی سلک میں منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیر خان فولادی سے جدا
ہو کر آنحضرت کی ملازمت میں حاضر ہو کر اختصاص پایا اور گجراتیوں کی سلطنت اور دولت نے رجب کی
چودھویں تاریخ سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری میں زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے
ممالک محروسہ میں داخل ہوئی اور اُسی یورش میں قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف سے برآورده
ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کیوقت جب نواح بھروچ میں پہونچا والدہ چنگیز خان نے
سلطان سے فریاد کی کہ میری فرزند کو جھجھار خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جھجھار خان حبشی کو
کہ ملازم رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنی ہمراہ آگرہ کیطرف لیگیا اور جسوقت کہ منعم خان
خانخاناں بنگالہ کیطرف جاتا تھا اُسکی سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادہ خانم کو اُسکی عقد میں در لایا
اور بعد چند عرصہ کی اُس سے بدگمان ہو کر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کیوقت قید خانہ سے بھاگ کر سنہ ۹۹۱

نوسو نواسی ہجری مین ولایت گجرات مین گیا اور لشکر بہت بہم پہونچا کر قطب الدین خان حاکم گجرات سے
لڑا اور اسکو قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چند سے
بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان
ترکمان کو جسکا خطاب خانخانان تھا اسکی دفع کیواسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کیطرف گیا اور
شاہ مظفر کو جوناگڑھ کیطرف بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ابتک وہ مملکت
جنت نشان اسی خاندان عالیشان کے قبضہ مین ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ ۱۳ سال
اور چند ماہ سے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ پانچواں حکام مملکت مالوہ اور مندو کے بیان میں

ناظرین پر تمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہے اور ہمیشہ حکام ذیشان اُس ملک میں رہتے تھے اور راجہائے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اُسکی ابتدائے سلطنت سے ہے اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اسکے جو راجہائے ہندوستان سے ہیں مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد اُسکے سلطان محمود غزنوی کی وجہ سے کہ اسلام ہندوستان میں شائع ہوا سلاطین دہلی سے سلطان غیاث الدین نے اُس مملکت پر غلبہ پایا بعد اسکے سلطان محمد بن فیروز شاہ تک وہ مملکت بادشاہان دہلی کی تصرف میں رہی اور دلاور خان غوری کہ نام اصلی اُسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کی نواسوں میں سے تھا بعد قتل سلطان محمود بن فیروز شاہ اُس مملکت کی حکومت پر فائز ہوکر باستقلال تمام سلطنت کی اور اُسوقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے سرتاب ہوا گیارہ نفر نے جداگانہ سنہ ۸۰۴ ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کی حکومت کی اور اُس عرصہ میں برائے چندے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر فائز ہوئے منقول ہے کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جنے ایام فرار ہونے میں اُسکی ہمراہی اور رفاقت کرکے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر قابض ہوا علی قدر مراتب طریقہ رعایت و سلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چاروں شخص صاحب سلطنت ہوکر شاہ ہوئے الغرض دلاور خان دھار میں مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور رائے صائب کی قوت سے ولایت

دلاور خان

مالوہ کو ضبط میں لایا اور دست تصرف متغلبہ کو اس مملکت کے اطراف واکناف سے کوتاہ کیا اسواسطے کہ ہمیشہ اسکے دل میں یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دارالملک بناؤں بلکہ کبھی کبھی جاکر اسکی تعمیر میں کوشش کرتا تھا اور پھر دہار کیطرف مراجعت کرتا تھا اور سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں سلطان محمود صاحبقران بادشاہ دہلی کی شوکت وصولت سے گجرات کیطرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اسکی مرضی کے موافق نہ کیا اس سے رنجیدہ ہوکر دہار کی سمت متوجہ ہوا جسوقت مالوہ کی سرحد میں پہونچا دلاور خان نے اپنے عزیز واقارب اور امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن اور جلسے کرکے لوازم لیاقت بہترین وجہ سے بجالاویں اور جب دہار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاور خان خود بھی استقبال کے تہیہ میں ہوا اور ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاور خان کے اس امر سے راضی نہ تھا مالوہ شادی آباد مندو کیطرف گیا اور دلاور خان سلطان ناصرالدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور آنحضرت کو باعزاز واحترام تمام شہر دہار میں لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کی ملاحظہ میں گذرانکر کہا کہ تمام نقد وجنس حضرت کا ہے اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہیں ناصرالدین محمود شاہ نہایت مسرور ہوا اور اسکے دعای خیر دیکر اسمیں سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور سنہ آٹھ سو چار ہجری میں محمود شاہ امرای دہلی کی التماس کے موافق دلاور خان کو وداع کرکے اسطرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سنکر باپ کی ملازمت کا عازم ہوا اس مدت میں دہان تین برس تک کہ ہوشنگ مندو میں تھا ایک قلعہ سد اسکندر سے سنگین تر پتھر اور کاچ سے بنا کیا اور اسی اپنے عہد سلطنت میں تیاری کو پہونچایا جیساکہ اسکی تعریف عنقریب آتی ہے اور جب ناصرالدین محمود شاہ بہانسی گیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کا کرکے بطور سلاطین خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سراپردہ اپنا سرخ کیا منقول ہے کہ ایک اسکے اجداد سے جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان دہلی کی درگاہ میں صاحب جاہ ہوا اور اسکا بیٹا درجہ امارت کو پہونچا اور اسکا پوتا کہ دلاور خان غوری سے مراد ہے وہ فیروز شاہ کی عہد میں امرای کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کی عہد میں جب مالوہ جاگیر میں پایا آداب ملک داری میں سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری میں اس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضی کتب میں نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش سے مسموم ہوا مدت حکومت اسکی بیس سال تھی انمیں سے چودہ برس اور قدری سلطنت کے

ذکر ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کی بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور فرمان مصدر ہر کا اپنے نام لکھکر اپنے تئیں سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اس نواح کی امیروں اور بزرگوں نے اس سے بیعت کی اور حلقہ اسکی اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائی کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاور خان کو طمع دنیا کی سبب زہر دیکر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا اسواسطے دلاور خان غوری اور شاہ مظفر

[illegible]
سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعۂ دھار سے برآمد ہوا اور سنہ آٹھ سو دس ہجری میں طرفین صف آرا ہوکر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ میں مشغول ہوئے یہانتک کہ سلطان مظفر اس معرکہ میں زخمی ہوا اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر اختلال کے دونوں نے پای شجاعت کو متزلزل نہ کیا حرب وضرب سے دست زبردست باز نہ رکھے جو کہ فتح اور شکست کوشش سے میسر نہیں ہوتی عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم مراد پر چلی اور سلطان ہوشنگ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لینے گیا اور جب طاقت مقابلہ اپنے میں نہ پائی ناچار امان طلب کرکے شاہ مظفر گجراتی سے جا ملا اور اسیوقت سلطان نے اسے مع امرا مقید کرکے حوالات میں سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خان کو قلعہ دھار میں مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کرکے سالماً غانماً گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور نصرت خان ناکردہ کار نے جو اول سال رعایا کی مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بدسلوکی اختیار کی اور جب سلطان مظفر گجرات میں پہونچا لشکر مالوہ نے فرصت پاکر نصرت خان کو قلعۂ دھار سے نکال دیا اور جب نصرت خان اس نواح میں توقف کرکے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اس سبب سے پیچھا کرکے بعضے پس ماندوں کو ایذا بہت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کی خوف سے دھار کو چھوڑکے قلعۂ شادی آباد مندو میں کہ برج سنگین اسکے منطقۃ البروج کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے موسی خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اسے اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات میں سلطان ہوشنگ کو پہونچی اسنے عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت میں بھیجا اسکا مضمون یہ تھا کہ آنخداوند جہان و جہانیان فقیر کے بجای باپ اور چچا کے ہوئے ہیں وہ یاد ہے کہ بعضے اہل غرض نے معروض کرائے خدا جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے اور اندنوں میں سنا جاتا ہے کہ امرای مالوہ نے خان اعظم سے نسبت بے اعتدالی کی اور موسی خان کو سردار بنایا ہے اور وہ مالوہ پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کرکے ممنون احسان فرماویں یقین ہے کہ وہ بلاد ہاتھ آوے سلطان نے ایک سال کے بعد اسے قید سے رہا کرکے عہدنامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کرکے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری میں احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کیواسطے رخصت کیا اور اسنے دھار اور اسکے اطراف کو امرا کی تصرف سے برآوردہ کرکے اسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چندروز دھار میں استقامت کی جب ایک جماعت خاصہ خیل سے اسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعۂ شادی آباد مندو کیطرف امرا کی استمالت کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سنکر سب مسرور اور خوشحال ہوکر اسکی خواہان ملازمت ہوئی لیکن جو عیال اور اطفال اپنے ہمراہ قلعۂ شادی آباد مندو میں لیگئے تھے اس سبب سے اسکی خدمت میں حاضر نہو سکتے تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبۂ دھار سے قصبہ مہر کیطرف گیا اور آتش جنگ مشتعل کی اور ہر روز ایک جماعت اسکے ہمراہیوں سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نجاتی تھی [illegible] سلطان ہوشنگ نے [illegible] دیکھکر وہاں سے کوچ کرکے ولایت کے باہر قیام پکڑی اور قصبوں

عرف میان آغا سے طریق مشورہ درمیان میں رکھا کہ اگرچہ موسی خان جوان شایستہ ہی اور ہمارا
چچیرا بھائی ہوتا ہی لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور فرزانگی اور دانشوری میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور یہ
سلطنت ارثا اور اکتسابا اُسی پہونچتی ہی اور ماورا اسکی اُسنی ایام طفلی میں میری والدہ کی آغوش شفقت میں
پرورش پائی صلاح اسمین ہی کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اُسکی دست اقتدار میں سونپی جاوی ملک
خضر المشہور میان آغا کی رای ملک مغیث کی پسند آئی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سی برآمد
ہوکر سلطان ہوشنگ کی پاس حاضر ہوئی اور سلطان ہوشنگ نی ملک مغیث کو وعدہ نیابت کا دیکر
مسرور اور محظوظ کیا اور موسی خان نی جب یہ خبر سُنی رشتۂ استقلال سلطنت کو منقرض مایوسی سے
قطع کرکی اپنی انجام کار میں متفکر ہوا اور آخر کو قلعہ خالی کرکی نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نی قلعہ شادی آباد
مندو سی برآمد ہوکر دار الامارہ میں قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک اشرف خطاب دیکر منصب وزارت پر
سرفراز کیا اور اُسی اپنی جمیع امور میں نائب اور قائم مقام کیا اور سنہ ۸۱۰ آٹھسو دس ہجری میں جب شاہ
مظفر نی حیات مستعار کا بقضاء اُم کی سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر
جلوہ گر ہوا اور فیروز خان اور ہیبت خان پسر زادان شاہ مظفر نی نشان عداوت خطۂ بھروچ میں بلند
کرکی سلطان ہوشنگ سی اعانت طلب کی اُسنی حقوق پرورش مظفر شاہی اور اعانت احمد شاہ
طاق نسیان پر رکھا اور کینۂ دیرینہ نی اُسی اسپر آمادہ کیا کہ ملک گجرات میں جا کر اُسکی سلطنت کی قواعد
تمام کو مختل کرے لیکن سلطان احمد شاہ یہ خبر سُنکر مع لشکر فراوان بھروچ کیطرف گیا اور اُسی محاصرہ کیا
اور فیروز خان اور ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کی خوف وہیبت سی امان طلب کرکی اُس سے جا ملی سلطان
ہوشنگ راہ سی مراجعت کرکی دیار میں آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اُسکی پیشانی سے خشک
نہوا تھا کہ پھر مرتکب ایک اعمال شنیعہ کا ہوا وہ یہ ہی کہ سنہ ۸۲۶ آٹھسو چھبیس ہجری میں سلطان ہوشنگ کو
خبر پہونچی کہ احمد شاہ گجراتی جالوارہ کی راجہ کی سر پر بنفس نفیس فوج کش ہوا ہی اور انھیں دنوں میں راجہ
جالوارہ کا عریضہ سلطان ہوشنگ کی پاس باستدعای کمک پہونچا اور حامل عریضہ نی ملک کی بارہ میں
مبالغہ حد سی زیادہ ترکیا اور ہوشنگ شاہ مقدمات سابق کو بالکل فراموش کرکی مع لشکر کثیر دیار سی
گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور اُس ممالک میں بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بمجرد پہونچنے
اس خبر کی اُسکی دفع کا عازم جہاد ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سی مدد نہ پہونچی
سلطان ہوشنگ نی مجبور ہوکر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اُسی عرصہ میں نصیر خان فاروقی نی
اس امر کا قاصد ہوا کہ قلعہ تھالنیر کو اُسکی باپ نی اپنی چھوٹی بیٹی ملک افتخار کو دیا تھا اُسکی ہاتھ سی چھینکر اپنی
تصرف میں لاوی اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سی طالب کمک ہوا اور اُسنی اپنی بیٹی
غزنین خان کو مع پندرہ ہزار سوار اُسکی مدد کیواسطی بھیجا نصیر خان فاروقی نی اُسکی اعانت کی سبب
قلعہ تھالنیر کو لیکر سلطانپور کی اطراف میں گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکی تادیب اور تنبیہ کیواسطی روانہ ہوا

[illegible] درایدری فرصت

باکر عرضیاں متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت میں روانہ کیں کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری میں
تساہل اور تجاہل واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا اگر آنحضرت گجرات
کیطرف متوجہ ہووین ہم کچھ راہبر انکی خدمت میں بھیجیں کہ وہ لشکر کو ایسی راستہ سے لیجاوین کہ ملک گجرات کے
پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو یہ خجالت عداوت سابق کی سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے
اِس ارادہ کی وفا کرنیکیواسطے سامان جنگ درست کیا اور ۸۲۱ھ آٹھ سو اکیس ہجری میں مع شوکت تمام
مہراسہ کی راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً انہی دنوں میں سلطان احمد سلطانپور اور ندربار کے
اطراف میں پہونچا غزنین خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کیطرف گیا اور جب
احمد شاہ گجراتی کو خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کیطرف گیا ہے اسکی آتش فتنہ کی تسکین تمام
امور پر مقدم سمجھکر باستعجال تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑی عرصہ میں
بطور تاخت آپکو وہاں پہونچایا اور جاسوسوں نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی
بیقرار ہوکر زمینداروں کو جنھوں نے عرضیاں بھیجکر غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب
آنسے بوی خیر نہ سونگھی زبان ملامت کھولکر حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستہ سے کہ آیا تھا اسی سر
تھجا کر پلٹ گیا احمد شاہ گجراتی نے چند روز قصبۂ مہراسہ میں توقف فرمایا تا کہ سپاہ ساتھ اسکی ملحق ہووے
اور بعد اجتماع لشکر ماہ صفر ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس ہجری میں ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور
بکوچ متواتر کالیا کی نواح میں مقام کیا اور سلطان ہوشنگ آہنگ جنگ کرکے چند منزل بڑھکر جنگ میں
مشغول ہوا اور بعد اسکی تاب مقاومت نہ لاکر قلعۂ شادی آباد مندو کیطرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ
گجراتی نے شادی آباد مندو کی دروازہ تک تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے
ظفر آباد نعلچہ تک گیا اور چند روز وہاں مقام کرکے افواج ولایت کی اطراف میں بھیجا اور جو قلعہ شادی آباد مندو
نہایت سنگین اور مستحکم تھا ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہانسے چاہا کہ اوجین میں
جاوے جو موسم برسات پہونچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئی کہ صلاح دولت اسمیں ہے کہ اس سال آنحضرت
دار الملک گجرات کیطرف معاودت فرماکر اُن مفسدوں کو کہ باعث فتنہ و فساد ہوئی ہیں گوشمال کے
بواجبی دیویں اور سال آئندہ میں بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر میں مشغول ہوویں القصہ احمد شاہ گجراتی نے اس اقرار پر دیئے
مراجعت کرکے گجرات میں داخل ہوا اور جب کچھ آثار نجابت اور کاردانی ملک محمود فرزند ملک مغیث کے
جبین مبین پر واضح اور لائح ہوئی سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر مہمات ملکی میں جو اسکی
باپ سے متعلق تھی شریک کیا اور جب کہیں جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی کی انتظام کو قلعہ میں
چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنی ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سنہ مذکور میں سلطان احمد شاہ کو یہ تمنا
ہوئی کہ ولایت مالوہ میں جاؤں اور جو کچھ میری ہاتھ سے بن آوے اسمیں تقصیر نکروں سلطان ہوشنگ
اسکی ارادہ پر آگاہ ہوا ایلچیان زبان آور کو مع تحف و ہدایا بھیجکر طالب صلح ہوا پھر سلطان احمد شاہ نے

پیشکش لیکر اسوقت احمد آباد کیطرف مراجعت کی اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئیس ہجری مین سلطان ہوشنگ قلعۂ کھیرلہ پر جو برار کی سرحد مین ہی لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگھ رای مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ آیا اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ ظفریاب ہوا اور نرسنگھ رای مارا گیا پھر سلطان نی قلعہ سارنگ گڈھ کو جو نرسنگھ رای کی متعلق تھا محاصرہ کرکی مفتوح کیا اور خزانہ اور جو اسکی ہاتھی نامی دستیاب کئے اور نرسنگھ رای کی بیٹی کو کہ قلعہ کھیرلہ مین تھا اپنا فرمان بردار اور باج گذار کرکی سالما و غانما شادی آباد مندو کیطرف رونق افزا ہوا اور ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنی لشکر سے انتخاب کرکی سوداگرون کی لباس مین ولایت جاجنگر کیطرف کہ مہینی بھر کا راستہ ہے متوجہ ہوا اور گھوڑی برنگ نقرہ کہ وہانکا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اُس مملکت کی آدمی برغبت تمام لیتی تھے اپنی ہمراہ لیگیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑون اور متاع کی عوض مین ہاتھی انتخاب ہمراہ لاوی اور فیلونکی قوت اور کفالت سی سلطان احمد شاہ گجراتی سی انتقام لیوی لیکن جب جاجنگر کی اطراف مین پہونچا ایک شخص کو جاجنگر کی راجہ کی پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک سوداگر ہاتھی خریدنی کو آیا ہی اور گھوڑی برنگ نقرہ اور سبزہ اور شرنگ اور کبود اور قماش مال بھی بکثرت تمام ہمراہ لایا ہی رای جاجنگر نی کہا کسواسطی شہر سے دور فروکش ہوا ہی ایلچی نی جواب دیا کہ سوداگر بہت سی اسکی ہمراہ آئی ہین وہ آب و صحرا دیکھکر مقیم ہوا ہی غرضکہ رسم اس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی سوداگر معتبر آتا اور گھوڑی اور اسباب تجارت اپنی ہمراہ لاتا راجہ بیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑونکو زین کرے اسباب کو روی زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہوکر وہان پہونچکر اُس اسباب اور گھوڑونکو ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسی ہاتھیون کی ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ کی سبب رای جاجنگر نی کہا کہ مین فلان روز قافلہ کیطرف آؤنگا مناسب ہی کہ اُس روز سب سوداگر اپنی اپنی گھوڑی تیار رکھین اور اسباب نفیس اور اشیای لطیف کو زمین پر چنین تو ملاحظہ کرکی اگر وہ ہاتھی معاوضہ مین لیوین بہتر اور جو نہین زر نقد مین دونگا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ نی اپنی آدمیونسی عہد لیا کہ جو کچھ مین فرماؤن اُسکی خلاف عمل مین نہ لانا پھر روز موعود کا انتظار کرنی لگا جب وہ دن آیا راجہ جاجنگر نی چالیس زنجیر فیل آگی قافلہ کیطرف بھیجی تو سوداگر دیکھکر پسند کرین پھر اپنی آنی سے اعلام کرکی پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑونکو ساز و سامان سے درست رکھین چونکہ موسم برسات تھا سلطان ہوشنگ نی پہلی عذر کرکی یہ بات کہی کہ ابر اور ہوا موجود ہی ایسا نہو کہ مینھہ برسی اور ہمارا اسباب ضائع اور برباد ہووی لیکن راجہ کی آدمیون نی بتاکید تمام اسباب کھلوایا اس درمیان مین راجہ بھی پانسو آدمی ہمراہ لیکر آپہونچا اور اشیا کی دیکھنی مین مشغول ہوا ناگاہ ابر شدید آنکر برسنی لگا اور گرج کی آواز اور بجلی کی چمک کی ہیبت سی ہاتھی بھاگ گئے اور جو متاع کہ زمین پر گستردہ تھی ہاتھیونکی پامالی سے خراب ہوگئی اور وہ سپاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ سوداگرونکی لباس مین آئی تھے وہ فریادیون کیطرح جوش و خروش مین آئی اور سلطان ہوشنگ نی

ہمین زندگانی بیکار نہین ہی یہ کہکر باتفاق اُس جماعت کی جو اپنی ہمراہ لایا تھا گھوڑونکی پشت پر سوار ہوکر
راجہ کیطرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور سوداگر ہنگی اول حملہ مین منہزم ہوا اور
کچھ لوگ اُسکی ماری گئی اور کچھ شہر کی سمت بھاگ گئی اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نی اُسوقت
راجہ سے یہ کلام کیا کہ مین مالوہ کا سلطان ہون اور ہاتھیونکی خرید لی کو آیا ہون جب اسباب ضائع ہوا
ناچار مین نی تجھی گرفتار کیا راجہ سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سی متعجب ہوکر اپنی امرا کو پیغام کیا کہ تمام فیل
خوب اور نامی بھیجو انھون نی پچھتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی سلطان ہوشنگ
راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اُسکی سرحد سی برآمد ہوا راجہ کو رخصت کرکی اپنی شہر مین داخل ہوا
جو راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آگی تھے چند فیل نامی اور اُسکی واسطی بھیجکر عذر خواہ ہوا
اور سلطان ہوشنگ نی راستہ مین سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ مین در آیا
اور بالفعل شادی آباد منڈو کو محاصرہ رکھتا ہی اسواسطی جب ولایت کھیرلہ مین پہونچا از روی احتیاط اور
ہوشیاری کی عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہانکا راجہ کہ مطیع تھا اُسی گرفتار کرکی قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر
متصرف ہوکر مردم معتمد کی سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کی کہ مالوہ سے اُسکی خدمت مین پہونچا تھا
شادی آباد منڈو کی سمت روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچے سے
طلب کرکی جنگ پر مستعد ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سی پہلوتہی کرکی دروازہ رای پور کیطرف سی جاکر
قلعہ مین داخل ہوا اور شادی آباد کا قلعہ نہایت سنگین اور عظیم عالم کی قلعونسی تھا الغرض بہ مناسب محل
کچھ احوال مجملاً وہانکا کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی
کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دور اُسکا تین کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجای خندق اُسکی گرداگرد ایک غار
نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کی اندر آب و علف بہت تھا اور
اسقدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان ہو نیز اُسمین موجود تھی اور ایک لشکر چاہی کہ اُسکو محاصرہ کرے
بسبب بعد مسافت کی ممکن نہین کسواسطی کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کی باہر تھا اور اکثر مقام
اُس قلعہ کی اطراف کی سپاہ کی فرو کش ہونیکی لائق نہ تھی اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کیطرف ساتھ تارا پور
مشہور ہی نہایت سخت تھا جیسا کہ سوار بہ مشکل تمام برآمد ہوسکی اور وہ جسطرف سی چاہین قلعہ مین در آوین
اور ایک تیل نہایت دشوار گذار تھا اور وہ آدھ کہ راستونکی محافظت کیواسطی قیام کرتی تھی راستونکی
دوری اور پہاڑونکی حائل ہونیکی سبب ایک دوسری کی حال سے خبردار نہین ہوتی تھی اور راستہ اُس دروازہ کا
جو دہلی کی جانب ہی اور راہونسی بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ گجراتی نی محاصرہ مین صرفہ نہ دیکھکر
ترک محاصرہ کیا اور ولایت کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوا اور اوجین سی گذر کرکی سارنگ پور کیطرف متوجہ ہوا
اور سلطان ہوشنگ اس امر پر مطلع ہوا دوسری راستہ سی بطور تاخت اپنی تئین حصار سارنگپور مین
پہونچایا اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہی تاراجی اُنکی ولایت کے

اور فوج فوج کشتہ ہونگی لائق دانش یہ ہی کہ زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کریں اور عنان عزیمت اپنے دار الملک کیطرف منعطف کریں کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اسکی باتوں پر کرکے اثر رات کو لشکر کی محافظت اور حزم و احتیاط میں تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ انتظار وقت فرصت کرکے ماہ محرم کی بارہویں تاریخ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری میں شبخون لایا جو گجراتی غافل تھے انکی طرف کی بہت آدمی قتل ہوئی از انجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کی قریب رای ساست ولایت دندہ مع پانسو راجپوت کی قتل ہوا اسوقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سراپردہ سی برآمد ہوا جب احوال فوج کا دگرگوں دیکھا مع ایک شخص اردو سے برآمد ہوکر صحرا میں ایستادہ ہوا اور صبح کی قریب تمام فوج اسکی پاس جمع ہوئی اور وہ صبح صادق کی ہوئی سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال و قتال کا ایسا گرم ہوا کہ دونوں بادشاہ جنگ میں مستعد ہوکر زخمی ہوئی آخر الامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگ پور کے قلعہ میں دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیونکی ہاتھ آئی اور ربیع الثانی کی چوتھی تاریخ کو سلطان احمد شاہ کوچ کرکے بفتح و فیروزی گجرات کیطرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سی اطلاع پائی بہ نہایت دلیری و غرور قلعہ سارنگ پور سی برآمد ہوکر گجراتیونکا تعاقب کیا اور بہت سی عقب ماندگان کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہوکر پھر بازگشت کی اور دونوں لشکر کی درمیان آتش قتال افروختہ ہوئے اور اول حملہ میں سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم و برہم کیا اور جب سلطان احمد شاہ یہ حالت مشاہدہ کرکے خود بہ نفس نفیس میدان کارزار میں آیا اسقدر کوشش کی کہ نسیم فتح اسکی نشانوں پر چلنے لگی اور سلطان ہوشنگ بازوی شجاعت سست کرکے پھر قلعہ سارنگ پور میں پناہ لیگیا اور اسدن چار ہزار اور نوسو آدمی مالوی معرکہ اور حالت سفروری میں تیغ بیدریغ سے ہلاک ہوئی اور انکا تمام ساز و اسباب اور اثاثہ تجمل گجراتیونکو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو میں در آیا اور شکست و ریخت اپنی قلعہ کی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی خبر جاجنگر جانی اور پھر کیفیت اسکی آنی کی حصار شادی آباد مندو میں اور بھی ایک روایت جو کہ ضعف سی خالی نہیں اور وہ وقائع گجرات میں تحریر ہوئی ہی اسی پر اکتفا کی دوبارہ اسکی تکرار اس مقام میں مناسب نجانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اسی سال میں قلعہ کاکرون کی تسخیر کیواسطی متوجہ ہوا اور عرصہ قلیل میں اپنی تصرف میں لایا اور پھر اسی سال قلعہ گوالیار کی عزیمت تسخیر میں بکوچ متواترہ منزل مقصود میں پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک مہینی اور چند روز کی سلطان مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کی راستہ سی رای گوالیار کی کمک کیواسطے فوج کش ہوا اور جب یہ خبر مشہور ہوئی پای قلعہ سے برخاست کرکے دھولپور کی تالاب پر گیا اور چند روز کی بعد حرف صلح درمیان میں آیا ایک نے دوسری کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنی اپنی دار الملک کیطرف معاودت کی اور ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری میں سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن نے قلعہ کھیرلہ کی بہ قصد تسخیر نہضت فرمائی بعد وصول منزل احاطہ کرکے اسکی تسخیر میں ساعی ہوا اور ضابط حصار یعنی نرسنگھ رای

سقوولکا فرزند جو سلطان ہوشنگ کی حکم سے وہاںکا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کی پاس ایلچی بھیجکر امداد طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اسطرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کی قریب پہونچا دکنی کوچ کرکی اپنے ولایت کیطرف متوجہ ہوئی اور ہوشنگ شاہ نی یہ امر دکنیوں کی عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھوں نی ہمسی دب کر ترک محاصرہ کیا پھر رای کھیرلہ کی بھڑکانی سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی مع چند امرای خاصہ خیل کمین میں ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطی مامور کیا اور سلطان ہوشنگ کہ بطور تاخت تعاقب کرکی مسافت طی کرتا تھا اثنای راہ میں فوج دکنیوں کو آمادہ قتال اور مستعد جدال دیکھکر ایستادہ ہوا ہر چند لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم عقب کی آنیکا انتظار نہ کھینچکر محاربہ میں مشغول ہوا شاہ احمد بہمنی تدبیر موافق تقدیر کی جانکر کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کیطرف سے آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگونسی بیخبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیوں سی شکست فاحش پاکر احمال و اثقال چھوڑکر بھاگا اور اسکی عورتیں اور بیٹیاں تمام مردم فوج کی ہاتھ اسیر ہوئیں اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہوکر طریق مروت مسلوک رکھکر اسیوقت خواجہ سیران معتمد کو متعین کرکی انکی حفاظت میں نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاکر ہر ایک کو جامۂ زریں اور فاخرہ سے اختصاص بخشا اور مردم امین اور دیانت دار کی ہمراہ کرکی مع پانسو سوار سلطان ہوشنگ کی پاس بھیجا اور ۸۳۳ھ آٹھسو تینتیس ہجری میں ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبد القادر نام نوکر سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کی تصرف میں تھا سمندر سی متوجہ ہوا جب اس نواح میں پہونچا سنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بھی لشکر بسیار ہمراہ لیکر دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کیواسطی بکوچ متواتر آتا ہے سلطان ہوشنگ اسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اسکی جنگ میں متوجہ ہوا جسوقت دونوں لشکر قریب پہونچی اور تنور جنگ آج کل میں گرم ہونی پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانروای دہلی انتظار وقت فرصت کرکی جونپور کیطرف عازم ہوا ہی سلطان ابراہیم یہ خبر سنتی ہی حفظ ناموس اہل قبیلہ ہاتھسی دیکر جونپور کیطرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنی نام پڑھوا اور چند روز وہاں رہکر وہانکی حکومت عبد القادر کو جو سابق میں وہانکا حاکم تھا عطا فرماکر مالوہ کیطرف مراجعت کی اثنای راہ میں تھانہ دارونکی عرضیاں پہونچیں کہ کوہ جاجنہ کیطرف بدمعاشوں نی ولایت میں آنکر بعضے مواضع اور قریات کو تاخت کرکی حوض بھیم کو ملجا و ماوا اپنا کیا ہی اور حوض بھیم کی کیفیت اسطور پر ہے کہ رای بھیم نی اپنی عہد دولت میں ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہای اسکی ولایت کی واقع ہی سنگ کو تراشکر بند باندھا تھا اور عرض و طول اسکا اسقدر ہی کہ دوسری طرف سی دکھائی نہیں دیتا اور عمق اسکا ناپیدا ہی الغرض بروقت پہونچنی عرائض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد میں ایک نزاع واقع ہوئی شرح اس واقعہ کی یہ ہی کہ سلطان ہوشنگ کی سات فرزند اور تین دختر تھیں اور تین بیٹی عالم خان حاکم آسیر کی بیٹی سے متولد ہوئی تھی عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان یہ آسیری مشہور تھی اور احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اسکی بڑی بیٹی غزنین خان سے طریق اخلاص جاری رکھتی تھی اور ہمیشہ سی عثمان خان اور غزنین خان کی درمیان

مزاج تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سی اُسکی طرف اور کچھ اسکی جانب تھی اور سلطان ہوشنگ اس
مخالفت سی کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے
سلطان کی طلب رضا میں کوشش کرتی تھی اور غبار آزار بطرز دلپسند پر اسکی لوح خاطر سے دور کرتی تھی چنانچہ مکرر
سلطان کی زبان پر گذرا کہ محمود خان ولیعہدی کی لیاقت نہیں رکھتا ہی پھر ملک مغیث نی نہایت عجز و
انکسار سی عرض کیا کہ شاہزادوں کی عمر دراز ہو ہم وہ بندہ ہیں کہ ہمیں خدمتگاری اور جانسپاری کی سوا کوئی اور
امر کو خاطر نہیں ہی اور کالبد دراستہ ہیں ایک روز عثمان خان نی اپنی بڑی بھائی غزنین خان کی نسبت بہت
بےادبی کی یہانتک کہ ایک اپنی نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا میں بھیجا اور اسنی جاکر غزنین خان کو
بُرا بھلا کہا ہرچند پردہ داروں اور خواجہ سراؤں نی منع کیا ممنوع نہوا آخر کو اُن دونوں کی درمیان مار پیٹ کی
نوبت پہونچی ایک نی دوسری کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اپنی قباحت پر خیال کرکے
باپ کی غضب سی ڈرا اور اردو سے نکل گیا پھر اس مقام میں اور کسی امر کا مرتکب نہوا اور امرا ے
ناعاقبت اندیش کو وعدہای دلفریب فریفتہ کرکی غدر پر آمادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ ان برائیوں سے
واقف ہوکر زیادہ تر غضبناک ہوا اور ملک مغیث کی ساتھ مشورہ کرکی انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اسنی
یہ التماس کی کہ جو شاہزادوں نسی اس قسم کی حرکتیں اور برائیاں مکرر سکرر ظہور میں آئیں اور آپنی انھیں معاف فرمائیں
اس مرتبہ بھی عین چشم پوشی فرما دیں تو شاہزادہ ملازمت میں حاضر ہووی سلطان ہوشنگ نی یہانتک تامل
فرمایا کہ عثمان خان بتمہید مقدمات کرکی اردو میں آیا اور جب سلطان ہوشنگ نی بلدہ اوجین میں پہونچکر
ایک روز مجلس دربار کو آراستہ کرکی بار عام دیا چنانچہ اس مجلس میں عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو
عتاب و خطاب سی ایذا بہت دیکر موکلونکی سپرد کیا اور بعد چند روز تینوں شاہزادوں کو بازنجیر کرکے
ملک مغیث کی سپرد کرکی قلعہ شادی آباد منڈو کیطرف بھیجا اور خود بدولت و اقبال کوہ جابید کی بدمعاشوں
اور سرکشوں کی گوشمال میں متوجہ ہوا اور کوچ متواتر جاکر حوض بھیم کا بند توڑا اور وہانسی بسبیل استعجال طے
مسافت کرکی اُس حدود کی متمردوں کو تیغ بیدریغ سے ہلاک کرکی خاک مذلت پر ڈالا اور کوہ جابیہ کا
راجہ پیادہ پا جنگل کیطرف بھاگ گیا اہل و عیال اور مال و منال اُسکا لشکر اسلام کی ہاتھ آیا قصبہ اور شہر
غارت ہوا اور لڑکی اور لڑکیاں بہت دستگیر ہوئی اُسوقت سلطان ہوشنگ نی مظفر اور منصور ہوکر
اپنی دار الملک کیطرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد میں موسم برسات بسر کیا اس عرصہ میں
ایک دن بقصد شکار سوار ہوا اثنای سیر میں لعل بدخشانی تاج سلطانی سے جدا ہوکر گر پڑا اور تیسری دن
ایک پیادہ نی لاکر حضور میں گذرانا پانسو تنکہ انعام فرمائی اور سلطان ہوشنگ نی ساتھ اس تقریب کی
ایک حکایت نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروز شاہ کی تاج سی جدا ہوکر گر پڑا اور اُسی بھی ایک
پیادہ نی لاکر گذرانا فیروز شاہ نی اُسی پانسو تنکہ مرحمت فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور شبیہ آفتاب
عمر کی غروب ہونیکی ہی اور بعد چند روز کی اس دار فانی سے رحلت کی اور میں بھی جانتا ہوں کہ فرمان میری عمر کا پیچیدہ
ہوا اب چند نفس سے زیادہ تر باقی نہیں رہی حضار مجلس بعد دعا و ثنا کی عرض پیرا ہوئی کہ سلطان فیروز شاہ نی

یہ بات اُس روز کہی تھی کہ عمر اُسکی نوے سال کو پہونچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی میں ہیں سلطان ہوشنگ نے کہا اتفاقًا میں عمر زیادہ اور کم نہیں ہو سکتی جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ نہیں اس بارہ میں حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون آخرش جو سلطان نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلسل البول میں مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائی ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندو میں تشریف لایا اور ایک دن دربار عام کر کے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے خلف الصدق غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اُسے ولیعہد کر کے ہاتھ اُسکا ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے سپرد فرمایا اور محمود خان نے لوازم آداب بجا لا کر عرض کی کہ جبتک بندہ کے ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ اپنی تئیں خدمتگذاری اور جان نثاری سے معاف نرکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عمومًا وصیت فرمائی کے سینہ ان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکریں اور جو فراست اور دور اندیشی سے دریافت کیا تھا کہ محمود خان داعیہ رکھتا ہے کہ امر سلطنت ساتھ میرے منتقل ہووے لہذا اُس دن اُسکی کان حسب الامکان دُرِ نصائح اور مواعظ سے گرانبار کئے اور حقوق پرورش اُسے یاد دلا کر کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت اور صاحب شمشیر ہے اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل میں [illegible] فرصت وقت کا منتظر ہے اگر انجام مہام مملکت اور پرداخت احوال سپاہ اور رعیت میں تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کیطرف سے رعایتوں میں سستی ہوگی البتہ عزم تسخیر اس ولایت کا مصمم کر کے آپکی جمعیت کو بسبب تفرقہ کے مبدل کریگا اور دوسرے منزل میں غزنین خان نے محمود خان نامی کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت وزارت پناہی عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے تو باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی ملتمس قبول کر کے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان سے تھے نہ خواجہ نصر الدین کے وسیلہ سے عرض گذار ہوئے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شائستہ اور فرزند خلف ہے اگر قید سے رہا فرما کر بلاد مالوہ سے ایک حصہ اُسکی جاگیر کو اسطے مقرر کیا جاوے انسب ولائق معلوم ہوتا ہے سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل میں خطور کیا تھا لیکن اگر میں عثمان خان کو قید سے رہا کر دونگا امر سلطنت خلل پذیر ہو کر فساد عظیم مملکت میں پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرا عثمان خان کی رہائی میں سعی کرتے ہیں پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور میں تغیر کے اُس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیویں اور بھی اطمینان حاصل ہووے پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان نے راستہ میں شہزادہ کے سواری میں جا کر قسم کھائی کہ جب تک ایک رمق حیات سے باقی رہیگا رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوئے ملک عثمان خان جلال کو جو امرای کبار اور سردار معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کر کے محمود خان کے خدمت میں بھیجا اتفاقًا محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت میں حاضر تھا وہ دونوں امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو خرگاہ میں

چھوڑ کر خود باہر آیا اور دربار میں جاکر بیٹھا تو جو کچھ مذکور ہوئی عمدۃ الملک بھی سنی پھر ملک مبارک غازی نے
دعا شہزادہ عثمان اور امرا کیطرف سے پہونچا کر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر نیکنام
ہوئے مثل آپ کی اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن نہوا لیکن تعجب کا مقام ہے باوجود اسکے کہ عثمان خان
ساتھ زیور سخاوت اور شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کی آراستہ ہے آپنے ولیعہدی شاہزادہ
غزنین خان کی تجویز فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث المخاطب ملک
شرف کی ساتھ رکھتا ہے اور فرزند اسکے آپکی فرزند ہوتی ہیں اور اگر ضعف سلطان پر غالب نہوتا اور اسکی حواس میں
فتور راہ نپاتا کبھی اس امر پر پیشقدمی نکرتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتی ہیں کہ توجہ اپنی شاہزادہ عثمان
شامل حال کرکی ہاتھ مرحمت کا اسکی سر پر سے نہ اٹھاوین ملک محمود المخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ
عثمان خان کہ فی الواقع رشید اور شائستہ سلطنت ہے لیکن درمیان میں نرمی اسواسطے جواب دیا کہ بندہ کو
بندگی سے کام ہے خداوندی اور صاحبی سلطان جانی ہیں اپنی عمر بھر امر فضول کی گرد نہ پھرا ہوں نہ پھرونگا الغرض
ملک مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو باہر طلب کرکی یہ بات کہی
جاتو نی جو کچھ سنا ہے شاہزادہ غزنین خان کی گوشزد کر چنانچہ عمدۃ الملک غزنین خان کی خدمت میں حاضر
ہوا اور تمام ماجرا اس سے تقریر کیا غزنین خان ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کیطرف سے مطمئن اور خوشحال
ہوا اور بعد اسکے امرا سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوئی ظفر خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا
اس فکر میں ہوا کہ شہزادہ عثمان کی نگہبانوں اور محافظوں کو ساتھ اپنی متفق کرکی عثمان خان کو مفرور کرکی اس
نیت سے سلطان کی اردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہونچی فوراً شاہزادہ غزنین خان کو واقف
کیا اور وہ اسکی تدارک میں مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک برخوردار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑی اصطبل سے
حاضر کری داروغہ اصطبل جو عثمان خان کا ہوا خواہ تھا اسنی یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہیں میں بغیر حکم
اسکی ایک گھوڑا اندونگا اور اسنی فی الفور جاکر ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادہ عثمان خان کا خیرخواہ
تھا یہ بات تقریر کی خواجہ سرائی اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کرکی داروغہ اصطبل کو تعلیم فرمایا
کہ تو بادشاہ کی خوابگاہ کی قریب جاکر یہ بات بآواز بلند کہہ تا کہ سلطان سنی اور اسکی دل میں یہ خطور
پیدا کری کہ میں ابھی زندہ ہوں اور غزنین خان میری مال میں حیات میری میں دست تصرف دراز کرتا ہے
اصطبل کی داروغہ نی یہ بات اس آب و تاب سے کہی کہ سلطان نی بیہوشی کی عالم سے کچھ ہوش میں آکر وہ تقریر
سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میری ترکش کمان ہے اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید سلطان کی
رحلت کی ہوا اور غزنین خان ازراہ تزویر چاہتا ہو کہ ہمیں دستیاب کرکی ضائع کری سلطان کی خدمت میں
حاضر نہوئی لیکن جب یہ خبر غزنین خان کو پہونچی ایک رعب اور ہراس اسکی دل پر غلبہ کیا اور چونکہ خفیف العقل
تھا اس مقدمہ کو بغیر دریافت کئی کالکرون کی سمت کہ لشکر سے تین منزل کا فاصلہ تھا بھاگ گیا اور عمدۃ الملک
محمود خان کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرائی عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہے اور میں بھائی
سے اسکو اپنا خیرخواہ نہیں رکھتا اور اسوجہ سے کہ سلطان نی ترکش طلب کی تھی میں ڈرا کہ ایسا نہو مجھے قید کری

بھائیون کی ہمراہ کری لہذا اردو سے سفرو ہوکر یہان آیا ہون محمود خان نی اُسکی درجواب لکھ بھیجا کہ تم سے
کوئی امر سلطان کی خلاف مرضی سرزد نہین ہوا ہی او قصہ طلب کرنی سچا ہے تھوڑی کا مین کسی تقریب اور محل مین
عرض کرونگا پھر غزنین خان نی عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نی میرا ہاتھ پکڑا ہی لیکن مین
جانتا ہون کہ خواجہ سراؤن نی میری طرف سے حرف ناملائم معروض کیے ہین اس خیال سے مجھکو خوف مستولی ہوا
محمود خان نی جواب دیا کہ یہان کسیطرحکا قضیہ اور بحث نہین ہی آپ شوق سے اردو مین تشریف لاوین کہ
وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونی پر ہی اور ایک خط عمدۃ الملک کی روبرو تحریر کرکی ملک مغیث کو بھیجا
مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نی غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہی اور بیماری نی حضرت کو
ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہی کہ مقربون نی امید حیات قطع کی ہی چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت
کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نی غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا
غزنین خان مسرور ہوکر اردو مین آیا خان جہان بخشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کی ترفیخواہ تھے
انھون نی جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونی پر ہی آپسمین یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح
بغیر اسکی کہ امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام مندو کیطرف روانہ
ہون اور شہزادہ عثمان خان کو محبس سے برآوردہ کرکی تخت سلطنت پر بٹھاوین سب نی یہ رای پسند کی
چنانچہ دوسری روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بتعجیل تمام روانہ ہوئی اور جب تھوڑی راہ طی کی سلطان
قضای الہی سے دارالبقا کیطرف عازم ہوا اور محمود خان نی یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن
اور مقربونکو ملامت کی اور پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادہ نی وہان پہونچکر نزول کیا
اور خواجہ سراؤن کو تعجیل کی بارہ مین چشم نمائی کی انھون نی جواب دیا کہ سلطان حین حیات مین تعجیل کرتا تھا
کہ تم مجھی جلد شہر کی اندر لیچلو ہم اُسکی حکم کی موافق روانہ ہوئی شہزادہ اور محمود خان نی یہ بات سنکر کچھ
جواب ندیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کرکی تجہیز وتکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک
گوشہ کیطرف روانہ ہوئی اور محمود خان بعد تجہیز وتکفین کی برآمد ہوا اور باواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے
امر حق کی سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اُسکا ہی اپنا ولیعہد اور قائم مقام کیا جو
شخص کہ اسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووی بیعت کری اور جو مخالف ہووی وہ لشکر سے جدا ہوکر
اپنی فکر مین رہی یہ کہکر غزنین خان کی ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کرکی بہت رویا پھر ہر ایک
امرا غزنین خان کا قدم چومنی لگی اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئی اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کی امرا اور بزرگان وقت نے
بیعت کی اس سبب سلطنت نی استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ اٹھاکر شادی آباد مندو کی مدرسہ
کیطرف متوجہ ہوئی اور ذیحجہ کی نویں تاریخ روز عرفہ کو اُس شاہ جم جاہ کو پیوند زمین کیا نظم کجا یند شاہان
جم اقتدار ✤ ز ہوشنگ وجم تا باسفندیار ✤ فریدون وکیخسرو وجام کو ✤ کجا رفت شاپور وبہرام کو ✤ ہمہ خاک دارند بالین وخشت ✤ خنک آنکہ جز نام نیکو نہ کشت ✤ اسکی بعد سلطان ہوشنگ کی
قصر میں مجلس شاہی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک الشرف اور خانجہان اور تمام امرا

بیعت کرکی لوازم نثار اور ایثار بجا [illegible] ان ہوشنگ کی مدت سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اسکی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماند سی مفہوم اور مستفاد ہوتی ہی اور شہر مندو مین حظیرہ شاہ ہوشنگ کا گچ اور پتھر سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کیطرف سی پانی ٹپکتا ہی اور مولف نی بھی اسکو مشاہدہ کیا ظاہر اثر ہوا سے ہو پتھر کی سوراخوں مین سی آمدرفت کرتی ہی وہ صلاحیت استحالہ بہم پہونچا کر منقلب بآب ہوتی ہی اور ترشح ہوتا ہی لیکن اہل ہند اسی سلطان ہوشنگ کی کرامات سی جانتی ہین

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوری کا

جب سلطان ہوشنگ بحکم خالق ارض و سما تخت جہانبانی سے برخاست کرکی سر گریبان عدم مین لیگیا اور اُسکا فرزند غزنین خان ذی الحجہ کی گیارہوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین ملک مغیث کی کوشش اور اہتمام الملک محمود خان کی سعی کی سبب تاج شاہی زیب سر کرکی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا سلطان محمد شاہ نام رکھا اور امرا جو مختار سلطان ہوشنگ سے تھے اُنھون نی خوشی اور ناخوشی سے بیعت کی اور ہر شخص اپنی جاگیر قدیم اور وظیفۂ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بملک شرف اور محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کی باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تمام خلائق اسکی استقلال سلطنت کی خواہان ہوئی پھر ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف کو مسند عالی خطاب دیکر منصب وزارت پر منصوب کیا اور اُسکی بیٹی ملک محمود المخاطب محمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب بعد چند روز کی بھائیونکو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنی بھتیجے اور داماد کے آنکھون مین سلائی پھیری اسواسطی تمام مملکت کی آدمی اُس سے آزردہ اور متنفر ہوئی اور سب کی دلون مین بجای محبت کی عداوت پیدا ہوئی اور جب برادران مظلوم کی ناحق خونریزی مبارک اور راست نہ آئی تھوڑی عرصہ مین اسکی مملکت مین آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نی نشان بغاوت اور طغیان کی بلند کرکی غبار فساد کا اٹھایا بیت چو بد کردی مشو ایمن ز آفات * کہ واجب شد طبیعت را مکافات * از انجملہ ولایت نادونی کی راجپوتون نی قدم دائرہ اطاعت سی باہر رکھا اور کچھ ولایت کو تاخت اور تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہان کو ربیع الاول کی پندرہوین تاریخ ۸۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین دس زنجیر فیل اور خلعت خاص دیکر اُس جماعت کے تادیب کیواسطی تعین فرمایا اور سر انجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھکر مینوشی مدام کا عادی ہوا ہمیشہ صبوح کو ساتھ غبوق کی اور غبوق کو ساتھ صبوح کی پیوستہ رکھتا تھا جب خانجہان محمود خان کی عزیز و اقارب نی جاگیرین خوب پائین اور انکی حشمت و شوکت درجۂ اعلیٰ کو پہونچی تمام گروہ لشکر اور مردم شہر اور اعیان و ارکان کہ عمدہ اثر دولتخانہ کی تھی اور محمود خان اُنسی دغدغہ رکھتا تھا خانجہان کی ہمراہ گئی اور کسیکو اندیشہ اُس جماعت کی مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت مردم قدیم دولتخواہ استقلال سلطنت اور زوال دولت غوریہ سی متوہم ہوکر ایک حرم کی ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا کہ محمود خان کی دماغ مین زاغ حرص نی بیضہ عجب و نخوت کا رکھا ہی اس فکر مین ہی کہ سلطان کو درمیان سے

[illegible]
اُس سے کہ یہ خیال فاسد اُسکا دتوعم میں آوی اُسی درمیانسی اُٹھایا چاہی اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی
تھا الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سی نہوا یہ کہکر اپنی کام کی فکر میں ہوا یعنی ہروقت سامان کی فکر میں رہتا
اور از روی احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کی پاس آمد و شد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ ہوشیاری کا
محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہانتک کہ ایک روز محمود خان کا
ہاتھ پکڑکر حرم سرا میں لیگیا اور اپنی لڑکی کو جو محمود خان کی ہمشیرہ ہوتی تھی بلاکر یہ بات کہی کہ محمود خان سے
میں کہتا ہوں کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہی کہ تو مجھی مضرت جانی نہ پہونچا دی اور یہ سلطنت تجھی بی نزاع اور
مخالفت مبارک ہو محمود خان نی یہ سنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاطر سے شاید عہد و پیمان فراموش
ہوا کہ ایسی کلام زبان پر لاتی ہیں اگر کسی منافق نی اپنی غرض فاسدہ کی سبب عرض اقدس میں پہونچایا ہو آخر کو
وہ نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کی دل میں کسیطور کا دغدغہ ہو میں اسوقت تنہا ہوں
اور میری پاس کوئی ممانعت اور مزاحمت پہونچانی والا نہیں ہی بیت گر سر مہرداری اینک دل ٭ در سر
قہر داری اینک جان ٭ سلطان محمد نی عذر کیا اور طرفین سے کلام ملائمت اور چاپلوسی درمیان میں آئی لیکن
سلطان خفیف العقل کی دل پر جو واہمہ غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر ناعتمادی ہووی اُس سی سرزد
ہوتا تھا اسواسطی محمود خان حصول مطلب میں جد و جہد بہت کرنی لگا اور سلطان محمد کی ساقی کو زرکثیر دیکر
موافق کیا اور اُسنی شراب زہرآلودہ کرکی اُسی پلایا وہ اُسکی سبب سی ایسا مست اور مدہوش معلوم
ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم میں نہ چونکیگا اور عالم سکرات میں سلطان محمد مظلوم
مسموم کی زبان حال ساتھ اس مقال کی مترنم تھی قطعہ دمی چند گفتم برآرم بکام ٭ دریغا کہ بگرفت راہ نفس ٭
دریغا کہ بر خوان الوان دہر ٭ دمی چند خوردیم و گفتند بس ٭ جب امرا اس سے واقف ہوئی خواجہ
نصر اللہ وزیر اور مشیر الملک اور لطیف نی کریا اور بعضی سرداروں نی اتفاق کرکی خبر فوت اُسکی پوشیدہ
رکھی شہزادہ مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائی اور تخت سلطنت پر بٹھایا
اور سب نی یہ تجویز کی کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیانسی دفع کریں پھر بایزید شیخا کو
ملک محمود الخاطب بہ محمود خان کی پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ سلطان محمد تمہیں بسرعت طلب
کرکی چاہتا ہی کہ رسالت کیواسطی گجرات کیطرف بھیجی محمود خان سلطان محمد کی فوت سی آگاہ تھا جواب
دیا کہ میں شغل دنیوی سے دست کش ہوکر چاہتا ہوں کہ باقی عمر تک سلطان ہوشنگ کی مزار کا مجاور
رہوں [illegible] ہی کہ امرا میری مکان پر آویں اور آپسمیں مشورہ کریں جو کہ قرار پاوی جاکر معروض رکھیں ملک
بایزید شیخا نی انکا امرا کو یہ خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سی آگاہ نہیں ہی اگر باتفاق اُسکی
مکان پر چلو وہ تمہاری ہمراہ دولتخانہ میں آویگا اُسوقت تمہیں جو امر منظور ہی اُسکی انجام میں کاربند ہونا
امرا بایزید شیخا کی کہنی کی سبب محمود خان کی پاس گئی اور اُسنی آدمی اپنی گوشوں میں پوشیدہ کر رکھی تھے
جب امرا اسکی [illegible] ہوشیار ہوا یا مست پڑا ہی اُسیوقت لوگ حجری سے برآمد ہوکر امرا پر

تاخت لائے اور سب کو مقید کر کے موکلوں کے سپرد کیا جو یہ خبر حیرت اثر باقی امرائے سنی رگ حمیت اور غیرت جنبش میں آئی سپاہ ہمراہی اپنی جمع کی اور حشم سلطانی کو مستعد کر کے چتر ہوشنگ شاہ کو قبر سے اٹھا کر مسعود خاں کے فرق پر بلند کیا محمود خاں یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہو کر مع فوج دولتخانہ کی طرف متوجہ ہوا تا شاہزادہ مسعود کو دستیاب کر کے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولتخانہ کے قریب پہونچا طرفین دست بہ شمشیر و نیزہ و تیر ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب خسرو فلک اپنا نیزہ شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خاں نے قلعہ کے دروازہ سے نکلکر راہ فرار پائی اور مسعود خاں نے شیخ جا بلدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرائے بھاگ کر گوشۂ عافیت میں دم لیا اور محمود خاں صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدہ صبح کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خاں کو مخبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ دولتخانہ خالی ہے اور تمام مخالف جائے محفوظ میں پوشیدہ ہوئے محمود خاں دولتخانہ میں آیا اور ایک مکتوب پیک تیز رفتار کے ہاتھ اپنے باپ کی طلب میں روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ سلطنت آپکا حق ہے جلد تشریف لاکر تخت سلطانی پر جلوس فرمایئے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہان کو بغیر جہانبان کے چارہ نہیں ہے اگر تخت سلطنت وجود شاہ سے خالی رہے جہان میں حامل زمانہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہوویں کہ تدارک اسکا اشکال ہووے اور مملکت مالوہ نے ایک وقت قبول کی ہے اور مفسدوں اور ستمگروں نے ابھی خواب غفلت سے سر نہیں اٹھایا ہے والا نہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا خان جہان نے جواب بھیجا کہ جب تک کوئی شخص عالی نسب اور کمال سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف نہو مہمات سلطنت اسکی رواج اور رونق سے انجام نہیں پاتی الحمد للہ علی احسانہ جمیع صفات کہ جو سلاطین میں چاہیے ہیں اُس فرزند ارجمند میں موجود ہیں لازم ہے کہ ساعت سعید میں بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی یہ جواب لایا تمام امرا اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اسکا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی سچ ہے بیت

یکی گر رود دیگر آید بجاے ❊ جہانرا نمانند بی کدخداے

سلطان محمد شاہ غوری کی مدت حکومت ایکسال اور چند ماہ تھے

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نرہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم زرین رقم میرے استاد ملا احمد تتوی ہے واضح ہوا کہ جب اولاد غوریہ مستاصل ہوئی ماہ شوال کی انتیسویں تاریخ روز دوشنبہ ۸۳۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری میں سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور تاج مرصع زیب فرق کر کے سر ہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پہ رکھا اور سن اُسکا اسوقت میں چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ میں خطبہ اور سکہ اُسکے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت و انواع نوازش مسرور کر کے ہر ایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور انمیں سے ایک جماعت کو انتخاب کر کے خطاب دئے ازانجملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اسکے دست اقتدار میں سپرد کیا اور ملک برخوردار کو

تاج خان کو بلقب دیگر عہدہ بخشیگری بخشا اُسکی منزلت بڑھایا اور خانجہان کو امیرالامرا کر کے خلاصہ گروہ
اسکے سپرد کر کے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین ہے عطا فرمائی
اور حکم دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین اور جس وقت سوار ہووے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اُس زمانہ مین قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کرین اور جب سلطنت نے
اُسپر قرار پایا ہمت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین کسی اہل
کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کر کے بتقرری وظائف علما
اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ من جمیع الوجوہ اُسکی ایام دولت مین
محسود شیراز اور سمرقند ہوا الغرض جب امور سلطنت نے انتظام ... محالات نے التیام قبول کیا
ملک قطب الدین سمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امرای ہوشنگ شاہی نے
از روی حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک ارادہ غدر کا کیا اور اس نیت سے ایک شب کو سیڑھیان
بام مسجد پر کہ متصل دولتخانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہانسے صحن قصر مین آتر کر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین
اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس ہوا دیدار اس کیفیت کی بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھکر دولتخانہ سے
برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان مین جوڑ کر کتنون کو ہدف تیر کر کے مجروح کیا اس درمیان مین بشیر الملک المخاطب بہ
نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوئے اور سپاہیان چوکی خانہ کو مسلح کر کے آپہونچے وہ
جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی مفرور ہوئی لیکن انمین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا
اُسی گرفتار کیا اُسنے ہنگام استفسار نام اُن لوگونکی جو اس غدر مین شریک اور ... لکھوا دیے اور
سلطان نے سبھونکو علی الصباح سزایاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک
یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین بنشی اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون نے اُنکی
تقصیرات کی معافی کر کے شہزادہ کو کہ اُسی عرصہ مین برہانپور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد دیا اور ملک یوسف
قوام الملک کو قوام خانی خطاب دیکر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جہاد کو ہوشنگ آباد کی جاگیر اور ملک
نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری کی عنایت کی اور اُسنے جاگیر کی رخصت لی شاہزادہ احمد خان
جب اسلام آباد مین پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت اور قوت اُسکی زیادہ ہوئی اور نائرہ
فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایون نے سلطان محمود کی ارشاد کی موافق پہلے اُسکی کان گو ہر چند وعظ سے گرانبار کیے
جب کچھ نصیحت اُسکو کارگر ہوئی اُس وقت تاج خان کو اُسکی دفع کے لئے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ
اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا جب وہ قلعہ سر نہوا تاج خان نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی التماس کمک کی
مقارن اس حال کے مخبرون نے خبر پہونچائی کہ ملک جہاد نے ہوشنگ آباد مین اور نصرت خان نے قلعہ چندیری مین
نشان مخالفت اور علم بغاوت بلند کیا ہے پھر ملک مغیث المخاطب بہ اعظم ہمایون خانجہان کو
اس گروہ باغی اور مہام ملکی کی انتظام کیواسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کی قریب پہنچے
فرو کش ہوا تاج خان اور دیگر سرداربھی اُسکی ملاقات کو آئی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروحاً عرض

پھر دوسری روز کوچ کرکی قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچی تقسیم کئی اور اسکی دوسری دن ایک جماعت فضلا اور مشائخ کو احمد خان کی پاس بھیجا کہ از سر نو کان اسکی در نصائح اور جواہر مواعظ کی مملو کرکی نقض عہد اور پیمان کو تجدید کریں علما اور مشائخ نی ہر چند آیات ترغیب و ترہیب پڑھیں لیکن دل اسکا کہ مثل پتھر کی سخت تھا نرم نہوا اور نصائح کی جواب میں کلام ناقص نسبت ناصحان مشفق کیو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نی بھی کہ امرای نامی سے تھا مخالفت کرکی کچھ اسباب اور آلات حرب اپنی مورچہ سی شہزادہ احمد خان کیواسطی بھیجکر بنیاد اخلاص کو عہد و پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نی طول پکڑا یہانتک کہ ایک دن ایک گولی نی اعظم ہمایون کی سازش یا اور مقدمہ کی سبب احمد خان کو زہر شراب میں دیکر ہلاک کیا اور خود قلعہ سی بھاگ کر اعظم ہمایون کی اردو میں پہونچا اور اسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایون نی اس مقام سے ہوشنگ آباد کیطرف کوچ کیا اور راستہ میں قوام خان اپنی گناہ کا خیال کرکی اعظم ہمایون کی اردو سے مفرور ہوکر بھیلسہ کی سمت گیا اور اعظم ہمایون خان ملک جہاد کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کیطرف متوجہ ہوا اور ملک جہاد طاقت مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنی چھوڑکر کوہ پایہ گنڈوارہ کی جانب راہی ہوا اور گنڈواریوں نی جب جانا کہ اسنی اپنی ولی نعمت سی روگردان اور منحرف ہوکر ہجوم عام کیا تھا سد راہ ہوکر اسکا مال و اسباب لوٹ لیا اور اسیر بھی اسنی زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام سے اسکا کام تمام کیا اعظم ہمایون یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد میں در آیا اور بندوبست اس ناحیہ کا بخوبی تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہاں چھوڑکر نصرت خان کی گوشمالی کیواسطی چندیری کیطرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل ادھر پہونچا نصرت خان آپ کو عاجز سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنی اعمال ناپسندیدہ کو چشم پوشی کرے اعظم ہمایون خان نی سادات اور علما اور اکابر اور شرفای شہر کو طلب کرکی محضر کیا اور ہر شخص سے احوال نصرت خان کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کی دماغ میں زاغ عجب و غرور نی بیضہ رکھا تھا اس سبب سی آثار مخالفت اور طغیان اس سے ظاہر ہوئی پھر اعظم ہمایون نی حکومت چندیری کی نصرت خان سی لیکر ملک الامرا حاجی کالو کو دی اور خود بھیلسہ کیطرف روانہ ہوا اور ہر چند مردم معتبر قوام خان کی پاس بھیجکر اسی راہ راست کی ہدایت اور دلالت کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اسپر تنگ ہوا بھیلسہ سی نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نی وہاں چند روز استقامت کی اور اسطرف کی مہمات سی مطمئن ہوکر دار الملک شادی آباد مندو کیطرف متوجہ ہوا اس درمیان میں مخبر یہ خبر لائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی تسخیر کیواسطے آتا ہی اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود غوری سے امان پاکر گجرات کیطرف گیا تھا مع فوج دریا موج اور بیس زنجیر فیل کوہ تمثال تعین کیا ہی یہ سنتی ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا اور کوچ میں لشکر سلطان احمد شاہ سے گذر کرکی اپنی تئین تاراپور کی دروازہ سے قلعہ مندو میں پہونچایا اور سلطان گجرات نی آتی ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنی باپ کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور

شادی آباد ہوا اور لوازم لشکر بجا لایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کر کے تنور جنگ گرم
رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امرای ہوشنگ شاہی کا
خار نفاق اسکا دامنگیر ہوتا تھا اور اسیطرح اور خطروں نے اسکے دلمین قرار پکڑا تھا کہ اپنے عزیز دلت اور رفیقوں کو
اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل و عطا کا آستین جود و سخا سے برآوردہ کر کے تمام آدمیونکو جو کوچہ
تنگ محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا اور مساکین کو غلہ دیتا تھا
اور لنگر خانہ غریب و فقیر کیواسطے آراستہ کر کے کھانا پختہ اور خام پہونچاتا تھا اسوجہ سے تمام آدمی اسکے
دوست ہوئے اور قلعہ مین اسکی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوی سلطان احمد شاہ گجراتی کے
بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضی امرا مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف
و ملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کے جو بسبب بدبختی سلطان احمد کی نسبت
طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے انھین عطای زر خطیر اور جاگیرونکا وعدہ کر کے اپنی خدمت مین طلب کیا اس
سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اس جماعت کی صلاح سے جو اردوی
سلطان گجرات مین تھے شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان کہ سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا
اس داعیہ اور ارادہ پر واقف ہوا سلطان احمد کو خبر کی اسواسطے جب افواج سلطان محمود خلجی قلعہ سے
اتری اور اردو کے آدمیونکو حاضر پایا اور راستہ بند دیکھے باوجود اسکے بزور بازو مقابل آنکر جنگ مین مشغول ہوا
اور صبح صادق تک طرفین سے بازار گرم رہا خلقت کثیر مقتول اور مجروح ہوئی صبح کیوقت
محمود شاہ خلجی قلعہ مین داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر یہ خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا
وہاں سے ولایت رانا مین جاکر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور اسوقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری مین
آیا ہے اور چندیری کے باشندگان اور اس حدود کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بیوفائی کر کے عمر خان کو
وہانکا حاکم بنایا ہے اس سبب سے شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر
فیل سارنگ پور کیطرف متوجہ ہوا اور وہانکے حاکم کو اول قتل کیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ
کیا یہ قرار پایا کہ ملک مغیث المخاطب اعظم ہمایون کہ دوحہ باغ سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد
مندو کی ضبط و ربط مین مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہو کر اپنی ولایت مین استقامت
کر کے ملک کی محافظت کرے پھر وہ ارادہ کے موافق سارنگپور کیطرف روانہ ہوا اور تاج خان اور
منصور خان کو قبل اپنے راہی کیا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت کیواسطے
گھاٹوں پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود خلجی سے پیشتر وہاں پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئے
اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد شاہ کے پاس پناہ لیگیا اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہو کر سارنگپور
کیطرف متوجہ ہوا پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد سارنگ پور کیطرف بھیجا کہ شاہزادہ سلطان
محمود خلجی کے پہونچنے سے پیشتر اپنی تئین اوجین پر پہونچاوے شاہزادہ محمد خان نے بعد پہونچنے قاصد کے
بہ نہایت ہوشیاری سارنگ پور سے کوچ کیا جو شاہ احمد شاہ گجراتی اوجین مین آیا تھا اس مقام مین

جرم سے طلب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ محمد خان حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگپور کو چھوڑ کر آجین کیطرف
متوجہ ہوا لیکن شاہزادہ عمر خان نے بقصد تسخیر سارنگ پور ایک فوج اپنی روانگی سے پیشتر بھیجی اور خود بھی پیچھے سے
پہونچنے پر تھا سلطان محمود بمضمون عریضہ سے اطلاع پاکر مسرور اور محظوظ ہوا اور ملک اسحاق کی صحیفہ تقصیرات پر
قلم عفو کھینچا اور تاج خان کو اپنی سے پیشتر اسکی استمالت کیواسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے
مردم معتبر اپنی ہمراہ لیکر سلطان محمود خلجی کا استقبال کیا اور سلطان محمود خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت
ملک اسحاق کو دولت خان خطاب دیکر علم اور قطاس اور قبائیں زر دوزی اور دس ہزار تنگہ نقد مرحمت فرمائی
اور مشاہرہ مقرری اسکا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سکنہ شہر کو چند راس اسپ اور پچاس ہزار تنگہ
انعام دی تو اپسمیں تقسیم کریں اور جب سارنگ پور میں نزول اجلال کیا مخبر خبر لائی کہ شاہزادہ عمر خان قصبہ
بھیلسا میں آگ لگاکر سارنگ پور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع بیس ہزار سوار اور تین سو
زنجیر فیل آجین سے برآمد ہوکر سارنگپور کیطرف متوجہ ہوا ہی سلطان محمود نے عمر خان کا دفع مقدم جانکر آخر
شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونوں لشکر کی چھ کوس کا فاصلہ رہا ایک جماعت کو بطور قراولی بھیجا
تو عمر خان کی سپاہ کا اندازہ اور اسکا عندیہ دریافت کرے اور نظام الملک اور ملک احمد سلاحدار
اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کریں برزن آراستہ کرکے
شہزادہ عمر خان کی تدارک کیواسطے روانہ ہوا اور وہ بھی سے خبردار ہوکر مقابلہ کیواسطے
چلا اور افواج آراستہ کرکے مقابل ہوا اور خود مع ایک جماعت پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر
بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی کو خبر پہونچائی کہ شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کمین گاہ میں پوشیدہ
ہوا ہی سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ عمر خان کی سمت روانہ ہوا اسوقت شہزادہ نے اپنی ہمراہیوں سے
یہ بات کہی کہ نوکر کو بھاگنے میں سرشان اور ناموس ہی بلکہ مفرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہی اور ساتھ اس
جماعت کی کہ جسکی کمین پر عمل کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لاکر دستگیر ہوا اور سلطان کی حکم کی
بموجب مارا گیا اور سر اسکا تاج سنان کرکی لشکر چندیری میں پھرایا اور سردار چندیری کی یہ سانحہ مشاہدہ
کرکی متحیر اور ہراسان ہوئی اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کی دن معاف فرمائیے علی الصباح ہم خدمت میں حاضر
ہوکر تجدید بیعت میں مشغول ہونگی سلطان نے انکا عذر پذیر کیا اور واپس قرار داد پر دونوں لشکر فرودکش ہوئے
اور جب رات نے پردہ ظلمانی سے جہان کو تیرہ و تاریک کیا لشکر چندیری اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہوا
اور ملک سلیمان بن ملک شیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب اور اقربا سے تھا سلطان شہاب الدین
خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اسکی دفع کیواسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ
گجراتی کی جنگ کیواسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا نہوا تھا کہ شاہ احمد شاہ گجراتی کی بعض صلحاء لشکر نے
حضرت خاتم الانبیا صلواۃ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتی ہیں بلائے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے
کہو کہ اس ملک سی سلامت نکلجاوی جب یہ خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اسنے چندان التفات نہ

اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین احمد شاہ گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے
اور مردونکی دفن وکفن سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ لاچار ہوکر آشتہ کے راستہ سے گجرات کیطرف متوجہ
ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آیندہ مین یہ ملک لیکر تیری تفویض کیا جاویگا الغرض
سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کیطرف گیا اور سترہ روز مین سامان لشکر درست کرکے نائرہ فساد
چندیری کے ساکن کرنیکو روانہ ہوا اور ملک سلیمان المخاطب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امرا قلعہ سے
برآمد ہوکر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ مین دم لیا اور اُسی دو تین دنکے عرصہ مین
مرگ مفاجات سے مرگیا امرای چندیری نے دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان
جنگ درست کرکے اور قلعہ سے برآمد ہوکر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ مین پناہ لی اور جب مدت
محاصرہ نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور
اُسکے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ مین درآئے اور قلعہ فتح ہوا اور ایک جماعت کثیر علف تیغ خون
آشام ہوئی اور ایک گروہ اُس قلعہ مین جو پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور بعد چند روز کے امان چاہی سلطان
محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ تم سب مع زن وفرزند ومال واسباب ہمارے اردو کے درمیان سے
چلے جاؤ تو عالم پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے انھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کرکے سلامت
باہر گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کرکے مراجعت فرمائی
پھر جاسوسون نے یہ خبر لائی کہ ڈونگر سین مع رای قلعہ گوالیار آنکر نرور شہر کو محاصرہ کیا ہے سلطان محمود باوجود
اسکے کہ چندیری کی تردد جنگ اور طول محاصرہ کے سبب پریشان ہوا تھا لیکن بکوچ متواتر گوالیار کے
سمت عازم ہوا اور وہان پہونچتے ہی ہاتھ نہب وتاراج مین دراز کیا اور راجپوتونکی ایک جماعت قلعہ سے
برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ اُٹھانے کی طاقت نہ رکھتی تھی بھاگ کر سوراخ
ہای قلعہ مین درآئی اور ڈونگر سین بھی یہ خبر سنکر شہر سے برخاست ہوکر گوالیار کی جانب بھاگ گیا
اور جو سلطان محمود کی غرض نرور شہر کے استخلاص سے تھی گوالیار کی تسخیر مین نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو
کیطرف توجہ فرمائی اور ۸۴۳ھ آٹھ سو تینتالیس ہجری مین روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ
رامو کے قریب واقع ہے اور اٹھائیس اسطوانہ رکھتی ہے کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ مین بشرف اتمام
قبول کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین امرای میوات اور اکابر وشاہیر دہلی کی عرضیان متواتر
پہونچین کہ سلطان محمد مبارک شاہ امر خطیر سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہئے نہین کرسکتا ہے اور
ظالمون اور غالبون نے ہاتھ آستین جور وستم سے دراز کئے ہین اور حرف وحکایت امن وامان کی سوا
کوئی ذکر باقی نہرہا اور جو خیاط قضا وقدر نے خلعت سلطنت کا اُس سلطنت پناہ کی قامت ناز نین
کیواسطے سیا ہے اسلیے اس ملک کے تمام باشندے چاہتے ہین کہ آپ کا حلقۂ بیعت برضا ورغبت
اپنے گردن اطاعت اور فرمان برداری مین ڈالین لہذا سلطان محمود خلجی آخر سنہ مذکور مین مع لشکر آراستہ
تسخیر دہلی کیواسطے متوجہ ہوا اور قصبہ ہندون کے نواحی مین یوسف ہندونی خدمت مین پہونچا جب

سلطان

سلطان اس موضع سے کوچ کر کے آگے بڑھا سلطان محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کیواسطے استقبال کیا تھا
لیکن جب دونوں لشکر قریب پہونچے باوجود کثرت سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان
ہوا کہ قریب تھا دہلی کو چھوڑ کر پنجاب میں جا کر دم لیوے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے
یہ بات کہی کہ میری سوار ہونیکی کچھ ضرورت نہیں ہے تم افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے ہمراہ جا کر سرگرم
وغا ہو امرا حکم کے موافق جنگ کیواسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اسوقت میں سلطان محمد شاہ کے
سلک ملازمین میں منتظم اور تیر اندازونکی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود
خلجی نے جب سنا کہ بادشاہ دہلی خود نہیں آیا اسواسطے اسنے بھی چند ہزار سوار جرار اور چیدہ اپنے پاس سے
مہیا رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹوں سلطان غیاث الدین اور قدر خان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ مبارزان نبرد آزما کے
جانبین نے برآمد ہو کر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور مردانگی دی اور آخر کو طرفین سے
نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور لشکرگاہ میں قرار پکڑا اتفاقاً اسی شب کو سلطان
محمود نے خواب میں دیکھا کہ چند بری کراو باش اور بیباکوں نے قلعہ شادی آباد مندو پر خروج کیا کے چھتر
شاہ ہوشنگ کی سر قبر سے اٹھا کر ایک مجہول النسب کے فرق پر بلند کیا ہے اور جب صبح ہوئی اثر تردد
اور بیمزگی کا اسکی طبیعت پر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ میں ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کروں جو یہاں سے
معاودت کر کے مالوہ میں سلامت پہونچوں ناگاہ محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت میں موصوف
تھا بیتاب اور مضطرب ہو کر ایک جماعت صلحا اور علما کو صلح کیواسطے بھیجا سلطان محمود خلجی نے بسبب
ظاہر ان پر احسان رکھکر مالوہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنای راہ میں یہ خبر پہونچی کہ بسبب اتفاقاً اسی
شب کو ایک جماعت اوباشوں نے شادی آباد مندو میں غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایوں کے
حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضی تواریخ میں مولف کی نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبروں نے
خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہے اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی
اور یہ روایت بہت صحت کے قریب معلوم ہوتی ہے القصہ سلطان محمود ابتدای ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس
ہجری میں شادی آباد مندو میں پہونچا اور مستحقین کو اپنے انعام واکرام سے بہرہ مند کیا اور اسی سال
سلطان نے ظفر آباد نعلچہ کے اطراف میں ایک باغ کی بنیاد ڈالا اسمیں گنبد عالی و چند مقام میں قصر رفیع
تعمیر فرمائے اور عرصہ قلیل میں اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کر کے ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں
راجپوتونکی گوشمالی کیواسطے کوچ کر کے چیتور کیطرف متوجہ ہوا اسوقت میں نصیر ولد عبد القادر حاکم کالپی نے جادہ
ی اعتدال سے اپنا نصیر شاہ نام رکھکر دم استقلال مارتا ہے سلطان محمود کو خبر پہونچائی اور اکابر و اہالی
ولایت نے بھی اسمضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر طریق زندقہ
اور ملاحدہ کا مراحل پیما ہوا ہے اور ہم لوگ اسکی دست تعدی سے عاجز ہو کر فریادی ہیں چنانچہ
سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کیطرف عازم ہوا اور
نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہو کر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام پیشکش سلطان کے

خدمت مین عرضداشت کی کہ لوگون نی میری حق مین جو عرض کیا ہی وہ سراسر زیور صدق سی عاری
اور عاطل ہی محض اس فقیر سگال کی نسبت کذب اور افترا سرپا کیا ہی حضرت کو مناسب ہی کہ اس امر کی
تصدیق اور تنقیح کو آدمی صادق القول بھیجکر دریافت کرین اگر شمہ بھی سچ ہووی بندہ کو جس جزا و
سزا کی لائق جانین خود فرمائین لیکن چندروز سلطان محمود نی اس ایلچی سعد علیم کو اپنی دربار مین نہ بلایا
کوچ بر کوچ جب سارنگ پور کی نواح مین پہونچا اعظم ہمایون اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم
عفو اسکی جراید جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنی دربار مین طلب کرکی اسکی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل
نصائح اور مواعظ بھیجکر سارنگ پور کی اطراف سی ولایت جیتور کیطرف متوجہ ہوا اور جب آب
بھیم سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت جیتور کی اطراف مین بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی
دستیاب ہوتا تھا اسی محبوس فرماتا تھا اور بتخانونکو مسمار کرکی بنا ہی مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل مین
تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کوسلمیر کی حوالی مین کہ اس دیار کی قلعون سے نامی اور بہت
سنگین اور وسیع ہی نزول کیا اس قلعہ مین دیپا نام وکیل رای کونبھا کا قلعہ بند ہوکر حرب پر آمادہ ہوا
اور اس قلعہ کی محاذی مین ایک بتخانہ بناکرکی اس قلعہ کی گرد اگرد حصار کھینچکر ذخیرہ آلات حرب سی
پر کیا تھا سلطان نی ہمت اس بتخانہ کی تسخیر پر مصروف کی اور ایک ہفتہ مین اسی فتح کیا اور بہت
راجپوتونکو تیغ اسلام سی قتل اور دستگیر کرکی بتخانہ کو غارت کیا اور اسکی بعد اسمین لکڑیون کا انبار
کرکی آگ دی جب آگ دیوار اور دروازہ چونہ اور کانپ مین افروختہ ہوئی اسپر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ
عمارت عظیم کہ سالہای دراز مین تیار ہوئی تھی طرفۃ العین مین پاش پاش ہوکر گر پڑے اور بتونکو قصابون کی
حوالہ کیا تو ترازوی گوشت فروشی کی باٹ بناوین اور بڑی بڑی بت جو سنگ تراشون نی سنگ مرمر سے
بصورت گوسفند تراشی تھی انکا چونہ بناکر راجپوتونکو دیا تو اپنی معبودونکو کھاتی رہین اور اس عمل کی
بعد انجام کہ سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر نہوا تھا شکر الہی بجالایا پھر جیتور
کیطرف توجہ فرمائی اور اس ناحیہ مین پہونچکر وہ قلعہ جو کوہ جیتور کی دامن مین واقع ہی اسی بجنگ لیکر
بہت راجپوت قتل کئی اور جیتور کی محاصرہ کی فکر مین تھا اس عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ رانا کونبھا قلعہ مین
نہین ہی آج قلعہ سے برآمد ہوکر کوہ پایہ کیطرف کہ اس نواح مین ہی جاکر مقیم ہوا ہی سلطان نی اسکا پیچھا
کیا اور فوج کی چند برن جدا جدا کرکی ہر ایک طرف رای کونبھا کی تعاقب مین بھیجی بحسب اتفاق ایک
فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھاکر قلعہ جیتور مین آیا سلطان محمود نی اس
قلعہ کی محاصرہ کیواسطی ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا اور ہر روز بلا ناغہ
ولایت کی تاخت و تاراج کیواسطی افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایونکو بلاکر یہ حکم دیا کہ تم ولایت جیتور مین
کہ مندسور کی اطراف مین واقع ہی جاکر متصرف ہو حسب خان جہان اعظم ہمایون مندسور مین پہونچا
مرض الموت مین مبتلا ہوکر مر گیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سنکر نہایت محزون اور ملول ہوکر رویا
اور حالت اضطراب اور اضطرار مین اپنی تئین مجروح کیا اور مندسور مین پہونچکر نعش اپنی باپ کی بھیجے

اور تاج خان کوکہ خویش اور بخشی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایون کی ہمراہ تھا سردار کرکے اعظم ہمایون
خطاب دیا پھر اپنی اُردو کیطرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا
کہ کوئی اونچا ٹیلا زمین کا ہو اُس مقام مین اقامت کرکے بعد موسم برسات چیتور کے محاصرہ مین مشغول ہووے
اور رای کونبھا شب جمعہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۸۴۶ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادے لیکر
شبخون لایا سلطان نے اسطور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ رای کونبھا سے کچھ
نہ بن پڑا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کونبھا کے دائرہ
لشکر پر شبخون مارا کونبھا زخم کھا کر چیتور کی سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوئے اور غنیمت وافر
محمودیوں کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر الٰہی بیش پہونچا کر فتح چیتور کی دوسرے سال پر حوالہ کی
اور سامان وغنائم شادی آباد کیطرف معاودت فرمائی اور آخر ذی الحجہ سال مذکور مین مدرسہ اور منارہ ہفت
منظری کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور سنہ ۸۴۷ ہجری مین ایلچی سلطان محمود بن سلطان
ابراہیم شرقی والی جونپور مع تحف وہدایا حاضر آیا اور سوغات پیش کرکے یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر
الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبدالقادر نے راہ مستقیم شریعت سے منحرف ہو کر مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کرکے
روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو رباہیوں کے سپرد کیا ہے تاکہ گانا اور ناچ تعلیم کرین اور جو سلطان
ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت رکھتے تھے لہذا سلطان محمود خلجی نے اپنی ذمہ
ہمت پر واجب ولازم جانا کہ پہلے اُسکا احوال اپنے ضمیر حق پذیر پر ظاہر اور مبرہن کرے شاید یہ اسکی
تنبیہ اور گوشمال پر دسترس نہین رکھتے ہین اسوجہ سے اس جانب تحریک کی ہے کہ اُسے اسطور سے گوشمال
دیجاوے کہ اوروں کو عبرت ہووے یہ اندیشہ کرکے سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ لشکر ہمارا پیشتر مندسور کے
مفسدوں کی تادیب کیواسطے روانہ ہوچکا ہے اب اپنی نصرت دین پیش نہاد ہمت کی مبارک ہو اور ایلچی کو
سر دربار خلعت وزر سے کہ یہ رسم اُس زمانہ مین مروج تھا عطا کرکے رخصت کیا اور اُسی چند روز کے عرصہ مین
سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹون کی شادی کیواسطے جشن عظیم ترتیب دیکر بارہ ہزار قبا کہ اکثر اُنمین زردوزی تھین اُس
جشن مین امرا اور لشکریوں کو مرحمت فرمائین اور جب ایلچی سلطان شرقی جونپور مین پہونچا اور جواب معروض
کیا سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوشحال ہوا بیس زنجیر فیل اور اور بھی اشیای نفیسہ دوسری مرتبہ برسم
تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجا اور مع لشکر آراستہ کالپی کیطرف متوجہ ہوا اور نصیر عبدالقادر کو ملک شیر
کیطرح اُس ملک سے نکالدیا نصیر عبدالقادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ خیرخواہ سلطان ہوشنگ کے
عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود شرقی از روی تسلط وغلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا کہ
چونکہ مین ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلی کو قبلہ امانی و آمال جانکر حدود چندیری کیطرف منزل پیما ہوا ہون
سلطان محمود خلجی نے علیخان کو مع تحف وہدایا محمود شاہ شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خان بن
عبدالقادر نے آپکی مرضی کے سبب افعال ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہو کر طریق شریعت غرا
سلوک رکھا ہے اور سلطان ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے مالوہ کیطرف ملتجی اور مستدعی رہا ہے توقع یہ ہے کہ

مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اُسکے جرائم پر کھینچیں اور اُسکی ولایت اُسی واگذار فرمائیں۔ الغرض بعد وصول کتابت علیخان نے شاہ محمود شاہ شرقی کو جواب شافی نہ دیا اور لیت و لعل میں ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی از روی حمیت اور مردانگی نصیر عبد القادر کی حمایت اپنی ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال ۸۴۸ آٹھ سو اڑتالیس ہجری میں چندیری کیطرف متوجہ ہوا اور اُس حدود میں نصیر شاہ نے آکر ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرج اور تھاندیر کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو پہونچی شہر سے برآمد ہوکر ایرچہ میں نزول کیا اور مبارک خان ولد جنید خان کو کہ وہانکا حاکم تھا مقید کرکے ہمراہ لیگیا اور وہان سے برخاست کرکے دریای جون کے بیہڑ میں کہ راہ تنگ اور دشوار گذار تھی اور غنیم کو وہان جانیکی قدرت نہ تھی فرود کش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد خوب مضبوطی کی محمود شاہ خلجی اُسکی عزیمت فسخ کرکے کالپی کیطرف عازم ہوا پھر سلطان شرقی بھی عنان صبر ہاتھ سے دیکر کالپی کیطرف روانہ ہوا اس درمیان میں بہادران فوج خلجی نے بنگاہ پر تاخت کرکے غنیمت بہت دستیاب کی پھر وہ بھی اپنے آدمیونکی حمایت پر پلٹ کر جنگ میں مصروف ہوا اور شام تک قتال و جدال کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونون سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور مقام میں قیام کیا اور بعد دو تین روز کے جو موسم برسات قریب پہونچا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ جنگ میں صرفہ نہ دیکھا بعضے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کرکے فتح آباد کیطرف معاودت کی اور قصبہ ست کھنڈا وہان بنا کیا اس درمیان میں رعایا اور باشندے قصبہ ایرج کے مبارکخان کے ظلم و تعدی سے کہ پھر حاکم اُس قصبہ کا ہوا تھا دادخواہ اور فریادی ہوئے سلطان خلجی نے ملک الشرف محمد ابراہیم حاکم چندیری کو مع لشکر کثیر ایرچہ کے سر پر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرچہ کے نواح میں پہونچا خبر آئی کہ ملک کمالو کو سلطان محمود شرقی نے اُسکے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اُسکے مقابلہ کو گیا اور قصبہ راتہ میں فریقین کا سامنا ہوا ملک کمالو کچھ جنگ کرکے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرچہ کی تسخیر پر مقدم رکھکر اُس حدود کیطرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر ہراتہ سے پلٹ گئی اور جب آن دونون سپاہ کے محاربہ نے طول کھینچا طرفین سے مسلمان قتل ہوئے اور شیخ جاملہ کہ اکابر وقت سے تھا اور کشف و کرامات میں بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی نے بطلب صلاح اُس صلح کے بارہ میں سلطان محمود خلجی کو ایک مکتوب لکھ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طرح پر صلح واقع ہوئی کہ بالفعل سلطان شرقی قصبہ راتہ اور مہوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ منقضی ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرماوے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت اور تقریب میں نصیر خان کی حقیقت دین و ملت ظاہر ہووے اس قرارداد پر سلطان محمود خلجی نے دار الملک شادی آباد کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۸۴۹ آٹھ سو انچاس ہجری میں دار الشفا کی بنیا ڈالی اور چند مواضع خرج ادویہ و مایحتاج کیواسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو بخطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیمارون اور مجنونون کی مراعات احوال کیواسطے مقرر فرمایا اور جب کہ بیسوین تاریخ ۸۵۰ آٹھ سو پچاس ہجری میں مع لشکر گران قلعہ مندلگڑھ کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر جاکر آب بیاس کے کنارہ فرود کش ہوا

اور رانا کو سمجھا جو ملاقات برابر کی اور مقابلہ کی فرصت نہ تھا قلعہ مندسور کے گرد تھا [illegible] ہوا اور دوسرے دن
یا تیسرے دن راجپوتوں نے قلعہ سے برآمد ہوکر مردی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخر کو بعجز و انکسار پیش آئے
اور پیشکش دینی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح پر رضا دی اور بشوکت و تجمل تمام اپنے
دار السلطنت کیطرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ میں سامان جنگ درست کرکے قلعہ بیانہ کی تسخیر کیواسطے
متوجہ ہوا اور جب بیانہ کے دو فرسخ ادھر پہونچا محمد خان بیانہ کے حاکم نے اپنے فرزند کو مع ایک سو راس اسپ
اور لاکھ تنکہ نقد برسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسکو خلعت خاص مرحمت فرمایا اور رخصت
انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کیواسطے قبای زردوزی اور تاج مرصع بجواہر اور پٹکا طلائی اور گھوڑے تازی
مع ساز و یراق زرین بھیجا محمد خان نے خلعت پہنکر سلطان محمود خلجی کی صفت و ثنا میں زبان کھولی اور خطبہ
اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد مندو پڑھکر مطیع اور فرمان بردار ہوا
سلطان نے یہ خبر سنکر عطف عنان کی اور اثنای راہ میں قصبہ نبور کو کہ رنتھنبور کے قریب ہے فتح کرکے تاج خان
سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ چیتور کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹہ کے راجہ سے ایک لاکھ
اور پچیس ہزار تنکہ نقد پیشکش لیکر شادی آباد کیطرف عازم ہوا اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکیاون ہجری میں
گنگ داس قلعہ چنپانیر کے راجہ نے بھی پیشکش بھیجکر عرضداشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے
قلعہ چنپانیر کو محاصرہ کیا ہے اور جو یہ بندہ قدیم ہمیشہ سے آپ سے التجا رکھتا ہے لہذا اب بھی امیدوار
امداد و دستگیری ہے اس سبب سے سلطان محمود خلجی راجہ گنگ داس کی امداد کیلیے متوجہ ہوا لیکن راستہ میں
یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش لینے کو ایدر کیطرف آتا ہے سلطان محمود خلجی اسکو ضعیف اور
عاجز تصور کرکے بارا سیور کی سمت روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چار پایہ ہای بارکش کے سقط ہونیکی خبر
سنکر خیمہ اور خرگاہ میں آگ دیکر احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہوکر
راستہ سے پھرا اور آب مہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس نے تیرہ لاکھ تنکہ نقد اور چند
راس اسپ پیشکش لاکر حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قبای
زردوزی دیکر رخصت کیا اور خود دار الملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثنای راہ میں سمیر ایدر
راجہ کو پانچ سست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنکہ نقد انعام دیکر رخصت کیا اور ایک مدت
شادی آباد میں استقامت کرکے ولایت اور سپاہ کے سر انجام میں مشغول ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو
پچپن ہجری میں ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لیکر مملکت گجرات کی تسخیر کیواسطے عازم ہوا
اور کنابی نواح سے عبور کرکے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب کہ محمد شاہ کا
گماشتہ تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہوکر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس
ہوا امان طلب کرکے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور سلطان محمود نے اسکی عیال اور
اطفال کو قلعہ شادی آباد مندو میں بھیجکر اسسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان نہو اور اسکے بعد
خطاب مبارز خانی اسکو عنایت فرماکر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنی ہراول پیشرو کیا اور بکوچ متواتر

احمد آباد کیطرف روانہ ہوا اثنای راہ مین خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضای الہی سے فوت ہوا اور اُسکا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی با وجود اسکی کہ سلطنت محمود گجراتی سلطنت لینی کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سی ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُسکی باپ کی ماتم پرسی کی اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اسی حال مین قصبہ بڑودہ کو ویران کرکی کوئی دقیقہ اسیری اور غارت مین نا مرعی نہ چھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کرکی چند روز قصبہ مذکور مین توقف کیا بعد ازان احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور بسبیل استعجال جاتا تھا اُسوقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت کا منتظر تھا سلطان محمد قطب الدین کی پاس بھاگ گیا اور ظاہر اُسنی یہ قسم کھائی ہی کہ مین اپنی صاحب نمکحرامی کرونگا اور یہ خیال اپنی دل مین ہمیشہ رکھتا ہی اور کمال حلال نمکی سے اپنی دل پر جبر کرکی اہل و عیال کو چھوڑ گیا ہی سلطان محمود خلجی بکوچ متواتر جاکر سرکیج پر جو احمد آباد سی پانچ کوس ہی نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع خانپور مین جو قصبۂ مذکور سے تین کوس پر ہی نزول کیا اور چند روز دونون بادشاہ ایک دوسری کی مقابل مقیم رہی اور ماہ صفر کی چاندرات کو سنہ مذکور مین سلطان محمود بقصد شبخون سوار ہوکر اپنی اُردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہ سی راستہ بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحرای وسیع مین ایستادہ رہا فجر کو میمنۂ لشکر سارنگپور سی آراستہ کرکی سرداری اُس فوج کی اپنی بڑی بیٹی سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی اور امرای چندیری کو فوج میسرہ مین نامزد کرکی اپنی چھوٹی بیٹی فدائی خان کو سردار کیا اور خود قلب لشکر مین قرار پکڑکر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا ہوکر میدان کیطرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات سلطان مالوہ کی مقابلہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین گجراتی سے جا ملا اور ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کی امرای کبار سی تھا سلطان شادی آباد مندو کی فوج میسرہ سی جدا ہوکر شاہ گجرات پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اُسکی مقابلہ اور صدمہ کی نہ لائی پسپا ہوکر بھاگ گئی اور ملک شرف مظفر ابراہیم نی سلطان قطب الدین کی اُردو تک پیچھا کیا اور ہاتھ غارت و تاراج مین دراز کرکی سلطان قطب الدین کی خزانہ مین درآیا اور ایکبارگی زر نقد ہاتھیون پر لاد کر اپنی لشکرگاہ کو بھیجا اور جب وہ ہاتھی زر محمولہ پہونچا کر اسی نیت سی پھر آئی کہ دوبارہ اُن پر خزانہ بار کرکی بھیجی اسی درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین کی فوج شاہزادہ فدائی خان کو تنگ و زبون دیکھکر اُسپر حملہ آور ہوئی ہی اور وہ تاب جنگ نہ لاکر فرار ہوا ہی اور جان بسلامت لیگیا ملک شرف مظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کرکی اپنی تئین ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور شکست فوج سی متحیر ہوکر مع دوسو سوار میدان جلادت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہی کمانداری کرکی داد مردی اور مردانگی دی اُسوقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اُس گوشہ سی کہ مخفی تھا برآمد ہوکر سلطان کیطرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی جو شجاعت و تہور بجا لاکر مع تیرہ آدمی میدان سی نکل گیا اور اظہار شجاعت کیواسطی بہ نفس نفیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کی سراپردۂ خاص پر جو جنگ گاہ کی عقب تھا پہونچا اور تاج لور پٹکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اُٹھایا اور گھوڑی کو بجلی کیطرح

جبکا لشکر اپنے اردو میں داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مستعد ہوا کہ آدھی رات کو گجراتیوں پر
شبخون لیجاوے لیکن جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد مندو کی سمت متوجہ ہوا
اور قطع مسافت میں کوتاہی نہ کی اور بہلی نے اُسکے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور سلطان محمود خلجی نے ابتدائی
طلوع آفتاب دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست کے سوا کوئی شکست نہیں پائی ع
عیبی نبود شکست مردانہ را است ۔ جب شادی آباد مندو میں پہونچا سپاہ کی شکست و
ریخت کی درستی میں مصروف ہوا اور شہزادہ غیاث الدین نے بھی کچھ مواضع بندر سورت سے
تاخت کرکے مراجعت کی اور بسبب اتفاق مخبروں نے سلطان محمود خلجی کو مشیر الملک المخاطب بہ
نظام الملک وزیر اور اُسکے بیٹوں کی خبر مکر اور غدر اور نفاق کی پہونچائی اور سلطان محمود کے حکم کے موافق
سیاست اور سزا کو پہونچے اور ۸۵۷ آٹھسو ستاون ہجری میں سلطان محمود خلجی نے ولایت ماڑواڑ کی
عزیمت کی اور جو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی نرکھتا تھا یہ صلاح دیکھی کہ پہلے سلطان
قطب الدین گجراتی سے صلح کرو اُسکے بعد رانا کونبھا کی ولایت کی تسخیر میں مشغول ہوں اور اس تمہید کو
اپنے دل میں پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی کا حکم دیا اور شادی آباد مندو سے قصبہ دہار کی
طرف گیا اور وہانسے تاج خان کو مع لشکر آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمۂ صلح کی تمہید کرے
اور تاج خان نے جاتے ہی سلطان قطب الدین کے وزیروں کو مکتوب تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے
ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث پریشانی خلایق ہے اور صلح اور اتحاد
امنیت اور رفاہیت کا موجب ہے بعد قیل و قال اور گفتگوی دراز سلطان قطب الدین گجراتی نے
صلح کی رضا دی اور طرفین سے اکابر اور معارف درمیان میں آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد و قسم سے استحکام بخشا
اور یہ قرار پایا کہ ولایت رانا کونبھا سے جو کچھ گجرات کے متصل ہے لشکر قطبی اُسے تاخت و تاراج کرے
اور بلاد میوات اور اجمیر اور اُس نواح پر سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ
دوسرے شاہ کی امداد و اعانت میں دریغ نفرماوے سلطان محمود ۸۵۸ آٹھسو اٹھاون ہجری میں اُن راجپوتان
متمرد کی تادیب کو کہ نواح ہاروتی میں نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبۂ مہونی میں جاکر اکثر راجپوتوں کو
علف تیغ اسلام کیا اور اس جماعت کے اطفال و عیال کو اسیر کرکے مندو کیطرف بھیجا اور وہانسے
گوالیار کو طی کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اُسکے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت بھیجکر
جادۂ اخلاص میں قدم رکھا اور وہ حدود اُسپر مسلم ہوئی اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور حاکم
بیانہ کے درمیان تھی اپنی ساعی جمیلہ سے اُسے بھی بہ محبت و مودت مبدل کیا اور مراجعت کے وقت
سلطان محمود خلجی نے شہر اور ہاروتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کو سپرد فرمائی بعدہ اپنے دار الملک
کیطرف نزول اجلال فرماکر سایہ امن و امان کا وہانکے باشندوں پر مبسوط فرمایا اور اُسی سال سکندر خان
اور جلال خان بخاری نے کہ امرای کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے تھے عرایض سلطان محمود کی خدمت میں
بھیجکر قلعۂ ماہور کی تسخیر پر کہ قلاع اعظم برار سے ہے تحریص کی اور سلطان محمود مع لشکر آراستہ بشتاب

راستہ سے ماہور کیطرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے نواح مین سکندر خان بخاری نے آنکر ملازمت کی جب قصبہ
ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ بہمنی سے لشکر آراستہ کہ مور و ملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی
کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے مین طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خان
اور سکندر خان بخاری مقرر کر کے خود بازگشت فرمائی اور قلم مشکین رقم نے یہ داستان طبقہ بہمنیہ مین
مشروحاً اور مفصلاً تحریر کی ہے اور اثنائے مراجعت مین یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ مبارک خان حاکم آسیر
ولایت بگلانہ کہ دکن اور گجرات کے مابین واقع ہے تاخت لایا ہے جو کہ وہانکا حاکم محمود شاہ کا مطیع منقاد
تھا سلطان نے اسکی حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانکر عنان عزیمت اسطرف
منعطف فرمائی اور اپنے روانگی سے پیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھیجکر میران مبارک شاہ فاروقی مع
لشکر گران مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان
محمود خلجی نے بعض مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کر کے شادی آباد مندو مین معاودت کی اور پھر اسی
سال سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ پسر رائے بابو راجہ ولایت بگلانہ آپکا ارادہ رکھتا ہے اور میران
مبارک خان فاروقی حاکم آسیر اسکی ولایت مین داخل ہو کر خرابی کر رہا ہے اور اسکی آنیکا بھی مانع ہے سلطان
محمود خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بخیال استیصال اسکی مدافعہ کو نامزد فرمایا اور جب یہ خبر مبارکخان کو
پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور پسر رائے بابو پیشکش بہت سلطان کی خدمت مین لیکر
سرفراز ہوا اور باعزاز و اکرام تمام بقدر رخصت حاصل کر کے اپنی ولایت مین گیا اور شہزادہ غیاث الدین
رنتھور کیطرف متوجہ ہوا اور انہین دنون مین سلطان محمود خلجی نے بھی ولایت چیتور کیطرف عنان عزیمت معطوف
فرمائی رانا کونبھا نے طریق مدارا اختیار کر کے کچھ اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکہ رانا کونبھا نے
اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کر کے اپنے لشکر کو حکم نہب
و غارت دیکر اثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی تاراج کیواسطے نامزد
کیا اور نیز اسواسطے کہ تھانہ دار دنکو اس ولایت مین مقرر کرے اور چاہا کہ اس ولایت کے مابین کھلچیپور نام
ایک قصبہ آباد کرے رانا کونبھا یہ خبر سنکر بعجز و انکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی خدمت مین یہ
پیغام دیا کہ جسقدر پیشکش کا حکم ہو قبول کرون اور اسکے بعد جادہ اخلاص اور دولتخواہی سے قدم آگے نہ رکھونگا
لیکن شرط یہ ہے کہ سلطان قصبہ کھلچیپور کی تیاری تعمیر و آبادی ترک فرماوے اور چونکہ موسم برسات قریب
تھا اسواسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لیکر شادی آباد کیطرف معاودت کی اور ایک مدت تک
اسی شہر مین قیام کیا اور ۸۵۹ھ آٹھسو انسٹھ ہجری مین پھر ولایت مندسور کی تسخیر کیواسطے عازم و جازم
ہوا اور وہان پہونچکر افواج اس ناحیہ کے اطراف و اکناف مین بھیجی اور خود وسط ولایت مین قرار پکڑا اور
ہر روز خبر فتح تازہ اسکو پہونچتی تھی اور وہ مراسم شکر الٰہی بجا لاتا تھا اتفاقاً ایک روز عریضہ ایک فوج کا
کہ ہاڑوتی کیطرف تعینات ہوئی تھی بایں مضمون پہونچا کہ ابتدا مین آفتاب اسلام ممالک ہندوستان کی
افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت مرشد الطوائف شیخ معین الدین سنجری قدس سرہ بھی اس بقعہ

جب مضمون عرضی کا مسامع فیض مجامع میں پہونچا اُسی دن اجمیر کیطرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی روح پرفتوح سے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق اُمرا قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے تقسیم کریں۔ اسی درمیان میں گجادھر نامی کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان نامی جنگ کیواسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی کی صدمۂ شمشیر کی تاب سے بیتاب ہو کر قلعہ میں در آیا اور چار دن تک شور رزم اور معرکۂ قتال گرم رہا پانچویں دن گجادھر فیل مست کیطرح برآمد ہوا اور جنگ مغلوبہ میں مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی سے مفرور دشمنوں میں مخلوط ہو کر قلعہ کے دروازہ میں در آئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ میں راجپوتوں کی کشتوں کی پشتے نمود ہوئے حتی کہ ہر سمت سیل خونکی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بجا لا کر اُس بزرگوار کے مزار کی شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دیکر وہانکی حکومت تفویض فرمائی اور اُس بقعہ شریفہ کے مجاوروں کو انعام اور وظیفہ سے خوشدل کر کے قلعہ مندل گڑھ کیطرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بناس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرائکو اطراف قلعہ میں تعین کیا اور رانا کو بھائی بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجی اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بیشمار علف تیغ ہلاک اور طعمۂ زاغ و زغن ہوئے جب آفتاب جہانتاب طاق نیلگون چہارم سے اپنی خلوت سرا کیطرف متوجہ ہوا طرفین نے اپنے دائرہ میں قرار پکڑا اور صبح کو اُس دولتخانہ کی تمام امرا [illegible] ہو کر عرض پیرا ہوئے کہ امسال جو بکثرت لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب پہونچا اگر آنحضرت چند روز دار الملک شادی آباد میں سپاہ کی درستی شکست و ریخت کیواسطے قرار و آرام فرمائیں۔ اور بعد از برسات بسامان و شوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کیلئے عنان اشہب عزیمت معطوف کریں لائق اور سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چند روز استقامت کی اور محرم کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری میں مندل گڑھ کی محاصرہ کیواسطے روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں جس جگہ بتخانہ نظر پڑا اسے مسمار کر کے نشان نہ چھوڑا اور منزل مقصود میں پہونچکر درختوں اور عمارتونکو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نہ رکھا اور قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کیے اور تھوڑے عرصہ میں تائید ایزدی و توفیق سبحانی سے فتح کیا اور ایک خلقت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف دوسرے قلعہ میں جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لیجا کر اُسکی استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازاں ہوئے اور ضرب ہائے توپ کلاں کی صدا سے پانی جو قلعہ کی حوضوں میں لبریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو قلعہ اول میں تھا لشکر محمودی کی قبضہ میں آیا آخر کو [illegible] کی نشہ کو زائل کیا اور شدت تشنگی سے بیتاب ہو کر نعرۂ العطش اور صدائے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنکہ قبول کر کے قلعہ سپرد کیا القصہ یہ فتح عظیم ذی الحجہ کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری میں کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی مراسم حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام ادا کر کے دوسرے دن قلعہ میں داخل ہوا اور بتخانے ویران اور خراب کر کے اُسکا مصالحہ مسجد کی عمارت میں صرف کیا

اور قاضی اور محتسب اور خطیب اور موذن مقرر کیے اور محرم کی بندرھوین تاریخ ۸۶۳ھ آٹھ سو ترسٹھ ہجری مین چیتور کی
سمت عازم ہوا اور اُس ناحیہ مین پہونچکر سلطان غیاث الدین کو ولایت بھیلوارہ کی تاخت و تاراج
واسطے بھیجا شہزادہ نے اُس ولایت کو خراب اور ویران کرکے اور بندی بہت دستیاب کرکے مراجعت کی
اور چند روز کے بعد سلطان نے شہزادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ کومدی کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا جب شاہزادہ
قلعہ کومدی کی اطراف مین پہونچا راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر دا مردی اور مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر علف
تیغ بیدریغ ہوئی اور جنھون نے عمداً اپنی تئین خندق مین ڈالا گرفتار ہوئی اور شہزادون نے پہلے روز قلعہ کومدی کو
بزور بازوی شجاعت مفتوح کیا اور شکر اس عطیہ عظمیٰ اور موہبت کبریٰ کا بجالائی بعدہ ایک سردار معتبر
وہان چھوڑا اور مظفر و منصور ہوکر اپنی ولی نعمت کی ہمراہ رکاب شادی آباد مندو کیطرف معاودت کی
اور سلطان محمود ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین پھر راجپوتونکی گوشمال کیواسطے سوار ہوا اور موضع اناتہ مین
جاکر نزول اجلال فرمایا اور شہزادہ غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کیلیے نامزد کیا
اور وہ اُس ولایت کو خاک برابر کرکے کوتبلمیر کیطرف روانہ ہوئی اور جب اپنی والد ماجد کی ملازمت مین
فائز ہوئی قلعۂ کوتبلمیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسری دن قلعۂ کوتبلمیر کی جانب عازم ہوا اور
راستہ مین بتخانونکو ویران اور خراب کرکے قطع منازل اور مراحل کرتا تھا جب قلعہ کی حوالی مین نزول کیا دوسری
دن سوار ہوا اور اُس ٹیلی پر جو قلعہ کی پورب طرف ہی برآمد ہوکر شہر کو ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ
بی محاصرہ چند سال کی فتح نہوگا پھر دوسری دن کوچ کرکے دونگرپور کیطرف متوجہ ہوا راے سیام داس
راجہ دونگرپور کا بھاگ کر کوہ بیانہ مین پناہ لیگیا اور وہانسے بعجز و انکسار تمام دو لاکھ تنگہ اور بیس راس
گھوڑی پیشکش بھیجی سلطان محمود نے وہ قبول فرماکر اپنی دار الملک کیطرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم
۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین جو کہ طفل صغیر السن نظام شاہ نام نے تخت دکن پر جلوس کیا تھا اور
امرای درگاہ جیسا کہ چاہئی اُسکی اطاعت نکرتے تھی سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کی اغوای و تفہیم سی
بکوچ متواتر عازم تسخیر بلاد دکن ہوا اور جب آب نربدہ سی عبور کیا مخبر خبر لائی کہ مبارک خان حاکم آسیر
قضای الٰہی سے فوت ہوا اور اُسکا بیٹا غازی خان ملقب بہ عادل خان اُسکی جگہ پر جانشین ہوا اور
آغاز دولت مین دست تعدی آستین جور سی برآوردہ کرکے سید کمال الدین اور سید سلطان کو بیعدور
قصور شہید کرکے گھر مظلوموںکا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بھائی سید علاؤ نام
فریادی آیا سلطان محمود نے ازروی حمیت چاہا کہ عادل خان کو گوشمال دیوی چنانچہ خاص اسی نیت کی
آسیر کیطرف راہی ہوا اور عادل خان نے ازروی عجز و بیچارگی ایک فرزندان قطب عالم فرید الحق والدین
مسعود شکر گنج کو اُسکی خدمت مین بھیجکر پیشکش مرسول رکھا اور اپنی تقصیرات سی استغفار کی
سلطان محمود جو کہ جانتا تھا کہ بے تدبیر کسی قلعہ کشا کا تیر زور سخت دشوار گذار آسیر پر ابتک نہین
پہونچا اور علاوہ اسکے تا اُس سفر کا تسخیر دکن ہی قلم عفو اُسکی جرائم پر کھینچا اور دُر نصیحت سی اُسکی
کان گرانبار کرکے ولایت برار اور ایلچپور کیطرف متوجہ ہوا اور جب قصبۂ بالاپور مین پہونچا جاسوس اور مخبر

یہ خبر لائی کہ وزرای نظام شاہ نے سرحد دولت کی طلب کیا ہی اور فوج کی فراہمی میں مصروف ہیں اور
دو کروڑ تنکہ خزانہ سے برادرزادہ کر کے امرا اور سپاہیوں کو بطور مدد خرچ دیا ہی اور ڈیڑھ سو فیل کوہ مثال لیکر
شہر سے برآمد ہوئی ہیں اور تقدیر الٰہی سے منتظر ہیں سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کر کے
بکوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کی [illegible] قریب ادھر پہونچا اور وزرای دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس کا تھا
سوار کیا اور اُسکے سر پر چتر بلند کر کے باگ اُسکے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شہ ترک کے ہاتھ میں دی
اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کو کہ ملک التجار خطاب
رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت اور
پیشدستی کر کے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ سردار
میسرہ سے تھے مقتول ہوئے اور میمنہ کی جمعیت کو بھی انھوں نے متفرق اور پریشان کیا شکست عظیم لشکر
مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے عسکر کو معاقب کر کے سلطان محمود خلجی کے اردو تاخت تاراج کیا
اس درمیان میں سلطان محمود آپ کو گوشہ میں کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب دیکھا کہ اکثر سپاہ
نظام شاہی تاراج میں مشغول ہی اور نظام شاہ کچھ لوگوں سے ایستادہ ہی دو ہزار سوار لیکر فوج نظام شاہ کے
پیچھے سے ظاہر ہوا اور بہ ابہت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ قلب تھا قلب کو مضبوط کر کے
عنان شبدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ میں تھام کر کے احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوا اور قضیہ
منعکس ہوا یعنے وہ لوگ جو تاراج کیواسطے گئے تھے انھوں نے متاع نفیس کہ سرمایہ زندگانی سے ہی ضائع اور
برباد کی اور والدہ نظام شاہ نے امرا کی غدر اور مکر سے اندیشہ کر کے شہر بیدر کی محافظت کیواسطے
ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لیکر فیروزآباد میں گئی اور وہانسے ایک محبت نامہ سلطان محمود
گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کر کے شہر بیدر کو محاصرہ کیا اور لشکر مفرور
نظام شاہ کی پاس فیروزآباد میں جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار سپہ سالار سے لشکر عظیم نظام شاہ کی
مدد کیواسطے بسبیل تعجیل پہونچیگا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ
ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولی اور انسب یہ ہی کہ تسخیر اس بلاد کی دوسرے سال پر موقوف
کر کے مراجعت کیجاوے چنانچہ دوسرے دن اسی بہانہ سے کوچ کر کے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا اور راہ میں
جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور سنہ ۸۶۷ آٹھسو سرسٹھ ہجری میں جو خیال تسخیر ولایت دکن سر میں رکھتا تھا
اور جو کچھ ملک التجار نے اُسکے ساتھ شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اسکا عوض لوں پھر لشکر کو
آراستہ کر کے ظفرآباد تغلچہ میں فروکش ہوا اور ابھی ظفرآباد تغلچہ میں تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار
کھیرلہ کا اس مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو مع لشکر کثیر تھانہ دار کھیرلہ کی سر پر
نامزد فرمایا ہی چند روز میں پہونچیگا یہ خبر سنکر بخیال استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنا
راہ میں یہ خبر سنی کہ نظام الملک ترک نے آنکر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہی اُس وقت سراج الملک تھانہ دار وہاں
عروس شراب میں مشغول تھا اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اُسکا پسر قلعہ سے برآمد ہوکر لڑا

اور شکست کھا کر بھاگا اور نظام الملک مظفر ور
قلعہ میں داگان راجپوت کی ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار سوار
قلعہ کھیرلہ کیطرف بھیجا اور خود انتقام کیواسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اثنای راہ میں ملا سے
سرکچہ کی متعلق اور رائی جاجنگر کی وکیل پانسو اور تیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائی تھے سلطان کی ملاحظہ میں
گذرانی سلطان نی وکلا کو خلعت وانعام دیکر رخصت کیا اور موضع خلیفہ آباد میں نزول فرمایا اسی
دریا میں فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی مصر سے
آیا سلطان نہایت سرور اور خوشحالی سے رسم استقبال بجالایا اور خادمان خلیفہ سے
باعزاز واکرام پیش آنکر ضیافت اور مہمانداری میں مصروف ہوا اور گھوڑی مع ساز ویراق مرصع اور
خلعتہای زردوزی انعام دئی جب دولت آباد کی سرحد پر پہونچا یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی
شاہ دکن کی مدد کیواسطے اپنی دار الملک سی برآمد ہوکر اس حدود کیطرف متوجہ ہوا ہی سلطان محمود بالکشادہ
جانب عازم ہوا اور کچھ ہوا مجمع اور قریات کو تاخت کرکی گونڈوارہ کی راستہ سی اپنی دار الملک کیطرف
معاودت کی اور روایت صحیح یہ ہی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نی نظام الملک ترک کو سنہ آٹھ سو ستر
ہجری میں بھیجکر قلعہ کو لیا ناظرین تفصیل اس اجمال کی شاہان بہمنیہ کی داستان سی دریافت فرماوین اور سلطان
محمود خلجی نی چندروز اپنی دار الملک میں قرار کیا اور سنہ آٹھ سو اکہتر ہجری میں مقبول خان کو مع فوج ایلچپور
تاخت کی لئی بھیجا اور جب اس جماعت کو ایلچپور کی اطراف میں دستیاب کرکی شہر کو غارت کیا
اور پہر رات گئی وہانکا حاکم اپنی ہمسایگان مثل قاضی خان اور پیر خان کو جمع کرکی مع ایکہزار اور پانسو آدمی
سوار و پیادہ سی بقصد جنگ آیا یہ خبر مقبول خان کو پہونچی غنایم اور اسباب وسامان اپنا مع
ایک فوج روانہ کیا اور مردم خوب اور کار آمدنی کو انتخاب کرکی اپنی ہمراہ نگاہ رکھا اور ایک جماعت کو
حرب کیواسطے تعین کیا اور خود کچھ توقف لیکر کمین گاہ میں بیٹھا جب فوج طرفین جنگ میں مشغول ہوئی
مقبول خان کمین گاہ سی برآمد ہوا اور قاضی خان کا پای ثبات زمین کین سی ہلگیا ایلچپور میں بھاگ کر دم لیا
اور مقبول خان فراز ایلچپور کی دروازہ تک پہنچا اگرچہ بیس نفر سردار معتبر قتل ہوئی اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئی
اسوقت مقبول خان نی وہانسی مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد میں پہونچا اور جمادی الاول سنہ آٹھ سو
اکہتر ہجری میں والی دکن اور مالوہ کی ایلچی مصالحہ کیواسطے بھیجی بعد رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن
ایلچپور اور ولایت گونڈوارہ اور نیز قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کی قبضہ میں واگذار کریگا اور سلطان
محمود بعد دیار دکن میں مضرت نہ پہونچائی سلطان محمود نی فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا
تاریخ قمری پر رکھیں تاریخ شمسی کو یکقلم برطرف کریں اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکورہ میں شیخ علاء الدین
کہ علمای وقت سی تھا شادی آباد کی اطراف میں پہونچا سلطان محمود خلجی نی حوض رانی تک استقبال کیا
اور گھوڑی پر سوار ہوکر ایک دوسری سی بغلگیر ہوئی اور سلطان نی اسکی تعظیم و احترام میں کوئی دقیقہ
باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور میں مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود کی خدمت میں

پہونچا اور خرقہ شیخ کا برسبیل تبرک لایا تھا سلطان ورود خرقہ کو نعمت کبری تصور کرکے مولانا عماد الدین کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوشحالی میں خرقہ پہنکر دست بذل اور احسان کا کھولا اور اُس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس میں حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا اور محرم سنہ ۸۷۲ آٹھ سو بہتر ہجری میں پیکون نے یہ خبر پہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ کے مشہور ہے تاراج کرکے والی دکن سے ملتجی ہوا ہے اور چند زنجیر فیل کہ مصالحہ ملکی کیواسطے اُسکے ہمراہ رہتے تھے کھیرلہ کے رای زادہ کے حوالے کئے اور رای زادہ قصبۂ محمود آباد پر متصرف ہوا اور جو مسلمان کہ قلعہ میں مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گونڈان کو ساتھ اپنے موافق کرکے راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور خود بھی بتاریخ آٹھوین ربیع الآخر سنہ مذکور میں ظفر آباد نعلچہ میں نزول کیا اور چند روز کے بعد محمود آباد کیطرف روانہ ہوا اثنای راہ میں خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ کو کہ برہمنکا روز نامی بزرگ ہے ستر کوس تاخت کرکے اُس مقام میں پہونچا اور جب سنا کہ رای زادہ کھانا کھانے میں مشغول ہے تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے بعید ہے اُس مقام میں گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اُسکے پاس بھیجکر خبردار کیا رای زادہ نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیوں کو مسلح کرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور میں آئی کہ اُس سے زیادتی متصور نہیں ہے قضارا ایک جماعت کثیر اُسکے ہمراہیوں سے علف شمشیر ہوئی اور وہ خود سروپا برہنہ بھاگا اور گونڈان سے ملتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنائم اور قصبۂ محمود آباد دستیاب ہوا اور جب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور ملک الامرا ملک داور کو اُس گروہ کی تنبیہ اور تدارک کیلئے کہ رای زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا اور جب یہ خبر اُس گروہ کو پہونچی رای زادہ کو مقید کرکے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از فتح عزیمت محمود آباد کرکے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبۂ سارنگ پور میں آنکر نزول کیا اور اُس مقام میں بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی برسم ایلچی گری میرزا سلطان سعید کی خدمت میں مع تحفہ اور سوغات آیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوشوقت ہوا اور اُسے بھی نوازش خسروانہ سے خوشدل کرکے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چند کنیز ناچنے گانے والی اور چند فیل محمولہ زر اور گھوڑے عربی اور قصیدہ غرا کہ سلطان ایران کی مدح میں کہا تھا اور ظاہرا زبان ہندی میں تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک شادی آباد میں قرار پکڑا اور شہنشاہ ایران اُس قصیدہ سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اسقدر محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اسقدر خوشحال نہوا اور اُسی سال گوالیار کے راجہ نے جب سنا کہ میرزا سلطان ابو سعید کو علم موسیقی اور سنگیت کیطرف میل تمام ہے اُس فن کے دو تین نسخہ معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کئے اور بعد اسکے اُسکا بیٹا راجہ کوب بھی اخلاص موروثی کا لحاظ کرکے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجتا تھا اور سنہ ۸۷۳ آٹھ سو تہتر ہجری میں غازی خان کی عرضداشت اس مضمون سے پہونچی کہ کچھواڑہ کے زمینداروں نے شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے سلطان بمجرد پہونچنے اس عریضہ کے اُس جماعت کی تادیب کیواسطے عازم ہوا اور لشکر عظیم اُس ملک میں روانہ کیا اور خود اُس ولایت کو

داخل اور مخارج کی صعوبت کو ملاحظہ کرکے اُسی ولایت میں استقامت فرمائی اور
چند روز کے عرصہ میں اُس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُسکا نام جلال پور رکھکر میرزا خان کو سپرد فرمایا اور
اُسکی محافظت کی تاکید کی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور میں شیخ محمد حرملی اور کنور چند راجہ گوالیار
برسم سفارت سلطان بہلول لودی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواح میں خدمت میں سلطان کی حاضر ہوکر جو تحفے
کہ لائے تھے گذرانا اور اسکے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہمسے دست کش نہین ہوتا اگر آنحضرت
ہماری امداد و اعانت کیواسطے اطراف دہلی میں تشریف ارزانی فرمائین اور اُسکے فتنہ و فساد سے ہمین
نجات بخشین مراجعت کیوقت قلعہ بیانہ کو مع توابع پیشکش کرونگا اور سلطان کی سواری کیواسطے چھ ہزار
گھوڑے مع ساز و سامان خدمت میں بھیجونگا سلطان محمود نے فرمایا جسوقت سلطان حسین دہلی کیطرف
متوجہ ہوویگا میں بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچونگا اس قرارداد کے بعد ایلچیون کی حال پر تفقد کرکے
دارالملک شادی آباد کیطرف متوجہ ہوا اور چونکہ اُن دنون ہوا نہایت گرم تھی اس سنہ میں حرارت کی
شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا
یہانتک کہ ذیقعدہ کی انتیسوین تاریخ ٨٧٣ھ آٹھسو تہتر ہجری میں بولایت کھوارہ خرابۂ دنیا سے دارالملک
عقبیٰ کی سمت خرامان ہوا اُسکی مدت سلطنت چونتیس سال تھی بیت بجاہ ارچہ بر آسمان تخت برد ۔
بچاہ لحد عاقبت رخت برد ۔ منقضی ہونا عمر سلطان محمود کا عین جلوس سے مدت سلطنت تک خالی
ندرت اور غرائب سے نہین ہے امیر تیمور صاحبقران گورکان نے بھی چھتیس سال کی سن میں تخت سلطنت پر
جلوس فرمایا تھا اور مدت اُنکی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین احوال سلاطین مالوہ پر مخفی اور
پوشیدہ نہین کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئین لیکن اس کتاب کی مؤلف ملا
محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کرکے وہ فتوحات اس مقدمہ میں درج نہین کین لیکن
ناظرین پر تمکین بیقین جانین کہ یہ بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور با سخاوت تھا اور اُسکے
زمانہ میں کہ زمام سلطنت مالوہ اُسکے قبضہ اختیار میں تھی چارون طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اُسپر
ہر ایک منحرف ہو جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہین ہوا کہ بی نہضت
گذرا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسائش اور فراغت لشکرکشی اور جنگ و جدل میں جانتا تھا اور ہمیشہ
مورخان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہون اور بزرگونکا خوب دریافت کیا کرتا تھا
اور قواعد جہانداری کی بھی تحصیل میں غافل نہ رہتا تھا اور شاہان سلف اور خلف کی اخلاق پسندیدہ
اور روش ستودہ کو اپنی دل میں نگاہ رکھتا تھا اور اپنے دربار میں درباریون اور مجرائیون کی روبرو نقل فرماتا تھا
اور اس چیز سے جو اُنکی باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئی اس سے پرہیز کرتا تھا اور اُسکی
سلطنت میں چور اور ٹھگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا
بثبوت دزدی فوراً اپنی خزانہ سے اُسے پہونچاتا تھا اور بعد اسکے وہ مال مسروقہ اُس موضع کے کیداران
اور مکھیا لوگون سے برآمد کرواتا تھا اس سبب سے جو امیر و فقیر اُسکی مملکت میں آتے تھے صحرا میں شب و گذر ہوکر

اپنی جان و مال کی نگہبانی اور محافظت نکر تی تھی ایک روز شیر یا ببر نی دریا کی کنارے ایک مسافر پر حربہ کیا اور
اُسکی فرزندان نی درگاہ سلطانی مین آگر زند ہای دشتی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نی حکمنامجات اپنی
تمام ممالک محروسہ مین اسمضمون کی جاری کی کہ بمجرد صدور حکمنامہ تمام حکام اپنی اپنی علاقہ کی حیوان شکاری
اور درندہ کو ہلاک کرین اور بعد جسکی علاقہ مین شیر یا چیتا وغیرہ نظر آوی تو اُسی حاکم کو عوض میں اُسکی
قتل کرین اس سبب سی اُسکی عہد معدلت مہد مین بعد اُسکی برسون ولایت مالوہ مین شیر و گرگ وغیرہ
صورت دکھائی نہ دیتی تھی اور ایک شاعر نی اُسکی تاریخ وفات یہ کہی تھی یادگار کیواسطی درج کتاب ہوئے

قطعہ تاریخ شاہ خلجی نژاد سلطان محمود ٭ از دار فنا چو راہ عقبی پیمود ٭ تاریخ وفات حضرت سلطان شد ٭ از نام بہشت عدن پای مقصود

ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نی اس دار ناپائدار سی رحلت کی اُسکا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کی بموجب مسند
حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامۂ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سی راضی اور شاکر کیا اور وہ زر کہ بہ یوم جلوس
اُسکی چتر پر نثار کیا تھا مبلغ خطیر ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنی بھائی کو تئی شہر کے
ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کی عہد مین اپنی تصرف مین رکھتا تھا مامور کر کی
مسرور کیا اور اپنی بڑی بیٹی عبد القادر کو ناصر الدین خطاب دیکر ولیعہدی پر منسوب فرمایا اور شغل وزارت
اُسی ارزانی کر کی چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار سوار کی اُسی عنایت فرمائی اور بعد انفراغ جشن سلطنت جمیع
مناصب کو مردم امین و کاردان سی رجوع کر کی اُنسی یہ فرمایا کہ مین نی سلطان مرحوم کی عہد مین چار برس
لشکر کشی کی تھی اب وقت آسائش و آرام ہی مین پانون دامن قناعت مین کھینچکر ابواب عشرت اپنی منہ پر
کھولتا ہون تم اس مملکت کی محافظت مین کہ جو باپ سی مجھی پہونچی ہی کوشش کرو پھر در مقصود کو مفتوح
کر کی حکم فرمایا کہ ہماری قلمرو مین جسقدر اسباب عیش اور سامان طرب سی بہم پہونچی حاضر کرین اور
جو کچھ ممالک غیر مین یعنی ایران اور توران اور روم سی ممکن ہو ایلچی بھیجکر جسطور سی ہو سکی بہم پہونچا دین چنانچہ
گائنین اور خواصین صاحب جمال کی اُسکی حرم سرا مین کثرت ہوئی اور جو کہ سلطان غیاث الدین شوقین لونڈیون
فراہم کرنی مین دل دی تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن و غیرہ کی بیٹیان دس ہزار تخمیناً اُسکی شبستان مین
جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی بیٹیونکی مناصب جو کہ سلاطین کی دولتخانون مین ہوتی ہین بہ رحمت کہنی
رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ جسقدر عہدہ اور مناصب اور محلہ باہر تھا اُسیقدر محلسرا مین بھی بہم پہونچا
بعضی وکیل اور وزیر اور بخشی اور خزانچی اور داروغہ توشک خانہ اور امیر الامرا اور منشی اور مخبر اور مشرف اور مجری
اور منجم ہوئین اور بعضی صدر اور مدرس اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور معرف بگیرین
اور اسطرح سی لونڈیان اور خواصونکو صناعی اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع اور مشہور ہین سکھائی چنانچہ
بعضونکا ناچنا گانا مزامیر کا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضونکو زرگری آہنگری نجاری سادہ کاری تحریر بافی شالبافی
تیرگری کمانگری کوزہ گری جامہ بافی خیاطی ترکش دوزی کفش دوزی کشتی گیری شعبدہ بازی اور قسم قسم کی ہنر
کہ جنکا بیان موجب تطویل کتاب اور درازی سخن ہی سکھائی اور اُنکی فرقے اور طبقی علیحدہ علیحدہ کر کی ہر ایک کو

ترک موسوم کرکی اپنی میمنہ مین جگہ دی تو نیزی ہاتھ مین لیکر اور ترکش کمر پر باندھکر ایستادہ رہین اور پانسو کنیز
حبشی کو عورتونکی لباس سے براوردہ کرکی برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کرکی میسرہ انکی حوالہ کی اور اپنے
حرم سرا مین ایک چوپڑ کی بازار تعمیر فرماکر اسی آباد کیا جو شی شہر کی بازار مین بکتی تھی وہان بھی فروخت ہوتی تھی
اور کوئی عورت بوڑھی اور بد قیافہ پرستارون اور خواصون مین نہ تھی اور جو کوئی عورت کسی تقریب کی سبب حرم مین رہتی تھی
وہ مجلس سلطان مین حاضر نہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سی ہی کہ وظیفہ تمام عورتون اور کنیزونکا جو سردارون
اور منصبدارونکی سوا تھین یکسان اور برابر مقرر کیا تھا دو تنکہ نقد اور دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو
دیتا تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اسکی محلسرا مین تھی فی اسم دو تنکہ اور دو من غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا
اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنکہ مقرر کئی تھی ایک دن اسکی مکان مین ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنکہ
اسکی واسطی بھی مقرر کرکی موش کو ایک کی حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کی قریب رکھتی رہین اور وہ لونڈیان
اور عورتین جنکی طرف اسکی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی انھین زیور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا
لیکن مشاہرہ مین سب کی برابر تھین اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میری سرہانی سو اشرفی طلائی
رکھکر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہین اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اسکی نظر عیال اور اطفال اور
اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑتی شکر کرتی بلکہ جسوقت لفظ شکر اسکی زبان پر جاری ہوتی
پچاس تنکہ مستحقونکو پہونچاتی اور سب سی یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کی درمیان
سلطان جس شخص سی ہمکلام ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خرد اسی ہزار تنکہ عطا کرین اور ہزار کنیز حافظ
قرآن مجید حرم مین رکھتا تھا انھین یہ حکم دیا تھا کہ جسوقت مین لباس تبدیل کرون سب باتفاق
قرآن مجید ختم کرکی دم کرتی رہین اور جب ایک پہر رات سی باقی رہتی تھی ادای لوازم عبادت مین مشغول
ہوتا تھا اور جبین انکسار زمین نیاز پر رکھکر اپنی مطالب اور مآرب درگاہ الہی سے درخواست کرتا تھا
اور اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کیواسطی مجھی بیدار کرتی رہین اور اگر مین نیند کی غلبہ سی بیدار نہون
پانی منھہ پر چھڑک کر جگاوین اگر اس تدبیر سی بھی نہ جاگون مجھی زور سی ہلاوین اگر یہ بھی مفید نہو ہاتھ پکڑکے
اٹھاوین اور اپنی مقربونکو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا مین مشغول ہونی کیوقت وہ چیز
کہ جسکا نام تفریح ہی اسی دکھلائی تھی تو وہ متنبہ ہوکر مجلس برخاست کرتا تھا اور تجدید وضو کرکے
توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اسکی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ سخن کہ موجب ملالت
طبع ہو نہین کہتی تھی اور مسکرات کیطرف ہرگز رغبت نکرتا تھا اور سکر کی چیزونسی ایسا پرہیز کرتا تھا کہ
ایک دن حکمائی لاکھ روپیہ خرچ کرکی سلطان کیواسطی معجون تیار کی اور اسکی پاس لائی فرمایا کہ اسمین کیا
اجزا مشترک ہین میری سامنی بیان کرو خلاصہ یہ کہ بنگ اور چند ادویہ مین فقط ایک درم جوز بوا
داخل تھا فرمایا یہ معجون میری کام کی نہین اسی آگ مین جلادو ایک ندیم گستاخ نی عرض کی کہ یہ معجون اور
لوگونکو عطا ہووی فرمایا حاشا جو چیز کہ مین اپنی اوپر روا نہین رکھتا وہ دوسرون کیواسطی بھی تجویز نہین کرتا

اور مروت اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک وقت ایک شخص شیخ محمد لقمان دہلوی جو سلطان کا عرض بیگی تھا اسکی ہمسایون مین سے دہلی سے اسکی خدمت مین پہونچا اور اسنے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کی عطایای عام کا شہرہ سنکر آیا ہون تو آپ کی ذریعہ سے اپنی دختر کی کارخیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب دیا کہ یہ کام میرا مین انجام کرسکتا ہون اسنے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے میری آبرو بڑھی شیخ نے ہرچند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلونکو جو میری پاس آتے ہین سلطان کی ملازمت مین لیجاکر انکی باپ دادا کی بزرگی یا انکی فضائل بیان کرتا ہون اور تو ان دونون امرون سے عاری ہی بتا مین تیری کیا صفت کرون اسنے کہا اب میری بخت رسا کی رسائی سے آپکا دامن دولت ہاتھ آیا ہی آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائین الغرض شیخ اس مرد کو سلطان کی دربار مین لیگیا اور وہ گیہون جو فقرا اور مساکین کیواسطی وزن کرکی تھی اس سے فرمایا کہ تو اسمین سے کسیقدر اٹھاکر اپنی پاس رکھہ چھوڑ اسنے حسب ایما عمل کیا اور شیخ سلطان کی روبرو حاضر ہوا اور سائل بھی سایہ کیطرح اسکی پیچھی کھڑا ہوا سلطان نے پوچھا کہ یہ کون ہی شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہی اور دہلی سے آیا ہی اور ہدیہ اسکا گندم ہی سلطان نے کہا اسی کسواسطی یہان لایا ہین اسکی پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسی ایسی لیاقت اور قابلیت نہین کہ سلطان اسکی ملاقات کو تشریف لیجاتی سلطان نے جواب دیا اگر یہ لائق نہ تھا اسکا ہدیہ تو عزیز تھا آخر سلطان نے مبالغہ کرکی یہ حکم دیا کہ یہ شخص بعد فراغ نماز جمعہ مسجد مین اپنا ہدیہ گذرانی خلاصہ یہ کہ اس شخص نے سلطان کی حکم کی موافق بعد نماز جمعہ منبر پر چڑھکر گیہون سلطان کی دامن مین ڈالی سلطان نے توجہ اور التفات کرکی اسی قسم کی عطایا سے سرفراز فرمایا منقول ہی کہ ایک دن سلطان نے اپنی مقربون سے یہ فرمایا کہ مین نے کئی ہزار حرم صاحب جمال بہم پہونچائی لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہی آئینہ شہود مین جلوہ گر نہوئی ایک شخص نے انمین سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہین صورت خوب اور پیکر مرغوب کے تمیز کامل نہین رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووی یقین ہی کہ وہ صورت جو طبع سلیم کی موافق ہو بہم پہونچائی سلطان نے فرمایا تجھی صورت خوب کی کیا دانست ہی اسکی صفت بیان کر اسنے جواب دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہی کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووی کہ جو عضو اسکا نظر آوی بینندہ کو دوسری اعضا کی دیکھنی سے مستغنی کری مثلاً اگر اسکا قد موزون دیکھی اسپر ایسا شیدا اور مفتون ہووی کہ اسکی چہرہ کی دیکھنی کی پروا نکری سلطان نے اسکا یہ حسن تمیز پسند کیا اور اسی اس خدمت پر مامور کیا اور وہ نقد رخصت حاصل کرکی بلاد محروسہ وغیرہ مین برآمد ہوا ہرچند وہ شہر بشہر پھرا لیکن وہ صورت آئینہ نظر مین عکس گر نہوئی اتفاقاً جب پلٹ کر سلطان کی ولایت مین آیا ایک موضع مین ایک لڑکی زہرہ جبین بغیرت ماہ دیکھی کہ وہ خرامان جاتی تھی کیفیت رفتار اور حسن قامت نے اسی مفتون کیا پھر جب اس آفت روزگار کا مواجہہ ہوا نظر اسکی جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اس سے بھی زیادہ تر پایا آخرش چندروز اس موضع مین بسر لیگیا جس حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اس لڑکی کو وہانسے اپنی ہمراہ نکال لایا اور سلطان کی ملازمت مین پہونچاکر نہایت محظوظ کیا اور کہا کہ مین نے اسی کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہی جب اسکی عزیز و اقارب کہ اسکی جستجو مین سے تھے

اور باپ مندو میں آنکر سر راہ عین سواری میں سلطان سی فریادی ہوئی سلطان نی اپنی دل میں کہا کہ یہ ماجرا
کیا ہی اسصورت میں وہانسی آگی قدم نہ اُٹھایا اور علما کو طلب کرکی فرمایا تم حکم شرع مجھپر اجرا کرو
دادخواہوں نی حقیقت حال پر مطلع ہوکر عرض کی کہ ہماری دادخواہی اسواسطی تھی کہ شاید وہ شخص لڑکی کو اور کہین
لیگیا ہو اب ہمین دریافت ہوا کہ وہ سلطان کی حرم میں ہی ہماری تئیں عین شرف و سعادت ہی اب
ہمین اُس شخص سے کچھ دعوی نہین ہی سلطان نی علما سی کہا اب وہ عورت مجھپر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ کے
بارہ میں جو کہ حکم شرع ہو میری نسبت بجا لاؤ علما نی فرمایا کہ جو حرکت نادانستگی اور لاعلمی سی سرزد ہو
وہ شریعت میں معاف ہی اور اُسکی تلافی کفارہ ہی سلطان نی باوجود اس حال کی اس امر سی پشیمان ہوکر فرمایا
کہ میں بعد آدمی عورتونکی تلاش سے باز آوین اور سلطان غیاث الدین کی بیوقوفی اور حسن اعتقاد اور سادہ
لوحی کی نقل کرتی ہین کہ ایک روز ایک شخص ایک سُم گدھی کا لاکر عرض پیرا ہوا کہ یہ سُم خر عیسی علی نبینا و علیہ السلام
ہی سلطان نی اُسکی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دلوائی اور وہ سُم خرید لیا القصہ اسکی بعد تین آدمی اور بھی خر عیسی علیہ السلام کا
ایک ایک سُم لائی اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ سی ایک شخص پانچوین نی بھی ایک سُم خر لاکر دعوی
کیا کہ یہ سُم خر عیسی ہی سلطان نی اُسی بموالکلید حکم کیا کہ اسکی قیمت بھی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دو ایک ندیم
گستاخ نی عرض کی شاید خر عیسی کی پانچ پانوں تھی کہ حضرت نی اسکی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی
ارشاد کیا شاید یہ امر جو تو کہتا ہی راست ہو یا ایک شخص انمین سی غلط لایا ہو اور اُنجناب کو جو شکار سے
بہت رغبت تھی اسواسطی آہو خانہ کثرت سی بناکر قسم قسم کی جانور اور اقسام طیور اُسمین جمع کئی تھی اور مع عورات
بسیار سوار ہوکر آہو خانونمین شکار کرتا تھا اور اس سبب سی کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز کی صحبت کا
بہت مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ برآمد ہوکر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کرکی سلام مجرائیونکا
لیتا تھا اور سلطنت کی امور معظم اور عمدہ کو دریافت کرکی باقی مہمات وکلا اور وزرا سی رجوع کرتا تھا اور کبھی
ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک برآمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور اعیان
حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت میں شائع ہوں یا عریضہ سرحد سی پہونچی حرم سرا میں فلان
عورت کی پاس بھیجتی رہیں تو اُسی دریافت کرکی اُسکا جواب لکھتا رہوں اور لوازم جہانداری کی مانع عشرت
نہوویں اور اُسکی عہد میں بسیطور کا خلل مملکت میں واقع نہوا لیکن ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوی ہجری میں کہ سلطان
بہلول لودی بادشاہ دہلی نی پالنپور میں کہ مضافات رنتھور یعنی نی شہر سی ہی خرابیاں بہت واقع کیں جب
یہ خبر مندو میں پہونچی کوئی شخص قدم جرأت کا آگی رکھکر یہ مضمون معروض نکرسکا لیکن وزرا کی مصلحت
اور صوابدید کی وجہ سی خان جہان نی ایک روز انتظار فرصت کھینچکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول
سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو نذر خطیر برسم پیشکش بھیجتا تھا اور اب اندنونمین سُنا جاتا ہی کہ وہ دائرہ
اطاعت سی منحرف ہوا اور اُسکی فوج نی قصبہ پالنپور میں دست درازی کی ہی یہ خبر سُنکر فوراً شیر خان
بن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھ بھیجا کہ لشکر بھیلسہ اور سارنگپور کو ہمراہ لیکر سلطان بہلول کی گوشمالی کرکی

متوجہ ہوئی بمجرد سننے فرمان شیر خان سامان جنگ درست کرکے بیانہ کیطرف روانہ ہوا اور جو سلطان
بہلول نے طاقت مقاومت اپنی مین مفقود دیکھی بیانہ کو چھوڑ کر دہلی کیطرف راہی ہوا شیر خان پیچھا کرکے
دہلی کیطرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو بہ مصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اسنے قصبہ
پالنپور مین جاکر از سر نو اسکی تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اسی سال سلطان غیاث الدین راجہ
چنپانیر کی التماس کے موجب سراپردہ سرخ نعلچہ کیطرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما مین مقیم
ہوکر علما کو طلب کرکے راجہ کی کمک کے بارہ مین استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر جواب دیا
کہ کفار کی حمایت جائز نہین ہے سلطان پشیمان ہوکر لوٹ آیا اور نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم
کیا ہے کہ سنہ ۸۸۷ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قران علویین واقع ہوا یعنی زحل اور مشتری برج عقرب مین بدرجہ و
دقیقہ متحد اور مقارن ہوئی اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد مین اجتماع قبول کیا اور امر نحوست نے اکثر
ممالک مین ظہور پایا خصوصاً ممالک خلجیہ مین خلل عظیم ظاہر آیا اور آنا سلطان بہلول اور خرابی اور ویرانی
پالنپور کی اسکے اثر سے تھی اور گیارہوین جمادی الآخر سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین شیخ المحدثین والمفسرین
ندوۃ المحققین شیخ سعد اللہ اری المشہور بہ مندوی کا طومار حیات پیچیدہ ہوا یعنی قضائے الٰہی سے فوت
ہوئی اور سلطان محمود خلجی کی گنبد مین دفن ہوئے اور شہر کے علاوہ کیا ہندو کیا مسلمان غمگین اور محزون ہوئے
بعدہ سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اسکے بیٹے
ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونون مین نزاع واقع ہوا
رانی خورشید راجہ بکلانہ کی بیٹی تھی اسنے چھوٹے بیٹے کی جانب داری کرکے امرا کو ساتھ اپنے
اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے دفع کرکے ایک جماعت اسکی گرفتاری کیواسطے مامور کی ناصر الدین خبردار
ہوکر سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین مندو سے بھاگا اور اسباب اسکا علاء الدین کی تصرف مین آیا اور پھر
ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہوکر ولایت کے درمیان مین مقیم ہوا اور
اطراف وجوانب سے امرا اور سپاہ اسکے پاس فراہم ہوئی اور اسنے قوت پکڑی اور کام اسکا اس
انتہا کو پہونچا کہ چتر سر پر بلند کرکے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اسکی محاصرہ کیا اور جو وہ سالہائے
دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اسوجہ سے اکثر آدمی شہر کے اس سے راضی اور شاکر تھے
اسوقت مین سب اسکے شریک اور یکزبان ہوئی اور شہر کا دروازہ کھولدیا اور بحالت بیخبری سکان شہر
اسے شہر مین لائے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین کہ قلعہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا بھاگ کر
باپ کے مکان مین پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا
تو علاء الدین اور رانی خورشید زحل طبیعت کو باپ کے مکان سے بجبر و تعدی باہر نکالے انھون نے ناصر الدین کے
حکم کے موافق قساوت پر کمر باندھی علاء الدین اور اسکے فرزندون کو گوسفند کیطرح ذبح کیا اسوقت ناصر الدین نے
مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کرکے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان غیاث الدین کہ محل سرا مین نظر بند تھا چند
روز مین فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کی زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم مین بدنام ہوا

سلطان غیاث الدین کی مد [illegible]

ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات میں پیدا [illegible] نہایت [illegible] سے بیٹھا
تھا اور بساط عیش مبسوط رکھکر پوتے کی شکرانہ کیواسطے کہ موہبت عظمی ہی عامہ برایا کو عموماً اور اہل شرف کو خصوصاً
اپنی خوان احسان اور مائدہ فیض امتنان سے بہرہ یاب کیا تھا منجمان اختر شناس نے زائچہ [illegible] اور طالع مسعود
دیکھکر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستانوں میں اسکا تذکرہ کرینگے اور ساتویں روز شہریار اسے آغوش عاطفت میں
لیکر بزرگان دین کے سامنے لایا اور اسکا نام عبد القادر رکھا اور جو علامت شہریاری کی اسکی جبین مبین سے
روشن اور ہویدا تھی جسوقت سن رشد اور تمیز کو پہونچا اسکے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اسے
ولیعہد کرکے شغل وزارت تفویض فرمایا اور اسکا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ بحسب
ظاہر اس سے نہایت موافقت رکھتا تھا لیکن نفاق باطنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اواخر
سلطنت سلطان غیاث الدین خلجی میں ایک دن اسنے یہ معروض کیا کہ سلطان ناصر الدین سے ایک
جماعت اوباش شریک ہوکر اسے مخالفت اور ملک گیری کی تحریص و ترغیب کرتی ہے اسصورت میں علاج
واقعہ کا وقوع سے پیشتر مطلوب اور ضروری ہے سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اسکی گرفتاری
اور مقیدی کا کیا لیکن چونکہ آثار نجابت اسکے چہرہ حال سے واضح اور عیاں تھے چاہا کہ بند لطف اور زنجیر
احسان میں مقید کرے لہذا منصب اور جاگیر اسکی اضافہ کی اور ممالک کی بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور افسران
سپاہ کو پروانگی دیوے کہ ہر صباح سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر جاکر اسکے ہمراہ رکاب دولتخانہ میں حاضر
ہوا کریں الغرض جب سلطان ناصر الدین باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی میں مشغول ہوا تمام محالوں میں
اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ مولے خان اور مکھن خان جیسے سرداران سے تھے انھیں بھی معزول کرکے
انکی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو منصوب کیا اور عمال مذکورہ معزول ہوکر
خورشید رانی سے ملتجی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے چھوٹے بیٹے شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین سے محبت زیادہ
رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے اسکا دل صاف نہ تھا باتفاق شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین عرض عالی میں
پہونچایا کہ ملک محمود کوتوال اور سوندا من بقال ابلیس کی مانند غدار اور مکار ہوکر سلطان ناصر الدین کے شریک
اور مخصوص ہوئے ہیں اور فساد برپا کیا چاہتے ہیں چونکہ سلطان کا مدار کار صحبت عورتوں پر تھا بے پرسش و تفحص
انھیں قتل کیا اور مکان انکے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصر الدین نے اس امر کے بعد وقوع دربار کی آمد و شد
یکقلم موقوف کی اور چند روز حاضر ہوا اور رانی خورشید اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین کی سعی اور اہتمام سے
مولے خان اور مکھن خان بقال نے کلمات غرض آمیز بہ لباس بیغرضی معروض عرض سلطانی میں پہونچائے اور ازروے استقلال
مہمات ملکی میں مصروف ہوکر دست تصرف خزانہ میں دراز کیا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا نے
فرصت دیکھکر مولے خان بقال کو جو فتنہ و فساد کا مصدر تھا قتل کیا اور حرم سلطان ناصر الدین میں جاکر پناہ لی
اور رانی خورشید نے اس داستان کو آب و تاب عجیب سلطان کی سمع مبارک میں پہونچایا کہ تا ثرہ غضب

[illegible]

گرفتار کرلاوی اور رخصت کیوقت اسرار اہم ستہ یہ بھی فہمائش کی کہ خبردار کوئی دقیقہ سلطان ناصر الدین کی توقیر و حرمت وعزت سی فروگذاشت نکرو شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سبیل اس امر سی خبردار ہوکر سلطان ناصر الدین کا محل سرا سی برآمد ہوکر جنگل کی سمت مفرور ہوئی اور راستہ میں کہتے جاتی تھی کہ ہم قاضی کی مکان میں بانی جبکہ شمس الدین سوتی خان کی خون کا دعوی ہو وہ قاضی کی مکان پر آوی اور ملکھن خان حسب سلطان ناصر الدین ظلم کی مکان پر آیا اور سلطان کیطرف سی پیغام بھیجا کہ سوتی خان کی قاتلونکو حوالہ کرین ناصر الدین نی جواب دیا کہ ان لوگون نی میری حکم سے سوتی خان کو قتل نہین کیا مجھی کیا معلوم کہ وہ کہان گئی ہین ملکھن خان اقبال نی یہ جواب معقول سنکر رانی خورشید کی تحریک کی سبب سلطان ناصر الدین کی مکان پر لیکن رو زانہ قفل بند ہی رکھی سلطان غیاث الدین جو چارہ نہ رکھتا تھا شیر الملک اور خفی خان کو سلطان ناصر الدین کی پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر فرزند ارجمند کی دلمین کسیطرح کی رنج نی راہ پاکر غبار کلفت سی ساحت دل کو مکدر نہین کیا ہی بدستور قدیم قدم راہ میں رکھی کہ زیادہ اس سی خاطر نہ تھی مفارقت اور مجابت نہین ہی سلطان ناصر الدین باوجود ہمہ حبس و قید وغیرہ شرف پابوس والی نعمت سی مشرف ہوا اور باپ ماں نی ہر طرح کی کلام درمیان میں لاکر غبار کلفت کا اسکی صحائف خاطر سے زائل کیا سلطان ناصر الدین پھر سرگرم خدمت ہوکر ہر روز الطاف جدید اپنی نسبت مشاہدہ فرماتا تھا اور باپ کی ہمسایہ میں اپنی سکونت کیواسطی ایک مکان کی بنیاد ڈالی تو جسوقت چاہی شرف خدمت حاصل کری رانی خورشید نی فرصت دیکھا کہا کہ سلطان ناصر الدین اپنا مکان جہان نما کی متصل تعمیر کرتا ہے ظاہر اغدر کیا چاہتا ہی اور سلطان غیاث الدین کہ کبرسنی اور پیرانہ سالی سی ہوش و حواس کامل نہین رکھتا تھا سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری میں غالب خان کوتوال کو فرمایا تو عمارت سلطان ناصر الدین کو منہدم کری سلطان ناصر الدین آزردہ ہوکر باتفاق ماعوالہ الدیار بیکیطرف کہ بیابان میں واقع ہی عازم ہوا اور شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نی اسی مقام میں آنکر ملازمت کی اور رانی خورشید اور شجاعت خان نی سلطان غیاث الدین کی بلا اجازت تاتار خان کو مامور کیا کہ ناصر شاہ کی پاس جاکر بجبر اسکو گرفتار کرکی اسی شہر میں لاوی اور تاتار خان سپہ سالاری اپنی جمعیت کمین گاہ میں رکھکر باتفاق ملک فضل اللہ بیگ سلطان ناصر الدین کے خدمت میں جاکر پیغام پہونچایا اور اسنی عریضہ مضمون کا سلطان غیاث الدین کی حضور میں ارسال کیا لیکن ابھی جواب نہ گیا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کی مزاج میں رکھتی تھی اسنی مخبشی ممالک دی کہ تاتار خان کو سلطان ناصر الدین کی دفع کیواسطی تعین کری اور تاتار خان جو جانتا تھا قلعہ سی برآمد ہو کمیا پور میں پہونچا اور اپنی کام میں متفکر ہوا اسواسطی کہ اپنی دل میں اندیشہ کیا کہ اگر میں شہزادہ ناصر الدین سی لڑتا ہون ایام سلطنت میں وہ میرا کیا حال کریگا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک مرتضی اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کی امرا کبار سی تھے سلطان ناصر الدین کی شریک ہوئی اور اسکی قوت اور شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کرکی قصبہ دھاریہ میں پہونچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعضی زمیندار اسکی موافق اور مددگار ہوئی اور خمید الشمن شاہت

مبارک اور مسعود ہوا اور اُسی مقام میں امرا کی بمشورہ چتر سر بر بلند کر کے سرداروں کو خلعت ہای فاخرہ سے
خوشدل کیا اسی درمیان میں خبر پہونچی کہ شجاعت خان باہنگ جنگ لشکر نو سے بڑھ کر قصبہ کندہرو میں آیا
ناصر شاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُسکی اقبال کا
اوج پر تھا بعد جنگ و جدال نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنائم بسیار قصبہ
دھاریہ میں ناصر شاہ کی ملازمت کی تئیں معاودت کی اور شوال کی سولہویں تاریخ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری میں
اُس منزل سے کوچ کر کے جب اجین کیطرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک مع خیل و حشم ساتھ اُسکی ملحق
ہوتی گئی یہانتک کہ اجین میں بجمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید نے
حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصر شاہ عنقریب مندو میں آکر محاصرہ
کریگا سلطان غیاث الدین نے شیخ اولیا اور شیخ برہان کو کہ مردم عزیز تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے
پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے عنان امور سلطنت اُس فرزند کے دست اقتدار میں رکھی ہے اگر از روئے
اخلاص و یگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اُسکے پاس فراہم ہوئے ہیں رخصت دیکر حضور میں آوے پھر امور سلطنت کا
اختیار اُس فرزند کی سپرد کیا جاوے ناصر الدین ملتفت اور مقید جواب کا بھی ہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں
اجین سے قصبہ دھار میں نزول کر کے چند روز مقام فرمایا اور اُس مقام میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ کھوں خان جو بانی
اُس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کیواسطے آتا ہے ناصر شاہ نے ملک عطا کو مع
پانسو سوار نامی اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسپور میں آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی کھوں خان
مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور کھوں خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کے تحریص سے ایک جماعت کو
ہمراہ لیکر باہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مندو میں آیا اور ناصر شاہ
ذیحجہ کی بائیسویں تاریخ سنہ مذکور میں کوشک جہان نما میں فروکش ہوا اور اُس مقام میں مخبروں نے خبر
پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین بنفس نفیس اپنی فرزند کی تسلی کیواسطے قصد آنیکا رکھتا ہے ناصر شاہ مسرور
و محظوظ ہو کر اپنی باپ کی قدوم مسرت لزوم کا مترصد ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید
نے سلطان کا ہمراہ لیکر ظفرآباد نعلچہ کیطرف متوجہ ہوئی کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ میں لاکر اُسکا کام تمام کریں
لیکن جب سلطان دہلی دروازہ پر پہونچا از بسکہ پیری اور کبرسنی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنی مقربوں سے
پوچھا کہ مجھے کہاں لئے جاتی ہو بعضوں نے حقیقت حال راست براست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میرے
سواری پھیرو میں کل جاؤنگا کہ داروغہ شکار مجبور ہو کر پلٹا رانی خورشید نے اپنی دل میں خیال کیا کہ یہ امر سلطان
ناصر الدین کی خیرخواہوں کی وجہ سے صادر ہوا پھر اُس جماعت کو طلب کر کی باتیں سخت و سست کہیں اور مراجعت کا
سبب پوچھا سب باتفاق بولی کہ سلطان اپنی خوشی اور اختیار سے پلٹ آیا کسی کو اس امر میں کچھ مداخلت
نہیں ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے وا رانی خورشید کی ایما سے قلعہ کی شکست و ریخت درست
کر کی مورچے تقسیم کئی اور سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی مع فوج آنکر قلعہ کو گھیرا اور بازار حرب نے رونق اور رواج
پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید کیواسطے اقضی القضات

شیر الملک کو بھیجا اسنی تب جواب لایا تو ناصر شاہ شکستہ ... اور سبب محاصرہ سخت ہوا
اور غلہ اور ما یحتاج نہ پہونچنی سی اہل قلعہ مضطر ہوئی بعضی امرا مثل موافق خان اور ملک افضل اللہ میر شکار نے
فرصت پا کر اپنی تئین سلطان ناصر الدین کی خدمت مین پہونچایا اور رانی خورشید نی اسواسطی سی واقف ہو کر
علیخان کو قلعہ کی حکومت سی معزول کیا اور ملک بیارہ کو خطاب علیخانی دیکر قلعہ اور شہر کی محافظت اسکو
سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کی موافقوں سی جانتی تھی قتل کروایا امرا اور
سکنای شہر یہ سیاست مشاہدہ کر کی شکستہ خاطر ہوئی اور سلطان ناصر الدین خلجی کو عرضیان لکھین
اور پروانہ استمالت حاصل کر کی اسکی پاس حاضر ہوئی اور شہر مین رواج اور رونق نرہی اور صفر کی ستر ہوین
تاریخ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری مین ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کی ارادہ سوار ہوا آدمی مورچی کی حاضر ہوئی اسقدر تیر باران
کر کی بندوقین سر کین کہ مردم کار طلب بہت زخمی ہوئی سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے
سات سو سیڑھیان مورچوں کیطرف لگا کر قلعہ مین داخل ہوا اس درمیان مین شجاعت خان واقف
ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نی بھی پای ثبات
زمین کین مین استوار کر کی بنفس خویش تیر اندازی مین مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اسکی تیر سی ہدف تیر
قضا ہوئی اور جو لحظہ بلحظہ علاء الدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اسوقت صلاح مراجعت
دیکھکر قلعہ سی برآمد ہوا اور اپنی لشکرگاہ مین پہونچا اور جن لوگون نی اس حرب مین تردد مردانہ اور جانسپاری
کی تھی ہر ایک کو لطف وعنایت تازہ سی تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چند روز کی اولاد شیر خان بن
مظفر خان حاکم چندیری مع ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئی چنانچہ پہلی
ملاقات مین اسکی بڑی بیٹی کو جسکا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسری بیٹی کو سعید خان خطاب
دیا اور مردم اردو کو لشکر چندیری کی پہونچنے سے ایک گونہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور بعضی مردم قلعہ
جو سلطان ناصر الدین سی استمالت نامہ نہ لیکر ساتھ اسکی ملتجی نہوئی تھی اسوقت ناصر شاہ کی نعمت
اور دو تنخواہ کی مین بجد ہوئی اور محافظان دروازہ بالاپور کی کہ از انجملہ تھی انھون نی پیغام دیکر طلب کیا ناصر شاہ
نے ربیع الثانی کی چھبیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالاپور کی دروازہ پر بھیجا
جسوقت آدمی محافظ خان کی دروازہ پر پہونچی زبردست خان بن ہزبر خان دروازہ کھولکر امرائے
ناصر شاہی کو قلعہ مین درلایا شجاعت خان یہ خبر سنتی ہی بجناح استعجال اسطرف تاخت لایا اور
ان لوگون سی کچھ دیر لڑکر آخر کو مغرور ہوا اور سلطان غیاث الدین کی دولتخانہ مین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نی
انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین انکی پاس پہونچا امرای دروی نی سپاہ کیواسطی
کیواسطی حاضر ہوئی اور ہجوم عام کر کی شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئی چنانچہ بعضی مکانات اور
عمارات شاہی مین آگ لگائی اور ناصر شاہ کی حکم کی موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار
کر کی بحال پریشان قصر شاہی سی نکال لائی اور سلطان ناصر شاہ بخشی ممالک کی محل سی سوار ہو کر محل
سرہی مین کہ سلطان غیاث الدین نی عیش وطرب کیواسطی تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی کے

ستائیسوین تاریخ روز
کرکے جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ چتر پر نثار کیا تھا فقرا اور مستحقوں کو تقسیم کیا اور ملو خان بخطاب اختیار خان
اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اُس سے مخالفت میں آئے تھے ایک گروہ زندہ مچھوڑا اور اُسی دن روز بعد
شجاعت خان المشہور علاء الدین کو قتل کر کے رانی خورشید کو موکلوں کے سپرد کیا اور اُسکی طرف سے
خاطر جمع کی اور اپنے منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میاں مشہور تھا ولیعہد کرکے سلطان شہاب الدین خطاب
مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دیکر امرای کبار سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو
سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقوں کو جاگیرہای قدیم ارزانی فرما کر اُنکی عزت و توقیر افزون کی اور
جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسکو
آغوش مین لیکر بہت رویا اور سر اور منھ پر اُسکے بوسہ دیکر سید محمد نوربخش کی قبای موئینہ کہ بروز بار عام
یا روزہای معتبر مین پہنتا تھا اُسے مرحمت کی اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانونکی اُسکے سپرد کرکے
سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد دیکر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے ستو دوین
رجب سنہ مذکور کو وہ قبای موئینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دیکر بیس زنجیر فیل اور سو
راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنگہ نقد خرچ کیواسطے
عنایت فرمائی اور جو اُس عرصہ مین مقبل خان حاکم مندسور نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر سرکشی
اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اُسکی حاضر لانے کیواسطے بھیجا اور مہابت خان کی کوشش نے
کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ ناصر شاہ کی غضب سے ہراسان ہوکر شیر خان حاکم چندیری کے پاس گیا اور
علی خان اور بعضے بدبخت کہ اپنے بداعمالی سے متوہم تھے وہ بھی شیر خان سے پیوستہ ہوئے اور اُسنے جب
دیکھا کہ سلطان غیاث الدین نشۂ شراب کی حالت مین اپنے باپ کی امرا اور سردارونکو قتل کرتا ہے اور روز روز
اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہے اسلئے ہراسان ہوکر اُسنے بھی علم مخالفت بلند کرکے چندیری کیطرف
متوجہ ہوا اور جادۂ عناد مین قدم رکھا سلطان ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اُسکی تنبیہ کیواسطے
بھیجا جب شیر خان راضی اور مطمئن نہوا اور بلکہ اُنکی گرفتاری کی فکر مین ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا
اور مبارک خان گرفتار ہوا اور اُسکے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان نے سلطان
ناصر الدین کی خدمت مین جاکر احوال کی تقریر کی اور وہ غصہ ہوا اور بماہ شعبان سنہ مذکور قطعہ چبان مین
نزول کیا اور شیر خان جب اُجین مین پہونچا مہابت خان کی اغوای و تفہیم سے پھر بقصد جنگ پلٹ کر
دیپالپور مین آیا اور قصبہ بدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سنکر فوراً کوچ کرکے کوشک دنار مین
مقیم ہوا اُس درمیان مین مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین خرابۂ دنیا سے معمورۂ آباد عقبی کیطرف
خرامان ہوا اور چونکہ امرای کبار مخالفت کرکے سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت کے خواہان تھے
اُنہونمین جب خبر اُسکی فوت کی مشہور ہوئی سب آدمیون نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے
اُسے زہر دیکر ہلاک کیا اور جو اس امر کا تجربہ بخوبی ہو چکا تھا کہ باپ کا قتل کرنیوالا ہرگز سال تمام کرکے (۹۰۴ھ)

کامیاب نہین ہوتا اور سلطان ناصر الدین نے مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید یہ قصد پدر اسکی نسبت تہمت ہو واللہ اعلم الغرض سلطان ناصر الدین اپنی باپ کی مرنے سے بہت گریان ہوا اور تین روز سوگوار رہا چوتھی روز شیر خان کی دفع کی لئی چندیری کیطرف کوچ کیا اور عین الملک اور بعضی سرداران ترک رفاقت کرکی سلطان ناصر الدین کی شریک ہوئی سلطان نی شیر خان کا تعاقب کیا وہ سارنگپور سی پلٹ کر سلطان سی لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ مین پناہ لی اور سلطان ناصر الدین نی چندیری مین جاکر چند روز مقام کیا وہانکی شیخ زادون نی شیر خان کو ایک خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیرونکی سمت روانہ ہوئی اور موسم برسات کی سبب افواج جلد فراہم نہو سکیگی اگر آپ اسطرف سی چندیری کیطرف متوجہ ہووین مردم شہر کی اتفاق سی سلطان کو گرفتار کرسکتی ہین سلطان ناصر الدین خلجی نی شیخزادون کی مشورہ سی اطلاع پائی اقبال خان اور ملو خان کو معہ لشکر جنگجو اور فیلان مست شیر خان کی دفع کو بھیجا وہ چندیری سی دو کوس جاکر شیر خان سی جنگ مین مشغول ہوئی اور اثنای حرب و ضرب مین شیر خان زخمی ہوا اور سکندر خان کہ عمدہ اس قوم کا تھا مارا گیا اسواسطی مہابت خان نی شیر خان مجروح کو ہاتھی کی حوضہ مین ڈالکر راہ فرار پائی اور جب وہ راستہ مین مر گیا اسکی لاش پیوند زمین کرکی ممالک کی سرحد کیطرف بھاگا اور سلطان ناصر الدین خلجی نی جنگ گاہ مین جاکر شیر خان کی لاش قبر سی برآوردہ کرکی چندیری مین بھیجکر دار پر چڑھائی اور اس ملک کی حکومت بہجت خان سی رجوع کرکی بکوچ متواتر سعد الپور کی سمت گیا اس مقام مین شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جو ارادہ غدر کا رکھتا تھا اسی مقید کرکی اپنی سے پیشتر شادی آباد مندو بھیجا اور خود بھی پیچھی سی وہان پہونچا اور اپنی بھائی کی قدیم نوکرونسی بہ توہم نفاق رنجیدہ ہوکر اپنی آدمیونکی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نکرکی خزانہ باپ کا جو اسکی پاس تھا بجبر و تعدی لیا اور اسکی عہد اسکی عمر مینوشی مدام اور خونریزی دوام مین گذری تھی ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم و جور ناحق کسی مظلوم پر سرزد نہوتا تھا ایک روز کا مذکور ہی کہ سلطان حرم سرا مین حوض کالیادہ کی کنارے نشۂ شراب مین بدمست ہوکر سو گیا اور کروٹ بدلتی ہی حوض مین گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھین اتفاق کرکی بعضی نی ہاتھ اور بعضی نی بال اسکی سر کی پکڑکر بشفقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑی اسکی بدن سی برآوردہ کرکی دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا درد سر کی شکایت کی خواصون نی آداب اور دعا بجالا کر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھکر غضب اور طیش مین آیا اور بی تامل اور تفکر تلوار غلاف سی کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز و دلسوز مہربان کو ظلم و جور سی قتل کیا اور زبان حال ان بیچارونکی ساتھ اس ابیات کی مترنم ہوئی ابیات

مرا بظلم بکشتی طریق داد این بود * زپادشاہی حسن توام مراد این بود * برون ز حشر زرم دست و دامنت گیرم * کہ آنکہ داد عبث خاک من بباد این بود * شنیدہ سخن غیر را تو در حق ما * مرا بجا بتوای دوست اعتقاد این بود *

سلطان ناصر الدین سنہ ۹۰۸ نو سو آٹھ ہجری مین ولایت کھواڑہ کی تاخت کی ارادہ نعلچہ مین فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ آگرہ مین پہونچا اور وہانکی ہوا طبع اقدس کی پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کہ غرائب روزگار سی ہی اسکی بنیاد ڈالی اور ولایت کھواڑہ کو تاراج اور برباد

کر کی نشان مراجعت بلند کیا اور سنہ ۹۰۹ نوسو نو ہجری مین جلیپور کیطرف حرکت کی اور رانا رنمل اور سبھی
تمام زمینداروں نی پیشکش بھیجی چھونداس جو رانا سی قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کی نذر کی
اور سلطان اُسکا نام رانی جیپوری رکھکر عازم مراجعت ہوا اور اثنای راہ مین سُنا کہ احمد نظام شاہ بحری
بعض مقدمات کی سبب در پی خصومت و خشونت ہوکر ولایت برہانپور کو تاخت و تاراج کرتا ہی
اور داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر مین پوشیدہ ہوا تاب اُسکی مقابلہ کی اپنی حوصلہ مین نہین دیکھتا ہی اور
جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصر الدین خلجی سی ملتجی رہتا تھا سلطان اسلئے ہوا اسلئے اُسکی حمایت مذہب مروت
اور فتوت مین فرض شمار کرکی اقبال خان اور خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُسطرف رخصت فرمایا اور جو اسوقت
احمد نظام شاہ بحری نی لشکر مالوہ کی پہونچنی سی خبر پائی دار الملک احمد نگر کیطرف مراجعت کی اقبال خان خطبہ
ناصر شاہی برہانپور مین پڑھکر پلٹ آیا اور اسی سبب سی کہ سلطان ناصر الدین خلجی نی اپنی باپ کی نسبت سرکشی
بہت کی تھی وہ بھی ہمیشہ اپنی بیٹی سلطان شہاب الدین سی ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو
سمجھا اور جو اپنی باپ کی بیباکی اور ظلم طبعی سی خوب واقف تھا بملاحظہ کمال و اندیشہ تمام اُسکی پاس
آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصر الدین اگرچہ جانتا تھا کہ خلائق درگاہ میری ذات سی تنگ آئی ہی اور میری
ہلاکی خدا سی چاہتی ہی لیکن یہ یارا نہ تھا کہ اُس سی کوئی معروض کری یہانتک کہ سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین
مالوہ کی بعض امرا اُسکی شریک اور موافق ہوئی اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریص و ترغیب دی
اور سلطان شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان و انصار قلعہ شادی آباد مندو سی بھاگا اور ولایت کی
درمیان داخل ہوا اور ایک خلق بیشمار کہ اُسکی باپ کی ظلم و جور سی بہ تنگ آئی تھی اُسکی پاس فراہم ہوئی
اور سلطان ناصر الدین خلجی مع اُس لشکر کی جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹی سی جنگ کیواسطی برآمد ہوا اور بعد جنگ
صعب باوجود اسکی کہ جمعیت قلیل رکھتا تھا فرزند پر ظفریاب ہوا اور سلطان شہاب الدین معرکہ سی
بھاگ کر دہلی کیطرف گیا سلطان ناصر الدین خلجی نے ہزیمت کیوقت اگرچہ قدرت اُسکی اخراج پر رکھتا تھا
لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُسکی پاس بھیجا کہ وہ نصیحت کرکی پھیر لاوی سلطان شہاب الدین نے
اعتماد باپ کی قول پر نکرکی قبول نہ کیا اور بسرعت تمام دہلی کی سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو پہونچی
یہ مصرع پڑھا مصرع تخمیکہ در ہوای تو کشتیم خاک خوردہ اور جب دار الملک شادی آباد مندو کیطرف
روانہ ہوا شراب کی افراط یا عفونت کی اخلاط اور ہوا کی تصرف سی اُسی تپ محرقہ عارض ہوئی اور باوجود
موسم سردی پانی سرد مین ایک ساعت توقف کیا اور اُسکی مرض نی شدت پیدا کی اور
علت ہای متضادہ کا منجر ہوا اور حکما اور اطبا کی معالجہ نی فائدہ نہ بخشا بقول مولانا ملای روم بیت
از قضا سرکنگبین صفرا فزود ٭ روغن بادام خشکی می نمود ٭ جب سلطان نی اپنا حال دگرگوں دیکھا امرا و
اعیان مملکت کی حضور تیسری فرزند سلطان محمود کو موضع بہشت پور مین ولیعہد کرکی لوازم وصیت
بجالایا اور جمیع مناہی سی توبہ کرکی ایک ساعت کی بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اُسکی سلطنت کی
گیارہ سال اور چار ماہ اور تین دن تھے

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کیطرف تاخت لاکر قبل پہونچنے سلطان محمود خلجی کے نصرت آباد نعلچہ میں پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواجہ خان نے دروازہ قلعہ کا بند کرکے راہ ندی اسکے بعد سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بادائے سیر کیطرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کے بلا مزاحمت قلعہ میں در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفہ عرض ممالک میں رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ میں تھے مخمل اور زربفت کی جھولونسے آراستہ کرکے دربار میں لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اسقدر چتر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسرون نے اتفاق کرکے بسنت رائے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت میں تھا اس سبب سے کہ مبادا تقرب اور تسلط بہم پہونچاوے اسے قتل کرکے معروض کیا کہ رائے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکا کر چاہتا تھا کہ دولتخانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہمنے عین دولتخواہی جانکر اسے قتل کیا اور نقد الملک بھی کہ قدم اسی کے قدم پر رکھتا ہے اور بہت محیل اور مفتری ہے اسکے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کریں سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو اسکے پاس بھیجکر فرمایا کہ اسے شہر بدر کرکے مضرت جانی نہ پہونچاویں امرا نے اسقدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنی اسکو خونسے درگذر کرکے شہر سے نکالدیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اسکی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی مہمات سلطنت کو سست دیکھکر اسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا ایک روز اسنے بسبب نادانستگی سلطان محمود خلجی سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ میں قید ہیں اور وقت فرصت کا انتظار کرکے تجھے تخت سے اٹھایا چاہتے ہیں اگر تجھے سلطنت عزیز ہو انہیں ہلاک کر نہیں تو اپنی سزا پاویگا سلطان محمود خلجی کو اسکا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگونکو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارہ میں سعی کرو اور دربار شاہی میں کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اسنے بھی حرف بیجا اور ناراست زبان پر جاری کئے سلطان محمود طیش میں آیا اور شمشیر آبدار جو اسکے ہاتھ میں تھی مع غلاف زور دستی اسکے سر پر ماری کہ سر اسکا شکستہ اور زخمی ہوا اور جدول خونکے اسکے صفحہ رخسار پر جاری ہوئے وہ اسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کرکے اسی روز بقصد خون سلطان دربار میں آیا اور جو امرائے کبار خواہان امیر اعظم کے تھے طرح دیکر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور سپاہیان خاصہ خیل سے کہ انمیں اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا اور وہ بدذات دولتخانہ سے بھاگ گیا اور علم طغیان اور بغاوت کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بمشقت و محنت تمام بسر کیا اور شب کے پردہ ظلمانی جہان پر ڈالا جمعیت حرامخورونکی لحظہ بلحظہ اور ساعت بساعت افزون ہوئی سلطان کے کمک کو کوئی نہ آیا سلطان نے صلاح توقف میں نہ دیکھی اسی رات کو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا

اور محافظ خان خواجہ سرائی اُسکی بھائی صاحب خان کو قید سی برآوردہ کرکی تخت پر بٹھایا سلطان
محمود خلجی مملکت کی درمیان مقام کرکی لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور اول امرا سی میدنی رای مع عزیز
و اقارب اور قوم اُسکی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُسکی بعد شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری ملازمت سی
سرفراز ہوا پھر تو فوج فوج لشکر اطراف و جوانب سی متوجہ ہوکر اُسکی ظل رایت مین مجتمع ہوا سلطان محمود
خلجی فوج کی آنی سی قوی پشت ہوکر اکثر امرای تختگاہ کو بھی بوعدہ ہای خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سی برگشتہ
کرکی اپنی پاس لایا اور صاحب خان اور محافظ خان خواجہ سرائی دست تصرف و اتلاف خزانہ مین دراز کرکی
لشکر کثیر اور جم غفیر جمع کیا اُسکی بعد سلطان محمود خلجی بشوکت و سامان تمام دار الملک شادی آباد مندو
کیطرف متوجہ ہوا اور طرفین سی صفوف جنگ آراستہ ہوئین صاحب خان نی جرأت کرکی افواج سلطان کی
بہت حملہ کئی اور اسی درمیان مین ایک ہاتھی سلطان محمود کیطرف متوجہ ہوا اور اُسنی ایک فیلبان کی سینہ پر
ایسا صدمہ پہونچایا کہ اُسکی مقابل سی جدا ہوا اُسوقت میدنی رای نی مع جمعیت راجپوتان قدم جرأت آگے
بڑھاکر ضرب برچھہ اور جمدھر سی صاحب خان کی فوج کو درہم و برہم کرکی اکثر سپاہ کو ہلاک کیا اور پھر
صاحب خان نی اُس سی زیادہ تراہی مین تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو مین پناہ لی یعنی قلعہ کا
دروازہ بند کرکی متحصن اور قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پیچھا کرکی پھر فروکش ہوا اور اپنی بھائی
صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہنوز صلہ رحم درمیان مین ہی قلعہ داری کی خیال محال سی درگذر اور تجھی جسقدر
مال اور جس صوبہ کی تمنا ہو مین تجھی ارزانی کرون صاحب خان نی قلعہ کی استحکام اور سنگینی پر مغرور ہوکر قبول نہ کیا
سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا اور اہل قلعہ کی تنگی مین کوشش کی بعضی امرا جو قلعہ مین تھی اُنھون نی پھر
محافظ خان سی دشمنی شروع کی اور سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سی قلعہ مین لاوینگی
مطمئن رہئی محافظ خان یہ خبر سُنکر مضطرب اور حیران ہوا جواہر قیمتی اور نقود وافر لیکر صاحب خان کے
ملازمت سی سنہ ۹۱۷ نوسو سترہ ہجری مین گجرات کیطرف گیا اور اُس مقام مین ایلچی شاہ اسمعیل بادشاہ
ایران کی درمیان مین نزاع واقع ہونے سے منفعل ہوا اور رہنا اُسکا اُسطرف دشوار ہوا پھر سلطان مظفر کی
بلا اجازت آسیر کیطرف گیا اور وہانسی بھی مع تین سو سوار کاویل مین عماد الملک کی پاس جاکر کمک طلب کے
اور چونکہ عماد الملک اور سلطان محمود کی درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی گئی قریب آسکی مدد خرچ کیواسطی
مقرر کرکی امداد سی تامل اور تغافل ہوا منقول ہی کہ جب صاحب خان شادی آباد مندو سی مفرور ہوا سلطان
محمود خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان کہ اس سی پیشتر
کسی تقریب سی آسیر کیطرف بھاگ گئی تھی صاحب خان کی یہ خبر سُنکر چتر سلطان شہاب الدین کی سر پر
بلند کرکی گرمی کی عین گرما گرمی مین کہ مچھلی قعر دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنی آتش طبع کی عرق مین غرق ہوتا تھا برہانپور سی
شادی آباد مندو کیطرف روانہ ہوئی اور شبانہ روز مین تیس کوس مسافت طی کی اور جو صاحب خان کی اور
محافظ خان کی فرار سی خبر نرکھتی تھی کسی مقام مین قیام نہ کیا اور عین مراد اُنکی یہ تھی کہ دار الملک شادی آباد مندو کی
مابین خلا وہان پہونچکر اپنا کام کرین اور جبتک تنور گرم ہی روٹی پکالیوین قضارا حرارت ہوا اور مشقت راہ سے

سلطان

مخصوص خان پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دیکر چتر اُسکے سر پر بلند کرکے
ولایت مالوہ مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست [illegible] بھاگ گئے اور بعد چند روز کے
اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین [illegible] اور جاگیرات قدیم سے بہرہ یاب ہوئے
اور میدنی رای جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اُسنے عرض [illegible] پہونچایا کہ افضل خان اور اقبال خان
شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل کرتے مین بھیجکر حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین
اور چاہتے ہین کہ فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان کلمات غرض آمیز کو بیغرض تصور کرکے فرمایا
کہ کل جسوقت دونون سلام کیواسطے دربار مین آوین قتل کئے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون کو
گرفتار کرکے بند بند سے جدا کئے سلطان محمود خلجی نے میدنی رای کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی
طلب کیا بہجت خان باوجود خانہ زادی میدنی رای کی استقلال سے ہراسان ہوکر برسات کی پہونچنے کا عذر
پیش کیا سلطان چشم پوشی کرکے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقطع بھیلسا کو سکندر خان کی دفع کیواسطے
کہ وہ بھی دار الملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندوہر سے قصبۂ شہاب آباد تک تصرف مین
رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ گوندوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان کے سر پر جمع آیا تھا
نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت مین معروض کی اور میدنی رای سے
کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُسنے درجواب لکھا کہ اقبال بادشاہ کا اُسکی دفع کیواسطے
کافی ہے قدم بڑھانا چاہیے منصور خان اپنے کام مین حیران ہوا ناچار باتفاق جہان خان کہ امرای کلان سے تھا
بہجت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دہار کیطرف روانہ ہوا اور میدنی رای کو مع لشکر انبوہ اور
پچاس زنجیر فیل سکندر خان کی دفع کیواسطے نامزد فرمایا مصرع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
میدنی رای کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ رکھتا تھا اُسنے سکندر خان کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خان نے
دیکر صلح کرکے استمالت نامہ حاصل کیا اور میدنی رای کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی رای کا
استقلال حد سے گذرا اور اسوقت کہ سلطان سفر مین تھا شادی آباد مندو کے اوباشون نے ایک مجہول النسب کو
بادشاہی پر آمادہ کرکے چتر سلطان غیاث الدین کا کہ اُسکی قبر پر تھا اُٹھا کر اُسکے سر پر بلند کیا اور
داروغہ نے مردانگی کرکے اُنکا شر دفع کیا بہجت خان میدنی رای کی عروج اور سلطان کی عاجزی سے زیادہ تر
ہراسان ہوا ایک جماعت کا دہلی کی سمت بھیجکر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان
سکندر خان لودھی لکھکر دہلی مین بھیجا کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانون پر برپا کیا ہے اور میدنی رای
کہ سردار اس فرقہ کا ہے مال و ملک کا صاحب اختیار ہوا ہے اور بہت ملازمان قدیم کو جو اس دودمان کے
خیرخواہ تھے بیعذر و قصور تہ تیغ کیا ہے اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب مین پراگندہ ہوئے اور سلطان محمود
کہ بادشاہ ہے اپنے کو بھی دست اور راجپوتون اور میدنی رای کی عروج دینے سے پشیمان ہے اور واہمہ مین مبتلا
ہوکر ہمارے اوپر اعتماد نہین کرتا ہے بلکہ میدنی رای کی تحریص سے ہم بقیۃ السیف کی خون کا پیاسا ہے اور حکم

شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے یکقلم موقوف ہوا اور مسجدوں اور مدرسوں میں بیدینوں نے نشیمن کیا ہے یقین ہے کہ چند روز میں رای رایان ولد میدنی رای سلطان کو درمیان سے اٹھا کر اس مملکت کی فرمانروائی کرے اگر فوج منصورہ اور عساکر قاہرہ بھیجکر صاحب خان کو تخت پر بٹھائے البتہ خطبہ آنحضرت کا چندیری وغیرہ میں پڑھا جاویگا الغرض محافظ خان خواجہ سرا کہ گجرات سے دکن کیطرف صاحب خان سے جدا ہو کر پھر وہاں سے بجانب دہلی گیا تھا بارہ ہزار سوار کی سرداری عماد الملک لودھی اور سعید خان کی اسکی مدد کیواسطے مقرر ہوئے اور خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد بھی اسے عنایت ہوا اسوقت میں شاہ مظفر گجراتی بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار دہار کیطرف آیا اور سکندر خان نے بھی پھر علم بغاوت بلند کر کے خلل مملکت میں ڈالا اور عجیب صحبت ظہور میں آئی میدنی رای نے ہمت سب کے دفع کیواسطے مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے برآوردہ کر کے ایک فوج راجپوتوں کی لشکر کے مقابلہ کو بھیجی اور حاکم کہندوی اور ملک لودھ کو سکندر خان پر نامزد فرمایا قضارا ایک فوج لشکر گجرات سے جودار الملک کے نواح میں آئی تھی اسنے بھی شکست پائی اور سلطان مظفر نے اسے شگون بد جانکر اور مالویوں پر احسان رکھکر اپنے ملک کی سمت مراجعت کی اور ملک لودھ نے بھی سکندر خان کے مقابل آنکر اسے بھی شکست دی لیکن غارت کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اسکے عیال اسیر ہوئے تھے اسنے پابوسی کے بہانہ ملک لودھ تک اپنے تئیں پہونچایا اور خنجر آبدار سے اسکا پہلو شگافتہ کر کے متاع زندگی اسکی برباد کی اور سکندر خان یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور چھ ہاتھی نامی لیکر سواس کیطرف گیا سلطان محمود خلجی نے میدنی رای کی صلاح سے اس مہم کا فیصلہ اور وقت پر منحصر رکھا اور بہجت خان کے دفع کیواسطے چندیری کیطرف روانہ ہوا اثنای راہ میں اسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب پہونچا اور منصور خان نے استقبال کر کے چتر اسکے فرق پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی اور سعید خان بہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان کی کمک کو آیا ہے سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر ہوا کہ ایکبار گی صدر خان اور مخصوص خان اسکے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صاحب خان نے محمود نام ایک شخص کو سپہ سالار کر کے سارنگپور کیطرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی سے مغلوب ہو کر بحال پریشان بھاگا اور اسوقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا کے حسن تدبیر سے بہجت خان کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھکر اور سکہ پر اسکا نام جاری کرو بہجت خان نے جواب حسب مدعا دیا انھوں نے یہ بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور سلطان سکندر فرمان کے پہونچتے ہی دہلی کیطرف راہی ہوا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ چندیری میں سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن جب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر میں فراہم ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الہی سے مسرور ہو کر شکر و سپاس بجالایا پھر چند روز شکار میں مشغول ہوا اس درمیان میں خبر پہونچی کہ محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان اور بہجت خان کے حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کیطرف متوجہ ہوا ہے سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امرای راجپوتان انکے دفع کے لئے رخصت کیا اور ظفر آباد کے حوالی میں فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا

کفران نعمت کی شامت سی مارا گیا اور بہجت خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کی پلیٹ جانی اور محافظ خان کی
قتل ہونی سی اپنی فعل سی پشیمان ہوئی اور صاحب خان سی حرف رخصت درمیان مین لائی صاحب خان نی
قبول کیا اور شیخ اولیا نام ایک فاضل وقت کی وسیلہ سی سلطان کی عرض مین پہونچایا سلطان نی یہ امر
لطائف غیبی اور عنایات لاریبی سی تصور کر کی قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور نامونی صاحب خان کی سپرد
کر کی دس لاکھ تنگہ سیاہ خرچ کیواسطی اور بارہ زنجیر فیل انعام دی اور فرمان استمالت بہجت خان اور دوسرونکی
واسطی بھیجی اور بہجت خان نی دو لاکھ تنگہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھی اور باقی صاحب خان کو دی مفسدونکی
صاحب خان کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خان تجھی قید کیا چاہتا ہی صاحب خان ہراسان ہو کر سلطان
سکندر لودھی کی پاس کہ سرحد مین تھا پہونچا اور بہجت خان اور باقی امرا استمالت نامہ طلب کر کی سلطان کی
خدمت مین حاضر ہوئی اور خلعتہای خاص سی مخصوص ہو کر جاگیرہای قدیم کیطرف روانہ ہوئی سلطان محمود خلجی نی
مظفر اور منصور اپنی دار الملک کیطرف مراجعت کی اور میدنی رای کی رای ناصواب سی تیغ بیدریغ امرا اور
افسران سپاہ کی گلی پر رکھی اور ہر روز ایک کو ناحق اور بھید ور قصور تہمت اور بہتان کر کی بسیاست تمام
قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اسکی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان محمود خلجی کا تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانونسی پھر گیا
اور عمال اور حکام قدیم کہ مدت ہای دراز سی سرکار غیاثی اور ناصر شاہی مین مشغول مہمات دیوانی تھی انکی
ناصیہ احوال پر رقم عزل کھینچکر ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور انکی جگہ پر میدنی رای کی انصار اور
اعوانکو مقرر اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازمونکو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی کی
اپنی اہل و عیال کو لیکر جلاء وطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اس قلمرو مین دار العلم اور جای ورود فضلا
اور مشائخ تھا کافرونکا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ دربانی اور فیلبانی بھی راجپوتونکی حوالہ کی اور
راجپوت زنان دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئی اور علیخان نام امرای قدیم جو حاکم شہر تھا کفار
راجپوت کی تسلط سی دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنونمین مع کفار شکار کیواسطی
گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندو کی بھی کفار کی غلبہ سی آزردہ خاطر تھی علیخان کی شریک اور موافق
ہوئی سلطان محمود نی یہ خبر سنکر بسبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کر کی کام محصورین پر
تنگ کیا علیخان مع اپنی اعوان قلعہ سی بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت
راجپوتونکی علیخان کی تعاقب مین نامزد کی کہ اسی دستیاب کر کی قتل کرین اور بعد اس واقعہ کی ایکبارگی
میدنی رای مطلق العنان ہوا تمام امرا اور منصب داران مالوہ کو اپنی طرف مخاطب اور رجوع کیا اور
سلطان کی خاصہ خیل قدیم مین دو سو سوار مسلمان سی زیادہ تر نہ رہی سلطان محمود نی راجپوتونکی غلبہ اور
تسلط سی متفکر ہو کر جو اہل ہند مین رسم ہی کہ جس وقت اپنی نوکر کو رخصت یا مہمان کو وداع کرتی ہین اسی بیڑا
رخصت کا دیتی ہین سلطان نی ایک طرف بیڑا اور پان سی پر کر کی آرائش خان کی ہاتھ مین دیکر میدنی رای کی
پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بس بعد تمھین رخصت ہی ہماری ولایت سی نکلجاؤ راجپوتون نی جواب دیا کہ
ہم چالیس ہزار سوار نی آج تک ہوا خواہی اور جانسپاری مین تقصیر نہین کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے

وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کہ کونسی تقصیر ہمسی سرزد ہوئی جو مستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اسکے بعد
راجپوت چاہتے تھے کہ سلطان محمود کو درمیان سے اٹھا دین میدنی رای نے انھیں یہ جواب دیا کہ بالفعل فی الحقیقت
سلطنت مالوہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے اگر سلطان درمیان نہین ہوگا سلطان مظفر گجراتی جلو ریز آنکر اس
ولایت پر متصرف ہوگا پھر کیف ما استطیع ہمسی ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی مین کوشش کرنی چاہئے غرضکہ پھر
سلطان کی خدمت مین آنکر عذر اور معذرت کی سلطان جو کہ لا علاج تھا ان شرائط پر قبول کیا کہ جمیع
کارخانہ بدستور قدیم مسلمانونکے حوالہ کردو اور مہمات ملکی مین دخل ندو اور عورات مسلمہ کو اپنے مکانون سے
نکالدو اور ظلم و تعدی سے دست کش ہو میدنی رای یہ سب امر قبول کرکے سلطان کی نہایت دلجوئی مین
مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کہ امرای راجپوت سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ
کرکے اعمال ناشائستہ اور افعال ناپائستہ سے باز نہ آتا تھا سلطان محمود نے وفور شجاعت سے باوجود اس جماعت
قلیل کے کہ دو سو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعض مخصوصون سے یہ مشورہ کیا کہ جب مین شکار سے مراجعت کرون
اور میدنی رای اور سالباہن اپنے مکانکی سمت رخصت ہو دین اثنای مراجعت مین دونون کو ضرب ہای
شمشیر سے قتل کرکے بند بند سے جدا کرنا ... دوسرے دن جماعت موعود کو جا بجا چھوڑ کر شکار کیواسطے گیا
اور معاودت کرکے خلوتخانہ مین داخل ہوا اور میدنی رای اور سالباہن رخصت ہوئے اسوقت دس سوار
کمینگاہ سے برآمد ہوئے اور دونون ... شمشیر سے وار کئے سالباہن مارا گیا اور میدنی رای کو جو زخم
کاری نہ پہونچا تھا اسکے نوکر ہجوم کرکے ... اٹھا لیگئے راجپوت یہ سانحہ سنکر میدنی رای کے مکان مین
جمع ہوئے اور اسکی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہوکر دربار کیطرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل سے
اسکا ہاتھ خالی تھا لیکن شجاعت ... اپنا نظیر نرکھتا تھا صرف سولہ سوار اور چند پیادہ مسلمان
بہ نیت حصول نقد شہادت ... برآمد ہوا اور کئی ہزار کافر خاسر کے مقابل ہوکر جنگ مین مشغول
ہوا ایک راجپوت پوربیہ کہ مردانگی ... ہتھیار رکھتا تھا اسنے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار
سلطان پر ڈالا سلطان نے اسکی ضرب کو رد کرکے ایسی تلوار اسکے ماری کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر جہنم واصل ہوا
پھر دوسرا راجپوت میدان جانستانی مین خرامان ہوکر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھی کا وار اسپر ڈالا سلطان نے
اس وار کو بھی خالی دیکر اسکے بھی گلوی خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا راجپوت یہ حال مشاہدہ کرکے بغیر
اسکے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی رای کے مکان مین کہ احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہان
دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر میدنی رای سے رخصت جنگ طلب کی میدنی رای نے یہ جواب دیا کہ سلطان
محمود نے اگر ارادہ میرے قتل کا کیا کچھ قصور نہین رکھتا اسواسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے تم میرے
حمایت سے دست بردار ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کسواسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہوگا
سلاطین اطراف خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اسکے انتقام پر قیام کرینگے جب اسنے راجپوتونکی
تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت مین خیر سگالی نے نمک حلال کھایا تھا اسوجہ سے
ان زخمونسے بچ گیا اگر فی الواقع اس نمک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت انتظام پاوے مضائقہ نہین ہے

ملاحظہ میں ہوکر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی رای میرا خیر خواہ ہی اور کمال خیر خواہی سی راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سی باز رکھا ہی کہ بانی فساد اور مادہ خشونت تھا الحمد للہ کہ اُسکا شر دفع ہوا انشاء اللہ تعالی بعد اسکی بخیر و خوبی امور سلطنت میں مشغول ہوگا اور بعد اسکی کوئی امرا اور قوم میں نہ آویگا اور میدنی رای نی بھی بحسب ظاہر جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری میں قدم رکھا اور بعد گذشتہ سی کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت میں ہر وقت ہوشیار اور واقف کار ہو کر جب دربار میں آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اسکی ہمراہ رہتی تھی لیکن اس وضع سی سلطان محمود خلجی بہ تنگ آیا ایک روز اُسنی شکار کی بہانہ راجپوتونکو دوا دوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کر کی رات کو اپنی محبوبہ کو جسکا نام رانی کنیا تھا سوار کر کی مع چند پیادہ قلعہ سی برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑی کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات کی اُسکی ساتھ بسلوک نیک پیش آئی اور سراپردہ اور جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرضداشت سلطان مظفر کو لکھکر قدوم سلطان محمود خلجی سی خبر دی سلطان مظفر نی قیصر خان اور تاج خان اور قوام الملک اور امرای کبار کو اُسکی استقبال کو بھیجکر گھوڑی عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب توشک خانہ اور فراشخانہ اور سراپردہ سرخ اور چتر اور دیگر کارخانجات کہ سلاطین کو درکار ہیں ارسال کی اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اسکی جب دربار میں ایک تخت پر قران السعدین اور اجتماع نیرین واقع ہوا سلطان مظفر نی پرسش بزرگانہ فرما کر تحف و ہدایای شاہانہ گذرانی اور آئین مروت اور جوانمردی کی تمام وجوہ سی رعایت کر کی مرہم لطف و تفقد اُسکی زخمہای مطالب پر رکھا اور ہمت والا نہمت ہمہ راجپوتان کی دفع اور جلاس تخت مندو پر مصروف کی اور سامان اور سرانجام لشکر مہیا فرما کر سنہ ۹۲۳ نوسو تیئس ہجری میں باتفاق سلطان محمود خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی رای خبر نہضت سلطان محمود سنکر قلعہ شادی آباد اپنی فرزند بھورای کی سپرد کر کی بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اُسکی پاس چھوڑی اور خود قلعہ دہار میں جا کر اُسکی استحکام میں کوشش کی اور اسکی بعد جب کہ سلطان مظفر قریب پہونچا لشکر گجرات کی مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنی میں نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ توپچی اور کمانداز قریب دو ہزار بھورای کی مدد کیواسطی بھیجکر خود واسطی طلب امداد جیپور کیطرف رانا سنگا کی پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دہار کی قریب فروکش ہوا اور عرصہ قلیل میں اُسی مفتوح کیا اور لشکر مالوہ میں قریب دس ہزار سوار اور پیادہ اطراف و جوانب سے جو میدنی رای کیطرف سی پراگندہ اور متفرق ہوئی تھی سلطان محمود کی پاس جمع ہوئی اور دہار کی فتح ہونیکی بعد سلطان مظفر نی بہ شوکت و عظمت تمام جا کر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو مع امرای کثیر رانا سنگا اور میدنی رای کی سر پر رخصت کیا اُسطور سی کہ گجراتیونکی احوال میں تحریر ہوا ہی اور ابتدای سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری میں قلعہ مفتوح ہوا اور علاوہ اُسکی کہ راجپوتون نی اپنی تئیں جوہر کر کی جلایا اور قتل کیا تھا نو ہزار راجپوت روز فتح مقتول ہوئی اور سلطان محمود خلجی کہ پیچھے رہا تھا آنکر مبارکباد کہی اور از روی اضطراب پوچھا کہ ہماری واسطی خداوند جہان کیا فرماتی ہیں سلطان مظفر نی از روی مردمی کی فرمایا

کہ سلطنت مالوہ کی تہنیت مبارک ہوا اور یہ فرماکر فوراً قلعہ اسکی سپرد کرکی اپنی اردو کیطرف گیا دوسری دن
سلطان محمود نی یہ پیغام دیا کہ آپ اور چند روز بعضی امور کی درستی اور سامان کیواسطی شہر مین رہیں اور خود
کوچ کرکی رانا سنکا اور میدنی رای کی تنبیہ اور گوشمال کیواسطی اجین کیطرف متوجہ ہوا جب قلعہ دہار مین آیا مخبرون نی
خبر پہونچائی کہ عادلخان اور امرای گجرات دیپالپور سی آگئی تہی کہ دشمن خبر فتح سنکر چندیری کی سمت بہاگ گئی
اور سلطان محمود اپنا سامان درست کرکی سلطان مظفر کی پاس دہار مین آیا اور یہ التماس کی کہ آپ ایکروز
قدم رنجہ فرماکر مندو کیطرف تشریف ارزانی فرماوین نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی ہوگی بیت از الطرف
نہ پذیرد کمال تو نقصان ٭ وز نیظرف شرف روزگار من باشد ٭ سلطان مظفر اردو کو دہار مین چہوڑکر قلعہ
شادی آباد مندو مین آیا سلطان محمود نی پٹکا خدمت کا کمر اطاعت پر باندہکر سر مجلس ایستادہ ہوکر
لوازم ضیافت مین قیام کیا پہر جشن اور شادی سی فارغ ہوکر سلطان مظفر کو باغات اور مواضع مرغوب
مندو کی سیر و گشت کرائی اور رخصت کی دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ حق تواضع اور مہمانداری کا تہا
بجالایا اور چند منزل بطور مشایعت گجرات کیطرف گیا اور جو آصف خان گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان
محمود کی مدد کیواسطی مقرر ہوا تہا اسی مراجعت مندو کی رخصت فرمائی اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا
ہوکر امور جہانبانی مین مشغول ہوا اور مملکت کی بندوبست مین حتی الوسع کوشش کی اور جو چندیری اور کاکرون
بتصرف میدنی رای اور قلعہ اسیر اور بہیلسہ اور سارنگپور سلہدی راجپوت کی قبضہ مین تہا سلطان محمود
خلجی انکی دفع کی فکر مین ہوا اول قلعہ کاکرون پر چڑہائی کی اور میدنی رای اسمرتبہ بہی رانا سنکا سی ملتجی ہوکر اسی مع لشکر
فراوان کمک کو لایا اور اسدن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود بہت مسافت طی کرکی رانا سی سات کوس
ادہر فرودکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنکا کو پہونچی اسنی اپنی امرا کو طلب کرکی یہ بات کہی بہتر یہ ہی کہ اسیوقت
غنیم کی سربرکہ ماندگی کی سبب قوت تردد کی نہین رکہتا تاخت لاوین اور اپنا کام کرین یہ کہکر سلاح جنگ
لگاکر جنگ پر آمادہ ہوکر بتعجیل تمام روانہ ہوا جب سلطانکی لشکر کی قریب پہونچا اور اسکی افواج آراستہ
نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تہا سوار ہوکر اردو سی برآمد ہوا اور امرا اور سپاہ اسحال سی واقف ہوکر اسکی
ملازمت مین حاضر ہوئی ہرچند آصف خان گجراتی اور بہی امرائی عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہین ہی سلطان محمود
خلجی نی کہ عقل سی بی بہرہ تہا اسکی کہنی پر التفات نہ کی اور بی ترتیب صفوف جنگ مصاف مین مشغول ہوا
جیسا کہ طرفۃ العین مین بتیس ۳۲ سردار نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئی اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نی اسکی
کمک کیواسطی نامزد کیا تہا وہ بہی مع پانسو سوار گجراتی شہد شہادت چکہکر روضہ رضوان کیطرف راہی ہوا
اور لشکر مالوہ سی سوای سلطان محمود خلجی اور دس سوار کی کوئی معرکہ مین نرہا سلطان نی بنور شجاعت اس تصور سی
کہ دس سوار سی کام نکلسکیگا اور جیسا سوار ما بہار نہین چہوڑتا بیفائدہ لشکر کفار پر کہ قریب پچاس ہزار سوار کی تہی
تاخت لایا اور ظاہر اسکا قصد درجہ شہادت کی حصول سی تہا غرضکہ دسون سوار بہی حملۂ اول مین قتل ہوئی
اور سلطان محمود خلجی خنگ بادپا کو جولان کرکی دریای حرب مین غوطہ زن ہوا اور اسقدر راجپوتونکو جہنم واصل
کرکی کارزار کی کہ راجپوتون نی انگشت حیرت دندان تفکر مین دبائی اور سو زخم اسکی جوشن پر پہونچی جوکہ دو جوشن

اُسکی زیب تن تھی بچا مگر زخم اُن دونون سی گذر کر اُسکی بدن پر پہونچی تھی باوجود اس حال کی غنیم سے منہ نہ موڑا
اور جبتک ایک رمق اُسمین قوت باقی رہی معرکہ سی قدم پیچھے نہ ہٹایا یہانتک کہ راجپوتون نی ہجوم کیا
اور سلطان خانۂ زین سی جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتون نی اُسے پہچانا اور زندہ رانا سنگا کی پاس لیگئی اور راجپوتونکے
سردارون نی زبان اُسکی مدح و ثنا مین کھولی اور پروانہ وار اُسکی گرد پھرتی تھی اور اُسکی بہادری اور شجاعت کی
تعریف کرتی تھی اور رانا سنگا بھی اُسی مقام مناسب مین بٹھا کر دست بستہ اُسکی روبرو ایستادہ
ہوا اور شرائط تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری مین تقصیر نہ کی اور سلطان کی زخمونکی معالجہ مین مشغول ہوا
اور جو اُس روز جنگ مین تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتونکی ہاتھ آیا تھا تاج مرصع سلطان
ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان نہ دیکھا زبان اُسکی طلب مین کھولی سلطان محمود
خلجی نی اُسی بھی رانا کی سپرد کیا جب سلطان کی زخمون نی اندمال کیا اور صورت مراد آئینہ تمنا مین مشاہدہ
ہوئی رانا سنگا نی لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہزار راجپوت سلطان محمود خلجی کی ہمراہ کر کی بعزت و
حرمت تمام شادی آباد مندو مین بھیجا کہ تخت پر بٹھا کر مراجعت کرین. سلطان محمود تیسری مرتبہ تخت
شادی آباد پر اجلاس کر کی اپنی شکست و ریخت مین مشغول ہوا لیکن جو ہیبت ریاست ممالک مالوہ سی
امرا اور باغیونکی تصرف مین تھی اور رعایا جو اطاعت جیسا کہ چاہیی بجا نہ لاتی تھی خلل عظیم اُسکی بادشاہی مین
ظاہر ہوا اور سکندر خان سوا اسی بہت سی پرگنون پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا تھا اور میدنی رای کی
چندیری اور کاکرون اور دوسری جاگیرین بجنگ تغلب لیکر اطاعت نہین کرتا تھا اور اسیطرح سی اور
حکام بھی اطراف اور سرحدونمین قدم اندازہ سی باہر رکھکر ضعف سلطنت کی باعث ہوئی تھی اور سلطان
محمود خلجی بخلاف سلطان محمود ماضی انار اللہ برہانہ کی مدار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبیر اور عقل کو
درمیان مین راہ نہ دیتا تھا ٩٢٦ھ نوسو چھبیس ہجری مین سلہدی پوربیہ کی دفع کیواسطی روانہ ہوا اور اسنے
راجپوت بہت جمع کر کی میدنی رای سی کمک طلب کی اور سارنگپور کی نواح مین صفوف جنگ آراستہ
کر کی سلطان سی بمقابلہ پیش آیا پہلی لشکر اسلام کو متفرق اور پریشان کر کی ظفریاب ہوا اور فوج اُسکی
تاراج مین مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قطب کی مانند فوج قلیل سی پای ثبات زمین کین مین قائم رکھتا تھا
فرصت پا کر سلہدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین وجہ سی اُسی شکست دی اور ہنگام تعاقب چوبیس
زنجیر فیل لیکر سارنگپور کو اُسکی تصرف سی برآوردہ کیا اور سلہدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہو کر اظہار
اطاعت پر سرگرم ہوا سلطان محمود خلجی نی اُسی غنیمت جانکر دار السلطنت شادی آباد مین مراجعت
فرمائی اور ٩٣٢ھ نوسو بتیس ہجری مین جب امر سلطنت گجرات نی سلطان بہادر شاہ گجراتی سی تعلق پکڑا
شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی بھاگ کر شادی آباد مین آیا سلطان محمود خلجی نی جو شاہ مظفر کا
رہین احسان تھا اُسکی اعزاز و تکریم مین کوئی دقیقہ از دقائق مروت فرو گذاشت نہ کیا اور رضی الملک
جو گجرات کی امرای معتبر سی تھا اور بہادر شاہ کی دبدبہ اور صولت سی بھاگ کر فردوس مکانی ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ سی ملتجی ہوا اور تہمت اسپر معروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول کر کی چاند خان کو قائم مقام

اُسکا لکر ہی اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو میں آیا اور چاند خان سے مشورہ کرکے پھر آگرہ میں گیا
جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ محبت اور اخلاص سے بہت
تعجب ہوا کہ حرام خوار کو اپنی چھوڑ دیا ہے کہ چاند خان کے پاس آکر فتنہ انگیزی کرکے پھر آگرہ میں جاوے اتفاقا
بھی الملک ارکان دولت فردوس مکانی سے کچھ کلام کرکے دوبارہ شادی آباد مندو میں آیا اور پھر پلٹ کر
آگرہ میں گیا لیکن اسمرتبہ شاہ کچھ زبان پر نہ لایا سلطان محمود خلجی کی اندیشہ میں ہوا جو زوال دولت خلجیہ
آپہونچا تھا سلطان محمود خلجی اُسکی تدارک کی فکر میں ہوا اور جسوقت رانا سانکا کی خبر فوت پہونچی اور اُسکا
بیٹا رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعض قصبات جیپور کو تاخت و تاراج
فرمایا اور رتنسی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لاکر
مالوہ کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اُسکی مقابلہ کو روانہ ہوا اور اُجین سے گذر کرکے
سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اور اُسکا منھ بولا فرزند کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا
سیواس سے مدد کیواسطے طلب کرکے اور پرگنے اُسکی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سلہدی پوربیہ سلطان محمود
خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان رتنسی رانا کے پاس گیا اور وہانسے معین خان بھوپت ولد سلہدی پوربیہ کے
ہمراہ سنبلہ کی حوالی میں شاہ بہادر شاہ گجراتی کی دربار میں جاکر اپنی ولی نعمت کی شکایت تحفہ مجلس کی
سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کی پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق
اُس سلسلہ کی مجھپر بہت ہیں اور مسافت تھوڑی باقی رہی چاہتا ہوں حضور میں پہونچکر مبارکباد سلطنت
کہوں سلطان بہادر نے جیسا کہ اُسکی وقائع میں مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرخی کی
کنارہ پہونچکر نزول کیا اور اُس منزل میں رتنسی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر
ہوئی سلطان محمود سے شکایت کی اور رتنسی اُسی منزل سے رخصت ہوکر اپنی مقام میں گیا اور سلہدی سلطان
بہادر کی اُردو میں کہ امیدوار سلطان محمود کی آنیکا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود تشنہ ناکامی اپنی پا
دولت میں مارکر ملاقات کی ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کی نوکروں کی دفع کرنیکی بہانہ سیواس کیطرف
روانہ ہوا اثنای راہ میں ایک دن شکار میں مشغول ہوکر گھوڑی سے گرا کہ اُسکا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اُسے
فال بد سمجھکر فسخ عزیمت کی اور شادی آباد مندو میں جاکر قلعہ داری کی سامان میں مصروف ہوا بیت
چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے
قطع نظر کرکے شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل میں سلطان محمود خلجی کی ملازم فوج فوج آکر اُسکی
شریک ہوتی تھی اور شرزہ خان حاکم دہار بھی اُنسے موافق اور ملحق ہوا اور جب ظفر آباد نعلچہ میں پہونچا
قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے قلعہ میں متحصن ہوا ہر شب ایکبار
جمیع مورچوں پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کی مدرسہ میں استراحت فرماتا تھا جب اُسے
اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنی محلوں میں جاکر عیش و طرب میں مشغول ہوا اور بعض نیک اندیش
سنہ ۹۳۷ اس بارہ میں جو اُسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے اُنھیں یہ جواب دیتا تھا کہ اب انفاس واپسین کا

سامنا ہی چاہتا ہون انھین عیش و عشرت مین بسر کرون پھر شعبان کی نوین تاریخ ۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری صبح صادق کیوقت نشان دولت بہادر شاہی افق قلعہ سی طالع ہوا اسیوقت چاند خان کہ مایۂ فساد و نزاع تھا قلعہ سی نکل کر دکن کی سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہو کر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت مقابلہ کی اپنی مین نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نی اوج بلندی سی پستی کی طرف میل کیا تھا باوجود فرصت اور قدرت قلعہ سی ولایت کی درمیان نہ گیا اور ہزار سوار لیکر اپنی حرم کی قتل پر آمادہ ہوا بیت چو بخت کسی رو نہد در زوال ٭ بچیزی گراید کہ گردد وبال ٭ لیکن جسوقت محلون مین پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ فہمایش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمھاری حفظ ناموس مین جیساکہ چاہئی کوشش کریگا بہتر یہ ہی کہ قلعہ سی باہر نکل جاوین اور لشکر جمع کرکی دشمن کی دفع مین مشغول ہووین یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کی گرد آ پہونچا اور لعل محل کی کوٹھی پر برآمد ہو کر آدمی سلطان محمود کی طلب مین بھیجا سلطان اپنی سردارونکو چھوڑ کر مع سات سوار بہادر شاہ کی پاس آیا سلطان بہادر شاہ نی اسکی تعظیم کیواسطی قیام کرکی معانقہ کیا اور سلطان محمود و بہادر شاہ کی بیٹھنی کی بعد کچھ درشتی کرکی خاموش ہوا لیکن علامت تغیر اسکی بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ اسکی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو بھی امان دیکہ وہ سب اپنی مکان پر جاوین اور بعضی نسخون مین نظر سی گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو مین تھا جب سلطان محمود نی درشتی کی حکم حبس فرمایا اور جمعہ کی روز منبرون پر شادی آباد مندو کی خطبہ پڑھا اور ماہ شعبان کی چودھوین شب کو دو ہزار بھیل اور کولی منزل دہور مین آصف خان کی اردو پر شبخون لیگئی اور اسی لحظہ سلطان محمود نی نماز سے فارغ ہو کر سر تکیہ بالین پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا بقصد گریز اپنی پاؤن کی زنجیر توڑی اس درمیان مین نگہبان واقف ہوئی اور اس خوف سی کہ مبادا اسکی ہوادار شبخون لائی ہون اور یہ انسی ملحق ہو کر مملکت مین فساد برپا کری اسی ساعت شہد بلا اسکی حلق زندگی مین ڈالکر شہید کیا آصف خان نی علی الصباح اسی غسل و کفن دیکر اسی مکان مین جو حوض دہور کی کنارہ مدفون کیا اور اسکی بیٹونکو محمد آباد چنپانیر مین قید کیا اور عرصہ قلیل مین محمد شاہ بن ناصر الدین کی سوا جو بابر شاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اس خاندان سی کوئی وارث نہ رہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت انکی سلسلہ کی حکام مملکت گجرات مین منتقل ہوئی یہانتک کہ ۹۴۱ھ نو سو اکتالیس ہجری تک حکومت اس دیار کی اسی جماعت کی قبضہ اقتدار مین رہی بعد اسکی جیساکہ مذکور ہوتا ہی تھوڑی عرصہ مین دست بدست ہو کر ۹۶۸ھ نو سو اڑسٹھ ہجری مین اکبر شاہ کی قبضۂ قدرت مین آئی اور بزرگون نی سچ فرمایا ہی کہ دنیا مکارہ ہے جیسے سیاہ چشم اور بدکارہ ہی سفید چشم گندم نما ہی جو فروش اور عجوزہ ہی پرنیان پوش طالب اسکا ابتدا مین خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہی اور آخر کو غم و اندوہ مین مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہی ابیات مشعبد جہانیست فرتوت سر ٭ کند کار دیگر نماید دگر ٭ بخواند بمہر و براند بکین ٭ ہمہ کار او جاودان این چنین ٭ ندانی چو خواندت کجا خواندت ٭ ندانی چہ راندت کجا راندت ٭ نہ اول بکام تو بود آمدن ٭ نہ آخر بکام تو باید شدن ٭ ابر کام ازین ستیزہ چون توان ٭ میان دو ناکامی اندر جہان

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اُس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کی تسلط اور غلبہ کا

اسطرح مرقوم خامۂ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کی سلطان بہادر شاہ گجراتی نی مملکت خلجیہ پر غلبہ پایا
اور امرای مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرہ فرمان برداری مین تھی آئی تھین الطاف خسروانہ سی سرفراز اور
ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ اسلیے کہ وہ سب سرداروں سی پیشتر اُسکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اُجین اور
سارنگ پور اور رایسین جاگیر پائی اور آخر کو جیساکہ طبقۂ گجراتیون مین بیان ہوا بہادر شاہ کی چنگ
غضب مین گرفتار ہوا اور اُسنی قلعہ رایسین مین اپنی تئین ہلاک کیا اور اُسکا بیٹا بھوپت حضور سی بھاگا
سلطان بہادر شاہ نی اُجین دریا خان لودھی اور رایسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خان
تفویض کرکی محمد آباد چنپانیر کیطرف عازم ہوا بعد اسکی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نی
جسوقت کہ گجرات کو فتح کرکی زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا آنحضرت نی شادی آباد
مندو مین آنکر خطبہ اپنی نام پڑھایا اور اپنی متعلقون کی اُسطور سی کہ اپنی مقام مین مذکور ہوا اسیر کیا جب آگرہ مین
تشریف لیگیا ملو خان بن ملو خان کہ غلامان خلجیہ اور امرای کبار سی تھا زور لایا اور بعد ایک سال لشکر چغتائی کی
قبضہ سی برآوردہ کرکی اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سی آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ
اپنی نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل سلہدی پوربیہ کی بیٹی قلعہ چیپور سی برآمد ہوکر قلعہ رایسین اور اُس نواح کو
اپنی قبضہ مین لائی اور اطاعت سلطان قادر کی کرکی پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت ہوئی کہ شیر خان افغان
سور نی ایسی وقت مین کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُسکی دفع کرنی مین مشغول تھا بنگالہ سی
ایک فرمان لکھکر اور مزین بمہر و طغرا کرکی بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ مین داخل ہووی
یہ مخلص مستدعی اس امر کا ہی کہ انعزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہووین یا فوج بھیجکر آگرہ کی اطراف مین خلل اندازی
کرین تو مغل سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اس ملک سی دست کش ہووین اور ہمین دیگر ملک کشائی کی فرصت
ہووی سلطان قادر شاہ شیر شاہ سور کی فرمان لکھنی سی آشفتہ ہوا اور اپنی منشی سی یہ فرمایا کہ تو بھی اسکی
درجواب فرمان لکھکر اُسپر ہماری مہر ثبت کرکی روانہ کر منشی نی اُسکی حکم کی موافق عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر
اُسپر کرکی روانہ کیا اسصورت مین سیف خان دہلوی کہ اُسکا ندیم تھا اور ہمیشہ از روی گستاخی باتین
راست بی تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیر شاہ بالفعل بادشاہ بنگالہ اور جونپور ہی اور اسقدر
سپاہ اور شوکت رکھتا ہی کہ شاہ دہلی کی مقابلہ کو آیا ہی اگر وہ آپ کو فرمان لکھکر مہر اُسپر ثبت کرے
بجا ہی قادر شاہ نی جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ بنگالہ اور جونپور کا ہی مین بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے
مملکت مالوہ کا بادشاہ ہون جبکہ وہ ہمسی طریق ادب جاری نہین رکھتا ہمین کیا ضرور ہی کہ آسی بغرور تہی
پیش آوین اور اُسکی حرمت کی رعایت رکھین بعد اسکی کہ فرمان قادر شاہ کا شیر شاہ کی ملاحظہ مین گذرا
وہ نہایت طیش کھاکر آزردہ ہوا اور مہر کاغذ سی اُٹھا کر یادگاری کیواسطی غلاف خنجر مین نگاہ رکھی اور یہ کہا کہ
انشاء اللہ تعالی ملاقات اور حضوری کیوقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاویگا اور بعد اسکی جبکہ
شیر شاہ بادشاہ دہلی کو قتل کرکی سواد اعظم ہندوستان اپنی تصرف مین لایا اور پھر سنہ ۹۴۹ نو سو اُنچاس ہجری مین

بقصد تسخیر ممالک

زیادہ تر ہراساں ہوکر انجام کی فکر میں ہوا سیف خان دہلوی کہ مصاحب اسکا تھا اسنے یہ فہمایش کی کہ جو
آپ اسکی مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی مناسب یہ ہی کہ آپ بجناح استعجال ایکبار جاکر اُس سے ملاقات
کریں قادرشاہ کو یہ رای پسند آئی اُجین سے بطور یلغار سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور شیرشاہ سور کے
دربار میں پہونچکر حقیقت حال جیسا ہے کہ عرض کی شیرشاہ افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے
سرفراز کرکے نظر الطاف اُسپر حد سے زیادہ مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہاں فروکش ہوا ہے کہا فلاں مقام میں
پھر شیرشاہ نے اپنا پلنگ خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشکخانہ عنایت فرمایا اور پھر دوسرے دن
کوچ کرکے اُجین کیطرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُسکا مقرب تھا اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی میزبانی سے
خبردار رہنا اور اُسے جس شے کی ضرورت ہو سرکار سے دینا اور جب وہ خطہ اُجین میں پہونچا شیرشاہ افغان
سلطان قادر کی بخلاف توقع طمع اُسکے ملک کی کی اور اُسیوقت سرکار لکھنوتی اُسے دیکر حکم کیا کہ اپنے عیال اور
متعلقوں کو وہاں بھیجکر خود ہماری خدمت میں رہے قادرشاہ صحبت نے اور رنگ تازہ دیکھکر ناچار اپنے عیال و
اطفال کو اُجین سے برآوردہ کرکے اُس باغ میں جو اُردو اور قصبہ کے درمیان تھا فروکش ہوا اور اُسی چند روز میں
سعیں خان سکندر خان سیوانی کی تنخواہ پولی فرزندی بھی آنکر شیرشاہ کی ملازمت کی اور سکندر خان
خطاب پاکر جاگیر لائق سے سرفراز ہوا ایک روز قادرشاہ اپنے مکان سے شیرشاہ کے دربار میں جاتا تھا
اثنای راہ میں چند مغلوں کو جنھیں پٹھانوں نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلکاری میں اشتغال کرکے
ہمیشہ اُسکے اُردو کے گرد خندق بناتے ہیں اور جب سلطان قادرشاہ اُنکے قریب سے گذرا اُنمیں سے ایک
شخص نے یہ مصرع پڑھا مصرع مرا می بین بدین احوال و فکر خویشتن میکن ٭ قادرشاہ متنبہ ہوا اور اپنے
دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیرشاہ کی ہمراہی اور رفاقت میں رہیگا یقین ہے کہ تجھے بھی بیلداری اور گلکاری کا
حکم فرماویگا بہتر یہ ہے کہ اُسکی رفاقت ترک کیجئے اور جان بوجھکر تیشہ اپنے پاؤن پر نہ ماریے اُسکے بعد بھاگنے
کے فکر میں ہوا شیرشاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادرشاہ کے
حرکات اور سکنات بیجا سے میں نہایت آزردہ ہوں اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھسے وفا نکریگا لیکن
جو کہ وہ بے طلب میری ملازمت میں حاضر ہوا ہے اسواسطے میں اُسے گوشمال نہیں دے سکتا اب اُس سے کچھ نہ کہو
خواہ رہے خواہ بھاگ جاوے بعد اُسکے گرفتار کرکے اُسکے گناہ پر مواخذہ کریں قضارا قادرشاہ فرصت پاکر بھاگا
شیرشاہ نے ایک جماعت اُسکے تعاقب میں نامزد فرمائی اور وہ اُنکے ہاتھ نہ آیا آخر یہ پلٹ آئے
شیرشاہ نے بدیہہ یہ مصرع پڑھا مصرع باما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ٭ اور شیخ عبدالحی بیٹا شیخ جمال
شاعر کا کہ شیرشاہ کے مصاحبین میں منتظم تھا اُسنے دوسرا مصرع کہا مصرع قول نبیست مصطفی را
لاخیر فی العبید ٭ شیرشاہ افغان نے سلطان قادرشاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُجین میں مقام کرکے
ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور قصبہ اُجین اور سارنگ پور اور دیگر پرگنے شجاعت خان کو جاگیر دیکر
اُس مملکت کا سپہ سالار کیا اور خود کوچ کرکے قلعہ رنتھنبور کیطرف گیا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس کے

تا حصلہ پر سرائیں اور سب قرعانہ تیار کریں کہ عالم کیا نہ سپاہ فرد کو عطا دیتے ہیں اور جو شیر شاہ کی قادر شاہ کی
مغرور ہونیکی بعد اسی خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے اُسے قید کیا تھا اُسوقت نصیر خان اُسکا
بیٹا سیواس سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کیطرف متوجہ ہوا اور اپنی اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم
شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار کرو تو ہم اُسے سکندر خان کی عوض قید رکھیں اور اس تقریب سے
اُسے زندان ستم سے رہا کرائیں ہنگام اشتعال نائرہ قتال کے نصیر خان اور اُسکی بعضی نوکروں اور مصاحبوں نے
اپنی تئیں شجاع خان کی پاس پہونچایا اور اُسکا گریبان اور بال پکڑ کر کشاں کشاں اپنی فوج میں راہی ہوئے اِس
درمیان میں مبارک خان شروانی اس حال سے آگاہ ہو کر بہ شجاعت اور تردد مردانہ شجاع خان کی پاس پہونچکر
اُسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش میں ایک پانون اُسکا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اُسپر غالب
ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لا کر اُسکا سرتن سے جدا کیا چاہتے تھے راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق
راجپوتان تاخت کر کے اُسپر جا پڑا نصیر خان جو کچھ حق تردد اور مردانگی تھا بجالایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے
نہیں ہوتی ہزیمت پائی اور ولایت گوندواڑہ میں پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چھ زخم منہ اور بازو اور
گردن پر رکھتا تھا چار روز دائرہ میں لیگئے ابھی اُسکے زخم دو روزے اور مرہم سے نہوئی تھی کہ حاجی خان حاکم دہار کا خط
اسمضمون کا آیا کہ سلطان قادر مع جمعیت وافر بانسوالہ سے میرے مقابلہ کو آیا ہے اور آج کل میں آتش حرب شعلہ زن
ہوا چاہتی ہے شجاع خان یہ سنتے ہی اُسی وضع سے پالکی میں بیٹھکر بطور تاخت دہار کیطرف متوجہ ہوا اور آدھی رات کو
اپنی تئیں مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کے اُردو میں پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کر کے اُسوقت
بنیاد جنگ قائم کی اور سلطان قادر شاہ کو شکست دیکر اسطرح گجرات کیطرف بھگایا کہ دوبارہ اُسے
جنگ کا حوصلہ باقی نرہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ
اُسکی تصرف میں آئی اور جب شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر میں سرمایۂ حیات کو آتش فنا سے جلایا
سلیم شاہ افغان سور اُسکا قائم مقام ہوا اور وہ ہر چند کہ شجاع خان سے ناراض اور ملول تھا اُسکی طرف سے
دل صاف نرکھتا تھا لیکن جو دولت خان منہ بولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب
اور منزلت رکھتا تھا اُسکی دلجوئی کیواسطے التفات ظاہری سے دریغ نکرتا تھا اور اپنی باپ کی عہد کی موافق اُس
ملک کی زمام مہام اُسکی سپرد کر کے اُسکی اعزاز و احترام میں دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا یہانتک کہ
عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پیکر دیوانخانہ میں آیا اور حالت نشہ میں متواتر آب دہن فرش پر
گرایا فراش مانع ہوا عثمان خان نے ایک طمانچہ اُسکی منہ پر مارا اس سبب سے شور و غوغا بلند ہوا اور جب یہ
ماجرا شجاع خان کی گوش زد ہوا فرمایا کہ اُس سے چند گناہ سرزد ہوئی ہیں اول یہ کہ اسنے شراب پی دوسرے
اس حالت میں دیوانخانہ میں آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اُسکی دونوں ہاتھ قطع کر کے چھوڑ دیا عثمان خان زندہ رہا
اور گوالیار میں کہ سلیم شاہ افغان سور کا دار الحکومت تھا جا کر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے کچھ جواب ندیا اور
بعد ایک مدت کی جب شجاع خان گوالیار میں گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اُس سے
یہ بات کہی کہ تو خود جا کر اپنا انتقام لے منقول ہے کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور کلمات بیجا

دو حرف ناملائم شیر خان کی نسبت زبان پر لایا غرض
جاتا تھا جب بنیا پول کی دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمانخان اپنی بیٹی بارچہ تھان میں لپیٹی ہوئی ایک دوکان میں بیٹھا
شجاع خان نے چاہا کہ اُسکا احوال پوچھے اور دلاسا دیوی کہ ناگاہ عثمان خان نے دُکان سے کود کر بہ نہایت چالاکی
ایک ضرب شمشیر شجاع خان کی بدن پر رسید کی شجاع خان کی سپاہیوں نے جو سنگاسن کی ہمراہ اردلی میں چلاتی تھی
فی الفور اُسے گرفتار کرکی قتل کیا پھر دیکھا کہ اُسنی ایک ہاتھ لوہی کا بناکر بجای دست مقطوع نصب کرکی اُسی دست
جعلی سے ایک ضرب ڈالی تھی شجاع خان پلٹ کر اپنی مکان پر گیا اور اُسکی بیٹوں اور عزیزوں نے اُسکی قبا بر آورده
کرکی دیکھا کہ اُسکی بائیں پہلو پر زخم خفیف پہونچا ہی اور سبب اِسکا یہ تھا کہ ضارب مذکور کا ہاتھ جو قوت
نرکھتا تھا زخم اوچھا پڑا تھا لوگوں نے دیکھکر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو گنا گنا برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ
اس ماجری سے آگاہ ہوا اور اپنی اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کیواسطے بھیجا اور خود بھی چاہا کہ عیادت کو جاؤں
شجاع خان کو خبر ہوئی آنی سے مانع ہوا کسواسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میری عزیز و اقارب اور مصاحب عثمانخان کی
جرأت کو جو ظہور میں آئی ہی سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتی ہیں۔ انکی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ
کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کریں اور قصہ طول کھینچی سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہی
اور سب پر یہ امر ظاہر ہی کہ کمترین نے اپنی جان کا لحاظ و پاس نہ کیا فقط چھتیس آدمیوں کی اتفاق سے آپکا علم دولت
بلند کیا اور آپ بھی اگر زندہ بچا آیات نہ ایک روز آپ کی کام آؤنگا میری عرض یہ ہی کہ آپ قلعہ سے برآمد نہوں
انشاء اللہ تعالی بعد صحت بندہ خود ملازمت میں حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور یہ
حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ شجاع خان کی باوصف ممانعت نہ سمجھا کہ کیا کہتا ہی اور اسکا
مقصد کیا ہی اس روز تامل کرکی دوسری دن اُسکی پرسش کو خود گیا اور فتح خان شجاع خان کا خالو جو نہایت
قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اُسکا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اُسنے جب دیکھا کہ سلیم شاہ
سراپردہ کی قریب تنہا آیا ہی مار دم بریدہ کیطرح اُسنے پیچ و تاب کرکی ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے
بڑی بیٹی سے کہ جسکا نام میاں بایزید اور مشہور بازبہادر تھا بہ ایما و اشارہ اُسی سے اس مقدمہ میں مشورہ کیا
چنانچہ وہ بھی اس امر میں شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی فتح خان کو اس بہانہ سے
کہ گھوڑی پیشکش کیواسطی تیار کرکی باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کی سلیم شاہ سے التماس سعادت کی یعنے
آپ یہاں سے تشریف لیجائیں اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کیجیگا بندہ ملاحظہ کرتا ہی کہ مبادا حقوق خدمت
سالہا سال کی ضائع ہوں اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہی سرنگوں ہووے الغرض شجاع خان نے
چند روز کی بعد غسل کیا اور صدقے اور نذریں بہت مستحقوں کو دیکر دوسری دن سلیم شاہ کی سلام کو گیا چنانچہ
سلیم شاہ نے سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کی اُسے انعام دئی اور نہایت الطاف ظہور میں پہونچایا
اور شجاع خان اس تملقات یعنی ظاہرداری کو نفاق سمجھکر اُس مجلس کو جسطور سے ممکن ہوا بسر لیگیا اور اپنی
منزل میں جاکر نوکروں سے یہ بات کہی کہ یہاں سے اسباب اپنا لاد کر کوچ کی تیاری کرو کہ ہم دوسری مقام میں
فرودکش ہونگی یہاں غلاظت اور عفونت بہت ہوگئی ہی بعدہ جب تمام ہمراہی اپنا اسباب لاد کر مسلح ہو

فوج کا [illegible]
شاہ بڑی غضب میں آیا اور کچھ سپاہ اُسکے تعاقب میں تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور شجاع خان سارنگپور میں پہونچکر فوج کی فراہمی میں مصروف ہوا جب سُنا کہ سلیم شاہ آتا ہی تغیر مکان کی اندیشہ میں ہوا لیکن بعضی آدمیوں نے جنگ کی ترغیب کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہی میں اُس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میری رفقا سے اس امر کا ارادہ نکری جب سلیم شاہ بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنی عیال و اطفال لیکر بانسواڑہ کیطرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو اپنی تصرف میں لایا اور عیسی خان سور کو مع بیس زنجیر فیل اور دو ہزار سوار [illegible] اُجین میں چھوڑکر خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان کو یارا [illegible] بعد از سفر سلیم شاہ حضرت ولایت مالوہ میں نہ پہونچائی اور سلیم شاہ افغانان نیازی کی فساد کی سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ رکھتا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُسنے شجاع خان کی عفو گناہ کی استدعا کرکے شجاع خان کو دربار میں بلاکر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اُسکی جرائم پر کھینچکر ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک دست طشت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت اُجین اور سارنگپور اور بعضی محال اور بھی اُسے جاگیر دیکر سپہ سالار کیا اسکے بعد سلیم شاہ قضای الٰہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اُسکا قائم مقام ہوا اُسنے بھی بدستور سابق ولایت مالوہ شجاع خان کی قبضہ اقتدار میں سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنی فرزندوں اور اقرباؤں پر تقسیم کی اُجین اور نولاہی دولت خان کو اور اجالا اور رایسین اور بھیلسہ ملک مصطفی اپنی چھوٹی بیٹی کو ارزانی رکھا اور خود سارنگپور میں دیوار امنیت سے پشت دیکر بیٹھا اور جب ایک مدت منقضی ہوئی سلطنت دہلی کی خلل قبول کیا ہر شخص نے گوشہ میں سپاہ سے شجاع خان نے طرز شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ اور سکہ اپنی نام جاری کرے لیکن فلک نے فرصت نہ دی اُسکے چند روز کے بعد یعنی آخر سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکا بڑا بیٹا بایزید جسکا خطاب باز بہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی اور قصبہ شجاولپور کہ اُجین کی قریب ہے اُسکا آباد کیا ہوا ہے اور بھی آثار اور یادگار اُسکی مالوہ میں بہت ہیں

[illegible] اکبری کی ہاتھ سے

شجاع خان کی بعد نوبت اُسکا بڑا بیٹا ملک بایزید اپنی تئیں ہندیہ سے سارنگپور میں پہونچایا اور آتا ہی حشمت اور سلطنت پدر پر متصرف ہوا دولت خان اُسکے ساتھ بمقام مکابرہ پیش آیا چونکہ وہ سلیم شاہ کی نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُسکی خواہان ہوئی میان بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز دولت خان کی پاس بھیجا تو اسمیں مصالحہ کرکے صفائی بہم پہونچادین بعد گفت و شنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اُجین اور مندو اور بعضی اور محال پر دولت خان متصرف ہووے اور سارنگپور اور سیواس اور سرونج اور ہراہیہ اور بھلواڑہ اور محال متعلقہ شجاع خان میان بایزید کی متعلق ہوں اور سرکار رایسین اور بھیلسا اور محال جو اُس نواح میں واقع ہیں اُسپر ملک مصطفی قابض ہووے پھر بعد تقریر صلح میان بایزید بقصد غدر اُجین کیطرف متوجہ ہوا اور آپہونچنے کی درمیان میں کہتا تھا کہ میں ماتم پرسی کیواسطے میان دولت خان کی پاس جاتا ہوں

اور دولت خان جوان گرفتہ اسکی غدر سے [illegible] ہاتھ سے مارا گیا اور سر اسکا سارنگپور میں بھیجکر دروازہ پر
آویزاں کیا اُسوقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری میں چتر اپنے سر پر بلند کر کے
خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام باز بہادر شاہ رکھا پھر اُس صوبہ کا انتظام کر کے رائسین کی سمت متوجہ ہوا ملک
مصطفی خان کہ شجاعت میں خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعددہ کے بعد منہزم ہوا اور رائسین
اور بھیلسا بھی باز بہادر کے تصرف میں آیا اسکے بعد کدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اُسکے بعض سردار سلوک
ناہموار کرتے تھے اُسوقت انھیں گرفتار کر کے کنوئیں میں ڈالکر ہلاک کیا اور خود جماعت کدوالہ کی جنگ میں مشغول ہوا
اور بعد تردد و کوشش بسیار اُسے فتح اور مسخر کیا لیکن اُنھوں نے جو کہ محاصرہ اور محاربہ میں مشغول تھا ایک گولی فتح خان
جو باز بہادر کا ماموں تھا لگی اسکے صدمہ سے جان بر نہوا باز بہادر نے اُسکی جگہ اُسکے بیٹے کو مقرر کر کے عزیمت سارنگپور کے
[illegible] بعد بقصد راجہ کنھکہ مع لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اُسکی فوج کشی کی خبر رانی درگاوتی کو جو راجہ کنھکہ کی
زوجہ تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد فوت حکومت کرتی تھی پہونچی تو ندوالوں کو جمع کر کے پہاڑ کی گھاٹی پر [illegible] جنگ کے
بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادہ زیادہ مور و ملخ سے تھے اطراف و جوانب سے تاخت لاکر باز بہادر کے اُردو کو گھیر لیا
[illegible] کر پسپا ہوا اور تمام ساز و سلب اور مردم نامی اور کار آزمودہ اُسکے رانی کے ہاتھ اسیر آئے اور اکثر
مارے گئے اور باز بہادر نے بہزار محنت و مشقت آپ کو سارنگپور پہونچایا اور رفع کلفت کیواسطے عیش و عشرت میں
مشغول ہوا اور جو فن موسیقی میں کمال مہارت رکھتا تھا گائنوں کی صحبت اختیار کر کے تدبیر مملکت سے دست کش ہوا
اور اُسنے ایک عورت مغنیہ سے کہ روپ متی اُسکا نام تھا اور علم موسیقی سے بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور
تعشق بہم پہونچایا اور شہرہ اُنکی عاشقی معشوقی کا تمام ہندوستان میں منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر
دوسرے کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اُسکی اکبر شاہ کی سمع مبارک میں پہونچی اور لشکر مالوہ کی
پریشانی اور بے سامانی اُسپر واضح ہوئی اُس ملک کی طمع کر کے ایک جماعت اُمرائے درگاہ کو بسرداری ادہم خان
سنہ ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری میں مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد فرمایا اور پھر باز بہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اسکے
اُسوقت بیدار ہوکر واقف ہوا کہ لشکر چغتائی ولایت مالوہ میں در آیا بعد خرابی بصرہ حرکت مذبوحی کا
خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے میں لشکر مغل سارنگپور سے کوس بھر کے فاصلہ پر آپہونچا
سلطان باز بہادر خواب غفلت سے آنکھ کھولکر عورتوں کی صحبت برخاست کر کے معرکہ رزم کو مجلس بزم
تصور کر کے اور نہایت بے سامانی سے میدان قتال کیطرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کر کے پھر حملہ بہادران [illegible]
تاب نہ لایا اپنے ممالک کی سرحد کیطرف بھاگا کہتے ہیں جو مایۂ حیات ہیں اُسکی مغنیہ کو خواری دینے کے سوا
کہ ہندوؤں کی اصطلاح میں پاتر کہتے ہیں اور کچھ نہ تھا عزیمت جنگ کیوقت ایک جماعت کو شہر سارنگپور میں
مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن بیچاریوں کے قتل میں اقدام کریں خلاصہ یہ کہ جب
باز بہادر نے شکست پائی اور اُس جماعت نے حکم کے موافق تلواریں میانوں سے لیکر روپ متی اور بعضے اور
ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواسی میں قتل کیا اور اپنی دانست میں انھیں مُردہ اور
کشتہ کر کے اور اہل حرم کے قتل میں متوجہ ہوئے اور وہ روپ متی اور دیگر مغنیہ کا سانحہ سنکر ہر ایک جان

شیرین کے خوف سے پیشتر جدھر سینگ سمائے بھاگ گئیں۔ اور اُس جماعت کو فرصت اُنکی جستجو اور
تلاش کرنے کی نرہی باز بہادر شاہ کے بھاگنے کے بعد ادہم خان شہر میں داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو
دستیاب کرکے اُنسے احوال روپ متی کا کہ شہرۂ آفاق تھی پوچھا اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ پریزاد حورلقا
فلان محل میں مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہوئی ادہم خان نے اُنکی تحقیق کلام کیواسطے آدمی بھیجکر اُسکا
حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتیں زخمی ہوئیں لیکن اُنکی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے
منقطع نہیں ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سُنکر محظوظ اور مسرور ہوا اور ازراہ فریب اُسے یہ پیغام حسرت
انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو میں کوتاہی نکر بعد حصول شفا اور اندمال زخموں کے تجھے بعزت و توقیر تمام باز بہادر کے
پاس بھیجونگا روپ متی کا گلزار جان اس نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا اور قوت بے اندازہ حاصل
ہوئی اُسوقت بزبان حال عقیق لب کو ادہم خان کی دعا و ثنا میں گہر ریز کرکے اس بیت کے مضمون کے موافق مترنم ہوئے
بیت برین مژدہ گرجان فشانم رواست ٭ کہ این مژدہ آسائش جان ماست ٭ اسکے بعد زخم اُسکے اس
نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کرکے ادہم خان کو یہ پیغام بھیجا کہ اس نحیفہ کو مرہم لطف سے
صحت کامل حاصل ہوئی اور قوت رفتار بہم پہونچی ہے امیدوار ہوں کہ بمقتضائے الکریم اذا وعد وفا اگر مجھے باز بہادر کے
پاس بھیجئے اور اپنے قول کو پورا کیجئے گویا مُردۂ صدسالہ کو زندہ کرکے اعجاز عیسوی ظہور میں پہونچایئے ادہم خان کی قوت
طامعہ حرکت میں آئی خود مغلوب نفس امّارہ ہوکر یہ جواب دیا کہ اگر باز بہادر اکبر بادشاہ کا غاشیۂ اطاعت
دوش پر لیکر اُسکی درگاہ کیطرف متوجہ ہوتا بلا توقف تیرا سوال میں قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ سے روگردان
ہے اگر تجھے بادشاہ کے بے حکم اُسکے پاس بھیجوں اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج اقدس کے خلاف ہوگا اور اس حیلے کے
بعد اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اُسکے مکان پر بھیجکر طالب وصال ہوا اور روپ متی حیلہ ادہم خان کا
سمجھ گئی چونکہ باز بہادر کے پنجہ شہباز عشق میں گرفتار اور عاشق زار تھی اور اُس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا
دوسرے سے اُلفت اور موافقت نکرونگی وہ مقام حیرت میں ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیوں کی طرز کلام سے سمجھی کہ
اگر تو اس امر کو قبول نکریگی تو جبرًا اور قہرًا مجھے لیجاوینگے لہذا بعجز و انکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کرکے
کہا مجھے نوابصاحب کے پاس کے آنے میں کچھ عذر نہیں اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری فرماکر اس نحیفہ کے
مکان پر تشریف لاویں اور مثل سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہوں بعید از الطاف خداوندی نہوگا ایلچیوں نے
ادہم خان کے پاس جاکر یہ پیام بعد آب و تاب عرض کیا ادہم خان کہ جوان عیاش اور شاہد باز تھا یہ مژدہ
روح افزا سُنکر پھول کیطرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا مہیا کیا اور بادشاہ کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ
خبر اُسے پہونچے لباس بدلکر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لیکر رات کو منزل مطلوبہ کیطرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے
مکان میں آیا اور اُسے نپایا اُسکی لونڈیوں اور پرستاروں سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے سب یکزبان ہوکر بولیں کہ پلنگ پر
استراحت کرتی ہے ادہم خان نہایت شوق سے اُسکی پلنگ کے قریب گیا اور چادر اُسکی مُنھ سے کھینچکر دیکھا کہ
خوشبو جسم ملکر اور پھولوں کے ہار گلے میں ڈالکر خواب مرگ میں سوتی ہے ادہم خان متحیر ہوا اور حقیقت حال اُسکی
معتبروں سے پوچھی سبھوں نے یہ جواب دیا کہ جسدم آپکے آدمی اُسے بلانے آئے تھے اور جواب سُنکر پلٹ گئے روپ متی

اپنی بادشاہ بازبہادر کو یاد کرکی بہت روئی اور قدری کافور اور تیل کا تیل پیکر بیٹھی جب اُسکا حال متغیر ہوا
آنکھکر پلنگ پر لیٹ رہی ادہم خان نی اُسکی حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہوکر اُسکی دفن و کفن کا حکم دیا اور اُسی
عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور سنہ ۹۶۹ انہتر ہجری میں
سلطان بازبہادر کی اخراج کو کہ سرحد مالوہ مین تھا فوج کش ہوا سلطان بازبہادر نی تفال خان حاکم برار
اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور سی ملتجی ہوکر کمک طلب کی اور وہ قبول کرکی سامان جنگ اور تجہیز
لشکر مین مشغول ہوئی پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت کی تاخت و تاراج مین مصروف ہوا اور برہانپور مین
پہونچکر فتنہ و فساد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس درمیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ
پیر محمد خان شروانی کی مدافعہ کو متوجہ ہوئی اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اُنھون نی پیچھا کرکی
پس ماندگان کی قتل و غارت مین تقصیر نہ کی پیر محمد خان اسطرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر ہوا ہے
ہنگام گریز آب نربدہ مین ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کی تعاقب سی امرای اکبری کو توقف مالوہ مین
دشوار ہوا آخر کو نکل گئی اور بازبہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہوکر خیل و حشم کی جمع لانی مین مشغول ہوا لیکن
ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبداللہ خان اوزبک جو امرای اکبری سی تھا سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین مع سپاہ کینہ خواہ
اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور بازبہادر کہ عیش و عشرت کا عادی تھا مشقت جنگ اپنی اوپر
گوارا نکرکی بلا جنگ اُس مملکت سی نکل گیا اور کام اپنی اوپر آسان کرکی مدت مدید مالوہ اور خاندیس اور
دکن کی جنگلون اور پہاڑون کی درمیان سرگردان رہا اور لشکر مغل کی ساتھ حرب و ضرب کرتا رہا آخر کو جب
ترکش تدبیر مین کوئی تیر نہ رہا سپر مقاومت اور تردد پھینک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی سے
حاصل کرکی ملازمت مین فائز ہوا اور اُمرای دو ہزاری کی سلک مین منتظم ہوکر زمانہ آسودگی تمام بسر کیا
یہانتک اُسی آستان پر عمر گرامی اختتام کو پہونچائی اور اسیطرح سی میان مصطفی یعنی بازبہادر کا چھوٹا
بھائی بھی اکبر شاہ کی پاس جاکر امارت کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابوالفتح افغانان یوسف زئی کی سر پر
گیا وہان اُسی معرکہ مین مارا گیا بازبہادر کی مدت سلطنت معہ تزلزل و انقلاب و سرگردانی صحرا و
جبال سترہ برس اور کچھ زیادہ تھی اور سنہ ۹۷۸ نوسو اٹھتر ہجری سی اب تک کہ سنہ ۱۰۱۸ ایکہزار اٹھارہ ہجری ہی ہر
مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کی قبضہ مین شمار ہوتی ہی واللہ اعلم بالصواب

[illegible]

پہلی وہ شخص کہ اس خاندان سی ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی ہی اُسکا باپ خانجہان فاروقی نام رکھتا تھا اور باپ دادا سی بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کی اُمراے صاحب اعتبار سی تھا جب وہ مرگیا اُسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل و نہار کی تصرف و انقلاب سے درجۂ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس مین عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر کو ہزار حیلہ اُسنی اپنی تئین سلطان فیروز شاہ باربک کی خاصہ خیل کی درمیان مین پہونچایا ایک گھوڑی کی سواری سی خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سی اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود اس حال کی جو طبیعت اُسکی شکار کیطرف نہایت مائل تھی ہرگز بی شکار نہین رہتا تھا اور وقت بیوقت اُسکی اوقات اُسمین صرف ہوتی تھی اُسی زمانہ مین کہ سلطان فیروز شاہ مندو سی گذر کر کی گجرات مین آیا ایک روز شکارگاہ مین مع ایک جماعت مخصوصان سی ایک صید کی تعاقب مین چودہ پندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سی منتشر ہوا جو آبادی کہ دور تھی اور اُسکی ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہوکر ایک درخت کی سایہ مین بیٹھ گیا اور دور سی ایک سوار کو دیکھا کہ چند کتی تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہی اور صحرا مین شکار کی تعاقب مین پھرتا ہی سلطان جو کہ بھوک سی بیطاقت تھا اُس سی پوچھا کہ کچھ کھانی کی قسم سی تیری پاس موجود ہی اُسنی جواب دیا ہان یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا درویشانہ اُسکی روبرو لایا اور ادب سی ایستادہ ہوا بادشاہ نی اُسمین سی کچھ تناول فرمایا اور اُسکی حسن گفتار اور آداب خدمت سلطان کو پسند خاطر آئی پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُسنی زمین خدمت کو لب ادب سی بوسہ دیکر عرض کیا کہ خانجہان فاروقی کا بیٹا ہون اور اس گمنام کا نام ملک راجہ فاروقی ہی اور حضرت کی خاصہ خیل کی درمیان بادشاہ کی خدمت کرتا ہون بادشاہ جو خانجہان فاروقی کو بخوبی تمام جزبانہ

جانتا تھا اور اُسکی حسن خدمت اُسی پسند پڑی اپنی ایک مقرب سی فرمایا کہ جب مین بارعام کرون اُسکو
میری حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کی بعد جب سلطان کی شرف ملازمت مین فائز ہوا سلطان فیروز شاہ نی
ارکان دولت سی متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہمپر رکھتا ہی ایک حق آشنائی سابق اور دوسرا حق
خدمت لاحق کہ شکار مین بجالایا ہی یہ کہکر اُسی دربار مین بمنصب دوہزاری مقرر فرماکر جاگیر تھالیر اور کروند کہ جو
جملہ ممالک خاندیس سی ہی اور دکن کی سرحد مین واقع ہی خصوصیت بخشی اور ملک راجہ سنہ سات سو چھتر
ہجری مین اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اُس حدود کی بندوبست اور انتظام مین کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی
کہ اُسوقت تک سلطان کا حلقۂ اطاعت اپنی زیب گوش نہ کیا تھا اُسی بزور شمشیر آبدار باج گزار کرکے
پانچ ہاتھی کلان اور دس فیل خرد مع امتعۂ نفیسہ اور نقود وافر اُس سی پیشکش لیکر فیلونکو بروش دکن زنجیر
طلائی اور نقرئی سی مزین کرکی جھولین رنگ برنگ مخمل اور زربفت سی سراپا آراستہ کیا اور نقود خزانہ اور پیشکش کو
اونٹون پر بار کرکی اور انھین بھی پوششہای مخمل اور زربفت سی سجکر بارگاہ سلطانی مین روانہ کیا اور جب
اِس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کی ساتھ بہارجی کی پیشکش ملاحظہ مین گذری نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا
جو خدمت کہ حکام دکن کی متعلق تھی ملک راجہ اُسی انجام دی پھر فرمان بمنصب سہ ہزاری اور لقب
سپہ سالاری خاندیس اُسکی نام تحریر فرمایا اور اُسکی طالع کی ستارہ نی عروج کرکی تھوڑی عرصہ مین بارہ[١٢]
ہزار سوار کارگزار انتخابی بہم پہونچائی جو محصول ولایت خاندیس انھین کفایت نکرتا تھا گونڈوارہ اور دیگر
ولایتون پر راجاؤنکی تاخت لاکر اُنسی پیشکش لیتا تھا آخرکو یہ نوبت پہونچی کہ رای جاجنگر نی باوجود مسافت
بعیدہ اُنسی طریق محبت اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کی سبب وہ دستگاہ سلطنت
بہم پہونچاکر غالب ہوا اور سلطان کی بعد وفات جب دلاور خان غوری نی حکومت مالوہ پر اختصاص پایا
اور جوان دونونکی درمیان مین نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپسمین یارانہ اور سلوک
برادرانہ کرتی تھی اور پیوند وصلت درمیان مین لائی ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کی سلک ازدواج مین
منسلک ہوگی اور دلاور خان کی بیٹی نصیر ولد ملک راجہ کی عقد نکاح مین آئی اور اسکی بعد سلطان مظفر
گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور جب اُسکی مملکت مین یکگونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ نی فرصت اور
موقع دیکھکر دلاور خان کی حمایت سی قوی پشت ہوکر اور سلطانپور اور ندربار ہوکر زحمت پہونچاکر مظفر شاہ
گجراتی کا تھانہ اُٹھا دیا سلطان مظفر کہ جنگ کفار مین مشغول تھا اُسی معطل رکھکر بسرعت تمام تر
سلطانپور کی اطراف مین پہونچا اور ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعۂ تھالیر مین قلعہ بند ہوا
اور ایک جماعت علما اور صلحای وقت کو متوسط کرکی شاہ مظفر گجراتی سی صلح کا طلبگار ہوا اور شاہ مظفر
گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولو العزم تھا اور حاکم خاندیس اور مالوہ کی ساتھ ہموارہ پیش آنی والا تھا اُسواسطی
اُسنی صلح کی اور اتحاد وصداقت کی بارہ مین عہد اور پیمان درمیان مین لاکر گجرات کیطرف معاودت فرمائی
ملک راجہ فاروقی بعد اُسکی تعمیر ملک اور تکثیر زراعت مین مشغول ہوکر آخر عمر تک کسیطرف سوار نہوا جب
مرض موت مین مبتلا ہوا اپنی بڑی بیٹی محمد نصیر کو ولیعہد کرکی خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنی پیر شیخ

زین الدین سے حاصل کیا تھا اُسے دیا اور قلعہ تھالیر کو مع مضافات اپنی چھوٹی بیٹی ملک افتخار کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسویں تاریخ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری میں بجوار رحمت ایزدی واصل ہوکر شہر تھالیر میں مدفون ہوا اور محرر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری میں بحکم سلطان ابراہیم عادلشاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجاپور سے برہانپور میں آیا تھا خواجہ میرزا علی اسفراینی جو بعد فتح قلعہ آسیر حافظ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ کا ہوا تھا اُس سے اُس کتاب کا کہ مشتمل اُنکے وقائع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتب خانہ میں ایسی کتاب نظر نہیں آئی لیکن وہ اوراق کہ مشعر اُنکی اصل و نسب تھی تاریخ جلوس اور فوت اُنکی اپنے گھر کی کتابوں میں دیکھکر اُسکی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا مطالعہ کرکے دریافت کیا کہ ملک راجہ اپنی تئیں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس نہج سے اپنی تئیں ساتھ اُس نسل کے پہونچاتا ہے ملک راجہ بن خانجہان بن علی خان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن داخیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اُس سے خرقہ ارادت پایا اور اُس سے اُسکی بڑی بیٹی نصیر خان فاروقی کو جو اُسکا ولیعہد تھا پہونچا اور اسیطرح کے مدت دو سو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اُس خاندان میں رہی خرقہ ارادت بطناً بعد بطن جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اُسے پہونچتا تھا یہانتک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علیخان نے کہ ختم الملوک ہے وہ خرقہ پایا

اور حکومت ملک راجہ کی اکتیس برس تھی۔

ذکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد میں اُس خاندان میں رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوا اور اس فکر میں ہوا کہ مردم خوب جیسے کہ روش سلاطین کبار ہے بہم پہونچادے اسواسطے ارباب فضل و کمال خاندیس میں جمع ہوئے اور ہر ایک کو اُسنے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُنکی طفیل سے اُس خاندان میں ایک بزرگی ظاہر آئی جیسا کہ اب مذکور ہوتا ہے اثنائے سلطنت اور خطاب نصیر خانی سلطان احمد شاہ گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھا اور وہ آرزو کہ باپ اُسکا قبر میں لیگیا اُسکی بیٹے کو حاصل ہوئی یعنی کامروا ہوا اور سراپردہ سرخ کرکے چتر سر پر لگایا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کی تصرف سے برآوردہ کرکے شہر برہانپور احداث فرمایا اور قلعہ اسیر کو اسطور سے فتح کیا کہ ایک کوہ آسمان شکوہ پر مسمی آسا اہیر جو خاندیس کی زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اُسکے باپ دادا سات سو برس سے گائے اور بھینسوں اور مال کی حفاظت کیواسطے اُس پہاڑ پر ایک قلعہ سنگین بناکر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا اہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ اُسکا حد سے افزون ہوا مثلاً مشہور ہے کہ پانچ ہزار بھینس اور پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریاں اور ایک ہزار گھوڑی اُسکی سرکار میں بہم پہونچے اور عدد نوکروں کی جو خدمت اور نگہبانی مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھی اور آدمی کو نڈوارہ اور رعیت خاندیس ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ انہیں درکار ہوتا تھا اُس سے قرض لیتی تھی اور اسیطرح سے اُس حد درسکے

امرا کو جب احتیاج قرض یا پاسبانی کی ہوتی تھی اُسکی پاس جاکر مقصد حاصل کرتی تھی اس تقریب سے
آسا اہیر کہ ایک چرواہا تھا مشاہیر وقت سی ہوا اور کام اُسکا اس انتہا کو پہونچا کہ جسوقت دو آدمی
یا دو گروہ ہندو و مسلمان میں کسیطرح کی نزاع ہوتی تھی یا کوئی مشکل پیش آتی ساتھ اُسکی رجوع کرتی تھی تو وہ اپنی
عقل اور کیاست سی تصفیہ کرتا تھا اور اس دیار میں قبل پہونچنی ملک راجہ فاروقی کی تھوڑی عرصہ کے بعد
مملکت خاندیس اور مالوہ اور برار اور سلطانپور اور ندربار میں ایک قحط عظیم پڑا [illegible] قوت لایموت
نہ ملنی سی ہلاک ہوئی حتی کہ گونڈواڑہ وغیرہ میں کولی اور بھیل سی زیادہ دو تین ہزار آدمی سی زندہ نہ رہی اور خاندیس کی
بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہی آسا اہیر کی پاس پناہ لیگئی اور آسا اہیر کو گونڈواڑہ میں دو ہزار انبار
غلہ کی رکھتا تھا اُسکی کارندوں اور وکیلوں نی غلہ فروخت کرنا شروع کیا اور قیمت اُسکی آسا اہیر کی پاس
بھیجی تھی اور آسا اہیر کی عورت مخیرہ تھی اُسنی اپنی خاوند سی یہ بات کہی کہ حق سبحانہ تعالی نی ہمیں مال دنیوی سے
مالا مال اور مستغنی کیا ہی اور ہمیں احتیاج قیمت غلہ کی نہیں ایسا کام کر کہ جس سی دنیا اور آخرت کی بنا مضبوط ہووی
آسا اہیر نی کہا وہ کیا ہی عورت نی کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اسپر ہی کہ اس پہاڑ پر ایک قلعہ گچ اور پتھر سی تیار کر
اور آخرت کا استحکام اسمیں ہی کہ جسقدر غلہ تیری قبضہ میں ہی لنگر کر کی ہر روز کھانا پکاکر فقیروں اور محتاجوں کو تقسیم کر
آسا نی دونوں امر قبول کئی ممالک اور اطراف خاندیس میں لنگر خانہ بنوائی اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار
کرکی ایک قلعہ گچ اور پتھر سی تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سی مخفف ہوکر اُسکا
نام آسیر ہوا جب یہ خبر سلطان فیروز باربک کو پہونچی اس توہم سی کہ مبادا آسا اہیر اُس قلعہ کی سنگینی سے
مغرور ہوکر نشان مخالفت کا بلند کری حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تو نی آسا اہیر کو کیوں اسقدر
مہلت دی کہ اُسنی ایسا قلعہ بی نظیر پہاڑ پر بنالیا بعد اسکی اُسکو معزول کرکی ملک راجہ فاروقی کو اُس ملک کے
حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور مریدانہ سلوک کرنی لگا اور
ملک راجہ بھی اگرچہ اُس قلعہ کی تسخیر کی فکر میں تھا لیکن چونکہ اُسکا ممنون احسان تھا اور علاوہ اسکی اُس قلعہ کی
تسخیر بحسب ظاہر جملہ محالات سی معلوم ہوتی تھی اسلیے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا مگر نصیر خان نی اُسکی بعد فوت
تمام ہمت اُس قلعہ کی فتح اور نصرت پر مصروف رکھی اور ابتداء حکومت میں ایک تدبیر اندیشہ کرکی آسا اہیر کو
پیغام بھیجا کہ راجہ بگلانہ اور انتور نی جمعیت بہت بہم پہونچائی ہی اور بہ نسبت عہد خداوند خان مرحوم ملک
راجہ فاروقی کی سلوک نہیں کرتی ہیں اور راجہ کہیرلہ کی تحریک اور اعانت کی سبب سرکشی حد سی گذر کی اس ولایت پر
تاخت لانیکی درپی ہوئی ہیں قلعہ تھالیز ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہی اور قلعہ تلناک کہ
دشمنوں سی نزدیک ہی اُسپر اعتماد نہیں رکھتا ہوں اسواسطی چاہتا ہوں کہ میری عیال اطفال کو اپنی قلعہ میں
جگہ دیوی تو با طمینان تمام دشمن کی مدافعہ میں مشغول ہوں اور تیرا بھی ممنون احسان رہوں آسا نی اپنی خوشی سے
یہ امر قبول کیا اور قلعہ اسیر میں ایک مکان وسیع اُنکی رہنی کیواسطی مقرر کیا نصیر خان نی پہلی دن چند سواریاں
عورتوں کی بھیجیں اور اُنکی عورتوں سی یہ فرمائش کی کہ اگر عورتیں آسا کی تمہاری ملاقات کو آویں تو انکی تعظیم و تکریم میں
کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا دوسری دن دوسو ڈولی بہم پہونچاکر دوسو مرد شجاع کار آزمودہ مسلح و مکمل کرکے

اور انہیں بٹھا کر پردہ ان پر ڈالکر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمین اُسکی قلعہ میں روانہ ہوتی ہیں۔ اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیاں قلعہ کی متصل پہونچیں حکم کیا کہ دروازہ کھولدو دربان ہٹ گئے جب ڈولیاں احاطۂ مقررہ میں داخل ہوئیں بہادران خونخوار یکبارگی ڈولیوں سے برآمد ہوئے اور تلواریں میان سے لیکر آسا اہیر کی مکان کے سمت روانہ ہوئے قضارا آسا اہیر اور اُسکے بیٹے نہایت غفلت میں مبارکباد کو آتے تھے اور اُنسے دوچار ہوئے اُنہوں نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اُسکے بیٹونکو مقتول دیکھا بعجز وانکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل وعیال کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ سے نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تلنگ میں سُنکر بطور تاخت قلعہ آسیر میں آپہونچا اور اُس قلعہ کی تیاری میں مشغول ہوا اور اُسکی شکست وریخت کو درست کیا اور بعد اسکے ایک سو تیس برس اور چند ہی زیادہ میں شیرشاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اسیطرح سے مسخر کیا اور مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر کسی نے آسا اہیر کی مال میں کچھ تصرف نہ کیا امانت لگا رکھا تھا یہانتک کہ اکبر بادشاہ آشیانی آسمان اطوار کی فتح کی بعد امانت مذکورہ مع خزائن فاروقیہ متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنی ٹکسال میں بھیجکر گلوایا اور سکہ اپنے نام جاری کیا الغرض نصیر خان کو جب یہ فتح بزرگ بامداد نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین دولت آباد سے نصیر خان کی مبارکباد کو خاندیس میں تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے باتفاق فرزندان وخیل وحشم استقبال کے لئے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اُس مقام پر کہ اب زین آباد واقع ہے ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر میں آنیکی کی شیخ نے فرمایا ہمیں آب تپتی سے عبور کرنیکا حکم نہیں نصیر خان اجازت لیکر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہانپور وہاں واقع ہے خیمہ اور خرگاہ بلند کر کے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت میں مشرف ہوکر اُنکی فیض صحبت سے فیضیاب ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس نہج پر گذرے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے نصیر خان تواضعات شاہی اور رسمیں بجالایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی میمنت کیواسطے اگر آپ فلان قصبہ اور پرگنہ کو پسند فرمائیں نہایت سرفرازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشونکو قصبہ اور پرگنہ اور وظیفہ سے نسبت نہیں ہے جب مکرر عرض کی فرمایا اس ملک میں برابر نام دریائی اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کی نزول کا مقام ہے ایک شہر بنام شیخ برہان الدین مع مساجد اور منابر بناکر کے اپنا دار الملک بناوے اور اس پار کہ فقیر مع درویشان وارد ہوا ہے قصبہ اور ایک مسجد تعمیر کرکے زین آباد نام رکھے تو اس تقریب کے سبب اسلام ان دونوں قطعات میں رواج پاوے اور اس درویش کا نام بھی مذکور ہووے نصیر خان فاروقی خوشحال ہوا فورا حکم فرمایا امرا اور اعیان شہر برہانپور وقصبۂ زین آباد کی تعمیر میں مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ مبارکباد کی پڑھکر دوسرے دن دولت آباد کیطرف توجہ فرمائی اور عرصۂ قلیل میں شہر اور قصبہ نہایت معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہونچا برہانپور جیساکہ شیخ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا سلاطین فاروقیہ کا دار الملک ہوا اور اسکے بعد نصیر خان حکومت کی شغل میں مستقل ہوا جیساکہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ دہ فقیر ایک کمل میں سووین اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہ سماوین نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالنیر کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کی تصرف سے برآوردہ کرکے اُس ملک میں دعوی انا ولا غیری کا کرے اور

اُس سی اپنا مافی الضمیر ظاہر کرکی پیغام دیا اور اُسکی تجویز سی اس کام کو اسطرح شروع کیا یعنی سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین
قلعہ تھالیر کو محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سی ملتجی ہوکر طالب اعانت ہوا اور احمد شاہ سامان
سفر درست کرکی روانہ ہونیکی فکر مین تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لیکر نصیر خان کی کمک کو
آنکر بتعجیل مدد کی اور ابھی سلطان احمد شاہ گجراتی نہ آیا تھا کہ دونون نی اپنی جمعیت. اتفاق سی قلعہ تھالیر کو سنہ ۸۲۰ آٹھ سو
بیس ہجری مین مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کرکی قلعہ آسیر مین بھیجا اور بنہایت تمکنت اور غرور سی یہ عزیمت کی
کہ سلطانپور اور ندربار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کی تصرف سی برآوردہ کرکی مالوہ مین شامل کرین. ملڑے کو
شہباز کی شکار کا حوصلہ ہوا الغرض جب اس نیت سی وہ سلطانپور پہونچی اُس قصبہ کی جاگیردار ملک احمد حبیب نی
قلعہ بند ہوکر عرضداشت مشعر کیفیت حال شاہ احمد شاہ گجراتی کی پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب
مشتعل کرکی مع سپاہ دریا جوش کوچ برکوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک کو مع لشکر پیشتر بھیجا جب ملک
محمود ترک کی قریب پہونچنی کی خبر آئی دونون حریفون کو پہونچی غزنین خان اُسی شب کو کوچ کرکی مندو کیطرف راہی ہوا
اور نصیر خان بھاگ کر قلعہ تھالیر مین در آیا اور ملک محمود نی قلعہ تھالیر تک باگ نہ موڑی اور اُسی محاصرہ کیا اور
سلطان احمد شاہ نی سلطانپور مین آنکر ... نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنی تئین مثل ایک چڑیا کے
شہباز کی چنگل مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کی مقربون سی ملتجی ہوکر بصرف زر خطیر اُنکو راضی کیا تو اُنھون نی بوقت
فرصت اور ساعت سعید سلطان سی عرض و معروض کرکی ایسا کیا کہ اُسنی قلم عفو نصیر خان کی جرائم پر کھینچا اور
اُسوقت تک اُسی ملک نصیر کہتی تھی خطاب نصیر خان دیکر بعطای چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نی
پانچ ہاتھی مست اور چالیس گھوڑی تازی اور عراقی اور دیگر تحف و ہدایای فراوان پیشکش کرکی اُسی گجرات کیطرف
روانہ کیا اور بعد چند سال کی احمد شاہ بہمنی نی ایک جماعت مردم معتبر سی برہانپور بھیجکر نصیر خان کی بیٹی اپنی بڑی بیٹی
شہزادہ علاء الدین کیواسطی خواستگاری کی نصیر خان نی اس امر کو موجب تقویت جانکر قبول کیا اور بعد جشن و
شادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین سوار کرکی محمد آباد بیدر کیطرف روانہ کیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین
رای کانھا کہ ولایت مالوہ کا راجہ تھا لشکر گجرات کی صدمہ سی بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کرکے
اعانت طلب کی چنانچہ نصیر خان فاروقی نی اُس سی خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھی لشکر گجرات سی خصومت کی
طاقت نہین ہی تم سلطان احمد شاہ بہمنی کی پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہی یقین ہی کہ تمھاری مدد کرکی مملکت
موروثی گجراتیونکی تصرف سی برآوردہ کری اور مین بھی اس بارہ مین اُسی مکتوب بھیجونگا کانھا بحسب ظاہر نصیر خان سی
رنجیدہ ہوکر برہانپور سی روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی پاس جاکر دادخواہی کی سلطان احمد شاہ نے
نصیر خان کی پاس و لحاظ سی بعضی امرا اپنی کانھا کی ہمراہ کرکی جالوارہ کیطرف روانہ فرمائی اور وہ جب باتفاق
کانھا ندربار کی اطراف مین پہونچی فتنہ و فساد مین کسیطرح کی تقصیر نہ کی بعد اسکی افواج گجرات پہونچی فریقین کی
درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی درپی تدارک ہوا اور شہزادہ علاء الدین کو مع
فوج ازحد راہ روانہ کیا اور جب وہ دولت آباد مین پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانھا اُسکی ملاقات کو گئی

جیسا کہ سابق میں مرقوم خامۂ فصاحت قرین ہوا ہی غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کا نہا کوہستان کالند میں کہ ولایت خاندیس میں واقع ہی مغرور ہوئی اور جب لشکر گجرات نی خاندیس کو تاخت و تاراج کرکی مراجعت کی نصیر خان برہانپور میں آنکر ولایت کی انتظام میں مشغول ہوا اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری میں دختر نصیر خان نی اپنی شوہر علاء الدین کی بدسلوکی سی ناراض ہو کر نصیر خان سی شکایت کی اور اس معاملہ سی آنکی درمیان میں نزاع بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سی نصیر خان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری میں ولایت برار کے تسخیر کا عازم ہوا اور امرای برار کہ اپنی صاحب سی نفاق رکھتی تھی یہ خبر سنکر نصیر خان کو بلاکر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سی ہو ہماری بڑی نصیب کہ آپکی خدمت میں شہادت پاوین۔ خانجہان سپہ سالار دکن اور برار کا کہ رکن اعظم بہمنیہ تھا سرداروں کی نفاق سی واقف ہوا اور قلعۂ پرنالہ میں قلعہ بند ہو کر سلطان علاء الدین کے ملاحظہ میں ایک عرضداشت مشتمل حقیقت حال بھیجی امرای مخالف برار خطبہ نصیر خان کی نام پڑھکر محاصرہ میں مشغول ہوئی سلطان علاء الدین نی بعد قیل و قال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار کرکی مع امرای مغل نصیر خان کی مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان تاب مقاومت ملک التجار اپنی میں مفقود دیکھکر ولایت برار سی مع امرای مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اُسکا پیچھا کرکی برہانپور کیطرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی جو طالب کمک سلطان گجرات سی ہوا تھا قلعۂ تلنگ کیطرف راہی ہوا اور پھر ملک التجار عرب برہانپور میں آیا اور عمارات عالیہ کی کھودنی اور آگ لگانی میں مصروف ہوا اور جب سُنا کہ لشکر سلطانپور اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اسطرف آیا چاہتا ہی کہ بطور تاخت تلنگ کیطرف روانہ ہوے اور کمکیون کی پہونچنی سی پیشتر آتش کارزار مشتعل کری اور جس روز کہ لڑائی ہونی والی تھی ملک التجار عرب بطی مسافت دراز مع تین ہزار مغل تیرانداز خستہ اور ماندہ ہو کر تلنگ کی اطراف میں پہونچا اور نصیر خان فاروقی نی موقع وقت دیکھکر انتظار کمک نہ کی بتعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھی میدان کیطرف روانہ ہوا اور شکست فاحش پاکر بینس ہاتھی نامی اور نیز اثاثہ حکومت چھوڑکر بمشقت کمال قلعۂ تلنگ میں پہونچا اور وفور رنج اور شدت غصہ سی بیمار ہوا اور چند روز کی عرصہ میں یعنی بتاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اُسکا باغ بہشت کیطرف پرواز کر گیا اور اُسکی بڑی بیٹی میران عادل خان نی تابوت پدر تھالنیر میں بھیجکر اُسکی باپ کی پہلو میں مدفون کیا مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس روز تھی

ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان سلطان ہوشنگ کا بھانجا تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہوا اُسنی بھی ہمت ملک التجار کی دفع پر مصروف کی اور ایلچی بھیجکر امرای گجرات کو بہ تعجیل تمام طلب کیا ملک التجار قلعہ تلنگ کی محاصرہ میں مشغول تھا لشکر سلطانپور کی خبر قرب وصول سُنکر دکن کیطرف گیا اور میران عادل خان امور سلطنت میں مصروف ہوا اُسکی بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تیئیس ۲۳ روز مہمات خلائق کی خوب انجام دیکر جمعہ کی دن ماہ ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری میں بلدہ برہانپور میں شہید ہوا اور ملک اپنی بڑی بیٹی مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اُسکی شہادت کی جوامع حکایات کی جامع پر ظاہر نہ تھی

پیوند زمین کیا مصرع خاک شد چنان بحور دکز و استخوان نماندہ

اسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز رجب کی بارہوین تاریخ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین اس جہان بیبقا سے کوچ کیا اور اُسکا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا اُسکا بھی جنازہ قصبہ تھالیز مین روانہ کرکے خطیرہ فاروقیان مین دفن کیا

اسکی استقلال کی وجہ سے حکام ماضیہ خاندیس کی فرمانبرداری نہین کی اسواسطے کہ اسنے اطراف کے راجاؤن سے بحکومت باج لیا اور مقدم کونڈوارہ اور گڈہہ نے اُسکی جادہ اطاعت مین قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئی اور جو قلعہ کہ آسا اہیر نے کوہ آسیر پر بنا کیا تھا اُسکی دروازہ کیطرف ایک اور قلعہ احداث کرکے دوسرا دروازہ نصب کیا وہ قلعہ ایسا سنگین ہے کہ عقل اُسکی تسخیر سے انکار کرتی ہے اور وہمک خیال کی مجال نہین کہ اُسکی اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہانپور کی اطراف اور دریای تپتی کی ساحل پر بھی ایک قلعہ احداث کرکے اسمین عمارات عالیہ تیار کروائی اکثر اوقات وہان تشریف لیجاتا تھا اور اپنا لقب سلطان جھارکھنڈی رکھا یعنی شاہ کوہستان جھارکھنڈ کہ زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت کو کہ گذران کا بدشواری ہووے کہتے ہین اور کیفیت کوہستان جھارکھنڈی اپنے مقام مین بیان ہوچکی ہے اور جب اثاثہ شاہی اُسکا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہوکر اُنکے خلاف عمل کیا اور پیشکش اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا بالکل موقوف کرکے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود بیگڑا کو یہ خبر پہونچی ۸۹۴ھ آٹھ سو چورانوے ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کیطرف بھیجا امرای خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے پیشقدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُنکے مقابلہ سے روگردان ہوکر قلعہ تھالیز اور آسیر کی قریب آنکر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس مین جاکر اُسکی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اور میران عینا فاروقی کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان مملکت کو سلطان محمود بیگڑا کی پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمان برداری پیشکش کئی برس کا ارسال کیے پھر حکام گجرات اُسکی ولایت سے دستکش ہوکر گجرات کی سمت روانہ ہوئی اسکے بعد چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کرکے روز جمعہ ربیع الاول کی چودہوین تاریخ ۸۹۷ھ آٹھ سو ستانوے ہجری مین بجوار رحمت ذوالجلال واصل ہوا اور حسب وصیت برہانپور مین دولتمندون کی محل مین مدفون ہوا اور اسواسطے کہ اُسکی بعد فوت کوئی فرزند اُسکا نرہا تھا اُسکی بھائی میران داؤد خان بن مبارکخان فاروقی نے حکومت برہانپور پر اختصاص پایا

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اپنے تخت پر جلوس کیا اور حسام اور یار علی کہ دو بھائی تھے انہیں استقلال
تمام بخشا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پاکر مہمات مالی و ملکی میں مشغول ہوا اور سنہ ۸۹۶ آٹھسو چھیانوے
ہجری میں میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضی پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر متصرف ہووے جب یہ خبر اسے
پہونچی خود مع جمعیت کثیر کوچ بر کوچ احمد نگر سے خاندیس کیطرف متوجہ ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر میں پناہ لی
اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی میں کوشش کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہوکر سلطان
ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اسنے حق جوار اور ہمسایگی منظور رکھکر اقبال خان کو کہ امرائے کبار سے تھا
مع فوج بزرگ اسکی کمک کو بھیجا اور وہ جب آسیر کی اطراف میں پہونچا نظام شاہ افواج مندو کی
تاب مقاومت نہ لایا احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اقبال خان نے چند روز برہانپور میں قیام کیا اور داؤد خان کو
خطبہ سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہیں رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھکر
اقبال خان کو رضامند کیا اور اسے پیشکش ہاے لایق اور ہدایاے شایستہ دیکر شادی آباد مندو کیطرف رخصت
فرمایا داؤد خان اسکے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کرکے غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ
سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری میں قضاے الہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے متفق ہوکر اسکے
فرزند غزنین خان کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس روز کے ملک حسام الدین نے اسے زہر دیکر درمیان سے اٹھایا
اور جو داؤد خان فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اسواسطے احمد نگر میں نظام شاہ بحری کے پاس ایلچی بھیجکر شاہزادہ
عالم خان کو کہ سلاطین فاروقیہ کے نواسوں سے تھا اور وہاں رہتا تھا طلب کیا اور نظام شاہ بحری اور فتح اللہ
عماد شاہ کے بمشورہ تخت برہانپور پر متمکن کیا اکثر امرا اور سرداروں نے اسکا خدمت کا کمر جان پر باندھا
لیکن ملک لادن کہ امراے دولتخانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی بادشاہی پر راضی نہوا قلعہ آسیر اپنے تصرف میں
لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر میں مخالفت کرکے قلعہ مذکور میں قلعہ بند ہوا اور اسوقت میں کہ غزنین خان
دس روز کی حکومت کے گناہ کے سبب زندان لحد میں گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے
کہ محمود شاہ بیکرا کا نواسہ تھا اور تھالیر کی سرحد میں اقامت رکھتا تھا اپنے والدہ کی باتفاق شاہ محمود بیکرا
اسمضمون کا عریضہ گجرات میں بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہمات حکمرانی میں نہایت فتور بہم پہونچا ہے
اگر اسصورت میں باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی الغرض شاہ محمود بیکرا نے
درخواست اسکی قبول کی جو خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدون اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑیگا ناچار بنفس نفیس
خاندیس کیطرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین مضطرب ہوکر بہ تعجیل آدمی احمد نظام شاہ بحری اور
فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اسقدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنے بقصد اعانت برہانپور میں آئے لیکن
جو محمود شاہ بیکرا نے اثناے راہ میں خبر شاہزادہ عالم خان اور مخالفت ملک لادن کی اسکی نسبت سے
آب نربدہ کے کنارہ نزول کرکے ماہ رمضان وہاں بسر کیا اور ماہ شوال میں آگے روانہ ہوا جب تھالیر میں پہونچا
عالم شاہ آسیر قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار کے وسیلہ سے سلطانپور میں سلطان سے ملازمت کی

اور قلعہ خالی کرکے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور عماد الملک نے جب لشکر خاندیس کی دورنگی
اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت کی صلاح توقف مین نہ دیکھی چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے
پاس چھوڑکر کاویل کی سمت روانہ ہوئے اور سلطان محمود بیگڑا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ
ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب
انکی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کی بے رخصت کوچ کرکے اپنے سرداروں کے پیچھے روانہ ہوئے اور ملک لادن
کہ وہ بھی نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا
اور آصف خان ملاقات کرکے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لیگیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سنکر
عالم خان کو دکن کیطرف بھیجکر خود سلطان تھالنیر کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ
مبذول فرمائی اور بعد عید الضحی ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون
دیکر مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک ماں سے تھے اسکے عقد مین منعقد کرکے
حکومت برہانپور پر اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خانجہان خطاب دیکر موضع بناس کہ ملک لادن کا
جاے پیدایش تھا انعام دیا اور ملک ماکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار
تھالنیر کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اسکے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب
دیکر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور بیس لاکھ تنکہ نقد کہ مراد روپیہ ہو اسے مدد خرچ کیواسطے مرحمت
کئے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اسکی خدمت مین چھوڑکر تھالنیر سے سلطانپور اور
نذربار کیطرف متوجہ ہوا اور نذربار اول مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دیکر رخصت الطاف فرمایا

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون کی حکومت کا

جب سلطان محمود اپنے جد مادری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا بلا توقف تھالنیر سے
برہانپور مین آنکر بہ امور جہانداری مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل اور عادل خان بسبب
آتش نزاع کے کہ ملک لادن خانجہان سے رکھتے تھے برہانپور سے تھالنیر مین جاکر مقیم ہوئے اور بعد چندروز کے خبر پہونچی کہ
ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہوکر چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہانپور کا والی کرے اور عالم خان
اس ماجرے سے مطلع ہوا حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا
مع چار ہزار سوار برہانپور کیطرف متوجہ ہوا اور جب اس شہر کے نواح مین پہونچا عادل خان تین سو سوار
گجراتی سے استقبال کرکے اسے اپنے مکان پر لیگیا اور خلعت دیکر لشکرگاہ کیطرف رخصت کیا دوسرے دن
اپنے محرمون سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوانخانہ مین آویگا مین اسکا ہاتھ پکڑکے خلوتخانہ مین
لیجاونگا پھر رخصت کیوقت دریا شہ گجراتی جو ہمارا سپاہی ہے ضرب کاری ملک حسام الدین کے سر پر
رسید کرے اور اسکے قتل ہونیکے بعد آدمی اسکے جابجا متفرق اور پریشان ہوجاوینگے یہ صلاح کرکے آدمی اسکے
بلانیکو بھیجا ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا آیا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ
ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑکے اپنے خلوتخانہ مین لیگیا اور پھر کچھ ادھر ادھر کا تذکرہ کرکے رخصت فرمایا

ملک برہان بعطاء اللہ گجراتی کہ ہمایون شاہ کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا مع ایک جماعت گجراتیان کے کہ اُسکے ہمراہ تھی آنکر فرمایا کہ حرامخورونکو مارو یہ سنتے ہی گجراتیون نے تلوار میان سے کھینچی ملک ماکھا المخاطب بغازیخان اور علاوہ اسکے اور بھی سردار جو ملک حسام الدین سے غرض یار کے ہمراہ تھے بھاگے اور چارسو غلام حبشی اور گجراتے جو دربار میں حاضر تھے انھون نے انکا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور نصف ولایت جو تصرف مین رکھتے تھے بر آورده ہوئی ابھی لشکر گجرات نہ آیا تھا کہ مملکت خاندیس دشمنی کی خس و خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایون بعد اس واقعہ کے ایک روز قلعہ آسیر مین گیا اور ایک ساعت مین برآمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو لکھا کہ ایکبارگی قلعہ کو سر کر گیا تھا شیر خان اور سیف خان جنکے تصرف مین وہ قلعہ ہے مین نے انھین نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور باوجود اسکے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونون سردار آپس مین متفق ہو کر درپے نفاق ہین اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر خانزاد عالم خان کو طلب کیا ہے اور بالفعل احمد نظام شاہ مع خانزادہ عالم خان اپنی افواج سے سرحد پر آنکر مقیم ہوا ہے بندہ نے خانجہان اور مجاہد الملک اور امرا کی باتفاق جاکر قلعۂ آسیر کو محاصرہ کیا اگر نظام شاہ اس مخلص کی ولایت مین قدم رکھیگا مہمات قلعہ کو موقوف رکھکر اسکی جنگ مین مشغول ہو گا شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاکر فوراً بارہ لاکھ روپیہ نقد اسکے واسطے ارسال فرمائی اور دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کر کے روانہ کیا اور اسکے درجواب لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے بہنگام ضرورت مین خود بنفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہے اتنی اسقدر قوت کہانسے بہم پہونچائی کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم بڑھاکر درپے مضرت رسانی ہو اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی کہ گجرات گیا تھا خوب دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کیطرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف المخاطب بہ سیف خان عہد امان لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور ولایت کاویل مین جاکر دم لیا اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایون نے بعد پہونچنے لشکر گجرات راجہ کالنہ کی پاس کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضی دیہات اور قریون کو تاخت اور تاراج سے خراب کیا اور کالنہ کی راجہ نے پیشکش دی اسوقت عادلخان نے لشکر گجرات کو رخصت کر کے آسیر کیطرف مراجعت کی اور سنہ ٩٢٣ نوسو تیئس ہجری مین ہمراہ اپنی خالو شاہ مظفر گجراتی کی شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ پیش ہو بجا لائین اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بتفصیل تحریر ہو چکی ہے لہذا مصنف اسکی تکرار مین نہین مشغول ہوا اور سنہ ٩٢٦ نوسو چھبیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہو کر ماہ رمضان کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرای دو درسے انتقال کیا اور ایام اسکی حکومت کی اٹھارہ برس تھی مین بعد بیٹا اسکا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجہ بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنی باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنی والد کی فوت کی بعد تخت برہانپور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہے سلطنت

گجرات پر قبضہ کر [illegible] سلطنت [illegible] اسیر [illegible] ہوا اور یہ شخص اور [illegible] خطاب [illegible]
پایا اور اُس عرصہ میں جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعۂ ماہور اور بعض پرگنات کی بابت تنازع
واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیلہ میران محمد شاہ سلطان بہادر شاہ ملتجی ہو کر طالب صلح ہوا بہادر شاہ
گجراتی نے عین الملک حاکم پٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کر کے نظام شاہ اور عماد الملک کے
درمیان صلح کرائی برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اُس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی
اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر میں ہوا اُس قلعۂ
ماہور کو مع بعض پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف میں لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور
زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کیواسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۹۳۴ھ نو سو چونتیس
ہجری میں سامان حرب درست کر کے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کیواسطے دکن میں آیا اور باتفاق
عماد الملک دریای گنگ کی کنارہ برہان نظام شاہ بحری کی مقابل آنکر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ
بحری کو شکست دیکر اُسکی لشکر کو پراگندہ کیا اور باتفاق عماد الملک قرار فتح اپنی نسبت دیکر ازروے
بے پروائی معرکہ میں ایستادہ ہوا چونکہ انکی فوج کسیقدر تعاقب میں اور ایک جماعت تاراج کیواسطے
روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کی بعد ایک دیہہ کی پناہ میں ایستادہ تھا مع تین ہزار
سوار پلٹ کر میدان کیطرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت خیل و حشم فراہم کرنیکی نہ دی قریب شام
حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونوں کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونوں کی اثاثہ سلطنت پر کہ فیل و توپخانہ
وغیرہ سے مراد ہے متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کر کے بہت سے پس ماندوں کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک
بحال عجیب اس مخمصہ سے کاویل کیطرف اور میران محمد شاہ فاروقی آسیر کی سمت مفرور ہوئے اور
مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور چونکہ دونوں نے امداد کی بارہ میں نہایت الحاح اور حد سے سوا لغیر
کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ رزمخواہ برہانپور کی سمت آیا اور باتفاق میران محمد شاہ فاروقی
ولایت برار میں داخل ہو کر جب جالنہ پور میں پہونچا اُس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی وجہ سے
مملکت برار کو عماد الملک کی تصرف سے برآوردہ کر کے اپنی متعلقوں کی سپرد کرے اور خود دار الملک احمد نگر کی
سمت عازم ہو کر اُس ولایت کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھینکر اُسکا خطبہ اپنے نام پڑھے
عماد الملک سلطان بہادر کی بلانے سے نہایت شرمندہ ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کے
اور میران محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ خود کردہ را علاج نیست ایسا کام نکرنا چاہئے تھا جسکا یہ انجام
واقع ہوا اب صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے اتفاقاً انہیں دنوں میں کوئی ایسی تقریب ہوئی میران
محمد شاہ نے معروض رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہے اس مملکت میں آپ کی اقامت سے کچھ
فائدہ نہیں صلاح دولت یہ ہے کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر عماد الملک کو نوکروں کی سلک میں منتظم
کر کے احمد نگر کیطرف تشریف لیجاویں اور اُسے بھی فتح کریں سلطان کو یہ رائے پسند آئی پہلے برار میں خطبہ
اپنے نام پڑھا اور عماد الملک کو ملازم کر کے احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور اُس مقام سے ساتھ اس تقریب کے

کہ مشروحاً اپنی مقام میں لکھا گیا ہی دولت آباد کی سمت گیا اور حسن تدبیر کی برکت سی میران محمد شاہ نی تسخیر
مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سی دست کش ہوکر معاودت کی اور ۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری میں سلطان بہادر نے
مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران محمد شاہ طلب کی موجب اسکی پاس گیا اور بابادہ منڈو کی لینی میں بہت کوشش کی
اور اسی فتح کرکی رخصت ہوا اور اسی سال برہانپور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ ممالک مالوہ کی
تسخیر کی خبر سنکر نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہانپور بھیجا تو طرق مصادقت جاری
کرکی دروازہ خصوصیت کی مفتوح کری بہادر شاہ گجراتی دوسری برس یعنی ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری میں برہانپور میں
تشریف لایا جیساکہ وقائع دکن و گجرات میں بیان ہوا اور میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سی برہان نظام شاہ
اور سلطان بہادر کی درمیان لوازم صداقت غائبانہ درمیان میں آئی اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے
کہنی سی سلطان بہادر کی ملاقات کیواسطی برہانپور گیا سلطان اسکی آنی سی نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ
سرخ اور خطاب نظام شاہی اسی عنایت فرماکر یہ ارشاد کیا میں نی دشمن کو سلطنت سی اٹھایا اور دوست کو
شاہ بنایا اسکی بعد برہان نظام شاہ کو خوشدل اور کامیاب احمدنگر کیطرف روانہ کیا اور خود پھر ولایت
مالوہ میں گیا میران محمد شاہ نی پھر اسکی ہمراہی کرکی خدمات شائستہ میں تقصیر نہ کی اور نقد رخصت پاکی
برہانپور میں آیا جسوقت سلطان بہادر قلعہ چیتور پر گیا میران محمد شاہ سامان سفر درست کرکی اسکی پاس
پہونچا اور جسدم کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کی مقابلہ سی منڈو کیطرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور جبکہ منڈو سی
چنپانیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر کیطرف رخصت فرمایا اور جب جنت آشیانی نصیر الدین
محمد بابر بادشاہ نی گجرات کو مسخر کیا ایک معتمدان درگاہ سی آصف خان نام کو احمدنگر میں برہان نظام شاہ
بحری کی استمالت کی لئی بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اسکی بعد ولایت خاندیس کی تسخیر کی ارادہ برہانپور گیا
میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کی پاس بھیجکر اس امر کی
تدبیر اور اپنی رہائی کی بارہ میں مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نی حقوق سابق کی رعایت کرکی ایک عریضہ
طاہر وحید جنیدی سی لکھواکر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی پاس کہ برہانپور کی اطراف میں
پہونچا تھا ارسال کیا اسکا ترجمہ حرف بحرف یہ ہی بندہ دولتخواہ لاکلام برہان نظام بعد ادای لوازم
اطاعت اور شرایط انقیاد کی کہ بندگان صمیمی پر واجب و لازم ہی آئینہ رای گیتی نما پر ظاہر اور ماہر کرتا ہے
جبتک معمار خانہ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کی آمیزش قصور سے
نگاہ رکھی اور جبتک چارہ ساز حقیقی بنی آدم کی طبیعتونکو ساتھ نفاذ فرمان یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین
بالقسط کی ارتکاب ظلم وجور سی محفوظ رکھی ہمیشہ بنای قصر سلطنت اور مہد ایوان سرای خلافت سلاطین
نامدار کا جای قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور ماوا ہوجو مقصد یہ ہی کہ اسراو قات مبارک
آیات میں فرمان ہمایون فال سراپا سعادت و اقبال طغرای امانی و آمال سی مزین ہوکر دیوان قضا جریان سے
مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ ہمچشمون میں ممتاز ہی اس کمترین درگاہ اور صادق الاعتقاد
بی اشتباہ کی نام صادر ہوا مراسم مباہات اور لوازم افتخار بجالایا اور قسم قسم کی استمالت شاہانہ

اور اضافہ

اور اصناف عنایات خسروانہ کہ اُنہیں سے مستفاد تھے سلطنت اور بہت تال ہو کر مستعد تحصیل مقصود اور
متوجہ فرمان برداری کا تھا کہ عالیجناب محمد خان فاروقی المخاطب بہ میران محمد شاہ سے کہ از آبا و اجداد
منتظم سرداری ولایت برہانپور اور آسیر کا ہے مکاتیب ہمارے بھی خلاصہ مضمون یہ ہے تا کہ قرین سعادت
تھا ذہن نشین ہوا عاطفت اور التفات نواب عنایت نقاب کی کہ مبنی حسن عنایت اور کمال
اشفاق اور بزرگ اخلاق گوشہ نشینان پیشگاہ سدرہ آستان بھی دلپذیر خاکسار ہوئی عالم پناہا
شمہ از احوال عریضہ خان مشار الیہ سے مقربان مجلس اعلیٰ پر واضح اور لائح ہوگا اور چونکہ اس دولتخواہ اور
عالیجناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت قدیمی تھا اس سبب سے باتم عجز و محتاجی کا
موقف سوال میں آنحضرت بزبان عجز بیان سفارش کیواسطے لکھکر التماس کرتا ہے کہ جس طور سے تمام سلاطین سابقہ
اور خواقین صادقہ دریں جہانگیری اور متوجہ کشورکشائی ہوئے ہیں خصوصاً آنحضرت کے اجداد کہ ہمت سعادت
آثار کہ کتابہ کاخ سلطنت کا رقوم مناقب اور مآثر سے انکی آراستہ ہے اور عصابہ تاج خلافت کا انکی رسوم
مجاہد سے پیراستہ ہے آیہ کریمہ فضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما نورای جہان آرای کی پیش نظر فرما کر اس دولتخواہ
تقصیرات اضطراری اور لغزشہای بی اختیاری کو مراحم ذاتی اور مراسم مکارم جبلی سے معاف فرماویں اور عنایات
بی پایاں سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماویں کہ دست تصرف لشکریوں کی ولایت مختصر سے باز رکھکر پہلی سے زیادہ
عنایت اور مزید رعایت رکھیں اور اپنے اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرما کر حکام اطراف کی دل مسرور کرتی رہیں
امید کہ یہ معنی کمال خلوص اور دولتخواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کی مزین ہووی اور کوئی
دوسرا امر خاطر اشرف واعلیٰ میں مرکوز نہووی سوای اطاعت اور فرمان برداری کی دوسرا امر ظہور میں آویگا
اسکی بعد برہان نظام شاہ بحری اور ابراہیم عادلشاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ
جب تقصد امداد میران محمد شاہ فاروقی بمقام سرکشی میں ہوئی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون
بادشاہ نے میرزاؤں سے بی التفاتی اور شیر شاہ افغان کا خروج صلاح وقت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت
و تاراج کرکی شادی آباد مندو کیطرف متوجہ ہوا اور بعد اسکی سلطان بہادر بندر دیپ سے گجرات کیطرف
متوجہ ہوا جنت آشیانی بعض امور کی سبب شادی آباد مندو سی آگرہ کی سمت روانہ ہوا شاہ بہادر شاہ
گجراتی نے میران محمد شاہ فاروقی کو باخراج امرای مغل ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی
برہانپور سے مالوہ کیطرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملو خان شادی آباد مندو کو امرای چغتائی یعنی مغلوں سے
برآوردہ کرکی ابھی ولایت مالوہ میں تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کی ہاتھ سے شہد شہادت چکھکر
روضۂ رضوان کیطرف خرامان ہوا اور چونکہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی والدہ نے جمیع امرای گجرات کو جمع
کرکی میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ بنا کر غائبانہ سکہ اور خطبہ گجرات کا اُسکی نام کرکی لفظ شاہ کا اُسکی
نام میں داخل کیا اور یہ وہ شخص ہی کہ اول جس نے اس سلسلہ میں خطاب شاہی پایا اور جب امرای گجرات نے
چتر اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اسکی واسطی مالوہ میں بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ فاروقی نے
تاج شاہی زیب سر کرکی گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہو کر ذیقعدہ کی تیرھویں تاریخ سنہ ۹۴۳

نوسو تینتالیس ہجری میں دار القرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اسکا تابوت برہانپور میں پہونچاکر عادل خان فاروقی کے خطیرہ میں دفن کیا اور چونکہ اسکا کوئی فرزند بادشاہی کی لائق نہ تھا اسواسطے اسکے بھتیجے میران محمد شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی کا

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہانپور میں سنی چند روز سوگوار ہوکر ماتم داری میں مشغول ہوا چونکہ میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کی لایق نہ تھا امرا و اعیان مملکت نے اتفاق کرکے اسی تخت پر بٹھایا اور میران مبارک شاہ نے حکومت پر استقلال کرکے سلوک خوب اختیار کیے اور امرای گجرات نے احمد آباد کی بادشاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جانکر اختیار خان کو بطلب اسکے خاندیس میں بھیجا کسواسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور اسکو اپنے ایک قلعہ میں اسنے قید کر رکھا تھا اور اسکے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہانپور میں پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امراے گجرات مضطر اور ناچار ہوکر مجھے وہانکے بادشاہی پر منصوب کرینگے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے میں تامل کیا اور امرا و اعیان گجرات یہ امر سمجھکر بجمعیت تمام جنگ پر آمادہ ہوکر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فہمایش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے بر آوردہ کرکے اختیار خان گجراتی کی ہمراہ جو اسکی طلب میں احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرصہ میں عماد الملک جو سلاطین گجرات کی غلاموں سے تھا بھاگ کر برہانپور میں آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام سعادت میں ہوا اور عماد الملک سے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کیے اور دریا خان سلطان محمود کو ابھارکر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد پر دونوں میں جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھاکر قلعہ آسیر میں در آیا اور عماد الملک مندو کیطرف بھاگ کر قادر شاہ کی پاس پناہ لیگیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج و غارت میں مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دیکر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت میں گیا اور بعد ایک مدت کی صاحب اقتدار ہوا قصبہ نذر بار اور سلطانپور میران مبارک شاہ کو دیا اور اسکے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ میں سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں قید تھے سلطان محمود نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے میں گجرات کا بادشاہ ہونگا تجھے قصبہ نذر بار ارزانی رکھونگا اسواسطے عہد و قول پر وفا کرکے ایام سلطنت میں نذر بار تو اسکے تصرف میں چھوڑا اور سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری میں باز بہادر والی مالوہ لشکر مغل کی غلبہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہوکر میران مبارک شاہ کی پاس پناہ لایا اور پیر محمد خان حاکم مالوہ اسکی اخراج پر عازم ہوکر ولایت خاندیس میں آیا اور برہانپور تک تاخت کرکے قتل و اسیری میں تقصیر نکی اور خاندیس کے وضیع و شریف کے اہل و عیال مغل کی دست جور میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ آخیر منظور تھا واقع کیا

میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں درآیا اور تفالخان حاکم برار کو کمک کیواسطے طلب کیا جب وہ بہت
سامان اور شوکت سے جلد خاندیس میں پہونچا میران مبارک شاہ اور باز بہادر دونوں متفق ہوکر بمدافعت
پیر محمد خان متوجہ ہوئے امرا اور سپاہ مغلیہ مال اور اسباب فراوان آنکے ہاتھ آیا تھا خاندیس کی محبوبوں سے
عیش و عشرت میں مشغول ہوئے اور مجادلہ اور مقاتلہ کی رغبت انکی معاودت پر مائل ہوئی اور پیر محمد خان نے
امرا اور افسران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کیطرف عازم ہوا اور سلاطین ثلثہ نے
باتفاق اسکا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لیجانے میں مشغول تھی پیر محمد خان کا ساتھ نہ دیا
اور شب و روز قطع مسافت کر کے اپنے سپاہ سے پیشتر تب نربدہ سے عبور کیا تفالخان اس امر سے
واقف ہوا نربدہ کے اطراف میں تاخت کر کے اردوی مغل پر جا پڑا اور پیر محمد خان استرآبادی طاقت
مقاومت اپنے میں نہ دیکھ کر بلا اختیار خیمہ و خرگاہ اور ساز و سامان سے قطع نظر کر کے بھاگا اور تفالخان جو
بطور بڑ تعاقب میں تھا اور باز بہادر کے آدمیوں نے نادیرا اس پار سے بٹھا دیا تھا پیر محمد خان نے ساحل نربدہ
پہونچکر گھوڑا دریا میں ڈالا اسطور سے کہ ذکر اسکا سابق میں مرقوم ہوا غرضکہ پیر محمد خان ورطہ ہلاکت میں
غرق ہوا اور باقی ہمراہی اسکے سلامت نکل گئے اور مال و اسباب نقد و جنس مغلوں کا لٹ گیا میران
مبارک شاہ اور تفالخان باز بہادر کی امداد کیلیے مالوہ میں آئے اور امرائے مغل کو اس ناحیہ سے نکال دیا اور باز بہادر نے
شادی آباد مندو کی تخت پر متمکن ہوکر پھر مراجعت کی اور میران مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ
بدھ کی رات کو ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری میں قضائے الہی سے فوت ہوا اسکا بیٹا میران محمد خان قائم مقام
ہوکر بہ امور ریاست اور حکومت ملکی و مالی مشغول ہوا مبارک خان کے ایام حکومت بتیس سال تھے

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس جہان فانی سے کوچ کیا اسکا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہوکر مہمات سلطنت کے
انتظام میں مصروف ہوا اور اسی سال جلوس میں چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی تحریک کے
سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے ابھار کر ندربار میں آیا اور میران محمد شاہ کا تھانہ اٹھا دیا جب
کوئی اسکے احوال سے متعرض نہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالنیر کی اطراف تک متصرف ہوکر بقدر امکان میران
محمد شاہ فاروقی کی ممالک میں مزاحمت پہونچائی اور میران محمد شاہ نے تفالخان حاکم برار کو مدد کیواسطے بلایا
اسکے باتفاق چنگیز خان کی مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالنیر کی اطراف میں چنگیز خان کے قریب جا کر چاہا کہ
کارزار میں مشغول ہووے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے اسوقت نہایت خوف اور رعب کے غالب
ہونے سے برخاست کر کے جائے قلب میں فروکش ہوا اور ارابے اور توپ اور بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک
وہانسے حرکت نہ کی اور جب شب ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیائے ثقیل چھوڑ کر بروچ کیطرف بھاگا اور
خاندیسیوں اور دکنیوں نے واقف ہوکر چنگیز خان کا مال و اسباب تاراج کر کے اسکے تعاقب میں کوشش کی اور
توپ اور ارابے اور ہاتھی نامی تصرف میں لا کر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات میں خلل بہم پہونچا خلائق
گجرات کو عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کی خاندان سے نہیں ہے اسواسطے میران محمد شاہ

فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر خطبہ صرف کرکے جم غفیر جمع کیا اور ایک جماعت سرداران گجرات کی اسکے شریک ہوئی چنانچہ بیس ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد کیطرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ اُندنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اُسسے ملحق ہوئے اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لیکر احمد آباد سے برآمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزاؤن کی اعانت اور امداد کی سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھا کر آسیر کیطرف بھاگا اور چنگیز خان مال اور اسباب اور اثاثہ شاہی اُسکا اپنے قبضہ و تصرف مین لایا اور چندروز کے بعد میرزایان مذکور چنگیز خان سے متوہم ہوکر گجرات سے بھاگے اور بقصد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت لاکر خرابی اور تاراجی مین کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر انکی تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کرکے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور سنہ ۹۵۲ نوسو بیاسی ہجری مین جب مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر نے ولایت برار کو مسخر کرکے اور تفال خان کو دستگیر کرکے عازم مراجعت ہوا اور اپنی مملکت کی ایک آدمی کو خانوادہ عماد شاہیہ سے منسوب کرکے میران محمد شاہ فاروقی کی پاس بھیجا اور اُسنے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُسکی قریب آیا اور پانچ چھ ہزار آدمی اُسکی ہمراہ کرکے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ مین بہم پہونچا آخرش مرتضی نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے ملبٹ کر میران محمد خان فاروقی کی لشکر کو بنات النعش کیطرح متفرق کرکے برہانپور مین آیا اور میران محمد شاہ تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کیطرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیر لیا لیکن جب اُسکی ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھہ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنگہ نقرہ یعنی دکھنی روپیہ کی ہوتی ہین مرتضی نظام شاہ اور اُسکی وکیل سلطنت چنگیز خان اصفہانی کو دیکر سپاہیونکو اپنے سے راضی کیا پھر انھون نے ترک محاصرہ کرکے احمدنگر کیطرف مراجعت کی اور سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری مین میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اُسکا بیٹا حسن خان فاروقی جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اُسکی چچا راجہ علیخان فاروقی بن میران مبارک خان کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کے ملازمت مین رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر مرگ سنکر آگرہ سے خاندیس کیطرف روانہ ہوا چنانچہ اعیان دولت نے اُسے تخت حکومت پر بٹھا کر حسن خان کو معزول کیا

ذکر میران راجہ علی خان بن مبارک خان بن اعظم ہمایون عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

جب دلونمین راجہ علیخان فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا سواد اعظم ہندوستان بنگالہ اور سندہ اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی تصرف مین آیا تھا اس سبب سے راجہ علیخان فاروقی نے شاہ دہلی کی ملاحظہ سے تحفظ شاہی اپنے اوپر اطلاق نہ کی اور اپنے تئین اُسکی ایک باج گزار و نسے تصور کرکے ہر سال تحف و ہدایا اپنا اخلاص ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان دکن سے بھی رابطہ آشنائی اور خصوصیت نگاہ رکھکر انکی طلب رضا مین کوشش کرتا تھا اور وہ ایک حاکم عادل اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع مناہی سے

پرہیز کرکی اکثر اوقات علما اور فضلا حنفی مذہب سی صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک مین
کوشش کرکی بفراغت تمام امور جہانبانی مین اشتغال فرماتا تھا الغرض ۹۹۲ھ نوسو بانوی ہجری مین جب
مرتضی نظام شاہ گوشہ نشین اور پردہ نشین ہوا راجہ علیخان کی وکیل سلطنت سی صلابت خان اور
سید مرتضی سپہ سالار برار سی نزاع واقع ہوئی احمد نگر کی چھ کوس ادہر ہتھیار کی نوبت آئی صلابت خان
فتحیاب ہوا اور سید مرتضی اور خداوند خان نی مع بارہ نفر امرا بھاگ کر برار مین دم لیا اور صلابت خان کی
تعاقب کی سبب وہان بھی انھین جای قیام میسر نہوئی برہانپور کیطرف روانہ ہوئی راجہ علی خان سمجھا
کہ یہ اکبر شاہ کی پاس جاکر دادخواہ ہونگی اور بقصد انتقام لشکر مغل کو لاوینگی انکی مراجعت یعنی پھیر لانیکی
فکر مین ہوا اور سید مرتضی نی اس امر کو دریافت کرکی برہانپور سی کوچ کرکی مع مال و اسباب آگرہ کا راستہ
لیا راجہ علیخان نی لشکر اسکی تعاقب کی لیی نامزد کیا کہ بخوشی و ناخوشی انھین اسطرف کی روانگی سی باز رکھین
چنانچہ خاندیسیون نی حکم کی موافق سید مرتضی اور اسکی ہمراہیون سی التماس مراجعت کی کسی نی انکی کہنی پر عمل نکیا
اور صف وغا آراستہ کرکی جنگ مین مشغول ہوئی اور خداوند خان بزور شمشیر خاندیسیونکو شکست فاش
دیکر منزل مقصود کیطرف روانہ ہوا اور خاندیسیون نی ہاتھ انکی پھیرلانی سی کوتاہ کیا اور اس جماعت کی تاراج مین
مشغول ہوئی چنانچہ ایک سو ہاتھی تخمیناً انکی ہاتھ آیا اور سید مرتضی سبزواری اور خداوند خان حبشی نی مظفر
و منصور ہوکر آب نربدہ سی عبور کیا جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوئے
صلابت خان وکیل سلطنت خاندیس کی شکایت کی بعد راجہ علیخان والی خاندیس کی بھی دادخواہ ہوئی
اور اکبر بادشاہ ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر مین رہکر فرصت وقت کا انتظار کھینچتا تھا سید مرتضی اور خداوند خان
اور جمیع امرای دکنی کو جاگیرین لایق اور مناصب شایان عطا کرکی امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علیخان نی
یہ خبر سنکر اکبر شاہ سی نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی کہ سید مرتضی اور امرای دکنی کی لیی تھی بلا طلب بارگاہ
اکبری مین ارسال کرکی اظہار اطاعت کی اور اس عمل سی معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس سی چند مرتبہ برادر
حقیقی مرتضی نظام شاہ نی بھی احمد نگر سی اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر کمک طلب کی تھی ہاتھیون کی
بھیجنی سی کچھ فائدہ ہوا اور سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین ہجری مین اکبر شاہ نی برہان نظام شاہ ثانی اور سید مرتضی
اور خداوند خان حبشی اور تمام امرای دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کی پاس جو حاکم مالوہ تھا بھیجا اور یہ حکم
دیا کہ باتفاق جماعت مذکورہ دکن کو فتح کری اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آباد مندو سی برآمد ہوکر
مع لشکر مالوہ اور امرای دکن برار کیطرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ سادات عظیم الشان سی تھا
مرتضی نظام شاہ کیطرف سی سرلشکر ہوا اور راجہ علیخان کی مدافعہ کیواسطی خاندیس کی سرحد مین آیا اور
خان اعظم میرزا عزیز کوکا نی عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علیخان کی پاس بھیجکر اکبر بادشاہ کی
موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سی اسی حال مین میرزا محمد تقی نی بھی اسیر مین آکر راجہ علیخان کو
نظام شاہ کیطرف بلایا راجہ علیخان متحیر ہوا آخرش چند روز کی بعد شاہ فتح اللہ سی عذرخواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سی
جا ملا اور بعد ایک ماہ کی میرزا محمد تقی اور راجہ علیخان مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار ہندیہ کیطرف کی

قضارا خان اعظم نے صلاح آنکی محاربہ مین ندیکھی رات کیوقت مشعلین اور خیمے جابجا چھوڑکر دوسری راستہ سے ولایت
برار کیطرف متوجہ ہوا اور سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئی اس درمیان مین میرزا
محمد تقی اور راجہ علیخان تعاقب کرکے اُس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح
ندیکھی ندر بار کی راستہ سے اپنی اردو مین داخل ہوا اور راجہ علیخان فاروقی نے سپاہ مغل کیطرف سے مطمئن ہوکر
میرزا محمد تقی نظیری کو برہانپور کی سمت رخصت کیا اور شکرانہ مین اسکی زر خطیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا اور
برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام ہوا اکبر شاہ کی دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا
جب کہ سنہ نوسو سات ہجری مین اُسکا بیٹا اسمعیل نظام شاہ بحری کہ دکن مین تھا احمدنگر کا بادشاہ ہوا
اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنی مقام مین تحریر ہوچکا ہے بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ
کیطرف کہ اُسکی جاگیر تھی آنکر راجہ علیخان سے استمداد چاہی اور راجہ علیخان فاروقی ابراہیم عادلشاہ کے
بمشورہ کہ اُس عرصہ مین دکن کی مہمات اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کرکے سعادت پر آمادہ ہوا اور جمال خان
مہدوی کہ ملک احمدنگر کا صاحب اختیار تھا اسمعیل نظام کو اُبھارکر بکوچ متواتر برہانپور کیطرف روانہ ہوا
اور راجہ علیخان فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کرکے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لیکر برار کی سرحد مین
گیا اور جمال خان مہدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امرای برار کو بوعدہ و وعید برہان نظام شاہ ثانی کیطرف سے
مطمئن خاطر کرکے اُسکی پاس لایا اور اسکی بعد جمال خان مہدوی نے روہنگیر کی گھاٹ سے عبور کرکے مسافت طے کی
اور افواج طرفین نے مقابل ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے ایسی جنگ کی کہ زمین و آسمان کو دیکھکر حیرت ہوئی
فی الجملہ طرفین نے پای ثبات زمین کین مین قائم کرکے داد جوانمردی اور شجاعت کی دی یہانتک کہ ایک گولی
بندوق کی کمال خان کو لگی کہ اُسکی صدمہ سے جان بحق ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علیخان مظفر و منصور
ہوکر چند روز لوازم جشن اور شادی مین مشغول ہوئی پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ
ثانی احمدنگر کیطرف اور راجہ علیخان برہانپور کی سمت روانہ ہوئی اور جب برہان نظام شاہ ثانی سنہ
ایکہزار چار ہجری مین فوت ہوا اور شاہزادہ سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبدالرحیم
المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئی راجہ علیخان
فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی حکم کی موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اسکی بعد شہزادہ اور میرزا
عبدالرحیم خانخانان احمدنگر مین پہونچے اور اُسکے محاصرہ کیا اور موسم برسات کی پہونچنے سے وہ شہر فتح ہوا
طرفین نے اس طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کی متعلق رہی اور احمدنگر پر نظام الملک
قابض اور دخیل ہووی اور بعد عہد و پیمان کی شہزادہ اور خانخانان برار مین آنکر اُس ولایت پر متصرف ہوئی
اور راجہ علیخان کو آسیر اور برہانپور کیطرف رخصت کیا اور عرصہ قلیل کی بعد دکنیون نے اتفاق
کرکے چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کی تصرف سے برآوردہ کرین پھر ہجوم کرکے سہیل خان خواجہ سرا کو
سردار کرکے دریای گنگ کی کنارے قصبۂ سونپت کی قریب جمع ہوئی اور خانخانان شاہزادہ کی ہمراہ

باتفاق راجہ علیخان اور تمام امرای مغل سہیل خان کی مقابلہ کو روانہ ہوا اور بعد جنگ باوصف اسکی کہ میرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان فتحیاب ہوا لیکن راجہ علیخان فاروقی کہ دکنیوں کے توپخانہ کی سامنی پڑ گیا تھا مع اکثر امرای خاندیس جلکر ہلاک ہوا اور اسکا تابوت برہانپور میں لاکر دفن کیا

مدت اسکی دولت اور حکومت کی اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی

تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان کی حکومت اور بیان اسکی زوال سلطنت کا

جب سنہ ایکہزار پانچ ہجری میں راجہ علیخان فاروقی نی شربت ممات چکھا اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی حکم اور خانخانان کی تجویز سی جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کی لایق نہ تھا بلکہ خفیف العقل اور کم تجربہ تھا اور بھنگ اور پوزہ اور شراب اور افیون کا مقید اور راگ رنگ اور نغمہ سرود و جلترنگ اور مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آب تپتی کی کناری اور برہانپور کی مقابل ایک شہر باسم بہادرپور احداث کر کی اسکی تعمیر میں کوشش کرا اور باوجود سپاہ مغل کی ہمسایگی تدبیر ملک اور دولت سی غافل ہوا اکثر اوقات مجہولوں کی صحبت اور گانیوں کی جلسہ میں مشغول ہو کر ہر روز کو نوروز سمجھکر عیش و عشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار بختیار نصرت حصار سلطان مراد شہر شاہپور میں کہ اسنے اسکا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کی سبب سی مر گیا اکبر بادشاہ نے صوبہ دکن کو شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور وہ اس ملک میں تشریف لایا بہادر خان اپنی باپ کی روش کی خلاف عمل کر کی کوتہ اندیشی سی اسکی ملاقات کو نہ آیا اسی عرصہ میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بنفس نفیس تسخیر دکن کی لیی متوجہ ہوا اور شادی آباد مندو میں نزول اجلال اور جلوہ اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اسکا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر میں قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کی سامان اور برج و بارہ کی تیاری میں مستعد ہو کر کمال نادانی اور بی تمیزی کی ساتھ خرم و ہوشیاری کو یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم ضروری جو کہ اسکی خدمت اور قلعہ کی محافظت میں کام آویں اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ اور بقال وغیرہ سی قلعہ میں در لایا اور گھوڑی اور ہاتھی اور گای بھینس اور بھیڑ بکریاں اور مرغ و کبوتر بھی اسمیں لیگیا الغرض مصنف نے آصف خان میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب اس قلعہ کی بعد فتح آدمیوں کا شمار کیا اسی ہزار آدمی مرد و زن قلعہ سے برآمد ہوی اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سی ایام قلعہ بندی میں فوت ہوی تھی غرض کہ اسیطرح سے ہر جنس کی حیوانات کو شمار کرنا چاہیی پھر جب لشکر بادشاہی برہانپور کیطرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلال دریافت کر کی احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اسکی شاہزادہ دانیال اور خانخانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر میں استقامت پذیر ہوا اور امرای درگاہ کو قلعہ آسیر کی محاصرہ سی باز رکھا اور جب ایام محاصرہ نی طول کھینچا یعنی ایک مہینی کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق کو ہلاک کرنا شروع کیا ہوا قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوی اسی درمیان میں اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سی خوب ہین یہ حکم دیا ہی کہ وہ علم جسکی تاثیر سے قلعہ سر ہو ظہور میں پہونچاویں

اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہے اور وہ اسم اعظم اور سیفی جو کہ اعداء کی نگونساری اور موجب
فتوحات قلعہ ہے اور مکرر سکندر تجربہ بھی کر چکا ہے استعمال کرتا ہے یہ وبا اسکی اثر سے ہے الغرض بہادر خان
فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اسکی یہ خبر سنکر بیدست و پا ہوئے اور سررشتہ عقل صواب اندیشی کا
ہاتھ سے دیکر مردم زیادہ کے نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازالہ اسباب عفونت میں کوشش نہ کی ہر چند کہ
محافظان قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارہ میں شکایت اور الحاج کی لیکن بہادر خان فاروقی نے انکی احوال پر
نظر توجہ نہ کی مردم کار گذار اور جنگی کو پریشان رکھتا اور بیت و لعل میں ایام گذارے کہ بارہا بہانا تنگ کرکے عبث
بہ تنگ آئے اور حفاظت قلعہ میں سستی کرنے لگے امرائے اکبری نے محاصرہ کے سبب سے انھیں
بالکل بر کہ قلعہ آسیر کے متصل تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اسکے کہ ذخیرہ میں دس برس کے
مصارف کا غلہ قلعہ میں رکھتا تھا نقود اور اجناس سے اسقدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور
حساب اسکا نکر سکتا تھا لیکن آدمیونکو کچھ نہ دیتا تھا اسوجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ نشان
دشمنی کا بلند کریں اور بہادر خان کو مع مقربین گرفتار کرکے بادشاہ کے سپرد کریں بہادر خان فاروقی اس امر سے
واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان اور میرزا جعفر اور کبیر خان وغیرہ کو ایکجا کرکے مشورہ کیا سبھو نے
یہ جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے جان شیریں تلف اور ضائع ہوتی ہے اب سپاہ کو
غلہ اور ذخیرہ اور مدد خرچ دینے سے بھی وبا اور بیماری دفع نہوگی اور علاوہ اسکے ان مقدمات کے سبب ایسے بادشاہ
عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات نہوگی بہتر یہ ہے کہ آنجناب جان و مال سے امان خواہ ہوکر بحاضری خدمت بادشاہ
جم جاہ قلعہ اسکی تفویض کریں بہادر خان فاروقی نے یہ رای پسند کی اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے ذریعہ سے طلبگار
امان ہوا بادشاہ جان کی امان دیکر مال سے ساکت ہوا بہادر خان فاروقی اسے بھی غنیمت جانکر خان اعظم کے
بوسیلہ قلعہ سے برآمد ہوکر بادشاہ کی ملازمت میں فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ دہ سالہ اور آذوقہ
کہ جبر و قہر سے لیکایک اسکی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اولیائے اکبری کے سپرد کیا اب مؤلف اس کتاب کا
فرماتا ہے کہ میں نے سنہ ۱۰۲۳ ایکہزار اور تئیس ہجری میں خواجہ حسن تربتی کے ہمراہ جو شہزادہ دانیال کا دیوان تھا
قلعہ پر جاکر اسیر کو دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہے اسکے اوپر آدھ کوس بلکہ زیادہ ایک زمین
مسطح اور ہموار ہے اور کئی چشمہ پانی کے اس مقام پر جاری ہوتے ہیں مگر انکا پانی کبھی کم ہوجاتا ہے اسواسطے چند حوض
تیار کیے ہیں کہ اگر خشک سالی میں پانی چشموں کا کمی کرے پانی تالاب میں جمع رہے اور اس زمین ہموار پر ایک قلعہ
نہایت سنگین اور رفیع احداث کیے ہیں نصف عمارت اس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور مابقی سلاطین فاروقیہ
ساختہ اور پرداختہ ہے اور اسمیں راہ ایسی دشوار گذار ہے کہ پیادہ ہزار خرابی سے اسمیں جاتا ہے اور مرکب بغیر
راکب بمشقت تمام اسپر چڑھتا ہے اور فیلہائے کوچک کو بھی رسیوں میں باندھکر اوپر لیجا سکتے ہیں اور اس
قلعہ کے اندر ایک عمارت رفیع اور خوش قطع اور باغ باتکلف اور حوض پسندیدہ بکثرت ہیں اور اسی
اسطرح کی مسجد جامع تعمیر کی کہ مثل اسکی شہرہائے معظم میں بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہے کہ جسوقت اکبر شاہ نے
اس قلعہ کو باماں فتح کیا آگرہ کیطرف مراجعت فرمائی جو کہ نہایت اعتقاد اطوار کعبہ پر رکھتا تھا ایک فرمان

لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کر کی بجای اُسکی ایک بتخانہ تیار کرین لیکن متازروی دینداری اُس مسجد پر ہاتھ نہیں ڈالا
اُسنی فرمان کی مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نی آصف خان خواجہ ابوالحسن تربتی سی کہ اُسنی قلعہای معظم
ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ ایسی کوئی قلعہ اس سی بھی مستحکم اور سنگین دیکھا ہی بولا کہ قلعہ رہتاس کا
جو ہندوستان کی پورب سمت واقع ہی اس قلعہ سی بہت مضبوط ہی اور دور اُس حصار روئین کا پانچ چھ
کوس مین ہی دس بارہ ہزار مرد جنگی اُسکی محافظت اور حراست کر سکتی ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد کار آزما
نگاہ رکھ سکتی ہین اور سلاطین فاروقیہ نی ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کیطرف احداث کیا ہی اُسکا
نام مالی گر رکھا ہی جسوقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کی اوضاع ناپسندیدہ سی رنجیدہ ہوئی اور جنگ سی ہاتھ کھینچا
مرحوم اکبر شاہ آسیر پر متصرف ہوئی پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کر کی توپ اور ضرب زن وغیرہ آسیر پر
نصب کئی جاوین اور دو سو آدمی جنگی اُسکی محافظت کیواسطی مقرر ہوویں اُس قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار
ہووی الغرض ایسا قلعہ باسانی تمام اکبر شاہ کی تصرف مین آیا اور سنہ ۱۰۰۸ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین
فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو دار السلطنت لاہور کیطرف لیگیا اور اُسنی پھر
دوبارہ عروس سلطنت کا منھ نہ دیکھا اور اُسکی لڑکونکو سرکار بادشاہی سی وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا
اور بہادر خان حضرت نورالدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کی عہد فرخندہ مہد مین کہ سنہ ۱۰۳۳ ایکہزار اور
تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دار الخلافت مین قضای الہی سی فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی مع محاصرہ تین
سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب

مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیان مین

ارباب اولوالابصار پر پوشیدہ نرہی کہ شرق اور پورب دو لفظ مترادف ہین ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا امتیاز اور تفرقہ کیواسطی حکام جانپور اور ترہت اور اسکے نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوئی سلاطین شرقی کہتی ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانون اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اسکی حدود کو سلاطین پوربیہ کہتی ہین

ذکر سلاطین پوربی کہ انکو بنگالی بھی کہتی ہین

بر ضمائر واقفان احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار مشہور اور عوام کی خواطر پر مخفی نرہی کہ اکثر ستین کتب تواریخ مستند اور قضایای سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اسواسطی مدار نقل کتاب النفیسہ کہ مولفہ استاد مولانا احمد تونی ہی رکھکر دوسری روایتون مین نہین مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین پر تمکین کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلاف گذری یا غلطی رہ گئی ہو تو اسی بشریت پر محمول کرنا چاہیی کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اسکا صحیح کیا ہی اور جو کچھ علم ناقص اسکا محیط تھا درج کیا مترجم امیدوار عفو ہی والعفو عند کرام الناس مقبول وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین وصحبہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کی غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہ اسلام سے اس نواح کیطرف گیا اور اسکے حدود مین طریقہ اسلام کو رواج دیا محمد بختیار خلجی ہی مخفی نرہی کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہی اور سلطان غیاث الدین محمد سام کے عہد مین غزنین مین آیا اور اسکی بعد ہندوستان مین آنکر ملک معظم حسام الدین اغلبک

کہ امرای کبار سلطان شہاب الدین سی تھا اسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور بلک مذکور نی مساعی
جمیلہ سی بعضی پرگنی درمیان دوآب دریای گنگ اور اسطرف کی جاگیر پائی اور جب کہ آثار شجاعت
اور بہادری کی اسکی چہرہ سی ظاہر ہوئی پرگنہ کنپلہ اور بیتالی بھی اسکی تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور
شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اسکی نادرات اور عجائبات سی خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر بھی تھا
کہ جب وہ سر و قد ہوکر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اسکی انگلیاں اسکی زانو کی نیچی گذرتی تھیں اور جو کہ ہمیشہ ولایت
بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کی غنائم دستیاب کرتا تھا اور اسطرف کی سرکشوں کو زیر کرکی عاجز
رکھتا تھا کوئی اس سی آنکھ نہیں ملا سکتا تھا تھوڑی عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان تجمل اسکا
اندازہ سی زیادہ ہوا ایک جماعت غور اور غزنین اور خراسان سی ہندوستان مین آنکر پراگندہ تھی
اسکی سخاوت کا آوازہ سنکر اسکی پاس آئی اور جب شمہ اس امر سی قطب الدین ایبک پر ظاہر
ہوا اسکی پرورش مین کوشش کرکی خلعت عنایت بخشی اور سرفرازی کا اسکی واسطی بھیجا محمد بختیار خلجی اس
التفات سی نہایت قوی پشت ہوا مملکت بہار کو باغ و بستان کی مانند صرصر خزان کی نہیب اور
لشکریونکی غارت سی بی برگ و بار کیا اور قلعہ بہار کو فتح کرکی وہانکی باشندوں کو کہ برہمن تھی اور سر تا قدم
اور داڑھی مونچھ مونڈوالی تھی تہ تیغ کیا اور جو کتب انکی دستیاب ہوئی تھیں اس جماعت سی کوئی
ایسا شخص پیدا نہوا کہ انکو پڑھی یا سمجھی لیکن وہانکی آدمیونسی ایسا معلوم ہوا کہ باشندی اس ملک کی
کفار تھی اور اس قلعہ کی رہنی والی تمام مدرس بھی کفار تھی اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتی ہین اسوجہ سی
اس شہر نی کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کی شہرت پائی اور بعد اسکی محمد بختیار خلجی مع اموال اور غنائم
بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کیواسطی دارالخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت مین
فائز ہوکر عنایت ملوکانہ سی سرفراز ہوا اور مرتبہ اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنی ہمچشموں مین محسود
ہوا اسصورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جنسی اسکی کسر شان اور حقارت
و اہانت ہو مذکور کرتی تھی آخرش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سی لڑنیکا داعیہ رکھتا ہے
اور روضۃ الصفا کی روایت سی واضح ہوا کہ اس عرصہ مین وہ فیل سفید سی کہ مست ہوا تھا خود لڑا الغرض
سلطان قطب الدین ایبک نی پہلی محمد بختیار کی ہلاکت سی اندیشہ کرکی انکار کیا اور آخر کو مفتریوں کی مبالغہ
اسرار مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اسنی قصر دہلی کو آراستہ کرکی اجلاس کیا اور صلای عام دیکر
خلقت کو بلایا اسکی بعد فیلبان اور سوار فیل سفید کو میدان مین لائی پھر سبھوں نی یہ عرض کی کہ تمام
ہندوستان مین اسکی جوڑ کا ہاتھی کہ تاب اسکی حملہ کی لاسکی دستیاب نہین ہوتا ہی یہ سنکر سلطان
قطب الدین نی محمد بختیار سی فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہی اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ دلیری ہو بسم اللہ
محمد بختیار نی جب یہ کلام شجاعت آیات اور غیرت سی نہ کہ سکا کہ میں نی ارادہ نہین کیا القصہ جنگ پر
فوراً مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ مین رکھتا تھا لیکر اس فیل کوہ تمثیل کی مقابل ہوا اور اسکی صولت کو مثل
فیل شطرنج کیطرح تصور کرکی قدم میدان بہادری مین جمایا اور نہایت قوت اور پھرتی سی ایسا گرز اسکی

دانتوں کی بابین اور خرطوم پر مارا کہ اسکی صدمہ سی دانت اسکی ہلگئی
چنگھاڑ مارکر ہتھنی فیل افگن کی سامنی سی بھاگا اور حاضرین اور حاسدین نی انگشت حیرت دندان تفکر سے
دابکر صدای تحسین و آفرین بلند کی اور قطب الدین ایبک نی ہمت اسکی پرورش پر مصروف کرکی اسی دربار مین
اسقدر نقد و جنس سی سرفراز فرمایا کہ قلم و زبان اسکی شرح سی عاجز ہی اور محمد بختیار نی علو ہمتی اور فراخ حوصلگی سی
جو کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر نثار کیا اور مع خلعت خداوند دست نوازا اور دشمن گداز اپنی مکان پر آیا
دوسری دن بفرمان شاہی بہار اور لکھنوتی سراپردہ سرخ اور نوبت نشان سی اختصاص پایا بعضی کہتی ہین
لکھنوتی عبارت ہی گور اور بنگالہ سی کہ دریای بزرگ یعنی سمندر کی کنارہ تک ہی اور بعضی کہتی ہین گور سی سرحد
بہار تک لکھنوتی ہی اور گور کی اسطرف سی بنارس اور ساحل سمندر تک بنگالہ ہی اور اسی حقیقت مین بنگ
کہتی ہین الغرض جب محمد بختیار اس حدود مین پہونچا لکھنوتی اور بنگالہ کی تسخیر مین کوشش کی اور وہ ملک لکھمن
ولد رای لکھمن کی تصرف مین تھا مورخان دانش پذیر نی یون مرقوم کیا ہی کہ رای لکھمن کا پای تخت شہر نودیا
ممالک لکھنوتی مین تھا اور اسکی رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اس فرمانروا سی حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا
وقت پہونچا منجمان براہمہ صاحب وقوف اور طالع شناس کو طلب کرکی وقت تولد کی سعادت
ونحوست تفتیش فرمائی سبھون نی متفق اللفظ والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت مین پیدا
ہوگا ظاہرا شقاوت اور بدبختی مین زمانہ بسر کریگا اور جو دو ساعت یعنی دو گھڑی کی بعد پیدا ہوگا مسند
شاہی پر متمکن ہوگا اس عاقلہ نی یہ سنکر فرمایا کہ اسکی دونون پاؤن باندھکر دخول وقت سعید تک
سرنگون لٹکا دین پرستارون نی اسکی حکم کی موافق عمل کیا اس بعد وہ لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ عفیفہ اس صدمہ سے
جانبر نہوئی لکھمن اور ارکان دولت نی اس مولود کا نام لکھمنیہ رکھکر دایہ کی سپرد کیا جب سن رشد اور تمیز کو
پہونچا لکھمن فوت ہوا بجای پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب سر کرکی اسی برس اس مملکت مین
کہ نہایت وسیع اور کشادہ تھی برسر حکومت رہا اور کمال عدل سی کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا
اور ایسا سخی تھا کہ اپنی ناموری کیواسطے کسیکو لاکھ روپیہ سی انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج
جرجانی کہتا ہی کہ جماعت نجومیون اور برہمنونکی کہ حکمای عصر تھی انھون نی راجہ سی عرض کی کہ کتب متقدمین مین
مرقوم ہی کہ فلان تاریخ مین یہ مملکت ترکون یعنی مسلمانونکی ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوی بہتر یہ ہی
کہ راجہ ایسا انتظام کری کہ تمام آدمی اس مملکت سی نکل جاوین کہ ہم ترکونکی فساد سی امن رہین راجہ نی پوچھا
راجہ نی پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہی تو اسکی ذریعہ سی حقیقت
حال معلوم کرین بولی ہان کتب معتبرہ مین اسکی آثار اور علامات اسطرح مسطور ہین کہ جب وہ ایستادہ
ہوکر اپنی ہاتھ لٹکا وی انگلیان اسکی کف دست کی ساق پا تک پہونچین پھر لکھمنیہ نی اپنی معتمدونکو اطراف
وجوانب مین بھیجکر ایسی شخص کی تلاش کرائی انھون نی بعد جستجوی کمال محمد بختیار کو ساتھ اس صفت کی
موصوف پایا راجہ کو خبر دیکر ہوشیار کیا اور اس امر سی برہمنان اور حکماء اس دیار کی درمیان مین اضطراب
عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنی مضمون کتب کی بموجب بر سبیل استعجال بعضی جگناتھ کیطرف اور بعضی کامرود

اور ممالک بنگ یعنی بنگالہ کی سمت روانہ ہوئی لیکن لکھمنیہ ترک مملکت موروثی اور نقل مکان پر راضی ہوا اور برامہمہ کا ساتھ نہ دیا محمد بختیار اُسی عرصہ مین بقصد تسخیر ولایت رای عدالت شعار نواح بہار کیطرف سوار ہو کر الیک کمیت برق آسا کو جولان کیا کہ تیر اُس سی بادسریع اسیر دار الملک شہر نودیا مین خبر نہ پہونچا سکی اور ایسی وقت مین کہ رای عدالت ؤثار کی روبرو دسترخوان مائدہ نعمت کا بچھایا گیا تھا ناگاہ قصر کی دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور سراسیمہ اُس محل کی دوسری دروازہ سی نکل گیا اور تنہا کشتی مین سوار ہو کر جلنا تھ اور کامرود مین دم لیا اور اسی عرصہ مین بادل پرحسرت زیر خاک منزل گزین ہوا اور محمد بختیار نی شہر نودیا کو جو مابین لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کر کی آبادی کا نام ونشان باقی نرکھا اور ولایت لکھنوتی پر مع بسیاری پرگنات بنگالہ متصرف ہو کر خطبہ اور سکہ اُس ممالک اور جاجنگر اور بہار اور دیوکوٹ اور مارسوی کا اپنی نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کی عوض ایک شہر موسوم برنگپور بسا کر کی اپنا دار الملک بنایا اور مسجدین اور عبادت خانی اور مدرسی اُس شہر اور ولایت مین بجای معابد کفار برسم وطریق اسلام برونق ورواج تمام بنائی اور بجلی لکی اور غنایم نفیس کہ ان سنوات مین اُسکی ہاتھ آئی تھی سلطان قطب الدین کیواسطی بھیجکر حسن اعتقاد اور نیابت ذاتی اپنی عالم پر ظاہر کی اور بعد چند سال کی اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کر کی زمینداران اور راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع اور منقاد کیا اور اسکی آفتاب اقبال کی روز بروز عروج اور ترقی کی ولایت تبت اور ترکستان کی تسخیر کا سودا اُسکی دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیر خان خلجی کو کہ سپہ سالار تھا ولایت جاجنگر اور لکھنوتی اور دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُسکی بھائی کو کہ وہ بھی امرای کبار سی تھا اُسکی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلج کو کہ وہ بھی عمدہ سرداروں سی تھا دیوکوٹ اور بارسو کی انتظام کیواسطی مقرر کیا اور خاص تختگاہ اور ولایت سی جمع کر کی مع بارہ ہزار سوار انتخابی پہاڑوں کیطرف کہ لکھنوتی اور تبت کی درمیان ہی متوجہ ہوا اور خلقت ان پہاڑوں کی تین قسم کی ہی ایک منج دوسری کونج تیسری تہارا اور وہ تمام ترک چہرہ ہین اور انکی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہی ایک زمیندار منج سی کہ وہ ہندوستان کی سرحد مین رہتا تھا محمد بختیار کی ہاتھ گرفتار ہوا اور اُسکی ہاتھ سی مشرف اسلام ہو کر علی منج مشہور ہوا چنانچہ وہی راہنما ان کوہستان جانستان کا ہوا اور اسنی اُسی اُس اطراف واکناف کی ایسی ایک شہر مین پہونچایا کہ ابردہن نام رکھتا تھا اور اُس شہر کی آگی ایک نہر رواں تھی کہ عرض وعمق اُسکا دریای گنگ سی چوگنا تھا اور اُسی تمکری کہتی تھی جسوقت کہ گرشاسپ بلاد ترکستان سی ہندوستان کیطرف آیا شہر ابردہن کو احداث فرمایا اور اُس دریا کی بالای آب دس روز کی راستہ پر جا کر وہ مقام کہ لائق پل باندھنی کی تھا ایک پل گچ اور پتھر تراشیدہ سے تیار کر کی کامرود مین آیا محمد بختیار علی منج کی رہبری اور ہدایت سی بالای آب کا راستہ لیکر بیشہ او پہاڑون مین روانہ ہوا یہانتک کہ اُس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسری خلج کو محافظت کی لیے پل پر مقرر کیا اور خود عبور کر کی نواح تبت مین آیا رای کامرود کہ جرأت اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ سنکر اُسکی ساتھ طریق نرمی اور ملایمت جاری رکھتا تھا اُس جناب کی عبور سی آگاہی پاکر اپنی معتمدون کی

اسکی بابت بھیجکر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سی اطلاع دیکر التماس کی کہ ایکسال ولایت تبت کی
تسخیر موقوف رکھیئی دوسری سال ہمراہ لشکر اسلام کی مین بھی چلونگا لیکن محمد بختیار نی کہ اسکا بخت برگشتہ تھا
یہ امر قبول نہ کیا بلکہ اور لوگونکی بھی نصیحت گوش ارادت سی نہ سُنی چاہا تبت کیطرف روانہ ہوا پندرہ دن دریا اور
پہاڑوں سخت کی قطع مسافت کی سولھویں دن پہاڑونکو طی کرکی ایک صحرای مسطح مین پہونچا ایک مملکت
نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض لشکر اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسری کا تھا محاصرہ کرکی نہب و
غارت مین مشغول ہوا اور وہانکی حاکم نی بہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہو کر مسلمانونکو قلعہ اور شہر سی نکال دیا
اور صبح سی تا شام مصروف وغا ہو کر بہت مسلمانونکو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن
اور سپر اور خود باندھی تھی اور وہ خلقت تمام تیرانداز اور بعضی آدمی نیزہ دار تھی محمد بختیار اُس شب قلعہ کے گرد
فروکش ہوا جب خواب غفلت اور بیفکری سی بیدار ہوا اور اُس ولایت کی خصوصیات دریافت کی معلوم
ہوا کہ اُس مقام سی پندرہ کوس پر ایک شہر ہی اُسی کرم سین کہتی ہیں پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز وہاں رہتی ہیں
اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑی اُس بازار مین فروخت ہوتی ہیں اور تمام گھوڑی اُس مقام کی شہر لکھنوتی مین
پہونچتی ہیں جو مردم لشکر اسلام اُس روز راستہ کی تھکی ہوئی اور جنگ سی خستہ تھی اسقدر لشکر کثیر کی مقابلہ کی
طاقت اپنی مین مفقود دیکھکر ہنگام شب کوچ کرکی عازم مراجعت ہوئی چونکہ حکام تبت نی مواضع عبور مین
علف وغیرہ کو آگ دیکر جلا دیا تھا اسوجہ سی اذوقہ بہت کم پہونچتا تھا بہ محنت و مشقت فراوان
ولایت رای کامرود مین پہونچا اتفاقاً وہ دو امیر کہ پل کی محافظت کیواسطی مقرر تھی آپسمین مناقشہ
کرکی بیشتر راہی ہوگئی اور کفار کامرود کو کہ اُن دو امیرونکی سبب بہت ایذا پہونچی تھی سبھوں نی اتفاق کرکی
اُس پل کی دو در مسمار کرکی راہ عبور بند کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی بازی سی خیرہ ہوئی اُس نواح کی ایک
بتخانہ مین جو نہایت سنگین اور بلند تھا مع فوج در آیا رای کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہو کر اُس
بتخانہ مین داخل ہوا ہی اسواسطی فرصت پاکر اُس حدود کی تمام سپاہ اور رعایا کو حکم دیا کہ جو جنگ صف
لشکر اسلام سی دشوار ہی لازم کہ بطور تاخت جاکر بتخانہ کی دروازی مسدود کرکی مسلمانونکو باہر آنی سی مانع
ہووین کہ تشنگی اور گرسنگی سی عاجز ہو کر ہلاک ہووین محمد بختیار خلجی انکی ارادہ سی واقف ہو کر بتخانہ سی نکل آیا
اور اُس دریا کی ساحل پر نزول کرکی عبور کی تدبیر کرنی لگا ناگاہ ایک سوار نی گھوڑا دریا مین ڈالکر عبور کیا
لوگ سمجھی کہ پایاب ہی تعاقب کفار کی خوف سی سب ایکبارگی پانی مین داخل ہوئی جو ہر جگہ پایاب
نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا باقی تمام افواج اُس دریای خون آشام مین
ڈوب گئی محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا جب دیوکوٹ مین پہونچا وفور غم و اندوہ سی کہ اسکی
دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان معز الدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا یا زمانہ مجھسی
پھر گیا اور بخت یاری یاوری سی کنارہ کیا اور حالانکہ انھیں دنوں مین سلطان معز الدین شہید ہوا تھا اور
جب یہ خبر محمد بختیار کی ممالک مین مشہور ہوئی خلجیونکی عورتیں اور لڑکی جو تلف ہوگئی تھی اپنی شوہرونکی تحقیق
کیواسطی دیوکوٹ مین آئیں اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہو کر محمد بختیار کو بد دعا اور گالیاں دیتی تھیں

اور محمد بختیار اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ تر غمگین ہوا اور سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری میں اس دار ناپائدار سے دار البقا کیطرف سفر کیا ہوا اور طبقات ناصری میں مسطور ہے کہ علی مردان خلجی جب اس حادثہ سے واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ میں آیا اور محمد بختیار کے مکان میں کہ کسی نے اُسے تین دن سے نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اُسکے منھ سے ہٹا کر ایک خنجر جگر شگاف سے اُسکا کام تمام کیا بہ تقدیر جنازہ اُسکا بہار میں لیجا کر مدفون کیا اُسکے بعد امرا اور بادشاہان دہلی نے اس ولایت کی حکومت کی جیسا کہ احوال اُنکا بادشاہان دہلی کے ضمن میں مذکور ہوا ہے

[illegible] پہلا

ملک فخر الدین قدر خان حاکم بنگالہ کا سلاحدار تھا اُسکی شمشیر اپنے پاس رکھتا تھا جب وہ ستارگانو میں فوت ہوا سنہ ۷۳۹ سات سو انتالیس ہجری میں اُسکے اثاثہ پر متصرف ہو کر اپنا فخر الدین سلطان خطاب کیا اور اُس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے میں کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس امر سے آگاہی پائی قدر خان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عز الدین یحیی اور فیروز امیر کوہ کو اُسکے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخر الدین شکست پا کر جنگل دور دست کیطرف بھاگا اور گھوڑے ہاتھی اُسکے مردم قدر خان کے ہاتھ آئے اور قدر خان نے وہیں استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیروں پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا قدر خان زر جمع کرنے میں مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اُسکا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش تخت زر سرخ و سفید کا انبار کرے قضارا فخر الدین یہ خبر سنکر مع لشکر جنگل سے برآمد ہو کر ستارگانو کیطرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کرکے قدر خان کو قتل کیا اور خزانہ اٹھا کر فخر الدین کے شریک ہوئے اور فخر الدین نے وہ تمام زر انھیں ارزانی رکھا اور ستارگانو کو تختگاہ کرکے اس ملک کی حکومت میں مشغول ہوا اور اپنے غلام مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کیواسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا اُسنے ہمت اور مردانگی کر کے ازروے اخلاص اور دو تنخواہی ایک جماعت کو ساتھ اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دیکر فتحنامہ اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام میں مشغول ہوں لیکن سلطان بوجہ عدم تعرف اصل مطلب کو نہ پہونچا یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا ناظم کرکے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی میں نہ پہونچا قضاے الٰہی سے مر گیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے قبضہ میں رہی جو سامان شاہی مہیا تھا آپ کو سلطان علاء الدین مشہور کیا لیکن اُسی عرصہ میں ملک الیاس نام کہ اُس نواح میں رہتا تھا اُسنے لشکر جرار لیکر لکھنوتی پر تاخت لا کر بنگالہ سلطان علاء الدین کو قتل کر کے اپنے تئیں سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور سنہ ۷۴۷ سات سو سینتالیس ہجری میں ستارگانو پر چڑھائی کی اور ملک فخر الدین کو زندہ گرفتار کر کے لکھنوتی میں لایا اور اُسکی گردن ماری اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف میں یوں تحریر کیا ہے کہ ملک فخر الدین قدر خان کا سلاحدار تھا اور اُسنے لکھنوتی میں اپنے ولی نعمت کو قتل کر کے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت بھیجا ملک علی [illegible] لشکر

ہوا سلطان فخر الدین جو لو دولت تھا اور اپنے آدمیوں سے اطمینان خاطر رکھتا تھا ملاحظہ کر کے علی مبارک کے
سر پر نہ گیا یہاں تک کہ علی مبارک نے اپنا سامان درست کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور ۷۴۱ھ
سات سو اکتالیس ہجری میں فخر الدین لکھنوتی کیطرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کر کے مارا گیا مدت فخر الدین کی
سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھے

ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اسکی علامات سے ہے سلطان علاء الدین کے لشکر کو
ساتھ اپنے متفق کر کے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں لایا علاء الدین شاہ ہوا اور اپنا نام
شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ایک سال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس مشہور سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاء الدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف میں آیا باتفاق امرا
اپنا سلطان شمس الدین شاہ بھنگرہ خطاب دیکر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اسکا لقب بھنگرہ ہے لیکن وجہ
تسمیہ اسکی مولف کو معلوم نہ تھی اسلئے مترجم تصریح اوراق ہذا سے متعذر رہا الغرض بعد چند روز کے امرا
اور سپاہ کی دلجوئی کر کے ولایت جاجنگر کیطرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ ہوئے تھے
کوچ فرمایا اور اسکے نواح میں جاکر ہاتھی نامی بہم پہونچا کر اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور
کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اسکا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی میں مشغول
رہا پس بعد شوال کی دسویں تاریخ ۷۵۴ھ سات سو چون ہجری میں سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران
دہلی سے لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ میں قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ
خالی چھوڑ کے سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اسکے اطراف میں پہونچا شاہ
شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے
بھاگ کر قلعہ اکدالہ میں پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلال جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے
جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کیطرف گیا اور ۷۵۵ھ
سات سو پچپن ہجری میں شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت کو لائق مجلس شاہی ہونگے بمصاحبت ایلچیان
سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے ظرائف التفات ایلچیوں پر جاری رکھکر انھیں رخصت کیا شاہ
شمس الدین نے اواخر ۷۵۱ھ سات سو اکاون ہجری میں پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کیطرف
روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیوں کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد گھوڑے
تازی اور ترکی مع تحف و ہدایائے دیگر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا
ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا

اور ملک سیف الدین نے حکم کی موافق گھوڑے سے امراسے بہار کو دئے اور ملک تاج الدین دہلی کیطرف
راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھے

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپائدار سے دار البقا کیطرف رحلت کی تیسری دن اُسکا بڑا بیٹا امرا اور افسرونکی بہ تجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اُسنے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکے عدل و احسان کے بشارت دی اور مہمات شاہی میں مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اور انیس جانکے پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا قمشہ برسم پیشکش بھیجا اُسوقت کہ سنہ ۷۶۰ سات سو ساٹھ ہجری تھی بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ میں مشغول ہوا اور قلعونکو اور مکانونکو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفرآباد میں پہونچا سلطان سکندر نے بھی برسم پدر ہاتھ سے ندی قلعہ اکدالہ میں متحصن ہوا اور جو طاقت برابری کی نرکھتا تھا پیشکش ہر سالہ قبول کرکی بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اپنی دار الملک کیطرف راہی ہوا بادشاہ ابھی بندوہ میں تھا کہ سینتیس زنجیر فیل اور مال وافر اور اقمشہ متکاثر خدمت میں بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کرکی تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی مدت اُسکی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھے

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا

سکندر شاہ کی بعد فوت اُسکا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُسنے اپنے باپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش و عشرت میں آخر کی اور سنہ ۷۷۵ سات سو پچھتر ہجری میں تنگ نای جسمانی سے وسعت آباد روحانی کیطرف خراماں ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرائے اُسکے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر بجای پدر تخت پر متمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا اُسکے کارداں اور دانا تھے اور اس سے کبھی کوئی امر خلاف سرزد نہیں ہوا اور اطراف کے راجاؤں نے اُسکی حلقہ اطاعت سے سر باہر نہ کھینچا مطیع اور فرمانبردار ہوکر مال واجب کی ادا کرنے میں تامل اور توقف جائز نہیں رکھا غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور سنہ ۷۸۵ سات سو پچاسی ہجری میں شربت اجل طبیعی چکھکر مسند زندگی سے برخاست ہوا اُسکی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار ناپائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُسکی فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دیکر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خردسالی کی سبب سے خفیف العقل تھا کانس نام کا فرکہ خاندان امرا سے تھا اُسنے اُسکی عہد میں بغایت شوکت اور استقلال بہم پہونچایا اور ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کیطرف سنہ ۷۸۷

سات سو ستاسی ہجری میں خراماں ہوا کالس نشان حکومت بلند کرکی مسند جہانبانی پر متصرف ہوا
مدت سلطنت شاہ کی تین برس اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس سرداری کا

راجہ کانس ہرچند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانو نسی آمیزش اور محبت اسقدر رکھتا تھا کہ بعضی مسلمان اُسکی اسلام کی گواہی دیکر چاہتی تھی کہ بطریق اہل اسلام اُسکی لاش پیوند زمین کرین بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم نیستی کا راستہ لیا پھر اُسکا بیٹا شرف اسلام سی مشرف ہو کر تخت فرماندہی پر متمکن ہوا

ذکر جیمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جیمل نی بعد فوت پدر اعیان و ارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر حقیقت دین محمدی ظاہر ہوئی مجھی اس امر سی بیطرح کا پرہیز نہین ہی اگر تمھین میری سلطنت سی انحراف نہو اور میری شاہی قبول کرو تو میں قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھون اور جو نہین میری چھوٹی بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ مجھی معاف رکھو تمام امرائی متفق ہو کر جواب دیا ہم بادشاہ کی مطیع اور فرمان بردار ہین امور دنیوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہی جیمل نی علما اور فضلای لکھنوتی کو طلب کرکی کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا سلطان جلال الدین خطاب دیکر تخت حکومت پر قدم رکھا عدل و داد کو مروج کرکی اپنی عہد کا نوشیروان ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینی نہایت استقلال اور مضبوطی سی بنگالہ اور لکھنوتی مین بادشاہی کی سنہ ۸۱۲ آٹھسو بارہ ہجری مین اجل طبیعی سی روضۂ رضوان کیطرف خراماں ہوا اُسکا بیٹا احمد سلطان بجائی اُسکی تخت سلطنت پر قائم ہوا

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نی داعی اجل کو لبیک کہا یعنی مرگیا اعیان حضرت نی اُسکی فرزند کو شاہ احمد شاہ خطاب دیکر باپ کا جانشین کیا اُسنی بھی پیروی اپنی پدر بزرگوار کی کرکی داد و دہش مین کوشش کی یعنی خلائق کثیر کو بحر انعام و احسان مین غریق کیا اور آخر سنہ ۸۳۰ آٹھسو تیس ہجری مین قضای الٰہی سی فوت ہوا اور مدت شاہی اُسکی سولہ برس تھی

ذکر ناصر الدین غلام کی خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سی خالی ہوا اُسکی غلام ناصر الدین نام نی از روے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادون کی اخراج مین جو وارث ملک تھی کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا اور آخرت کا اُسی نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی اُسی دن امرای سلاطین بھنگرہ کی ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین بھنگرہ کی اولاد سی تھا اپنی باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر مہمات سلطنت مین مشغول ہوا

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بھنگرہ کی سلطنت اور جہانداری کا

بعد الغرض سلطنت سلاطین بھنگرہ کہ سالہای دراز گذری تھی پھر اُسکی حکومت نے دوبارہ اُسکی خاندان قدیم میں بازگشت کی اور وہ اقبال کہ ادبار سی مبدل ہوا تھا پھر ہما کی مانند سایۂ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کہ اُس ولایت کی زمینداری میں سکونت اختیار کرکی کشتکاری میں مشغول تھا اور اُسی اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سی مرتبۂ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ ہوا اور چونکہ اخلاق حمیدہ اور صفات خجستہ میں موصوف تھا خلائق درگاہ بھنگرہ کہ راجہ کانس اور جلال الدین احمد کی اطراف و اکناف میں پراگندہ ہوئی تھی خبر اُسکی جلوس کی سُنکر دربار میں حاضر ہوئی عرصۂ قلیل میں جمعیت کثیر بہم پہونچی وضیع و شریف اُس شاہ کی سلوک پسندیدہ سی راضی اور خوشدل ہوئی اور اس سبب سی کہ سلاطین شرقی درمیان سلاطین پوربی اور دہلی کی حائل ہوئی تھی بتیس برس بفراغ تمام ایام سلطنت بسر کئی اور سنہ ۸۶۲ آٹھسو باسٹھ ہجری میں خرابۂ دنیا سی معمورۂ عقبیٰ کیطرف خرامان ہوا

[illegible]

جب ناصر شاہ نی عالم فنا میں قدم رکھا اُس ملک کی امرا اور بزرگون نی باربک شاہ کو سریر ایالت پر اجلاس دیا اور اُسکی عہد معدلت مہد میں سپاہ اور رعایا شہر کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند ہی کہ جسنی غلامان حبشی پر نظر الطاف مبذول کرکی معزز کیا اور قریب آٹھسو حبشی بہم پہونچا کر مثل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کی خدمات جلیل اُنسی رجوع فرمائیں اور سلاطین گجرات اور دکن نی بھی تقلید کرکی اُس گروہ یعنی حبشیونکی عزت و اعتبار میں کوشش فرمائی اور باربک شاہ نی سترہ برس عمر عزیز بدولت و اقبال بسر کی اور سنہ ۸۷۹ آٹھسو اُناسی ہجری میں اُسکی شمع حیات گلگیر اجل سی منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُسکی باپ نی عالم گذران سی کوچ کیا یوسف شاہ تخت و تاج پر قابض ہوا اور شیوۂ عدل و داد مروج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم و فضل سی آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر میں مبالغہ فرماتا تھا اور اُسکی عہد میں کسیکو مجال نہ تھی کہ اُسکی حکم سی تجاوز کرکی علانیہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر بار اپنی حضور طلب کرکی بتاکید تمام فہمائش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی میں کسیکی جانب داری نہ کرنا ورنہ ہماری تمہاری صفائی نہ رہیگی اور ایذا بہت پہونچاؤنگا اور چونکہ خود بھی علم سی بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات کہ قاضی عاجز ہوتی تھی اُنھیں خود بنفس نفیس فیصل کرتا تھا الغرض سنہ ۸۸۷ آٹھسو ستاسی ہجری میں طومار اُسکی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنی دار فنا سی دار البقا کیطرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال و چھہ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کی سرداری پانی اور بعد دو چھینی کی معزول ہونیکا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرانی بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اُسکا ثابت نہوا اُسے معزول کرکی فتح شاہ کو سریر جہانبانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہے فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کی رسوم پیش نہاد ہمت کرکے ہر ایک امراسکے فراخور حال ومرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلامان حبشی کو جو باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد میں فراہم ہوکر نہایت اعتبار بہم پہونچایا تھا اور حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتی تھی تازیانہ عدل سے سیدھا کرکے اصلاح پر لایا اور اسوقت ملک بنگالہ میں یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچہزار پایک چوکی خانہ کا پہرہ دیتی تھی اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اس جماعت کا سلام لیکر انھیں رخصت دیتا تھا اسوقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے فکر میں تھی پریشان ہوکر خواجہ سرا کے پاس کہ جسکا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کی تمام آدمی اسکی ماتحت تھی اور محلونکی نگہبان بھی اسکے سپرد تھیں اور اولوالعزمی کی علامت اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جاکر سلطنت کی تکلیف دی قضارا اس عرصہ میں خانجہان خواجہ سرا وزیر ملک اندیل حبشی امیر الامرا مع خاصہ خیل سرحد کی راجاؤں کی دفع کیواسطے نامزد ہوا اور سلطان شہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سراؤں اور چوکی خانہ کی سپاہیوں کی اعانت سے فتح شاہ کو ۸۹۶ھ آٹھسو چھیانوے ہجری میں قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہوکر چوکی خانہ کی آدمیوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان باربک کی حکومت کا

جب خواجہ سرا بدذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کرکے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جابجا سے اسکے پاس فراہم ہوئی اور اس بدبخت نے ارزال اور پست ہمتونکو مال سے فریفتہ کرکے اپنے پاس جمع کیا یہانتک کہ شوکت اسکی روز بروز افزون ہوئی پھر امرای صاحب جمعیت کی دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امرای کبار سرگروہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد میں تھا اس امر سے واقف ہوکر اس اندیشہ میں ہوا کہ کسی ڈھب سے پایہ تخت پر پہونچکر اسکا کام تمام کرون اس عرصہ میں خواجہ سرا کے خون گرفتہ کی دل میں یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اسے طلب کرکے مقید کرے پھر فرمان طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل الٰہی سمجھکر مع جمعیت خوب حاضر ہوا اور دربار میں نہایت احتیاط سے آمد وشد کرتا تھا خواجہ سرا اسکی دفع میں عاجز ہوا ایک روز ایک مجلس بزیب وزینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اسکی دارالامارہ کی اطراف وجوانب میں کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوئی اور مجلس کمال شوکت وشان سے ترتیب پائی تھی پہلی ملک اندیل کو اپنے روبرو بلاکر نہایت التفات فرمائی اور یہ بات کہی کہ میں سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کرکے تخت پر متمکن ہوا ہوں تو اس بارہ میں کیا کہتا ہے ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا

مصرع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود

سلطان شہزادہ کو یہ جواب پسند آیا فوراً خلعت اور ٹیکا اور خنجر مرصع اور چند گھوڑی اور ہاتھی اسے انعام فرمائی اور کلام اللہ درمیان میں لاکر اس سے کہا کہ تو قسم کھا کہ میں تجھے کسیطرحکا صدمہ نہ پہونچاؤنگا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی کہ جبتک تو تخت پر بیٹھیگا مضرت نہ پہونچاؤنگا اور چونکہ تمام آدمی اکثر خواجہ سرا سے آزردہ تھی اور ملک اندیل حبشی بھی

اپنے ولی نعمت کی انتقام مین بجد تھا اور بانو کو متفق کرکے فرصت وقت دیکھو رہا تھا آخر ایک رات کو
وہ مخمور کشتہ یعنی ملک باربک شراب پیکر تخت پر سو گیا ملک اندیل حبشی دربانونکی ہدایت سے اُسکے
قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اُسے تخت پر افتادہ پایا قسم یاد آئی فکر مین ہوا اسی عرصہ مین وہ
اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اُسکا سر حد زوال مین پہونچا تھا کروٹ لیکر تخت سے نیچے گرا ملک
اندیل نے یہ امر اپنے طالع کی قوت سے سمجھکر پھرتی اور چابکدستی سے اُسپر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہوا سلطان شہزادہ
خواجہ سرا ہوشیار ہوا اور آپ کو شمشیر برہنہ کی مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا چونکہ قوی
اور عظیم الجثہ تھا ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کرکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی نے اُسکے سر کے
بال مضبوط پکڑکے یغرش خان ترک کو جو اُس مکان کی دروازہ مین ایستادہ تھا باواز بلند بلایا وہ مع جماعت
حبشیان فوراً آ پہونچا اور ملک اندیل کو اُسکے نیچے دیکھکر تیغ زنی سے متعذر ہوا اسواسطے کہ ایک تو رات کا
وقت تھا دوسرے اُنکے ہاتھا پائی مین شمع بھی بجھ گئی اور خاموش ہوگئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل
حبشی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اسکا موی سر میری ہاتھ مین ہے اور یہ اسقدر عریض اور چوڑا ہے کہ میرا سپر
ہوگیا ہے تلوار اس سے گذر کر مجھپر نہ پہونچیگی اور قضا سے چارہ نہین اگر اسے بہانہ لکھی ہو گیا مضائقہ اگر مثل میری
ہزار جان ولی نعمت کی قصاص خون مین تلف ہووین تو بھی تھوڑی ہین یغرش خان نے آہستہ آہستہ
کئی زخم باربک کی پشت پر ماری اور اُسنے عمداً آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا
اور ملک اندیل اٹھکر باتفاق یغرش خان اور حبشیونکی محل سرای خاص سے برآمد ہوا اور مسمی تواجی پاشی حبشی
جو در دولت پر حاضر تھا اُسنے پوچھا کہ تمنے کیا کیا بولے ہمنے نمکحرام کا کام تمام کیا تواجی حبشی یہ حال سنکر
باربک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا باربک شاہ خوف جان سے
خزانے کیطرف بھاگا تواجی پاشی حبشی جب اُس مخزن کیطرف متوجہ ہوا باربک شاہ نے پھر آپکو خواب مرگ مین
ڈالا اور اُسنے فریاد بلند کی کہ غداروں نے ہماری صاحب کو ہلاک کرکے سلطنت کو برباد کیا باربک شاہ نے
اُسے اپنا خیر خواہ تصور کرکے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش ہو کہ مین زندہ ہون بتا ملک اندیل حبشی کہان ہے
جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپکی دشمنونکا کام تمام کر چکا ہے مکان کیطرف راہی ہوا باربک شاہ نے
اُس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جاکر فلان فلان امرا کو جمع کرکے انکو تعین کرکہ ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُسکا
سر لاوین اور دروازونکو چوکی خانہ کی پیادونکے سپرد کرکے کہ مسلح ہوکر ہوشیار رہین تواجی نے کہا
مین سر آنکھون سے ابھی اسکا علاج یعنی تدارک کرتا ہون یہ کہکر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ
کیا ملک اندیل حبشی پھر تواجی پاشی کی ہمراہ محل مین آیا اور خنجر سے اُسکا کام تمام کیا اور اُسے مخزن مین چھوڑکر
محل سرا کا دروازہ مقفل کیا اور باہر جاکر آدمی خانجہان وزیر کی بلانیکو بھیجا اور اُسکی آنیکی بعد شاہ کی
تعین کرنیکی بارہ مین مشورہ کیا اور چونکہ فتح شاہ کی ایک طفل دو سالہ خرد سالی کی سوا دوسرا فرزند
نہ تھا فکر مین ہوئے کہ یہ شاہی کی لایق نہین ہے کیونکر اسے تخت پر بٹھاوین پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ
مکان پر گئے اور شاہ کی بی بی سے سانحہ شب یعنی قتل کرنا باربک شاہ کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا

سلطنت پر بٹھانا پڑا ضروری شہزادہ کی والدہ جب انکی ارادہ سی واقف ہوئی فرمایا کہ مین نی خدا سے یہ عہد کیا ہی کہ جو شخص فتح شاہ کی قاتل کو مقتول کری شاہی اُسی عنایت کرون ملک اندیل حبشی نی پہلی یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اُس مجلس مین حاضر ہوئی اور سبھون نی باتفاق اُسی اس امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا نام فیروزشاہ رکھا مدت طغیان شاہ باربک کی بقولی آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور پندرہ یوم تھی اور بعد واقعہ باربک شاہ کی یہ رسم بنگالہ مین مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنی حاکم کی قاتل کو ہلاک کرے اور اسقدر موقع اور فرصت پاوی کہ بجای اُسکی تخت پر بیٹھی تمام امرا اور سپاہ اُسکی جادۂ اطاعت مین قدم رکھکر اُسکی معارض احوال نہووین

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بہ فیروزشاہ کی حکومت کا

فیروزشاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کیطرف گیا اور اُس مقام مین طریق عدالت اور احسان جاری کرکی خلائق کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور اُسکی عہد حکومت مین جو اکثر کارنمایان وقوع مین آئی تھی سپاہ و رعیت نی اُسکی اطاعت کی سوا سرکشی اور بی اعتدالی نہ کی اور اُسنی تین برس بنہایت استقلال اور عدالت سی سلطنت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوی ہجری مین اُسکا چراغ ہستی صرصر فنا سی خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروزشاہ کی شاہی اور اُسکی انجام حال کا

جب فیروزشاہ فوت ہوا امرا و وزرائی اُسکی فرزند سلطان محمد شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی و مالی کا منتظم اور متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت اپنی قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو برای نام بادشاہ بنایا اور دوسرا حبشی کہ جسکا نام سیدی بدر دیوانہ تھا اُسنی حبش خان کی اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سی بہ تنگ آنکر اُسی تیغ سیاست سی ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینی لگا اور بعد چندروز کی چوکی خانہ کی سردار کو موافق کرکی سلطان محمود شاہ کو بھی پردہ شب مین شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور اُن امرائی تجویز سی جو اُسکی شریک تھی اپنا نام مظفرشاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود کی مدت سلطنت ایک سال تھی اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ سلطان محمود شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروزشاہ کی حکم کی موافق اُسکی پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروزشاہ کی بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھایا جب چھ برس کا زمانہ گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کرکی بہ تفصیل مسبوق الذکر شاہ ہوا

ذکر سیدی بدر حبشی المخاطب مظفرشاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفرشاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفای ملک کو جو اُسکی شاہی سی راضی نہ تھی اُنھین قتل کیا اور جن راجاؤن نی کہ شاہان بنگالہ کی خصومت پر کمر باندھی تھی اُنھین بھی فوج کشی کرکی ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کرکی ملک و مال کا اختیار دیا

اور اسکی ہدایت سی سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کرکی خزانہ کی زیادتی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور ایک عالم کو اپنی بی اعتدالی سی متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امرای کبار نی اس سی انحراف کرکی خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچ ہزار حبشی اور تین ہزار پٹھان اور بنگالی متحصن ہوا بقولی چار دن اور بقولی چار ماہ افواج درونی اور بیرونی مین جنگ واقع رہی ہر روز ایک جماعت کثیر قتل ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کرکے سلطان مظفر کی روبرو لاتی تھی کمال قہر و غضب سی شمشیر کھینچکر اپنی ہاتھ سی ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اسکی مقتولونکی چار ہزار کو پہونچی آخر کو ایک روز شاہ مظفر شاہ مع جمعیت شہر سی برآمد ہوکر شریف مکی سی ہم مصاف ہوا طرفین سی بیس ہزار آدمی ماری گئی مظفر شاہ مع اکثر امرا اور مقربان وغیرہ سی تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سی واضح ہوتا ہی کہ آندنونمین اول سی آخر تک یعنی تمام معرکونمین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہنود سی عالم فانی کیطرف راہی ہوئی اور سید شریف مکی نی تخت شاہی پر قدم رکھکر نشان جہانبانی کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اسطرح مرقوم ہی کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات سی لوگ متنفر اور ناراض ہوئی سید شریف مکی امرا کو سمجھکر چوکی خانہ کی دو سردار کو اپنا یار موافق کرکی ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا مین درآیا اور شاہ مظفر کو قتل کرکی صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور مظفر شاہ کے مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھے

ذکر شریف مکی المشہور سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف مکی مظفر شاہ کی حین حیات اور اپنی ایام وزارت مین چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرکی خلایق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہی اور بادشاہی کی لیاقت نہین رکھتا ہر چند مین نی سپاہ اور امرا کی بارہ مین نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زر جمع کرنی مین مشغول ہی اس فریب سی انکی مین اپنا مہربان اور شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امرای کبار سی شاہ کی بارہ مین مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوئی اور سب نی متفق ہوکر اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھی شاہ بناوین تو ہمسی کیا سلوک کریگا کہا تمہارا مدعا کیا ہی فوراً بر لاؤنگا جو شی شہر کی روی زمین پر ہوگی تمہاری واسطی معاف اور مرفوع القلم کرونگا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہیں اسپر متصرف ہونگا الغرض خاص و عام بطمع مال راضی ہوئی اور اسی تخت سلطنت پر بیٹھا شہر گوڑ جو آبادی مین شہر مصر سی بہتر تھا اسکی تاراجی مین مصروف ہوئی اور سید شریف مکی بات نی تمام چتر اپنی سر پر بلند کرکی خطبہ اپنی نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا بیت دولت آنست کہ بیخون دل آید بکنار ؛ ورنہ باسعی و عمل باغ جنان اینہمہ نیست ؛ اور بعد چند روز کی تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع نہوئی بارہ ہزار لشکر و نکو قتل کیا آخر کو اس عمل بد سی باز آئی پھر مخبر اور تلاش کرکے بہت مال اپنی تصرف مین لایا از انجملہ ایک ہزار اور تین سو کشتی طلائی تھی کسواسطی کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال دنیوی سی متمول ہوتا تھا سونی کی کشتی بنا کر اسمین کھانا کھاتا تھا

اور حبش اور شادی کر دل جو شخص سو نی گی
شمار ہوتا تھا اور ابتک بنگالہ کے زمینداروں میں یہ رسم مروج ہے اور شاہ علاء الدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امرای اصلی یعنی خاندانی امیروں پر رعایت کر کے مثل اپنی بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کیواسطے چوکی خانہ کے سپاہ یکقلم برطرف کرے اور حبشیونکو اپنی قلمرو سے نکالدیا اور یہ جو صاحب کشی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف و جوانب مین مشہور ہو گئی تھی جونپور وغیرہ کی رئیس انکی رہنی کی روادار نہو کے اسواسطے اکثر دکن اور گجرات کیطرف متفرق اور پریشان ہوئے اور سلطان علاء الدین نے مغل اور پٹھانونکی دستگیری کر کے عامل دیانت دار اور کارندے کارگذار جابجا مقرر فرمائے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تزلزل و انقلاب کہ سلاطین ماضیہ کے عہد مین بہم پہونچا تھا برطرف ہوا مملکت کے باغی اور سرتابوں نے اسکی خط فرمان سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے بیت چوں نوبت دولتش در آمد ٭ فریاد ز دشمنان بر آمد القصہ آبادی بنگالہ مین نہایت کوشش اور اہتمام مبذول رکھا اور چند مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کیواسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین ہر سال اپنی پای تخت اکدالہ سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ بندوہ مین آتا تھا اور اخلاق پسندیدہ اور وفور عقل و کاردانی کی برکت سے سالہای دراز تک امر بادشاہی مین مشغول رہا آخر ش سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس ہجری مین قضای الہی سے ملک بقا کیطرف کوچ کیا مدت اسکی سلطنت کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین برحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اسکی اٹھارہ فرزندوں سے نصیب شاہ کو کہ اولاد اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اسنے وہ کام کئے کہ جو خلائق کی پسند ہوئے یعنی اپنی بھائیونکو قید و حبس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اس سے دونا اور مرحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کر کے سواد ہندوستان پر مسلط ہوا اکثر امرای افغان بھاگ کر نصیب شاہ کی پاس التجا لائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا ہر ایک علی قدر مراتب پرگنات لائق اور قصبات شائق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کی عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور سنہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین جب بابر شاہ نے جونپور کی اطراف مین آنکر اس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو بھی اپنی قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہو کر تحف و ہدایا بہت ایلچیوں کے ہاتھ بھیجکر غایت عجز و زاری کی بابر شاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کر کے اپنی دار الملک کیطرف پلٹ گیا اور جب بابر شاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی درپی تسخیر بنگالہ ہے اسواسطے نصیب شاہ نے سنہ ۹۳۹

نوسو اکتالیس ہجری میں اظہار اخلاص اور خصوصیت اور محبت کیواسطے تحفہای نفیس ملک مرجان
خواجہ سرا کی ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کی پاس بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ مندو میں سلطان بہادر کی
ملازمت کی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اُسی عرصہ میں نصیب شاہ باوجود دعوی سیادت
مرتکب فسق و ظلم ہوا شرح اُسکی موجب کدورت خواطر ناظرین و سامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی
بیت شیر را بچہ ہمی ماند باو ❊ تو بہ پیغمبر چہ ماننی بگو ❊ الغرض ۹۴۳ نوسو تنتالیس ہجری میں اُسکی
عمر اختتام کو پہونچی لیکن معلوم نہوا کہ وہ اجل طبعی سے مرا یا کسی نے اُسے صدمہ پہونچایا **بیت** از جرم
نصیب این جہان نیش نماند ❊ سرمایہ عمر و زندگانیش نماند ❊ بہر تقدیر نصیب شاہ کی بعد شاہ
سلطان محمود بنگالی کہ اُسکی امراسے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور کہ آخر میں دہلی کا
بادشاہ ہوا تھا اُسی عرصہ میں بنگالہ پر فوج کشی کرکی اُسے زخمی کرکی معرکہ سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر
ہمایون بادشاہ کی پاس پناہ لیگیا اور ہمایون شاہ نے ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری میں مملکت بنگالہ کہ
شیر شاہ کی تصرف سے بر آورد کرکی بلدہ گور میں خطبہ اپنی نام پڑھا اور اُس شہر کا جنت آباد نام
رکھا لیکن کچھ دوام اور ثبات پیدا نہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کی قبضہ میں آئی اور محمد خان افغان
کہ سلیم شاہ کی امراسے تھا اُسکی طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضای الٰہی سے مرگیا
اُسکا فرزند نشان مخالفت بلند کرکی اور اپنے تئیں خطاب سلطان بہادر دیکر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی سلطنت کا

چند روز اُسنے بھی لشکر اور حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُسکی قبضہ میں بھی نرہی آخر کو
سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کی امرای کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کی بعد از فوت یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اوڈیسہ کو بھی اپنے
تصرف میں لایا ہر چند خطبہ اپنی نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلی کہتا تھا اور بسبب ظاہر
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کرکی کبھی کبھی تحف و ہدایا بھیجتا تھا غرضکہ
پچیس سال بنگالہ کی حکومت کرکی قضای الٰہی سے فوت ہوا

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنی باپ کی وفات یہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کرکی اپنی چچیرے
بھائی کی ہاتھ سے جسکا نام ہانسو تھا دیوانخانہ میں قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام میں مارا گیا پھر
بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

بعد وفات بھائی کی ولایت بنگالہ اپنی تصرف میں لایا پھر امرا کا فساد دفع کرکی خطبہ اور سکہ
اُس ممالک کا اپنی نام پڑھا اور شرب مدام اور مصاحبان اوباش کی سبب ممالک اکبر شاہ کی

اطراف مین مزاحمت پہونچائی منعم خان المخاطب بخانخانان حاکم جونپور اکبر بادشاہ کی حکم کے موافق داؤد خان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اُنکی روانگی سی پیشتر امرای مغل کو نامزد کیا داؤد خان نے لودھی خان کو اُنکی مقابلہ کیواسطی رخصت فرمایا اور طرفین ایک دوسری کی مقابل آنکر داد مردی اور مردانگی دی آخر الامر دونون لشکر صلح کرکی اپنی مقام کیطرف روانہ ہوئی اور پھر اکبر شاہ نی دوبارہ اُسکی تسخیر کی بارہ مین فرمان خانخانان کی نام صادر فرمایا اُسوقت مین جو درمیان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھانونکی امرای کبار سی تھا نزاع واقع ہوئی تھی اُسنی خانخانان سی ابواب ملائمت مفتوح کرکی بادشاہ سی طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤد خان یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عجز آمیز لکھا اور دوبارہ ساتھ اپنی متفق اور موافق کرکی اپنی ہمراہ لیگیا اور خلاف عہد و مروت لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر مین موصوف تھا قتل کیا اور آب سون مین اکبر بادشاہ کی لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام مین کہ آب سون دریای گنگ سی ملحق ہوا ہی جنگ واقع ہوئی پٹھان مفرور ہوئی چند کشتی اُنکی سپاہ مغل کی ہاتھ آئین اور منعم خان المخاطب بخانخانان دریا سی عبور کرکی تنبیہ کی لئی متوجہ ہوا اور اُس قلعہ کو جسمین داؤد خان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کرکی تنور حرب گرم کیا اسی درمیان مین اکبر بادشاہ بھی اُس مقام مین داخل ہوا داؤد خان افغان بنگالہ کیطرف بھاگا اور قلعہ پٹنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چارسو ہاتھی داؤد خان کی بہادران مغل کی ہاتھ آئی منعم خان بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گڑھی مین پہونچا داؤد خان بیتاب ہوکر اوڈلیسہ کیطرف بھاگا اور بعضی امرای اکبری کہ اوڈلیسہ کیطرف گئی تھے داؤد خان کی بیٹی جنید خان سی شکست پائی منعم خان اس امر سی واقف ہوکر اوڈلیسہ کی سمت گیا اور داؤد خان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج طرفین کا سامنا ہوا دونون لشکر صفوف حرب آراستہ کرکی جنگ مین مشغول ہوئی اور بعد جنگ عظیم پٹھان شکست کھاکر بھاگی داؤد خان افغان نے اُس قلعہ مین کہ دریای گنگ کی کنارہ تھا پناہ لی لیکن جو چارہ نرکھتا تھا اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑ کر بقصد جنگ باہر آیا آخر کو منعم خان نی صلح کرکی اُس سی ملاقات کی منعم خان ولایت اوڈلیسہ اور گنگ اور بنارس اُسکی تفویض کرکی باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سرای آخرت کیطرف خرامان ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نی خانجہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان افغان منعم خان کی مرنیکی بعد بلاد بنگالہ کو امرای اکبری کی ہاتھ سی برآوردہ کرچکا تھا سنہ ۸۰۳ آٹھسو تین ہجری مین مع لشکر عظیم اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور ٹانڈہ کی ہی خانجہان ترکمان کی مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر ہوکر معرکہ مین قتل ہوا اور اُسکا بیٹا جنید خان زخمی ہوکر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اُسکی صدمہ سی دو تین دن کی بعد مرگیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر گنگ و بنارس تمام خانجہان کی کوشش سی دیوان اکبری مین داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امرای افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گذار مین داخل ہوئی تھی کچھ عرصہ کی بعد لشکر مغل کی غلبہ سی مغلوب ہوکر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلون مین پوشیدہ ہوئی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے

بعد وفات عثمان نام افغان نے اُس جماعت سے خروج کر کے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم ہوئے اور خطبہ اُس [illegible] نام پڑھکر بعضی ولایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت پہونچائی پھر اسلام خان ولد شیخ بدر الدین فتحپوری حاکم بنگالہ اُسکے دفع کیواسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ سنہ ۱۰۱۹ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہیں اُس معاملہ سے فراغ نہیں ہوا

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا کہ جو [illegible]

گزرے بادشاہان شرقی کہتے ہیں

[illegible]

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہے کہ محمد شاہ کے چھوٹے شاہزادہ فیروز شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دیکر بخطاب خانجہان سرفراز فرمایا اور بادشاہ ناصر الدین محمود شاہ نبیرۂ فیروز شاہ کا تخت سلطنت پر متمکن ہوا ملک سرور المخاطب بخواجہ جہان کو شہر جمادی الاولیٰ سنہ ۷۹۶ سات سو چھیانوے ہجری میں ملک الشرق خطاب دیکر ولایت جونپور اور بہار اور ترہت اُسکی تفویض فرمائی اور اُسنے اُن ممالک کا انتظام بخوبی تمام کر کے اُن حدود کے راجاؤں اور زمینداروں کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ کر کے خراب اور ویران کئے تھے اُنپر قبضہ کر کے از سر نو تعمیر کئے اور مردمان جرار اور آزمودہ کار کے سپرد کر کے ملک کو آباد کیا اور بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھکر پرگنہ کول اور اٹاوہ اور بہرائچ اور کنبیلہ کی متمردوں کو گوشمال دیکر دہلی کی جانب سے پرگنہ کول اور رابری اور دوسری طرف سے بہار اور ترہت تک سرکشوں کا نشان باقی نہ رکھا جسطور سے بادشاہان پوربی یعنی حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ ساتھ بادشاہ ناصر الدین محمود کی طریق ملائمت اور اخلاص جاری رکھکر ہاتھی اور تحفجات کہ شاہان دہلی کیواسطے بھیجتے تھے اُسکو پاس بھی ارسال کرتے تھے اور جب اُسکی اقبال نے عروج کیا فلک نے دشمنی اور خصومت پر کمر باندھی سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری میں تخت پر سے اُسی تختہ تابوت پر کھینچا مدت اُسکی سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھے

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اور اُسکا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام کر کے بطریق شاہان پوربی چتر سر پر بلند کرے لیکن اجل نے اُسکو امان نہ دی یہ حسرت اپنی دل میں لیگیا اور اُسکا فرزند متبنی جسکا نام قرنفل تھا بجای اُسکی تخت نشین ہوا اور جونپور وغیرہ کو اپنی قبضہ اقتدار میں لایا لیکن ایکبارگی امر حکومت میں نہایت خلل واقع ہوا پھر اُسنے وضیع و شریف کو موافق کر کے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھا اور اقبال خان کہ وکیل مطلق العنان سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا شاہ مبارک شاہ کی خبر غلبہ اور دعویٰ شاہی سنکر طیش میں آیا چنانچہ سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری میں اُسکی

مدافعہ کیواسطی چڑھائی کی اور جب قنوج مین آیا ت
مغل اور تاجیک اور راجپوت اسکی مقابلہ کو روانہ ہوا اور آب گنگ کی دونون طرف فریقین کی افواج فروکش ہوئی خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کی عکس سی آب دریا پر قوس قزح کا عالم نمایان ہوا اور چونکہ دریا درمیان حائل تھا دو مہینی کامل دونون لشکر برابر مقیم رہی کسی نی قدم جرأت کا آگی نہ بڑھایا آخر کو دونون غنیم بہ تنگ آئی اور ہر ایک بلا جنگ اپنی دار السلطنت کیطرف روانہ ہوئی اور جب کہ شاہ مبارک شاہ شرقی جونپور پہونچا مخبرون نی خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سی پلٹ کر دہلی مین آیا اور اقبال خان اسی اٹھا کر پھر بقصد تسخیر جونپور کیطرف متوجہ ہوا ہی شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ مین مصروف تھا کہ دشمن اجل قوی تر نی اُسپر چڑھائی کر کی سنہ آٹھسو چار ہجری مین اُسکی ملک وجود کو برہم کیا مدت اُسکی سلطنت کی ایکسال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطنت سلطان ابراہیم شاہ شرقی کی

جب طالع انس وجان کی حکم سی شاہ مبارک شاہ عالم باقی کیطرف سفر کر ہوا اُسکا چھوٹا بھائی خطاب ابراہیم شاہ شرقی پاکر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا لیکن یہ شاہ عقل ودانش وتدبیر مین متصف تھا اُسکی زمانہ مین ممالک ہندوستان کی فاضل اور ایران توران کی کامل جو جہان کی آشوب سی حیران وپریشان ہوکر جونپور مین آئی تھی اُسکی امن وامان کی مہد مین پاؤن پھیلا کر سوئی اور اُسکی خوان احسان کی مائدہ سی سیر ہو کر کئی کتابین اور رسالی بنام نامی اُسکی جیسا کہ تحریر ہوگا تصنیف کئی امرا فضلا اور صاحب عقل وکیاست اور شجاعت وشہامت اُسکی دولتخانہ مین فراہم ہوئی انکی سبب اُسکا دربار سلاطین ایران کیطرح رنگین ہوا بیت جہان آفرین تا جہان آفرید * چو او مرز بانی نیامد پدید *
اور اُسکی ابتدای سلطنت مین اقبال خان سلطان محمود دہلوی کو اٹھا کر بقصد تسخیر جونپور قنوج مین آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد رزم وپیکار آب گنگ کی ساحل تک اُسکی مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسری کی مقابل فروکش رہی اور چو اقبال خان مہمات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کی موافق رجوع نکرتا تھا سلطان محمود شکار کی بہانہ اپنی اردو سی برآمد ہوکر اس خیال سی کہ وہ حق نمک اور صاحبی کو مدنظر رکھکر اقبال خان کو دفع کر کی مجھی تخت بادشاہی پر بٹھا دیگا یا کمک اور اعانت میری کریگا بی اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کی پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی نی لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نی اُسکی ابھی استحکام پیدا نکیا تھا سلطان محمود کا آنا دولدادون مین سی ایک بھی ظہور مین نہ لایا بلکہ تعظیم وتکریم اور پرسش ودلجوئی مین بھی اُسنی اسقدر تساہل اور تامل کیا کہ سلطان محمود اُسی سی شرمندہ اور نادم ہوکر ایکایک قنوج کیطرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج جو ابراہیم شاہ شرقی کیطرف سی مامور تھا اور اُسنی امیرزادہ ہروی کہتی تھی بجبر وقہر اُسی نکالکر اس بلدہ پر متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خان نی جب دیکھا کہ محمود شاہ نی اس مملکت پر قناعت کی ہی اسلیئی قنوج اسی ارزانی رکھکر ہر ایک اپنی دار الحکومت کی سمت راہی ہوئی اور بعض تواریخ مین یون مسطور ہی کہ سلطان محمود جب

مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اسی عرصہ میں مبارک شاہ شرقی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شاہ شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم بالصواب اور سنہ ۸۰۸ آٹھ سو آٹھ ہجری میں جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات میں تحریر ہوا یعنی جب اقبال خاں مارا گیا اور سلطان محمود دہلی کیطرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھکر سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو ہجری میں قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور فوج طرفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے بے مجادلہ اور محاربہ ایک نے جونپور کیطرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب سلطان محمود شاہ دہلی میں پہونچا امراکو رخصت جاگیر دی اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آکر قنوج کو گھیرا اور بعد چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے ناچار ہوکر امان چاہی قلعہ کو شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہاں موسم برسات بسر کرکے ماہ جمادی الاول سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری میں بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی کے بہت امراے کبار مثل تاتار خاں ولد سارنگ خاں اور ملک خاں وغلام اقبال خاں وغیرہ اسکے شریک ہوے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہوکر شہر سنبل کیطرف روانہ ہوا اور اسد خاں لودی شہر سنبل کو چھوڑکر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبل تاتار خاں کے سپرد کرکے آگے بڑھا جب آب گنگ کے کنارہ پہونچا چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو جنگ میں اسیر کرکے مالوہ کو مسخر کیا اور اب محمود شاہ کی کمک کو آتا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ مظفر شاہ جونپور لینے کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فسخ عزیمت کرکے جونپور کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آکے شہر سنبل کو برآوردہ کیا اور تاتار خاں بھاگ کر ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی خیل وحشم کی آراستگی اور فراہمی میں مصروف ہوا اور سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری میں دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دار الملک سے روانہ ہوا اور چند منزل جاکر راہ سے پلٹ کر دار العلم جونپور کیطرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشائخ کی صحبت اور تعمیر ولایت اور تکثیر زراعت میں مشغول ہوکر برسوں کسیطرف عزیمت نفرمائی اور آدمی اطراف واکناف ہندوستان کے آشوب حوادث سے جونپور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب وفراخور حالت سرفراز ہوئے اور خادم اور مشائخ اور علما اور سادات اور نیز منشیوں کا اسقدر اجتماع ہوا کہ جونپور کو خلعت دہلی ثانی کہتے تھے اور اس ملک کے صغیر وکبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ مغتنمات سے شمار کرکے حیات مستعار عیش وعشرت میں بسر کرتے تھے شاہ وسے گدا تک تمام خوشوقت تھے رنج وملال اس ملک سے سفر کر گیا تھا اور سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری میں محمد خان حاکم بیوات سلطان ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب وتحریص دیکر اپنے ہمراہ لیگیا مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم ممانعت روانہ ہوا اور بیانہ کی اطراف میں طرفین کی افواج آپہونچیں اور چیار کوس برابر خندق کھود کر محکم اور قوی ہوئی اور بائیس روز مردم طرفین بطور طلایا برآمد ہوکر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی جرأت نکرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم شرقی نے خندق سے برآمد ہوکر صفوف جنگ

آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہوکر میدان وغا کیطرف روانہ ہوا اور صبح تا شام جنگ
کرکے اپنے دائرہ کیطرف متوجہ ہوئے دوسرے دن گرگ آشتی یعنی صلح ظاہری کرکے اپنے اپنے دار السلطنت کے
سمت مراجعت کی اور ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری میں سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت اور
صولت سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا اور اثنائے راہ میں خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کے
عزیمت رکھتا ہے اور جب دونوں فرمانروا ایک دوسرے کے قریب پہونچے اور آج کل میں جنگ شروع
ہونے والی تھی مخبر خبر لائے کہ بادشاہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لاکر جونپور کی تسخیر پر عازم
وجازم ہے سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر جونپور کی سمت راہی ہوا اور سلطان
ہوشنگ غوری نے بے نزاع کالپی کو کہ ابن عبد القادر الموسوم بقادر شاہ جو مبارک شاہ کے ملازم کے
تصرف میں تھی بر آوردہ کی اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری میں شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف اور
عنصر لطیف زمانہ کی بدنظری سے طریقہ اعتدال سے منحرف ہوا اور روح پاک اُس شاہ عالم پناہ کی بہشت
بریں کیطرف خراماں ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندوں نے سوگوار ہوکر جامۂ ماتم
پہنا اور شہر کے مرد وزن نے اُسکے جنازہ کے ہمراہ جاکر نوحہ وزاری سے ہنگامۂ حشر برپا کیا اور تمام خلقت کے
زبان پر یہ ابیات جاری تھے **ابیات** دریغ آن شہنشاہ صاحبقران ٭ جہان تاج بخش ممالک ستان ٭
دریغ آنکہ دیگر نیارد زمین ٭ بصد قرن شاہے بآن داد و دین ٭ اُسکی مدت سلطنت چالیس
سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری ۸۴۰ھ آٹھ سو ہجری میں فوت ہوا بہر تقدیر
ایام سلطنت اُسکی چھتیس سال اور چند ماہ ہونگے اُسکے تمام فضلائے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین
جونپوری تھا کہ اصل یعنی مولد اُسکا غزنین ہے اور دولت آباد دکن میں نشو و نما پائی سلطان ابراہیم
شرقی اُسکی تعظیم و توقیر میں بہت کوشش کرتا تھا اور ہر روز بائے متبرک وہ اُسکے دربار میں کرسی نقرہ پر
بیٹھتا تھا منقول ہے کہ ایکبار مولانا ایک مرض میں مبتلا ہوا سلطان ابراہیم اُسکی عیادت کو گیا
اور بعد احوال پرسی اور اظہار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی لبریز کرکے مولانا کے سر سے اُتارکر خود نوش کر گیا
اور یہ دعا کی خداوندا جو بلا اور آفت میں مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اسکی صحت عاجل اور
شفائے کامل بخش پس اسقدر عقیدہ اُس صاحب تخت و تاج کا علمائے شریعت محمدی کی نسبت
معلوم ہوسکتا ہے کہ کس درجہ تھا اور تصانیف مفیدہ مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہیں مثل حاشیہ
کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہے اور مصباح اور متن ارشاد نحو کہ موسوم بفصل المثال ہے اور بدیع البیان
اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ
شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کی مولفات سے ہے اور مولانا بھی اپنے سلطان عصر کی وفات سے
الیسے مغموم ہوئے کہ اُسی سال یعنی ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری میں عالم قدس کیطرف تشریف لیگئے
والبقاء للملک المعبود اور بعضے کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح اُنکا ۸۴۲ھ آٹھ سو
چالیس ہجری میں روضۂ رضوان کیطرف پرواز کر گیا

[illegible]

ہر چند زمانہ نے رحم نے سلطان ابراہیم سے پادشاہ کو بدولت نہ کیا لیکن بمقتضائے مقام ترحم میری مرگ کے بعد میرے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ از روے عقل سرانجام امور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلایق کی تمنا کے حدائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ دولت اور رواج مملکت عہد پدر میں مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محظوظ کر کے راضی اور شاکر فرمایا اور سنہ آٹھ سو سینتالیس ہجری میں ایلچی سخندان شیرین زبان مع تحف و ہدایائے فراوان سلطان محمود خلجی کی خدمت میں بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمدی کی صراط مستقیم سے قدم باہر رکھکر مرتدوں کی روش اختیار کی ہے اور قصبۂ شاہپور کو جو کالپی سے آباد زیادہ تھا وہاں کے مسلمانوں کو جلا وطن کر کے ویران کیا اور عورات مسلمہ کو کافرونکے حوالہ کر کے خدا و رسول سے نہیں ڈرتا ہے اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے اور آج تک سلسلۂ محبت اور رابطۂ مودت سپاہانین میں مستحکم ہے اسواسطے بحکم قاضی عقل لازم جانکر اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہوں اگر اجازت ہووے کہ اسے تنبیہ کر کے دین محمدی کا طریق اس ملک میں رائج کروں سلطان محمود خلجی نے اسکے درجواب فرمایا کہ اس سے پیشتر یہ خبر افواہاً سمع مبارک میں پہونچی تھی اب آپ پیشوائے سلاطین نے اعلام کیا یقین کامل ہوا بہرحال دفع کرنا اس فاجر کا تمام بادشاہوں پر واجب ہے اگر افواج قاہرہ مفسدان میوات کے تدارک کو متوجہ نہوتے ہم خود بنفس نفیس اُسکے دفع کیواسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے ایلچی رخصت ہوا اور یہ نوید سلطان محمود کو سنانے سلطان شرقی نے محظوظ ہو کر اٹھتیس زنجیر فیل بر سم تحفہ و سوغات سلطان محمود خلجی کی پاس بھیجے اور سامان جنگ درست کر کے کالپی کیطرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کمترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہووے اور فقیر کی حمایت سلطان کی ذمہ ہمت پر لازم ہے سلطان محمود خلجی جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محبت اسلوب تحریر کر کے علیخان کی مصاحبت سے کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کی پاس ارسال کیا اور اسمین یہ عبارت کہ جسکا ترجمہ اُردو یہ ہے درج فرمائی کہ نصیر خان نایب کالپی خداوند قہار کے غضب اور اس شوکت دستگاہ کے خوف سے تائب ہوا اور اقرار کرتا ہے کہ اب ہرگز قدم جادۂ شریعت سے باہر نرکھیگا اور احکام سماوی کی تعمیل اور نفاذ میں تاخیر اور قصور نکریگا اور چونکہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے یہ ملک عبد القادر الموسوم بقادر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری سلک اطاعت اور فرمان برداری میں منسلک ہے اسواسطے اُس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب و لازم ہے کہ اُسکی جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر اُسکی ملک پر صدمہ نہ پہونچاوین ابھی علیخان جواب مکتوب لیکر نہ پہونچا تھا کہ دوسری عرضی

خلاصہ کا در گوشہ

اور زین پوشی اطاعت کا بالاے دوش رکھتا ہی اور اب سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور
عداوت قدیم کی سبب ولایت کالپی پر آنکر اس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانونکی عورات کو اسیر
اور جلاوطن کرکی چندیری کیطرف گیا سلطان محمود خلجی نی باوجود اسکی کہ سلطان محمود شرقی سے کہ
نصیرخان کی گوشمالی کی بارہ مین رخصت دی تھی عجز و انکسار حد سی زیادہ کیا ناچار ہوکر شعبان کی دوسری
تاریخ ۸۴۸ھ آٹھسو اڑتالیس ہجری مین ۹ جلیر سی چندیری اور کالپی کیطرف عازم ہوا اور نصیرخان جب
چندیری مین ملاقات کیواسطی آیا و ہانسی ایرجہ کیطرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتی ہی
بلاتوقف اسکی مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نی ایک لشکر جونپور کی محاربہ کو نامزد فرمایا
اور دوسری جماعت کو حکم دیا کہ تم لشکر جونپور کو تاراج کرو اس جماعت نی حسب الحکم اردو کے
پس ماندگان کو تہ تیغ کرکی جو کچھ پایا اسی تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کیواسطی مامور ہوئی تھی اسنی جاتی ہی
تنور جنگ کو گرم کیا یعنی صبح سی شام تک حرب و ضرب مین مستعد رہی طرفین سی آدمی کار آزمودہ
کام آئی جب شام ہوئی اپنی اپنی دائرہ کیطرف روانہ ہوئی اور دوسری دن صبح کو سلطان محمود خلجی نے
عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا راستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سی واقف ہوا اور اس مقام مین
کہ جگہ مضبوط اور قلعہ تھی قیام کیا اور فوج اس نواح مین تاراجی کو بھیجی اور انھون نی ہاتھ قتل و غارت مین
دراز کرکی غنائم کثیر لیکر معاودت کی اور جب موسم برسات کا سر پر آیا طرفین صلح برای نام کرکی وہان سے
اپنی اپنی دار الملک کی سمت روانہ ہوئی جب سلطان محمود خلجی چندیری مین آیا محمود شاہ شرقی نی میدان
صاف دیکھکر بلا دغدغہ ایک لشکر ولایت بربار کیطرف کہ وہانکی باشندی سلطان محمود خلجی سے
اطاعت کا دم بھرتی تھی نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی یہ خبر سنکر ایک جماعت وہانکی مقدم کے
کمک کو بھیجی اور جو لشکر شرقی تاب مقابلہ کی نرکھتا تھا محمود شاہ شرقی بہ تعجیل تمام اپنی فوج مین ملحق ہوا
اور بعد چند روز کی ایک مکتوب شیخ الاسلام جائیلدہا کی نام کہ بزرگان وقت سی تھا اور سلطان
محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب وہ بزرگوار شادی آباد مندو کی
گنبد مین مدفون ہی لکھ بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ اس لڑائی مین دونون طرف کی خلق قتل ہوتی ہی اگر آپ
اس بارہ مین ساعی ہون بہتر ہی ایلچی جب شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور زبانی اسطرح تقریر کے
کہ بالفعل قصبہ ایرجہ اور کالپی جو سلطان شرقی کی تصرف مین آیا ہی اسکو نصیرخان کی قبضہ مین واگذار
فرمادین جب سلطان شرقی کی ایلچی نی یہ مضمون شیخ کی سمع مبارک مین پہونچایا شیخ نی سلطان محمود شاہ
شرقی کی وکیل کو اپنی خادم کی ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز تحریر کرکی سلطان محمود خلجی کی خدمت مین
بھیجا سلطان محمود خلجی نی فرمایا جبتک وہ کالپی سی دست کش نہوگا مین صلح نہ قبول کرونگا جو کہ
نصیرخان کا علاقہ بسبب تنگ گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جانکر عرض پرا ہوا کہ جو سلطان محمود
شرقی نی حضور اشرف کی روبرو شیخ جائیلدہا کی خدمت مین وعدہ کیا تھا کہ مین اسکی بعد قادر شاہ کی

اولاد سی خصوصاً نصیر خان سی مزاحم اور متعرض ہوئے اور اُنکا ارادہ یہ ہوا کہ پھر اُسکا لشکر قدم ملک مین
نرکھی اور بعد چار مہینے کی کالپی اور ایرچہ اور قصبات میں سیر کرکی جب بنا صلح کی شیخ کی توجہ ظاہر اور
باطنی سی مستحکم ہوئی اور ایلچی سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سی مشمول ہوکر رخصت ہوا سلطان محمود
خلجی شادی آباد مندو کیطرف اور سلطان محمود شرقی جونپور کیطرف روانہ ہوئی پھر سلطان شرقی نے
اپنے پدر بزرگوار کی بدستور ہاتھ بذل و احسان کا جود و سخا کی آستین سی نکالا علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع
طبقات انام کو ہر ایک کی مدارج اور مراتب کی موافق فیضیاب کرکی محظوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے
جب سپاہ استراحت کرکی رنج سفر سی آسودہ ہوئی مملکت چناوں کیطرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو
تاخت و تاراج کرکی اُس نواح کی مفسدوں اور سرکشوں کو علف شمشیر خون آشام کیا اور بعضی قصبوں
اور پرگنوں مین تھانی بٹھاکی جونپور کیطرف مراجعت فرمائی اور بعد اسکے اوڈیسہ کی غزا مین مصروف ہوا
اور اُس حدود کی بھی بتخانوں کو خراب اور ویران کرکی مع غنائم موفورہ مظفر اور منصور ہوکر معاودت کی اور
سنہ ٨٥٦ آٹھ سو چھپن ہجری مین عزیمت بہ تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسکی محاصرہ کرکی بنیاد جنگ قائم کی
سلطان بہلول مع لشکر کثیر دیپالپور سی آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ دریا خان افغان جو بادشاہ
دہلی سی روگردان ہوکر اُسکا نوکر ہوا تھا عین لڑائی مین اُسنی پیٹھ دکھائی اسواسطی صلاح توقف مین نہ دیکھی
وہاں سی کوچ کیا اور دہلویان نے سلطان کا پیچھا کرکی فتح خان ہروی کو جو اُسکی امرائی کبار سی تھا قتل کیا
اور سات ہاتھی جنگی اُنکی ہاتھ آئی اور سنہ ٨٦١ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کی مقدمہ پر
تاخت لایا اور محمود شاہ شرقی بھی اُسکی مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت اسکی مقام مناسب مین
تحریر ہوئی ہے شمس آباد کی اطراف مین ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور اُسی چند روز مقابلہ اور
مقاتلہ کی نوبت نہ آئی تھی افواج جانبین اپنی اپنی پڑاو پر پڑی تھی ایک شب کو قطب خان لودھی
سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اُسکی دائرہ پر شبخون لایا گرفتار ہوا ابھی جنگ سلطانی شروع نہوئی تھی
کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض الموت مین مبتلا ہوا اور سنہ ٨٦٢ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین
اپنی بساط وجود سی قدم باہر رکھکر دار البقا کیطرف سفری ہوا۔ النظم۔ ز دور سپہر ستمگر ...

کہی جان گزا گاہ جان پرورست * یکی را بسر افسر زر نہد * یکی را ز کین تیغ بر سر نہد * نہ قہرش
بموقع نہ مہرش بجاست * درین پیدا و در آن ہو فاست * مدت اُسکی سلطنت کی ٢٠ بیس سال تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کا وجود باجود سی تخت خالی ہوا اعیان و ارکان جونپور نے اُسکی بڑی بیٹے
شاہزادہ بھیکن خان کو اُسکی والدہ بی بی راجی کی صلاح سی سلطان محمد شاہ خطاب دیکر سریر
مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سی صلح کرکی عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شاہ شرقی کی
محمد شاہ کی تصرف مین رہی اور جو کچھ کہ بادشاہ بہلول کی قبضہ مین ہے وہ بدستور اُسی کا قابض اور دخیل
ہووی بعد اس فیصلہ کی محمد شاہ شرقی جونپور کیطرف متوجہ ہوا لیکن امرا شاہ کی عدم قابلیت کی

درمیان میں سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی کا ارادہ کرکے معاودت کی اور
سلطان محمد شاہ بھی یہ خبر سنکر جونپور سے سوار ہوا پرتاب نام زمیندار اسطرف کا جو سابق میں
سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھکر اُس سے جا ملا اور محمد شاہ سرستی میں
آیا اور بہلول شاہ نے دھلی راپری میں جو سرستی کے قریب ہے نزول کرکے چند روز وہاں استقامت کی اور شاہ
محمد شاہ شرقی نے سرستی سے فرمان جونپور کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر
اسلام خان لودھی کو قتل کرے کوتوال نے اُسکے درجواب یہ عرضداشت کی کہ بی بی راجی دونوں کی ایسی محافظت
کرتی ہیں کہ میں انکے قتل سے معذور ہوں جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اُسنے اپنی والدہ کو جونپور سے ساتھ
بہانہ کے طلب کیا کہ آپ یہاں آنکر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان صلح کراکے کچھ ولایت اُسے
دلوائیں۔ بی بی راجی فریب کھاکر جونپور سے روانہ ہوئی کوتوال نے فرصت پاکر محمد شاہ شرقی کے فرمان کے موافق
حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی تعزیت قنوج میں بجالائی اور اُسی مقام میں توقف کیا اور
محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجی کو لکھا کہ اور شاہزادے بھی یہی حالت
پیدا کرینگے یعنی میرے ہاتھ سے قتل ہونگے بہتر یہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجالائیں
جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور اُسکی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو
وہم اور ہراس تھا الغرض ایک روز شاہزادہ جلال خان اور حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق
سلطان شاہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی خدمت میں معروضہ بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر
شبخون کا ارادہ رکھتا ہے کیا حکم ہوتا ہے اسکے بعد شاہزادہ حسین خان اور سلطان شاہ اجودھی تیس ہزار
سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لیکر دشمن کے سر راہ روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوئے
اور جمنا کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ خبر سنکر ایک فوج انکے مقابلہ کیواسطے تعینات کی
شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ جلال خان کو جو اردو میں رہا تھا اُسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُسکی
طلب کو بھیجا اس درمیان میں سلطان شاہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت
نہیں ہے شاہزادہ جلال خان پیچھے سے پہونچیگا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑکر قنوج کیطرف روانہ ہوئے اور فوج سلطان
بہلول کی جو انکے مقابلہ میں تعین ہوئی تھی آنکر مقابل انکے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے
حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہوکر جمنا کیطرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شہزادہ
حسین خان کا لشکر تصور کرکے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کرکے سلطان
بہلول کے پاس حاضر کیا اور اُسنے قطب خان کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج
کیطرف بھاگا اور سلطان بہلول نے آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال اور اسباب غنیمت لیکر مراجعت کی
جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر
اجلاس کرکے بخطاب سلطان حسین مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرائے

محمد شاہ شرقی کی سر پر جو ساحل آب گنگ گھاٹ اجگر کی قریب ہی فرود کش ہوا تھا تعین فرمایا
جب لشکر سلطان حسین کا قریب پہونچا بعض امرا جو محمد شاہ شرقی کی ہمراہ تھی جدا ہو کر چلی آئی اور اُسنی
مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ مین کہ اُس نواح مین تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی
کہ تیر اندازی پر قادر تھا مستعد بہ تیر اندازی ہوا لیکن بی بی راجی نی پیشتر سی اُسکی سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا
موافق کر کی تمام پیکان تیر اُسکی ترکش سی دور کیی تھی محمد شاہ نی جو تیر ترکش سی نکالا وہ بیکار نکلا ناچار دست
بہ شمشیر ہو کر بہت آدمیونکو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کی ہاتھ سی شاہ محمد شاہ کی ایسا کاری لگا
کہ اُسکی صدمہ سی جانبر نہوا **قطعہ** مادر گیتی نداده زاده کورا نگشت ۔ در اسنه بر مهر این زال پسر کش زنهار
چون اجل نی شاہ بیندی گدا روز قضا ۔ سلطنت ندید سرور و سروری ناید بکار ۔ اسکی بعد سلطان حسین
سلطان بہلول سی صلح کر کی یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص یعنی فریقین اپنی ولایت محروسہ اور ملک
متصرفہ پر قانع ہو کر استقامت کرین اور اسی بر بناے کہ قبل اسکی محمد شاہ شرقی سی مل گیا تھا قطب خان
افغان کی دلجوئی اور رہائی کیواسطی سلطان بہلول کی ساتھ موافق ہوا سلطان حسین قنوج سی کوچ کر کی اُس
تالاب کی کنارہ کہ جسکو ہربہ کہتی ہین وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جونپور سی طلب کر کی خلعت اور سوار
اسپ اور دیگر عنایات سی امتیاز بخشکر باعزاز و اکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کی پاس بھیجا بادشاہ
بہلول لودھی نی بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سی خوشدل کر کی حسین شاہ شرقی کی خدمت مین
رخصت کیا پھر ہر ایک شہر یار اپنی مستقر دولت مین جا کر مہمات شاہی مین مشغول ہوئی محمد شاہ کی مدت سلطنت پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا حکم خداے قدیر سی اپنی بھائی کی بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا
باگ ریاست اور سرداری کی اپنی کف اقتدار مین لایا اور بادشاہ بہلول لودھی کی ساتھ صلح کر کے
جب جونپور مین آیا اپنی بھائی کی معاملہ سی متنبہ ہوا اور تھوڑی عرصہ مین سرداران صاحب واقعہ کو
حکمت عملی سی قید کیا اور ہمت والا نہمت تسخیر بلاد مین مصروف فرمائی پہلی تین لاکھ سوار اور ایک ہزار
چار سو زنجیر فیل جمع کر کی ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثناے سیر مین ملک ترہت کو
ویران کر کی آبادی سی ایک نشان نچھوڑا اور جب ولایت اوڈیسہ مین پہونچا افواج اُسکی اطراف و
جوانب مین نامزد کر کی حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڈیسہ کا راجہ یہ خبر شنکر دریاے
حیرت مین غوطہ زن ہوا جب سواے عاجزی اور بیچارگی کی کوئی فریاد رس نپایا وکیل سلطان کے
خدمت مین بھیجکر اطاعت اور مالگذاری قبول کی اور جب سلطان نی اُس مملکت کی تسخیر سی ہاتھ کھینچا
اُسنی اسکی شکریہ مین فوراً تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا اور اشیاے نفیسہ اور نقد فراوان لائق
شاہان پیشکش کیا سلطان نی سالماً و غانماً جونپور کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ آٹھ سو اکھتر
ہجری مین بنارس کی قلعہ کو جو چند روز سی خراب اور ویران ہوا تھا مرمت کر کی تیار کیا اور سنہ مذکور مین
بڑی بڑی سردارونکو گوالیار کی تسخیر کیواسطی روانہ کیا اور انھون نی وہان جاتی ہی اُسی گھیرا اور گوالیار کا

راجہ تلوک چند حاکم ... بھی حاضر ہوا اور اظہار اطاعت کرکے اپنی تمیز ... شاہ حسین شاہ شرقی نے اسکے ملک کا از سرنو
منتظم کیا اور اسکی بعد حسین شاہ کی شوکت و استقلال حد سی افزون ہوا اپنی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن
محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کی اغواسی ۸۷۸ھ آٹھسو اٹھتر ہجری مین تسخیر دہلی کی عزیمت کرکے
مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار چار سو فیل کوہ تمثیل اُسطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول
لودھی نی ایلچی سلطان محمود خلجی کی پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لاوین
قلعہ بیانہ آپکی تعلق رکھونگا لیکن ابتک شادی آباد مندو سی جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی
تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اسوقت سلطان بہلول لودھی نی نہایت عاجزی اور زاری سی یہ پیغام بھیجا
کہ بلاد دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہو وی اگر آپ عنایت ذاتی سی اصل دہلی اٹھارہ کوس تک میری قبضہ مین
چھوڑین تو سلک ملازمون مین منسلک ہوکر اس شہر کی دارو غگی مین قیام کرون لیکن جب شاہ نی نہایت
غرور اور تکبر سی شاہ بہلول کی ملتمس کو شرف اجابت سی نہ سنا ناچار ہوکر کارساز حقیقی کی لطف وحمایت پر اعتماد
کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سی برآمد ہوا اور دریا کی کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کی مقابل
فروکش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان مین حائل تھا چند روز حرب مین نہ مشغول ہوئی اسی درمیان مین شاہ
حسین شاہ شرقی کی سردار کبار ولایتون کی تاخت کیواسطی روانہ ہوئی شاہ دہلی نی فرصت غنیمت جانکر
گرمی کی عین گرما گرمی مین اسی مقام سی کہ دریا پایاب تھا گھوڑی دریا مین ڈالی ہرچند خبرداروں نی یہ خبر شاہ
حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور غرور سی اسی امر کا یقین نہوا یہانتک کہ فوج دہلی نی دریا سی عبور کرکی
اُسکی اردو کی تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بی شعوری سی کہ نہایت غافل تھے
پریشان ہوکر خورد و کلان نی راہ فرار پائی آخر کو سلطان حسین نی بھی ناچار ہوکر اُنکا ساتھ دیا ملکہ جہان اور تمام
حرم اُسکی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نی حق نمک کا لحاظ کرکی اُنھین باعزاز و اکرام تمام سلطان حسین شاہ کی
پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سی ملی اُسکی مغز و پوست مین دخیل ہوکر پھر اسقدر وسوسہ پیدا کیا کہ
سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کرکی دوسری مرتبہ پھر دہلی کیطرف متوجہ ہوا اسا ثنا (?) قلیل
باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نی پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میری قصور معاف فرماکر مجھی بحال اپنی چھوڑی ایک نہ ایک
روز آپ کی کام آونگا جو تقدیر ایزدی سی دولت خاندان شرقیہ آخر ہونی پر تھی شاہ شرقی نی شاہ دہلی کی
عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی نعمت کو چشم حقارت سی دیکھکر جواب ناصواب مین قیام کیا اور قدم آگی
بڑھایا جب سلطان بہلول مقابلہ و مقاتلہ کو آیا بعد حرب وضرب کی پھر لشکر جونپور نی شکست کھائی
یہانتک کہ تین مرتبہ بی سامان تمام آنکر راہ ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان
حسین شاہ گھوڑی سی کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کی طبقہ مین تحریر ہوا جونپور سلطان بہلول کے
تصرف مین آیا اور سلطان حسین شاہ نی بھاگ کر اپنی ممالک دور دراز مین پناہ لی اور ایک ولایت قلیل پر کہ
محصول اُسکا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سی باوجود قدرت متعرض اُسکی
احوال کا نہوا اور حکومت جونپور کی اپنی فرزند باربک شاہ کو دیکر اُس ممالک کو اپنی ضبط مین لایا اور بہلول شاہ

لودھی کے بعد فوت ہونے شاہ حسین شاہ شرقی نے سر اٹھایا یعنی مقام فساد مین ہوکر باربک شاہ کو
اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کرکے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآوردہ کرے
لیکن جب تنور حرب گرم ہوا یعنی جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ سکندر
لودھی نے جونپور کو بھائی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلطان حسین شاہ کو جو خمیر مایۂ فساد تھا تعاقب کرکے
بعد جنگ اُسکو اُس گوشہ سے کہ جسمین گوشہ نشین ہوا تھا نکال دیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال
ہوکر شاہ علاء الدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاء الدین شاہ نے سامان اُسکی عیش و فراغت کا مہیا
کیا اور اُسکی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شاہ شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت
اُس خاندان کی سنہ آٹھ سو اکاسی ہجری مین یکقلم زائل ہوئی سلطان حسین شاہ کی مدت سلطنت اٹھارہ
برس تھی اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر
موت کا شربت تلخ چکھکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کیطرف انتقال کیا

مقالۂ گیارھوین حکام سندھ اور ملتان کی بیان مین اور شرح ظہور اسلام [illegible]

پوشیدہ نرہی کہ بعضی نسخون مین مثل خلاصۃ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین آغاز طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اُس دیار مین خامۂ تحقیق نے ساتھ اس طریق کی مرقوم کیا ہی کہ حجاج بن یوسف جو قبل ولید بن عبد الملک سی حاکم عراقین بلکہ ایران و توران تھا درپی تسخیر بلاد ہندوستان ہوا پہلی محمد ہارون کو ابتدای سنہ آٹھسو چھ ہجری مین مع سپاہ جرار ولایت مکران کی سمت بھیجا اور اُسنی وہان پہونچکر اُس مملکت کو اپنی قبضۂ تصرف مین لایا اور وہانکی باشندی کہ اکثر انمین گروہ بلوچ لنکا تھا شرف اسلام سی مشرف ہوئی اور رعایا وہانکی تمام ادای مال دیوانی مین مشغول ہوئے اُس تاریخ سی اُس نواح مین رواج اسلام کا بہم پہونچا مسجدین تعمیر ہوئین اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئی اور بعہد آدم سی اُسوقت تک جزیرہ سراندیپ سی دریا کی راستہ کشتیان مکہ اور دیار مغرب تک جاری تھین اور براہمہ ہندوستان کی قبل ظہور اسلام خانۂ کعبہ کی زیارت اور وہانکی بتون کی پرستش کیواسطی ہمیشہ آمد و شد کرتی تھی اور اُس موضع کو بہترین معابد سی جانتی تھی اور حاکم سراندیپ کا بیشتر اور مہا جاؤن موضع ہندوستان سی حقیقت اسلام پر مطلع ہوکر صحابۂ کرام کی عہد مین قلادۂ شریعت مصطفوی کا معتقد ہوا تھا اور جو کہ سلاطین اسلام سی اعتقاد بہت رکھتا تھا دریا سی کشتی تحف و ہدایای نفیسہ اور غلامان و کنیزان جمیلہ سی مملو کرکی ولید کیواسطی دار الخلافت مین روانہ کی اور جب باب عجم کی اطراف مین پہونچی مردم دیبل کہ جو حاکم دیبل کی حکم کی موافق روی دریا پر متردد تھی اس کشتی کی سد راہ ہوئی اور علاوہ اُس کشتی کے

سے تحفیان نادرہ عرب میں لاتی اور ناگاہ وہ جہاز ساحل دیبل پر پہنچے شورش
عورتیں مسلمان جو سراندیپ سے حج کو ... ہوئی تھیں انھیں اسیر کیا اور وہ جماعت کہ جو
اُن کفار اشرار کی ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب حاکم
سندھ داہر بن صصعہ کو لکھکر محمد ہارون کی پاس بھیجا اپنے معتمدوں کی ہمراہ داہر کی پاس بھیجے
داہر نے بعد ورود نامہ مضمون پڑھکر اسکی درجواب لکھا کہ یہ فعل اس قوم سے وقوع میں آیا ہے جو کمال قوت
اور شوکت رکھتی ہے اور کوشش کی سبب اس گروہ پر شکوہ کا دفع متصور نہیں ہے جب یہ خبر حجاج کو پہونچی
ولید بن عبد الملک سے رخصت جہاد ہند حاصل کی اسکی بعد ایک شخص کو جسکا نام بدیل تھا مع تین ہزار
سوار محمد ہارون کی پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل نبرد ہمراہ اسکی باشندگان دیبل کی جہاد
اور انتقام کیواسطے تعین کرے خلاصہ یہ کہ بدیل جب دیبل میں پہونچا کوشش مردانہ کرکے درجہ شہادت
فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت غمگین اور محزون ہوکر تلافی کی فکر میں ہوا باوجود اسکی کہ
عامر بن عبد اللہ نے سپہ سالاری کی درخواست کی لیکن حجاج نے قبول نہ کی اور منجمان دوربین اور وقیعہ
شناسوں کی صلاح سے عماد الدین محمد قاسم بن عقیل ثقفی کو جو اسکا چچیرا بھائی اور داماد تھا اور سترہ
برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو روسای شام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری
سنہ ۹۰۳ نوسوتین ہجری میں سندھ کی تسخیر کو شیراز کی راستہ سے نامزد فرمایا غرضکہ وہ کران طی کرکے
دیلوں اور دور سلہ میں جو دیبل کی سرحد میں واقع ہے آیا اور چند روز کی بعد وہانسے کوچ کرکے بلدہ دیبل میں
جو دریای عمان یعنی سمندر کی کنارے آباد ہے اور اسوقت میں بنام ٹھٹہ شہرت رکھتا ہے وارد ہوا اور اس
شہر کی محاصرہ کی فکر کرنے لگا کیواسطے کہ دیبل میں ایک بتخانہ قلعہ کی مانند تھا اور گچ اور سنگ سے
اسے نہایت سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا اسے محاصرہ کیا جب محاصرہ نے
طول کھینچا ایک برہمن امان طلب کرکے بتخانہ سے برآمد ہوا عماد الدین محمد قاسم نے اس سے بتخانہ اور اہل
بتخانہ کا احوال پوچھا اسنے جواب دیا کہ اسمیں چار ہزار راجپوت جنگی ہیں اور انکے سوا قریب دو تین
ہزار برہمن اسکی خادم ہیں اور بسبب اس طلسم کی کہ جسکی علمای براہمہ موجد ہیں کسیکا کمند
تسخیر اسکی کنگرہ پر نہیں پڑتی ہے عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہاں ہے برہمن نے کہا کہ فلان
نشان پر ہے محمد قاسم نے جعویہ نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا کہ سنگ منجنیق کی ضرب سے
اسکو دفع اور مستاصل کرے جعویہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اس نشان کی قاعدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے
اس طلسم کو شکستہ کیا اور عرصہ قلیل میں وہ بتکدہ فتح ہوا اور محمد قاسم نے اسکی چار برج جو
رفعت آسمان سے ہمسری کرتے تھے مسمار کرکے زمین دوز کیا اسکی بعد برہمنوں کو اسلام کی تکلیف دی
جب انکار کیا انکی عیال و اطفال اور عورات جوان و خرد سال کو کنیزی اور غلامی میں لیا اور برہمنوں کو
سترہ برس سے سو برس کی بوڑھے تک کو علف تیغ اسلام کیا اور انکی عورتوں کو سفر اور حضر یعنی
روانگی اطراف اور قیام اردو میں مسلمانوں کی خدمت کیواسطے مقرر کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے

کر کی سب کو راضی اور خوش دل کیا اور جو ارادہ کشور کشائی کا رکھتا تھا بلدہ بہرون کی تسخیر کو عازم ہوا
اور سمی نوحی بن داہر جو وہاں کا تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدوں کی سپرد کر کی خود مع افواج
قلعہ برہمناباد قدیم کیطرف راہی ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہاں پہونچا باشندی شہر اور قلعہ کی
قلعہ بند ہوئی اور بعد چند روز کی جان و مال کی امان طلب کر کر اسکی خدمت میں حاضر ہوئی عماد الدین
محمد قاسم نی شہر بہرون کو ایک اہل اسلام کی سپرد کیا پھر سامان حرب درست کر کی اور ایک جماعت
معتمدان شہر سی ہمراہ لیکر بلدہ سیوستان کیطرف جو اس زمانہ میں ساتھ سیوان کی شہرت رکھتا ہی
متوجہ ہوا سیوستان کی باشندی تمام برہمن تھی اپنی حاکم کچھرای کی خدمت میں جو داہر کا چچیرا
بھائی تھا جا کر عرض پیرا ہوئی کہ ہماری طریق میں قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہیں ہی صلاح یہ ہی کہ عماد الدین
محمد قاسم سی امان خواہ ہو کر اطاعت کریں کچھرای یہ کلام سنکر طیش میں آیا اور حالت غضب میں
انھیں سخت و سست کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ میں مشغول ہوئی انکی صولت و شوکت
دیکھکر ہراسان ہوا اور بعد ایک ہفتہ کی ایک رات کو راجپوتوں کی سپاہ ہمراہ لیکر بھاگ گیا اور
حصار سلسم کی راجہ کی پاس جا کر مدد چاہی لیکن اسکی دوسری دن برہمنوں اور سیوستان کے
رئیسوں نی جان کی امان طلب کر کی شہر مسلمانوں کی سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نی غنائم فتوحات
سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سلسم کیطرف متوجہ ہوا
اور اسی بھی فتح کر کی مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ میں رای داہر کا
بڑا بیٹا کہ جوان شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کر کی اسکی مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم نے
ایک مقام قلب لشکر اسلام کی نزول کیواسطی اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب
سقط ہوئی اس سبب سی اضطراب عظیم اردوی اسلام میں واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو
لکھا حجاج حقیقت حال پر مطلع ہوا دو ہزار گھوڑی اپنی اصطبل خاص سی سپاہیان لشکر کو روانہ
کئی پھر عماد الدین محمد قاسم از سر نو قوی پشت ہو کر راجہ کی بیٹی کی محاصرہ کیواسطی متوجہ ہوا اور
فریقین کی درمیان میں چند مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسیطرف سی ظاہر نہوتا تھا
رای داہر اپنی ممالک محروسہ کی نجومیونکو جمع کر کی احوال اور مآل کار لشکر عرب سی سوال کیا چنانچہ
اختر شناسوں نی عرض کی کہ ہمنی اپنی تقویم میں دیکھا ہی کہ فلان تاریخ میں ایک شخص دیار عرب میں
دعوی نبوت کا کر کی اہل عالم کو اپنی دین کی دعوت کریگا اور بعد اسکی ۸۰۶ سنہ آٹھ سو چھ ہجری میں تھوڑی
افواج عرب اطراف دیول کی سمت کہ سندھ کی سرحد ہی پہونچیگی اور ۹۰۳ سنہ نو سو تین ہجری میں
قدم اس ممالک میں رکھکر تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور جوکہ رای داہر نی نجومیونکو مکرر سہ کرر احکام
سماوی میں آزمایا تھا لیکن جوکہ پیمانہ عمر کا اسکی آب بقا سی لبریز ہوگیا تھا روز پنجشنبہ تاریخ دہم
ماہ رمضان المبارک کی ۹۰۳ سنہ نو سو تین ہجری میں وہ خود اس فوج سی عازم جنگ ہوا پچاس ہزار

سوار راجپوت اور سندی اور ملتانی فراہم لاکر باتفاق فرزندان اور عزیزان و اقارب اور اعوان و انصار
یکدل اور یکجہت ہوکر لازمی عہد و سوگند درمیان میں لایا اسکے بعد نہایت غلو اور شدت تمام سے
محمد قاسم کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ اور مہیا ہوا اور اس شیر بیشۂ شجاعت و شہامت یعنی عماد الدین
محمد قاسم نے چھ ہزار سوار عرب سے اُسکا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیوں کے معرکہ کو بازیچہ
سمجھا داہر نے مسلمانونکے دائرہ کے قریب جاکر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندوں اور اُسکے افسروں نے
جانفشانی اور جانسپاری میں تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتی تھی نشانہ تقدیر پر نہ پہونچتا تھا
آخرش ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہوکر قلب میں قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ
کرکے مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ میں آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان و علیہ التکلان و لا حول و لا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کیطرف عزیمت کی پہلے بہادران
عرب اور دلاوران ہند فرداً فرداً جلوہ گری میں آئے اور ہنر سپاہگری جو یاد تھی ظاہر کی اور اکثر یکہ جوانان
عرب نے دو تین بیس نفر ہندوستانیوں کو کہ باری باری انکے مقابل آئے تھے زخم نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرکے
دار البوار پہونچایا تھا جب جنگ مغلوبہ ہوئی اور راے داہر نے بنفس خود تردوات مردانہ کئے اور اُسکے
سرداروں اور فرزندوں نے بھی حملہای رستمانہ میں تقصیر نہ کی اسی درمیان میں ایک نفطہ انداز نے
شعلۂ آتش راے داہر کے فیل سفید پر مارا اور ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہر چند کجک مارتا تھا
فائدہ نہ بخشتا تھا اور ہاتھی باگ دست فیلبان سے چھوڑا کر ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ لب دریا
پہونچکر پانی میں در آیا محمد قاسم کے لشکر نے اُسکا تعاقب کیا اور دریا کے کنارہ دوبارہ بازار حرب گرم
ہوئی اور ہاتھی دریا سے نکلکر اپنے مقام پر آیا اور راے داہر نے مسلمانونکی افواج پر حملہ کرکے نیزہ اور تیر سے بہت
عربونکو مجروح اور بیروح کیا اُسوقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے ایسا لگا کہ اُسکی
صدمہ سے پشت فیل سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور حسب حیلہ سے کہ ممکن تھا گھوڑے پر سوار ہوکر
ایک بہادر العرب کے سامنے گیا اُسنے ایک ضربت سے اُسکا کام ناتمام انجام کو پہونچایا
اور راجاؤں اور راجپوتوں نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک مذلت سر پر ڈالی اور طعمۂ آماج مسلمانوں سے
اُنکو ساتھ نامردی کے مطعون کرکے حصار آرنک کیطرف بھاگے اور غنائم اور فتوحات جو گمان اور
تخمینہ میں نہ سماوے نصیب لشکر اسلام ہوئی اور غازیان عظام قلعۂ آرور کی تسخیر کی فکر میں ہوئے
اور جلیسہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ کو مردان جنگی سے مضبوط کرکے برآمد ہوں اور سپاہ عرب سے
جنگ صف کروں وزرا اور وکلای داہر نے اُسے اس ارادہ سے باز رکھا اور اُسنے اپنے ہمراہ برہمناباد کے
قلعہ میں لیگئے راے داہر کی رانی جو عورت مشہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے سرتاب ہوکر مع پندرہ
ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم عورت کی
لڑائی کو عار سمجھکر اُسکی طرف ملتفت نہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعۂ آرور کو
محاصرہ کیا داہر کی رانی نے جمیع راجپوت قلعہ میں درآئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام

آتش عظیم روشن کی اور اسنے اکثر
عورتوں اور لڑکونکو آگ میں ڈالکر قصہ پاک کیا اور دروازے شہر آرور کے کھولکر داہر کی رانی کی ہمراہ قلعہ سے
برآمد ہوئی اور ایسی لڑی کہ وہ سب معہ رانی کے قتل ہوئی ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام اور مبارزان
شام بعد اس فتح عظیم کے تلواریں میانسے نکالکر قلعہ میں داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل کیے
تیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ داہر کی دو بیٹیاں کہ بندی میں ہاتھ آئیں تھیں بطور تحفہ
حجاج کے پاس خلیفہ کیواسطے بھیجا اور تمام بلاد دیولکو امرای عرب پر تقسیم کیا بعد اسکے دریافت
کہ ملتان بھی راجہ داہر کی تحت میں تھا لہذا اسطرف نہضت فرمائی اور اسے فتح کرکے غنیمت بہ اندازہ
حاصل کیا اور اسے دارالملک قرار دیکر بتخانونکی جگہ مسجدیں بنا فرمائیں جب حجاج نے بادشاہ کے
یعنی راجہ داہر کی بیٹیونکو دارالخلافت میں بھیجا وہ ولید کی حرم سرا میں داخل ہوئیں پھر بعد ایک مدت
یعنی سنہ ۹۶ نوسو چھ ہجری میں ولید نے انھیں یاد کیا جب وہ حاضر ہوئیں ولید نے انکے نام پوچھے داہر کی
بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرمادیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرمل دیو کہتے ہیں ولید جو داہر کی بڑی
بیٹی پر شیفتہ ہوا تھا جب طالب وصال ہوا سرمادیوی زبان دعا اور ثنا میں کھولکر عرض پیرا ہوئی
کہ میں خلیفہ وقت کی فرش مبارک کے سزاوار نہیں ہوں کسواسطے کہ عماد الدین محمد قاسم نے تین شب
مجھے بنظر تصرف اپنی مکان میں رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہے کہ پہلے نفر دست خیانت دراز کریں
اور بعد اسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کیواسطے بھیجیں ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے
ہاتھ سے ایک فرمان اس مضمونکا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام میں ہو اپنے تئیں پوست گاو میں بندھکر
دارالخلافت کیطرف روانہ ہو تاکید مزید اور قدغن شدید جانکر حسب المسطور عمل میں لاوے
جب یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنی پوست خام گاو میں اپنے تئیں کھینچکر
فرمایا کہ مجھے ایک صندوق میں بند کرکے جلد دارالخلافت میں پہونچاؤ جب یہ صندوق ولید کے
پاس پہونچا راجہ داہر کی بیٹی کو بلاکر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاوار کو یوں سزا دیتے ہیں پھر اسنے زبان خلیفہ کے
مدح میں کھولی اور یہ وصیت کی بادشاہونکو لازم ہے کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنیں جب تک
اسے میزان عقل و راستی میں نہ تولیں اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیویں پس معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ
عقل سے بہرہ نہیں رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہے عماد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی تھا
ہم اسکے بمنزلہ خواہر کی ہیں اسنے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہیں کیا لیکن جو اسنے ہمارے باپ
اور بھائیوں اور عزیزوں اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمیں اسنے تخت شاہی سے حضیض بندگی میں
پہونچایا لہذا ہمنے اپنا انتقام اور اسکی ہلاکت کے لئے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا مقصود حاصل کیا
ولید عماد الدین محمد قاسم کی موت سے نہایت شرمندہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست
اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج پذیر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد موت عماد الدین محمد قاسم کے
احوال حکام سند کا کسی تواریخ مشہور اور متداولہ میں مرقوم نہوا لیکن تاریخ بہادرشاہی میں

اسامی اُس سلسلے کے حکام کی لکھے ہیں ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم ایک جماعت جو اپنے تئیں اولاد تمیم انصاری سے جانتے تھے انھوں نے مملکت سند کی بادشاہی کی اُنکے بعد اُس حدود کے زمیندار جنھیں سومرگان کہتے تھے وہ مزید قوت اور کثرت اموال و انصار میں ممتاز تھے مہمات سند کی متکفل ہوئے اور اُنکے خاندان میں سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی اُنکے کسی کتب تواریخ میں محرر اوراق کی نظر سے نہیں گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرگان کی گردش فلکی سے طبقہ سمّگان میں کہ وہ بھی زمینداران اُس مملکت سے تھے منتقل ہوئی وہ فرقہ بتاں جام مشہور ہوا اور ان دو طائفہ کی عہد میں کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ انھیں مزاحمت پہنچاتے تھے اور اُنکے ممالک میں متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہوکر اپنے کارندوں کے سپرد کرکے اپنے مقر دولت کیطرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اُس مملکت کا اپنے نام پڑھکر اپنا دار الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ داستانہائے شاہی سے الگ ہیں رجوع کرکے پھر تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علیحدہ سند کا تھا اس مقام میں جداگانہ تحریر کرتا ہے اور بعد اُسکے والیان سمّگان کی اسامی کہ علم ناقص کے ساتھ اُسکا احاطہ کیا ہے مرقوم خامہ تحقیق کریگا

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سند پر

تمام مورخین سند نے بسبب ادنی نسبت کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے مقابل لکھا ہے لیکن مؤلف اس کتاب کا مولانا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کرکے بمقام مناسب شاہان سند کے سلک میں بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور نہایت عقیل اور فہیم اور شجاع با کیاست وحذاقت تھا اور ایک مدت اُسنے سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت میں بسر کرکے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہئے حاصل کیا اور جب سلطان معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ میں شہید ہوا اور سلطان نے مملکت اچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کرکے اُس ملک کا بندوبست مناسب اُسکی رجوع فرمایا تھا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان اپنی دو دختر اُسکی سلک ازدواج میں لایا تھا یعنی جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اُسکو دی اور سلطان ناصر الدین قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایبک کا تابع تھا اسلیئے ہمیشہ اُسکی سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور وہ کبھی کبھی اوچہ دہلی میں آکر شرف ملازمت سے مشرف ہوتا تھا لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک اکثر قلاع و بقاع سند کو تصرف میں لایا اور سومرگان کو کہ بعضے اُنمیں سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُنکو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوائے بلدہ ٹھٹھہ اور جنگل اور تھوڑی کچھ اُنکے تصرف میں نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دیکر گوشہ اور کنارہ میں رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ عرصہ قلیل میں پھر سر رشتہ سلطنت کا کف اقتدار میں لاکر سند کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین جب

خطبہ اور سکہ اپنی نام
سلطان تاج الدین نی طمع اسکی بعض ممالک پر کرکی چند مرتبہ غزنین سی فوج کشی کی اور ہر مرتبہ بی نیل
مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصر الدین کا مظفر اور منصور رہا اور سنہ ۶۱۱ چھ سو گیارہ
ہجری میں لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین میں سلطان جلال الدین کیطرف سی تعینات تھا سیوستان کے
حدود پر غالب آیا اور شاہ ناصر الدین انسی لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن مؤید الملک
سنجری وزیر غزنین منہزم ہوا اور سنہ ۶۱۴ سات سو چودہ ہجری میں شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو
متوجہ ہوکر سرہند تک اپنی قبضۂ اقتدار میں لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب
دہلی سی روانہ ہوا وہ بھی سامان جنگ اور لشکر کو درست کرکی نیلاب کی کنارے فروکش ہوا شمس الدین
شاہ نی ساحل دریای مذکور پر پہونچکر بی ملاحظہ گھوڑا پانی میں ڈالا امرا اور سپاہ نی اسکا اقتدا کیا
بہت آدمی ڈوب گئی سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر و سنان رہا پھر تاب مقاومت
نہ لاکر ملتان کیطرف مفرور ہوا اور طبل و علم اسکا اثنای تاخت میں سلطان شمس الدین کی فوج کے
ہاتھ آیا اور چنگیز خان کی حوادث میں خراسان اور غزنین اور غور کی اکابر اور اصاغر اسی سی رجوع ہوئی
اور ہر ایک علی قدر مراتب اسکی انعام اور احسان سی سرفراز اور ممتاز ہوا اور اسکی ملازمت اختیار
کی لیکن انتہای حال میں سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی کی صدمہ سی
ہندوستان میں آیا بحسب اتفاق ناصر الدین سی الجھا خرابی بہت اسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی
اور دولت اسکی انحطاط کیطرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہ ہی کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ
چنگیز خان میں غزنین کیطرف راہی ہوا اور اس مقام سی بقصد عبور آب سند کی کنارے گیا چنگیز خان کو
یہ خبر پہونچی اسنی لشکر بیشمار اسکی سر پر بھیجا اور آب نیلاب کی ساحل پر جو آب ساتھ آب سند کے
مشہور ہی پہونچکر اطراف و جوانب سی اسکی محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نی آگی تیغ آتشبار اور پیچھی
دریای خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑی کو میدان وغا میں جولان کرکی بہت کفار تاتار کو خاک ہلاک پر
ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اسکی اطاعت کا زین پوش اپنی
دوش پر اٹھاتا اور باوصف اسکی کہ میمنہ اور میسرہ اسکی شکست کھاکر متفرق ہوگئی تھی اسنی اپنی
پای ثبات زمین کین میں مستحکم کیا اور صبح سی دوپہر تک مع سات سو سوار قلب میں ایستادہ ہوکر
داد مردی اور مردانگی دی عاقبت الامر جب کام اسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ
ہوئی باگ معرکہ سی موڑ کر اپنی بیٹوں کی پاس آیا اور انھیں وداع کرکی دوسری گھوڑی پشہ زور پر سوار ہوا
اور پھر صف مغل پر حملہ کرکی کچھ لوگ انکی پسپا کئی اسکی بعد باگ موڑ کر پھر دریا کی کنارے آیا
اور جوشن بدن سی اتاری اور چتر کو سنبھالکر تازی نژاد کو تازیانہ سی ہشیار کیا اور اس مقام میں
کہ پانی دس گز سی کم نہ تھا گھوڑی کو ڈالا اور شیر خشمناک کی مانند مع سات مرد پانی سی عبور کیا
اور گھوڑی سی اتر کر گھوڑی کا ساز و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سی تر بتر تھی دھوپ میں رکھی

اور چتر زمین میں گاڑکر اُسکے سایہ میں تنہا بیٹھا اس درمیان میں چنگیز خان دریا کے کنارہ پہونچا اور یہ حال
مشاہدہ کرکے اُسنے اپنے بیٹوں سے کہا کہ لایق ہے ایسے باپ سے ایسا بیٹا وجود میں آوے **ابیات**

بدو آفرین کرد و گفت از پدر ٭ بدینسان نزاید بہ گیتی پسر ٭ بصحرا چہ شیر ست فیروز جنگ ٭
بدریا دلیرست ہمچون نہنگ ٭ بہ گیتی کسی مرد زینسان ندید ٭ نہ از نامداران پیشین شنید ٭

چنگیز خان کے سپاہیون نے چاہا کہ دریای نیلاب سے عبور کرکے سلطان جلال الدین کو دستیاب کرین
چنگیز خان نے انھیں منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب اُن دو مہلکہ یعنی ایک نائرہ جنگ سپاہ
اور دوسرے نیلاب کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چھ آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اُسکی ملازمت
کیواسطے حاضر ہوئے سلطان بالضرورت دو روز ساحل نیلاب کے جنگل میں پوشیدہ رہا اس عرصہ مین
اور پچاس نفر ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اُسوقت یہ خبر پہونچی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے
قریب دوسو نفر سامان عیش و عشرت مہیا کرکے کمال غفلت مین جوانان ماہ سیما کے ساتھ عیش و
عشرت مین مشغول ہے سلطان جلال الدین نے اپنے یاروں سے کہ پچپن نفر تھے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک
لاٹھی جنگل سے کاٹ کر مہیا کرے جب یہ سامان درست ہوا از روے توکل اور ہمت شاہانہ اس جماعت پر
حملہ آور ہوا انمین سے اکثر آدمیونکو چوبدستی کی ضرب سے ہلاک کیا اور بقیۃ السیف کو جنگل کیطرف
مفرور کرکے انکی شر سے نجات پائی سلطان نے چارپائے اور ہتھیار انکے اپنے آدمیوں پر کہ بعض انمین پیادہ
اور بعض دراز گوش یعنی خچر پر سوار تھے تقسیم کئے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس نفر ہوئے مقارن اس حال کے
خبر پہونچی کہ اس حدود مین افواج ہندوستان سے تخمینًا تین ہزار مرد حکام سند کیطرف سے برسم قراولی
مقیم رہتے ہین سلطان جلال الدین فورًا پانسو اور بیس سوار لیکر اس جماعت کے سر پر گیا اکثر انمین سے
بھی قتل کئے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اُسکے کام نے کچھ استقامت پکڑی اور پیچھے سے اور آدمی
اُسکے شریک ہوئے یعنی پانسو سوار اور بہم پہونچے اُسوقت اُسکے دفع کیواسطے ایک لشکر عظیم اس نواح
متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین علو ہمت سے انکی جنگ لڑکونکا کھیل سمجھا یعنی حملہ اول مین انھین
بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان کیا اور مال و اسباب انکا فراہم لاکر چار ہزار سوار مکمل
بہم پہونچائے چنگیز خان نے یہ خبر سنکر چند نفر امرای کبار کو اپنے رخصت حرب دی جب انھون نے آب
سند سے عبور کیا سلطان جلال الدین دہلی کیطرف روانہ ہوا اور مغلون نے اُس حدود کو تاخت و تاراج
کرکے معاودت کی اور سلطان جلال الدین نے راہ بعید طے کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے
مقرب کو کہ بنام عین الملک مشہور تھا شمس الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہم بسبب گردش
روزگار ناہنجار اور انقلاب لیل و نہار آپ کے جوار مین پہونچے ہین اور جبکہ مہمان مثل ہمارے اتفاقات سے
آپکے مہمان سرای مین پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی مقتضی اُسکا ہے کہ ایک مقام اُسکے واسطے
تعین کیا جاوے کہ چند روز اُس مقام مین باسائش تمام بسر کرے اور اگر ازروے یگانگی اعانت فرماوے
اتفاق کی برکت سے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پاکر ملک موروثی کیطرف مراجعت کرون سلطان شمس الدین

جو سلطان کی احوال سی خوب واقف تھا اپنی ملک مین اُسکا قیام مناسب نہ جانا اور اُسکی ایلچی کو
پوشیدہ زہر دیکر مسموم کیا اور اپنی ایلچیونکو مع تحف و ہدایای بسیار سلطان کی پاس بھیجکر یہ پیغام
دیا کہ اس بادشاہ عالیجاہ کی لایق توقف ایسا مقام کہ آب و ہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہین ہے
سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ کا مقصود سمجھا عنان عزیمت لاہور کی راستہ سی کھکران سے
مملکت کیطرف معطوف فرمائی اور اس مملکت مین پہونچکر کوہ بلالہ اور بنگالہ پر وارد ہوا تاج الدین خلج کو
پہاڑ جودی کی سمت روانہ فرمایا تو اس حدود کو غارت کرکی غنیمت بی نہایت لاوی اور جب دس
ہزار سوار اُسکی نشان کی سایہ مین جمع ہوئی سلطان کامگار نی ایک قاصد شیرین بیان چرب
زبان بھیجکر رای کھکران کی دختر جو سلطان شہاب الدین کی زمانہ مین درجۂ اسلام کو پہونچی تھی اُسکی
خواستگاری کی رای کھکران یعنی کوکار سنکا نی یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنی فرزند کی ہمراہ سلطان کی
خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی کہ شاہ ناصر الدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت
پہونچاتا ہی مانع آوین سلطان نی اُسکی فرزند کو خطاب خلج خانی دیکر اپنی ایک امرا کی ہمراہ کہ وہ بنام
اوزبک باشی مشہور تھا اور پہلوانی مین اپنا مثل نرکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان
ناصر الدین قباچہ حاکم اوچہ اور ملتان کی سر پر بھیجا سلطان ناصر الدین قباچہ مع بیس ہزار سوار
آب سند کی کنارہ جو قریب اوچھ کی ہی وارد ہوا اور اوزبک باشی اسی غافل کرکی شبخون لیگیا
اور اُسکی جمعیت ایسی متفرق کی کہ سلطان ناصر الدین بہزار مشقت کشتی مین بیٹھکر کسیطرف
بھاگ گیا اور اوزبک باشی اُسکی لشکرگاہ مین وارد ہوا اور ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور چون
خبر لشکر دہلی کی آنیکی مشہور تھی صلاح توقف مین ندیکھی اُن پہاڑونسی اوچہ کی سمت آیا اور سلطان
ناصر الدین کی بارگاہ مین فروکش ہوکر آدمی اُسکی پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور بسپر کو جو آب نیلاب کے
کنارہ سی بھاگ کر اس حدود مین آئی ہین ہماری پاس بھیجو سلطان ناصر الدین بمقام اطاعت مین ہوکر
امیر خان کی پسر و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کی سمت راہی ہوا
سلطان نی اُسکی ولایت مین کسیطور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سی کوچ کرکی کوہ
جود اور بلالہ اور بنگالہ کیطرف متوجہ ہوا اور راستہ مین ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثنای کارزار مین
ایک زخم تیر کا اُسکی ہاتھ مین لگا لیکن بسعی جمیلہ اور چابکدستی سی اُسی مفتوح کیا اور وہانکی کسی
اہالی کو زندہ نچھوڑا اتنی مین یہ خبر پہونچی کہ شہزادہ چغتائی خان چنگیز خان کی حکم کی موافق سلطان جلال الدین
تلاش مین آتا ہی سلطان جلال الدین نی بخیال اسکی کہ شاہ ناصر الدین قباچہ بہ دل سی چنگیز خان کے
موافق ہوا ہی ملتان کیطرف جاکر نعل بہا چاہا شاہ ناصر الدین قباچہ نی جو خبر لشکر مغل کی روانگی کے
سنی تھی اس امر سی انکار کرکی مقام انتقام مین قیام کیا سلطان جلال الدین نی لاچار ہوکر ملتان سے
مراجعت کی اور جب اوچہ مین پہونچا وہانکی باشندون نی بھی اُسکی اطاعت نہ کی آگ اس شہر مین
لگاکی غارت کیا اور دو روز کی بعد عنان عزیمت دیبل کیطرف کہ اب اُسی ٹھٹہ کہتی ہین معطوف فرمائی

۶۲۱ ہجری

اور اثنای راہ مین جو شہر اور قصبہ کہ ناصر الدین قباچہ سے تعلق رکھتا تھا وہان پہونچکر اُسنے قتل و غارت
کرکے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹھہ مین پہونچا وہانکا راجہ کہ جسکا نام جیسی تھا اور طبقہ سومرکان سے تھا
اسباب اور مال اپنا کشتیون مین بار کرکے خود بھی مع اہل و عیال اور عزیز و اقارب اُسپر سوار ہوا
اور کسی جزیرے مین فرار پکڑا اور سلطان نے بلدہ ٹھٹھہ مین استقامت فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹھہ کے
سرحد مین ہے اُسنے خراب اور ویران کرکے مسجد جامع بنائی اُسکے بعد ولایت نہروالہ مین لشکر
بھیجکر فتح کیا اور بعدہ جب سُنا کہ بھائی اُسکا سلطان غیاث الدین سریر عراق پر تمکن رکھتا ہے
تسخیر سند اور گجرات کی عزیمت فسخ کرکے کچ اور مکران کے راستہ سے عراق کیطرف توجہ فرمائی چنانچہ
تفصیل اُسکی کتب تاریخ عجم سے یون مستفاد ہوتی ہے کہ چغتائی خان نے مع لشکر مغل اُسکا تعاقب
کیا تھا اور اطراف ملتان مین آکر اُسکو محاصرہ کیا شاہ ناصر الدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی
اسطور سے ظاہر کی کہ بعد چالیس روز کے مردم ملتان [illegible] اُسکی سختی اور صعوبت سے رہا ہوئی اور چغتائی خان نے
کچ اور مکران مین جاکر اُن حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرما حدود کالنجر مین کہ ایک
ولایت آب سند کے کنارے ہے بسر کیا اور تیس یا چالیس ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا بسبب
اُس تقریب کے کہ موجب تعفن اردو تھی قتل کیا اور باوجود اسکے جب وبا اردو مین ظاہر ہوئی اور سلطان
جلال الدین کی کچھ خبر نہ پہونچی کہ کہان ہے اور کیا ہوا پھر چغتائی خان توران کیطرف متوجہ ہوا اور جب
سالار احمد حاکم کالنجر نے خرابی ولایت کی شکایت شاہ ناصر الدین قباچہ کو لکھی وہ نہایت دلگیر
ہوا اور مملکت کی تعمیر اور آبادی مین کوشش کی اور بعد اسکے چند مرتبہ سنہ ۶۲۲ چھسو بائیس ہجری مین
شمس الدین شاہ باخراج شاہ ناصر الدین قباچہ سند کی سمت روانہ ہوا اور جب دار الملک
اوچہ کے اطراف مین پہونچا سلطان ناصر الدین اُسے مضبوط کرکے خود قلعہ بکر مین متحصن ہوا سلطان
شمس الدین نے اوچہ کو محاصرہ کرکے نظام الملک بن ابی سعید جنیدی کو کہ جسنے نسخہ جامع الحکایات کا
اُسکے نام لکھا تھا قلعہ بکر کی تسخیر کیواسطے بھیجا اُسنے شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصے مین مفتوح
کیا اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سُنکر اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس
بطلب صلح بھیجا ابھی جواب نہ پہونچا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والون پر دشوار ہوا سلطان ناصر الدین کشتی پر
سوار ہوا اور راستہ جزیرہ کا کہ اُس اطراف مین تھا اختیار کیا اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی
لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ جب سلطان ناصر الدین اوچہ سے بکر کیطرف گیا سلطان شمس الدین نے
فتح اُس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کرکے دار الملک دہلی کیطرف مراجعت فرمائی نظام الملک
وزیر نے دو ماہ کے عرصہ مین شہر اوچہ کو بجبر و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور صولت سے قلعہ
بکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصر الدین سمجھا کہ زمانہ ادبار کا آپہونچا اب کوشش اور ثبات
قدم کی فائدہ نہین بخشتی ہے بالاتفاق عزیز و اقارب مع چند صندوق جواہر و نقود اُسی کشتی مین سوار
ہوکر جزیرہ کیطرف کہ اُسی نواح مین تھا روانہ ہوا ناگاہ چار موجہ طوفان نے اُس کشتی کو جسپر شاہ

... آب بلا مین ڈالکر بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان بساحل مرادسی ہمکنار ہوئین. **ابیات** جہاناندار ی تو کاری دگر ٭ کنی ہر زمانی شکاری دگر ٭ یکی را کنی غرق در جوی آب ٭ یکی را کشی تشنہ اندر سراب ٭ گہ از دست این رخت آنرا بری ٭ گہ از تیغ آن فرق این را دری ٭ گہ از خاتم این کنی سور او ٭ گہ از ظلمت این دہی نور او ٭ بیا ساقی این می بساغر بریز ٭ کہ شد باد از نافۂ مشک بیز ٭ سلطان ناصر الدین قباچہ کی مدت سلطنت بلاد سند اور ملتان مین بائیس[۲۲] برس تھی

بیان احوال ...

واضح ہو کہ ...

لوگ اپنی سردار کو جام بولتی تھی القصہ شاہ محمد تغلق کی آخر عہد مین مسلمانونکی بسعی و امداد دولت وحکومت خاندان طبقۂ سومرگان سی خاندان ستمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام انکی جو دولت اسلام سی مشرف تھی بسا اوقات شاہ دہلی کی مطیع اور مالگذار رہتی تھی اور کبھی علم مخالفت بلند کرکی سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتی تھی اور گروہ ستمگان اپنی تئین جمشید سی منسوب کرتی ہین اسواسطے لفظ جام اپنی سردار اور مقدم کی نام پر مقدم لاتی ہین. اور خبر اس معنی سی دیتی ہین کہ اول وہ شخص اہل اسلام کی زمانہ مین اس گروہ سی حکومت سند پر فائز ہوا جام افرہ تھا اور عقل اور کیاست وافر رکھتا تھا تین سال حکومت کرکی اس جہان فانی سی کوچ کر گیا اسکی بعد فوت جام جونا اسکا بھائی وصیت کی موافق کلاہ ریاست زیب سر کرکی بلاد سند کی حکومت مین مشغول ہوا اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صفت علم اور دانائی سی متصف تھا مدت دولت اسکی چودہ برس تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نی ساغر زمانہ کی دورسی شربت تلخ اجل کا نوش کیا جام مانی نو فور دانائی سی طالب پدر کا دعوی دار ہوا اور لوگون کو ساتھ اپنی متفق کرکی مسند حکومت پر اجلاس فرمایا اور سلطان دہلی کی ساتھ علم مخالفت بلند کرکی وہ ولایت یکقلم اپنی تصرف مین لایا اور باج وخراج دینا بالکل موقوف کیا اسواسطی سلطان فیروز شاہ نی مع لشکر فراوان [۷۶۲] سنہ سات سو باسٹھ ہجری مین ولایت سند پر چڑھائی کی اور جام جاہای دشوار گذار اور مقامات قلب مین پناہ گزین ہوا اور اسقدر چارہ کہ حیوانات لشکر سند کو کفایت کری اپنی پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پہاڑ اور جنگل مین تھا اسکو آگ دیکر جلا دیا سلطان فیروز شاہ بی علفی سی عاجز ہوکر بہ مشقت فراوان گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات بسر کرکی شروع جاڑی مین کہ جب چارہ سبز اور قابل چلانیکی نہ تھا ولایت سند کیطرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام نی گردش فلکی سی مضطر اور سراسیمہ ہوکر امان چاہی اور مملکت سند اس شاہ عالیجاہ کی تصرف مین آیا پھر اس ... کا انتظام کرکی دہلی کیطرف عازم ہوا اور جام مانی اور تمام مقدمونکو اپنی ہمراہ لیا بعد چندی ... کہ جب جام مانی سی خدمت شائستہ اور کارنمایان وقوع مین آئی

مالی کی تفویض فرمائی اور چتر دیگر رخصت کیا پھر اُسنی سندہ مین جاکر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات بادۂ بقاسی لبریز ہوکر دست قضاسی شکست ہوا خوابگاہ لحد مین استراحت کرکی دار الحکومت اور وہی سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام مالی کی حکومت کا

جام تماجی اپنی باپ کی انتقال کی بعد چار بالش حکومت پر جلوہ گر ہوکر جہانداری کی شغل مین مشغول ہوا اور اُسکی بعد سترہ برس اور چند ماہ دشمن دولت کی بلانزاع بسر کرکی اس جہان فانی سی کوچ کیا اور نام عموم جماعت مذکور اور خصوص تماجی سی ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ یہ لوگ زنار دار یعنی برہمن تھی

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کی جام صلاح الدین امور سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات بفراغت تمام بسر کرکی پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنی باپ کی انتقال کی بعد نائب مناب ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام کی حکومت کا نوش کرکی شربت ممات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف و اعیان قوم کی حسن اتفاق سی اُس ملک یعنی سندھ کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اُسکی عدل و داد کی نسیم سی خلایق کی غنچۂ امید و آرزو شگفتہ ہوئی اور سپاہیان رعیت سی چور اور ڈکیتوں سی ولایت کی حراست فرماکر رعایا اور برایا کو مہد امن و امان مین استراحت بخشا لیکن عہد معدلت مہد اُسکا دور شباب کی مانند قلیل البقا تھا یعنی بعد چھ سال اور چند ماہ کی منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُسکی وفات سی غمگین اور محزون ہوئی

جام کران بن جام تماجی

علی شیر کی مانند چند روز عیش و کامرانی مین بسر کرکی اس کہنہ رباط سی عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام کران اس گمان سی کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت دولت اُسکی بیٹی کو پہونچتی ہی سنکر جیلیکر کی قلادہ حکومت کا مقلد ہوا اور بھروسا اپنی بزرگوں کی ریاست کا کیا لیکن چونکہ دولت عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میسر نہین ہی بعد ایک روز اور دو پہر کی ساقی اجل نی شربت ناگوار موت اُسکی حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اُسکی بعد فوت قوم ستمگان نی مشورہ کی مجلس منعقد کرکی بادشاہ کی تعین ہونی کیواسطی مشورہ کیا اور بعد گفتگوی دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم ستمگان سی تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اُسنی پندرہ سال کمال استقلال سی مہمات حکومت کو انجام دیا پھر قضای الٰہی سی فوت ہوا

جام [illegible]

[illegible]

ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق پکڑ نہ رہی تھی اُس جماعت سی خاطر جمع کرکی سلاطین گجرات سی بنیاد دوستی و قدیم اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اسکی جو شخص قوم ستمگال سی تخت پر بیٹھا اُسنی حکام گجرات کی ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنی پیوند و وصلت سی اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھارہ برس اور چند روز کی بعد جب پیمانہ اُسکی زندگی کا لبریز ہوا ملک دوسری کی سپرد کرکی گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام [illegible]

[illegible] وارث تھا بعد فوت تغلق اسنی اپنی ذات خاص مین لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر مرتکب اسکا ہوا لیکن فرصت کا دراز کی تین روز سی زیادہ نپائی ملک دوسری کو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان

[illegible]

اسکندر کو کہ باوجود نسبت ارث کی اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا مسند حکومت پر جلوہ گر کیا اور اُسنی بھی ڈیڑھ برس مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سر گریبان عدم مین کھینچا

جام سنجر

[illegible]

دیگر صفات وغیرہ مین [illegible] مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کی بعد انتقال امرا اور اعیان ملک نی اتفاق کرکی اسی بادشاہی مین قبول کیا اور خلائق خوش رفتار حکمت شعار نی آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سندھ کی ساتھ اسی پسند کیا آخر دنیا سی اٹھکر مسند حکومت پر بجای اسکی دوسری بیٹھا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کی بعد یہ بادشاہ امور سلطنت کا ایسا متکفل ہوا کہ مملکت مین رونق اور رواج تازہ ظہور مین آئی اور جام سنجر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کا معاصر تھا اور اسکی عہد سنہ آٹھسو نوی ہجری مین شاہ بیگ ارغون قندھار سی آیا اور قلعہ سوی کو کہ ایک امرای نظام الدین کی تصرف مین تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کرکی بجبر و قہر فتح کیا اور اسنی اپنی بھائی سلطان محمد کی سپرد کرکی قندھار کیطرف معاودت کی اور اُسکی غیبت مین جام نظام الدین نی اپنی ایک امرا کو کہ محمد خان نام رکھتا تھا اور خدائی شجاعت اور مردانگی مین بھی اسی اختصاص بخشا تھا قلعہ سوی کی استرداد کیواسطی نامزد فرمایا چنانچہ فریقین مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئے عاقبت الامر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سوی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی تصرف مین آیا شاہ بیگ نی یہ سانحہ سنکر میرزا تر خان کو اپنی بھائی کی انتقام کیواسطی بھیجا

اور جام

اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار سرحد سیستان
اور سرحد سیوستان کی درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کی بہت امراے
قدیم کارگذار مقتول ہوئی اور مبارک خان زخمی اور بدحال ہو کر بھاگا اور قلعہ بھکر تک کسی انتقام میں ہم
نہ لیا اور جب نوید فتح مرزا عیسی بیگ ارغون کو پہونچی طمع ملک سندھ کی کر کی قندھار سی لشکر
جرار بھکر کیطرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قاون جو نظام الدین المشہور بجام
نندا کیطرف سی اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسنی نشان مدافعہ کا بلند کر کی چندروز جنگ وجدل میں بسر کی
لیکن جب کام قبضہ سی نکل گیا اور لشکر سندھ سی کوئی اُسکی اعانت اور فریاد کو نہ پہونچا اور قلعہ
بھکر کا اُسوقت میں ساتھ اس استحکام کی نہ تھا لہذا قاضی بہ تنگ آنکر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کی
سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کوکلتاش کو بھکر کا حاکم کر کی خود قلعہ سیہوان کیطرف گیا
اور اُسی بھی فتح کر کی خواجہ بیگ کو سونپا اور اُس سال میں اسیقدر پر کفایت کر کی قندھار کیطرف
مراجعت کی جام نندا نے پھر بصرف زر خطیر لشکر فراہم کر کی ہر چند سعی کی کہ قلعہ سوئی کو فتح کر کی پھر
تصرف میں لاوی میسر ہوا اسلئی کہ سپاہ سندھ ترکان خونخوار لشکر میرزا عیسی خان سی ہراسان تھی
کسیطور اُنکا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہی کہ ایک ترکمان کی گھوڑی کا تنگ ٹوٹا
گھوڑی کی پشت سی جدا ہوا اور ترکمان گھوڑی سی اُتر کر اُسی کھینچنی لگا اس درمیان میں ایک فوج سپاہ
سندھ سی وہاں آپہونچی اور اُسی اس حال میں دیکھکر چالیس سواروں نی اُسپر حملہ کیا ترکمان نی بہ نیت
فرار گھوڑی پر سوار ہو کر قدم اپنا رکاب میں جمایا اور وہ سب سوار سندھی اُسکی خوف سی الٹی
بھاگی کہ پیچھی مڑ کر نہ دیکھا جام نندا نی کہ باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزدلی مشاہدہ کر کی
شدت غضب سی ایسا بیمار ہوا کہ اُسکی صدمہ سے جانبر نہوا

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باپ کا جانشین ہوا ارشید دریا خان کو کہ اعیان ملک اور اُس سی قرابت بھی رکھتا تھا منصب
امیر جملگی پر منصوب کر کی ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے
اقربا سی تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ وخصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد
محاربات بسیار اور کوشش فراوان مقصد اُسکا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور
جو بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات جام صلاح کی چچیری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نی لشکر
بیشمار اُسکی ہمراہ کر کی ٹھٹھہ کیطرف رخصت فرمایا اور وہ سندھ کی سرحد پر پہونچکر دریا خان کو جو
صاحب داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کر کی وہ ملک بی جنگ وجدل اپنی تصرف میں
لایا اور جام فیروز طلوع کوکب سعادت اور نسیم دولت کی چلنی کا امیدوار رہتا تھا اور جو جام
فیروز کی عہد میں دریا خان مملکت کا صاحب اختیار تھا آخر الامر جام فیروز کو طلب کر کے پھر
منصب سرداری پر مقرر کیا اور جام صلاح الدین اپنا سر کھجا کر دوبارہ گجرات کیطرف راہی ہوا

سلطان مظفر نے از سر نو سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری میں اُسے
سند کیطرف رخصت کیا اور وہ جام فیروز کو سند سے خارج کرکے خود امور سلطنت کا متکفل ہوا
جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ ارغون کے پاس التجا لیگیا اُسنے اپنے غلام کو کہ سنبل خان نام
رکھتا تھا مع لشکر سند جرار جام فیروز کی امداد کو مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لیکر سند کیطرف
متوجہ ہوا اور سیہوان کے نواحی میں جام صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کرکے آپس میں نہایت
شدت سے لڑے جام صلاح الدین اور بیٹا اُسکا حیبت خان مارا گیا مملکت سند بدستور سابق
جام فیروز کے قبضہ میں رہی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سند کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت
وقت کا جویا تھا اُسوقت قندھار سے آنکر سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس ہجری میں ٹھٹہ پر مع مضافات
متصرف ہوا اور خرابی سند فتح ٹھٹہ کی تاریخ ہے اور اندنوں میں دریا خان کہ جام فیروز کا بھی
مدار المہام ہوا تھا شاہ بیگ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے دو برس اُس ملک میں رہکر
بہت کوشش کی جب مقصود اُسکا حاصل نہوا گجرات کیطرف روانہ ہوا اور جو انہیں دنوں میں
شاہ مظفر شاہ گجراتی قضاء الٰہی سے فوت ہوا تھا کمک سے مایوس ہوکر سند کیطرف مراجعت کی
اور جب دیکھا کہ ارغونیہ ملک سند کے لینے میں مستعد ہیں اور مجھے اُسکی مقابلہ کی طاقت نہیں ہے
ناچار ممالک سند سے برخاستہ خاطر ہوا اور اپنے اہل و عیال کو لیکر گجرات کیطرف راہی ہوا اور
امرائے سلطان بہادر کے سلک میں منتظم ہوا دولت خاندان سمگان کو زوال آیا اور مملکت سند
شاہ بیگ ارغون کے قبضہ اقتدار میں آئی اور چندروز نشان اُسکی شوکت کا اُس ملک میں بلند رہا
منقول ہے کہ سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری میں بدیع الزمان میرزا شاہزادہ یعنی سلطان حسین بادشاہ
ہرات کے فرزند نے جب شاہ اسمعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور استرآباد میں مقام
میسر نہوا سند میں تشریف لایا جام فیروز حاکم اوچ اور ٹھٹہ استقبال کرکے مراسم تعظیم
اور لوازم تکریم بجالایا اور اپنی ہمت اور سلطنت کے لایق پیشکش نفیس گذرانی اور میرزا
بدیع الزمان نے ایک سال سے زیادہ سند میں دستقامت نکر کے شاہ اسمعیل صفوی کیطرف عزیمت کی

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہے جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار
اور اُسکے فرزند بدیع الزمان میرزا کا اتالیق تھا اور اُسکے باپ دادا نے چنگیز خان کے عہد سے اُسوقت تک
امرائے عظام کی سلک میں منسلک رکھا اور سنہ ۸۸۴ نوسو چوراسی ہجری میں ولایت قندھار
اور زمین داور اور ساغر اور تولک اور قراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض فرمائی لیکن چند سال
بعض شاہزادوں کو باری باری باسم حکومت قندھار کیطرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اُس
ولایت کی سرداری میں استقلال پاکر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت
قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ المشہور شاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبدالعلی ترخان کو

ساغر اور تولک کی داروغگی مرحمت کی اور غور کی امارت سا تھا امیر فخر الدین. اور امیر درویش کی رجوع کی اور خود زمین داور مین استقامت کرکی چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نی اپنی باپ سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریای غضب کی موج زنی سی ہراسان تھا اپنی بیٹی اُسکی ازدواج مین لاکر کشتی موافقت مین سوار ہوکر ساحل نجات سی ہمکنار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان اوزبک کی جنگ مین کہ سلطان حسین میرزا کی بیٹون سی ہوئی تھے مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کی حکم کی موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کی متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنی شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بھکر اور بعض ولایات سند کو اپنی حوزۂ تسخیر مین لایا اپنی باپ کی انتقال کی بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر مین ہوکر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نی کابل سی بہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُسکی فتح کرنی مین مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی واقعات مین مذکور ہوا ہی اُسقدر سعی اور تدبیر جو ممکن تھی بجا لایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اُسوقت جام فیروز اور جام صلاح الدین جو آپسمین بمقام نزاع تھے اسواسطی شاہ بیگ ارغون قلعۂ قندھار کی محافظت سی دست کش ہوکر بھکر مین آیا اور وہان فوج کو آراستہ کرکی اُسی سال ٹھٹہ کی سمت روانہ ہوا اور اُسپر متصرف ہوکر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنی نام جاری کیا شاہ بیگ جو فضائل علمی سی بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور حاشیہ مطلع منطق لکھا ہی اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ جنگ صف مین سب فوج کی آگی رہتا تھا ہر چند لوگ منع کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ایسی بہادر سے سردار و نکی لایق نہین ہی اُنکی فہمائش فائدہ نہ بخشتی تھی اور اُنھین یہ جواب دیتا تھا کہ مین کیا کرون لڑائی کیوقت مین بی اختیار اور مجبور ہو جاتا ہون اور میری دل مین یہ آتا ہی کہ کوئی شخص مجھسی سبقت کرکی آگی نہ کھڑا ہو اور سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر عالم باقی کیطرف خرامان ہوا اور اُسکا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہوکر اُس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جسقدر ولایت سند کہ شاہ بیگ ارغون کی ہاتھ نہ آئی تھی اُسپر متصرف ہوکر جملہ ملک قلم کی اور بھکر کی قلعہ کو از سر نو تعمیر کرکی نہایت محکم اور سنگین کیا اور سیوان کی حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نی اُسی ملتان کی بھی قبضہ کا حکم دیا اور وہ حکم کی بموجب سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین سامان جنگ اور اسباب سفر درست کرکی اُسطرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُسنی ایلچی معتبر بھیجکر فسخ عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُسکی قبول نہوئی اور سلطان محمود اُسی عرصہ مین مرگ مفاجات سی فوت ہوا اور اُسکا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا

اور ملتان مین نشان حکومت کا بلند کیا شاہ حسین نی اسی فرصت نہ دیکر بلوچ متواتر ملتان مین آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک سال اور چہار ماہ صبح کیوقت آخر سنہ ۹۳۳ نوسوتینتیس ہجری مین مسخر اور مفتوح کیا اور کچھ سکنای شہر مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئی اور شاہ حسین نی سلطان حسین کو مقید کرکی شجاع الملک کو کہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سی ہلاک کیا اور اس شہر کو خواجہ شمس الدین کی سپرد کرکی ٹھٹھہ کیطرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت مین ملتان کی خلقت لنگرخان سے موافق ہوکر خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کی مانند نکالدیا اور شاہ حسین نی موقع وقت نہ دیکھکر اسکی استخلاص مین مستعدی نہ کی اور سنہ ۹۴۷ نوسوسینتالیس ہجری مین ہمایون بادشاہ شیرشاہ افغان سور کی غلبہ کی سبب کہ ممالک ہند پر مسلط تھا لاہور سی بقصد استمداد و تسخیر ہندوستان ولایت سند کیطرف متوجہ ہوا اور اطراف بکر مین پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کیواسطی فرمان طلب شاہ حسین کی نام کہ ٹھٹھہ مین تھا ارسال کیا شاہ حسین نی چھ ماہ امروز فردا کرکی آخر کو جواب دور از صواب دیا چنانچہ تحریر قلم سابق سی واضح ہوا ہوگا آخرش جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شاہ حسین کی تنبیہ اور تادیب کی فکر مین ہوکر حدود بھکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرمائی اور خود بدولت و اقبال ٹھٹھہ کیطرف متوجہ ہوئی اور شاہ حسین ارغون کو جو مرد حیلہ اور مدبر تھا میرزا ناصر کو بوعدہ دامادی اور نوید بادشاہی موافق کرکی فرمایا تو ٹھٹھہ اور بھکر کا خطبہ ناصر میرزا کی نام پڑھا گیا اور شاہ حسین دریا کی راستہ سی ہمایون بادشاہ کے اطراف اردو مین پہونچا اور رسد غلہ اور طعام ما یحتاج لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا اور بیرم خان کی ہدایت اور فہمائش سی مقام صلح مین آیا اور باوصف اسکی کہ دو سال اور چھ ماہ انھی حدود مین بسر کیا تھا بعد صلح جسقدر اونٹ بارکش اور کشتیان درکار تھین شاہ حسین سی لیکر سنہ ۹۴۸ نوسو اڑتالیس ہجری مین دریا سی عبور کرکی قندھار کیطرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہوا ناصر میرزا سی وعدہ خلافی کرکی اسقدر بدسلوکی اور بیمروتی کی کہ وہ ہمایون بادشاہ کی مخالفت سی نہایت شرمندہ ہوکر کابل کیطرف راہی ہوا اور سنہ ۹۵۲ نوسو باون ہجری مین میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کی خوف سی بھاگ کر شاہ حسین ارغون کی پاس سند مین آیا اور شاہ حسین نی مہمانداری کی لوازم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کی موافق کامران میرزا کی عقد مین درلایا اور امرای ارغون کو اسکی ہمراہ کرکی نقود فراوان دیکر کابل کیطرف انھی حدود کی استخلاص کی ارادہ روانہ کیا اور بعد اسکی شاہ حسین ارغون نی بتیس سال اوقات عزیز امور شاہی مین صرف کی اور سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین دار جہان فانی سی اٹھا کر خیمہ اقامت عالم بقا مین بلند کیا

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کی بعد انتقال سلطان محمود کی بھکر مین اور میرزا عیسی ترخان کی ٹھٹھہ مین داعیہ سرداری کا کیا یعنی ہر ایک نی اپنی اپنی مقام مین خطبہ اور سکہ اپنی نام جاری کیا لیکن فریقین کی درمیان مین

کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور سنہ ۹۷۵ نو سو پچہتر ہجری میں وفات پائی اور جو مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ سمت معلوم نہ تھی اسواسطے اسکی شرح میں اقدام نہیں کیا اسقدر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کے حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کی سپرد کی اسکی بڑی بیٹی میرزا محمد باقی اور چھوٹی فرزند میرزا جان بابا کی مابین سلطنت کی بارہ میں جھگڑا اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کی میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ بار سال تحف و ہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کی بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اسنے اٹھارہ برس کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے ہجری میں اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کی بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹھہ پر متمکن ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ نے ایک مدت لاہور میں رونق افزا ہوکر مترصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اخلاص خلوص کیواسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اسکی وقوع میں آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے مسخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کرکے ولایت ٹھٹھہ اور بلاد کی تسخیر کا داعیہ کیا اور سنہ ۹۹۹ نو سو ننانوے ہجری میں میرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور ملتان جاگیر دیکر اسطرف روانہ فرمایا میرزا عبد الرحیم خانخانان نے پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کرکے اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر کیلئے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر خاصہ اور اسطرف کی تمام زمینداروں کو فراہم لاکر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہوان کیطرف عزیمت کی اور میرزا عبد الرحیم خانخانان ترک محاصرہ کرکے اسکی مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیر پور کی نواح میں پہنچا فریقین کی درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی کی غرابوں کو کہ ایک سو سے زیادہ تھیں مع دو سو کشتی جو تیر اندازوں اور گولہ اندازوں اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا جنگ کیواسطے بھیجا اور میرزا عبد الرحیم باوصف اسکی کہ زیادہ پچیس غراب سے نہ رکھتا تھا اپنی آدمیوں کو انکی مقابلہ کیواسطے بھیجکر بنیاد جنگ قائم کی اور میرزا عبد الرحیم دریا کی کنارے ایستادہ ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک کشتی عمدہ پر تاک کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور جماعت کثیر جو اسپر سوار تھی بحر فنا میں غرق ہوئی اور سات کشتیاں میرزا جانی کی گرفتار ہوا اور دو سو آدمی

ماری گئی اور ایک شبانہ روز جنگ قائم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ایکہزار
ہجری میں سندیون نے شکست کھائی میرزا جانی دریای سند کی کنارے اُس زمین پر کہ اُسکی اطراف
وجوانب مین پانی اور دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کی گرد وپیش ایک قلعہ تیار کیا اور خانخانان اُسکے
مقابل مین فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کئی چنانچہ دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادرونکی طرفین سے
آنکر جنگ مین مشغول ہوتی تھی اور کام آتی تھی اور جب سندیون نے ہر اطراف سے رسد غلہ اور مایحتاج
لشکر بند کی میرزا عبد الرحیم خانخانان کی فوج مین ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کی بدلے ارزان اور عزیز تھی
ابیات گشت زان تنگی جہانی تنگدل ٭ گرسنہ نالان وسیران سنگدل ٭ ہر کرا دیدار نان بودی ہوس
قرص خور در آسمان دیدی وبس ٭ میرزا عبد الرحیم خانخانان ناچار اور لا علاج ہوکر اُس مقام سے
کوچ کرکے پرگنہ جوان کیطرف جو ٹھٹھہ کی قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کی محاصرہ کیواسطے
بھیجا میرزا جانی اُنکی تعاقب کرنیکو متحصل اُنکی سر پر گیا خانخانان نے جب یہ حال دیکھا اپنی سپہ سالار
دولت خان لودھی کو سع فوج اُس جماعت کی کمک کو بھیجا غرضکہ فریقین کی درمیان جنگ شدید
واقع ہوئی میرزا جانی نے شکست پائی اور دریا سے عبور کرکے موضع ارول مین نزول کیا اور اپنی گرد قلعہ
بناکر پناہ لی خانخانان نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند
غلہ کی نایابی سے نہایت تنگ اور عاجز ہوا اونٹ اور گھوڑے ذبح کرکے کھانے لگے اور میرزا جانی نے
یہ حال مشاہدہ کرکے خانخانان کو یہ پیغام دیا کہ میں ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا
رکھتا ہون مجھے تین مہینے کی مہلت دیجے کہ میں اپنا سامان درست کرکے آنحضرت کی درگاہ میں روانہ ہون
میرزا عبد الرحیم خانخانان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنی بیٹے میرزا ایرج کی عقد ازدواج مین
لایا اور بعد انقضای موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹھہ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور سنہ ۱۰۰۱
ایکہزار ایک ہجری مین میرزا جانی کو ہمراہ لیکر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا
اور میرزا جانی نے اُمرا کی سلک مین انتظام پایا اور میرزا عبد الرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے
مملکت سند بادشاہ دہلی کی ممالک مین داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک مین کچھ دخل نرہا

ذکر سلطان محمود بھکری کی انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے
محب علیخان ابن میر خلیفہ کو زمین بھکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اور اُسنے وہان جاکر قلعہ بھکر کی سوا
نصف ملک پر اپنا قبضہ کیا سلطان محمود دل مضطرب ہوکر محمد اکبر بادشاہ کو عرضداشت کی
کہ قلعہ بھکر کو محب علیخان کی سوا جس شخص کو حکم ہو تفویض کرون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے
گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے گیسو خان کی سلطان محمود باجل طبیعی فوت ہوا اور گیسو خان نے
سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین قلعہ بھکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی

مقالہ نوان سلاطین ملتان کی بیان میں

ناظرین پر تمکین اور واقفان تواریخ کی خدمت مین عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدہ ملتان مین محمد قاسم کی زمانہ سی ہوا اور بعد اسکی سلطان محمود غزنوی کی عہد تک احوال ملتان کا کسی مورخ نی کتب تواریخ مین نہین لکھا بلکہ افواہا بھی اسر زمانہ کی حکایتین مشہور و معروف نہین ہین اسقدر تاریخ ترجمہ معنی وغیرہ مین مرقوم ہی کہ سلطان محمود غزنوی نی ملتان کو کفار کی تصرف سی مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اسر خاندان عظیم الشان کی تصرف مین رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کی ضعیف ہوئی بلاد ملتان پھر قرامطہ کی تصرف مین آیا اور بعد اسکی سلطان معز الدین محمد سام کا اُسپر قبضہ ہوا اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کی زیر نگین تھا اور اُن سنوات مین اقلیم ہند مین بسبب آشوب کی طوائف الملوکی بہم پہونچی ملتان مین بھی حاکم علیحدہ ہوا یعنی اسر دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کی ہاتھ سی نکل گئی پھر چند حکام نی بہم حکومت کے

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دار الملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان کو نوبت بہ نوبت پہونچی اور اُسکی ارکان دولت مین خلل واقع ہوا ولایت ملتان سپاہ مغل کی تاخت سی کہ قندھار اور غزنین اور کابل سی متعلق تھی زیر و زبر ہوئی اور دار الحکومت حاکم کی وجود سی خالی ہوگیا ملتان کی رئیس متفق ہوکر حاکم مقرر کرنیکی فکر مین ہوئی اور جو بزرگ طبقہ علیہ غوث الزمانی بہاء الدین زکریای ملتانی کی شرح و بیان سی رفیع تر ہی اُسکی امر ملک

... تولیت اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے
ملتانی کے روضۂ رفیعہ کی مجاوری اور نگہبانی سے اسکو تعلق رکھتی تھی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری میں
سریر سلطنت ملتان پر متمکن کیا اور منبروں پر خطبہ ملتان اور اوچھ اور انکی اطراف و اکناف سے
شیخ یوسف کے نام پڑھا اور اُسنے بھی لوازم بزرگی میں مشغول ہو کر اُس حدود کے تمام باشندوں کی تسلی
اور دلجوئی کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ دل کو رام کیا اور رای سہرہ جو جماعت
افغان لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سوی مع مضافات سے اسکو تعلق رکھتا تھا اُسنے
شیخ یوسف سے باین عبارت یہ پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ دادا کے وقت سے
آپکے سلسلۂ رفیعہ کی نسبت مستحکم ہے لہذا بنظر خیر خواہی عرض گذار ہوں کہ جو مملکت دہلی میں فتنہ و فساد
برپا ہے اور اس عرصہ میں سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہے مناسب یہ ہے
کہ قوم لنگاہ کا دل ہاتھ میں لایئے اور ہمیں اپنے افواج کا سردار بنایئے تو ہم جان نثاری اور جانسپاری میں
دریغ جائز نہ رکھیں اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کی استحکام کیواسطے اپنی دختر آنحضرت کو دیتا ہوں
اور ساتھ دامادی کی قبول کرتا ہوں شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوئے اور رای سہرہ کی دختر کو برسم
سلاطین اپنے عقد میں لائے اور رای سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبۂ سوی سے ملتان میں آیا اور تحف و
ہدایا ہمراہ لایا شیخ کی خدمت میں گذرانا لیکن شیخ احتیاطاً اُسے قبول نفرماتے تھے کہ ایسا نہو رای سہرہ
شہر ملتان میں بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے شہر کے باہر وارد ہو کر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا
جاتا تھا ایکبار تمام فوج اپنی فراہم کر کے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ مکر و حیلہ سے شیخ کو دستگیر
کر کے ملتان کا حاکم ہوں جب ملتان کی نواح میں پہونچا شیخ یوسف قریشی کو پیغام بھیجا کہ ابکی مرتبہ
تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہوں تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کر کے اُنسے خدمات لائقہ لیویں
شیخ نے حیلہ اور افسون دہری سے غافل ہو کر اُسکی التماس پذیرا فرمائی اور رای سہرہ نماز واجب ادا کر کے
مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ میں جا کر ایک بکری کا
بچہ ذبح کر کے اُسکا خون گرما گرم ایک پیالہ میں بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور میں
قیام کیا رای سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روی مکر و فریب مرغ کا ذبح کیطرح
بیوقت فریاد کر کے بولا کہ میرے شکم میں درد ہوتا ہے اور لحظہ بہ لحظہ اُسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور آدھی رات کیوقت وکلای شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کر کے اس جماعت کے روبرو
استفراغ دموی کیا اور اثنای وصیت میں رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع
کیواسطے بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے رای سہرہ کی حالت ردی دیکھی اُسکے عزیز
و اقارب کے آنے میں مضائقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اُسکے قلعہ میں داخل ہوئے بہ ارادہ
انتزاع سلطنت سر بستر بیماری سے اٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور
حکم دیا کہ خبردار شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاونی سے باہر ہیں آنے نہ دینا پھر شیخ یوسف کے

خلوت سرا میں داخل ہوکر انھیں دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنگاہ کی سلطنت کا

جب رای سہرہ نے شیخ کو قید کرکے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنگاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اسکی حکومت سے راضی ہوکر بیعت کی رای سہرہ نے اسوقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کیطرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کی مزار پرانوار کے قریب واقع ہے برآوردہ کرکے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اُس دروازہ کو خشت پختہ سے چنوا دیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دروازہ آج تک کہ سنہ ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہیں بدستور سابق مسدود ہی پھر لنگاہ نے حکومت بلند کرکے امور سلطنت میں مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی میں داخل ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے سے جنکا نام شیخ عبد اللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ وعدہای نیک سے قوی پشت اور مسرور خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان میں نہایت بیفکری سے حکومت کرتا رہا بعد ایک مدت کے یعنی سنہ ۸۷۴ نوسوچوہتر ہجری میں سلطان قطب الدین اجل طبیعی سے فوت ہوا اور مدت اسکی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ کی بادشاہی کا

جب قطب الدین لنگاہ نے ودیعت حیات سپردار الامین حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد ادای لوازم تعزیت اسکے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر سریر سلطنت پر بٹھایا اور ملتان اور اسکے اطراف میں خطبہ اسکے نام پڑھا اور وہ نہایت قابل اور مستعد اور الطاف خداوندی کے ورود اور نزول کے شایان تھا اسکے ایام دولت میں علم و فضل کا مرتبہ بلند ہوا اور علما اور فضلا اسکے خوان مائدۂ احسان سے پرورش پانے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب میں قلعہ سور کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اُس زمانہ میں قلعہ سور غازی خان کے تصرف میں تھا اور غازی خان نے جب یہ خبر سنی سامان جنگ درست کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور دس کوس آگے بڑھکر شاہ حسین لنگاہ سے لڑا اور داد مردی اور مردانگی دی جو فتح اور شکست باختیار خدا ہی پای ثبات اُسکا میدان معرکہ سے ہلگیا اور بھاگ کر قلعۂ سور میں پہونچا اور وہانسے بھیرہ کیطرف متوجہ ہوا اور جو کہ اہل و عیال اُسکے قلعہ شور میں تھے حصار داری کا اسباب درست کرکے قلعہ کو مضبوط کیا اور ہمیشہ کمک پہونچنے کی منتظر تھا کہ امرای غازیخان جنکی بھیرہ اور چنیوٹ اور خوشاب تصرف میں تھے کمک بھیجینگے اسی امید پر چندروز محنت محاصرہ اٹھائی جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوئی جان کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنگاہ کے سپرد کیا اور بھیرہ کی سمت روانہ ہوئی اور شاہ حسین لنگاہ نے مہمات ملکی کے سرانجام کیواسطے چندروز شور میں توقف کیا پھر قصبہ چنیوٹ کی سمت عازم ہوا اور ملک باجھی کہکر جو وہانکا داروغہ تھا اُسنے چندروز اپنی ناموس کے

حفاظت کی لیے محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوا
اور بھیرہ کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بند و بست کرکے ملتان کیطرف سعادت کی
اور چند روز وہاں استراحت کرکے تنگر کیطرف سوار ہوا اور اُس نواح کو قلعہ دہنکوٹ کی حدود تک
اپنے تصرف میں لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کیواسطے داد بیداد
کرتا تھا جس وقت کہ شاہ حسین لنگاہ قلعہ دہنکوٹ کیطرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت
جانکر اپنے فرزند باربک شاہ کو کہ احوال اسکا وقائع سلاطین دہلی اور شاہان جونپور میں گذارش ہوا ہے
ولایت ملتان کی تسخیر کیواسطے رخصت فرمایا اور تاتار خان لودھی کو مع لشکر پنجاب باربک شاہ کی
ہمراہ نامزد کیا چنانچہ باربک شاہ اور تاتار خان لودھی بکوچ متواتر ملتان کیطرف روانہ ہوئے اتفاقاً
انہیں دنوں میں سلطان حسین کا برادر حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُسنے اپنا لقب شاہ شہاب الدین
لنگاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند کیا شاہ حسین لنگاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین بمقدم جانکر
بکمال استعجال وہاں پہونچکر سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اسکی پانوں میں بیڑیاں
ڈالکر ملتان کیطرف متوجہ ہوا اسی درمیان میں مخبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ باربک شاہ اور تاتار خان
سواد ملتان کی قریب مصلائے عید میں جو شہر کی پہلو میں ہے فرود کش ہوکر قلعہ گیری کی سامان میں مشغول ہیں
شاہ حسین لنگاہ شبا شب دریای سند سے عبور کرکے آخر شب ملتان میں داخل ہوا اُس وقت
تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ تمام سپاہ امید شمشیر زنی کی نہیں ہوتی ہے کسواسطے کہ اسمیں سے بعضونکو
اپنے اہل و عیال کی محبت دامنگیر ہوتی ہے وہ جماعت اگرچہ شمشیر زنی کی کام نہیں آتی لیکن وہ لوگ
مصالح کیواسطے اور مثل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور مثل اسکی دیگر امور میں کام آتے ہیں غرضکہ
اس مقدمہ کی تمہید کی بعد فرمایا کہ جو شخص بی تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر
جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری میں مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار لڑائی پر آمادہ ہوئے
اور جب آفتاب جہانتاب افق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجاکر
شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین نے سپاہ دہلی کو اپنے پیشرو کرکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام
پیادے ہو ویں اور وہ خود پیادہ ہوا اسکی بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبار گے
تین تیر دشمن کی فوج پر ماریں جب اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبار خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن میں اضطراب
عظیم ظاہر ہوا اور دوسری زد میں جمعیت اُنکی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اسطرح
بدحواس ہوکر بھاگی اور دشمن کا خوف اُنکی دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سور میں پہونچے اور وہاں کی
قلعہ میں بھی اصلا التفات نہ کی پھر وہاں سے بھاگ کر چنیوٹ میں دم لیا اور اس فتح سے لشکر
ملتان کو جمعیت تمام اور آسودگی بسیار پہونچی جب باربک شاہ اور تاتار خان قلعہ
چنیوٹ میں پہونچے سلطان حسین کی تھانہ دار کو مع سو مرد دیگر بقول و عہد قلعہ سے برآوردہ کیا
اسکی بعد نقض عہد کرکے ایک کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جانکر قلعہ

چنیوت کے استخلاص کا پھر ارادہ اپنے دل میں نہ لایا اور اسی عرصہ میں ملک سہراب دوداہی جو
اسمٰعیل خان اور فتح خان کا باپ تھا مع قوم رہیلہ کیچ اور مکران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج میں
ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ نے ملک سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کروڑ سے
قلعۂ دہنکوٹ تک تمام ولایت اسے اور اسکی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سنکر اور بھی بلوچ
بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے روز بروز جمعیت اُسکی زیادہ ہوگئی
اور شاہ حسین لنگاہ نے اُس ولایت کا بقیہ جو دریای سند کے کنارے آباد ہے بلوچوں کی تنخواہ کر دی
رفتہ رفتہ سیت پور سے دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں سے متعلق ہوئی اور انھیں دنوں میں
جام بایزید اور جام ابراہیم جو قبیلہ سمیہ کے سردار تھے جام نندا ولایت سند کے حاکم سے آزردہ
ہوکر شاہ حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک ولایت اور جو ٹھٹہ کے
مابین واقع ہے اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سمیہ کے جو اپنے تئیں اولاد جمشید سے جانتے ہیں تعلق رکھتی تھی
چونکہ قوم سمیہ شجاعت اور شہامت میں ممتاز تھی اور جام نندا کہ قوم سمیہ سے تھا اور اپنے تئیں اولاد
جمشید سے جانتا تھا اس قوم سے ہمیشہ ہراساں رہتا تھا اتفاقاً سرداران سمیہ کے درمیان میں
عداوت ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام نندا اس امر کو نعمت عظمیٰ تصور کرکے مخالفوں
کیطرف سے جانب داری کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونوں برادر حقیقی تھے آنکی کچھ رعایت
نہ کی اسوجہ سے جام بایزید اور جام ابراہیم جام نندا سے آزردہ ہوکر شاہ حسین لنگاہ کے شریک
ہوئے اور اسنے ولایت شور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کرکے
دونوں کو جاگیر پر رخصت کیا جو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اسواسطے اہل فضل کی
صحبت رکھتا تھا اور اس اطراف کے فاضل کو جس مقام میں سنتا تھا کہ رہتا ہے اُسکے احوال پر
اسقدر تفقد اور مہربانی کرتا تھا کہ وہ بے اختیار اُسکی مجلس میں پہونچکر اُس سے فائدہ مند ہوتا تھا
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جام بایزید اہل فضل کے ساتھ اسقدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی
جو شیخ عالم قریشی کے فرزند تھے انھوں نے خراسان میں قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے اور باوجود اسکے کہ
حواس ظاہری انکے مختل ہوئے تھے بہ تکلیف تمام انھیں شغل وزارت پر مامور کرکے جمیع مہمات ملکی
اُنسے رجوع کئے اور خود اہل فضل کی صحبت میں بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی اسطور سے تقلید کرتا تھا
کہ ایکبار اسنے شہر شور میں ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاقاً جسمیں سے ایک خزانہ اس مقام میں
نکلا جام بایزید نے دست تصرف اُس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان کی خدمت میں ارسال کیا
سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم بہم پہونچا جب سلطان بہلول اسنا تو رحمت حق کو واصل ہوا
اور سلطان سکندر نے بجاے اسکے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنگاہ نے مکتوب تعزیت
و تہنیت مع تحف و ہدایا ایلچیوں کی مصاحبت سے بھیجکر بنیاد صلح کی درمیان میں ڈالی پھر جب نسبت
شریعت پرستی کی سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دیگر یوں مصلحت دیکھی کہ طرفین سے

طریقۂ اتحاد اور اخلاص جاری رکھکر خیر خواہ ایک دوسری کی رہین اور سپاہ کیسکی اپنی حد سے تجاوز نکری اور طرفین سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہووی دوسرا امداد سے اپنی تئین معاف نرکھی غرضکہ بعد اسکی عہد نامہ تحریر ہوکر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سی مزین ہوا پھر سلطان سکندر نے ایلچیونکو خلعت دیکر رخصت کیا اور یہ بھی کہتی ہین کہ شاہ حسین شاہ مظفر شاہ گجراتی کی ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سی رسل و رسائل کی دروازہ مفتوح رہتی تھی ایکبار سلطان حسین نی قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سی آراستہ تھا بصیغۂ سفارت سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سی یہ بات کہی کہ رخصت کیوقت سلطان مظفر سی درخواست کرنا کہ خدمتگارونکو تیری ہمراہ کرکی منازل سلطانی کی سیر کروائین اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سی یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے درمیان مین تعمیر کرون جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحف و ہدایا گذرانی اور رخصت کیوقت درخواست اس امر کی جسکی واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنی خدمتگارون کو قاضی محمد کے ہمراہ کرکی حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی بتفصیل اسکی سیر کرائین جب قاضی گجرات سی ملتان مین آیا بعد ادای رسالت چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ احقر کی زبان ان منازل دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہی لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہی کہ اگر محصول ایکسالہ تمام مملکت ملتان کا ان قصور مین سی ایک قصر کی تعمیر مین خرچ ہووی شاید انجام کو پہونچی سلطان حسین یہ بات سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک تولک کہ منصب وزارت اسکی تفویض تھا اسنی قدم جرأت آگی بڑھاکر دعا دی کہ حافظ حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سی نگاہ رکھی دشمنونکی حزن و ملال کا سبب معلوم نہین ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہی کہ قضاء و قدر نی لفظ شاہی مجھپر اطلاق کی ہی اور معنی شاہی سی محروم ہون اور باوجود اسکی کہ مین قیامت کی دن ساتھ بادشاہونکی محشور ہونگا عماد الملک تولک نی یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفا منزل اس سبب سی مکدر اور ملول نہ رکھین کسواسطی کہ حق سبحانہ تعالی نی ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کی مخصوص کیا ہی کہ وہ مملکت دوسری ممالک مین عزیز اور محترم ہی اور مملکت گجرات اور دکن اور مالوہ اور بنگالہ اگرچہ زرخیز ہی اور سامان عیش و نشاط کا ان ممالک مین بخوب ترین وجہ میسر ہوتا ہی لیکن مملکت ملتان مردخیز ہی کسواسطی کہ ملتان کی بزرگ جس مملکت مین تشریف لیگئی معزز اور محترم ہوئی اور شکر ہی کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کی طبقۂ علیہ کی چند بزرگوار ملتان مین موجود ہین کہ جمیع کمالات مین شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول انکی فرزند کو دختر دیتی تھی اور کسقدر انکی عزت کرتی تھی ترجیح رکھتی ہین اور اسیطرح سی طبقہ بخاریہ کی چند اشخاص نواح ملتان مین موجود ہین کہ کمالات ظاہری اور باطنی مین حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتی ہین اور طبقۂ علما سی مولانا فتح اللہ اور انکی شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سی مخلوق ہوئی ہین

مبارک مین پہونچا مین زنگ ملال سلطان کے دل سے دفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب سلطان حسین لنگاہ کبرسنی سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ جو فیروز خان نام رکھتا تھا فیروزشاہ خطاب دیکر خطبہ اسکے نام پڑھایا اور خود طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور عماد الملک تولک کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروزشاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

اسکا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور وہ ہمیشہ بلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات سے بہرہ رکھتا تھا حسد کرتا تھا ایک روز اسنے اپنے ایک غلام سے یہ بات کہی کہ بلال اموال بادشاہی پر تصرف کر کے فساد برپا کیا چاہتا ہے اور اسکا قصد یہ ہے کہ لوگونکو اپنا یار اور مصاحب بنا کر شغل سلطنت کو انجام دے اور لائق دولت یہ ہے کہ مفسدونکا علاج فساد کے پیشتر کرنا چاہیے اور وہ غلام ناعاقبت اندیش بلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا اتفاقاً ایک دن بلال سیر دریا کیواسطے کشتی مین سوار ہوا اور سیر کر کے شہر مین آیا چاہتا تھا کہ اس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اسکے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور اور بلال اسکے صدمہ سے جان بر نہوا عماد الملک نے عرصہ قلیل مین فیروزشاہ کو زہر دیکر اپنے فرزند دلبند کا انتقام بوجہ احسن لیا اور جب کبرسنی مین یہ مصیبت شاہ حسین لنگاہ کو پہونچی عنان صبر دست استقلال سے نکل گئی گریہ و زاری اور بیقراری کے سوا اور شغل نہ تھا غرضکہ پھر حفظ مملکت اور انتقام لینے کیواسطے خطبہ اپنے نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروزشاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت عماد الملک کے سپرد کر کے رنجش اور کدورت اصلا اسپر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید کو خلوت مین طلب کر کے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور درد دل سے خوب آگاہ ہے کسواسطے مرہم تدبیر سے اسکو اندمال نہین کرتا یعنی اس نمکحرام عماد الملک سے میرا انتقام نہین لیتا جام بایزید نے بخواہش تمام امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو منادی گو سے یہ فرمایا کہ لشکر مین جا کر ندا کرے کہ سلطان نے سامان واجب طلب کیا ہے علی الصباح تمام فوج ساز و یراق سے درست اور مسلح ہو کر دولتسرائے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہو کر در دولت پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ تو جا کر جام بایزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ چونکہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اسکے آتے ہی جام بایزید نے عماد الملک کو گرفتار کر کے قید کیا اور شاہ حسین لنگاہ نے اسیوقت شغل وزارت جام بایزید کی تفویض کر کے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز کے بعد شاہ حسین لنگاہ ہفتہ کے دن

صفر کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۹۰۸ ہجری کو اور بقولی سنہ ۹۰۴ نو سو چار ہجری مین اس جہان فانی سی عالم باقی کیطرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بقولی چوتیس سال اور بقولی تیس سال تھی مولف طبقات بہادرشاہی کی قلم سی اس مطلب مین دو تین سہو صادر ہوئی ہین اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنگاہ کا فرزند لکھا دوسری یہ کہ سلطان فیروز کی جلوس کو بعد از محمود خان تحریر کیا تیسری یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہی ہی کہ سلطان محمود سلطان فیروز شاہ لنگاہ کا بیٹا تھا اُسنی بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنگاہ کی سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنگاہ فوت ہوا اُسکی دوسری دن دوشنبہ کی روز ستائیسوین تاریخ کو جام بایزید نی امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کی باتفاق شاہ حسین لنگاہ کی وصیت کی موافق محمود شاہ کو سریر جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خردسال تھا اوباش و اجلاف کو فراہم لاکر ارذل پرست مشہور ہوا اور اکثر اوقات تمسخر اور استہزا مین مصروف رہتا تھا اس سبب سی اشراف اور اکابر اپنی تئین اُسکی صحبت سی دور رکھتی تھی اور بعد اسکی جب مردم اوباش نی اُسکی مزاج مین تصرف پایا پھر اسپر آمادہ ہوئی کہ شاہ محمود شاہ کی مزاج جام بایزید سے منحرف کرین پھر اپنی حصول مطلب کی تدبیرین کرنی لگی اور جام بایزید یہ تدبیرین اُنکی مکر سے کریہ سنکر اپنی مکان سی جو آب چناب کی کناری اور ملتان سی ایک فرسنگ کی فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہان سکونت کرکی شہر مین نہین آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہان انجام دیکر حیلہ حوالہ مین اوقات بسر کرتا تھا اور اسی عرصہ مین ایکروز جام بایزید نی بعض قصبات کی زمینداروں اور مقدمونکو تحصیل مال اور معاملہ کیواسطی طلب کیا تھا جب بعضون نی تمرد کرکی عدول حکمی کی جام بایزید نی اور ونکو عبرت کیواسطی اُنکی جماعت کی سر کی بال ترشوائی اور گدھی پر سوار کرکی تشہیر کیا بدگویون نی جاکر سلطان محمود سی عرض کی کہ جام بایزید نی بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہی اسلئی دیوان عام مین حاضر نہین ہوتا اپنی بیٹی عالم خان کو بھیجتا ہی صلاح دولت یہ ہی کہ عالم خان جب دربار مین آوی اُسکی سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہئی کہ جام بایزید کی شان مین دھبا لگی اور جملہ خلایق کی نظر مین ذلیل اور خوار ہووی عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن سیرت و صورت مین اپنی ہمچشمون اور عزیزون مین ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کی سلام کو آیا ایک درباری نے اُس سی پوچھا کہ فلان فلان مقدم سی کیا تقصیر واقع ہوئی ہی کہ جام بایزید نی اُنکی سر کی بال ترشواکر اہانت پہونچائی الضاف یہ ہی کہ اُسکی عوض مین تیری بال تراشی جاوین چونکہ اس قسم کی کلام عالم خان نی کبھی نہ سُنی تھی اسکی سُنتی ہی طیش مین آیا اور بولا ای مردک تجھی دربارشاہی مین مجھسی ایسی بیہودہ گوئی لایق نہ تھی ابھی یہ بات تمام نہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف و جوانب سے آکر عالم خان کو لپٹ گئی اور عالم کی دستار اچھالکر زد و کوب شروع کی اور عالم خان سے

بہزار دقت خنجر غلاف سے برآوردہ کرکے ہاتھ بلند کیا اور اُس مشت ثشت ہاتھا پائی مین. نوک خنجر سے شاہ کی پیشانی مین لگی اور شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ حال دیکھکر عالم خان کو چھوڑ دیا شاہ کیطرف متوجہ ہوئی اور عالم خان خوف سے سر برہنہ بھاگا اور جب دروازہ پر پہونچا اُسے مقفل پایا جسطور سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑ کر نکل گیا اور پٹکہ اپنے نوکر سے لیکر سر پر باندھکر جام بایزید کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُسنے جواب دیا کہ ای فرزند تجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ جس سے کو دو جہان کی شرمندگی کا باعث ہوا اب اسکے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ تو بقدم استعجال بلدہ شور مین جا اور تمام فوج کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم نکرنے پاوے اور مین تیرے پاس پہونچ سکون عالم خان اُسیوقت شور کیطرف روانہ ہوا اور جب اُسکا لشکر برق و باد کیطرح شور سے پہونچا جام بایزید اُسکے ہمراہ شور کی سمت راہی ہوا اور مخبرون نے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُسنے ایک جماعت امرا کو بطور تعاقب تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچے جام بایزید پلٹ کر ایستادہ ہوا اور جانبین سے جوانان کارآمد نے جدا ہوکر حرب مین مشغول ہوئے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر جام بایزید نے اُس جماعت کو متفرق و پریشان کرکے شور کا راستہ لیا اور شور مین پہونچے بے خطبہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت مین مندرج کرکے شاہ ممدوح کی خدمت مین ارسال کیا شاہ سکندر نے اُسے ملاحظہ کرکے فرمان استمالت و خلعت کا جام بایزید کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولت خان لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے پاس التجا لایا ہے اور خطبہ شہر شور کا ہمارے نام پڑھا ہے چاہیئے کہ اُسکے حال سے خبردار ہوکر اُسکی امداد اور اعانت مین کسیطور اپنے تئین معاف نہ رکھے اور جسوقت اُسکو کمک کی حاجت ہووے خود اُسکی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چندروز کے شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم کرکے شور کیطرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اپنی فوج کے باتفاق شور سے برآمد ہوکر چند کروہ اُسکے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم یعنی جنگ صف شروع ہوئے کہ اتنے مین دولت خان لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت مین بھیجکر بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اسرار پر قرار پایا کہ دریای راوی ہماری تمھاری درمیان مین حد ہوا اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور بعد دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بایزید کو سور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سا مرد دانا اور دور اندیش درمیان مین آیا اُس سے بیچ کار صلح نے چندان استقلال اور استقامت نہ پائی اور اسکے بعد میر عماد کردویزی اپنے دو فرزند میر شہید اور میر شہد اکو سولی کیطرف سے لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین

لکھا ہی کہ اول حسن نی سلطان میں مذہب شیعہ کو رواج دیا میر شہید انکا اسی پر اکتفا کرکی
شرح و بسط میں اسکی کوشش نہیں کی اور یہ بھی تحریر نہیں کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب و نسب
اسکا کیا تھا اور اسکی فرزند میر شہید انی ایسی زمانہ میں مذہب شیعہ کی رواج دینی میں کیونکر قدرت
پائی القصہ جب سہراب دودائی سلاطین لنکاہ کی رو برو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے
میر عماد کرو بیری اس مقام میں نہ رہ سکا جام بایزید سی التجا لایا جام بایزید اُس سی باعزاز پیش آیا
اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خاص کیواسطی مقرر کی تھی میر عماد کرو بیری اور اسکی فرزندونکو دی اور
جام بایزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما اور صلحا کی احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر
مبذول رکھتا تھا اور راویوں کا یہ بھی قول ہی کہ ایام مخالفت میں علما اور صلحا کی وظیفہ اور یومیہ
کشتی میں بار کرکی شور سی ملتان کو بھیجتا تھا اور نہایت سخاوت ملتان کی نسبت احسان کا طریقہ
جاری رکھتا تھا و ہانکی اکثر بزرگوں نی جلا وطن ہو کر شور میں وطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو
بخواہش تمام بلایا تھا از انجملہ مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملا فتح رشید کی تھی شور میں طلب
کیا جب مولانا عزیز اللہ شور کی قریب پہونچی اُنکو باعزاز تمام شہر میں لایا اور نہایت عزت
اور تکلف سی انھیں اپنی حرم سرا میں لیگیا اور اپنی خدمتگارونکو یہ حکم دیا کہ مولانا کے
دست حق پرست پر پانی ڈالو پھر فرمایا کہ یہ پانی زیادتی برکت کیواسطی محل سرا کی چارون
گوشہ میں چھڑکو اور شیخ جمال الدین قریشی وکیل جام بایزید سی ایک حکایت عجیب منقول ہی
اگرچہ کچھ مطلب میں دخل نہیں رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت کی بیداری کیواسطی
مرقوم قلم شکین رقم ہوتی ہی منقول ہی کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ شور میں تشریف لائی
اور جام بایزید انھیں اس اعزاز و احترام سی اپنی محل سرا میں لیگیا کہ اپنا ئی زمانہ کو اس سی زیادہ
امید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا میں لیجاکر خواصونکو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہو دین
اسکی بعد شیخ جمال الدین قریشی نی از روی مسخرا اور ظرافت کی ایک شخص کو مولانا کی خدمت میں
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جام بایزید بعد دعا و ثنا عرض کرتا ہی کہ میری غرض خواصونکی احضار سی یہ تھی
کہ جو مولانا مجرد تشریف لائی ہین جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا علام بخشین تو اجازت
دیجاوی کہ شرف ہم بستری سی مشرف ہووی مولانا نی اپنی خادم سی فرمایا کہ تو جام بایزید کی
پاس جاکر میری طرف سی کہہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلہ انسانیت سی آراستہ ہی
وہ اپنی مخلصونکی خواصونکو نظر بد سی نہ دیکھیگا اور علاوہ اسکی سن و سال فقیر کا اس امر کا تقاضا
نہیں کرتا غرضکہ جب خادم مولانا عزیز اللہ نی جام بایزید کی پاس آنکر یہ پیغام گذارا کی جام بایزید
کہا کہ مجھی حاشا اس امر سی آگاہی نہیں پھر مولانا نی شرمندہ ہو کر یہ بددعا کی کہ خدا وندا
جس شخص سے یہ عمل سرزد ہوا ہی اُسکی گردن توڑ یہ فرماکر حالت غیظ میں جام بایزید کے
بلا رخصت وطن کیطرف تشریف لیگئے اور جام بایزید کو اُسوقت خبر پہونچی کہ انحضرت

سرحد سے آگے بڑھ گئی تھی آخر کو جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور میں آیا کہ جب شیخ
جمال الدین سلطان سکندر کی خدمت سے رخصت ہو کر شور میں آیا ایک رات کو اسکے قدم نے
بام سے لغزش کی کہ وہ سر کے بل زمین پر گرا اور گردن اسکی شکستہ ہوئی بزرگوں کی تمسخر اور بد دعا سے
یہ ثمرہ ملا القصہ جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری میں ولایت پنجاب پر
متصرف ہو کر دہلی کی طرف عازم ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان
اور وہ حدود کہ جو اس سے مرحمت ہوئی تھی اسپر متصرف ہووے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر
مع افواج بیشمار قلعہ بھکر کے اطراف دریا کی راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تند ہوا چلنے لگی اور سیلاب
بے نیازی جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنکاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت ہراساں اور مثل بید
لرزاں ہوا اور سپاہ کو فراہم کر کے شہر ملتان سے بر آمد ہوا اور شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام
شیخ بہاء الدین ذکریای ملتانی قدس سرہ کا سجادہ نشین تھا بصفت رسالت میرزا شاہ حسین
ارغون کے پاس بھیجا اور مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور ادائے مقاصد رسالت میں عدیم المثال
تھا شیخ بہاء الدین قریشی کے ہمراہ کیا اور جب وہ میرزا شاہ حسین کے لشکر میں پہونچے میرزا نے
انکی عزت اور حرمت بہت کی اور بعد ادائے رسالت میرزا نے جواب دیا کہ میں شاہ محمود شاہ
لنکاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریای ملتانی کی زیارت کیواسطے آیا ہوں
مولانا بہلول نے کہا مترصد ہوں کہ آپ شاہ محمود کو تربیت مثل اویس قرنی کے بخشی کہ حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عالم روحانیت میں تربیت کی تھی اور دوسری یہ کہ شیخ
بہاء الدین خود خدمت میں آیا ہے آپ صعوبت سفر کی تکلیف نہ کھینچیں لیکن اس کلام نے فائدہ
نہ بخشا شیخ بہاء الدین سلطان محمود لنکاہ کے پاس پلٹ آئے اور اسی رات کو شاہ محمود لنکاہ سنہ ۹۳۱
نو سو اکتیس ہجری میں فوت ہوا اور بعضے آدمیوں کا زعم یہ تھا کہ لنگر خان جو غلام اس خاندان کا تھا
اسنے اپنے صاحب کو زہر دیکر ہلاک کیا اور اسکی سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

ذکر شاہ حسین ثانی بن شاہ محمود شاہ لنکاہ کی شاہی کا

جب شاہ محمود لنکاہ نے انتقال کیا اکثر لوگ قوم لنکاہ کے اور لنگر خان جو لشکر کا سردار تھا لشکر
دشمنی کا بلند کر کے میرزا شاہ حسین ارغون کے شریک ہوئے اور سرور شہ حسب دلخواہ پاکے بہوں نے
قصبات ملتان کو فتح کیا اور باقی امرائے لنکاہ حیران ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوئے اور وہاں
جا کر شاہ محمود شاہ لنکاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنکاہ خطاب دیکر خطبہ
اسکے نام پڑھا اور سکہ اسکے نام سے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود
لنکاہ کا داماد تھا منصب وزارت پر مامور ہو کر مہمات ملتان کو انجام دینے لگا اور اسنے مرد
کے تجربہ کے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک ماہ کا ملتان میں نہ رکھتا تھا حکم حصار داری کا دیا میرزا
شاہ حسین ارغون شاہ محمود شاہ کی وفات کو ملتان کی فتح کا وسیلہ سمجھا اور فرصت کا

روا دار ہوا جلو ریز آنکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چند روز محاصرہ رہا مردم سپاہ جو قلعہ مین بھوک اور
فاقہ کشی سی مضطرب تھی شیخ شجاع الملک بخاری کی پاس جو خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ ابتک گھوڑی ہماری تازہ ہین اور ہم مین بھی قوت اور سکت باقی ہی بہتر یہ ہی کہ آپ افواج
تنخواہ تقسیم فرمائیں کہ ہم معرکہ مین جاکر شریک ہوں شاید تائید ایزدی سی نسیم فتح و نصرت ہمپر چلے
اور دوسری یہ کہ قلعہ داری کمک اور مدد کی امید پر ہوتی ہی اور اسکی بھی کسیطرف سی امید نہین ہی
شیخ شجاع الملک نی دربار مین کچھ جواب نہ دیا لیکن خلوت مین سرداران معتبر کی ایک جماعت کو
طلب کرکی فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنکاہ کی سلطنت نی قرار اور مدار نہین پکڑا ہی اگر ہم بقصد جنگ
شہر سی برآمد ہونگی ظن غالب بلکہ یقین ہی کہ اکثر آدمی ہماری بامید رعایت میرزا شاہ حسین کے
ملازمت مین حاضر ہونگی اور ایک جماعت قلیل جو اہل عزت و ناموس ہی وہ معرکہ مین پاے
ثبات مستحکم کرکی ماری جاویگی مولانا سعد اللہ لاہوری سی جو افاضل وقت تھی منقول ہی وہ فرماتی تھی
کہ مین اُندنون ملتان کی قلعہ مین تھا جب محاصرہ نی چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین کی قلعہ کا
داخل اور مخارج چاروں سمت سی ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفس قلعہ کی باہر سی اہل قلعہ کو مدد
نہ پہونچا سکتا تھا اور کوئی شخص قلعہ بندوں سی باہر نجا سکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سی رفتہ رفتہ
یہ نوبت پہونچی کہ اگر اچانک ایک بلی یا کتا انکی ہاتھ آتا تھا گوشت اسکا حلوا فربہ کی مانند
کھاتی تھی اور سب سی عجیب تر یہ ہی کہ شیخ شجاع الملک نی جادو نام باجی کو تین ہزار پیادہ باسے
قصباتی کی سرداری دیکر قلعہ کی حراست ساتھ اسکی نامزد کی تھی وہ کمبخت جس شخص کی مکان مین گمان
غلہ کا رکھتا تھا بلا خدشہ اسبیچارہ کی مکان پر دوڑ لیجاکر تاراج کرتا تھا اس عمل ناہموار اور ظلم ناسزوار کی
سبب خلقت دست بدعا ہوئی اور مضمون نعم الانقلاب ولہ علینا شیخ شجاع الملک کی زوال
دولت خدا سی چاہتی تھی اور باوصف اسکی جو شخص قلعہ کی اندر سی قدم باہر رکھتا تھا علف تیغ خون
آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہوکر اپنی تئین قلعہ پر سی خندق مین گراتی تھی
اور میرزا شاہ حسین انکی اضطراب سی واقف ہوا اپنی آدمیونکو خودکشی سی باز رکھا اور جب محاصرہ نی
ایک سال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کیوقت کہ ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری تھی میرزا
شاہ حسین کا لشکر قلعہ مین داخل ہوا اور ہاتھ غارت کا آستین ظلم سی برآوردہ کرکی قتل اور
غارت شروع کیا اسکی بعد شاہ حسین کی حکم سی سات برس کی لڑکی سی ستر برس کا بوڑھا تک
قید ہوا اور جس شخص پر گمان زرداری کا رکھتی تھی اُسی قسم قسم کی ایذا اور اہانت پہونچاتی تھی اور مولانا
سعد اللہ لاہوری اپنی احوال سی بیان کرتی تھی کہ جب لشکر اغونیہ نی قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت
اُنمین کی میری مکان مین داخل ہوئی پہلی میری والد ماجد مولانا ابراہیم جامع کو کہ جنہوں نی آغاز عمر سی
مسند فیض رسانی اور فائدہ رسانی پر بیٹھے سالہا تمکن کرکی قسم قسم کی علم طلبہ کو درس کروائی تھے
اور آخر عمر مین دنیا کا کارخانہ ہیچ در ہیچ جانکر پارسا ہوئی تھی انکین گرفتار کرکی قید خانہ مین لیگئی

[illegible]
مجھے بھی گرفتار کرکے سلطان اور وزیر کا تحفہ کیا اتفاقات حسنہ سے اُسوقت وزیر چوکی پر بیٹھا تھا
اُسکے حکم سے زنجیر میرے پانو میں ڈالی اُسوقت میرا یہ حال تھا کہ میں اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار
روتا تھا اور فوج گریہ سے اشک مسلسل میری آنکھوں سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان
طلب کیا اور قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُسوقت میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر
اگر تجدید وضو کرکے لکھے تو بہتر ہے خدا کی قدرت وہ اُٹھکر مزاج میں داخل ہوا اور کوئی شخص اُسوقت
وہاں موجود نہ تھا میں چوکی کے قریب پہونچا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو
وزیر نے کتابت کیواسطے نکالا تھا تحریر کی بیت فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ اکْفُفَا هَمَتَا ٭
وَمَا لِقَلْبِکَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ یَهِمِ ٭ اور میں پھر اپنے مقام پر جا پہونچا اور اشک کے قطرات
رواں تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام پر آنکر متمکن ہوا اور اُس کاغذ پر کچھ لکھنے کا
ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُسپر تحریر ہے مکانکے چاروں سمت دیکھنے لگا جب میرے سوا
کسیکو نہ دیکھا مجھسے متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ بیت تو نے لکھی ہے میں نے کہا ہاں اُسوقت میرا حال
پوچھا میں نے اپنی اور اپنے باپ کی سرگذشت بیان کی جو ہیں اُسنے میرے باپ کا نام سُنا
فوراً اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پانوں سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے پہنایا اور اُسیوقت سوار
ہوکر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسین کے دیوانخانہ میں لیگیا اور مجھے میرزا کے سامنے لیجاکر میرے باپ کا
حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب کیا جب میرے والد میرزا کے سامنے آئے اتفاقات سے
اُسوقت میرزا کی مجلس میں ہدایہ فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے حکم سے اُسیوقت ایک خلعت مجھے
اور میرے والد کو مرحمت فرمایا اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی اور تردد خاطر فقہ کا بیان ایسے
مراتب سے تقریر کیا کہ حضار مجلس شگفتہ ہوئے اور چاروں طرف سے مدح و ثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے
پھر اُسی مجلس میں خزینہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت غارت ہوا ہے اُسے جلد بہم پہونچا
اور جسقدر بہم نہ پہونچے اُسکی قیمت سرکار سے دلوا دے یہ فرماکر میرے باپ کو اپنی مصاحبت اور
ہمراہی کی تکلیف دی اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب وقت سفر
آخرت ہے نہ وقت ہمراہی پھر آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنے دو مہینے کے بعد آنحضرت جوار رحمت
حق میں واصل ہوئے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین شاہ لنگاہ کو گرفتار کرکے
حوالات میں بھیجا اور شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز زر خطیر اُس سے
لیتے تھے یہانتک کہ اُسنے اسی مقدمہ میں جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہونچی تھی کہ
کسیکو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد ہوگا میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُسکی
حراست اور انتظام کو چھوڑا اور لنگر خاں کو پیشدست کرکے ٹھٹہ کیطرف مراجعت کی
اور لنگر خاں نے مردم پراگندہ کو دلاسا کرکے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگر خاں نے باتفاق اُن لوگوں کے

خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کی طرح شہر سے نکال دیا اور خود از روی استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جو فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ فوت ہوئی اور ہمایون بادشاہ سریر سلطنت پر بجای انکی قائم ہوئی آنحضرت نی ولایت پنجاب کامران میرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نی اپنی ایلچی بھیجکر لنگر خان کو طلب کیا چنانچہ لنگر خان لاہور میں آنکر میرزا کی ملازمت سی شرفیاب ہوا میرزا نی ملتان کی عوض ولایت پایل لنگر خان کو مرحمت فرمائی اور لاہور کی باہر ایک مقام لنگر خان کی سکونت کیواسطی مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام بدائرہ لنگر خان مشہور ہی اور وہ ایک لاہور کے محال میں شمار ہوتا ہی اور اسوقت سی ملتان پھر شاہان دہلی کی تصرف میں آیا اور میرزا کامران کی بعد انتقال حکومت اسکی ساتھ شیر شاہ افغان سور اور بعد ساتھ سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور اسکی بعد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیسا کہ اپنی محل مناسب میں ہر ایک کا مذکور ہوگا

مقالہ دسواں بیان میں اُس جماعت کی جو کشمیر جنت نظیر میں فرمانروا ہوئی

کشمیر ممالک عالم سے ساتھ قسم قسم لطائف اور غرائب اوضاع مشہور و معروف کی نامور ہے میرزا حیدر دوغلات کہ اُسکا احوال اسکے بعد لکھا جاویگا اُسنے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور ازروے عین الیقین کے اُسمیں کچھ اُس حدود کے نوادر درج کیے ہیں مسودہ اس اوراق یعنی ملا محمد قاسم ہندو شاہ کو جو اعتماد اُسکی صحت اقوال پر ہے اس نسخہ شریف میں ثبت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خطہ کشمیر اُس ملک کی سمت کہ مراد جنوب اور شرق کے مابین ہے دکن کیطرف واقع ہے دو طرفہ اُسکی پہاڑ ہیں اور اُسکی زمین ہموار ہے اور سو کوس کا طول رکھتا ہے کہ قریب تینتیس فرسخ ہوتا ہے اور عرض اُسکا بعضے مقاموں میں بیس کوس اور کمتر مواضع کا دس کوس ہے الغرض تمام اراضی اُسکی ساتھ چار قسم کی منقسم ہوتی ہے اول زراعت آبی ہے اور اُس زمین میں زعفران بھی خوب ہوتا ہے دوسرے للمی تیسرے باغی چوتھی بہت میدان ہموار جو ندیوں کے کنارے واقع ہوا اُسمیں پھول سہ برگہ کے مخلوط ہیں اور بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور نسرین اور نسترن اور زنبو اور دیگر قسم قسم کے پھول ہیں اور اُس زمین میں رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب نہیں ہوتی ہے اسواسطے وہ زمین ویران پڑی ہے اور اُسے ارباب نظر اس ملک کے بہترین لطائف سے جانتے ہیں اور اُس سے محظوظ ہیں اسواسطے کشمیر بخلاف ہندوستان بطور ولایت ایران چار فصل رکھتا ہے اور اُسکی فصل گرما کی حرارت میں گرما گرمی بیساکھ اور جیٹھ میں ایک اعتدال رکھتی ہے کہ بادکش یا پنکھے کی حاجت نہیں ہوتی اور ہوا دہاں کی سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہے کہ حرارت غریزی کو صدمہ نہیں پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہے بشر کی طبیعت کو آتش بادہ اور آتش خانہ کی ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہے

بیت گردون غبار دارد و طبعم مشوش ست * امروز روز بادہ و خرگاہ آتش ست * اور اُسکی نسیم عنبر شمیم بہاری سی مضمون بفحوائے ونفخت فیہ من روحی ظاہر اور اُسکی سبزہ سی یخرج الحی من المیت کا حاصل باہر نہرین جاری اُسکی باغہائی آباد مین باداز جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیۂ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق آیۂ بلدۃ طیبۃ ورب غفور دیتی ہین اور گلہای آتشین اُسکی آتش خلیل پر طعنہ مارتی ہین اور پھول کوہی اور صحرائی اُسکی جو باران رحمت الٰہی سے سیراب ہین گلہای باغ اور بوستانی سی برابری کرکی خود روئی کی سبز فشی سی انکار اور پرہیز کرتی ہین اور یہ جواب دیتی ہین **بیت** درین چمن چہ فزئی طعنہ ام بخود روئی * چنانکہ پرورشم مید ہند میرویم * اور پھول گلستانی مہربانی سی اگرچہ پیچ و تاب ہین ہین لیکن کمال شگفتہ روئی سی اہل دل کو یہ مصرع سناتی ہین **مصرع** خود رستہ دگر باشد و بربستہ دگر * اور چوٹیان پہاڑ کشمیر کے سرسبزی سی سر فلک الافلاک پر کھینچی ہوئی ہین اور دامن پہاڑونکی پاؤن نزاہت کا دامن لطافت مین ڈالی ہوئی ہین اور نہرون اور چشمونکی پانی کی پاکیزگی کیا بیان کرون اور کیا لکھون جو کہ کوہستان بلند اور سخت سی گرتا ہی غلغلہ انداز عالم ہی اور جو انہار جاریہ ہین رواں ہی وہ یاد جان شیرین اور نفس رواں سی دیتا ہی **بیت** آبش چو گلاب ہر طرف گشتہ رواں * خاکش ز زمین جنت آوردہ نشان * عمارات عالیشان اُس ملک کی چوب ساکھو اور تور سی ساختہ ہی اکثر اُنمین پیچ محلی ہین کہ ہر محل مین جلو خانی اور حجری اور منظر اور نجارجات مطبوع اور پسندیدہ سی آراستہ اور پیراستہ ہین اور باہر اُنکی صنعت اور بدائع کی نمایش اس درجہ ہی کہ جو شخص اُسی نظر غور سی دیکھی انگشت حیرت دندان تعجب مین پکڑی اور محل کی مداخل مین ایسی صنعت نہین ہی کہ اُسکی تعریف ہوسکی فرش شہر اور بازارون اور کوچون اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سی ہی لیکن بازار اس قطع سی واقع نہین ہوئی کہ اُنمین بزاز اور صراف اور مہاجن قرینی سی دوکانو نمین رہین بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش کہ جو باعث زیب و زینت بازار ہین نہین بیٹھتی ہین۔ اور اہل حرفہ اپنی مکانات کی گوشہ مین کام کرتی ہین لیکن اسوقت مین کہ امرای چغتائی کا نشیمن ہوا سُنا جاتا ہی کہ قسم قسم فنون کی استاد اور کاریگر دوکانونمین بیٹھتی ہین رسم سابق نی تغیر پایا اور کشمیر مین میوونکی قسم سی شہتوت اور آلو بالو اور کیلا ہیر اور انگور اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کی میوی افراط سی ہوتی ہین اور شہتوت اور دیگر قسم کی بھی میوہ بکثرت تمام ہین لیکن اُس ملک مین اس قسم کا میوہ کوئی نہین کھاتا شہتوت کی درخت محض ریشم کی کیڑی کی پرورش اور تحصیل ریشم کیواسطی نگاہ رکھتی ہین اور میوہ جات کی کثرت اسقدر ہی کہ وہ اپنی موسم مین نہین بکتا اور باغات مین چار دیواری نہین جسکا جی چاہتا ہی باغ مین جا کر میوہ کھاتا ہی ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہی اور جبتک وہ مملکت دہلی اور لاہور کی بادشاہونکی تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس حدود کی جیسا کہ چاہئی عمل در آمد اور معمول نہ تھی اور بعد اسکی سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوی ہجری مین کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی قبضہ مین آیا

شاہان

شاعران صاحب طبع نے اسطرف جاکر اس مملکت کی تعریف مین اشعار غرا موزون کیے ہین چنانچہ یہ اشعار فیضی سے ہین۔ **ابیات** ہزار قافلہ شوق میکند شبگیر ٭ کہ بار عیش کشاید بعرصۂ کشمیر ٭ تبارک اللہ ازان عرصہ کہ دیدن او ٭ ورق نگار خیال ست و نقشبند ضمیر ٭ ہوای او متنوع چہ فلک نقاش ٭ زمین او متلون چہ صفحۂ تصویر ٭ بطرز ہای گزین کارخانۂ ابداع ٭ بہ نقشہای عجب کارنامۂ تقدیر ٭ غبار او نتوان خواند چشم را دارو ٭ گیاہ او نتوان گفت روح را اکسیر ٭ بتن بوقت آب او چو بادہ و گل ٭ بجان بمناسبت آب او چو شکر و شیر ٭ بہ پیش فیض نسیمش دم مسیح سموم ٭ بہ نزد آب زلالش زلال خضر غدیر ٭ فصول او متشابہ ز اعتدال ہوا ٭ بہم یکی دی و اردی بہشت و بہمن و تیر ٭ درو بجای علف زعفران ہمی روید ٭ کہ آب و خاک ورا اینچنین بود تاثیر ٭ بہر طرف روی از بحر فیض مالامال ٭ ہزار چشمۂ جوشندہ چون دل تحریر ٭ ز اعتدال ہوایش شگفت نیست شگفت ٭ کہ سر زند ہمہ عناب از سفال زریر ٭ بحیرتم کہ چہ آثار قدرت ازلست ٭ کہ ہر نظارہ بیار د نظر بصنع قدیر ٭ شراب خوردہ حریفان بجای آب درو ٭ کہ تشنگان ہوس را ہمین بود تدبیر ٭ خراب آن می بیغش شوم کہ ہست چو عشق بعقل در تک و تاز و بصیر ورز دو گیر ٭ بقیۂ زر محول آیدت بنظر ٭ اگر ز و فلکی قطرۂ بچشمہ تیر ٭ کند مشاہدہ نصف النہار جرم سہا ٭ شعاع گوہر او گر فتد بچشم ضریر ٭ اگر دماغ لطافت شود گلاب طلب ٭ کنند از تف این بادہ برگ گل تقطیر ٭ شمیم سیب دہد مغز روح را نزہت ٭ نسیم بہ فگند مغز ذوق در تعطیر ٭ بعجز معترفم در شمار میوہ و گل ٭ کہ ہست بر قلمی لباس عذر قصیر ٭ اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قصیدۂ غرا کشمیر کی تعریف مین کہا ہے چنانچہ یہ دو بیت اُسیکے اشعار مین سے ہین **ابیات** ہر سوختہ جانی کہ بہ کشمیر در آید ٭ گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید ٭ بنگر کہ ز فیضش صد لیقۂ گوہر لیلا ٭ جائیکہ حریف درو دانچہ گہر آید ٭ اور ایک شخص نے خطہ کشمیر کی تعریف مین یہ ملیح کہی رباعی کسانیکہ آفاق گردیدہ اند ٭ بسی سال و ہمہ در سفر بودہ اند ٭ بتعریف کشمیر و کشمیریان ٭ بہشتی پر از حور ہم دیدہ اند ٭ کشمیر مین عجائبات بہت ہین۔ از انجملہ اس نواح مین بتخانے تخمیناً ڈیڑھ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین اور سب سنگین ہین یعنی سنگ کو تراشکر بے گچ اور چونہ اسطور سے پتھر کی سلین ہموار رکھی ہین کہ اُسمین درز کاغذ کی برابر نہین ہے گویا ڈھال دی ہین۔ طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہے اور عرض ایک گز سے پانچ گز تک غرضکہ عقل ابتدای نظر مین اُتنے پتھر کی لانے اور کارفرمائی مین انکار اور استعجاب کرتی ہے یعنی سراسر سے دیکھنے مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوارین ڈھالی ہین یہ کام انسان کا نہین دیوون نے بنایا ہے اور اکثر کام اسکا ایک انداز سے احاطہ بر ضلع مربع کا تین سو گز سے اور بعضے مقامونکی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہے اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہے اور پتھر کی ستونون پر قائم ہے اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین۔ اور بعضے مقامون مین سنوت اور گلکاری اور تصویرین منقش ہین۔ اور بعضی تصویر ہنستی ہے اور بعض روتی ہے جو شخص انھین دیکھتا ہے حیران اور متعجب ہوتا ہے اور درمیان اُسکے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہے اور اُسپر ایک گنبد رفیع تعمیر ہے اور اُس عمارات کا اسقدر

اسشجم و بیانہوا ہی کہ خامہ و زبان اُسکی تحریر سی عاجز ہی کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہوگی اور علاوہ اسکی کشمیر کے پرگنہ بریک نام ایک ولایت ہی اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنی ٹیکرا ہی اور اُس پشتہ کی متصل ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کی ہی اور اُسمین ایک سوراخ ہی جو تمام سال خشک رہتا ہی جب آفتاب عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہی اُس سی پانی ایک دن دو تین مرتبہ جوش کرکی اوبلتا ہی یہانتک کہ وہ حوض پانی سی لبریز ہوکر اوبل جاتا ہی اسکی بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہی یعنی سوای اُس سوراخ کی اُس مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہی پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر خشک رہتا ہی اور اگر اُس سوراخ کو گچ یا چونہ سی محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کرکی اُسی نکال ڈالتا ہی اور ماورا اسکی ایک درخت بید کا موضع ناکام مین ہی اور وہ موضع مواضع مشہور کشمیر سی ہی اور وہ درخت اسقدر رفیع اور بلند ہی کہ اگر تیر انداز تیر پھینکتی ہین مگر اُسپر نہین پہونچتا ہی باوجود اسکی اگر کوئی شخص اُسکی ایک شاخچہ باریک کو جنبش دیوتی وہ درخت باوجود اس عظمت کی تمام ہلتا ہی دوسری دلوسرہ کہ ایک ولایت معتبرہ کشمیر سے ہے اُس مقام مین ایک چشمہ ہی بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اُسکی درخت سایہ دار او مطبوع اور سبزہ نہایت لطافت اور طراوت کی ساتھ ہی اور اُسکا خاصہ یہ ہی کہ اگر ایک کوزہ مین برنج پکا کر اُسکا منھ بند کرین اور نام اُس پکانیوالی کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب جاتا ہے کبھی پانچ سال اور گاہی پانچ ماہ اور گاہی پانچ روز غرقاب رہتا ہی اور کبھی ایک روز کی بعد برآمد ہوتا ہی کچھ وقت اُسکا معین نہین جب برآمد ہووی اگر وہ برنج پختہ اپنی حالت اصلی پر رہین تو وہان کے باشندی فال نیک لیتی ہین اور جو متغیر ہوکر نکلین فال بد سمجھتی ہین اور اسکی سوا شہر کشمیر مین ایک تالاب ہی کہ جسکا نام ڈل اور دور اُسکا سات فرسنخ ہی چنانچہ اُسکی درمیان سلطان زین العابدین کہ جو سلاطین کشمیر سی تھا اُسنی ایک عمارت تعمیر کی اول اُسنی اُس مقام کو پتھروں سی پاٹ کر اُسکی اوپر ایک چبوترہ مربع کہ دوسو گز سی دوسو گز تک ہی بارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سی احداث کرکی اُس چبوترہ مربع پر عمارات لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہی اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگائی ہین اور حق یہ ہی کہ اس لطافت اور نزاہت کی ساتھ کوئی اور مقام نہوگا اور علاوہ اسکی شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہی کہ اُسی کشمیر کی زبان مین راجدان کہتی ہین اُسمین بارہ قصر ہین اور اور بعضی آشیانی مین اُسکی پچاس حجری اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی کی تمام چوبی ہی اور کوشک ہای عالی جو تمام عالم مین ہین جسطرح سلطان یعقوب کی ہشت بہشت تبریز مین اور کوشک باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ سہری ہرات مین اور کوشک رای افزا اور باغ دلکشا اور باغ تولدی سمرقند مین ہی اُن سب سی یہ عالی تر اور پر غرائب ہی لیکن انصاف یہ ہی کہ جو وہ قصر لطافت اور صفائی رکھتی ہین یہ نہین رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفرنامہ مین لکھا ہی یہ ہی کہ کشمیر بتشاہ معمورۂ عالم سی ہی اور اُسمین ایک موضع عجیب واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم مابین ہی کسواسطی کہ وہ ایک اقلیم اقالیم اول سی ہی عرض اُسکا تینتیس درجہ اور چونتیس دقیقہ ہی اور عرض

کشمیر کا خط استوا سے پینتیس (۳۵) درجہ ہے اور طول اُسکا جزایر سعدا سے ایکسو چھپاس درجہ ہوتا ہے اور میدان اُس ولایت کا طولانی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان کیطرف اور اُسکے مغرب کی جانب ایک موضع ہے کہ اُسمین افغانون کے اقوام سکونت پذیر ہے اور طرف شرقی اُسکی منتہی ہوئی ہے ساتھ اراضی تبت کے اور طول اُس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک قریب چالیس فرسنگ ہے اور عرض اُسکا جنوب کیطرف سے حد شمالی تک بیس فرسنگ اور اُسکے درمیان مین دشت ہموار جو درمیان پہاڑونکے واقع ہوا اُسمین ہزار قریہ آباد ہین اور چشمہای خوشگوار اور سبزہ ہای لطافت آثار سے مملو ہے اور اُس ملک کی آب و ہوا کی جودت کشمیر کے معشوقونکی حسن صورت اور لطف شمایل کی گواہ ہے کہ شاعران فارسی کی زبان پر مثل ہوئی جیسا کہ کہا ہے رباعی شاہا ہمہ دلبران کشمیر توئی خرم دل آن شاہ کہ کشمیر توئی آن جور کہ روح را سیہ کش گویند کاندر کف پای ناز کشمیر توئی اور اُسکے کوہ و دشت مین قسم قسم کے درخت میوہ دار ہین اور پھل اُنکے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہین لیکن ہوا اُسکی ساتھ سردی کے میل رکھتی ہے اور برف عظیم برستی ہے اور میوے گرم سیر مثل خرما اور نارنج اور لیمو اور مثل اسکے اُس نواح اور قصبات اُس شہر کی حاصل نہین ہوتے ہین لیکن وہانکے اور مواضع سے وہ میوے نقل کرتے ہین اور سری نگر نام ایک شہر ہے کہ اُس مملکت کے حکام وہان سکونت رکھتے ہین اور بطریق بغداد ایک نہر عظیم الشان کہ اُسکو بہت کہتے ہین شہر کے درمیان جاری ہے پانی اُسکا دجلہ بغداد سے گذرتا ہے اور عجب یہ ہے کہ ویسا آب قوی مجموع ایک چشمہ سے نکلتا ہے اور چشمہ اُسکا اُس ولایت مین ہے اور اُسکو چشمہ ویر کہتے ہین اور وہانکے اہالی اُسکے سرے پر ہزار ... کشتیان زنجیر سے باندھے ہین اور وہ پانی بعد اُسکے کہ حد کشمیر سے گذرتا ہے اُس مواضع آب دندانہ اور آب جملہ کہتے ہین اور ملتان کی راہ پر گذرتا ہے اور متصل ہوتا ہے ساتھ چناب کے اور بعد اسکے نہر سیاہ مین پہونچتا ہے اور مجموع ہو کر اوچہ کے قریب ساتھ آب سندھ کے ملتا ہے پھر سب کو آب سندھ کہتے ہین اور زیر تتہ کے دامن مین جا کر دریای عمان مین گرتا ہے اور دقایق حکمت سے معمار صنع والقینا فیہا رواسی نے گرد زوج بہیج کی ایک دیوار دیوار ہای جبال سے اُس میدان شدید المحال کے گرد ایسی کھینچی ہے کہ اہالی اُس سرزمین کی اُسکے سبب دشمنون کی تعرض سے محفوظ اور مصئون ہین اور پیک اندیشہ اُس دیوار کے گذرنے سے قاصر ہے اور شارع عام اُس ولایت کی تین طرف ہے ایک خراسان کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہے اسباب و اثقال پشت دواب پر لاد کر اُس راستے سے نہین جا سکتا اور وہانکے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہین وہ اپنی دوش پر اُٹھا کر چند روز مین ایسے مقام مین پہونچاتے ہین کہ پھر چوپایہ پر لاد سکین اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہے وہ بھی اسیطور پر ہے جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کیطرف واقع ہوا اُن دو راہونسے بہت آسان ہے لیکن اُسمین یہ مصیبت کا سامنا ہے کہ چند منزل اُس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہے اور دواب یعنی چارپایہ اُسکے کھانے سے مرجاتے ہین اور پیدا نہین ہوتا ہے سوارونکو چارپایونکی خوف تلف سے اُس راہ کا عبور دشوار ہے علاوہ اسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہے کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب ہوتے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اُسنے عراق سے آکر اپنے تئین ساتھ میر

محمد نوربخش کی منسوب کر کے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اس مذہب کا نوربخشی تھا اور قسم قسم
کفر اور زندقہ آشکارا کر کے ایک کتاب احوطہ نام ان لوگوں کو جو انسانیت سے خالی اور جمہور
سے بہرے تھے مطالعہ کروائی کہ عقاید اسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت و جماعت شیعہ سے موافق نہیں
اور جو لوگ کہ یہ مذہب رکھتے ہیں اصحاب ثلثہ رض اور عایشہ رض کو جو شعار رافضیوں کا ہے اپنے اوپر لازم کیا
اور عقیدہ شیعہ کے خلاف انکا عمل ہے یعنی محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہیں اور انکا
اور تمام اولیا کی بالعکس شیعہ کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب جانتے ہیں اور جمیع عبادات
اور معاملات میں اس قبیل سے تصرفات کر کے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نوربخشی نام رکھا [illegible]
اس [illegible] نے ایک جماعت کو مشائخین نوربخشی سے بدخشان وغیرہ میں دیکھا [illegible] اور یہ درس علوم [illegible]
ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہری میں آراستہ اور حسن تقوی میں پیراستہ ہیں و باتمام سا[illegible]
اہل سنت و جماعت کے موافق اور متفق ہیں چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نوربخش نے ایک رسالہ انکا
دکھلایا اسمیں یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان کیجاتے ہیں کہ سلطنت صوری ساتھ [illegible]
[illegible] کے جمع نہیں ہوتی ہے یہ غلط محض ہے کس واسطے کہ اعظم انبیا اور رسل نے باوجود نبوت اسی امر میں [illegible]
جمیلہ پیش پہونچائی ہیں [illegible] یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آ[لہ]
و سلم کا مقصود [illegible] یہ ہے کہ یہ برخلاف مذہب نوربخش کشمیر کے ہے اور موافقت [illegible] سنت و جماعت او[ر]
کتاب فقہ احوطہ کی کہ [illegible] میں بہ شہر کشمیر مشہور تھی بعض علماء [illegible] سے تھے اور ان بزرگوں اور [illegible]
اس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہے [illegible]

[illegible] علما کے ہندوستان کا کتاب احوطہ نوربخشیہ پر

[illegible] الحق حقا و ارنا الباطل باطلا و ارنا الاشیا کما ہی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اس کی
[illegible] معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کر کے
اہل سنت و جماعت کا [illegible] ارادہ [illegible] اللہ امر کی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ اولا فی الفروع
[illegible] الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی [illegible] من غیر زیادۃ و نقصان و ثانیا فی الاصول من بین الامم و کافۃ
[illegible] المعقول کے دعوی میں کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اس قسم کی کتاب کا
[illegible] سے اوپر [illegible] ہو کیونکہ [illegible] واجبات اور فرض الصفات سے ہے اور دفع کرنا اس مذہب کا
[illegible] اور [illegible] جماعت اس [illegible] کے کرنیوالوں اور اس مذہب اور اس کتاب کے معتقد [illegible]
[illegible] ہوویں اور اس مذہب سے نہ پھریں دفع کرنا شر [illegible] انکا مسلمانوں پر بسیاست
اور قتل واجب ہے اور اگر تائب ہوویں اور اس مذہب کو ترک کریں حکم فرماویں کہ متابعت حضرت
ابوحنیفہ رض کے مذہب کی کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج امتی فرمایا ہے قبول فرماویں جب یہ [فتوی]
بھی پہونچا بہت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ارتداد کے میل تمام رکھتے تھے میرزا حیدر نے طوعا اور کرہا مذہب
حق میں داخل کیا اور بہتوں کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے بھاگ کر قلعہ تصرف میں پناہ لی

اور چہرشی کا تسمہ اور [illegible]

چند زندیق میشتمل یا چند ملحدی گمراہ کرنیوالی آدمیونکی ہین حلال اور حرام کی مطلقا خبر نہین رکھتی ہین اور تقویٰ اور

شب بیداری اور کم خوری کو جانتی ہین اور طمع اور حرص کی ایسی پابند ہین کہ جو چیز پاوین کھا وین اور

عفت کی دولت اگر ہاتھ آوی اسکی لینی مین مضائقہ نکرین اور درویش رہین اور ہمیشہ تعبیر خواب کی

دیتی ہین اور اظہار کرامات کرتی ہین اور کہتی ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اس سال وہ ہوگا اور خبرین غیب

اور گذشتہ کی ہر دم سناتی ہین اور ایسی سجدہ کرتی ہین اور باوصف اس رسوائی کی

علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتی ہین اور کہتی ہین شریعت کی راستہ طریقت کا

ساتھ شریعت کی کچھ کام نہین ہی غرض کشمیر کی سوا ملاحدہ اور زندقہ اور مقامعہ مین

باللہ ومعاذ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ جمیع اہل اسلام کو اس قسم کی آفات اور بلیات سی اپنی پناہ

اور مصئون رکھی بطفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کی آمین ثم آمین اور قبل ان لوگونکی کشمیر مین فرقہ کفار

تھا کہ انھین شماسین کہتی تھی اور مذہب انکا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود ہماری صفائی عقیدہ کیواسطی

اور ہمارا وجود اسکی نورانیت کیواسطی اگر ہم اپنی صفائی عقیدہ کو مکدر کرین آفتاب کا وجود نہین اور اگر آفتاب

اپنا فیض ہمسی اٹھالی ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہو جاوی ہم ساتھ اسکی موجود ہین یعنی ہمارے

اسکی تئین وجود نہین ہی اور بی اسکی ہماری تئین وجود نہین چونکہ احوال ہمارا اسپر ظاہر ہی بس ہمین لازم ہے

کہ جب تک وہ رہی یعنی دن کو ہم صلاح وخوبی کی سوا دوسرا کام نکرین اور جب شب ہووی اور وہ

نہین دیکھی اور ہمارے حال پر واقف نہووی جو کرین ساتھ اسکی مواخذہ نہووی اور فرقہ شماسین کی جب

آفتاب تنزل مین اسماء شمس الدین لقب رکھا ہی مردم کشمیر نی اسکو غلط کرکی اسمی تخفیف دی ہی یعنی شمس الدین کی

ساتھ شماسی کی مخفف کیا ہی ایسا کچھ میرزا حیدر نی تاریخ رشیدی مین لکھا ہی لیکن اسوقت مولف محمد قاسم

فرشتہ نی متردد مین بعض اس ملک کی آنیجانیوالونسی کہ علم وفضل مین آراستہ تھی مذہب کشمیر کا احوال استفسار

کیا وہ بولی کہ ہمارا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہی اور سپاہ اس ملک کی اکثر شیعہ اور علما وانکی مذہب

شیعہ بہت کم رکھتی ہین اور بادشاہان تبت کو چک کہ کشمیر کا ہمسایہ ہی وہ سپاہیان کشمیر کی

اور صحبت کی سبب ایسا تشیع یعنی شیعہ گری مین غلو رکھتی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ [illegible]

ہووی اور اصحاب کو برا بھلا کہی تو اسکو شہر مین اترنی دیتی تھی اور طائفہ چکان یہ تقریر اور دعویٰ کرتی ہین کہ شمس الدین

عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کی اسکی معتقد ہوئی اور سب نی خطبہ اثنا عشر

اسکی حکم سی پڑھا اور کتاب احوط میر شمس الدین عراقی کی نہین ہی بلکہ ایک ملاحدان گمراہ کی تصانیف سی ہی

واللہ اعلم بالصواب

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

جو کہ التزام چاہتا تھا کہ اس کتاب مین وقائع حکام کفرہ مشرح بیان ہو چونکہ تذکرہ انکا اسامی سی

حد وحصر سی باہر ہی بسبب طوالت کی قلم انداز ہوا لہذا مصنف سلاطین اسلام کا جو کشمیر مین

فرمانرواری اُنکا تذکرہ شروع کرتا ہی کہ اسلام اُس حدود مین قریب العہد ہی اُس ملک کی حکام قدیم سب
ہنود تھی اور اکثر دین براہمہ رکھتی تھی ۷۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سیہ دیو کی تھی شاہ میرزا
نامی ایک شخص بہ لباس قلندری کشمیر مین آنکر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا
بن طاہر بن آل بن کرشاسپ بن نیکو در و نسبت نیکو در کی ساتھ ارجن کی کہ ایک پانڈون سی ہی پہونچاتا تھا
اور پانڈونکا احوال اکبر شاہ کی حکم سی مہابھارت کو ترجمہ کرکی ساتھ رزم نامہ کی موسوم کیا ہی اُسمین مذکور ہی
غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سیہ دیو
فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن بمسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور
اتالیق اپنی فرزند کی جسکا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کی بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا
قندھار سی آنکر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنی بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا کی دو بیٹی تھے
ایک کا نام جمشید اور دوسری کا علی شیر تھا اعتبار کرکی صاحب اختیار کیا اور شاہ میرزا اُنکی سوا اور بھی
دو فرزند رکھتا تھا ایک شیراشامک اور دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ تھی اور غلبہ و استقلال
انکا حد سی گذرا راجہ اودن انسی متوہم ہوا اور اپنی مکان کی آنی سی منع کیا اور شاہ میرزا اور اُسکی تمام فرزند
کشمیر کی پرگنات پر متصرف ہوئی اور راجہ کی اکثر ملازمونکو موافق کر لیا اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب
ہوتا جاتا تھا غرضکہ ۷۴۷ھ سات سو سینتالیس ہجری مین راجہ اودن دیو بھی مرگیا اور اُسکی رانی کوتاہ دیو
اُسکی قائم مقام ہوئی اور اُسنی چاہا کہ مین استقلال سی حکومت کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی
اور اُسی یہ پیغام بھیجا کہ تو چندر دیو بن راجہ رنجن دیو کا مدت تک اتالیق رہا ہی اُسی تخت پر بٹھا کر مہمات
شاہی کو انجام دی شاہ میرزا نی اصل مقصد سمجھکر اس امر کو قبول نہ کیا اور رانی لشکر لیکر اُسکی مقابلہ کو گئی ع
صید را چون اجل آید سوی صیاد رود چ بعد اسکی شاہ میرزا کی ازروی ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور
شرف اسلام سی بھی مشرف ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہی دوسری روز شاہ میرزا نی
اُسی گرفتار کرکی قید کیا اور رایت بشاہی بلند کرکی اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنی نام جاری کیا اور اپنا لقب
شمس الدین خطاب دیکر مذہب حنفی کو بلاد کشمیر مین رواج دیا اور ظلم و بدعت کی رسمین جو حکام سابق سی
باقی رہی تھین سب کو برطرف کیا اور اعدا کی شر سی مطمئن ہوکر تمام ولایت کشمیر جو دیجو نامی کی قتل و
غارت سی ویران اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سی آباد کی اور عاملون اور تحصیلدارونکی نام فرمان
صادر کئی کہ چھٹی حصہ سی زیادہ محصول رعایا سی نہ لیوین اور کہتی ہین دیجو قندھار کا میر بخشی تھا جبکہ اُسنی مع
جمعیت تمام کشمیر پر توجہ کی اور تمام اُس ولایت کو بتاخت و باخت پیش آکر زیر و زبر کیا اور راجہ
سیہ دیو نی اُسکی پنجہ ظلم سی مفر اور نجات نہ دیکھی ناچار رعایا سی زر خطیر چندہ لیکر دیجو کو اسکی پیشکش بھیجا
جب اس سی بھی فائدہ عاید نہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکی پنجہ عذاب اور چنگ عقوبت مین ڈالکر آپ
کسیطرف نکل گیا اور دیجو نی اُس ولایت مین کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فروگذاشت نہ کیا پھر آخر کو جب
موسم سرما آیا سردی کی کثرت سی اُس مقام مین مقیم نہوا قندھار کیطرف بازگشت کی القصہ جب شاہ

شمس الدین کی شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف و اکناف میں مشہور ہوا اور از روی استقلال امور ملکی میں مشغول ہوا ایک جماعت کو طائفہ لون سی کہ مخالفت کی تھی کشتوار سی گرفتار کر کی قتل کیا اور مردم کشمیر سے دو گروہ کو سرفراز کیا ایک طبقہ چاک اور دوسری باکری کو اور یہ قرار پایا کہ امرا اور سپاہی اس ملک کی اکثر ان دونون فرقون سی ہووین اور بعد انجام مہمات جب لشکر ضعف و پیری اُسپر تاخت لایا امور شہریاری اپنی بیٹون جمشید اور علی شیر کی قبضۂ اختیار مین چھوڑا اور شاہ شمس الدین بفراغت تمام اپنی معبود کی عبادت مین مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا مدت اُسکی شاہی کی تین برس تھی

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کی بعد انتقال اُسکا بڑا بیٹا جمشید شاہ اعیان دولت کی اتفاق سی سریر سلطنت پر بجای پدر قائم ہوا اور اُسکا بھائی علی شیر جو اپنی باپ کی قید حیات مین ساتھ اُسکی شریک مصلحت تھا اور رعایا و برایا اُسکی سلطنت کی خواہان تھی اُسوقت مین سبب اُسکی شریک ہوئی اور مدنی پور مین کہ ایک شہر مشہور و معروف ہی لیجا کر اُسی بادشاہ بنایا جمشید شاہ اُسپر فوج کش ہوا پہلی ساتھ نرمی اور مدارا کی پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نی مصالحہ سی سر پھیرا اور باستعجال تمام استقبال یعنی سبقت کر کی اُسکی لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد فرار مدنی پور کو خالی دیکھکر اُسکی خرابی مین مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اُسکی محافظت اور حراست کیواسطی تعینات تھی جنگ سی آمادہ ہوئی اور انہین کی اکثر کام آئی یہ خبر سُنکر علی شیر مدنی پور کی سمت روانہ ہوا اور جب اُس حدود مین پہنچا جمشید شاہ تاب مقاومت نہ لا کر ولایت کمراج کیطرف بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کی تختگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اُسنی علی شیر کو طلب کر کی سری نگر اُسکی سپرد کیا اور جمشید نی بعد اس واقعہ کی جنگ و خصومت پر کمر نہ باندھی بادشاہی سی دست کش ہوا اور اُسی عرصہ مین ودیعت حیات قابض ارواح کی سپرد کی مدت اُسکی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سی عالم باقی کیطرف سفری ہوا اور اُسکا چھوٹا بھائی جسکا نام علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اپنی چھوٹی بھائی مسمی شیر اشامک کو وکیل مطلق کیا اور اُسکی ابتدای عہد مین تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اواخر مین قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور وہ فرقہ کہ مخالفت کر کی کشتوار کی سمت گیا تھا اُسکو کسی حیلہ اور بہانہ سے دستیاب کر کی کشمیر مین قید کیا اور نشان غلبہ کا بلند کیا اور ایک شہر اپنی نام کا بنا کیا چنانچہ اُسکی احکام موجدہ سی ایک حکم یہ ہی کہ بدکار عورت مال شوہر سی ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم کی سبب بہت عورتون نی فعل شنیع سی اجتناب کر کی دامن عفت و پرہیزگاری سی قدم باہر نہ رکھا مدت اُسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز جملہ اُسکی ایام حیات سی تھی

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگانی لپیٹا اُسکا چھوٹا بھائی مسمی شیراشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتی تھا اُس دن کو ایام عمر میں محسوب نکرتا تھا اور کدورت کے آثار اُسکے بشرہ سے ظاہر ہوتی تھی اور ولایت محدودہ کو ساتھ مالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُسنے لشکر کشی آب سندھ کے کنارہ کی جانب کی حاکم اُس ملک کا اُسکے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھی بھیرہ با سپ نگر کے راستہ سے کہ جواب باشہر مشہور ہے پشاور میں گیا اور پٹھانونکی جماعت کثیر کو قتل کرکے ہندوکش میں داخل ہوا اور چونکہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کرکے آب ستلج کے ساحل پر استراحت کیواسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کرکے پلٹا تھا اُسنے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کی حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کوچک نے بھی آنکر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے آسیب نہ پہونچاوے الغرض اطراف ولایت کو فتح کرکے اپنے مقر دولت کیطرف سوار ہوا اور وہان نزول اجلال کرکے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علیخان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی تھے دوسرے زوجہ کے کہنے سے جو اُنکی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی دہلی کیطرف نکالدیا اور پھر نگر اور شہاب پور کو تعمیر کیا اور آخر سلطنت میں سلطان اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اُسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جمون تک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت میں مبتلا ہوا تھا کہ مدت اُسکے سلطنت کی بیس سال تھی

بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین نے رخت زندگانی طے کرکے شہر خموشان میں داخل ہوا اُسکا بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر تمکن کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کی نفاذ و تعمیل میں اہتمام نہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت میں ایک سردار کو قلعہ لوہرکوٹ کی تسخیر کیواسطے جو بعضے امرا کی سلطان شہاب الدین کی تصرف میں تھا بھیجا جب کہ جنگہای عظیم اور معرکہ ہای شدید فریقین کی مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان قطب الدین نے خطوط بھیجکر اپنے بھائی حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خان نے اطاعت کر کے قدم ولایت کشمیر میں رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کرکے اُسکی گرفتاری پر آمادہ کیا اور رای دل جو امرای شہاب الدین سے تھا اُسنے حسن خان کو اس ارادہ سے آگاہی دی حسنخان بھاگ کر لوہرکوٹ کیطرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اُس مقام میں تھے اُسکے آنے سے قوی پشت ہوئے سلطان قطب الدین نے رای دل کو گرفتار کرکے قید کیا اور وہ قیدخانہ سے بھاگ کر حسن خان کی خدمت میں

حاضر ہوا چونکہ داعیہ فساد کا رکھتا تھا زمینداروں نے حسن خان اور رای داکو گرفتار کرکے سلطان کے
خدمت مین بھیجا سلطان نے رای داکو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خان کو مقید کیا اور اواخر عمر
یعنی پیری مین سلطان کو آفریدگار عالم نے دو فرزند کرامت فرمائی ایک کا سکندر اور دوسرے کا
ہیبت خان نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اُسکی حکومت سے گذری آخر ۷۶۶ھ سات سو
چھیاسٹھ ہجری مین وفات پائی اور اُسکے بعد بڑا بیٹا اُسکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا خطاب
سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد مین امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس
سرہ العزیز کشمیر کے اطراف مین رونق افزا ہوئے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے بہ تعظیم تمام
جواب اُنکے خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم فیض لزوم سے
سری نگر کے اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر میں لایا
اور کشمیر کے جمیع صغیر و کبیر انجناب عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئی اور بروایت میرزا حیدر
دوغلات کہ کتاب رشیدی مین درج ہے چالیس روز سے زیادہ اُس شہر مین اقامت نکرکے وطن
مالوف کیطرف مراجعت فرمائی اور قیاسا یہ دریافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلی جو آنحضرت نے
اُس شہر مین بنا فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اُس شہر کے آدمیون نے بنیاد ڈالی تھی اور یا آنحضرت کی غیبت مین
تیار ہوئی ہوا اس سبب سے جناب امیر کا مدت تک کشمیر مین اتفاق رہنے کا ہوا ہوگا کسواسطے کہ
چالیس روز مین تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلی اور عالیشان کا استبعاد اور صعوبت سے خالی نہین
واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کی حالات کا

ناظرین پر مخفی نہین ہے واضح ہو کہ نام اصلی اسکا سکندر ہے اور یہ اپنے باپ کی بعد اپنی والدہ کی صلاح سے
کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا اور ارکان دولت اُسکے مطیع اور فرمان بردار ہوئے
اور وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت افواج مین ممتاز ہوا اور دبدبہ اور
رعب بہت رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت مین دخل مہمات ملکی مین کرکے
اکثر امور کو بوجہ احسن انجام دیتی تھی اور جب سلطان سکندر نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار
مخالفت کے مشاہدہ کیے اُسنے اور اُسکی زوجہ یعنی اپنی بیٹی کو درمیان سے نکالدیا اور رای مادری کہ امرای عظام کے
سلک مین انتظام رکھتا تھا اور مہمات شاہی کا مختار و مدار تھا ہیبت خان یعنی شاہ سکندر کے
بھائی کو زہر دیکر ہلاک کیا شاہ سکندر نے اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اُس سے نہایت رنجیدہ اور دفع کے
فکر مین ہوا لیکن چونکہ وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُسکی سیاست اور تنبیہ سے متعذر تھا اور
رای مادری حقیقت حال سے واقف ہوا اور شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ تبت کو جو کشمیر کے
قریب ہے لیوے اور اس معروضہ سے غرض اُسکی یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی سے دور رہے اور شاہ نے اس
امید پر کہ شاید اُسطرف جاکر لڑائی مین مارا جاوے کہ گوہر مقصود کی سعی ہاتھ آوے اُسے رخصت دی اور

رای مادری تبت کو چاک پر [illegible] اور [illegible] ولایت کو [illegible] تمام تسخیر کیا اور بعد چندی اپنی تصرف مین
لایا پھر جمعیت تمام بہم پہونچا کر بغاوت پر کمر باندھی اسوجہ سی خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لا کر
اُسطرف متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی رای مادری بھاگا اور شاہ سکندر کی آدمیونکی ہاتھ مین
گرفتار ہوا اور شاہ نی اُسی قید کیا اور بعد ایک مدت کی قید کی مصیبت سی وہ بہ تنگ آیا اور زہر کھا کر مسموم ہوا
اور شاہ سکندر نی فوج کو آراستہ کر کی تبت اور اُسکی اطراف کو جیسا کہ چاہئی محافظت کی اور اُنھین دنون مین
امیر تیمور صاحبقران نی وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنی ایلچیونکو مع دو فیل شاہ سکندر کی پاس بھیجا تھا
اس سبب سی افتخار اور مباہات بہت کر کی عرضداشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین باستدعای
ملازمت ارسال کی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کر کی عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہو ملاقات کو حاضر ہون
اسکی بعد ایلچیونکو زر خطیر دیکر باعزاز و احترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین مشرف
ہوئی سلطان سی جو کچھ اخلاق اور عنایتین مشاہدہ کی تھین بسمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام
عنایت مین ہوئی اور اُسکی واسطی خلعت زردوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا
کہ جب رایات جلال آیات مابدولت و اقبال دہلی سی پنجاب کیطرف مراجعت فرماوین اُسمقام مین
ملازمت سی مشرف ہووی جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کر کی سامان
ملازمت درست کیا جب سُنا کہ صاحبقران سوالک کی راستہ سی پنجاب کی سمت عازم ہے
پیشکش بہت ہمراہ لیکر صاحب قران کی ملازمت کیواسطی متوجہ ہوا اور اثنای راہ مین سُنا کہ بعضی امرا
اور وزرا صاحب قران نی کہا ہی کہ سلطان سکندر کو لائق ہی کہ تین ہزار گھوڑی اور ایک لاکھ اشرفی
علاوہ پیشکش لاوی شاہ سکندر یہ خبر سُنکر نہایت پریشان ہوا اور دریا کی راستہ سی معاودت کر کی
عرضداشت صاحبقران کی ملازمت مین اس مضمونکی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کی لائق بہم پہونچی
ہی کمتر ہین نی اس سبب سی چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق بہم پہونچا کر بندگی کیواسطی متوجہ ہووے
جب آنحضرت عرضداشت کی مضمون سی مطلع ہوئی سمجھی کہ میری وزرا مین سی کسی نی اسقدر پیشکش لانیکی
واسطی کہا ہی انھین چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کی ایلچیون پر نہایت نوازش فرما کر ارشاد کیا کہ یہ امر
وزرای نامعقول نی کہا ہی اسکا کچھ خیال نکری اور باطمینان تمام ملازمت کیواسطی متوجہ ہووی جب ایلچی
شاہ سکندر کی کشمیر مین پہونچی امیر تیمور صاحب قران سی جو کچھ سُنا تھا عرض کیا سلطان سکندر یہ
سُنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کر کی کشمیر سی برآمد ہوا لیکن جسوقت
کہ سکندر شاہ قصبہ بارہ مولہ مین پہونچا سُنا کہ صاحبقران نی آب سندھ سی عبور کر کی بہ تعجیل تمام
متوجہ سمرقند ہوئی اسواسطی فسخ عزیمت کر کی ایلچیونکو مع پیشکش بسیار آنحضرت کی ملازمت مین
بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اسکی
سخاوت کا شہرہ سُنکر دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر کی اُسکی ملازمت کیواسطی حاضر ہونے
اور علم اور فضل اور اسلام نی ممالک کشمیر مین بدرجہ نہایت رواج پایا خطہ کشمیر خراسان و عراق کا نمونہ

بلکہ اُس سے بھی دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علما سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرتا تھا اور آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیہ بٹ نام کو جو مسلمان ہوا تھا اُسے وزیر الوزرا کر کر اُمور دنیوی میں اپنا معتمد علیہ کیا وہ سیہ بٹ ظالم ہرچند کہ برکت کے سبب ہنود کی آزار اور ایذا رسانی میں بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ سلطان نے اُسکی اطاعت کیواسطے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہوویں اور جو شخص کہ مسلمان نہووے کشمیر سے نکلجاوے اور قشقہ یعنی ٹیکا پیشانی پر نہ کھینچے اور عورت یعنی ستی کو شوہر کے ہمراہ نہ جلاویں اور سونے اور چاندی کے بتونکو دار الضرب یعنی ٹکسال میں گلا کر زر مسکوک بناویں اس سبب سے محنت اور مصیبت بہت اُس ولایت کے ہندونکو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت سے برہمنونکو کہ مسلمانی اور جلاء وطنی اُس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے جلاوطن ہوکر دوسرے ولایت کیطرف گئے اور بعضے براہمہ سلطان اور اُسکے وزیر کے خوف و ہراس سے اظہار مسلمانی بطریق تقیہ کرکے کشمیر میں رہے اور سلطان نے تمام ہمت بتوں اور بتخانونکے توڑنے اور مسمار کرنے پر مصروف کی اور اُنمیں سے اکثر بتکدہ خراب اور ویران کئے ازانجملہ ایک بتکدہ بڑا کہ بانی بحر آرا میں تھا اور اُسے ساتھ مہادیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے کھودنا شروع کیا اور ہرچند اُسکی تہ کھودی اور پانی تک پہونچائی اُسکی انتہا نپائی اور مقتدا یعنی پیشوا سب بتونکا کہ جلدیو تھا اُسے بھی شکستہ کیا اور شعلہ ہائے عظیم آتشین اُسکی خرابی کیوقت اُس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کرکے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتونکے توڑنے میں مجد تھا اُن شعلونکو طلسم اور مثل اُسکی جانتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نرہا اور اسیطرح سے راجہ للتادت نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترس پور میں تیار کیا تھا اور نجومیوں سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کب تک قائم رہیگا اور کسطور سے ویران ہوگا نجومیوں نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کرکے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گذرینگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور عطارد کی صورت یعنی مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا للتادت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کی پتر پر کندہ کرکے ایک صندوق میں رکھکر اس عمارت کی بنیاد میں دفن کرو چنانچہ اُس عمارت کے کھودنے میں وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاشکے وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو میں بعد اطلاعیابی اُس بتخانہ کافر کے حکم کے خلاف اس عمارت کو مسمار نکرتا پھر سلطان سکندر نے اور بتخانونکو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کرکے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہیں کہ اُسکی قلمرو میں شراب نہ بکتی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تمغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر میں سلطان تپ محرقہ میں مبتلا ہوا اور اپنے تینوں فرزندونکو جنکا نام میر خان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلاکر اُنکے کان نصیحت کے گوہر روشن سے مزین کرکے اتحاد اور وفاق کے بارہ میں وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میر خان کو خطاب علیشاہ دیکر سلطنت اُسکی تفویض کی اور سنہ ۸۱۹

آٹھ سو انیس ہجری میں فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بائیس سال تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنی باپ کی انتقال کی بعد کشمیر کی سریر پر جلوہ گر ہوا اور ہرچند خردسال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکی دل میں جاگزین تھی اُسکی حلقۂ اطاعت سی قدم باہر نرکھا اور اُسنی آغاز سلطنت میں جمیع مہمات ملکی سیہ بت کہ وزیر سکندر شاہ تھا اُس سی رجوع کئی اور اُسنی چار برس کی عرصہ میں مسند وزارت پر بیٹھکر رعایا پر قسم قسم کی ظلم سکندر شاہ کی زمانہ کی موافق ہندوون اور اپنی ہمقوم پر کہ عراد برہمنونسی ہی جائز رکھی جو شخص مسلمان نہوا اُسنی تیغ بیدریغ سی قتل کرکی زمین اُسکی خونسی رنگین کی جیساکہ عرصۂ قلیل میں اُس گروہ سی کشمیر میں ایک نشان نرہا جو مسلمان نہوئی وہ علف تیغ اسلام یا ولایت سی نکلگئی ناگاہ سیہ بت تپ دق میں گرفتار ہوکر فوت ہوا سلطان علی شاہ نی اُسکی بعد اپنی بھائی شاہی خان کو جو صاحب تدبیر اور شجاعت میں بی نظیر تھا امور مملکت کا مرجع کیا اور وہ جمیع مہمات شاہی کو انجام دیکر اپنی بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب شاہ علی شاہ کو حجاز کی سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سی سوار ہونیکا ارادہ کیا اُسوقت شاہی خان کو اپنا جانشین کرکی اپنی بھائی محمد خان کو اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کیواسطی راجہ جموں کی پاس جو علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جموں اور راجہ جوری نی اُسی شاہی خان کی ولیعہد کرنی اور ترک شاہی کی سبب سرزنش کرکی پشیمان کیا اور چونکہ چاہتی تھی کہ کی مدد اور اعانت سلطنت مسترد ہو گئی راجہ جموں اور راجہ جوری مع لشکر کثیر سلطان علی شاہ کی ممد اور معاون ہوکر کشمیر کیطرف روانہ ہوئی اور اُس خطہ کو شاہی خان کی تصرف سی برآوردہ کرکی دوبارہ علی شاہ کی قبضہ میں لائی شاہی خان کشمیر سے برآمد ہوکر سالکوٹ کی سمت گیا اور جو اُنھیں دنوں میں جسرت ششخا کھکر سمرقند میں جو صاحبقران کی قید سی بھاگ کر پنجاب میں تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اُسکی پاس التجا اور پناہ لایا اور سلطان علی شاہ نی مع لشکر بیکران کشمیر سی برآمد ہوکر جسرت اور شاہی خان کا تعاقب کیا اور اُنھوں نی اُسکی تاخت اور تفرقہ اور خستگی سی واقف ہوکر اُسی دن پہاڑونکی درمیان صفوف جنگ آراستہ کیں اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ علی شاہ زندہ جسرت کے ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہی کہ وہ شکست کھاکر بھاگا اور شاہی خان نی اُسکا تعاقب کرکی ولایت سی باہر کیا اور خود تختگاہ سلطنت میں جاکر زمام سلطنت قبضہ میں لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ خواہان اُسکی تھی محظوظ اور خوشحال ہوئی اور شادیانہ کی نقارے بجانی لگی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال اور نو ماہ تھی

اور یہ واقعہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری میں واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر میں بجای برادر تخت نشین ہوا اور اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھکر افواج کثیر جسرت کی ہمراہ کی تو اُسکی مدد کیواسطی جاکر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کری اگرچہ جسرت شاہ دہلی کی برابری نکرسکتا تھا لیکن سلطان کی لشکر کی قوت اور اعانت سی تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا

اور سلطان

اور سلطان نی قصد جہانگیری کا کرکی لشکر تبت پر بھیجا اور اُس ولایت کو بزور شمشیر لیا اور اکثر ولایت جو آب کشمنہ کی کناری تھے خراب اور ویران کرکی اُسکی باشندونکو قتل کیا اور اپنی بھائی محمد خان کو صاحب مشورہ کرکی مہمات جزوی وکلی ساتھ اُسکی رجوع کین۔ خود قضایا تشخیص اور فیصل کرتا تھا اور جمیع فریق کی آدمیونسی صحبت رکھتا تھا اور جو کہ علوم و فنون تحصیل کرچکا تھا ہمیشہ اُسکی مجلس کہ مراد دربار سی ہی دانا اون ہندو اور مسلمان سی معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی مین بھی خوب طاق تھا اُسکی ہمت ولایات کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور نہرونکی اجرا مین مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ کیا تھا کہ تمام ولایات مین جس شخص کا مال چوری جاوی زمیندار اُس موضع کی تاوان دیوین چنانچہ اس تقریب کی سبب اُسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوئی اور وہ بد رسمین جو سیہ بت سی باقی رہی تھین یکقلم دفع کین اور نرخ نویسی اُسکی زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کی عہد مین نہ تھی اور دستور العمل یعنی قواعد اور ضوابط مجریہ اپنی تختہای مسی پر کندہ کرکی ہر ایک شہر اور موضع مین آویزان کئی تھی یہانتک کہ رسوم ظلم ولایت کشمیر سی دفع کی اور منقول ہی کہ اُستی تانبی کی پترون پر لکھا تھا کہ جو شخص آوی اور ساتھ اس دستور کی کام نکری خدا کی لعنت مین گرفتار ہو اور سلطان نی طبابت کیواسطی سری بہت کو کہ طبیب حاذق تھا تربیت کی اور اُسکی التماس کی موافق برہمنونکو کہ سلطان سکندر کی زمانہ مین سیہ بت کی خوف سے نکل گئی تھی ولایات دور دست سی طلب کرکی جاگیر اُنکی واسطی مقرر کی اور ہنود کی معابد مقرری مین وقت تعین کرکی جزیہ کا مانع ہوا اور گاوکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندوان کو طلب کرکی اُنسی عہد لیا کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہی اُس سی خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو شاہ سکندر کی عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنی اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کی سلطان زین العابدین نی سب کو از سر نو تازہ کین۔ نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سی لیتی تھی موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سی لاتی ہین اپنی مکان مین پوشیدہ نکرین ساتھ اُس قیمت کی کہ خرید کی ہی نفع قلیل پر بیچتی رہین۔ اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا نرکھین۔ اور سلطان نی تمام قیدیونکو کہ سلاطین سابق کی عہد مین مقید ہوئی تھی سب کو یکقلم آزاد کیا اور اُسکی ضوابط سی ایک یہ ہی کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اُسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنی پایہ تخت کی دستور کی مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور متکبرون کو گوشمال دیتا تھا اور نہ مرتبہ اعلی سی ادنی درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفونکو نوازش کرکی درجۂ اوسط مین نگاہ رکھتا تھا اسلیی کہ ایک حالت پر رہین یعنی توانگری مفرط سی نہ بغاوت کرین اور نہ افلاس سی گدای مطلق ہووین۔ اور پارسائی اُسکی اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی ماں اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسیصورت روا نہ رکھتا تھا کہ میری نظر نامحرم کی منہہ یا مال غیر پر بنظر خیانت و طمع پڑی اور اسی مہربانی کی سبب کہ رعایا پر رکھتا تھا گز اور جریب جو ہمیشہ سی تھی اُسی زیادہ کیا اور بادشاہ کی وجہ خرچ خاصہ اُس زر کی حاصل سی تھی جو تانبی کی کان سی پیدا ہوتا تھا اور مزدور ہمیشہ اُسمین کام کرتی تھے

کیا تھا وہ سونا کچھ کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اُس کان سے حاصل ہوا ہے ٹکسال میں بھیجکر سکوک کریں اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا پہونچاوے یعنے اُسکی حق میں نقول بد سے جو کچھ کہتا تھا وہی ہوتا تھا اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کی حدود سے نکالدیتا تھا اور وہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھپر غضبناک ہے بلکہ راضی جاتا تھا اور کارروائی اُسکی ایک ضمن میں ہوتی تھی اور لوگ اُسکی عہد میں ساتھ جس ملت کی چاہتی تھی رہتی تھے اور کوئی ازروے تعصب یعنی دین کی حمایت سے دوسرے کا متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کی عہد میں مسلمان ہوئی تھی اُسکی عہد میں مرتد ہو گئی تھی اور کوئی عالم اسلام اُنپر ارتداد کی سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے کوہ ماران کی قریب ایک نہر لاکر نیا شہر بنا کیا تھا کہ آبادی اُسکی پچ کوسے تھی اور علاوہ اسکی اور بھی شہر آباد کئی تھی اور کالپور وغیرہ میں پانی دور سے لاکر نہرین تیار کی تھیں اور پل باندھی تھے اور زراعت کی تکثیر کی تاکید فرماتا تھا اور ان مواضع میں کہ اُسنے اپنی ذات خاص سے آبادی کی تھی علما اور فضلا اور غربا کو آباد کیا تھا تاکہ مسافرونکو طعام دیتی رہیں اور جو کچھ محتاجونکو نقد و جنس درکار ہو اُس موضع کی جنس سے صرف کرتی رہیں اور مملکت کشمیر میں کوئی زمین بی آب و زراعت باقی نرہی مگر وہ مقام کہ جسکی جس شاہ کو نہ پہونچی بی آب رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ حوض دیرناک جو مثل دریا کی مشاہدہ ہوتا ہے اور حکام اُس ناحیہ نے اُسکا منفذ بند کیا ہے اُسکی درمیان ایک عمارت عالیشان بنا کرے پھر اُس زمانہ کی داناؤن کو بلاکر مشورہ کیا چنانچہ بعد تامل اور تفکر کی سب کی رائے نے اسپر اتفاق کیا کہ چند کوٹھیان چوکور چوبی بناکر انھین پتھر سے پر کرکے پانی میں غرق کریں اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہووے اُسپر عمارت بناوین جب ایسا کیا وہ کوٹھیان سنگین پانی سے چند گز بلند ہوئیں سلطان نے اُس مقام میں عمارت عالی یعنی مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرمائی اور اُسکا نام زین لنکا رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کی ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم میں بعضی مقام میں اُسکا نظیر ہو اور شاہ نے چند موضع اُس مقام کی مصارف کیواسطے وقف کئے اور سلطان اس دنیاے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت و شوکت کی ہرگز اسباب سلطنت سے تعلق نرکھتا تھا اور خزانونکی فراہمی کا اُسے مطلق خیال و شوق نہ تھا اور سلطان زین العابدین کے عہد میں ملا محمد نام ایک شاعر دانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ میں مجلس میں بیٹھکر جس بحر اور قافیہ میں کہ چاہتا تھا فی البدیہہ اشعار پر مضمون صدہا کہتا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسیوقت جواب دیتا تھا اور سلطان اُسکی تعظیم اور جمیع علماے میں تقصیر نکرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور قبلہ ہیں اور انھون نے ہمین ضلالت سے نکالکر ساتھ ہدایت کی پہونچایا ہے اور اسیطرح سے جوگیون کا بھی احترام کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ حق ناظر اور غریب ہیں اور کسی فرقہ کی عیب کو مشاہدہ نکرتا تھا اُسکی ہنر کا جویا تھا اور فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کی قضیہ اور مشکل کو جو عاقلونسے حل نہوئی تھی سلطان اُسکا دم بھر میں فیصلہ واجبی کرتا تھا چنانچہ ایسی مقدمونسے ایک مقدمہ یہ ہے

که اسکی عهد مین ایک عورت اپنی سوت سی عداوت قلبی رکھتی تھی اور اسکی کسی حیله سی دفع نکر سکتی تھی ایک رات کو اس بیوقوف نی اپنی چھوٹی بیٹی کو ہلاک کیا اور صبح کو اس خون کی تہمت اسپر کرکی بادشاہ کی پاس دادخواه ہوئی سلطان نی اس مقدمه کو منصفونکی سپرد کیا اور جب وه اس معامله کی تشخیص سی عاجز ہوئی سلطان نی اول اس عورت کو جو متہم تھی خلوت مین طلب کرکی اس سی پوچھا که اگر فی الواقع تونی اس لڑکی کو ہلاک کیا ہی مجھسی سچ کہه تو مین تجھی معاف کرون اور جو دروغ کہیگی تیری قتل کا حکم جاری کرونگا اسنی جواب دیا که آپ جو چاہین فرمائین. خدا شاہد ہی مین اس لڑکی کی قتل ہونی سی ہرگز واقفیت نہین رکھتی سلطان نی جواب دیا اگر یه فعل تجھسی صادر نہین ہوا ہی ایک کام کر که تو اس دربار مین مادرزاد برہنه ہوکر حضار کی حضور اپنی مکان مین جا تو جانین که تو اس خونکی تہمت سی پاک ہی وه سر اپنا گریبان فکر مین لیگئی اور بعد تامل کے یه جواب دیا که اگر مجھی ہلاک کیجئی ہزار مرتبه بہتر اس زندگانی سی ہی که یه امر جو کمال بیشرمی اور بیحیائی کا مجھسی مشاہده کیا جاوی مجھی تہمت خونکی کیا کم ہی جو اس امر زشت پر قیام کرون. یه جواب سنکر سلطان نی مدعیه کو جسنی خونکی تہمت لگائی تھی اسی تنہا طلب کرکی پوچھا که سچ کہه اس لڑکی کو کسنی قتل کیا ہے عورت نی کہا که اگر یه میری سوت اس لڑکی کی قاتل نہو مجھی بجای اسکی مقتول کیجئی سلطان نی کہا اگر تو اس دعوی مین سچی ہی اہل مجلس کی روبرو برہنه ہو وه بیحیا فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سی ازاربند کھولکر برہنه ہونی پر تھی که سلطان اس امر سی مانع ہوا اور فرمایا که یه کام اسی بیحیا کا ہی اپنی سوت نی نکالنی کیواسطی اپنی لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اسپر رکھی فرمایا که چند تازیانه مارو جب مار پڑنی لگی وه اپنی فعل زشت کی مقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا که اس طفل بیچاره کی یہی قاتل ہی حکم اسکی قتل کا صادر فرمایا

اور سلطان کی جمله عادات سی ایک عادت یه تھی که حکم قتل اور زد و کوب کا نافذ نه فرماتا تھا. بلکه جس مقام پر چور گرفتار ہوتا تھا حکم تھا که زنجیر اسکی پانو مین ڈالکر قید کرو اور اس سی ہر روز مشقت لو یعنی عمارت کی تعمیر کیواسطی پتھر اور مٹی اٹھواؤ اور مزاحم قلبی سی آدمیونکو شکار کی ممانعت کی تھی که جانور ماری نجاوین. اور ماه رمضان مین سلطان گوشت نه کھاتا تھا غرضکه جب آوازه اسکی جود و احسان کا عالم مین منتشر ہوا مغنی اور سازنده که علم موسیقی مین اپنی وقت کی نایاب تھی اطراف و جوانب سی اسقدر کشمیر مین آئی که کشمیر انکی کثرت سی رشک فرنگ ہوا اور ملا عود شاگرد عبدالقادر کا جو صاحب تصانیف مشہور ہی خراسان سی سلطان کی پاس آیا اور عود (نام سازی ۱۲) ایسا بجایا که سلطان کو پسند آیا اور محظوظ ہوکر اسکی حال پر نوازش فرمائی اور انعام سی مالامال کیا اور ملا جمیل متخلص حافظی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نرکھتا تھا مجلس سلطان مین حاضر ہوکر اس خوش الحانی سی غزلیں اور معرفتین گاتا تھا که سلطان کو حالت وجد مین کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہی نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سی ہر سال ملا جمیل کو اسقدر زر خطیر دیتا تھا که اسکی شرح کا مقدور نہین ہی اور ملا جمیل کی نقش اور آثار سلطان کی ذکر جمیل کی مانند اس زمانه تک کشمیر مین مشہور ہین. اور سلطان کی عهد مین حبیب نام ایک آتشباز پیدا ہوا که چشم زمانه نی عینک مہر و ماه سی اسی بیشتر مشاہده

نہ کیا تھا اُسنے فن آتشبازی مین ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتی تھی اور کشمیر مین تفنگ اُسنی پیدا کی اور بادشاہ کی سامنی دوائین تیار کین اور دیگر ہنر دکھلائی اور آدمیونکو تعلیم دی اور وہ آتشبازی کی سوا جمیع علوم مین فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ و ارباب طرب سی کہ حسن صورت اور قوالی اور خوش آوازی مین یکتای روزگار تھی اور حرکات وسکنات یعنی ناچنی اور بھاؤ بتانی مین جیسی اپنا نظیر نرکھتی تھی رشک بہشت تھی اور ناچنی والی اور نٹ اُسکی زمانہ مین پیدا ہوئی اور اُنمین سی بعضی گوئی آئین ایسی دستگاہ رکھتی تھی کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنی بارہ پردہ مین ادا کرتی تھی اور سلطان نی اہل طرب کی اکثر سازونکو یعنی عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلای خالص کی تختونسی مڑھکر جواہر سی مرصع کیا تھا اور سوم نام ایک کشمیری جو زبان کشمیر مین شعر کہتا تھا اور علوم ہندی مین فرد تھا اُسنی زین حرب نام کتاب حالات سلطانکی بیان مین مشروحاً تصنیف کی اور مسمی بودی بٹ جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا آغاز سی انجام تک یاد رکھتا تھا اُسنی زین نام ایک کتاب علم موسیقی مین شاہ کی نام تالیف کرکی بادشاہ کی حضور پڑھی اور اُسکی صلہ مین نوازشہای خسروانہ سی سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی اور ہندی اور تبتی وغیرہ مین نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی مین کلام کرتا تھا یہانتک کہ اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی مین ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگنی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سی ہی اُسکی عہد مین تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کی زمانہ مین مہابھارت کا ترجمہ جو بدعبارت تھا دوبارہ عبارت فصیح مین ہوا اور تاریخ کشمیر کو بھی فارسی مین ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ شاہ زین العابدین کی ہمعصر تھی اُسکی خوبیونکا شہرہ سنکر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتی تھی خصوصاً خاقان سعید ابوسعید شاہ نی خراسان سی گھوڑے تازی شائستہ اور خچر راہوار اور اونٹ قوی ہیکل اُسکی واسطی ہدیہ بھیجی بادشاہ اس امر سی نہایت محظوظ ہوا اور اُسکی مقابلہ مین زعفران اور کاغذ کشمیری عمدہ اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور دوشالے خوب اور بلور کی ظروف اور کشمیر کی اور بھی اشیای نفیسہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت مین ارسال فرمایا اور راجہ تبت سر دری لہ ایک حوض مشہور ہی اور اُسکا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہین قبول کرتا ہے وہانکی دو جانور کمیاب کہ راج ہنس نام رکھتی تھی اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھی سلطان زین العابدین کیواسطی بھیجی سلطان انھین دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانورونکی یہ تھی کہ دودھ کو پانی مین مخلوط کرکے جب اُنکی روبرو رکھو وہ اپنی منقار یعنی چونچ سی شیر کی اجزا پانی کی اجزا سی جدا کرکی نوش کرتی تھی آب خالص باقی رہتا تھا شاہ نی یہ امر مشاہدہ کرکی یقین جانا کہ جو کچھ انکی خاصیت سنتی تھی سچ ہی اور شاہ نی آغاز شاہی سی جیسا کہ مذکور ہوا اپنی بھائی محمد خان کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خان نی وفات پائی اُسکی فرزند حیدر کو جانشین پدر کیا اور مہمات ملکی کا اُسی اختیار دیا اور مسعود اور بشیرو نام کہ دونوں برادر حقیقی اور سلطان کی کوکا تھی اُنکا بہت اعتبار کرتا تھا اور انھوں نی آپسمین خصومت کی اور بشیرو نی اپنی بڑی بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نی اُسکی قصاص مین بشیرو کو بھی زندہ نچھوڑا اور سلطان کی تین فرزند تھی آدم خان کہ سب سی بہت بڑا تھا

لیکن بادشاہ کی نظر میں ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلی بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور بہرام خان چھوٹے فرزند کو جاگیر بہت دی تھی اور ایک شخص ملا دریا نام کو باجی گری کے ساحل سے نکالکر دریا خان خطاب دیکر سرفراز کیا اور جمیع کار و بار مملکت اُسکے سپرد کرکے بخاطر جمع عیش میں مشغول ہوا اور جس روز کہ شیر دو کوکانی اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے گرو کشمیری اشرفیاں کہ چار سو ستر بار طلا ہوتا ہے اُسکی روح کی ترویج کیواسطے اطفال کو خیرات کیا اور یہ بھی روایت ہے کہ اُس عرصہ میں شاہ زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا اُنھیں دنوں میں ایک جوگی کشمیر میں وارد ہوا اور جب اُسنے سُنا کہ سلطان مرض صعب میں مبتلا ہے امرای سلطان کے پاس آنکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اُسکی صحت سے مایوس ہو اور میں ایک علم ایسا جانتا ہوں کہ بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچ لوں اور سلطان شفای کامل پاوے اُنھوں نے یہ امر غنیمت بلکہ غرائب جانکر اُسے سلطان کے پاس لیگئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہے مجھے مع ایک شاگرد یہاں چھوڑکر تم چلے جاؤ تو میں علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچوں اُنھوں نے اُسے مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی نے ساتھ اُس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان کے قالب میں ڈلایا اور سلطان کی روح اپنے بدن میں منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب کو اُس مرے یعنی میرے مقام میں لیجاکر اُسکی محافظت میں مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور زندہ مجھے صدمہ نہ پہونچاوے تو میں روح سلطان کی صحیح اور تندرست کرکے اپنی حالت اصلی پر آؤں غرضکہ شاگرد نے اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بیحرکت تھا حجرہ سے نکال لایا اور وزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطانکی بیماری اپنے اوپر لی اور میں اسکا بدن معالجہ کیواسطے لیجاتا ہوں اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ میں آئے سلطانکو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوئے اور اُسکے شکریہ میں چند روز جشن کیا اور صدقے اور نذریں آدمیونکو دیں اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش نقل روح کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن میں ہرگز نہیں ہوسکتی اور مولف اس کتاب یعنی محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہے کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات ہوتے ہیں جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہیں اُسکے مرض کو بطریق نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہیں نہ نقل روح یا اُنکی دعا کی تاثیر سے وہ مرض یا وہ شے جو اُنکے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہے نقل کرتی ہے اور وہ مریض اُس بلا سے نجات پاتا ہے جیسا کہ رشحات میں جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہے اور اُسمیں مشائخ نقشبندیہ کے حالات تحریر ہیں لکھا ہے کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر جہاز پر سوار ہوکر سبزوار میں پہونچے اور چند روز وہاں قیام کیا اور طالبان صادق اور مستعدان وائق اُس بلدہ کے آنحضرت کو غنیمت جانکر اُنکی صحبت میں

حاضر ہوتی تھی ازانجملہ ایک اُس شہر کے بزرگون مین سے کہ سادات عظام تھے اُنھون نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز آنحضرت کی صحبت مین نہ پہونچے اُنکے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہین لاتے اُسنے جواب دیا کہ وہ دانتونکے درد کی شدت سے اُنکا منھ ورم کر آیا ہے اور تپ محرقہ مین گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور بیقرار ہے شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہے مین اُسکی عیادت کو جاؤنگا جب ہمراہ جوان کے اُسکی بالین پر تشریف لیگئے دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرقہ مین بستر علالت پر پڑا ہوا لوٹتا ہے شیخ بعد مزاج پرسی کے ایک لحظہ سکوت کرکے اُسکی مرض کیطرف متوجہ ہوئے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اس عرصہ مین درد اُس سیدزادہ کے دانتونکا بالکل دفع ہوا صحت پائی اور ورم اُسکی منھ کا شیخ کے چہرہ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل المقصود کیطرف راہی ہوئے اور وہ سیدزادہ اپنے مکان کے دروازہ تک مشایعت کرکے اپنی صحت سے خوشوقت ہوا اور شیخ پندرہ روز اُس مرض مین مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب یعنی عمل خانوادہ نقشبندیہ کا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ ایسا ہی ہوگا واللہ اعلم بحقیقة الحال اور اُنہون نے شاہزادون نے آلیسے ... کیطرح بیٹا اپنے باپ سے بیر کرکے جب کشمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے اور گولہ انداز اور تیر انداز انکے بہم پہونچا کر ولایت تبت کو سلطان کے وجہ سے فتح کیا اور غنیمت بہت سلطان کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُسپر نظر نوازش مبذول فرمائی اور حاجی خان کو لوہرکوٹ کیطرف نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس نگاہ رکھا اور بعضے مفسدان واقعہ طلب نے حاجی خان کو اغوا کرکے لوہرکوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کی سمت روانہ کیا سلطان نے پہلے پیغام بھیجکر اُسے نصیحت کے اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُسنے شاہ کا ارشاد گوش ارادت سے نہ سُنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے برآمد ہوا اور پلپل کے میدان مین بعزم جنگ فروکش ہوا اُسوقت حاجی خان نے اپنے فعل زشت سے نادم ہوکر چاہا کہ شاہ کی ملازمت مین حاضر ہون لیکن اُسکے سپاہیون نے نہ مانا آخر وہ صف جنگ درست کرکے میدان مین آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرفین کے کام آئے اور آدم خان نے اُس معرکہ مین داد مردی اور مردانگی کی دی اور صبح سے شام تک تنور جنگ گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اُسکی مغلوب ہوکے اور بہیرہ پور کی سمت بھاگے آدم خان نے پیچھا کرکے اکثر سفردرونکو علف تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان گرفتار ہو کسی مقام مین قیام نکرون سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان بقیة السیف کو ہمراہ لیکر بہیرہ پور سے بنیر مین گیا اور زخمیونکی معالجہ مین مشغول ہوا سلطان بعد فتح کشمیر مین آیا اور مخالفونکے سرونسے ایک مینار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے اسیرونکے لئے حکم قتل نافذ فرمایا اور ولایت کا مراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی اور آدم خان اُس جماعت کو

حاجی خان

کہ حاجی خان کی باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور اُنکی اہل وعیال پر نہایت ایذا اور صعوبت
پہونچاکر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تقریب کی اکثر سپاہی حاجی خان سی جدا ہوکر آدم خان کی
شریک ہوئی اور سلطان نی بعد اس واقعہ کی آدم خان کو ولیعہد کیا اور آدم خان نی چھ برس
حکومت باستقلال تمام کی اور ملک آباد تھا اسکی بعد ولایت کشمیر مین ایسا قحط پڑا کہ آدمی
بھوک کی شدت مین نان کی عوض جان دیتی تھی اور سونی اور چاندی کو چھوڑکر غلہ اور اذوقہ کی چوری کو
غنیمت جانتی تھی فقرا اور غربا میوہ خام کھانی سی ہر طرف مرتی تھی اور بعضی بھوکی بھوسی پر قناعت
کرتی تھی وہ بھی میسر ہوتی تھی اس واقعہ سی سلطان محزون اور غمگین رہتا تھا اور غلہ اور اذوقہ رعایا پر
تقسیم فرماتا تھا جب قحط کی بلا بالکل دفع ہوئی سلطان نی بعضی محالین چوتھا حصہ اور بعضے
مقاموں مین ساتواں حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نی ولایت کمراج پر جب قدرت تاخت
اور تاخت کی پائی قسم قسم کی ظلم وجور اُس حدود مین برپا کئی اور جس شخص کی پاس جو شئے دیکھتا تھا
چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُسکی ہاتھ سی عاجز ہوکر سلطان کی پاس دادخواہ ہوئی اور جو حکم کہ
سلطان اُسپر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نکرتا تھا بلکہ قطب الدین پور مین اقامت کی بنیاد ڈالکر
سلطان کی مقابلہ کیواسطی لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نی اُس سی متوہم ہوکر کسی حیلہ اور بہانہ سے
تسلی دیکر پھر اُسکو کمراج کیطرف بھیجا اور شر کی دفع ہونیکی واسطی بحسب ضرورت حاجی خان کے
نام باستمالت تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً انھین دنونمین آدم خان کامراج سے
برآمد ہوا اور حاجی خان اُس سی لڑا اور تائید ایزدی سی اُسی شکست دیکر سوپور کو غارت کرکی خاک
سیاہ کیا اور سلطان نی یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان کی سر پر بھیجی اور طرفین نی ایسی جنگ عظیم کی
کہ مافوق اُس سی متصور نہین ہی اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب ہوئی اور افواج سلطانی نی اُسکی
فرار کیوقت پل سوپور کا جو دریای بہت پر واقع تھا توڑ ڈالا اور تین ہزار ہمراہی اہل نبرد آدم خان کی غرق
ہوئی اور سلطان اُسوقت شہر سی برآمد ہوکر سوپور کی سمت روانہ ہوا اور رعایا کو دلاسا کرکی آب
بہت کی اسطرف نزول اجلال فرمایا اور دریای بہت کی اُس پار آدم خان فروکش ہوا اور اُسوقت
حاجی خان سلطان کی حسب الحکم تخبہ کی راستہ سی کہ نام ایک موضع کا ہی ادسولہ کی قریب
پہونچا اور سلطان نی اپنی چھوٹی بیٹی کو جسکا نام بہرام خان تھا حاجی خان کی استقبال کو بھیجا اور
اُن دونوں بھائیوں نی آپسمین خصوصیت اظہار کی اور آدم خان حاجی خان کی آنی سی رنجیدہ ہوا
اور خوف وہراس نی اُسپر غلبہ کیا شاہراہ کی راستہ سی بھاگا نیلاب مین جاکر پناہ لی اور سلطان نی
حاجی خان کو ہمراہ لیکر شہر کیطرف مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُسپر مبذول کرکی ولیعہد کیا
اور اُسنی بھی شب وروز کمر خدمت پر باندھکر اخلاص وادب مین دقیقہ نا مرعی نچھوڑتا تھا
اور تقصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کرکی ایسی شاہ کی دل مین جگہ کی کہ سلطان نی اور فرزندوں سے
زیادہ تر اُسپر رعایت فرمائی اور ایک پٹکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سی مرصع اور مکلل تھا

اُسپر مرحمت کیا اور اُسکی آدمیونکی واسطے مناصب اور جاگیرین بمقرر فرمائیں۔ اور چندروز کی بعد سلطان
حاجی خان سے بسبب میخوشی مدام اور قبول نکرنے نصیحت کی آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال دموی یعنی
خونکی دست شروع ہوئی اور مزاج اُسکا حاجی خان کی رنج کی سبب متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی
رہی اور اعیان حضرت نے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آنکر شاہ کو دیکھا
لیکن آنا اور نہ آنا اُسکا مساوی ہوا سلطان سے اگرچہ اُسپر التفات نکرتا تھا لیکن۔ آدم خان بھائیونکی ساتھ
عہد وپیمان درمیان مین۔ لایا اور امرا سے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیرخواہون نے سلطان سے عرض کیا کہ ملک
خراب ہوتا ہے اپنے شاہزادون سے جسکو لائق جانیں اُسے سلطنت تفویض فرمائیں۔ سلطان نے قبول
نہ کیا اور کام تقدیر الہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیونکی درمیان۔ ایک صحبت میں بہرام خان نے گفتگو
وحشت آمیز اپنے دونون بھائیونسے کی اور انھین آپسمین۔ دشمن کیا یہانتک کہ انھون نے اپنا عہد توڑ ڈالا
اور آدم خان سلطان سے رخصت لیکر بھائیونسے جدا ہوا اور قطب الدین پور مین گیا اور جو اُندنون مین
سلطان پر ضعف پیری اور بیماری غالب ہوئی آب وطعام کیطرف ملتفت نہوتا تھا اسواسطے امرا اور وزرا
فساد کی خوف سے شاہزادونکو سلطان کی عیادت کو نجانے دیتے تھے اور کبھی کبھی غلاموں کی تسلی کیواسطے
شاہ کو ایک مقام بلند پر بہزار تکلیف لاکر آدمیونکو دکھلاتے تھے اور نقارہ شادیانہ کا بجاتے تھے اور بادشاہ
اسطور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ حاجی خان اور بہرام خان مسلح ہوکر آدم خان کی مدافعہ پر آمادہ ہوئی اور ہر روز
اُسکی مقابلہ کو جاتے تھے اور سلطان کی بیماری اس خبر سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھین دنون اُسکی
ہوش وحواس مین فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان
ایک رات کو تنہا قطب الدین پور سے سلطانکی دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر مین محافظت کیواسطے
چھوڑا اور وہ رات سلطان کی دیوانخانہ مین بسر کی اور حسن خان بھی کہ ایک امرای نامدار سے تھا اُسی
اُسی رات امرا اور وزرا سے حاجی خان کی بیعت کروائی اور دوسری دن آدم خان کو کسی حیلہ سے کشمیر سے
نکالدیا اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ مین۔ داخل ہوا اور سلطان کے
تمام اصطبل خاص کی گھوڑون پر متصرف ہوا اور لشکر بیشمار فراہم کرکی قلعہ کی باہر قیام پکڑا اور سلطان کی
دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنونکی غدر کی اندیشہ سے محل مین نجاسکا اور آدم خان حاجی خان کی خبر دیوانخانہ کے
داخلہ اور اُسکی غالب ہونیکی سنکر کشمیر سے برآمد ہوا اور بارہمولہ کی راستہ سے بقصد ہندوستان کا کیا
اس سبب سے اُسکی نوکر مایوس اور بیدل ہوکر اُس سے جدا ہوئی اور زین۔ لارک کہ حاجی خان کی ایک امرای
معتبر سے تھا اُسنے ایک جماعت اپنے ہمراہ لیکر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُسکا مقابلہ کرکی
خوب لڑا اور زین۔ لارک کی بھائیون۔ اور عزیزونکو قتل کرکی نکل گیا اور اُسوقت حسن خان بیٹا حاجی خان کا
جو پنجہ مین تھا اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُسکی آنے سے قوت تمام پائے کام
اُسکا بالا ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان زین العابدین انہتر
برس کی عمر اور آخر سنہ آٹھسو ستہتر ہجری مین۔ فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی باون برس تھی

ذکر حاجی خان المخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور مین جو موسوم بمشہور ہی اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا اور اپنے بھائی بہرام خان اور اسکے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اسکے زیب سر کر کے خدمت مین قیام کیا بیت چو مرگ افگند افسری از سری ٭ نہد آسمان بر سر دیگری ٭ شاہ حیدر نے ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دیکر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناکام بہرام خان کو جاگیر دیکر اسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کیواسطے حاضر ہوئے تھے خلعت اور گھوڑے دیکر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اس سے ناراض ہو کر جاگیرون پر گئے تھے اور جو بادشاہ ملک کے احوال سے بیخبر اور غافل تھا وزیرونسے قسم قسم کے ظلم اور تعدی رعایا پر ہوئی تھی اور شاہ نے لولی نام حجام کو اپنے قرب مین ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اسپر عمل کر کے سر مو تجاوز نکرتا تھا اور وہ حجام آدمیونسے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کچھ کہ جسنے زیادہ تر اسکی بیعت مین کوشش کی تھی لولی حجام کے اغوا سے مارا گیا اور اسوقت مین آدم خان لشکر کثیر فراہم لاکر بانتزاع ملک ولایت جمو مین پہونچا تھا جب اسنے حسن خان کچھی کی خبر قتل سنی فتح عزیمت اور ملک دیو راجہ جمو کی برفاقت اُن مغلونکی جنگ کیواسطے کہ اس نواح مین آئے تھے روانہ ہوا قضا را اس معرکہ مین ایک تیر آدم خان کے دہن مین ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر ہوا شاہ حیدر اسکی خبر وفات سنکر غمگین ہوا اور نعش اسکی جنگ گاہ سے اٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُنہونمین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب مین مبتلا ہو گیا تھا امرا نے اسکی غیبت مین بہرام خان سے اتفاق کر کے چاہا کہ اسے تخت پر بٹھا دین اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو جو شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جا کر بہت قلعہ فتح کئے تھی پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر مین داخل ہوا اور غنائم بیشمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کو بالاجابت آیا تھا اہل غرض نے باتین موحش کہکر شاہ کا مزاج اس سے متغیر اور منحرف کیا اور اسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور منظور ہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر کلکردہ کے کمرہ پر برآمد ہو کر شرب شراب مین مشغول تھا حالت مستی مین پاؤن نے اسکے لغزش کی اس قصر رفیع سے

زمین پر گرا اور مر گیا مدت اسکی سلطنت کی ایکسال اور دو ماہ تھے

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کی ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا اور دوسرے دن اُن لوگونکو جنسے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر مین جا کر استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیون پر نثار کیا اور احمد اسود کو

ملک احمد خطاب دیگر مہمات سلطنت اُس سے [illegible]
کیا اور بہرام خان اپنی فرزند کو لیکر کشمیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کیطرف عازم ہوا اسوجہ سے سپاہ
اُس سے جدا ہوئی اسکا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کی قواعد
اور ضوابط کو جو شاہ حیدر کے عہد میں بکقلم موقوف اور معدوم ہو گئی تھی از سر نو زندہ کیے
اور مدار کار اُس آئین پر چھوڑا اور اسوقت میں بعض مفسدوں اور فتنہ انگیزوں نے بہرام خان کے پاس
جا کر اُسے جنگ کی تحریص کی اور بعضے امرا نے بھی اُسے معروضہ بھیجکر طلب کیا بہرام خان ولایت کرمار سے
پلٹ کر پہاڑونکی راستہ سے ولایت کمراج میں پہونچا سلطان اسوقت بقصد سیر دنیاپور میں گیا تھا
یہ خبر سنکر اپنی چچا سے لڑنے کو سوپور کیطرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیوں نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ کو
ہند کیطرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے
باز رکھا شاہ کو اسکی رائے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا
اور بہرام خان اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا جب اسکے خلاف عمل میں آیا
اور موضع لولہ پور میں جنگ شدید واقع ہوئی اور اس حرب و ضرب میں ایک تیر بہرام خان کی دہن پر
لگا شکست کھا کر مرہتہ کی سمت بھاگا اور افواج شاہی اسکے تعاقب میں روانہ ہوئی چنانچہ
اُسے اور اُسکے فرزند کو گرفتار کر لائی اور اسکا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ کی
پاس پہونچی شاہ نے دونونکو قید کیا اور چند روز کی بعد بہرام خان کی آنکھوں میں سلائی پھروائی تیسرے
روز مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کیطرف پرواز کر گیا اور زین بدر جو شاہ زین العابدین کا
وزیر اور ملک احمد اسود سے تنازع رکھتا تھا اُسنے بہرام خان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کی بہت
کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُسکو گرفتار کر کے اُسی سلائی سے کہ جس سے بہرام خان کو اندھا کیا تھا اُسکی آنکھ کو
بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قید خانہ میں مر گیا مصرع کار بد کردہ را سزا اینست ؛ اور ملک
احمد اسود کو وزارت زین بدر کے مرنے سے کلی یعنی استقلال حاصل ہوا اور اُسنے ملک باری بہت کو
مع لشکر آراستہ دہلی کیطرف عجب دیو راجہ جموں کی حمایت کیواسطے راجوری کی راستہ سے روانہ کیا
اور راجہ مذکور نے ملک باری بہت سے ملاقات کی ملک باری بہت نے لشکر انبوہ اُسکی مدد کو دیا
اور وہ جا کر تاتار خان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم تھا لڑا
اور اُسکی ولایت تاراج کر کے شہر سیالکوٹ کو خراب اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے
بطن سے جو سید حسن بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنی جوڑواں پیدا ہوئی سلطان نے ایک کا
نام محمد رکھا اور اُسے ملک باری بہت کو پرورش کیواسطے سپرد کیا اور دوسری کا اسم حسین رکھکر
ملک نوروز ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُسکی تربیت کی تاکید فرمائی اور آنکہ نومین ملک احمد اور
ملک باری سے ایسی رنجش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان میں بھی
دشمنی اور خصومت باہم پہونچی تھی اور معرکہ عظیم واقع ہوئی رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایک رات کو

سب جمعیت کرکے شاہ کے دیوانخانہ مین درآئے اور دست اندازی کرکے آگ لگائی اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب اور اعوان و انصار گرفتار کرکے قید کیا اور مال اُسکا تاراج کیا اور وہ قید خانہ مین مرگیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکالدیا اور چند روز کے بعد پھر مقام عنایت ہوکر اُسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر پنجال کے درہ کے قریب پہونچا قضای آلہی سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور زمام اختیار اُسکے کف اقتدار مین دے سید حسن نے مزاج شاہ کا امرای کشمیر سے منحرف کیا اور ایک جماعت کثیر اعیان حضرت سے قتل کے اور ملک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف بھاگ کر اطراف و جوانب مین گئے اور جہانگیر ماکری کہ امرای کبار سے تھا اُسنے بھاگ کر لوہر کوٹ کے قلعہ مین پناہ لی اور بعد اسکے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے اُسپر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہوکر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر مین سے یوسف خان جو قید ہے یا فتح خان ولد آدم خان کو جو جسرونہ مین ہے سریر سلطنت پر بٹھاؤ اور محمد خان کو وسیعہ مرہ سید حسن نے ظاہر مین قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر نہوا مدت اُسکی حکومت کی معلوم نہتھی اسوجہ سے قلم انداز ہوئے

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُسکی روبرو تمام اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُسنے کسی شی کو نہ لیکر کمان ہاتھ مین لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کرکے اُسکی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور اسپہن کی کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی مین نہایت کوشش کریگا اور اُسوقت مین سید ونکا اسقدر عروج اور استقلال ہوا تھا کہ کسے امرا اور وزرای اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت مین جانے نہ دیتے تھے کشمیریونے اس امر سے بہ تنگ آنکر ایک رات کو باتفاق راجہ جمو جو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر مین پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ مین تھے غدر سے قتل کیا اور بہت سے مجبور کرکے پل توڑڈالا اور اُسطرف جمعیت کرکے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کرکے سلطان کی محافظت کیواسطے دیوانخانہ مین آیا اور ایسے شب مین کہ فتنہ عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا اور عبدلی زینہ طلب کیا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قید خانہ مین تھا نکال لیجاوے سید علی نامی ایک امرای سادات نے اس امر سے آگاہی پاکے یوسف خان کو اُسنے قتل کیا اور باجی بہت کو جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا اُسے بھی قتل کیا اور یوسف خان کی والدہ کہ جسوقت سے بیوہ ہوئی تھی دنیا کا کارخانہ ہیچ سمجھکر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور افطار کیوقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نکرتی تھی اپنے فرزند کی نعش

بادل بادشاہ پاشر تین روز نگاہ رکھی اسکی بعد دفن کی اور ایک حجرہ اسکی مقبرہ کی قریب بنا کر کی مدة العمر اسمین رہی یہانتک کہ ودیعت حیات قابض ارواح کی سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات دیگر مخالفونکی جنگ مین مشغول ہوا اور جانبین سی تیر و خدنگ کی لڑائی ہونی لگی طرفین سے آدمی بہت قتل ہوئی اور چور اور ڈاکو شہر کو علانیہ تاراج کرنی لگی پھر سیدون نی ایک خندق شہر کی گرد کھود اکر چورونکی شر سی نجات پائی اور مکان مخالفونکی شہر یا موا ضع مین جہان تھی سب کو خاک برابر کیا اور نہایت عجب اور تکبر سی محافظت اور نگہبانی نکرتی تھی اس درمیان مین جہانگیر باکری کہ لوہر کوٹ مین رہتا تھا مخالفین کی حسب الطلب پہونچا ہر چند سید اسسے صلح کا پیغام بھیجتی تھی وہ قبول نکرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر باکری نی اور شوق باکری پل سی عبور کر کی سیدون سی لڑی داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش ہوئی اور نقارہ شادیانہ کی بجائی اور سر مخالفونسی مینارے بنائی دوسری دن سیدون نی چاہا کہ دھاوا کر کی پل سی عبور کرین مخالف سد راہ ہوئی اور پل کی درمیان مین جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا تھا لیکن .... طرفین سی بہت غرق ہوئی اسکی بعد سیدون نی تاتارخان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر کمک کی درخواست کی چنانچہ اسنی فوج بیشمار انکی مدد کیواسطی بھیجی لیکن جب لشکر اسکا بنیر کی نواح مین پہونچا دھنش نام وہانکا راجہ اس فوج سی لڑا اور اسمین کی آدمی بہادر اور نامی قتل کئی مخالف یہ خبر سنکر خوشحال ہوئی اور سادات اور کشمیریون کی درمیان دو ماہ تک جنگ قائم رہی آخر کو کشمیریون نی اپنی فوج کی تین بزل کر کی آب سی عبور کیا اور چارو نطرف سی پہاڑ کو گھیر لیا اور سیدون نی انسی مقابلہ کر کی داد مردی اور مردانگی دی اور جو جمعیت مخالفونکی دو چند تھی اکثر سیدونکی سردار قتل ہوئی اور باقی منہزم ہو کر شہر مین آئی اور کشمیریون نی تعاقب کر کی ہاتھ قتل و غارت مین دراز کیا اور شہر مین آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ معلی کی قریب پہونچکر ساکن ہوئی اور خانقاہ معلی کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اس روز عدد مقتولونکی دس ہزار شمار ہوئی تھی اور یہ واقعہ سنہ ۸۹۳ھ آٹھسو بانوی ہجری مین واقع ہوا تھا اور سید محمد بن سید حسن نی مسجی کہرائی کی مکان مین جا کر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہو کر دلوا نخانہ بادشاہ کی مجری اور سلام کو گئی اور شاہ کو موافق کر کی سید علیخان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکالدیا اور ہر سر اہم کو زر خطیر دیکر رخصت کیا اور جو کہ ہر ایک کشمیری دعوی سرداری کا رکھتا تھا تھوڑی عرصہ مین انکی درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کی انتظام مین فتور واقع ہوا اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتارخان لودھی کی جالندھر سی بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آنکر مقیم ہوا اور مردم واقعہ طلب اور جنگجو امرا اور وزرا سی فوج فوج اسکی پاس پہونچی وہ انمین سی ہر ایک کو انعام دیکر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع اس امر کا تھا کہ جہانگیر باکری سب سی پیشتر آنکر مجھسی ملاقات کری اور جہانگیر باکری اس خیال سے کہ

[illegible] الکر سوار ہین
فروکش ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پور کے راستے سے اودن کی نواحی مین پہونچکر دریا پر قبضہ کیا اور شاہ کے مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین اور تنور حرب گرم ہوا پہلے فتح خان نے غلبہ کیا قریب تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہووے آخر جہانگیر ماکری نے پاے ثبات زمین معرکہ مین محکم کر کے پچاس مرد نامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار ہووے کہ ایک منافق نے اثناے تعاقب مین یہ خبر دروغ مشتہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفون نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنکر اُسکے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہوکر کشمیر کیطرف معاودت فرمائی اور ملک باری بہت کو اُن زمینداروں کی مواضع کی تاراجی کیواسطے جنھون نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کی نواح مین کہ مواضعات کشمیر سے ہے ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر انبوہ اُسکے مقابلہ کیواسطے برآمد ہوا اور موضع کھوا کی میدان مین کہ پرگنہ ناکام سے ہے داخل ہوا وزیر جو فتح خان کا خدمتگار تھا اُسوقت فرصت پاکر شہر کیطرف گیا اور سیفی اور وانگری کو جو مع جماعت کثیر امرا قید تھے سب کو قیدخانہ سے نکال لایا جہانگیر ماکری اُنکی رہائی سے غمگین ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اُسکی مدد کو آیا تھا پیغام کیا کہ فتح خان کے لشکر مین تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہوکر فتح خان کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اُسکا پیچھا لیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جاکر فتح کیا اور لشکر کثیر اور جمعیت غفیر بہم پہونچا کر دوبارہ بہ نیت تسخیر کشمیر کی آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدونکو جو قبل اسکے نکالدیا تھا تسلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی وانگری نے بھی فتح خان کیطرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کے اور سلطان کی سمت سے سیدون نے خوب داد مردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر اُنمین سے بدرجہ شہادت فائز ہوئی اور جو کہ اُنمین سے باقی رہے سلطان اور جہانگیر ماکری کے محل اعتماد ہوئے اور اسمرتبہ بھی فتح خان شکست پاکر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا

بیت
گر شادی اگر خواہی ز خار غم ملکش دامن ۔ قدم گر طالب گنجی بکام اژدہا در نہ

اور یہ نوبت پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اُسکے لٹ گئے اور جہانگیر ماکری زخمی ہوکر کسیطرف بھاگ گیا اور میر سید محمد بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد چند روز کے محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کر کے فتح خان کے سپرد کیا اور اُسوقت دس سال اور سات ماہ اُسکی شاہی سے منقضی ہوئے تھے اور فتح خان اُسے مع اُسکے بھائیون کے دیوانخانہ مین نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام سامان عیش و عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اُسکے واسطے مہیا رکھین اور سید و انکے سے اُسکی خدمت مین قیام کر کے کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نکرتے تھے

فتح خان بن آدم خان نے سنہ آٹھ سو چونسٹھ ہجری میں اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور سیفی و انکری کو اپنی مہمات کا مدار المہام کیا اسوقت میں میر شمس یعنی شاہ قاسم انوار بن سید محمد نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر میں آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اسکے مرید ونکے مصارف کیواسطے مواضع وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی خرابی اور ویرانی میں کوشش کرتے تھے اور کوئی انھیں مانع نہو سکتا تھا غرضکہ عرصۂ قلیل میں مردم کشمیر خصوصًا طائفہ چک میر شمس کے مرید ہوئے اور لباس تصوف میں اسکا مذہب کہ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اس نواح کے اس مذہب میں داخل ہوئے اور بعضے کہ جاہل تھے اور میر شمس کی رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے اسکے بعد وفات ملحد ہوئے اور ما ورا اسکے امرا کے درمیان نزاع اور خصومت بہم پہونچے دیوانخانہ سلطانی میں آنکر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اچھی اور زینا کہ فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو محبس سے برآوردہ کرکے بارموله میں لائے جب انسمیں رشد کے آثار شاہدہ نہوئے اس حرکت سے نادم ہوکر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کریں محمد شاہ یہ خبر سنکر اپنے باپ کے جاگیر کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے اور ملک اچھی اور سنگر کے برابر تقسیم کی اور ملک اچھی کو وزیر مطلق اور سنگر کو دیوان کل کیا اور ملک اچھی قضایا کے فیصل کرنے میں فراست کی تیزی سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا ازانجملہ یہ ہے کہ دو شخص ایک پیچک باریک ریشمی کیواسطے آپسمیں نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پیچک میری ہے جب یہ قضیہ ملک اچھی کی سماعت میں دائر ہوا متخاصمین سے یہ سوال کیا کہ یہ پیچک انگلی پر لپٹتی ہے یا لتہ پر مدعا علیہ نے جواب دیا انگلی پر اور مدعی نے عرض کی لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپٹی تھی القصہ جب ایک مدت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم یعنی جہانگیر ماکری کا بیٹا جسے منصب باپ کا تفویض ہوا تھا محمد شاہ کی خدمت میں جاکر ہندوستان سے تحریص کرکے ولایت کشمیر پر چڑھا لایا اور کھوباسولہ کے اطراف میں اس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی اور فتح شاہ ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان کیطرف گیا اور منقول ہے کہ فتح شاہ نے نو سال بادشاہی کی تھے کہ یہ واقعہ وقوع میں آیا

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اسوقت کی واقعات کا

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعہد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹون نے ملک اچھی کو کہ انکے باپ کا قیدخانہ میں جاکر قتل کیا اور فتح شاہ عرصۂ قلیل میں جمعیت کثیر بہم پہونچا کر پھر کشمیر کیطرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اسکے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اسکی سلطنت کی اس مرتبہ نو ماہ اور نو روز سے تھے

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانیکا

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سی تھا وزیر مطلق اور سنکر زیبا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کی رفاہ کیواسطی عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہزیمت کھا کر شاہ سکندر لودھی کی پاس دہلی مین گیا اور شاہ موصوف نی لشکر بیشمار اسکی امداد کیواسطی بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سی رنجیدہ ہو کہ محمد شاہ کی خدمت مین فائز ہوا اور اُسی راجوری کی راستہ سی کشمیر کی سمت لیگیا فتح شاہ نی جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کر کی محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نی شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اُسی معرکہ مین مارا گیا اور فتح شاہ کی امرای معتبر سی علی شاہ بیگ وغیرہ اُسکی رفاقت چھوڑ کر محمد شاہ کی ملازمت مین داخل ہوئی فتح شاہ ناچار ہو کر ہندوستان کیطرف بھاگ گیا اور اُسی سرزمین پر فوت ہوا اسمرتبہ مدت اُسکی شاہی کی ایک سال اور ایک ماہ سے تھے

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونیکا

نقل ہی کہ اس مرتبہ محمد شاہ نی سریر شاہی پر اجلاس کر کی نقارہ شادیانہ کی بجائی سنکر زیبا کو جو فتح شاہ کی امرای معتبر سی تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت مین موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کاجی بھی قضایا فیصل کرنی مین فراست عظیم رکھتا تھا از انجملہ ایک یہ ہی کہ ایک محرر کی ایک زوجہ تھی اور وہ بسبب اتفاق اُس عورت سے دیندی دور رہا عورت نی اُسکی غیبت مین بیصبری کر کی دوسرا شوہر کیا بعد اسکی جب وہ محرر سفر سی آیا اُس سی اور دوسری شوہر سی مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نی شوہر اول کی تکذیب کی اور اُسکی شوہریت سی منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس دادخواہ ہوئی اور جو کہ اُنمین سی کوئے شخص گواہ اپنی دعوی کی موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر کو ملک کاجی نی اُس عورت سی یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہی اور یہ محرر جھوٹا ہی تھوڑا پانی میری دوات مین ڈالدے تو مین تیری واسطی ایسی دست آویز لکھدون کہ بعد اسکی اُسکو تجھسی کچھ سروکار نہ رہی عورت اُٹھی اور جسقدر پانی کہ ضرور تھا دوات مین ڈالا ملک نی کہا اور ڈال اُسنی تھوڑا پانی کہ سیاہی کو ضائع کری ڈالا اور اُس عمل مین کمال احتیاط بجالائی اُسوقت ملک کاجی نی حاضرین سی کہا کہ اسکی احتیاط اور ہوشیاری سی یقین ہوتا ہی کہ یہ عورت لکھنی والی کی ہی پھر عورت نی بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نویسندہ میرا پہلا خاوند ہی قضیہ فیصل اور مناقشہ دور ہوا الغرض جب محمد شاہ نی استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ کی اکثر امرا مثل سیفی وانکری وغیرہ کو تیغ سیاست سی قتل کیا اور سنکر زیبا قضائے الٰہی سی فوت ہوا اور فتح شاہ کی نعش اُسکی نوکر ہندوستان سی کشمیر مین لائی محمد شاہ اُسکی استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کی مقبرہ کی اطراف مین دفن فرمائی اور یہ واقعہ سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین واقع ہوا جب ملک کاجی نی جگ ابراہیم ماکری کو قید لیا اُسکا بیٹا ابدال ماکری بعضی مردم ہندسے

اتفاق سے اسکندر خان ... پور
پرگنہ ہاسکل میں سنہ ۹۳۱ھ نو سو اکتیس ہجری میں مخالفونکی جنگ کیواسطے وارد ہوئی اسکندر تاب مقاومت
نہ لایا قلعہ ناکام میں پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسی محاصرہ کیا اور چند روز فریقین کے درمیان میں جنگ قائم
رہی اس درمیان میں امرای سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہوکر سکندر شاہ کے پاس حاضر ہوئی
ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُنکے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح مسعود کے
ہمراہیونکو ہوئی اور اسکندر خان ناکام قلعہ ناکام چھوڑ کر نکل گیا اور ملک کاجی چک قلعہ میں داخل ہوا
اور تمام ماکری ورق گنجیفہ کیطرح ابتر اور پریشان اسکندر خان کے پیچھے روانہ ہوئی اور محمد شاہ نے منصور
اور مسرور ہوکر اپنے دار الحکومت کیطرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا اور اس عرصہ میں
شاہ کا مزاج دشمنونکی بدی اور بدگوئی کی سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور ملک کاجی چک متوہم اور
ہراساں ہوکر راجوری کی سمت راہی ہوا اور اُسطرف کے راجاؤنکو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اُسوقت میں
کہ اسکندر خان محمد شاہ سے شکست پاکر گیا تھا وہ باتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی
ظہیر الدین محمد بابر شاہ سے آکر لوہرکوٹ پر متصرف ہوا اور ملک باری بھائی ملک کاجی چک کا اس امر سے
خبردار ہوکر اُسکے مقابلہ کو گیا اور بعد جنگ اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے
سبب ملک کاجی چک سے راضی ہوا اور پھر عہدہ وزارت اُسکے تفویض فرمایا اور اسکندر خان کی
آنکھوں میں سلائی پھیری اور خود چشم زخم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے
ہمراہ ابراہیم شاہ لودھی کے پاس دہلی گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت میں نگاہ رکھا
اور اُسکے باپ محمد شاہ کو مع لشکر بسیار رخصت کیا اُسوقت میں بادشاہ ابراہیم لودھی کے
حادثہ کے سبب کشمیر میں آیا اور ملک کاجی چک کہ بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھوں میں سلائی
پھیرنے سے رنجیدہ تھا پہلے اُسکی مقربونکو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اسکے بعد شاہ کو مقید کرکے
ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اسمرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھے

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی چک کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری یعنی
ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کاجی چک کی دست ظلم سے ہند کیطرف گیا تھا اُسوقت فردوس مکانی
ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوکر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنونکی غلبہ سے
اس درگاہ میں پناہ لایا ہے اگر حضرت میری حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرماکر ایک لشکر
امداد فرماویں کشمیر کو بندگان اعلی کیواسطے سہل ترین وجہ سے تسخیر کروں آنحضرت نے اُسکی صورت اور
سیرت مشاہدہ کرکے بزبان تلطف فرمایا کہ جنگل میں بھی ایسے آدمی ہم پہونچتے ہیں یہ فرماکر پہلے اُسے
خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا اسکے بعد لشکر بیشمار اُسکے ہمراہی کیواسطے تعین کیا اور شیخ علی بیگ
اور محمود خان کو سردار اُس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے دیکھا کہ کشمیری مغلونسے متنفر کرتے ہیں سہملہ

نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھکر کشمیر کیطرف متوجہ ہوا اور اُسطرف سے ملک کاجی چک نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لیکر موضع سلاج پرگنہ بانکل میں لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فرو کش ہوئے ابدال ماکری نے ملک کاجی چک کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت میں جاکر مدد لایا ہوں شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اسقدر ہے کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ لاکھ مرد اہل نبرد رکھتا تھا اُسنے آن واحد اور طرفۃ العین میں خاک برابر کیا خیریت اسی میں ہے کہ تو جلد اپنے تئین اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہوں میں منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب نہیں ہے اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہیں ہے ملک کاجی چک اُسوقت سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو تین فوج کا سردار کرکے جنگ کیواسطے برآمد ہوا اور طرفین میں معرکہ شدید اور مقاتلہ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراے نامدار یعنی سید ابراہیم خان اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبہ عظیم رکھتے تھے قتل ہوئے اور ملک کاجی مضطرب ہوکر شہر کیطرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی مفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑونکی سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہوا وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اُسکی بادشاہی کے آٹھ مہینے اور پانچ روز تھے

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُسنے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر مین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلونسے متوہم تھے انھین دلاسا کرکے مطمئن کیا اور کشمیری اُسکے جلوس سے خوش ہوئے اور شہر سے برآمد ہوکر نوشہر مین جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایۂ تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو منصب وزارت دیکر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری نے ملک کاجی کا پیچھا جہل نگری تک کرکے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب نہوگا ولایتونکی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کی چار حصہ قرار پائی ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علی کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوئی اور بابر شاہ کی ملازمونکو تحف و ہدایا بہت دیکر ہند کی طرف رخصت کیا اور پیغام عتاب آمیز ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہان جاکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے برآورد کیا اور دونون باتفاق کشمیر مین آئے اور ملک کاجی چک کے آنیکی ممانعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خداے تعالی بجالایا پھر نازک شاہ کو کہ بیس سال اور بیس روز بادشاہ تھا اپنا ولیعہد کیا اور اس سال مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ بادشاہی گذرا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان مین گیا تھا جمعیت انبوہ اُس ولایت سے بہم پہونچاکر کہرال کے اطراف مین آیا اور ملک ابدال ماکری نے سبقت کرکے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر پھر طرف آیا

اور چونکہ اُن دنونمین کامران میرزا ولایت پنجاب پر غلبہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری کی بلا اجازت مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت مین آنکر عرض پیرا ہوئی کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبردار ہین اگر آپ تھوڑی سی توجہ فرماوین وہ ولایت نہایت آسانی سی دستیاب ہوگی کامران میرزا نی محرم بیگ کوکلتاش کو سپہ سالار کرکی ہمراہ اُن امرا کی جو کشمیر سی آئی تھی کشمیر کی تسخیر پر نامزد کیا اور جب مغلونکی فوج کشمیر کی قریب پہونچی تمام کشمیری اُنکی خوف سی مال و اسباب اپنا مکانونمین چھوڑکر کوہستانکی سمت بھاگ گئی اور مغل کی افواج نی کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضی کشمیری جو پہاڑونسی مغل کی مقابلہ کو آئی تھی مارے گئی اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کی ہمراہ ہی جب اُسی یقین ہوا کہ وہ مغلونمین داخل نہین ہی اتحاد اور یگانگی اظہار کرکی اُسی مع لڑکون اور بھائیونکی طلب کرکے عہد و پیمان درمیانمین لایا یہ امر کشمیریونکی قوت کا سبب ہوا اور جنگ پر ہمہ تن آمادہ ہوئی اور مغلون سے خوب لڑی اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر اپنی ملک کیطرف راہی ہوئی اور بعد چند عرصہ کی ملک کاجی چک ملک ابدال کا مکر اور غدر اور غرور کہ مشاہدہ کیا تھا وہانکی رہنی سی ناراض ہوکر بھیر کیطرف گیا اور اسی سال گذشتہ مین کہ سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری تھی شاہ سعید شاہ سلطان کاشغری اپنی فرزند شاہزادہ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کی ہمراہ مع بارہ ہزار مرد تبت اور لار کی راستہ سی کشمیر پر بھیجا اور کشمیری اُنکی بہادری اور شوکت کا آوازہ سنکر کشمیر خالی کرکی بی جنگ ہر ایک اطراف مین بھاگ گئی اور پہاڑونمین پناہ لی کاشغریون نی ولایت کشمیر مین داخل ہوکر عمارات عالیہ کو جو شاہان سابق سی یادگار تھے مسمار کرکی خاک برابر کی اور شہر مین آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین مین مدفون تھی سب کو تلاش کرکی برآوردہ کئی اور تمام لشکر مال و اسباب سی معمول ہوا اور جب مقام مین کشمیریونکی استقامت کی خبر پائی تھی انھین قتل اور اسیر کرتی تھی غرضکہ تین مہینی تک یہ حال رہا اور ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نی علیحدہ علیحدہ کیطرف جاکر پناہ لی اور جب وہان صورت سفر ند یکھی کھاور اور بارہ دارین گئی اور وہانسی بادہ کی راستہ سی پہاڑسی اُترکر مغلونکی مقابلہ کو روانہ ہوئی اسکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری بھی مع لشکر انبوہ اُنکی مقابل آئی اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کی سرداروںمین سی ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئی اور کاشغریونسی بھی مردم خوب قتل ہوئی اور کشمیری پسپا ہوکر منہ معرکہ سی پھیرا چاہتی تھی کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نی پای ثبات میدان کین مین محکم کرکی کشمیریونکو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور داد مردی اور مردانگی دی طرفین سی آدمی بیشمار مقتول ہوئی اور چند قالب بی سر اُٹھکر حرکت مین آئی وجہ اُنکی سابق مین مذکور ہوئی غرضکہ صبح سی شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنی غنیم سی اجازت لیکر اپنی ڈیرا و پر گئی اور دونون گروہ جنگ سی دست کش ہوکر صلح پر راضی ہوئی پھر کاشغریون نی صوف اور سقرلاط اور اشیای نفیسہ بھیجکر نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نی بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی چک کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریونکی پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر شاہزادہ سکندر خان کی عقد ازدواج مین لاوی اور کشمیریونکو جو مغلونکی

اسیر کیا تھا رہا کر دی اور کاشغر کو اس صلح سے راضی ہو کر کاشغر کیطرف متوجہ ہوئی اور پریشانی جو کشمیر میں واقع ہوئی تھی سو ساتھ اسکے اور آسودگی پیدا ہوئی اور اُس سال میں [illegible] ذات [illegible] یعنی دو قسم وار طلوع ہوئی تخمینی [illegible] قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی اور باقی جو زندہ رہے تھے اُنہوں نے جلا وطنی اختیار کر کے اطراف عالم میں متفرق ہوئی اور قصہ دلچو کا کہ جسنے قتل عام کیا تھا [illegible] مشہور ہوا تھا اس حادثہ نے بھلا دیا آسان دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے تمام خلایق کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دو برس کا طول کھینچا جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اُسی وقت [illegible] ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری کی درمیان نزاع آئی ملک کاجی چک شہر سے باہر ہو کر [illegible] میں مقیم ہوا اور ملک ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے تھے ظلم کرتے کوئی شخص اُنکو منع نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ تپ محرق کے عارضہ مرض الموت سے مبتلا ہوا اور جسقدر زر نقد رکھتا تھا محتاجوں پر تقسیم کیا لیکن قضای الٰہی سے جان بحق ہوا مدت اُسکی شاہی کی پچاس سال تھے

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

[illegible]

تمام ولایت اور سپہ [illegible] اور اہل کشمیر اُسکی اجلاس سے نہایت راضی اور خوشنود ہوئی اور تھوڑے عرصہ میں ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ کو طرف ابدال ماکری کے مدافعہ کیواسطے [illegible] کیطرف لیگیا اور ملک ابدال بھی جمعیت تمام بہم پہونچا کر شاہ کے مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری کمراج میں کہ اُسکی جاگیر تھی گیا اور سلطان شمس الدین اور ملک کاجی چک نے سرینگر کیطرف معاودت کی اور پھر چند روز کے بعد ملک ابدال ماکری سر بادشاہ کی اطاعت سے پھیر کر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج میں فتور اور خلل برپا کیا لیکن اسمرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے [illegible] بادشاہ کا احوال تاریخ کشمیر میں اس سے زیادہ دریافت نہوا لہذا اسی پر اکتفا کیے

[illegible] نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد باپ کے اُسکا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میرزا حیدر ترک غلبہ پاکر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ بنام نامی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کی تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ ۹۴۸ نوسو اڑتالیس ہجری میں جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور سے شکست پاکر لاہور میں آیا تھا ملک ابدال ماکری اور زنگی چک اور بعضی اعیان مملکت کشمیر نے شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب میں لکھکر میرزا حیدر ترک کی ذریعہ سے بھیجی تھی آنحضرت نے میرزا حیدر ترک کو اُسطرف رخصت کر کے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں جب میرزا حیدر

ترک بھیر میں کہ نام ایک مقام کا ہی پہونچا ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار
اور پچاس ہزار پیادی کتل کرتل میں آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کیواسطی ناکوں پر جا بجا فوجیں
تیار کئی میرزا حیدر ترک وہ راستہ چھوڑکر بھج کیطرف سی روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نی ازروی غرور
اسی راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کوطی کرکی فضای کشمیر میں داخل ہوا اور شہر سری نگر کو
اپنی قبض و تصرف میں لایا اور ملک ابدال ماکری اور زنگی چک استقلال پاکر مہمات کو انجام دینی لگی اور
چند پرگنی میرزا کی جاگیر کیواسطی نامزد فرمائی اتفاقات سی انھیں دنوں میں ملک ابدال ماکری کا پیمانہ
عمر آب بقا سی لبریز ہوا اسوقت زیست سی مایوس ہوکر اپنی بیٹونکی واسطی میرزا حیدر ترک سی سفارش
کرکی ودیعت حیات قابض ارواح کی سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر میں داخل ہوا ملک کاجی چک
شیر شاہ افغان سور کی پاس ہندوستان کیطرف گیا پانچ ہزار سوار کہ جنکی حسین شروانی اور عادلخان
سردار تھی مع دو فیل کمک کیواسطی لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکی مدافعہ کیواسطی متوجہ
ہوا اور فریقین نی موضع دنہ دیار اور موضع کاوہ میں صفوف حرب آراستہ کیں اور تنور حرب گرم ہوا
اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کی پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کی امرا اور ملک کاجی چک نی ہزیمت پائی
اور ملک کاجی چک نی بہرام کلہ میں استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے
اس لڑائی کا مادّہ تاریخ فتح ملک گرفت پایا اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری میں میرزا حیدر ترک نی قلعہ اندرکوٹ میں
اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کیطرف سی بدگمان ہوا تھا بھاگ کر ملک کاجی چک کی پاس گیا پھر دونوں
اتفاق کرکی سنہ ۹۵۱ نوسو اکاون ہجری میں میرزا حیدر ترک کی مدافعہ اور اخراج کیواسطی سری نگر کیطرف متوجہ
ہوئی اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر میں پہونچا اور میرزا حیدر ترک نی بندگان کوکہ اور خواجہ
حاجی کشمیری کو اسکی دفع کی لئی مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور جب میرزا کی لشکر نی
پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نی فرار کو غنیمت جانکر بہرام کلہ میں قرار لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان
کوکہ اور ایک جماعت اور کو سری نگر کی محافظت کو چھوڑکر تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے
قلعہ لوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور سنہ ۹۵۳ نوسو ترپن ہجری میں زنگی چک میرزا حیدر
ترک کی آدمیوں کی ساتھ جنگ کرکی مارا گیا اور اسکا سر اور اسکی فرزند غازیخان کا سر کاٹ کر
میرزا حیدر ترک کی پاس لائی اور سنہ ۹۵۴ نوسو چوّن ہجری میں ایلچی کاشغر کیطرف سی پہونچی میرزا حیدر ترک
مع جماعت امرا انکی استقبال کیواسطی لارمین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام یعنی بیٹا مسعود چک کا جو
سات برس تک ولایت کامراج میں خوب لڑا تھا اور سب کو مغلوب کرکی غالب ہوا تھا
جان میرک کی ساتھ باتیں صلح آمیز درمیان میں لاکر عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نی عہد و سوگند کی بعد
اسی اپنی پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اسکی مجلس میں آیا میرک میرزا نی خنجر موزہ سی کھینچکر اسکی شکم پر
مارا اور وہ زخم کھاکر بھاگا اور جنگل میں داخل ہوا اور جان میرک میرزا نی اسکا پیچھا کرکی اسی گرفتار کیا
اور اسکا سر تن سی جدا کرکی اس گمان سی میرزا حیدر کی پاس لارمین لایا کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن

عبدی زینا اُسکا سر برخون دیکھکر طیش مین آیا اور دربار سی اُٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد و پیمان کی بعد اسکا قتل کسیطرح لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نی جواب دیا مین اس واقعہ سی آگاہی نہین رکھتا اسکی بعد میرزا حیدر ترک کشتوار کی سمت متوجہ ہوا اور بندگان کو کا اور جہر با کر سے اور میرزا محمد اور یحیی زینا کو ہمراہ لیکر خود موضع جہاپور مین جو کشتوار کی نزدیک ہی وارد ہوا اور ہمراہیون نی تین روز کا راستہ ایک روز مین طی کیا اور موضع دیلوت مین جو دریای مارما کی ساحل پر واقع ہی پہونچی اور جو لشکر کشتوار کا دریا کی اُس پار تھا لڑائی تیر و تفنگ کی طرفین سی شروع ہوئی کوئی شخص دریا سی عبور نکر سکتا تھا دوسری دن میرزا حیدر ترک کی سپاہیون نی راہ راست سی انحراف کرکی چاہتی تھی کہ کشتوار مین داخل ہووین جب موضع دھار مین پہونچی آندھی تند اُٹھی اور گرد و غبار سے جہان تاریک ہوا مردم دھار ہجوم کرکی اُنکی سر پر آئی بندگان کو کہ نام ایک سردار کا ہی اور رود نہایت لائق اور عمدہ تھا مع پانچ مرد اہل نبرد مقتول ہوا اور بقیۃ السیف ساتھ ہزار محنت اور خرابی کی میرزا حیدر ترک کی خدمت مین حاضر ہوئی اور میرزا حیدر ترک وہانسی برآمد ہوکر ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری مین تبت کیطرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریونکی قبضہ سی برآوردہ کرکی محمد نظر اور ناصر علی کو مرحمت فرمایا اور پکلی کہ نام محال کا ہی ملا عبد الله کو اور تبت خرد پر ملا قاسم کو مقرر کیا اور تبت کلان کو بھی فتح کرکی ملا حسن نام کو اُسکی حکومت پر تعین فرمایا اور ۹۵۶ھ نوسو چھپن ہجری مین میرزا حیدر ترک قلعہ دنیل کیطرف متوجہ ہوا اور آدم کھکر نی آنکر میرزا کو دیکھا دولت چک یعنی ملک کاجی چک کی بھتیجی کی عفو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نی قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم کھکر خیمی مین داخل ہوئی اور دولت چک کو وہان طلب کیا اور جسطرح اُسکی مرضی تھی اعزاز و اکرام بجا نہ لائی اسواسطی دولت چک ناراض ہوکر اُٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کیواسطے لایا تھا اپنی ہمراہ لیکر روانہ ہوا لوگون نی اُسکی تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نی مخالفت کی اور بعد چند روز کی میرزا حیدر ترک نی کشمیر کیطرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور جی چک اور بہرام چک ہیبت خان نیازی کی پاس کہ جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی میں شکست کھا کر راجوری کیطرف آیا تھا گئی اور سلیم شاہ بھی جب نیازیون کی تعاقب مین بہ موضع مدوار و لات نوشہرہ سی پہونچا ہیبت خان نیازی نی سید خان نیازی کو کہ اُسکی معتبرون سی تھا سلیم شاہ افغان سور کی پاس بھیجا اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان نہین لاکر ہیبت خان نیازی کی بال اور فرزند کو سلیم شاہ افغان سور کی پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بن لوا سے سالکوٹ مین پلٹ آیا اور وہان استقامت کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو بار مولہ لاکر چاہتی تھی کہ اُسی کشمیر مین لیجاکر میرزا حیدر ترک کو درمیان سی نکالین لیکن ہیبت خان نیازی اُسکی ہیبت سی یہ امر اپنی نسبت قرار نہ دی سکا اسواسطی ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کی پاس بھیجکر صلح کا پیغام دیا اور میرزا نی جب جواب شافی اُسی برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہانسی

موضع ہیرپور میں جو ولایت جمو سے علاقہ رکھتا ہے آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے
پاس گئے اور غازیخان چک میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور ۹۵۷ھ نو سو ستاون ہجری میں
میرزا حیدر ترک اطراف کی مہمات سے فراغت پا کر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وافر
سلیم شاہ افغان سور کی خدمت میں بھیجا اور ۹۵۸ھ نو سو اٹھاون ہجری میں خواجہ شمس مغل نے
سلیم شاہ افغان سور کے پاس سے مع اسباب و قماش متکاثر اور ایسین نام افغان ایلچی کے کشمیر
کیطرف مراجعت کی میرزا حیدر ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلچی کو دیکر رخصت
کیا اور میرزا قرا بہادر کو پھیرپل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریوں سے عیدی رینا اور زنازک شاہ
اور حسین ماکری اور خواجہ حاجی کو اُسکے ہمراہ کیا اور میرزا قرا بہادر اور کشمیریوں نے اندرکوٹ سے برآمد
ہو کر بارہمولہ میں اقامت کی اور فساد کے درپے ہوئے اس سبب سے کہ مغل انھیں بنظر حقارت دیکھتے تھے اور
مغلوں نے یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچائی میرزا موصوف نے اس امر کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا
کہ مغل کی قوم بھی کشمیریوں سے کم مفسد اور فتنہ پرداز نہیں ہے حسین ماکری نے اپنے بھائی علی ماکری کو میرزا
حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جا کر میرزا کو کشمیریوں کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اسپر آمادہ کرے کہ وہ لشکر کو طلب
کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سُنکر جواب دیا کہ کشمیریوں کی یہ مجال ہے کہ تمکو اُنسے غدر کا اندیشہ ہووے
اور لشکر کو واپس طلب کرو اتفاقاً ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو اندرکوٹ میں آتش عظیم
پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوئے میرزا قرا بہادر اور تمام آدمیوں نے جنکے مکانات جلگئے تھے
پیغام کیا کہ اگر حکم ہووے ہم آنکر اپنے مکانات کو تعمیر کریں اور سال آئندہ میں پھیرپل کیطرف متوجہ ہوویں
میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ نخواہ وہ لشکر پھیرپل کی سمت متوجہ ہوا اور عیدی رینا
اور تمام کشمیری اتفاق کر کے رات کو مغلوں سے جدا ہو کر تا پھیرپل [illegible] آئے اور حسین ماکری اور علی ماکرے کو
معتمدوں سے جدا کر کے اپنے ہمراہ لیا تو مغلوں [illegible] مارے بچاویں جب صبح ہوئی پھیرپل کے آدمیوں کے ساتھ
جنگ ہوئی مغل پہاڑوں میں بند ہوئے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھیرپل کے قلعہ میں پناہ لی اور اسی مغل
نامی اس معرکہ میں تخمیناً قتل ہوئے اور محمد نظیر اور میرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے اور بقیۃ السیف بھاگ کر راستے سے
بہرام کلہ میں آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سُنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگیں توڑ کر
وہ روپیہ جو کشمیر میں رائج ہے سکوک کریں اور جہانگیر ماکری کو معتبر سمجھکر حسن ماکری کی جاگیر عنایت فرمائی
اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دیکر سپاہی بنایا اور اسکے بعد یہ خبر پہونچی کہ ملا عبد السد کشمیریونکے خروج کی
خبر سُنکر ملازمت کیواسطے آتا تھا جب بارہمولہ کے قریب پہونچا کشمیریوں نے ہجوم کر کے اسکو قتل کیا اور
اور خواجہ قاسم تبت خرد میں مقتول ہوا اور محمد نظیر راجوری میں گرفتار ہوا اور کشمیری بہرام کلہ سے
جمعیت کر کے ہیرہ پور میں آئے میرزا حیدر ناچار ہو کر کشمیریونکے مقابلہ کو اندرکوٹ سے برآمد ہوا اور
میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مغل مثل عبد الرحمن اور شاہزادہ اور خان میرک میرزا اور مکنہ مغل
اور جبر علی باقی اور سات سو آدمی تھی میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین پور میں اقامت سے اور

دولت چک اور غازیخان چک اور دیگر سردار بھی امداد کیواسطے باتفاق عیدی زینا جمعیت کرکے
ہیرہ پور سے آئے اور وہانسے برآمد ہوکر موضع خانپور میں جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک خالد گڈھ کو سید آئین
جو سری نگر کے متصل ہے وارد ہوا اور فتح چک کہ باپ اُسکا خواجہ بہرام مغلونکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا
اپنے باپ کے خون کے انتقام کیواسطے مع تین ہزار مرد سوار اندرکوٹ میں آیا اور میرزا حیدر کے عمارات جو
باغ صفا میں تھی آگ لگاکر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچی فرمایا میں یہ عمارت
کاشغر سے نہ لایا تھا پھر عنایت الٰہی سے بنجاوینگی اور جو علی نے شاہ زین العابدین کی املاک کہ سوپیہ میں تھی
میرزا حیدر کی عمارت کی عوض میں جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیوں نے عمارات
عیدی زینا اور نوروز چک کی کہ سری نگر میں تھی آگ دیکر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے موضع خانپور میں
آنکر استقامت فرمائی اور اُس موضع میں ایک درخت بید کا ایسا چھتنار تھا کہ اُسکے سایہ میں دوسو
سوار کھڑے ہوسکتے تھے اور سوا اسکے یہ بھی تجربہ میں پہونچا کہ جسوقت اُسکی ایک شاخ باریک کو حرکت
پہونچی تمام درخت حرکت اور جنبش میں آتا تھا القصہ کشمیری خانپور سے کوچ کرکے موضع ادنی پور میں آئے
اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے اُنپر عزم شبخون کیا اور میرزا عبد الرحمن نے اپنے چھوٹے
بھائی کو کہ صلاح و تقویٰ میں آراستہ تھا اُسکو ولیعہدی کی وصیت کرکے آدمیونسے اُسکے نام بیعت لی اور
اپنے اعیان و انصار کو ہمراہ لیکر بقصد شبخون سوار ہوا قضارا اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا
جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو بانی فساد اور میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر
نہ آتا تھا اور شاہ نظر قورچی میرزا حیدر ترک کہتا ہے کہ اسوقت جب میں تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر
ترک کی آواز میری گوشزد ہوئی مجھکو کہتا تھا تیرا کیا تو نے اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی میں تیر ناگہانی
میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک قصاب نے ازراہ قساوت میرزا حیدر کی ران پر تیر مارا اور دوسرے
راوی کا یہ قول ہے کہ کمال کوکا نے اسی زخم شمشیر سے ہلاک کیا لیکن اُسکے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر
نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی مشہور ہوا کہ کشمیریونکے لشکر میں ایک مغل مقتول پڑا ہے جب خواجہ
حاجی اُسکے سر پر پہونچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک ہے اُسکا سر زمین سے اُٹھایا اُسوقت میرزا کا عالم
نفس شماری تھا آنکھیں کھولیں اور جان جان آفرین کے سپرد کی مغلونکو جب اپنے سردار کا قتل ہونا
متحقق ہوا اندرکوٹ کیطرف بھاگ گئے اور کشمیریوں نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلونکے تعاقب میں
روانہ ہوئے مغلوں نے اندرکوٹ میں پناہ لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد رومی نے تانبے کے
پیسوں کی گراب توپ میں دیکر فیر کرنی شروع کی اور وہ گراب جس شخص کے لگتی تھی جانبر نہوتا تھا
یہ سانحہ دیکھکر میرزا حیدر کی زوجہ جسکا نام سماۃ خانجی تھا اور میرزا کی ہمشیرہ سماۃ خانجی نے
مغلونسے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مرگیا بہتر یہ ہے کہ کشمیریونسے پیغام صلح کرکے اس قصہ کو دفع
کرو مغلوں نے یہ امر قبول کیا امیرخان معمار کو صلح کیواسطے کشمیریونکے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوئے اور
اور عہدنامہ اسی مضمون کا لکھدیا کہ آیندہ ہم مغلونکو درپے ایذا نہونگے علاوہ میرزا حیدر ترک کی دس سالکی

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسری بار مملکت کشمیر پر

تب [illegible] ہوئی میر یوسف نے میرزا سیدی کو شکستدی [illegible] میں جاکر دست تصرف دراز کیا
اور [illegible] نفیسہ لوٹ لیگئی اور میرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لاکر حسن بیٹو کے مکان میں جگہ دی اور
ولایت کشمیر آپس میں تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک اور پرگنہ دہی غازیخان چک اور پرگنہ کمراج
یوسف چک اور بہرام چک کے نام مقرر ہوا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کیواسطے
معین ہوا غرضکہ تمام امرای کشمیر اور خصوصًا عیدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو براے
نام بادشاہ بنایا اور حقیقت میں عیدی زینا بادشاہ تھا اور سنہ ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری میں سنکر چک
ولد کاجی چک اس سبب سے کہ کمی جاگیر تھا اور غازیخان کہ اپنے تئین کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور
جاگیر بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہوکر چاہا کہ یہاں سے نکل جاوے چنانچہ تفصیل اس
اجمال کی یہ ہے کہ سنکر چک بلاشبہہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازیخان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند
مشہور تھا لیکن حقیقت میں اسکا بیٹا صلبی نہ تھا کسواسطے کہ ملک کاجی چک نے اپنے بھائی حسن چک کے
بعد وفات اسکی زوجہ کو جو غازیخان کو شکم میں رکھتی تھی اپنے عقد میں لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ میں
غازیخان چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ میں کشمیر سے برآمد ہوکر عیدی زینا کے پاس جاؤں
اور جب یہ خبر مشہور ہوئی کشمیریوں نے دولت چک اور غازیخان چک اور اسمعیل بانت اور ہر جو کو
مع جمعیت سو آدمی کے بھیجکر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اسے زبردستی لاؤ سنکر چک انکے بلانے سے نہ آیا
عیدی زینا کے پاس گیا آخر کو عیدی زینا نے آپس میں صلح کی اور پرگنہ کوٹھار اور کھاور اور مادر سنکر چک کے
جاگیر قرار پائی آتش فساد ساکن ہوئی اور اندنوں میں چار گروہ کشمیر میں اعتبار رکھتی تھی اول عیدی زینا مع اپنے
گروہ کے دوسری حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسری کپوریان کہ بہرام چک اور
یوسف چک وغیرہم سے مراد ہے چوتھی کاسیان کاجی چک اور دولت چک اور غازیخان چک سے
عبارت ہے پھر عیدی زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک کے عقد ازدواج میں لایا اور دولت چک کے
دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کی عقد نکاح میں منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک کی تواری
بہن غازی خان چک کے نکاح میں داخل ہوئی اور یہ نسبتیں چکان کی قوت اور غلبہ کی باعث ہوئیں اور
باتفاق ایک دوسرے کے اطراف میں متفرق ہوئے یعنی غازیخان چک ولایت کامراج کی سمت
اور دولت چک سوپور کیطرف اور تمام ماکری باکل کی جانب روانہ ہوئے اس سبب سے عیدی زینا
سری نگر میں محزون ہوکر بیٹھا اور ان لوگوں کی دفع کی تدبیر میں رہتا تھا اور جب موسم بادنجان [بیگن] کا آیا
عیدی زینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بیگن لاؤ کہ ہم دونوں کو ایک میں پکاویں اور یہ طعام لطیف
کشمیریوں کی غذا ہے بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اسکی دعوت میں آئے اور یوسف چک
نہ آیا عیدی زینا نے تینوں کو گرفتار کر کے مقید کیا اور یوسف چک یہ خبر سنکر مع تین سو سوار اور سات سو
پیادہ کامراج کی راستہ سے جاکر دولت چک سے ملحق ہوا عیدی زینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکان میں آئے

مغلونسی میرزا قرا بہادر اور میرزا عبد الرحمن اور میرزا جان میرک اور میرزا یکلہ مغل اور میر شاہ اور شاہزادہ بیگ میرزا اور محمد نظیر اور حیدر علی کو قید خانہ سی برآوردہ کرکی ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور خرچ عنایت فرمایا اور موضع چک پور مین مقیم ہوا اس درمیان مین سید یعقوب اور سید ابراہیم باتفاق جارود کی جو انکا نگہبان تھا بھاگ کر مراج مین گئی اور دولت چک کی شریک ہوئی اور بہرام چک بھاگ نہ سکا دوسری دن غازی خان چک مع تین ہزار سوار سری نگر مین آیا اور عیدی زینا نی مغلونکو اسکی مقابلہ کو بھیجا اور اسنی پلہا کو تمام ویران اور خراب کیا اور مغل معطل رہی اسوقت دولت چک بھی سری نگر مین جاکر غازیخان چک سی ملحق ہوا اور باتفاق عیدگاہ مین پڑاو کیا اور ہر روز فریقین کی مابین جنگ ہوتی تھی یہانتک کہ بابا خلیل عیدی زینا کی پاس صلح کیواسطی آیا اور یہ بات کہی کہ آپ کو مغلونکا اعتبار کرنا اور کشمیریونکو نظر سی گرانا مناسب نہ تھا اور اسطرح کی اور بھی کلام کئی کہ عیدی زینا اور کشمیریونکی درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلونکو مع اہل و عیال رخصت دی اور خانجی یعنی میرزا حیدر ترک کی بہن بنگلی کی راستہ سی کابل مین گئی اور کشمیریون نی میرزا حیدر علی بلکہ اور بھی مغلون کی اہل و عیال قتل کئی اور خانم کاشغر مین پہونچی اور بعد اس واقعہ کی خبر آئی کہ ہیبت خان اور سعید خان اور شہباز خان افغان جو قوم نیازی سی ہین کشمیر کی تسخیر کی ارادہ آتی ہین اور پرگنہ پانہال مین پہونچکر کوہ نوال مین داخل ہوئی ہین عیدی زینا اور حسین ماگری اور بہرام چک اور دولت چک اور یوسف خان متفق ہوکر نیازیون کی جنگ کیواسطی برآمد ہوئی اور طرفین مقابل ہوکر خوب لڑے اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خان نیازی نی بھی جنگ مردانہ کرکی علی چک پر تلوار کا وار ڈالا آخر کو ہیبت خان اور سید خان اور شہید خان نیازی اور بی بی رابعہ اسی لڑائی مین ماری گئی اور کشمیریون نی منظفر اور منصور ہوکر سری نگر مین مراجعت کی اور مقتولونکی سر یعقوب خان کی ہاتھ سلیم شاہ افغان سور کی پاس بھیجی اور اسکی بعد کشمیریون کی درمیان مین عداوت بہم پہونچی عیدی زینا نی باتفاق فتح چک اور لوہر ماگری اور یوسف چک اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالہ گڈھ مین آنکر اقامت اختیار کی اور دولت چک اور غازیخان چک اور حسین ماگری اور سید ابراہیم اور وہان کی گروہ نی اکٹھا ہوکر عیدگاہ مین منزل کی جب دو ماہ کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک عیدی زینا سی جدا ہوکر دولت چک کے پاس آئی اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہوکر عیدی زینا کی سر پر گیا اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر بی جنگ بھاگ کر مرو مین گیا اور وہان پہونچکر دوسری گھوڑی پر سوار ہونی لگا اسنی قضارا ایسی لات اسکی سینہ پر ماری کہ موضع سماک مین منجر ہوا اور اسی مقام مین عالم باقی کیطرف سفر کی ہوا اور لاش اسکی سری نگر مین لاکر موضع موسی زینا مین دفن کی اور امرا خروج کرکے نازک شاہ جو نام کی سوا شاہی سی علاقہ نہ رکھتا تھا اسکی بھی روادار نہوئی اور ارادہ خود سری کا کیا

اور بعد میرزا حیدر ترک کی تیسری مرتبہ دس ماہ شغل فرمانروائی مین مشغول رہا

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہی جب عیدی زینا مقتول ہوا دولت چک دار الملک مین جاکر مہمات شاہی
انجام دینی لگا اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہی برای نام کسیکو بادشاہ بنایا چاہئی ابراہیم شاہ کو
تخت پر بٹھایا اور اسوقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک کا جنگل سی برآمد ہوکر سلیم شاہ افغان
سور کی پاس گیا اسوقت عیدی زینا معلوم ہوتا ہی امیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہی کہ وہ زندہ تھا الغرض
اُسی اور شمس زینا اور بہرام چک کو گرفتار کرکی قید خانہ مین مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک
قابوق کی بیچ آکر تیر اندازی شروع کی اور یوسف چک نی قابوق مین گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور سپاہ دے
کہ تیر جمع کرنی گھوڑا اسمین الجھکر چراغ پا ہوا اور یوسف چک اسپر سی گر پڑا اور اسکی گردن مین چوٹ آئی
اور سنہ نوسو سٹھ ہجری مین غازیخان چک اور دولت چک مین نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر مین
اختلاف پیدا ہوا حبیب ماگری اور شمس زینا کہ ہندوستان مین تھی سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین غازیخان کی
شریک ہوئی اور یوسف چک اور بہرام چک کی بیٹی دولت چک کی پاس آئی اور اس اختلاف اور
نزاع نی دونو کا طول کھینچا آخر کی ایک کاشتکار نی دولت خان کی روبرو آکر التماس کیا کہ مین یہ بات کہی کہ
مجھی غازیخان نی تمھاری پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہی کہ تونی تمام ان آدمیونکو کی تقریب کسواسطی اپنی پاس جمع
کیا ہی کہ یہ سب تیری دشمن ہین اور غازیخان چک سی یہ کہا کہ دولت چک صلح کی درپی ہی تم اُس سے
کسواسطی لڑتی ہو بس اسطور کی کلام کرکی آپس مین صلح کروائی اور شمس زینا پھر ہند کیطرف بھاگ گیا
اور آندنو مین تبت کلان کی باشندی پرگنہ کھاور اور بارہ مین کہ حبیب خان چک اور نصرت خان کی
بھائی کی جاگیر تھی آکر بکریان ہانک لیگئی اس سبب سی دولت چک اور سنگر چک اور ابراہیم چک
اور حیدر چک پسران غازیخان اور بھی اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کی راستہ سی تبت کلان مین بھیجا اور
حبیب خان چک کہ ہمراہ انکی تھا بسبیل استعجال اُسی راستہ سی کہ بکریان لیگئی تھی تبتیان کی تعاقب مین
دوڑی اور بجلی کیطرح قلعہ تبت کلان مین پہونچکر جنگ کی اور انکی سردارونکو شمشیر سی قتل کیا اور وہ سب
بھاگی حبیب خان چک نی اُس مقام مین نزول کرکی اپنی چھوٹی بھائی درویش چک سی کہا تو مع لشکر
سوار ہوکر تبت کلان مین داخل ہو درویش چک نی تغافل کرکی اُسکی کہنی پر عمل نہ کیا اور حبیب خان چک
باوجود اسکی کہ اُسکی زخمونسی خون جاری تھا سوار ہوکر تبت کلان کی قصر ہای عالی مین داخل ہوا اور اہل تبت
کلان تاب مقاومت نہ لاکر بی جنگ بھاگی اور چالیس آدمی اُنمین سی جو قصر کی چھت پر چپیدہ اور
پوشیدہ تھی دستگیر ہوئی اور نہایت عجز اور خاکساری سی پیش آئی اور کہا ہمین قتل نکرو اور پانسو گھوڑی
اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس بیل قسطاس اور دو سو بکریان اور دو سو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خان
چک نی انکی باتون پر التفات نکرکی سب کو دار پر کھینچا اور وہانسی سوار ہوکر دوسری قلعہ مین آیا اور
اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت کلان کی رئیسون نی تین سو گھوڑی اور پانسو پارچہ پٹو اور
اور تیس راس گاو قسطاس جناب حبیب خان چک کیواسطی بھیجی اور گھوڑی خوب کاشغری کہ اہل تبت کلان کی

ہاتھ آئی تھی وہ گھوڑی بھی اُنسی لئی اور حیدر چک پسر غازیخان چک نی مسمی کھانی اپنی بھائی حقیقی کو
حبیب خان چک کی پاس بھیجا کہ اہل تبت کلان نی وہ گھوڑی غازیخان چک کیواسطی لگا رکھی تھی
مناسب ہی کہ اُن گھوڑونکو بھیجی تو ہم غازیخان کی خدمت مین روانہ کرین حبیب خان چک ترکمانی
درجواب اسکی قریب دو سو آدمی کی اس نیت سی روانہ کئی کہ منازعت درمیان مین ڈالین لیکن
لوگون نی درمیان مین آنکر صلح کروائی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اسکی سری نگر کیطرف آیا اور یہ تمام
اشیا وہانکی آدمیونکو تقسیم کئی اور سنہ ۹۶۳ نوسو باسٹھ ہجری مین زلزلہ عظیم کشمیر مین واقع ہوا اکثر
موضع اور شہر خراب اور منہدم ہوئی اور موضع نیلو اور آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہت کی
اسطرف سی منتقل ہوکر اُس پار ظاہر ہوئی اور موضع ماور مین جو پہاڑ کی زیر دامن واقع ہی اُسکی
گرنی سی وہانکی تخمیناً چھ سو آدمی ہلاک ہوئی اللہم احفظنا من جمیع البلیات والآفات

ذکر اسمعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر مین

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کی کہ اُسوقت مین دولت چک درحقیقت فرمانروا تھا
منقضی ہوئی زمانہ غازیخان چک کی موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازیخان
چک نی دم استقلال سی مارا اور اسمعیل شاہ کو برای نام شاہ بناکر سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین
تخت پر بٹھایا اور اُس سال حبیب خان چک نی چاہا کہ دولت چک سی ایکدل ہوکر یہ عزیمت
کرکی مرداول کی سمت متوجہ ہوا غازیخان چک نی نصرت خان چک سی یہ بات کہی کہ تیرا بھائی
حبیب خان چک دولت چک سی ملگیا ہی مناسب یہ ہی کہ وہ نہ آنی پاوی ہم دولت چک کو
گرفتار کرین کیونکہ اُسکی آنیکی بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی مین سوار ہوکر حوض دل کیطرف
مرغابی کی شکار کو گیا اس درمیان مین غازیخان چک نی تاخت کرکی اُسکی گھوڑونکو گرفتار کیا اور وہ بھاگ کر
پہاڑ پر چڑھ گیا اُسی بھی گرفتار کرکی اُسکی آنکھون مین سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اسکی حبیب خان چک
آیا غازیخان چک کہ اُس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا بھتیجا تھا طلب کرکی اُسی
وکالت کی تکلیف دی اور چونکہ غازیخان چک نی اُسکی چچا کی آنکھون مین سلائی پھیری تھی اس سبب سے
منصب وکالت قبول نہ کیا غازیخان چک نی چاہا کہ نازک چک کو بھی گرفتار کرکی مقید کری وہ خبردار
ہوکر بھاگا اور حبیب خان چک کی پاس جاکر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمعیل کا

جب دو سال اسمعیل شاہ کی حکومت سی گذری قضای الٰہی سے فوت ہوا غازیخان چک سنے
اُسکی فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین نصرت خان چک اور
نازک چک اور شنکر چک برادر غازیخان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سبنی
ایک جگہ جاکر آپسمین عہد کرکی یہ تجویز کی کہ آج غازیخان چک نی دوا استعمال کی ہی اور اُسکا بھائی
حسین خان چک قید ہی اُسی زندان سی برآوردہ کرکی غازیخان چک کو ہلاک کرین جب یہ خبر

غازیخان چک کو پہونچی یوسف چک اور شنکر چک کو راضی کرکے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نہ گئی اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیونکو درمیان مین لاکر عہد و قول اُس سے لیکر جاوینگے نہین راہ فرار اختیار کرینگے اور نصرت خان چک نے قول کیا زندان بمصیبت مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے بلونکو توڑکر خروج کیا اور ہستی خان چک بجمعیت تمام آنکر اُس سے ملحق ہوا غازیخان چک نے لشکر کثیر اُنکی مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئے اور غازیخان چک کا لشکر شکست کھاکر متفرق ہوا بعضی گرفتار ہوئی اور حبیب خان چک فتح کرکے کوہ ماموں کیطرف گیا اور غازیخان چک اس شکست کی بعد حبیب خان چک کی مدافعہ کیواسطے خود سوار ہوکر دومرہ کیطرف گیا اور تین چار کشتی بہم پہونچاکر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جرار دریا سے عبور کیا اور جب خالد گڈھو کی میدا نمین پہونچا حبیب خان چک بھی اُسکی مقابلہ کو سو آدمی سے آنکر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لاکر آب جہجہ کی پل مین در آیا اور گھوڑا اُسکا اُس پل سے عہد نکرسکا اس دریا مین غازیخان چک کی ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازیخان نے اُسکی سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُسکی دہن کی قریب لیگیا حبیب خان نے اُسکی انگلیاں دانتونسے پکڑکر خوب کاٹین آخر کو اُسنے سر اُسکا جدا کرکے کلہ نامست مین کہ جہاں مکان اُسکا تھا لاکر آویزان کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازیخان کی پاس سری نگر مین آیا پرگنہ ماموں جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہوکر پرگنہ زین گڈھو سے بدچہ کیطرف کہ وطن اُسکا تھا گیا پھر شنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام چک کی پاس جاکر آپسمین متفق ہوکر پرگنہ سوبہ پور مین آئی اور بنیاد فساد کی قائم کی غازیخان چک نے اپنے بیٹوں اور بھائیونکو انکی تدارک کیواسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لاکر پہاڑ کی سمت بھاگی غازیخان چک نے اُسی روز انکی تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کرلائی دوسری دن یہ خبر پہونچی کہ بہرام چک سرکوب سے کسیطرف راہی ہوا اور شنکر چک اور فتح چک اُس سے جدا ہوئی غازیخان بسرعت تمام کہوبہ ماموں مین گیا اور چھ روز تک بہرام چک کی بہت تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور حبیب احمد جورین حیدر چک کی بھائی اور غازیخان چک کی فرزند نے اُسکی گرفتاری کا ذمہ کیا غازیخان چک شہر مین ملبث آیا احمد جورین نے سرکوب مین کہ مسکن ریشیان یعنی صوفیونکا تھا جاکر انہیں گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہمنے اُسے کشتی مین سوار کرکی امیر زینا کی مکانمین جو موضع بادیل مین واقع ہے پہونچایا ہے اور ریشیان کا ایک فرقہ ہے کہ وہ ہمیشہ زراعت اور باغبانی کرتی ہین الغرض جب احمد جورین امیر زینا کی پاس گیا اور بہرام چک کو بتلاش تمام گرفتار کرکی سری نگر مین لایا اور دار پر کھینچا احمد جورین اس فتح اور نصرت کی سبب مختص ہوا اُنہین دنونمین شاہ ابوالمعالی کہ لاہور سے بھاگ کر بعضی کہکران کی قید خانہ مین تھا مع زنجیر یوسف سے شانہ پر سوار ہوکر بر آمد ہوا اور کمال خان گہکر کی ساتھ موافق ہوکر میرزا حیدر کی مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا جب راجوری مین پہونچا مغلونکی ایک جماعت بھی اُسکی شریک ہوئی اور دولت چک کو

اور فتح خان چک وغیرہ اور لوہر دانگری بھی شاہ ابو المعالی کی پاس آئی اور ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری مین
کشمیر کی سمت متوجہ ہوئی اور جب بارہ مولہ مین پہونچی حیدر چک اور فتح خان چک جو راستہ کی
محافظت کرتی تھی بھاگ کر موضع یادو کھی مین آئی اور شاہ ابو المعالی نی عدالت کو کام فرماکر
سپاہیونکو رعایا کی جور و تعدی سی ممانعت کی اور موضع بارہ مولہ مین جو یادو کھی کی قریب ہی پہونچکر
ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازیخان چک نی اپنی بھائی حسین خان چک کو ہراول کرکی موضع کھنود مین
مقیم ہوا اور کشمیریون نی جو شاہ ابو المعالی کی ہمراہ تھی اُسکی بلا اجازت حسین خان چک کی فوج پر
حملہ آور ہو کر پسپا کیا غازیخان چک اُسکی کمک کو پہونچا اور داد مردی اور مردانگی دیکر بہت کشمیریونکو
تہ تیغ کرکی لڑائی فتح کی شاہ ابو المعالی یہ حال دیکھکر لی جنگ بھاگا اور جب گھوڑا اُسکا راستہ مین
تھک گیا ایک سنعل جان نثار شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو
اُسپر سوار کیا اور اُسکا گھوڑا ماندہ لیکر اُس مقام مین ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کی تعاقب مین
آتی تھی انھین تیر باران کرکی روکا جب ترکش اُسکی خالی ہوئی کشمیریون نی اُس بہادر کو نرغہ کرکی تیغ سیاست سی
قتل کیا اور اس فرصت مین شاہ ابو المعالی نوسون نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیر خواہ یہ لوگ تھے
کہ اپنی آقا کی جانبری کیواسطی اپنی تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازیخان یادو کھی مین
پلٹ آیا اور جب سنعل کو اُسکی پاس لاتی تھی گردن مارتا تھا لیکن حافظ میرزا حسینی کو جو جنت آشیانی
نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی خوانندہ تھی بسبب خوش خوانی کی انھین قتل نہ کیا اور اس فتح کی بعد
نصرت خان چک کو زندان سی برآوردہ کرکی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کیواسطی بھیجا اور
نصرت خان چک بیرم خان کو دیکھکر متوسل ہوا اور ۹۶۶ھ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین غازیخان کی
مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اُس سی نہایت متنفر ہوئی اور مجذوم کی
انھین دنو نہین اُنھی یہ خبر پہونچائی کہ حیدر چک آپکا فرزند بعضی لوگونکی اتفاق سی کشمیر لیا چاہتا ہے
غازیخان نی محمد جنید کو جو اُسکا وکیل تھا اور بہادر بہت کو طلب کرکی یہ بات کہی کہ لوگ اسطرح
کہتی ہین تم جاکر اُسی نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال فاسد کو اپنی دل مین راہ نہ دیوے پھر
محمد جنید نی حیدر چک کو اپنی مکان پر بلاکر بہت چشم نمائی کی اور سخت و سست کہا حیدر چک نے
طیش کھاکر خنجر محمد جنید کی کمر سی بزور نکالکر اُسکی شکم پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نی حیدر چک کو
گرفتار کیا اور غازیخان کی حکم کی بموجب اُسی قتل کرکی لاش اُسکی زینہ گڈھ کی دروازہ پر آویزان کی
اور جو لوگ کہ اُسکی شریک اور موافق تھی سب کو تہ تیغ کیا اور ۹۶۷ھ نوسو سڑسٹھ ہجری مین
میرزا قرا بہادر نی ہندوستانسی معہ لشکر کثیر اور نو زنجیر فیل آنکر لاہور مین تین ماہ اقامت کے اور
کشمیریون سی نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کھکران سی بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا
اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر میری آنکر شریک ہونگی اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک
اور لوہر دانگری اُسکی پاس سی بھاگ کر غازیخان کی خدمت مین حاضر ہوئی اس سبب سی میرزا

قرابہادر کی لشکر میں ایک فتور نہایت برپا ہوا اور غازیخان چک کشمیر سی برآمد ہوکر نوروز کوٹ مین پہونچا اور پیادونکو میرزا قرابہادر کی مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعۂ دائرہ مین داخل ہوا دوسری دن میرزا قرابہادر پھر پیادونکی جنگ سی بھاگا اور اُسکی ہاتھی پیادونکی ہاتھ آئی اور پانسو مغل ماری گئی اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سی منقضی ہوئی غازیخان نی اُسی گوشہ مین بٹھا کر خود فرمانروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسری سر دا نرکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کرکی اپنی تئین غازی شاہ مشہور کیا

تذکرہ غازی شاہ کا

غازیخان چک نے کشمیر کی آئین کی موافق جلوس کیا اور اپنی تئین غازی شاہ خطاب دیا لیکن مرض جذام کی سبب سی کہ اس سی پیشتر بہم پہونچا تھا آنکھونمین اُسکی شدت سی اُسکی آواز متغیر ہوئی اور انگلیان اُسکی گرنی لگین اور دانتونمین زخم ظاہر ہوئی اور ۹۶۸ھ نوسواڑسٹھ ہجری مین فتح خان چک اور لوہر دانگری اور بھی کشمیری غازی شاہ سی ستوہم اور ہراسان ہوکر پہاڑونمین داخل ہوئے اور غازی شاہ نی اپنی فرزند حسین چک کو مع دو ہزار آدمی انکی تعاقب مین بھیجا جب موسم سرما اور برف باری کی ایام آئی مخالف ہلاک ہوئی اور جو باقی رہی کھتوار مین گئی اور وہانسی مضطرب اور متردد ہوکر حسین خان چک کی پاس آنکر پناہ لی حسین خان چک نی انکی گناہ کی غازی شاہ سی درخواست کی اور شاہ نی انکی تقصیر معاف فرماکر جاگیرین خوب عنایت فرمائین۔ اور ۹۷۰ھ نوسوستر ہجری مین غازی شاہ نی کشمیر سی برآمد ہوکر لار مین قیام کیا اور اپنی فرزند احمد خان کو فتح خان چک اور ناصر کنائی اور بھی امرای نامدار کی ہمراہ تبت کلان کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ تبت سی پانچ کوس کی فاصلہ پر پہونچی فتح خان چک احمد خان کی رخصت جاکر شہر تبت مین داخل ہوا اہل تبت اُسکا ساز و سامان دیکھکر جنگ پر راضی ہوئی اور پیشکش بہت قبول کی اور وہ وہانسی جلد برخاست کر آیا اسکی بعد احمد خان کی دل میں یہ بات ہوئی کہ فتح خان چک تبت مین جاکر فائز المرام ہوکر آیا اگر مین بھی الب کرونگا اہل کشمیر میری تعریف کرینگی یہ تجویز کرکی تنہا چلنی کا ارادہ کیا فتح خان چک نی عرض کی کہ آپ کا جریدہ جانا مناسب نہین ہی اگر یہی ارادہ ہی جمعیت لیکر جائیی احمد خان نی اُسکی کہنی پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا اور فتح خان چک لشکرگاہ مین چھوڑا اہل تبت نے جب احمد خان کو جریدہ دیکھا جمعیت کرکی اُسپر تاخت لائی وہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور فتح خان کے پاس آنکر یہ بات کہی کہ آج مین تبتیون سی مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہون تم میری فوج کی آگی چلو وہ بلا توقف جریدہ آگی روانہ ہوا اہل تبت اُسے تنہا دیکھکر جنگ مین مشغول ہوئے فتح خان کو رگ شجاعت اور غیرت جنبش مین آئی تنہا جنگ کرکی مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خان سی نہایت ناراض ہوا اور سخت و سست کہا ایام دولت اُسکی چار برس کی بعد آخر ہوئے

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا ۹۶۱ھ نوسو اکسٹھ ہجری میں غازی شاہ تبت کلاں کی تسخیر کی ارادہ کشمیر سی
برآمد ہوا اور مولد کھار میں استقامت کی اور غلبہ مرض جذام کی سبب اسکی انگشت بیکار ہوئے
اور آخر عمر میں شعار بد ہی کرکی غلو پر دست تعدی دراز کرتا تھا اور بعید و قصور تھوڑی سی زر جرمانہ
لیتا تھا اس سبب سی آدمی اس سی رنجیدہ ہوکر دو گروہ ہوئی ایک جماعت اسکی فرزند احمد خاں کی
شریک ہوئی اور ایک جماعت اسکی بھائی حسین چک کی مدد و معاون ہوئی غازی شاہ
یہ خبر سنکر مولد کھار سی مراجعت کرکی سری نگر میں آیا اور جو حسین چک پر اسکی مہر و شفقت
زیادہ تھی اسی اپنا جانشین کرکی سریر سلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کی تمام وکلا و وزرا
حسین چک کی مکان پر حاضر ہوئی اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمانبرداری میں تیار کیا
اور پندرہ روز کی بعد غازی شاہ نی تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کرکی ایک حصہ اپنی بیٹوں کو
دیا اور دوسرا حصہ محتاجونکی سپرد کیا کہ اسکی قیمت پہونچاویں محتاج حسین چک کی پاس
دادخواہ ہوئی حسین چک نی غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نی رنجیدہ ہوکر چاہا کہ اپنی
فرزند کو جانشین کری حسین چک یہ خبر سنتی ہی احمد خاں پسر غازی شاہ اور ابدال خان اور بھی
اعیان دولت کو طلب کرکی اپنی اطاعت کی بارہ میں انسی عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک
سلطنت سی نہایت پشیمان ہوا اپنی خاص آدمیوں اور مغلونکو طلب کرکی جمعیت کی اور حسین چک
بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہالی شہر اور قصبات نی درمیان میں آنکر آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ
شہر سی برآمد ہوکر رہیں پور میں اقامت کی اور تین مہینی کی بعد پھر سری نگر میں آیا اور حسین چک نی
استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیونکی درمیان میں تقسیم کی اور ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ ہجری میں
حسین چک نی اپنی بڑی بھائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دیکر رخصت کیا اور اسکی بعد
یہ خبر پہونچی کہ شنکر چک نی خروج کیا ہی اسواسطی اسکی جاگیر محمد خان ماگری کی نام مقرر کی اور احمد خان
اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر جرار اسکی تدارک کو تعینات فرمایا
انھوں نی جاکر فتح کی حسین چک آنکی استقبال کو گیا اور باعزاز تمام انھیں سری نگر میں لایا
اور چند روز کی بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماگری اور نصرت خان چک اسکی قتل کا ارادہ
رکھتی ہیں چاہا انھیں کسی ڈھب سی گرفتار کری ان انھوں نی یہ خبر سنکر جمعیت تمام حسین
خروج کیا حسین چک جب اس حقیقت سی واقف ہوا ملک لودی لوند کو انکی پاس بھیجا کہ انھیں
ایکجا فراہم کرکی عہد و پیمان لیوی کہ کوئی شخص کسی سی عداوت نکری ملک لودی لوند انکی پاس گیا
اور مقدمات صلح میں مشغول ہوا اور سب احمد خان کی مکان پر گئی اور یہ تجویز کی کہ احمد خان نی
چند روز سی حسین چک کو نہیں دیکھا ہی اسی حسین چک کی مکان پر لیجاویں احمد خان نی بعد
مبالغہ اور اصرار کی قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لودی لوند کی ہمراہ حسین چک کی

مکان پر گیا اور قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماکری اُس مقام مین حاضر ہوا اور دیوانخانہ مین
مجلس منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تنبورہ نوازی کرینگے جو یہان
قاضی متشرع ہے تم کوٹھی پر جاکر محفل سرور مین شریک ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب یہ کوٹھی پر گئے آدمیونکو
بھیجکر انہیں قید کیا اور بعد اسکے علیخان اور خان زمان کو کہ نام اصلی اُنکا فتح خان تھا مع فوج کثیر شنکر چک کے
مدافعہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان عرف خان زمان نے مع لشکر ظفر پیکر جاکر اُسے شکست دے
اور فتحیاب ہوکر واپس آیا اور اُسنے اختیار تمام پیدا کیا اور امراکو یہ حکم ہوا کہ تم ہر روز اُسکے مکان پر جایا کرو
اور سنہ ٩٧٣ نوسو تہتر ہجری مین امرا نے غیبت خان زمان کی حسین چک سے کی اُسنے لوگونکو اُسکے مکان کے جانیکی
ممانعت کی اور خان زمان کشمیر سے نکلجانے کی فکر مین تھا کہ حسین ماکری نے آنکر خان زمان سے یہ بات کہی کہ
تو کیون شہر سے نکلتا ہے حسین چک شکار کو گیا ہے اور مکان اُسکا خالی ہے اُسکے مکان پر جاکر اُسکے تمام اسباب
اور خزانون پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اُسنے یہ بات پسند کی اور باتفاق فتح خان چک اور
لوہر وانکری اور مثل انکی حسین چک کے مکان پر جاکر دروازہ مین آگ لگائی اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری
اور نصرت خان کو زندان سے برآوردہ کرون مسعود مانک وانکری جو حبسخانہ کا داروغہ تھا اُسنے پانی
دیوانخانہ کے صحن مین اسقدر چھڑکایا کہ دلدل ہوگئی اور دولت خان نام ایک شخص مردم چک سے ترکش
باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُسپر حملہ کرکے تلوار کا وار کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ رہا پھر
دولت خان نے ایک تیر ایسا اُسکے گھوڑے کی آنکھ مین مارا کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اور بہادر خان اُسکی پشت سے
زمین پر گرا مسعود مانک وانکری نے جاتے ہی اُسکا سر خنجر سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا بھاگا اور
مسعود مانک نے اُسکا تعاقب کرکے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لیگیا اور حسین چک کے حکم کے
موافق اُسے زین گدھے مین بیجاکر ناک کان دست و پا کاٹکر سولی پر چڑھایا اور حسین چک نے مسعود مانک
وانکری کو فرزند ارجمند کہکر ساتھ خطاب مبارز خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ بانکل کو اُسکی جاگیر
مقرر کیا اور سنہ ٩٧٤ نوسو چوہتر ہجری مین حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ اور نصرت خان چک
اور محمد خان ماکری کی آنکھو مین میل پھروائی غازی شاہ یہ خبر سنکر نہایت محزون اور ملول ہوا اور اسی کوفت مین
بیمار ہوکر مرگیا اور حسین چک مدرسہ بناکر وہانکے علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ زین پور
اُنکی جاگیر مقرر کی اور سنہ ٩٧٥ نوسو پچہتر ہجری مین لودی لوند نے یہ خبر حسین چک کے سمع مبارک مین پہونچائی
کہ مسعود مانک وانکری المخاطب مبارز خان کہتا ہے جو حسین چک نے مجھے فرزند کہا ہے چاہیے کہ اپنے
خزانہ سے مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ ہوا ایک دن مسعود مانک وانکری
المخاطب مبارز خان کے مکان پر گیا اور اصطبل مین گھوڑے افراط سے دیکھکر اُسکا دل اور بھی مبارز خان سے
منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام مہمات ملکی لودی لوند کے متعلق ہوئین اور عرصۂ قلیل مین وہ بھی
بسبب اس جرم کے کہ اُسنے چالیس ہزار خروار دھان سرکار سے خیانت کی تھی قید ہوا اور علی کوکا بجاے
اُسکے منصوب ہوا اور سنہ ٩٧٦ نوسو چھہتر ہجری مین قاضی حبیب جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے

برآمد ہوکر دریای کوہ ماران مین قبرونکی زیارت کی لئی گیا
تلوار غلاف سی کھینچکر قاضی کی سر پر رسید کی وہ مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نی سر دست اپنا
ہاتھ سپر کیا انگلیان کٹ گئین. اور اختلاف مذہب کی سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان نہین. نہ تھا
مولانا کمال قاضی کی داماد نی سالکوٹ مین جاکر درس دینی مین مشغول ہوا اور قاضی بھی اُسکی ہمراہ تھا
یوسف قاضی کو زخمی کرکی بھاگا اور حسین چک باوصف اسکی کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سُنکر
آدمی یوسف کی گرفتاری کو تعین کئی وہ اُسی پکڑ لائی اور حسین چک نی فقہا یعنی دانشمندونکو مثل ملا یوسف
اور ملا فیروز اور مانند انکی اور ایکجا کرکی فرمایا کہ جو کچھ اسکی بارہ مین شرع کی موافق ہو فتوی جاری کرو
عالمون نی جواب دیا کہ ایسی شخص کا قتل کرنا از روی سیاست جائز ہی قاضی جو زخمی ہوا تھا اُسنی
جواب دیا کہ مین زندہ ہون اس شخص کا قتل کرنا جائز نہین ہی آخر اُسی سنگسار کیا اتفاقاً اُندنون مین
ایک جماعت کہ ساتھ اُسکی مذہب اور اعتقاد مین ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر
بابا علی کا برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سی آئی جب بہیرہ پور مین پہونچی حسین چک
انکی استقبال کو ایک خیمہ عالی ایستادہ کرکی مقیم ہوا جب سُنا کہ ایلچی قریب آئی حسین چک برآمد
ہوا اور ایلچیونکو لاکر خیمہ مین ایکجا بٹھایا اور بعد اسکی ایلچی حسین چک کی فرزند کی ہمراہ کشتی مین بیٹھکر شہر
کیطرف روانہ ہوئی اور حسین چک خشکی کی راستہ سی کشمیر مین گیا اور حسین ماکری کا مکان انکی نزول کیواسطی
مقرر کیا اور بعد چند روز کی میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کی ہم مذہب تھا اُسنی حسین چک سی
یہ بات کہی کہ جو تمنی یوسف کو مفتیونکی کہنی سے قتل کیا اگر مفتیونکو میری پاس بھیجو حسین چک نی
مفتیونکو انکی پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُسنی مفتیونسی یہ تقریر کی کہ تمنی فتوی مین
غلطی کی ہی مفتیون نی جواب دیا ہمنی فتوی علی الاطلاق اُسکی قتل کیواسطی نہین دیا تھا ہمنی یہ کہا تھا کہ
ایسی شخص کا قتل کرنا سیاست کیواسطی روا ہی میرزا مقیم نی مفتیونکو سر دربار برا بھلا کہکر فتح خان
چک کی سپرد کیا اُسنی انھین بہت ایذا دی اور حسین چک کشتی مین بیٹھکر کمراج کی سمت گیا
اور فتح خان چک نی مفتیونکو مقتول کرکی انکی پانوئمین رسی باندھی اور لاشین انکی کوچہ و بازار مین
پھرائین. اور حسین چک نی اپنی دختر مع تحف و ہدایا ایلچیونکی ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے
خدمت مین بھیجکر اطاعت اظہار کے

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نی میرزا مقیم کو مفتیونکی خونہای
ناحق کی عوض مین قتل کیا حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سُنتی ہی اسہال
دموی عارض ہوا یعنی خونکی دست آنی لگی جب تین چار ماہ کا عرصہ گذرا اُسوقت میں حسین چک نی
محمد خان اور بہت یوسف فرزند علی خان چک سی یہ بات کہی کہ تو علی خان چک کی پاس جو سیوپور مین
ہی جاکر مقیم ہو جب بہت یوسف علی خان چک کی پاس گیا اور لوگ بھی باری باری بھاگ کر

علیخان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب یہ خبر سنی آدمی بھیجکر علی خان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہمسے کیا گناہ واقع ہوا کہ تیرے فرزند کو بلا تعرض تیرے پاس بھیجا علی خان چک نے اسکے درجواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہیں ہے آدمی خود بخود بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہیں ہرچند انھیں سمجھاتا ہوں فائدہ نہیں بخشتا آخر علی خان چک سرینگر کیطرف متوجہ ہوکر سات کوس پر وارد ہوا ملک لودی لوند بھاگ کر علی خان چک کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہوکر جلہ جاجم میں جو شہر سے ایک کوس پر ہے مع لشکر نزول کیا اور احمد اور محمد ماگرے کہ اُسکے امرا کے سلک میں منتظم تھے اُسی رات کو علیخان چک کے پاس بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربوں سے تھا اُسنے اُس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اسباب شاہی جسکے واسطے نزاع ہے علیخان چک کے پاس کہ تمھارا بھائی ہے بھیجدیں حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام جلوس شاہی یوسف کے ہاتھ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہے کہ بیمار ہوں نہیں میں خود اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر علیخان چک حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونوں بھائی بغلگیر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے پھر حسین چک نے شہر علیخان چک کے سپرد کرکے زین پور میں جاکر اقامت کی اور علیخان چک علی شاہ ملقب ہوا اور شاہی ساتھ اُسکی رجوع ہوئی اور دو کہہ کہ وکیل حسین چک کا تھا دار الملک کیطرف روانہ ہوا اور حسین چک کا پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور علی شاہ اُسکے جنازہ کے ہمراہ جاکر اُسے حیران بازار کے قریب دفن کیا اور انھیں دنوں میں شاہ عارف درویش جو اپنے تئیں شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے شمار کرتا تھا اور شیعہ مذہب بلباس فقرا کے اور ارباب تصوف میں سے تھا لاہور سے حسین قلیخان ترکمان حاکم پنجاب کے پاس سے برآمد ہوکر کشمیر میں آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اُس بزرگوار کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور شرایط تعظیم و تکریم کے بعد اعتقاد اور ارادت کے اظہار کیواسطے اپنی دختر اُسکے عقد ازدواج میں لایا اُسکو مہدی آخر الزمان سمجھکر معتقد ہوا اور علی چک اور نوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزند کہ تمام رافضی تھے اُس سے اسقدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدۂ تعظیمی کرتے تھے اور آخر کو انھیں امور کے لائق جانکر قرار دیا کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھا دیں جب یہ خبر علی شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی اُنسے نہایت رنجیدہ ہوکر ایذا رسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیاگری اور تسخیر جن میں مشہور تھا اس مضمون کو دریافت کرکے یہ مشہور کیا کہ میں یہاں نہ رہونگا ایک دن میں بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت کی سمت جاؤنگا اسکے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتماد کریں کہ غیبت کی ہے لیکن تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحونکو دیکر کشتی میں سوار ہوکر بارہمولہ میں پہونچکر پہاڑ پر برآمد ہوا علی شاہ نے آدمی اُسکی گرفتاری کو بھیجے اور وہاں سے طلب کرکے حوالات میں سپرد کیا اور جب دوبارہ بھاگا کوہ مہتر سلیمان سے لوگ پھر گرفتار کر لائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی اپنی دختر کی مہر کے عوض اُس سے لیکر طلاق لی اور چند روز قید کرکے تبت کیطرف رخصت کیا اور علی رای والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا

عارف شاہ دو روز پیشتر کی استقبال کو روانہ ہوا اور اسکی قدوم میمنت لزوم کو بسبب عظمت تصور
کرکی اسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنی ملک مین متوطن
کرکی بارادت تمام اپنی بیٹی کو جسی نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اسکی عقد نکاح مین درلایا
اور شاہ عارف چند روز وہان رہی بعد اسکی حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی حسب الطلب ارادۂ
سفر ہندوستان کرکی دار الخلافت آگرہ مین پہونچی وہانسی دار البقا کیطرف کوچ کیا اور ۹۷۹ھ نو سو
اناسی ہجری مین علی چک ولد نوروز چک علیشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دو کہنہ لوگ
میری جاگیر مین آنکر خلل ڈالا ہی اگر سرکار اسکا تدارک کرکی ممانعت نفرماویگی مین اپنی گھوڑونکی شکم پھاڑ
ڈالونگا علیشاہ یہ معما سنکر سمجھا کہ مقصود اسکا میری شکم پھاڑنی سے ہی اس سبب سی آتش غضب
اسکی دماغ مین مشتعلہ زن ہوئی اسی قید کرکی ولایت طراج مین بھیجا اور وہ وہانسی بھاگ کر حسین قلیخان
حاکم پنجاب کی پاس گیا اور جب ملاقات کیوقت حسین قلیخان تواضع متعارفہ بجالایا لاہور سی
نکلکر پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علیشاہ نی اسی پھر گرفتار کرکی مقید کیا اور بعد چند روز کی پھر قیدخانہ کی
بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علیشاہ نی لشکر اسکی سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری مین
علیشاہ نی کنوار پر لشکر کشی کی اور وہانکی حاکم سی دختر لیکر معاودت فرمائی اور انھین دنون ملا عشقی اور قاضی
صدر الدین محمد اکبر بادشاہ کی پاس برسم رسالت آئی علیشاہ نی اپنی بھتیجی کی بیٹی
شاہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کیواسطی ملا عشقی اور قاضی صدر الدین کی صحابت سی
مع تحف اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کی نام
جاری کیا اور اس عرصہ مین یوسف فرزند علیشاہ نی محمد بہت کی اغوا سی ابراہیم خان ولد غازی خان کو
بی اجازت باپ کی مقتول کیا اور باپ کی خوف سی محمد بہت کی ہمراہ بھاگ کر بارمولہ مین گیا اور
علیشاہ اسکی اس حرکت خلاف وضع سی نہایت آزردہ اور اسکی تدارک کی فکر مین ہوا لوگون نی
یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کرکی اسی طلب کیا اور محمد بہت جو اس فساد کا باعث تھا
اسی قید کیا اور ۹۸۲ھ نو سو بیاسی ہجری مین علیشاہ جمالنگری کی سیر کیواسطی مع اہل و عیال روانہ ہوا
اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ اولاد شاہ زین العابدین سی جو گجرات مین رہتا تھا وہ جسوقت کہ
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نی گجرات کو لیا اسکی ہمراہ رکاب ہندوستان کیطرف آیا اور نوشہرہ مین
جاکر اپنی چچیری بھائی سلیم خان کی پاس جو وہان رہتا تھا مع جماعت اپنی اس سی ملحق ہوا علیشاہ نی
ایک جماعت کثیر اور جم غفیر لوہر چک کی ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک جو راجوری مین رہتا تھا
لوہر چک کی سرداری سی حسد کرکی اسی قید کیا اور اسکی لشکر کو لیکر حیدر خان کی پاس نوشہرہ مین آیا
اور یہ بات کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہی میری ہمراہ بھیجو تو جاکر ولایت کشمیر کو تمھارے
واسطی فتح کرون حیدر خان اسکی باپ سی غرہ ہوا اسلام خان کو اسکی ہمراہ بھیجا جب نوشہرہ مین
وارد ہوا صبح کیوقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ غدر قتل کرکی سیدھا علیشاہ کی پاس گیا اور

مورد الطاف ہوا اور علی ماگری اور داؤد گذار وغیرہ جنھوں نی حیدر خان کی دولتخواہی کا ارادہ کیا تھا محبوس
ہوئی اور سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک کی شدت سی ہلاک ہوئی اور سنہ ۹۸۵
نوسو پچاسی ہجری میں علیشاہ نی مسجد پر برآمد ہوکر علما اور صلحا سی صحبت کی اور کتاب مشکواۃ شریف
اُس مجلس میں لاکر اُس حدیث کی موافق جو فضائل توبہ میں وارد ہی توبہ کرکی غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت
قران میں مشغول ہوا اور بعد فراغ چوگان بازی کی واسطی سوار ہوکر بمیدان عیدگاہ چوگان بازی میں مصروف ہوا
ناگاہ حنہ زین کا اس زور سی اُسکی شکم پر لگا کہ اُسکی صدمہ سی جانبر نہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

جب علیشاہ فوت ہوا اُسکا بھائی ابدال خان چک اپنی بھتیجی یوسف خان کی خوف سی اُسکی
جنازہ پر حاضر نہوا یوسف نی سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کی پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ اگر تمھیں میری شاہی منظور ہو اپنی بھائی کی دفن وکفن میں شریک ہو والا نہ تم حکومت کرو میں
تمھاری اطاعت اور فرمان برداری میں حاضر رہونگا جب اُنھوں نی پیغام یوسف کا ابدال خان چک کو
پہونچایا اُسنی جواب دیا کہ میں تمھاری کہنی سی اُسکی خدمت میں حاضر ہوکر پٹکا خدمت کا کمر جان پر
باندھتا ہوں اگر وہ مجھی کسیطور کی مضرت پہونچا دیگا اُسکا وبال تمھاری گردن پر ہوگا سید مبارکخان
جو ابدال خان چک سی عداوت رکھتا تھا بولا کہ میں یوسف کی پاس جاکر اُس سی عہد و پیمان لیتا ہوں
یہ کہکر اُسکی مجلس سی برخاست کرکی یوسف شاہ کی پاس گیا اور نفسانیت سی یہ بات کہی کہ وہ
میری کہنی سی نہیں آتا تم پہلی اسکی تدبیر کرلو بعد اسکی علیشاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر اُسکی
سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سی مقابلہ کرکی مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان بھی
اس معرکہ میں قتل ہوا دوسری دن علیشاہ شیعوں کی طریق میں دفن ہوا اور یوسف شاہ نی بجائی اُسکی
سریر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کی سید مبارکخان اور علیخان چک نی بقصد فتنہ و فساد
دریا سی عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماگری کہ ہمراہ اُسکا تھا سبقت کرکی مع ساٹھ مرد
اہل نبرد مخالفوں کی مقابلہ میں قتل ہوا اور یوسف شاہ امان طلب کرکی ہیرہ پور میں آیا اور سید مبارکخان
یہ خبر سنکر لشکر کو آراستہ کرکی بہ نیت جنگ برآمد ہوا اور یوسف شاہ نی تاب مقاومت نہ لاکر
موضع پرنہال کی جنگل میں پناہ لی اور سید مبارک خان اُسکا پیچھا کرکی جنگ میں مصروف ہوا
یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑوں پر جو اُس اطراف میں واقع تھی درآیا اور سید مبارک خان بمظفر اور
منصور ہوکر کشمیر میں داخل ہوا اور علیخان چک پسر نوروز چک کو کسی تقریب سی بلا کر اُسنی قید کیا اور
لوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُسکی خوف سی پریشان ہوکر پہلی مرتبہ اُسکی پاس حاضر ہوئی
اور آخر کو بابا خلیل اور سید برخوردار اُنکی پاس جاکر عہد و پیمان کی شرط بجا لائی اور جملہ چک سید
مبارک خان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نقد رخصت حاصل کرکی اپنی مکانوں پر گئی اور راستہ میں
یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکی اپنا شاہ کرینگی یہ کہکر ایک قاصد جلد یوسف شاہ کی

پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے کئے سے پشیمان ہوئے اب ہمیں تیری شاہی تجویز کی سید مبارک خان
یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور اُسنے یہ تجویز کی کہ میں بھی اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لیکر یوسف شاہ کے
پاس حاضر ہوں یہ نیت کرکے علیخان چک ولد نوروز چک کو جو قید میں تھا ہمراہ لیکر شہر سے برآمد
ہوا اور دولت چک کہ اُسکے امرا سے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُسنے مضطرب ہوکر علیخان
چک کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ بابا خلیل کی خانقاہ میں داخل ہوا حیدر چک نے علیخان
چک سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کیواسطے تھی اور یوسف چک ولد علیخان
نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کی درپے ہے علیخان نے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا حیدر چک کے
ہمراہ ہوا لوہر چک اور بشا اُسکے سب اُسجا موجود تھے جب علیخان چک کو دیکھا
بعد اُسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بناویں اس مابین میں یوسف شاہ
کالیور کیطرف پہونچا اور یہ خبر سُنی کہ کشمیریوں نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہاں سے موضع ذاہلہ میں
آنکر اپنے تمام آدمیونکو ہمراہ لیا اور جموں کے راستہ سے سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کے امرائے کبار سے تھا استمداد کیواسطے لاہور میں آیا اور باتفاق اُسکے راجہ مانسنگہ
فتحپور سے تمام رات چلکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر میں تھا فرصت پاکر یوسف شاہ کی امداد کی بہانہ سے
راجہ مانسنگہ اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کیطرف روانہ کیا اور وہ دونوں یوسف خان
باتفاق ۹۸۷ نوسوستاسی ہجری میں فتحپور سے راتوں رات کشمیر کیطرف روانہ ہوئے لیکن اُسوقت تک
لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہوگیا تھا یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بتعجیل تمام
کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہاں جاکر لوگونکو موافق کرکے لوہر چک کی شاہی میں خلل ڈالے اور جب
یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ میں پہونچا سید یوسف خان مشہدی سے اور
راجہ مانسنگہ کی کمک کا مقید نہوکر راجوری کیطرف گیا اور اُس مقام پر متصرف ہوکر منزل اشٹہ میں
پہونچا اور لوہر چک نے اُسوقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری
اُسکی فوج سے برآمد ہوکر یوسف شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا یوسف شاہ قوی پشت ہوکر
جہوبل کے راستہ سے کہ وہ نہایت دشوار گذار ہے بطریق تاخت قلعہ سونپور میں آیا لوہر چک حیدر چک
اور شمس چک اور ہستی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آنکر آب بہت کے کنارہ وارد ہوا
اور چند روز کے بعد جنگ شدید اور معرکہ ہائے عظیم وقوع میں آئی اور یوسف شاہ فتحیاب ہوا اور بعد
فتح کے سری نگر کیطرف متوجہ ہوکر کشمیر میں داخل ہوا اور لوہر چک نے قاضی موسی اور محمد سعادت
بہت کے ذریعہ سے آنکر یوسف شاہ سے ملاقات کی آخر کو قید ہوا اور باغیوں سے بھی ایک جماعت
کثیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر تقسیم کی یعنی
شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیریں خوب دیں

اور تمہ خالصہ کیواسطے مقرر کیا اور بعضے امرا کی کہنی سُنتی سے لوہر چک کی آنکھوں میں میل کھینچی اور سنہ ۹۸۸
نوسو اٹھاسی ہجری میں شمس چک اور علی شیر چک نے محمد سعادت بہت کو ساتھ اس گمان کے
کہ یہ دونوں باغی ہیں محبس میں قید کیا حبیب خان چک خوف سے موضع کھنیر کیطرف بھاگ گیا اور
یوسف چک ولد علیخان چک جو یوسف شاہ کی قید میں تھا مع چاروں بھاگی زندان سے برآمد ہوکر
حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور میں جاکر ملحق ہوئی اور وہانسے تبت کی راجہ کے پاس کہ جسکا نام
ہرور و علی تھا جاکر اُس سے کمک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو حدود کشمیر میں پہونچے اور بسبب
اختلاف کی کہ درمیان اُنکی واقع ہوئی تھی کچھ نہ بن پڑا ایک دوسری سے جدا ہوا اور سپاہ سے
یوسف شاہی یوسف ولد علیخان چک اور محمد خان کو پکڑ لائی اور اُنکی کان اور ناک کاٹے اور
حبیب خان چک شہر میں پوشیدہ ہوا اور سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری میں جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ نے کابل سے مراجعت فرماکر جلال آباد میں نزول اجلال اور علو اقبال فرمایا میرزا طاہر
خویش میرزا اسید خان شہیدی اور محمد صالح عاقل کو برسم ایلچی گری کشمیر میں بھیجا اور جب یہ دونو میرزا
پہونچے یوسف شاہ استقبال کیواسطے روانہ ہوا اور فرمان کو بوسہ دیکر سر پر رکھکر تسلیمات بجالا
اور ایلچیونکو اپنے ساتھ لیکر شہر میں داخل ہوا اور اپنی فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو
باتحف وہدایای بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت میں روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی
خدمت میں حاضر رہا اسکے بعد باتفاق شیخ یعقوب کشمیری نے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور
سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری میں یوسف شاہ لار کی سیر کو راہی ہوا اور شمس چک مع زنجیر قید خانہ سے
بھاگ کر کمنوار میں گیا اور وہاں حیدر چک سے پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سُنتے ہی اُن پر
چڑھائی کی وہ متفرق ہوکر بھاگی اور یوسف شاہ نے مظفر اور منصور ہوکر سری نگر کیطرف معاودت
اور سنہ ۹۹۰ نوسو نوی ہجری میں حیدر چک اور شمس چک کمنوار سے بقصد جنگ کشمیر کیطرف متوجہ
ہوئی یوسف شاہ اُنکی مقابلہ کیواسطے برآمد ہوا اور اپنی بیٹی یعقوب کو ہراول کیا اور بعد جنگ
فتحیاب ہوکر سری نگر میں مراجعت کی اور راے کمنوار کی وسیلہ سے شمس چک کی خطا معاف
کرکر اُسکے واسطے جاگیر مقرر کی حیدر چک وہانسے برآمد ہوکر راجہ مانسنگہ کی پاس گیا اور سنہ ۹۹۲
نوسو بانوی ہجری میں یعقوب ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص کیواسطے جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آنحضرت فتح پور سے
راتوں رات لاہور میں پہونچے یعقوب نے اپنے باپ یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر میں
آنیکا ہے یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری کی لیکن اُنہیں دنوں میں یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم
رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ہشتہ میں پہونچا ہے یوسف شاہ ہشتہ کیطرف روانہ ہوا
اور خلعت شاہی زیب بدن کرکے ارادہ مصمم کیا کہ درگاہ کیطرف متوجہ ہوکر بادشاہ کو دیکھوں
اس درمیان میں بابا خلیل اور بابا مہدی اور شمس دونی نے متفق ہوکر یوسف شاہ سے یہ بات کہی

ایا ہی سر پر شاہی پر متمکن کرینگے اسنے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق میں ڈالکر بادشاہ کے ایلچیونکو
رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر میں بجد تھا اس امر کا بہانہ کرکے شاہرخ میرزا اور
شاہ قلیخان اور راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر
بارہ مولہ میں لشکرگاہ کیا اور جب خبر پہونچی کہ عساکر منصورہ بھولباس کہ سرحد کشمیر ہے آیا سد راہ
ہوکر اسکی آمد کا راستہ بند کیا اور اسکے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا
راہ مسدود ہوئی پیغام صلح درمیان میں آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجای اپنے نصب کرکے اور عہد
وپیمان لیکر راجہ بھگوانداس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کرکے صلح کی اور امرای
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں لیگئے لیکن بادشاہ کو صلح پسند
نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امرا سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری میں بہ تہیہ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ
کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستونکو مسدود کرکے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فروکش ہوا سرداران کشمیر کے
خوف سے برآمادہ ہوکر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اسوقت میں یعقوب شاہ سے رنجیدہ
ہوکر محمد قاسم خان کے شریک ہوئے اور بعضوں نے شہر سری نگر میں نشان مخالفت کا بلند کیا
یعقوب شاہ نے گھر کی آتش فرو کرنی واجب ولازم جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبر شاہی
میدان صاف دیکھکر کشمیر میں داخل ہوئی یعقوب شاہ پہاڑوں پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر
شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنوں پر عامل مقرر کئے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد
جمعیت بہم پہونچاکر محمد قاسم خان میر بحر سے ہم مصاف ہوا اور باوجود اسکے کہ مغل بہت مارے گئے
اسپر بھی یعقوب شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور پھر تھوڑے دنونکے بعد جمعیت کرکے سری نگر کیطرف
متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ ارک میں قلعہ بند ہوا
اور عرضداشت لکھکر شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید یوسف خان مشہدی کو
حاکم کشمیر کرکے محمد قاسم خان میر بحر کو حضور میں طلب کیا اور سید یوسف خان مشہدی جب
کشمیر میں پہونچا یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے محاصرہ سے دست کش ہوکر پہاڑوں میں در آیا اور
یوسف خان مشہدی نے دو برس اسکا پیچھا کیا اور جسطور سے ممکن ہوا اسے دلاسا کرکے بادشاہ کی
ملازمت میں بھیجا الغرض یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دونوں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے
سلک امرا میں منتظم ہوئے اور ولایت بہار جاگیر پائی اس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان دہلی کی
قبضۂ اقتدار میں آئی اور قبل اس سے مدت ہزار سال تک خطہ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ نے
مسخر ومفتوح نہ کیا تھا

مقالہ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار [illegible]

کیفیت ظہور اسلام اس ملک کی واقفان احوال پر واضح ولائح ہو کہ واقعات ملوک ملیبار کسی کتب تواریخ سے میری نظر مین نہین گذری اسواسطے ملا محمد قاسم فرشتہ اس ذکر کو وقائع مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کرکے گذارش پرداز ہے کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کیطرف واقع ہے اور بسبب قرب جوار پیشتر از واقعہ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہوکر تحف و نفائس بھیجکر اپنے مملکت کی محافظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصاری کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اس ملک مین آمد و شد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور انکے درمیان منافع دنیوی کے سبب ایک الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود و نصاری نے ولایت ملیبار کے شہرونمین سکونت اختیار کرکے کوٹھیان اور دکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دوسو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب و عجم کے لباس فقر و درویشی مین بنادر عرب سے کشتی پر سوار ہوکر حضرت بابا آدمؑ کی قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت مین سراندیپ کیطرف کہ جسکو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور بحسب اتفاق وہ کشتی ہوای مخالف سے تباہ ہوکر ملیبار کیطرف جا پڑی اہل کشتی شہر کدنکلور مین وارد ہوئی اور وہانکا حاکم مسمی سامری تھا اور وہ زیور عقل و دانش سے آراستہ اور صفت اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا انکی صحبت سے مشرف ہوا

اور ادھر ادھر کا تذکرہ کرکے اُنکے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل
اسلام اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین سامری نے جواب دیا
مین نے گروہ یہود اور نصاریٰ اور ہنود سے جو تمہارے دین کے مخالف اور جہان کے سیاح ہین اُنکی زبان سے
سُنا ہے کہ یہ دین بلاد عرب و عجم و ترک مین مروج ہے لیکن مجھے مسلمانون کی صحبت میسر نہوئے
اب امیدوار ہون کہ آپ سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات سے
بیان فرمایئے۔ ایک اُن فقراء مین سے جو علم و کلام کی صفت مین موصوف تھا اُسنے آغاز کلام کرکے
اسقدر حالات اور معجزات آنحضرت سے بیان فرمائے کہ سامری کے دل مین حضرت رسالت پناہ کی
محبت جوش زن ہوئی اور جب اُسنے معجزہ شق القمر کا سُنا بولا اے قوم یہ معجزہ بہت تھوڑی
اگر حق اور صدق ہے اور سحر نہ تھا تو جمیع بلاد قریب و بعید کے آدمیون نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا
اور ہمارے ملک کا یہ دستور ہے کہ جسوقت کوئی قضیہ بزرگ واقع ہوتا ہے ارباب قلم اُسے
دفتر مین قلم بند کرتے ہین اور ہمارے باپ اور دادا کا دفتر موجود ہے اُسے دیکھکر تمہارے صدق کو
محک امتحان پر جانچتا ہون پھر اہل دفتر کو بلا کر فرمایا کہ تم دفتر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا کھولکر شق القمر کا حال دیکھو جب وہ دیکھا گیا اُس مقام مین لکھا تھا کہ فلان تاریخ
دیکھا گیا چاند دو ٹکڑے ہوکر پھر پیوستہ ہوا یہ سُنتے ہی حقیقت دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی سامری پر ظاہر ہوئی اور نور ایمان اُسکے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمہ طیبہ شہادت
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری کیا اور با اعتقاد تمام مسلمان ہوا جو اپنے
قوم کے رئیسون سے ڈرتا تھا اسسے مخفی رکھا مسلمانون کو بھی اُسکے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانون سے
بانعام و احسان فراوان پیش آیا اور اُنسے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام کی
قدمگاہ کی زیارت کرکے پھر اسطرف رونق افزا ہوجیے گا فقراء باصفا رخصت ہوکر سراندیپ
کیطرف روانہ ہوئے اور عرصہ قلیل مین اُسکے التماس کے موافق بلدہ کنکلور مین معاودت کی اور
سامری اُنکی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ
از دقائق فروگذاشت نہ کیا اور عازم سفر مکہ و مدینہ ہوا لیکن جو خیال تھا کہ حج کا مرتکب نہو سکتا تھا
لہذا اس مقدمہ مین یہ تدبیر اندیشہ کی بعض مسلمانون کو زر و مال فراوان دیکر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے
جہاز کی استحکام مین کوشش کرو اور بعدہ آب و طعام اور مایحتاج ضروری ترتیب سے اُسپر بار کرکے
جمیع لوازم سفر دریا خوب بہترین وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہوچکا اُسوقت
ارکان دولت اور سرداران قبیلہ کو اپنے پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت الٰہی کا شوق غالب
ہوا ہے چاہتا ہون کہ خلائق کی صحبت سے چندروز خلوت مین بیٹھکر اپنے خالق کی یاد مین بسر کرون
اور آیندہ تمہین میری ملاقات سے متعذر ہوگی اور ایک دستور العمل اپنے خط خاص سے لکھکر تمہین سپرد
کرونگا تم جمیع مہمات شاہی کو موافق اُسکے انجام دینا میری عرض بکر کی محتاج نہ رہنا القصہ بعد

گفتگوی دراز سبھوں نے عہد و پیمان کرکے یہ اقرار کیا کہ
بخط ملیباری ایک دستور العمل لکھکر جمیع ممالک ملیبار کے امرا اور معتقدین پر تقسیم کئی اور یہ فرمایا کہ اس
دستور العمل پر بطناً بعد بطن کاربند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نکرنا اور اگر حکام کے درمیان
کسیطرح کی خصومت بہم پہونچے انتقام کیواسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نکرنا اور لشکر
اور اعوان کی خونریزی روا رکھنا اور ولایت میں تصرف بیجا نکرنا اور شاہ کے قتل کرنے اور اپنے مقتول
ہونے سے پرہیز رہنا اور اگر احیاناً کسی معرکہ میں شاہ قتل ہووے اور اسکا لشکر ہجوم کرے اس دشمن کو
مع جمیع افواج قتل کرو اور جب تک اسکی سلطنت کو خراب اور برباد نکرو چلکو آرام نہ قبول کرو
غرضکہ ہنگام تحریر اس کتاب سے اس تاریخ تک کہ ۱۰۱۵ھ ایک ہزار پندرہ ہجری ہیں ملیباری بادشاہ
مقتول ہونے سے بہت ڈرتے ہیں اور باوجود قدرت کے مملکت غنیم پر متصرف نہیں ہوتے ہیں قاعدہ
مخصوص اس ملک کا ہے اور منقول ہے جب سامری نے تمام مملکت تقسیم کی ایک امیر کہ غائب تھا
حاضر ہوا سامری نے متفکر ہوکر اپنی تلوار اسے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اس شمشیر کے زور سے جسقدر ولایت
ملیبار کو فتح کرے اسکا تو مالک و مختار ہے اور تیری اولاد بھی اسی پر اکتفا کرے اور بعد میرے تیرا اور تیرے
اولاد کا سامری نام رکھیں غرض سامری نے بعد فراغ وصیت لوگونسے یہ بات کہی کہ میں فلان
مقام میں عبادت کیواسطے قیام کرتا ہوں لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس آمد و شد
نکرے اور رات کیوقت مسلمانونکے ہمراہ کہ سرگروہ انکا مالک بن حبیب تھا جہاز پر سوار ہوکر مکہ کیطرف
روانہ ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد خانہ معہود میں آئے جب سامری کو نہ دیکھا سب متفق اللفظ
والمعنی ہوکر بولے کہ سامری نے آسمان پر عروج کیا ہے اور پھر نزول کریگا اس سبب سے کفار ملیبار ایک
شب کو جس رات وہ غائب ہوا تھا سامری کے موضع غیبت میں جشن کرتے ہیں اور ایکطرف میں
پانی اور ایک جوڑی کھڑاؤں کی وہاں رکھتے ہیں کہ اگر سامری آسمان سے اترے اسکے واسطے پانی اور کھڑاؤں کی
جوڑی حاضر ہے اور سامری باثنای عبور جب بندر قندریہ میں پہونچا ایک شبانہ روز وہاں مقام کیا
اسکے بعد طے مسافت کرکے بندر شجر کیطرف پہونچا ناگاہ مرض الموت میں مبتلا ہوکر صاحب فراش ہوا
اسصورت میں مالک بن حبیب اور تمام رفقا جہاز کو حاضر کرکے بولے کہ تمام خواہش اور ارادہ ہمارا یہ ہے
کہ دین نبوی ملیبار میں رونق اور رواج پیدا کرے شرط رفاقت اور مروت اس امر کی مقتضی ہے کہ حمیت
اسلام منظور اور ملحوظ رکھکر سفر دریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کریں ہم اور تم اور باقی مسلمان برسم تجارت
عبور کرکے اس ملک میں جاویں اور کسی تدبیر سے اس حدود میں مکان رہنے کو تیار کریں اسکے بعد باہستگی تمام
وہاں کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راغب ہوکر سر حلقہ اسلام میں لاوینگے پھر انھون نے
سامری کو دعای خیر دیکر یہ بات کہی کہ ہم تیرے بغیر اس ملک میں نہ جاسکینگے کسواسطے کہ کفار ملیبار اور
یہود و نصاری ہمارے دین کے دشمن ہیں اور نہایت عداوت رکھتے ہیں کسیطور ہمارے آنیکو روا دار نہونگے کہ ہم
اس ولایت میں قدم رکھیں تو طرح اختیار کرنا امر دشوار ہے سامری نے سر گریبان تفکر میں جھکایا پھر

کے

ایک فرمان اپنے ہاتھ سے امرا اور اقربا کے نام اس مضمون کا لکھا کہ یہ نوشتہ ہے سامری کی طرف سے کہ جس
معبود انس و جان اور خالق زمین و آسمان کے حکم سے تمہاری جدائی اختیار کی لیکن عنقریب تمہیں
میری ملاقات خوب تر وجہ سے روزی ہوگی چاہیے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر جانکر دستور العمل سے تجاوز جائز نہ رکھو
اور دونوں جہان کی بہتری اور خوبی اسی پر منحصر جانو اور اس وقت میں سالک طریق سداد مالک بن حبیب
اور ایک گروہ خدا پرستوں سے فلان فلان آدمی کہ سلیم النفس اور نیک اندیش اور نیک اعتقاد ہیں اور نفس
شرارت اور بدنفسی سے مقصور نہیں ہے برسم سیر و تجارت اُس حدود میں متوجہ ہوئے ہیں اُنکے حالات سے
بخوبی دریافت کرکے اُنکی سفارش واجب جانکر تحریر کی لازم کہ تم لوگ اُس گروہ حق پژوہ کے قدوم خیر لزوم کو
نعمت عظمی شمار کرکے بہ تعظیم و تکریم پیش آؤ اور شرائط مہمانداری بجا لاکر جمیع امور میں اُنسے اعانت اور
امداد طلب کرو کہ سعادت دارین اسی میں ہے بلکہ اُن لوگوں سے بدین سلوک پیش آؤ کہ سب کو اسطرف
رہنے کی ہوس ہو اور مکانات اور باغات اور مساجد وہاں تعمیر کریں اور خبردار کوئی مردم بومی یا کوئی مسافر
گمراہ یہود و نصاریٰ سے ہے انکا متعرض ہووے سامری نے یہ فرمان مسلمانوں کے سپرد کرکے کہا کہ میرے مرنے اور
جہاز کے سوار ہونیکی خبر تمام آدمیوں سے پوشیدہ رکھنا اور فرمان حاکم کدنگلور کے پاس بھیجنا کہ وہ تمہاری
حسب دلخواہ اور مرضی کے موافق سلوک کریگا پھر سامری نے اپنا ساز و سامان جو کچھ اُسکے پاس تھا
مسلمانوں پر تقسیم کیا اور اُسی دن جوار رحمت حق میں واصل ہوکر بندر شحر میں مدفون ہوا لیکن صحیح
روایت یہ ہے کہ سامری نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں اپنے ملک میں چاند کا
دو ٹکڑے ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس امر کی تحقیق کیواسطے آدمی معتمد اطراف و اکناف میں بھیجے بعد اسکے
معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ نے دعوی نبوت کرکے شق القمر کو جملہ معجزات سے کیا ہے اسواسطے سامری
جہاز پر سوار ہوکر حجاز کیطرف گیا اور حضرت نبوی کی ملازمت سے مشرف ہوکر مسلمان ہوا اور خانہ
کعبہ کی زیارت سے بھی خدا نے اُسے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت معاودت وطن حاصل کرکے
جب مع ایک جماعت اہل اسلام شہر ظفار میں پہونچا مرض مہلک میں گرفتار ہوکر فوت ہوا اور اب بھی
قبر اُسکی اُس شہر میں ہے اور لوگ اُسکی زیارت کو جاتے ہیں بہر تقدیر ایک جماعت مسلمانوں کی کہ اُسکے
ہمراہ تھے اور شرف بن مالک اور اخوہ بن الام اور مالک بن دینار اور ابن اخیہ اور مالک بن حبیب نے
اُسکی وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کیطرف جاکر نوشتہ سامری کا حاکم کدنگلور کے پاس
پہونچایا جب اُسنے خط سامری کا پہچانا محظوظ ہوا اور پوچھا سامری کہاں ہے اور کسواسطے تمہارے
ہمراہ یہاں نہیں آیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہیں کیا ہے اور ہم اس ماجرے سے واقف نہیں
جسوقت کہ ہم دریائے شحر کے کنارے جہاز پر سوار ہوئے تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہمنے اُس سے ترک
وطن کا سبب پوچھا اُسنے ہمیں کچھ جواب نہ دیا اور جب اُسنے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ
رکھتے ہیں یہ چند کلمے ہمیں لکھ دیے کہ تم حاکم کدنگلور کو پہونچانا ہم بلا توقف اسطرف روانہ ہوئے
پھر ہمیں خبر نہیں کہ وہ کہاں گیا جو ملیباریوں کا عقیدہ تھا کہ سامری زندہ ہے اور آسمان پر عروج کیا ہے

سمجھی کہ وہ کسی شخص کیواسطے آسمان سی بصورت شجر مین نازل ہوا اور یہ نوشتہ اس جماعت کی ہاتھ ہماری پاس بھیجکر پھر آسمان پر صعود کر گیا جب یہ فرمان صادر ہوا بلدہ کدنگلور اور تمام شہر ملیبار مین لوگون نے خوشی کی رسمین عمل مین پہونچائین اور حاکم کدنگلور نے مہمانونکو مکان عالیشان مین اتارا اور اپنی ملک کی آئین کی موافق مراسم ضیافت اور قواعد تکریم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا بیت کرم ورزید و مہمان انکو داشت ٭ چنین دارند مہمان را گرامی داشت ٭ اور بعد فراغ لوازم ضیافت اُس جماعت کا مقاصد اور مطالب پوچھکر تمام ملیبار کی باشندون اور حکام کو نامی لکھی کہ مالک بن حبیب اور اُسکی رفقا کو اس ملک کی فضا اور ہوا خوش آئی اسلیی اپنی قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو عطر بیز اور عنبر آمیز کیی ہی جس شہر اور قصبہ اور موضع مین کہ نزول فرماوین اور رغبت توطن یعنی رہنی کی رکھتی ہون مقام خوب اور مرغوب مساجد اور منازل اور باغات کیواسطی سامری کے فرمان کی موافق انکی تفویض کرین اور انکی خدمات شائستہ سی اپنی تئین معاف نہ رکھکر سامری کے لطف عمیم کی منتظر اور متوقع رہین خلاصہ یہ کہ مالک نی مع اپنی ہمراہیون پہلی شہر کدنگلور مین مسجد بنا کر مکانون اور باغونکی بنا ڈالکر بعضونکو وہان قرار دیکر گیا بعد اسکی مالک اپنی اہل و عیال کو لیکر ولایت ملیبار کی سیر کو گیا اور کولم مین کہ نام ایک شہر یا موضع کا ہی وہان جاکر مسجد اور باغ اور مکان تعمیر کرکی اپنی اہل و عیال کو اس مقام مین نگاہ رکھا اسکی بعد ہیلی ماراوی کی سمت گیا وہان بھی مسجد تعمیر کرکی اور مواضع مین مثل جرفین اور درفین اور فندریہ اور حالیات (نام شہر) اور فاکنور اور منگلور اور کالنجر کوٹ کیطرف روانہ ہوا اور ہر ایک بلاد مین مسجدین تعمیر کرکی مسلمانونکو اُن مواضع مین آباد کیا اور نماز اور روزہ اور اذان نماز کی وصیت کی اور چونکہ مسلمان ملیبار کی اکثر شافعی مذہب ہین قیاس ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سامری اور مالک بن حبیب اور جو صاحب کہ انکی ہمراہ آئی تھی شافعی مذہب تھی واللہ اعلم بالصواب بعد اسکی رفتہ رفتہ اس ملک مین مسلمانونکی آمد و شد سی مسلمانون کی نہایت کثرت ہوئی اور بہت بادشاہ ملیبار کی حلقہ اسلام مین داخل ہوئی راجا بندر گووہ اور دابل اور جیول وغیرہ نی بطریق حکام ملیبار اُن مسلمانونکو جو عربستان سی آئی تھی سواحل دریا پر رہنی کو جگہ دی اور انھین ساتھ نوابت یعنی خداوند کی مخاطب کیا اس سبب سی یہود اور نصاری کی سینہ مین حسد کی آگ روشن ہوئی مسلمانونکی عداوت پر کمر باندھی لیکن جب ممالک دکن اور گجرات کو دہلی کی بادشاہون نے فتح کرکی زیر نگین کیا اسلام نی دکن کیطرف قوت پکڑی پھر مخالف سکوت اختیار کرکی دشمنی اظہار نکرسکتی تھی یہانتک کہ جب سنہ ۹۰۰ ہجری نوسو ہوئی شاہان دکن کی سلطنت مین ضعف اور خلل ظاہر ہوا اُسوقت مین فرنگی شاہ پرتگال کیطرف سی بحر ہند کی سواحل پر قلعونکی تیاری کیواسطی مامور ہوئی اور سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین چار جہاز نصاری کی پرتگال سی بندر فندریہ کیطرف روانہ ہوئی اور کالیکوٹ مین آئی اور اُس ملک کی تمام حقیقت دریافت کرکی اپنی ملک کی سمت مراجعت کی اور دوسری سال پرتگال سی چھ جہاز کالیکوٹ مین آئی اور اسمرتبہ فرنگیون نی ملیباریون سی یہ بات کہی کہ مسلمانونکو عرب کی سفر سی روکو

کہ ہماری ذات سے تمھیں نفع اُنسے زیادہ تر ہوگا اور باوجود اسکے سامری نے یہ امر قبول نہ کیا نصاریٰ مسلمانوں پر
اور ہندوؤں کے معاملات میں سختی کرتے تھے اور سامری یہ خبر سُنکر طیش میں آیا اور نصاریٰ کے قتل کا حکم عام نافذ
فرمایا اسصورت میں ملیباریوں نے مال و اسباب اُنکا خوب لوٹا اور ستر فرنگی نامی اور معتبر قتل کئے اور
بقیۃ السیف جو تاجر اور اُنکے ملازم تھے جہاز پر سوار ہوکر کوچی کیطرف راہی ہوئے وہاں کا حاکم جو سامری سے
عداوت اور منازعت رکھتا تھا اُنکو اپنے شہر میں اُسنے پناہ دیکر یہ اجازت دی کہ تم بلدہ کوچی کے قریب
اپنے رہنے کیواسطے ایک قلعہ بناؤ فرنگی یہ امر خدا سے چاہتے تھے عرصۂ قلیل میں ایک قلعہ مختصر تیار کیا اور ایک
مسجد کہ دریا کے ساحل پر واقع تھی اُسے مسمار کر کے گرجا تیار کی اور یہ وہ قلعہ ہے کہ فرنگیوں نے اول دیار ہند میں
بنایا ہے اور اُنھیں دنوں میں بندر کنور کے اہالی نے فرنگیوں سے روش موافقت کی اختیار کی اور فرنگیوں نے اس مقام میں
ایک قلعہ احداث کیا اور باطمینان تمام مرچ اور سونٹھ کی تجارت میں مشغول ہوئے لیکن اور لوگ اُس تجارت کی
ممانعت کرتے تھے اور سامری کو یہ وضع اُنکی نہایت ناپسند آئی اور غضبناک ہوکر فوج کشی کی اور کوچی کے
تین بادشاہوں کو قتل کر کے اور ولایت کو تاراج کر کے سالماً غانماً ملیبٹ آیا اُسکے بعد شاہان مقتول کے وارثوں نے
علم شاہی بلند کیا اور جمعیت بہم پہونچا کر ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیوں کی فہمائش سے جہاز روانہ کئے
اور کنور کے حاکم نے بھی یہی روش اختیار کی یعنی جہازوں کو متردد کیا سامری کا غصہ یہ اخبار سُنکر ایک حصہ سے
ہزار حصہ ہوا اور تمام خزانہ سامان جنگ اور مصارف سپاہ میں صرف کر کے دو تین مرتبہ کوچی کی سمت
گیا اور چونکہ فرنگی ہر مرتبہ اُنکی کمک کرتے تھے کوچی پر متصرف نہوا اور شکست کھا کر مراجعت کی اور ایلچی سلاطین
مصر اور جدّہ اور دکن اور گجرات کیطرف بھیجکر پیغام دیا کہ فرنگیوں نے ہماری ملک موروثی پر دست
تعدی حد سے زیادہ دراز کیا ہے اگرچہ یہ امر ہمیں چنداں دشوار اور شاق نہیں گذرتا لیکن چونکہ وہ لوگ
اس ملک کے مسلمانوں کو رنج اور الم پہونچاتے ہیں ہمیں بہت ناگوار خاطر ہے باوصف اسکے کہ میں
دین ہنود میں ہوں لیکن میں مسلمانوں کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر فرض جانکر خزینہ اور دفینہ اس
کام میں صرف کرتا ہوں اور اس بارہ میں کسیطرح کی تقصیر روا نہیں رکھتا ہوں لیکن چونکہ حاکم
پرتگال کا خزانہ وافر اور فوج متکاثر رکھتا ہے ہمیشہ جہاز جنگی مع افواج بیشمار اسطرف بھیجتا ہے
اور آدمیوں کے مقتول ہونے سے اُسکی قوت کم نہیں ہوتی ہے اس سبب سے میں شاہان اسلام سے
مدد کا محتاج ہوا ہوں اگر آنحضرات دین محمدی کی اعدا کی مقہوری پیش نہاد ہمت والا نہمت کر کے
اپنے ممالک محروسہ سے جہاز مع شجاعان جرار و تہمتنان کارگذار کفار فرنگ کی جہاد کیواسطے
اسطرف روانہ فرماویں تحقیق بروز قیامت حضرت سرور کائنات کی روبرو مجاہدوں
اور غازیوں کی سلک میں منتظم ہوکر سربلند ہونگے سلطان مصر قانصور غوری نے یہ درخواست
قبول کی اور غزا اور جہاد کیواسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ غراب کہ مراد جہاز جنگی سے ہے
مملو از افواج جنگی اور سامان کارزار ساحل ہند کیطرف روانہ کئے اور شاہ محمود گجراتی اور شاہ
محمود شاہ بہمنی نے بھی بندر دیو اور سورت اور گوہ اور دابل اور چیول سے اہل فرنگ کی سزا کیواسطے

جہاز نہایت مضبوط تیار کروائی اور مصر کی جہاز پہلی بندر دیو مین آئی آخر کو باتفاق سواران گجرات
بندر چیول کی سمت کہ جہان فرنگیون نے لام باندھا تھا روانہ ہوئی اور چالیس جہاز سامری کے
اور چند غراب والی گووہ اور دابل کے ساتھ انکی پیوستہ ہوکر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیونسے
بھرا ہوا تھا دستیاب کرکے ساتھ انکی لوازم جہاد بپیش پہونچایا یعنی انھین علف تیغ خون آشام کرکے
بندر دیو کی جانب معاودت کی لیکن اہل فرنگ نے بھی مخالفون کو غافل سمجھکر بجرأت تمام تر آن واحد مین
تعاقب کنان اس مقام مین آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین نے ناچار انکی جنگ مین مبادرت کے
لیکن انسے کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئی اہل فرنگ نے مسلمانونکو شربت شہادت
چکھاکر فردوس کیطرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لیکر مظفر اور منصور اپنے بنادر کا راستہ لیا اور انہی
سنوات مین جب سلیم سلطان خواندکار روم سلاطین غوریہ مصر پر غالب آیا سلطنت اس گروہ کے
لیسر ہوئی سامری کہ اس کام کا سرگروہ تھا بیدل ہوا فرنگیون نے تسلط پایا اور سامری کی غیبت مین
کہ وہان موجود نہ تھا رمضان کی مہینے سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کالیکوٹ مین آئی اور مسجد جامع
جو خانہ خدا تھی اسمین آگ دیکر خاک سیاہ کی اور دست نہب و غارت دراز کرکے شہر کو بھی ویران
کیا لیکن دوسری دن ملیباریون نے ہجوم کرکے جماعت نصاری کے سر پر تلوارین میانسے لیکر جا پڑی
اور اہل فرنگ کے پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کرکے بہتونکو پانی مین غرق کیا اور بقیۃ السیف نے
بھاگ کر بندر کولم مین پناہ لی اور وہانکی زمیندارونکو موافق کرکے شہر سے سوا کوس پر ایک گڑھی
تیار کی اور اہل فرنگ نے جمعیت بہم پہونچاکر اسی سال جیسا کہ مذکور ہوا قلعہ بندر گووہ کو یوسف عادلشاہ کے
متعلقونکی تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادلشاہ اسی عرصہ مین پھر بندر گووہ پر بزور شمشیر
فرنگیونکی قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون نے چند روز کے بعد وہانکی حاکم کو زر خطیر دیکر
فریفتہ کیا اور پھر اسپر متصرف ہوئی اور بنادر ہندوستان مین اپنا حاکم بٹھاکر قلعہ کی مرمت اور
استحکام مین کوشش کی اور وہ ایسا قلعہ ہے کہ جسکی تعریف مین کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہی

شعر
بری از فتنہ ہمچون طبع عاقل ٭ مصون از رخنہ چون گردون والا ٭

القصہ سامری باوجود کفر کے
جوہر غیرت دار تھا اس سانحہ کی مشاہدہ سی نہایت غمگین ہوا اور اسی صدمہ مین بیمار ہوکر سنہ ۹۲۱
نوسو اکیس ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اسکا بھائی قائم مقام ہوا اسنے جنگ سے
سہلو تہی کرکے فرنگیونسے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کی قریب فرنگیونکو اس شرط اور قرار پر قلعہ جدید
بنانیکی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور سونٹھ کی بنادر عرب مین بھیجتی رہین فرنگیون نے اول اپنی
عہد و پیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سی مسلمانونکو مانع ہوئے
اور اس ملک کی اہل اسلام پر دست تعدی حد سی زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو کدنکلور مین تھا وہ بھی
سامری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کرکے اہل اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتونکو شربت شہادت
چکھایا آخر کو سامری اپنے فعل سے نادم اور پشیمان ہوا پہلی یہود کی تدارک کہ کدنکلور کیطرف افواج لیکر گیا

اسکی باتفاق جمیع غازیان ملیبار کالیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل فرنگ کی قلعہ کو محاصرہ کیا اور
مساعی جمیلہ اور تردداعت رستمانہ سی اہل فرنگ کو مغلوب کرکی قلعہ کو فتح لیا اور یہ امر ملیباریوں کی
قوت اور شوکت کا باعث ہوا اور جہازونکو بلا اجازت فرنگیونکی سونٹھ اور مرچ وغیرہ سی مملو کرکے
بنادر عرب میں روانہ کئی اور اہل فرنگ نی ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری میں حالیات کی حد میں جو کالیکوٹ سے
پانچ کوس ہی قلعہ تیار کرکی ملیبار کی جہازونکی روانگی دشوار کی اور اسیطرح سی اہل فرنگ نی انھیں سنوات میں
برہان نظام شاہ بحری کی عہد میں قلعہ ریکدندہ بندر جیول کی قریب احداث کرکی اس مقام میں توطن کیا
اور ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری میں بندر دسی اور دمن اور بندر دیو جو شاہان گجرات کی متعلق تھے
اس تفصیل سی کہ پیشتر اپنی مقام میں تحریر ہوا بہادر شاہ گجراتی کی عہد میں قابض اور دخیل ہوئے اور
۹۴۳ھ نوسو تیتالیس ہجری میں کدنکلور میں بجبر و قہر قلعہ احداث کرکی کمال استقلال اور غلبہ بہم پہنچایا
اور اسوقت میں سلطان سلیمان بن سلطان سلیم رومی نی داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو بنادر ہند سے
برآوردہ کرکی اس مقام پر خود متصرف ہووی چنانچہ ۹۴۴ھ نوسو چوالیس ہجری میں اپنی وزیر سلیمان
پاشا کو مع سو غراب جنگی پہلی بندر عدن کیطرف بھیجا تو والی اسکو کہ سرراہ ہی مفتوح اور مسخر کرکی
اسکی بعد بنادر ہند کیطرف روانہ ہووی سلیمان پاشا نی سنہ مذکور میں بندر عدن کو شیخ غازی
بن شیخ داؤد سی لیکر اسی قتل کیا بعدہ بندر دیو کیطرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر بنیاد جنگ قائم
کی قریب تھا کہ اسی بھی فتح کری لیکن قلت اذوقہ اور خزانہ کی صرف ہوجانی سے یہ امر تعویق میں پڑا
اور ناچار ہوکر روم کیطرف مراجعت کی اور ۹۸۳ھ نوسو تراسی ہجری میں نصاری بندر ہرموز اور
مسکت اور سقوطرہ اور ملوہ اور میلاپور اور ناگ فتن اور منگلور اور سیلان اور بنگالہ سی حد
چین تک مسلط ہوئی اور ان مقاموں میں قلعہ تیار کئی ان قلعوں میں سی سلطان علی آچی نی قلعہ سقوطرہ کو
فتح کیا اور حاکم سیلان نی اہل فرنگ کو مغلوب کرکی اپنی مملکت سی انکا صدمہ دور کیا اور سامری
حاکم کالیکوٹ کو کہتی ہیں کہ وہ اس شخص کی نسل سی ہی کہ جسکو سامری کلاں نی تلوار بخشی تھی اہل فرنگ کی
تسلط سی یہ تنگ آنکر اسنی ایلچی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ بحری کی پاس بھیجکر انکو اہل فرنگ کی
جنگ اور اپنی ممالک سی مدافعہ کی تحریص اور ترغیب کی پھر ۹۷۹ھ نوسو اناسی ہجری میں سامری نی
قلعہ عالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضی نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکدندہ اور بندر گووہ کی
تسخیر میں مصروف ہوئی سامری نی بزور بازوی شجاعت قلعہ عالیات کو فتح کیا لیکن مرتضی نظام شاہ
اور علی عادل شاہ سی جیسا کہ اپنی مقام میں مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سی کچھ نہ بن پڑا
ناکام ہوکر مراجعت کی اور اہل فرنگ نی مسلمانونکی ایذا رسانی پر کمر باندھی بعضی جہاز جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ کی جو اہل فرنگ کی بلا اجازت مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوئی تھی مراجعت کیوقت بندر جدہ میں
غارت کرکی مسلمانونکی اہانت اور آبروریزی ہمت کی اور بندر عالی آباد قرائین جو علی عادل شاہ سی

تعلق رکھتا تھا آگ لگا کر ویران کیا اور بندر دابل میں بطریق تجارت آنکر چاہتی تھی کہ مکر و غدر سے اُسپر بھی متصرف ہووین وہانکے حاکم خواجہ علی المخاطب ملک التجار شیرازی نے واقف ہو کر ڈیڑھ سو آدمی معتبر اہل فرنگ کے قتل کیے اور اُس طرف کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب اور عجم کے جہازپر لوگونکا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان و مال کو ہلاکی اور بربادی متصور تھے لیکن اُسکے امرا مثل مرزا عبد الرحیم المخاطب خانخانان وغیرہ اہل فرنگ سے قول لیکر جہاز سمت سواحل بنادر کیطرف بھیجتے تھے اور سنہ ۱۰۱۹ ہزار انیس ہجری مین نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیونکو جو پرتگال کی فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے یعنی فرنگیان پرتگال ولایت سورت مین کہ وہ بھی ممالک گجرات سے ہے رہنے کو جگہ دی اور وجہ اسکا یہ تھا کہ فرنگیان انگلس نے سواحل ہندوستان مین سکونت اختیار کیا تھا اور انکے اعتقاد دیگر فرنگیونکے خلاف ہین کہتے ہین کہ عیسیٰ بندہ اور رسول خدا ہے اور حضرت جل شانہٗ ایک ہے اور اہل و عیال رکھنے سے منزہ اور مبرا ہے الغرض اہل انگلس اپنا شاہ علحدہ قرار دیکر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہین کرتی تھی اور اب تک اُس جماعت نے قوت اور قدرت بہم نہین پہونچائی تھی مسلمانونکے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتی تھی اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتی تھی اور جسوقت کہ اُنپر قابو پاتی تھے فی الفور اُنھین ہلاک کرتی تھی مگر اب بسبب حمایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کی کہ درمیان اُنکے قریب جوار بہم پہونچا ہے خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین مین مرقوم ہے کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہے اور عشایر اُس مقام کو نیار کہتے ہین اور وہانکا عجیب دستور ہے کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کر سکتی ہے اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہے لوہار اور بڑھئی اور دیگر بزبراہمہ کے سوا اسرا مر یعنی فعل شنیع مین موافقت کرتی ہین اور گروہ کفار کھکر جو پنجاب کے نواح مین تھا حلقۂ اسلام مین آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتی تھی اور ہر ایک عورت اُنکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعدد سے جب ایک مکان مین آتا تھا علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جاوین اور جب کھکرون کے یہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسیوقت اُسے باہر لاکر باواز بلند پکارتی تھی کہ کوئی اسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتی تھی والا نہ اُسیوقت اُسے ہلاک کرتی تھی اور قاعدہ ملیبار کی برہمنونکا یہ ہے کہ جب اُنکی کئی بھائی ہوتی ہین اُنکی بڑی بھائی کی سوا کوئی شادی نہین کرتا ہے تو ورثہ کی کثرت سے آپسمین نزاع اور فساد برپا ہووی اور جب اورونکو شہوت جماع غالب ہوتی ہے نیار وغیرہ کی عورتونسے حاجت رفع کرتی ہین لیکن عقد کی مقید نہین ہوتی والارث

فی طوائف والنیازۃ لاخوتہم من الامّ واولاد اخواتہم وخالاتہم واقربائہم من جانب الام لا للاولاد اور جسوقت باپ اور ماں اُس ملک کی قوم بزرگ براہمہ کی مرتی ہین ایک برس کامل ماتم رکھکر اوخیرات کرتی ہین اور جب ماں اور ماموں اور بڑا بھائی گروہ نیار اور انکی بنا لعان کا مرتا ہے ایک سال ماتم مین بیٹھکر

روتی ہیں اور عورتونسی نزدیکی نہیں کرتی ہیں اور ملیباری تین طبقہ ہین اعلی اور ادنی اور وسط جسوقت اعلی ادنی سی مباشرت یا ملامسہ یعنی مساس کری جب تک غسل نکری کھانا نہ کھاوی اور اگر اسی نا غسل سی پیشتر کھانا کھالیوی حاکم اُسی گرفتار کرکی اونکی ہاتھ بیچتا ہی اور قید بندگی مین گرفتار کرتا ہی اور جوکہ یہ حرکت کرکی کسی موضع مین بھاگ جاوی اور حاکم کو خبر ہووی کہ وہ البتہ بند غلامی سی نجات پاتا ہی اور لسیطر جسی اعلی کا کھانا ادنی نہیں رکہا سکتا ہی اگر اعلی ادنی کی ہاتھ سی کھاوی اپنی مرتبہ سی دست بردار ہووی اور میر جمال الدین حسین انجو جو چاند بی بی سلطانہ فرمانروای احمد نگر کو اپنی حبالہ نکاح مین لایا تھا اپنی فرہنگ مین لکھتا ہی کہ ملیبار بفتح اول و کسر ثانی و یای مجہول نام ایک ولایت کا ہی جو دریاے عمان کی ساحل پر واقع ہی جو قریب ملک بیجانگر کی ایک عمدہ شہر ہای دکن سی ہی کہتی ہین کہ آدمی ملیبار کی دیوث طبیعت ہین جیساکہ ایک عورت انکی دس شوہر سی کم نہیں کرتی بلکہ زیادہ تر جیساکہ امیر خسرو دہلوی فرماتی ہین بیت بی نیازی او کعبہ خستہ و خوار است ؛ بیا و بین کہ خرابیش چون ملیبار ست

مقالہ بارہواں مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالات میں

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہیں لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور عدد میں مشائخ کے سلسلہ سے زیادہ تر ہیں دو طبقہ ہیں ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہائے چشت سے ملتا ہے دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو شاہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہے بندہ اثم محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کر کے ان دو خانوادے کے ذکر پر التفا کیا اور احوال دوسروں کا شیخ عین الدین بیجاپوری جنیدی کی کتاب الانوار سے رجوع کرتا ہے اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہے اس مقالہ میں لکھتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر حیات مستعار نے فا کی اور تذکرۃ الاولیائے ہند دستیاب ہوگا تو دوبارہ احوال اور اقوال ان بزرگوں کا مفصل اس مسودہ میں شامل کریگا الغرض مولانا عبدالرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس میں فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماویگا کہ تو فلاں عارف اور فلاں بزرگوار کو جو فلاں محلہ میں رہتا تھا پہچانتا ہے وہ جواب دیگا ہاں پہچانتا ہوں اسوقت فرمان الٰہی نافذ ہوگا کہ ہمنے تجھے بسبب اسکے بخشا بیت شنیدم کہ در روز امید و بیم ٭ بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم ٭ اور میر ہراتی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اسکے دوستوں سے ہو اور اگر یہ نہو سکے تو اسکے دوستوں کا ہورہ جو بات اس گروہ حق پژوہ سے سنے اگرچہ تاثیر نکرے سر تاب نہو بہر حال انکی صحبت میں شریک رہ اور انکو جدا نہ اعتبار نکر رباعی جانا لبم از ذکر تو خاموش مباد ٭ یاد تو ز خاطرم فراموش مباد ٭ ہر جا ز شما طلب حدیثی گذرد ٭ ذرات وجود من بجز گوش مباد ٭ اور مراتب اولیائے دین کے چار ہیں

صغریٰ کبریٰ وسطیٰ عظمیٰ اور ہر ایک کو انمین سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہے اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین مقام رکھتے ہین کہ ہر وقت عالم مین تین ہزار اور چھپن تن سے کم نہین ہین اور ہمیشہ عاجزون کی کارسازی اور گنہگارونکی شفاعت مین مشغول ہین اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین ہزار تن کو ابطال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہین اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہین اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جسوقت کہ ایک انمین سے فوت ہووے مرتبہ مادون اسکے سے ایک کو بجاے اسکے لاتے ہین مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اسکے قائم کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علیٰ ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین ہزار اور چھپن تن سے نو تن ارشاد کے لایق ہین اور ما بقی بھی اگرچہ مرتبہ مین مراتب ولایت مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور وہ نو تن ہین پانچ تن اوتاد ہین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہے رباعی این طائفہ اند اہل تحقیق ✤ باقی ہمہ خویشتن پرستند ✤ فانی زخود و بدوست باقی ✤ وین طرفہ کہ نیستند و ہستند ✤ اور یہ مقالہ مشتمل ہے اوپر دو لمعہ کے

لمعہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان چشتیہ مین

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری المعروف بہ چشتی قدس سرہ کا

ابیات آن شہنشاہ جہان معرفت ✤ ذات او بیرون ز ادراک و صفت ✤ خسرو ملک فنا بی تخت و تاج ✤ از خود و از غیر خود بی احتیاج ✤ غرق بحر عشق از صدق و صفا ✤ از خودی بیگانہ با حق آشنا ✤ کرد مرغ ہمتش ز اوج کمال ✤ بیضۂ افلاک را در زیر بال ✤ اختر برج سپہر لم یزل ✤ گوہر درج کمال بی بدل ✤ آن معین دین ملت بی نظیر ✤ فارغ از دنیا بہ ملک دین امیر ✤ سلطان سریر سر خواجۂ راستین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف بلدہ سجستان ہے نشو و نما خراسان مین پائی آنحضرت کے والد ماجد خواجۂ غیاث الدین حسن زیور فلاح سے آراستہ اور حلیہ صلاح سے پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجہ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی چکی میراث رکھتے تھے اور اسی مقام مین ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم مبارک ابراہیم قندوزی تھا ایک روز اُس مجذوب کا اُس باغ مین گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اسوقت درختون مین آب پاشی کرتے تھے لیکن جونہین آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑ کر اُنکے دست حق پرست کو بوسہ دیکر ایک درخت کے سایہ مین بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر اُنکے مقابل دو زانو ہو کر مودب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے پرکندہ کنجارہ بغل سے کھینچکر اور اپنے دندان مبارک سے چبا کر خواجہ کے دہن مین ڈالا اُسکے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن مین طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کا دل مکان اور املاک سے بیزار ہوا سب جائداد منقولہ غیر منقولہ بیچکر درویشونکو تقسیم کیا اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا مین

قرآن مجید کی حفظ کرنی اور علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئی اور وہانسی فارغ التحصیل ہوکر عراق کیطرف
متوجہ ہوئی اور جب قصبۂ ہارون مین جو نیشاپور کی نواح مین واقع ہی وارد ہوئی شیخ عثمان ہارونی کہ
مشائخ کبار وقت سی تھی انکی خدمت مین جاکر مرید ہوئی اور اڑھائی برس انکی خدمت مین رہکر مجاہدہ
اور ریاضت مین اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کی مرید تھی اور وہ مرید خواجہ
مودود چشتی کی اور وہ مرید خواجہ ناصرالدین چشتی کی اور وہ مرید یوسف چشتی کی اور وہ مرید خواجہ
ناصرالدین ابو محمد چشتی کی اور وہ مرید خواجہ ناصرالدین احمد چشتی کی اور وہ مرید خواجہ اسحق شامی
المعروف بہ چشتی اور وہ مرید خواجہ ممشاد دینوری کی اور وہ مرید خواجہ ہبیرہ بصری کی اور وہ مرید خواجہ
حذیفہ مرعشی کی اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کی اور وہ مرید خواجہ
حبیب عجمی کی اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کی اور وہ مرید امیرالمومنین و امام المتقین علی ابن ابیطالب
علیہ الصلواۃ والسلام کی اور وہ مرید حضرت خواجۂ کائنات سفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کی تھی اور چشت ایک موضع ہی مواضع ہرات سی القصہ خواجۂ معین الدین محمد نی شیخ عثمان
ہارونی سی خرقہ خلافت کا حاصل کرکی بغداد کی سمت روانہ ہوئی اور اثنای راہ مین قصبۂ سنجار مین رونق افزا
ہوئی اُن دنون مین شیخ نجم الدین کبری قصبۂ جبل کیطرف تشریف لیگئی تھی اور جبل ایک مقام ہی پر فیض اور
ہوا اُسکی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہی کوہ جودی کی تحت مین واقع ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی
کشتی نی اُسی مقام مین قرار پکڑا تھا اور وہانسی بغداد سات منزل یعنی سات دن کا راستہ ہی اور شیخ
محی الدین عبدالقادر قدس سرہ اُسی مقام مین تھی اور خواجۂ معین الدین اُنکی بدولت مشاہدہ جمال
باکمال اور ملاقات قصبۂ سنجار سی بغداد کیطرف روانہ ہوئی اور شیخ اوحد الدین کرمانی جو ابتدای
سلوک مین تھی المختصر دیکھکر معتقد ہوئی اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سی پایا اور شیخ الشیوخ شیخ
شہاب الدین عمر سہروردی بھی شروع حال مین خواجۂ معین الدین چشتی کی صحبت مین ہوکر اُنسی
فیوضات حاصل کی اور بعد چند عرصہ کی خواجۂ معین الدین چشتی بغداد سی ہمدان مین آئی اور شیخ یوسف
ہمدانی سی ملاقات کرکی تبریز کیطرف متوجہ ہوئی اور شیخ ابوسعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کی پیر تھی
اُنسی بھی ملاقات اور صحبت رکھتی تھی شیخ نظام الدین اولیا سی منقول ہی کہ شیخ ابوسعید تبریزی ایسی شیخ
تھی کہ جنکی ستتر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کی تھی شیخ فریدالدین گنج شکر خواجۂ قطب الدین بختیار سی
نقل کرتی ہین کہ خواجۂ معین الدین محمد چشتی کو ابتدای حال مین عجب ایک ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ بعد
سات روز کی روزہ رکھکر ایک روٹی جو کی کہ جسکا وزن پانچ مثقال سی زیادہ نہوتا تھا پانی مین ترکرکی افطار
فرماتی تھی سبحان اللہ ایسی صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھی کسر نفسی اور ریاضت انہین پر ختم تھی اور
شیخ نظام الدین اولیا فرماتی ہین کہ حضرت خواجۂ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دوہر تھا اگر
وہ کسی مقام سی پارہ ہوتا اپنی دست حق پرست سی بخیہ کرتی تھی اور اگر بغل بند پھٹ جاتا کپڑی
پاک کی ٹکڑی جس قسم کی پاتی اُسپر پیوند کرتی تھی اور جب اصفہان مین پہونچی شیخ محمود اصفہانی اُنکی

خدمت مین ہم صحبت رہتی تھی اور خواجہ بختیار کاکی اُن روزون اصفہان مین تھی اور شیخ محمود اصفہانی کی مرید ہوا چاہتی تھی لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتی کی زیارت سی شرفیاب ہوئی فسخ عزیمت کرکی خواجہ کی مرید ہوئی اور خواجہ نی وہ دوہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دوہر خواجہ قطب الدین نی اپنی وفات کیوقت شیخ فریدالدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت نی وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نی شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کو امداد فرمایا اور جب خواجہ خرقان مین تشریف لائی دو برس وہان استقامت کرکی استرآباد کیطرف تشریف فرما ہوئی اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کی صحبت سی مشرف ہوئی اور وہ شیخ عظیم القدر تھی ایک سو اور ستائیس سال کی عمر رکھتی تھی اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی نسبت دو واسطہ کی حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سی رکھتی تھی خواجہ نی ایک مدت اُنکی صحبت مین رہکر فیوض بیشمار حاصل کئی اسکی بعد ہری کیطرف متوجہ ہوئی اور چونکہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتی تھی اور اکثر اوقات سیر مین رہتی تھی اور بارہا خواجہ عبداللہ انصاری کی مکان مین نزول فرماتی تھی اور ایک درویش سی زیادہ آپ کی خدمت مین نرہتا تھا اور چونکہ حضرت قائم اللیل تھی عشا کی وضو سی فجر کی نماز ادا کرتی تھی اور جب ہرات مین آپ کی کشف وکمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نی ہجوم کیا آپ وہانسی برخاستہ ہوکر سبزوار کیطرف روانہ ہوئی اور وہانکا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بدمزاج اور رفض مین غلو رکھتا تھا اور اصحاب کبار سی اُسی اسقدر عداوت تھی کہ اگر کسیکا نام ابابکر رض اور عمر رض اور عثمان رض ہوتا تھا اُسی بہت ایذا پہونچاتا تھا اور اُسکی ہلاکت کی درپی ہوتا تھا اور اس حاکم جابر نی شہر کی اطراف مین ایک باغ بنایا تھا اور اُسکی درمیان مین ایک حوض نہایت صفائی اور لطافت سی موجود تھا خواجہ گرد راہ سی اُس باغ مین جاکر حوض کی کنارہ وارد ہوئی اور غسل کرکی دوگانہ نماز بجالاکر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوئی اتفاقات سی اُسی دن مشہور ہوا کہ یادگار محمد باغ کی سیر کو آتا ہی ایک درویش جو شیخ کا رفیق تھا اُسنی ہراسان ہوکر شیخ سی عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہی آپ کا اس باغ مین بیٹھنا مناسب نہین باہر تشریف لیچلئی شیخ اُسکا اضطراب دیکھکر مسکرائی اور فرمایا اگر تجھی یہی منظور ہی تو یہانسی اُٹھ اور فلان درخت کی سایہ مین بیٹھکر خدا کی قدرت کا کارخانہ دیکھ درویش حسب الحکم کاربند ہوا اسی عرصہ مین فراشون نی آنکر یادگار محمد کا قالیچہ حوض کی کنارے شیخ کی پہلو مین بچھایا اور شیخ کی عظمت اور شوکت سی یہ نہ کہسکی کہ یہانسی اُٹھ جائیی کہ ناگاہ یادگار محمد باغ مین داخل ہوا اور شیخ کو اُس مقام پر دیکھکر خدمتگارونپر جھڑک کرکہا کہ تمنی اس فقیر کو کسواسطی اس مقام سی نہ نکالا کہ اتنی مین شیخ نی سر مبارک اُٹھاکر اُسکی طرف نظر بھرکی دیکھا یادگار محمد مصروع کیطرح دفعتہً کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اُسکی متعلق یہ حال دیکھکر شیخ کی قدم پر گر پڑی اور التماس دعا کی شیخ نی اُس فقیر کو جو خوف سی درخت کی نیچی بیٹھا تھا اشارہ

سے

بلاکر یہ فرمایا کہ تھوڑا پانی اس حوض سی لیکر بسم اللہ پڑھکر اسکی مُنھ پر چھیڈٹا مار درویش حکم کی موافق عمل مین لایا اور یادگار محمد فوراً ہوش مین آیا اور شیخ کی پائوں پر سر رکھکر نہایت عاجزی اور انکساری سی عرض کی کہ یا شیخ مین نی جمیع منہیات سی توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمایئے شیخ نی اپنا دست شفقت اُسکی سر پر پھیرکر یہ ارشاد کیا کہ خاندان عالیشان رسالت سی دعوی محبت کرنا اور آنحضرات کی پیرو سے نکرنیکا کیا سبب ہی یہ فرماکر شیخ نی آئمہ ہدا کی فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت سی بیان فرمائی کہ یادگار محمد اور اُسکی ہمراہی زار زار روکر تمام تائب ہوئی بیت انچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ ٭ کیمیا ئیست کہ در صحبت درویشانست ٭ بعد اسکی یادگار محمد نی تجدید وضو کرکی دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور دست ارادت آنحضرت کی دست حق پرست مین دیکر بشرف بیعت مشرف ہوا اور اپنا تمام مال نقد و جنس خواجہ کی نذر کی لئی لایا حضرت نی اُسی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تو نی یہ مال لوگون سی بجبر و قہر لیا ہی غربا اور مساکین کو پہونچا تو قیامت کی دن کوئی تیرا اس نہ پکڑے یادگار محمد نی شیخ کی ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا پر تقسیم کرکی غلامونکو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دیکر خواجہ کی ہمراہ ہوا اور قلعہ سادمان تک گیا اور جو کہ وہ جملہ عارفان اور واصلان سے ہو گیا تھا خواجہ نی وہ اطراف اُسکی حمایت مین رجوع کرکی اُسی اُس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کیطرف تشریف لیگئی اور شیخ احمد حضرویہ کے مقام عالی فرجام (؟) مین چند روز اقامت کی اور اُس عہد مین ایک فاضل تھی المشہور بہ ضیاء الدین حلیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ مین خوب مہارت رکھتی تھی اور علم تصوف مین اعتقاد نرکھتی تھی اور اپنی شاگردوںکی کہتی تھی تصوف ہذیان ہی کہ تپ زدی اور دیوانی بکتی ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کی اطراف مین کہ ایک موضع واقع تھا اُسمین مدرسہ اور باغ خوب رکھتی تھی اور اُسمین بیٹھکر لوگونکو علم حکمت پڑھاتی تھی اور خواجہ معین الدین چشتی کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق اور ایک نمکدان اپنی ہمراہ رکھتی تھی اسواسطی کہ اگر کسیوقت آبادی سی ویرانی دور دراز مین گذر ہو کسی طیور کا شکار کرکی اُسکی لقمہ سی روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہان مولانا ضیاء الدین حلیم درس دیتی تھی رونق افزا ہوئی اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی نی ایک کلنگ کو تیر مارکر درخت سی گرایا اور اپنی خادم کو اُسکی کباب کیواسطی اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئی اسی درمیان مین مولانا ضیاء الدین حلیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہی اور خادم کباب بریان کرتا ہی حلیم نی اسقدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سی فارغ ہوئی اور مولانا سلام کرکی بیٹھی پھر خادم کباب لایا خواجہ نی بسم اللہ پڑھکر ایک ران اُس کلنگ سی جدا کرکی مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نی جو نہیں وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُنکی سینہ سی زائل ہوا اور بیہوش ہوئی خواجہ نی قدرے اپنا پس خوردہ اُنکی دہن مین ڈالا ہوش مین آئی اور مولانا نی اُسیوقت تمام کتب جو اُنکی کتب خانہ مین تھین دریا مین غرق کین اور سعی تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی مریدونکی سلک مین منتظم ہوئی اور جب حضرت کا شہرہ اُس ملک مین ہوا اور دنیا دارون نی ہجوم کیا

خواجہ نے مولانا ضیاءالدین حکیم کو خرقہ دیکر اُس مقام کو چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین میں
تشریف لائے شمس العارفین عبدالواحد جو شیخ نظام الدین ابوالموید کے پیر تھے اُنسے ملاقات کرکے
لاہور میں وارد ہوئے و ہانسے دہلی میں نزول اجلال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہاں ازدحام ہوا حضرت
اس امر سے متنفر ہوکر اجمیر میں تشریف لیگئے اور محرم کی دسویں تاریخ یعنی بروز عاشورہ سنہ ۵۶۱ھ پانسو اکسٹھ ہجری میں
آنحضرت نے اُس خطہ میں نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو شیعہ
مذہب تھے اور حلیہ تقوی اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک میں انتظام رکھتے تھے اور سلطان
قطب الدین ایبک نے آنحضرت کو اُس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور
باعزاز و اکرام تمام پیش آئے اور چونکہ سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے
نہایت واقف تھے خواجہ کی صحبت غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف میں حاضر ہوتے تھے اور خواجہ کے
انفاس کی برکت سے اجمیر کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے
خواجہ کی محبت کو دل میں جگہ دیکر ہمیشہ فتوح بیشمار آنحضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد میں
خواجہ دو مرتبہ اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی میں تشریف لیگئے دوسری مرتبہ
جب دہلی سے مراجعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتی نے نکاح کیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ سید وجیہ الدین
مشہدی المشہور بہ خنگ سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے انکی ایک صاحبزادے
جو حسن جمال اور عفت کمال رکھتی تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ
اُسے کسی خاندان بزرگ کے حبالۂ نکاح میں لاؤں اسکی تلاش میں متردد تھے ایک شب سید السادات نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ اُنسے فرماتے ہیں اے فرزند وجیہ الدین حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ ہے کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتی کے حبالۂ نکاح میں لا
دو وہ واصلان درگاہ الٰہی اور محبان خاندان رسالت پناہی سے ہیں جب سید وجیہ الدین نے خواجہ
معین الدین محمد چشتی کو اس امر سے آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہے لیکن
جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ ہے مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہیں اسکے بعد خواجہ نے
اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق اپنے سلک ازدواج میں منسلک فرمایا اور
آفریدگار عالم نے اُسکے بطن سے دو فرزند کرامت فرمائے اور خواجہ عیالداری کے سات برس بعد ماہ رجب کی
چھٹی تاریخ سنہ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری میں قید جسمانی سے نجات پاکر عالم قدس کیطرف خراماں ہوئے
اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذریں
بھیجکر تبرک طلبگار ہوئے خصوصاً جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کہ اور بادشاہوں سے زیادہ تر آنحضرت سے
اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی میں اپنے جیسا کہ مذکور ہوا اکثر سنوات میں پیادہ اجمیر میں جاکر
خواجہ معین الدین محمد چشتی اور سید حسن مشہدی مشہور بخنگ سوار کی زیارت سے فیضیاب
ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ میں مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کے پیر یعنی شیخ

تھا از بس ہارونی شمس الدین التمش کے عہد میں دہلی میں تشریف لائے اور شمس الدین جو آنحضرت کا مرید تھا
انکی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اُس مدت میں خواجہ معین الدین محمد چشتی اجمیر میں متوطن
تھے اسصورت میں معلوم نہوا کہ ہندوستان میں پھر انسے ملاقات ہوئی یا نہوئی اور شیخ عثمان ہارونی سے خوارق
عادت بہت نشانات دیتے ہیں ازانجملہ ایک یہ ہے کہ جب خواجہ معین الدین چشتی اپنے پیر سے رخصت لیکر
بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے انکی مفارقت سے بیتاب ہوکر خواجہ کی جستجو میں اپنے
مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر میں ایک مقام میں وارد ہوئے کہ آتش پرست وہاں رہتے تھے اور
آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیاں اسمیں جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُسکے قریب ایک
درخت کے سایہ میں نزول کیا اور اپنے خادم فخر الدین نام سے فرمایا کہ افطار کیواسطے روٹی پکاوے خادم
جب مغوں کے پاس آگ لینے کو گیا انھوں نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی
شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک مغ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا
سات برس کا آغوش میں لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہے شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشت
پانی سے معدوم ہوتی ہے تم اسکو پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہے اسکی پرستش کرو مغ نے جواب دیا
کہ ہماری ملت میں آگ ایک وجود عظیم ہے اسے کیونکر نہ پوجیں شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اس
آگ کی صدق دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ یا پانوں اُسمیں ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مغ نے جواب دیا کہ عادت
اُسکی جلانیکی ہے بھلا کسیکو یہ طاقت ہے کہ جو اُسکے قریب جاوے بیت اگر صد سال گبر آتش فروزد
چو یکدم اندران افتد بسوزد ؛ شیخ نے جب یہ سُنا جلد اسکے فرزند کو اُسکی آغوش سے چھین
آتشکدہ کیطرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ آیہ کریمہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم پڑھکر آگ میں
داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہوئی تو تین چار ہزار مغ آتشکدہ پر آنکر شور و فغان کرنے لگے اور شیخ چار ساعت کے
بعد مع طفل اُس آتشکدہ سوزاں سے صحیح و سالم برآمد ہوئے چنانچہ اُنکے کپڑوں میں بھی دھبا نہ پہونچا
بعدہ مغوں نے فراہم ہوکر اُس طفل سے پوچھا کہ اس آتشکدہ میں تمہاری کیا حالت تھی اُسنے جواب دیا
کہ ہم شیخ کی بدولت گلزار کی سیر دیکھتے تھے آخرش آتش پرستوں کے دل میں نور ایمان کا جوش زن ہوا سبھوں نے
شیخ کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے اُنمیں سے مختار کا نام عبد اللہ
اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھکر اُنکی تربیت منظور نظر فرمائی اور دونوں بزرگوار جملہ اولیا سے ہوئے

ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

ابیات آن نہنگ محیط نور خدای ؛ غرقۂ لجۂ حضور خدای ؛ رفتہ در لامکان ز ہستی خویش ؛
کرد اظہار جو پرستی خویش ؛ شدہ از جان بہ لامکان واصل ؛ کردہ ہر دم ہزار جان حاصل ؛
بخدا محو در خفی و جلی ؛ قطب دین بختیار شیخ ولی ؛ زندۂ جاودان ز فیض عمیم ؛ کشتۂ زخم خنجر تسلیم ؛
سینۂ عارفان ازو گلشن ؛ دیدۂ عاشقان ازو روشن ؛ واضح ہو کہ سلطان عارفین خواجہ
قطب الدین کمال الدین احمد اوسی کے فرزند ارجمند ہیں تولد آنحضرت کا قصبہ متعلقہ ماوراء النہر میں

واقع ہوا جسوقت آپکے والد ماجد کا انتقال ہوا آپ ڈیڑھ برس کے تھے اور آپکی والدہ ماجدہ جو حلیہ عفت اور زیور عصمت سے آراستہ تھیں آپکی پرورش و پرداخت میں مصروف رہیں۔ اور کتاب خیر المجالس شیخ نصیر الدین اودھی میں لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ میں ایک مرد نہایت پرہیزگار رہتا تھا آپکی والدہ نے اُسے بلا کر تھوڑے خرمے یعنی چھوہارے ایک طباق میں رکھکر اپنے نور عین کو اُسکے ہمراہ کیا اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کر جب وہ لیچلا اثنائے راہ میں ایک پیر روشن ضمیر سے دوچار ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ لڑکا کس دودمان سے ہے ہمسایہ نے جواب دیا کہ اہل صلاح کے خاندان سے ہے باپ اسکا فوت ہوا اسکی والدہ نے مجھسے فرمایا ہے کہ اسے کسی مکتب میں لیجاکر معلم کے سپرد کر لہذا میں معلم کی تلاش میں نکلا ہوں پیر نے فرمایا کہ یہ کام میرے تفویض کر تو میں اسے ایسے معلم کے پاس لیجاؤں کہ اُسکے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ راضی ہوا خلاصہ یہ کہ قصبہ اوس میں ایک معلم جنکا اسم مبارک ابو حفص تھا باتفاق ہمسایہ لیجاکر خواجہ بختیار کو اُنکے سپرد کیا اور اُنسے فرمایا کہ یہ لڑکا جملہ اولیا سے ہوگا اسپر نظر شفقت اور تربیت مبذول فرمائیے گا یہ کہکر پیر رخصت ہوئے ابو حفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تجھے اس مکتب میں لائے تھے تو انہیں پہچانتا ہے آپ نے عرض کی میں نہیں جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی معلم کے سپرد کرے یہ پیر اثنائے راہ میں ہمارا خضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض موہبت سے مشرف کیا شیخ ابو حفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُن معلم کی خدمت میں حاضر ہوکر قرآن شریف اور آداب شریعت کی یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب میں مساعی جمیلہ کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی قدس سرہ کے ذیل حالات میں مذکور ہوا اصفہان میں آنحضرت کے ملازمت میں شرفیاب ہوکر مرید ہوئے اور بعض کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ بیس برس کی سن میں بہ قصبہ اوس خواجہ کی صحبت سے مستفیض اور مرید ہوئے اور منقول ہے کہ آپ رات دن میں دوسو پچاس رکعت نماز ادا کرتے تھے اور تین ہزار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے اور اُس ملک کے باشندے وُنکو فیض پہونچاتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہے کہ قصبہ اوس میں ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مرید تھے جنکا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے اُنھوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک محل رفیع اور عالیشان ہے اور خلائق کا اُسکے اطراف میں بکثرت تمام ہجوم ہے اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل میں جاتا ہے اور آتا ہے یعنی لوگوں کا پیغام لیجاکر اُسکا جواب لاتا ہے رئیس احمد نے اُسوقت ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہے اور یہ بارگاہ کس عالیجاہ کی ہے کہا اس قصر عالی میں حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رونق افزا ہیں۔ اور یہ عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کہ پیغام نام بنام پہونچاتے ہیں۔ یہ سنتے ہی رئیس احمد نے عبد اللہ مسعود سے

یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض
بھیجی کہ فلاں شخص حضرت کی دیدار فائض الانوار کا مشتاق ہے اُسکی بارہ میں کیا حکم نافذ ہوتا ہے عبداللہ
مسعود محل میں جاکر یہ جواب لائی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی ہیں کہ ابھی تجھ میں ہمارے
دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت نہیں ہے جا ہمارا اسلام قطب الدین بختیار کاکی کو پہونچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہے
وہ تحفہ جو ہر شب ہماری واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہیں پہونچا ہے رئیس احمد جب خواب با حضور سے بیدار ہوا
خواجہ بختیار کاکی کی خدمت میں جاکر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھسے تقصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ
اُن دنوں میں آپکی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے انھوں نے بہ تکلف تمام ایک دختر صالحہ
جو جمال باکمال رکھتی تھی آپ کی سلک ازدواج میں لائیں اور خواجہ نے بمقتضای بشریت اُس سے ایک صحبت
بہم پہونچائی تین شب درود فوت کیا تھا اُسیوقت اُس عورت کو طلاق دے دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئی
اور وہانکی عارفوں سے ملاقات کرکے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت میں حاضر
ہوکر فیض حاصل کیا اور جب اُس عرصہ میں شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد میں آئی خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھکر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین کو خواجہ
معین الدین محمد چشتی کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آنحضرت خراسان سے ہندوستان کیطرف تشریف لیگئے ہیں
اب بلدہ دہلی میں رونق افزا ہیں خواجہ قطب الدین اپنی پیر کی اشتیاق ملازمت سے نہایت بیقرار ہوکر
ہندوستان کیطرف روانہ ہوئی اور شیخ کو آنحضرت کی مفارقت گوارا نہوئی ہمراہ ہوئی اور دونوں بزرگوار
سیر کرتی ہوئی ملتان میں پہونچے شیخ بہاؤ الدین زکریا کی صحبت میں چند روز بسر کی اور شیخ فرید الدین
گنج شکر کہ ابتدا حال انکا تھا اُسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئی
اور آنحضرت کی محبت کا رشتہ اپنی گریبان میں باندھکر شرف ارادت اور بیعت سے سرفراز ہوئی
اور جو اُن دنوں میں ترکان بے ایمان دفعتۃً خطا اور ختن کیطرف سے تاخت لائی اور ملتان کی قلعہ کو محاصرہ کیا
سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم ملتان نے انکی مدافعہ پر قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار ہوا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کرکے
ناصر الدین قباچہ کی ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ مغرب کی نماز کیوقت برج حصار پر برآمد ہوکر یہ تیر چلہ کمان میں
جوڑکر کفار کیطرف پھینکنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنا جب ناصر الدین قباچہ نے بوقت معین
وہ تیر خانہ کمان میں رکھکر برج قلعہ پر سے اُس جماعت کیطرف پھینکا اُسکی گرتی ہی خدا کی حکم سے اُسی شب کو
وہ قوم شوم اُس بوم سے ایسی مفقود اور معدوم ہوگئے کسی نے اُنکا نشان نہ دیا کہ کیا ہوئی اُسوقت دونوں
بزرگوار عازم سفر ہوکر شیخ جلال الدین تبریزی کی خدمت میں غزنین کیطرف گئی اور خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئی ہرچند ناصر الدین قباچہ نے عجز وزاری کی کہ خواجہ ملتان میں سکونت پذیر
ہوں قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام عالم الغیب نے شیخ بہاؤالدین زکریا کیواسطے مقدر کیا ہے اور علاوہ
اسکی میں اپنی طریقت وحقیقت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بلا اجازت کسی مقام میں آرام اور قیام

نہین کر سکتا الغرض خواجہ لاہور کی راستہ سی جب دہلی کی اطراف مین پہونچی پانی کی فراوانی کی سبب کیلوکہری مین وارد ہوئی اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین کہ اُنہون اجمیر مین تشریف رکھتی تھی ارسال کیا کہ مین آپکی زیارت کیواسطی حاضر ہوا ہون اگر ارشاد فیض رشاد ہووی اُس جناب کے قدمبوسی سی مشرف ہون خواجہ معین الدین محمد چشتی نی جواب مین لکھا کہ قرب روحانی کو بعد مکانی مانع نہین ہی آپ بخیر و عافیت اُسطرف رہین انشاء اللہ تعالی چند روز کی بعد بارادت آلہی اُسطرف متوجہ ہوکر ملاقات کرونگا اور کہتی ہین شمس الدین التمش جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی آنی سی خبردار ہوا لوازم شکر الہی بجالایا اور چاہا کہ اُس جناب کو شہر مین لاکر متوطن کرون آنحضرت نی اُسوقت مین پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نہ کیا اور شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی نی کہ بزرگان دین سے اور دہلی کی شیخ الاسلام تھی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سی اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنہون نی بغداد مین خواجہ کو دیکھا تھا وہ بزرگوار بھی اُس جناب سی ارادت صادق پیدا کرکی اکثر اوقات خدمت مین حاضر رہتی تھی اور شمس الدین التمش چاہتا تھا کہ مین ہفتہ مین دو بار شیخ کی زیارت سی فائض ہوکر فیوض حاصل کرون اور اسیطرح سبی دہلی کی اعلی و ادنی شیخ کی ملازمت کے بارادت تمام خواہان ہوئی اور شہر سے مالیکوہری مین ہمیشہ آمد و شد رکھتی تھی اسواسطی شمس الدین التمش نی خلق اللہ کی آسائش اور آرام کیواسطی شیخ کو پھر شہر مین آنیکی تکلیف دی اس مرتبہ جب اصرار اور مبالغہ حد سی گذرا شیخ نی قبول کیا اور شہر کی قریب مسجد عز الدین مین استقامت فرمائی اور اُسی زمانہ مین شیخ بدر الدین اُس جناب کی شرف بیعت اور خرقہ پاک سی مشرف ہوئی اور عمر عزیز آپکی صحبت مین بسر کرکی کمالات حاصل کیی اور جوکہ اُنہونہین شیخ جمال الدین محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوئی تھی شمس الدین التمش نی خواجہ کو منصب شیخ الاسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول نفرمایا شیخ نجم الدین صغری کو اُس منصب سی خصوصیت بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نی خلائق کی رجوع ہونی سی کہ خواجہ کی خدمت مین ہر وقت ہجوم رکھتی تھی زنگ حسد کا اپنی دل صفا منزل مین پیدا کیا اور آنحضرت سی یکگونہ سوء مزاجی بہم پہونچائی اور اتفاقات حسنہ سی اُنہین دنونمین خواجہ معین الدین محمد چشتی نی خطہ اجمیر سے دہلی مین آکر خواجہ کی خانقاہ مین نزول فرمایا اور خواجہ نی خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سی آگاہی بخشی خواجہ مانع ہوئی اور فرمایا مین فقط تمہاری دیکھنی کو آیا ہون اور دو تین روز سی زیادہ نرہونگا اور جوکہ آنحضرت کی خاص و عام کا ازدحام خوش نہ آتا تھا اور شہرت سی پراساں اور گریزان تھی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نی سکوت اختیار کیا اور اپنی پیر کی رضا مندی اور خوشنودی مین کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کی شہر کی خلقت ہجوم کرکی شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری کی جو خواجہ قطب الدین سی حسد رکھتی تھی ایسی مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئی خواجہ معین الدین محمد چشتی کا جو خراسان مین شیخ نجم الدین صغری کی نسبت اتحاد اور محبت عظیم رکھتی تھی اشتیاق غالب ہوا

آنکی دیکھنی کو خود تشریف لیگئی اور شیخ نجم الدین ان روزون مزدوروں سی کچھ کام عمارت کا لیتی تھی شیخ کا استقبال جیسا کہ چاہیی بجا نہ لائی اور خواجہ بھی بمقتضای بشریت انسے آزردہ ہوئی کہا ای شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری تجھکو کیا ہوا ہی جو تو نی اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ شیخ الاسلامی کی چاہ نی تجھی غرور کی چاہ مین ڈالا ہی شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر متنبہ ہوکر بمعذرت پیش آئی اور کہا کہ مین اسیطرح سی آپ کا مخلص ہون جیسی پیشتر سر آپکی قدم مبارک پر رکھتا تھا آپ اپنی اپنی ایک مرید کو اس ملک مین متوطن کیا ہی تمام خلائق اسی سی رجوع ہوتی ہی اور کوئی شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کی عوض نہین خریدتا ہی خواجہ معین الدین محمد چشتی نی جب یہ کلام شکایت انجام سنا متبسم ہوکر فرمایا ای شیخ خاطر جمع رکھ کہ مین قطب الدین کو اپنی ہمراہ اجمیر لیی جاتا ہون یہ کہکر انکی مکان سے برآمد ہوئی ہرچند شیخ نجم الدین طعام ماحضر کی مصر ہوئی قبول نہ کیا اور کہتی ہین انھین دنون مین شیخ فرید الدین شکر گنج عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور مکہ اور مدینہ سی مراجعت کرکی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت مین رہتی تھی بذریعہ خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین محمد چشتی کی دست بوسی سے شرفیاب ہوئی اور خواجہ نی فرمایا ای بختیار تم بابا شاہ باز عظیم القدر کو قید مین لائی ہو کہ سدرۃ المنتہی کی سوا آشیانہ نہ لگا دیگا اور فریدہ وہ شمع ہی جو درویشون کی خانوادہ کو روشن کریگا اور انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی اجمیر کیطرف تشریف لیگئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنی پیر کی ہمراہ رکاب روانہ ہوئی شہر کی خلقت یہ خبر سنکر اضطراب مین مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سی شور ماتم بپا ہوا اہل دین درد واندوہ کی بمعرض ہوئی اور خواجہ کی پیچھی روانہ ہوئی جس مقام مین آپکی قدم مبارک کا نشان پاتی تھی وہانکی خاک تبرکا تیمنا اٹھاتی تھی اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نی یہ حالت مشاہدہ کرکی فرمایا بابا قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری مفارقت سی پریشان اور آزردہ خاطر ہین اتنی دلونکی خرابی اور خستہ حالی مجھی منظور نہین تم اسی مقام مین بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو اور تجھی خدا کی حفظ و حمایت مین چھوڑا اور بعضی راویون سی یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روانگی سی جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین بھیجکر بمنت تمام خواجہ قطب الدین کی بازگشت کیلئی التماس کی اور شیخ نظام الدین اولیا سی منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نی آخر عمر مین قرآن شریف حفظ کرکی ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتی تھی اور مال دنیوی سی ایک پیسا نگاہ نہ رکھتی تھی اور آخر کو نکاح بھی فرمایا یعنی ایک بی بی کو اپنی عقد مین لائی اُسکی بطن مبارک سی دو فرزند پیدا ہوئی ایک کا نام شیخ احمد اور دوسری کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر مین فوت ہوا اور اسکی ماں حرم سرا مین نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری کرتی تھی اور خواجہ قطب الدین نے شیخ بدر الدین سی پوچھا کہ یہ آواز پرسوز آج ہماری مکان سی کیسی برآمد ہوتی ہی سبب کیا ہی شیخ نی عرض کی شیخ محمد نی رحلت کی اسکی والدہ گریہ و زاری کرتی ہی خواجہ قطب الدین نی یہ سانحہ سنتی ہی کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھی رحلت فرزند سی خبر ہوتی اسکی زندگی کیواسطی حضرت شافی مطلق سی استدعا کرتا لیکن چونکہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا مجھی معلوم ہوا یہ کہا اور اسکی والدہ کو ماتم

اور جرح شرع سی مذمت کی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سی کہتی ہین کہ جب خواجہ نے دہلی مین سکونت اختیار کی کسی سی کچھ نہ لیتی تھی اور گاہی ماہی کوئی شخص از روی اخلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اُسی قبول کرکی اُسیوقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کرتی تھی مال دنیا سی کچھ اپنی پاس نرکھتی تھی مشہور ہی کہ اُن دنون خواجہ کی مکان مین نو آدمی زن اور فرزند اور خادم اور خادمہ سی تھی اور آپکی ہمسایہ مین ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اُسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کی پاس بسبب رابطہ ہمسائگی کبھی کبھی آپ کی دولتسرا مین آتی تھی جسوقت حضرت کی گھر مین قسم آذوقہ سی کوئی چیز موجود نہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت پہونچتی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سی بمقدار نیم تنکہ یا کم زیادہ قرض لیکر اپنی فرزندون اور متعلقونکی قوت مین صرف کرتی تھین۔ اور خواجہ کو اس معاملہ سے خبر نہ تھی اور جسوقت غیب سی کچھ پہونچتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھین۔ ایک دن شرف الدین بقال کی زوجہ نی اثنای کلام مین خواجہ قطب الدین کی بی بی سی یہ بات کہی کہ میری سبب سی تمہارا نباہ ہوتا ہی اگر مین نہون تم سب فاقہ کشی سی ہلاک ہوجاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور اپنی دل مین یہ عہد کیا کہ اب مین اس سی ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نی کسی تقریب سے یہ امر خواجہ کی سمع مبارک مین پہونچایا اور خواجہ یہ سنکر نہایت متاثر ہوئی کچھ دیر مراقبہ مین جاکر بی بی سی ارشاد کیا کہ خبردار آیندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کیوقت حجرہ کی طاق سی بسم اللہ کہکر گردی کاک کی یعنی روٹی باریک جسقدر درکار ہو لیکر اپنی فرزندون اور جسی مطلوب ہو اُنکی صرف مین لایا کر اُسدن سی خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اُس طاق سی گرما گرم مانندی برآوردہ کرکی لوگونکو تقسیم کرتی تھین۔ ظاہرا خواجہ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتی تھی اب بھی اُسیطرح آنحضرت کی مقبرہ مین روٹیان پکاکر مسافرون اور مجاورونکو دیتی ہین۔ اور ہندی نان تنک کو کاک کہتی ہین۔ اور شیخ نظام الدین اولیا اپنی پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتی ہین کہ خواجہ قطب الدین بختیار نے شروع حال مین قصبہ اوس سی مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر چندروز وہان مقیم ہوے اور اُس شہر کی باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کو یہ خبر پہونچی تھی کہ جسوقت کوئی شخص گوشہ خالی مین دوگانہ ادا کری اور آخر شب مین فلان دعا پڑھی حضرت خواجہ خضر سی البتہ اُسی ملاقات نصیب ہو اسلیی خواجہ آخر شب کو اُس مسجد مین گئی اور دوگانہ بجالاکر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا مایوس ہوکر مسجد سی برآمد ہوئی جب مسجد کی دروازہ پر پہونچی ایک پیر نورانی چہرہ سی دوچار ہوئی اُس پیر روشن ضمیر نی فرمایا یہان کیا کرتی ہو خواجہ نی حقیقت حال مشروحا بیان کی پیر نی فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہی خواجہ قطب الدین نی فرمایا نہین پیر نی فرمایا کہ صیادی کرتا ہے یعنی جال پھیلاتا ہی کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کسواسطی طلب کرتا ہی وہ بھی مانند تیری سرگردان ہی لیکن اس شہر مین ایک مرد ہی وہ حق سبحانہ تعالی سے ایسا مشغول ہی کہ سات مرتبہ خضر اُسکی زیارت کو گئی بار نپایا خلاصہ یہ کہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھی کہ ایک پیر اور گوشہ مسجد سی برآمد ہوئی اور پیر اول نی ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑ کر اُس پیر کیطرف توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہی اور نہ جانا

پھیلا تا ہی مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہی خواجہ قطب الدین یہ سُنکر نہایت محظوظ ہوئی اور سمجھی کہ پیر اول رجال الغیب اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہیں پھر وہ دونوں بزرگوار نظر سی غائب ہوئی اور خواجہ معین الدین محمد چشتی سے یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش کی دل میں مدت مدید سی یہ آرزو تھی کہ شہر دہلی کی اطراف میں ایک حوض یعنی تالاب بناؤں تو خلائق پانی کی عسرت سی نجات پاوی اتفاقاً ایک شب کو شمس الدین التمش خواب میں دیکھتا ہی کہ خواجۂ کائنات اور خلاصۂ موجودات علیہ وآلہ الصلوات والسلام ایک مقام میں گھوڑی پر سوار ہیں اور فرماتی ہیں ای شمس الدین اگر تو تالاب بنانی کی نیت رکھتا ہی تو اس مقام میں جہاں میں ایستادہ ہوں تالاب تیار کر شمس الدین التمش اس بشارت فیض اشارت سی نہایت خوش ہوا جب خواب سی بیدار ہوا اُس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ نی ارشاد فرمایا تھا خوب دریافت کرکی آدمی خواجۂ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نی ایک خواب دیکھا ہی اگر ارشاد ہو خدمت میں حاضر ہوکر عرض کروں اور اس سبب سی کہ یہ امر خواجہ پر مکشوف ہوا تھا جواب دیا میں اُس مقام میں کہ حضرت رسالت پناہ نی تالاب کی تیاری کی بارہ میں ہدایت فرمائی ہی جاتا ہوں آپ بہت جلد تشریف لائیں جب شمس الدین نی خواجہ کا جواب سُنا فوراً گھوڑی پر سوار ہوکر خواجہ کی مکان کیطرف بسبیل استعجال روانہ ہوا اور خادموں نی شمس الدین التمش سی عرض کی کہ شیخ فلاں مقام میں تشریف لیگئی ہیں شمس الدین بسرعت تمام روانہ ہوا اور خواجہ کو اُس مقام میں مشغول نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سی مشرف ہوا اور یہ بھی منقول ہی کہ جس مقام میں شمس الدین التمش نی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار دیکھا تھا حضرت کی گھوڑی کی سُم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کی اُس نشان سی پانی نمود ہوا چنانچہ اُسی مقام میں تالاب تیار کرکی حضرت کی گھوڑی کی نشان سُم پر صُفّہ اور ایک گنبد تعمیر کیا اور اُنھیں دنوں میں اُس حوض سے ایک چشمہ سا بہم پہونچا کہ ابتک وہ چشمہ جاری ہی اور اکثر باغات اُس چشمہ سی سیراب ہوتی ہیں اور امیر خسرو دہلوی نی اُس حوض اور چشمہ کی تعریف مثنوی قران السعدین میں تحریر فرمائی ہی اور اکثر مشائخ دہلی کی اور خواجۂ قطب الدین بختیار کاکی حوض کی کنارے ذکر حق میں مشغول ہوئی اور کہتی ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک روز اُس مسجد میں جو لنگر شمس الدین التمش کی پہلو اور تالاب مذکور کی متصل واقع ہی بیٹھی تھی اور شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجۂ محمود دموئیہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور تاج الدین منور اُسی جا حاضر تھی اسی اثنا میں حوض کی کنارے ایک شتر سوار کبود پوش چہرہ پر نقاب ڈالے پیدا ہوا اور اونٹ سے اُترکر کپڑے اُتارکر حوض میں داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سی برآمد ہوکر دو رکعت نماز ادا کی پھر مسجد کیطرف متوجہ ہوکر لوگوں کو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نی جواب دیا کہ ہم درویش ہیں اُسنی پھر آواز دی کہ ای تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا اور کہہ کہ ابوسعید دمشقی جو نیاز مندی میں مخصوص ہی خواجہ نی نام ابوسعید دمشقی کا سُنتی ہی مع درویشان ہمراہی آنکی ملاقات کو روانہ ہوئی جب اُس مقام میں پہونچی آنحضرت کا کچھ اثر اور نشان نہ دیکھا معلوم ہوا کہ رجال الغیب تھا منقول ہی کہ ایک شام

ناصری تخلص ماوراء النہر سے دہلی میں آکر خواجہ قطب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے
مشرف ہوکر یہ عرض کی کہ میں نے ایک قصیدہ شمس الدین التمش کی مدح میں کہا ہے امیدوار دعا ہوں کہ اسکا
صلہ خوب پاؤں خواجہ نے سورۂ فاتحہ پڑھکر فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ انعام خوب پاؤ گے ناصری نے شمس الدین
التمش کے دربار میں جاکر وہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا کہ جسکا مطلع یہ ہے بیت ای فتنہ از نہیب تو زنہار
خواستہ ۞ تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ ۞ شمس الدین التمش اسوقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری
مضطرب ہوکر خواجہ کو شفیع لاکر ہمت چاہی فوراً شمس الدین ناصری کیطرف متوجہ ہوا اور فرمایا پڑھ
بیت ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ۞ تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ ۞ ناصری نے جب دیکھا کہ
باوجود مشغولی کے شاہ نے ایکبار مطلع سنکر یاد رکھا پھر تو خوش ہوکر تمام قصیدہ پڑھا شمس الدین التمش نے
فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھو جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ میں کتنے شعر ہیں عرض کی ترپن شمس الدین نے
حکم کیا کہ ترپن ہزار تنگہ نقرہ ناصری کو دیویں اور ناصری وہ زر خطیر لیکر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
کہ یہ صلہ حضرت کی انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا ہے امیدوار ہوں کہ یہ سب زر جو حاضر ہے اسمیں
نصف فقراکو تقسیم فرماویں خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب تجھی ارزانی ہوا اور منقول ہے کہ ایک دن خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ میں تشریف لیگئے اسوقت محفل سماع
برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت کشتگان خنجر تسلیم را ۞ ہر زمان از غیب جانی دیگر ست ۞
خواجہ کے مزاج میں ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہوگئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی
کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو اپنے مکان میں لائے اور ان قوالوں کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کر کے اسی بیت کے
تکرار کو حکم کیا اور خواجہ وجد فرماکر پھر حال میں مصروف ہوئے اور تین شبانہ روز یہی حالت رہی اور آنجناب کا
تمام اندام اور بند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھویں تاریخ ۶۳۴ھ چھ سو
چونتیس ہجری میں سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدر الدین غزنوی کے
آغوش میں رکھا اسی میں آپکی حالت دگرگون ہوئی اسوقت شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا کہ حال مخدوم کا
دگرگون ہے خلافت کے بارہ میں کیا ارشاد ہوتا ہے شیخ قطب الدین نے جواب دیا کہ [illegible]
[illegible] اور جو مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین چشتی سے پہنچا ہے [illegible]
خاص اور مصلیٰ اور نعلین چوبین شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت [illegible] پہنچا دیں
فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہے کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اسوقت [illegible]
اور اسی شب کو خواجہ رحلت کر گئے اسی دم آپ پر کشف [illegible] روانہ ہوئے
اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی [illegible]
طرف اسلئے روانہ کیا تھا وہ نصف راہ قصبہ [illegible] میں حضرت فرید الدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف
ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فرید الدین گنج شکر اسکا مضمون پڑھکر [illegible]
ہوئے و ہانسی سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر ہوکر لوازم زیارت بجا لائے

حسب وصیت حضرت کی انہیں سپرد کیں اور شیخ فرید الدین گنج شکر اسی مصلا کو بچھا کر دوگانہ بجا لائی
اور خواجہ قطب الدین کی مکان پر جا کر سب کو امر بصیر فرمایا اور ایک ہفتہ وہاں رہکر خواجہ کی متعلقان کو
بھی سمجھایا اور حضرت نظام الدین اولیا سی منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کی روز نماز دوگانہ
ادا کر کی ایک مقام میں جہان انکی قبر ہی وارد ہوئی اور اُس زمین کو مصفا اور قبر سی خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس
مقام میں ایستادہ ہو کر متامل ہوئی اور درویش جو حضرت کی ہمراہ تھی اُنھون نی خواجہ سی یہ عرض کی کہ آج روز
عید ہی اور ایک خلقت آپکی ملازمت کی انتظار کھتی ہی سبب توقف کا کیا ہی خواجہ نی ارشاد کیا کہ مجھی اس
زمین میں بو محبت کی آتی ہی ایک ساعت تم میری ساتھ یہان ٹھہرو یہ فرماکر خواجہ نی اُس زمین کی مالک کو
طلب کیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کر کی اپنی مدفن کیواسطی معین کی اور بعد وفات حسب وصیت
لوگون نی آپ کو اُسی قطعۂ زمین میں دفن کیا

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا

ابیات گنج گنج از انوار معانی ٭ دُر دریای گنج لامکانی ٭ می وحدت ز جام عشق خوردہ ٭ قدم در عالم
لاہوت بردہ ٭ بملک فقر شاہنشاہ مقصود ٭ فرید الدین ملت شیخ مسعود ٭ حضرت کی جد امجد
مشہور فرخ شاہ ملک کابل کی حاکم تھی اور آپ کی پدر والاگہر شیخ کمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین
غوری کی عہد سلطنت میں کابل سی ملتان میں آئی اور بادشاہ نی قصبہ کھونوال جو ملتان کی قریب ہی آپکو مرحمت
کیا اور کمال الدین سلیمان نی وہان متوطن ہو کر وجیہ الدین خجندی کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیہ عصمت سی آراستہ
تھی اپنی عقد ازدواج میں لائی اور اُس عفیفہ کی بطن مبارک سی تین فرزند متولد ہوئی بڑی بیٹی کا نام فرید الدین محمود
اور منجھلی کا اسم فرید الدین مسعود اور چھوٹی کا حبیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید مشہور ۵۸۴ھ پانسو
چوراسی ہجری میں قصبہ کھونوال میں پیدا ہوئی تھی کہتی ہیں ایک شب کو شیخ کی والدہ ماجدہ نماز تہجد میں مشغول
تھیں ایک چور آپکی مکان میں آیا جب اُس عفیفہ کی نگاہ اُسپر پڑی وہ چور فوراً نابینا ہوا اور چاہا کہ نکلجاوے لیکن
راہ نہ سوجھی آواز دی کہ میں اس مکان میں چوری کو آیا تھا یہان کون شخص ہی کہ جسکی سبب سی اندھا ہوا اب میں
عہد کرتا ہون کہ اگر آنکھیں میری روشن ہو جاویں تو عمر بھر چوری نکرونگا اور کفر سی اسلام میں داخل ہونگا شیخ کی
والدہ نی جب یہ سنا اُسکی بینائی کیواسطی درگاہ مجیب الدعوات میں دعا کی چنانچہ تیر دعا کا قبولیت کی
نشانہ سی مقرون ہوا یعنی وہ چور بینا ہوا اور اپنا راستہ لیا اور اس حال سی سوای اُس رابعۂ وقت کی کسیکو
خبر نہ تھی چور نی صبح کو شب کا ماجرا اپنی اہل وعیال سی بیان کیا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر لیکر آپکی
خدمت میں جاکر احوال شب کا بیان کیا اور عرض کی کہ میں حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سی
مشرف ہون یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کی دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اُسکا
عبد اللہ ہوا اور مدت العمر خدمت میں مصروف رہا چنانچہ ابتک قبر اُسکی اُسی قصبہ میں ہی اور لوگ اُسکی
زیارت سی تبرک پاتی ہیں اور شیخ فرید الدین مسعود کی والد اور انکی بڑی بھائی اعز الدین کا مزار اُس قصبہ میں

موجود ہی اور نقل ہی کہ شیخ اٹھارہ برس کی سن میں قبۃ الاسلام ملتان میں مولانا منہاج الدین کے خدمت میں ترمزی کی کتاب نافع جو فقہ میں ہی پڑھتی تھی اور کلام اللہ حفظ کر رات دن میں ایکبار ختم کرتی تھی اور اُسی مسجد میں رہتی تھی اتفاقاً ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اُس مسجد میں آنکر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی جو ہیں نظر آنحضرت کی چہرہ نورانی پر پڑی دل سی حضرت کے عاشق ہوئی اور سر آپکی قدم مبارک پر رکھا خواجہ نی پوچھا کہ تمھاری بغل میں کون کتاب ہی عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نی زبان مبارک سی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمھیں نافع ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کی دامن میں مستحکم کرکی ملتان میں رہی اکثر اوقات آنجناب کی صحبت میں فیضیاب ہوتی تھی اور جب خواجہ دہلی کیطرف متوجہ ہوئی یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئی خواجہ نی فرمایا بابا فرید اس ترک تجرید چند روز علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول رہ اور بعد اسکی دہلی کیطرف آنکر میری صحبت میں قیام کر تو نی سنا ہی کہ زاہد بیعلم مسخرہ مثل شیطان ہی شیخ وفور محبت سی تین منزل ہمراہ گئی بعد اسکی رخصت ہوئی اور اپنی پیر کی حکم کی موافق قندھار میں جاکر پانچ برس علوم تحصیل کئی من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوری کی شرف ملازمت میں مشرف ہوکر ہر ایک سی ایک فیض حاصل کیا اور شیخ خضری نی اُنسی فرمایا کہ ای فرزند جب تو اس راہ میں سب سی بیگانہ ہو خدا سی یگانہ ہو بیت تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی ❊ بام و در خانہ پر از یار نیابی ❊ اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاء الدین زکریا نی بھی یہ ارشاد کی تھی کہ ای فرزند پردہ پوشی درویشی ہی نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اُس شخص کو حق ہی جو برادر مسلمان کا عیب چھپائی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نی اُنسی فرمایا کہ ای بھائی جب تک اس راہ میں دلسی نہ چلیگا قدم سید ھا نہ پڑیگا اور بی چشم سر ہو کہ مقام قرب میں نہ پہونچوگی اور یہ رباعی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی نتائج انفاس متبرکہ سی ہی رباعی گیرم کہ شب نماز بسیار کنی ❊ در روز دوای شخص بیمار کنی ❊ تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ خالی ❊ صد خنجر بی گل بر سر ملخار کنی ❊ کہتی ہیں کہ شیخ فرید جب سفر سی مراجعت کرکی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی میں آئی خواجہ آنکی آنی سی نہایت مسرور اور محظوظ ہوئی اور غزنین کی دروازہ کی قریب اُنکی واسطی ایک حجرہ معین فرمایا اور اُنکی تربیت اور تہذیب میں مشغول ہوئی اور شیخ اور مریدان شیخ بدر الدین غزنوی اور شیخ احمد نہروانی کی خلاف بعد دو ہفتہ کی پیر روشن ضمیر کی ملازمت میں حاضر ہوتی تھی اور وہ دو نون بزرگوار اکثر اوقات خواجہ کی خدمت میں رہتی تھی اور جب شیخ کا شہرہ حد سی زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم لاکر آنحضرت کی اوقات کی مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سی رخصت ہوکر قصبۂ ہانسی میں گئی اور اُس مقام میں سکونت کرکی خواجہ کی بعد انتقال دہلی میں آئی اور خواجہ کی خرقہ اور عصا اور مصلا سی اختصاص پاکر خواجہ کی خانقاہ میں سکونت اختیار فرمائی اور بعد ہفتہ جمعہ کی روز بہ نیت نماز خانقاہ سی برآمد ہوتی تھی ایک مجذوب سرہنگا نام جو ہانسی میں اکثر شیخ کی صحبت میں مشرف ہوتا تھا دہلیز خانہ میں ایستادہ تھا دوڑکر اُنسی حضرت کی

آیا ہوں اور اُس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق ملازمت حد سے زیادہ رکھتے ہیں۔ شیخ نے جب یہ کلام سُنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے خواجہ سے پہونچی ہے یہاں رہا تو کیا وہاں رہا تو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے صاحبزادوں سے مرخص ہوکر ہانسی کی سمت روانہ ہوئے جب وہاں بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو خرقہ تبرک دیکر اُس مقام میں چھوڑا اور خود بدولت یہ ارادہ کرکے کہ میں ابکی مرتبہ ایسی جگہ جاؤں کہ کوئی مجھے نہ پہچانے مسافرت اختیار کی اور جب قصبہ اجودھن میں کہ فی الحال بہ پٹن شیخ فرید مشہور ہے اور دیپالپور کے قریب واقع ہے پہونچے دیکھا کہ وہاں کے آدمی بیشتر کج خلق اور بدمزاج ہیں اور زاہد اور عالم سے کچھ غرض نہیں رکھتے ہیں اسواسطے وہاں اقامت کرکے مشغول بہ حق ہوئے اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ نے اُس قصبہ میں ایک بی بی صالحہ اور بالغہ کو اپنے عقد نکاح میں لائے اور جب آفریدگار عالم نے فرزند کرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی اپنے اہل و عیال کے رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اُس مسجد میں بعبادت خدا بسر لیجاتے تھے لیکن جب آوازہ آپکی شیخت کا اطراف واکناف میں منتشر ہوا گوشہ گیری نے فائدہ نہ بخشا طالبان حق رجوع ہوئے اور شیخ بہ ناچاری و مجبوری خاص و عام سے بلطف تمام پیش آتے تھے اور اُنسے یہ فرماتے تھے جو تم مجھپر توجہ فرماتے ہو تو ایک کام کرو جدا جدا آیا کرو تو نظر علیحدہ علیحدہ حاصل کرو اور کہتے ہیں اجودھن کے قاضی نے از فور حسد سے دروازہ خصومت کا کھولا اور سپاہی اور جاگیردار وہاں کے قاضی کے اغوا سے شیخ کے فرزندوں کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہے اور اُنپر کیا گذرتی ہے یہاں تک کہ قاضی نے ملتان کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد میں قیام کرکے راگ سنے اور رقص کرے اسکے بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے انھوں نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اُس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہے تو ہم فتوی لکھیں۔ قاضی نے نام شیخ فرید الدین گنج شکر کا قلمی کیا ملتان کے عالموں نے جب شیخ کا اسم شریف سُنا قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہے کہ مجتہد ہیں کس کا یہ منہ ہے کہ اُنکے قول پر اعتراض کریں لیکن قاضی باوجود اس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق جاگیردار وہاں کے اُس جناب کے فرزندوں کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزند جب حضرت شیخ سے شاکی ہوتے تھے شیخ اُنسے فرماتے تھے جو ظلم چاہیں کریں لکھا ہے کہ چند روز گذرے تھے دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندوں کی اطاعت اور محبت اختیار کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے بعد قریب دو ساعت سر خاک نیاز پر رکھکر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم میں مرید پوستین حضرت پر ڈالتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے سوا مرید و خادم کوئی نہ تھا کہ ایک قلندر چرم پوش حلقہ بگوش آیا اور باواز بلند ہر طرح کے رطب و یابس کہنے شروع کیے شیخ نے حالت سجود میں فرمایا کہ یہاں کوئی موجود ہے میں نے عرض کی آپ کا بندہ نظام الدین حاضر ہے پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہے میں نے عرض کی ہاں پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہے میں نے کہا بلے پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کانمیں رکھتا ہے میں نے عرض کی پہنے ہے الحاصل جب

میں اُسپر نظر کرتا تھا اُسکا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر حالت سجدہ میں فرمایا کہ اے
نظام الدین وہ ایک چھری برہنہ کمر میں رکھتا ہے اُس سے کہو کہ فضیحت ہو بیانسے دفع ہو قلندر یہ سنتے ہی
بھاگ گیا اور کہتے ہیں اجودھن کے قاضی نے زرخطیر اُس قلندر کو دیکر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا کہ عین
سجدہ میں آنجناب کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہے کہ ایک روز شیخ فرید سجادہ پر بیٹھے تھے
اور اسیطور سے ایک قلندر نے آنکر باواز درشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہے اور خلق کو اپنے پرستش کو چھوڑا ہے
شیخ نے جواب دیا میں نے نہیں کی خداے تبارک وتعالی نے کی ہے کسواسطے کوئی شخص سواے خداے تعالی کے اپنے تئیں
ایسا نہیں بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر ثنا خوان ہوکر معتقد ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی
اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے
اُسے کچھ دیکر رخصت کیا اُسنے ایستادہ ہوکر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآوردہ کرکے مصلی پر رکھی تھی طلب کی
اور شیخ اُس کنگھی کو جو مدت سے استعمال میں لاتے تھے اُسے حقیر جانکر اُسکو جواب نہ دیا اور درویش نے شرم
باواز بلند کہا اے شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو مجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس سے زیادہ میرا فراہم
حال ہو تجھے اور تیری برکت کو میں نے آب روان میں ڈالا قصہ کوتاہ فقیر عازم سفر ہوا جب اُس چشمہ پر
جو قصبۂ اجودھن کے باہر جاری ہے پہونچا اور کپڑے اتارکر غسل کے واسطے دریا میں در آیا ایسا سر بحر فنا میں
ڈبوکر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اُسکا نشان نپایا کہ کیا ہوا اور راویوں نے روایت کی ہے کہ قصبۂ اجودھن کے
حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندوں پر سختی حد سے زیادہ ترکی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادہ نے
آزردہ ہوکر باپ سے عرض کی کہ آپکی بزرگی سے ہمیں یہ فائدہ پہونچا ہے کہ حاکم کیطرف سے رات دن غم و
الم میں رہتے ہیں شیخ یہ کلام سنکر آزردہ ہوئے اور عصا جو ہاتھ میں رکھتے تھے اٹھاکر زمین پر مارا اُسی دم حاکم
درد شکم میں گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے مکان پر لیچلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طایر روح
اُسکا اثناے راہ میں قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اور نقل ہے کہ اجودھن میں ایک عامل محرر تھا وہاں کا حاکم
اُسپر جور و تعدی کرتا تھا وہ شیخ کے پاس پناہ لایا اور التماس دعا کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے
پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اس درویش کی منت کے سبب ہاتھ اس عامل دلریش کے ظلم سے کوتاہ کرے حاکم نے
شیخ کے فرمانے پر کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے لگا محرر نے پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر حقیقت
حال بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ میں نے تیری سفارش حاکم سے کی تھی لیکن اُسنے قبول نہ کی اس صورت میں
معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اسکے تیرے پاس بھی دادخواہی کی تھی اور تو نے نہ سنی محرر اٹھا اور
عرض کی کہ میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں کہ میں بعد کسیکو نہ ستاؤنگا اگرچہ دشمن بھی ہو منقول ہے کہ اسیوقت
حاکم نے اُسے طلب کرکے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا اور اُسکی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور اُس بلا سے استغفار کی اور مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سیر المشائخ میں دیکھا ہے
کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت کیواسطے قصبہ اجودھن کیطرف متوجہ ہوا اثناے راہ میں
ایک مطربہ یعنی ارباب نشاط اُسے دیکھکر عاشق ہوئی اور وصل کی تدبیریں کرنے لگی اور جب اُس جوان سے

اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی بھراہی اختیار کرکی ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ ہوتی تھی خلاصہ یہ ایک روز کسی تقریب سی دونوں ایک بیل پر سوار ہوئی مطربہ نی اسقدر غمزہ اور عشوہ جوان سی کئی کہ جوان کو بھی کچھ خواہش اُسکی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز کری اس حال میں ایک مرد آیا اور طپانچہ اُسکی منھ پر مارا اور یہ بات کہی کہ شیخ کی خدمت مین بقصد توبہ و انابت جاتا ہی اور دل فسق و فجور میں باندھتا ہی یہ کہکر غائب ہو اور جوان متنبہ ہوکر مطربہ کی وصل سی باز رہا اور جب شیخ کی خدمت مین پہونچا شیخ نی فرمایا ای جوان آج تو نی مطربہ کیطرف میل کیا تھا حق سبحانہ تعالی نی اپنی فضل و کرم سی نگاہ رکھا جوان نی یہ کلام سنکر شیخ کے قدم پر سر رکھا اور باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی ایک مرید تھی انکی خلقت محمد شہ غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھی ایک وقت وہ نہایت متحیر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئی شیخ نی پوچھا کہ ای محمد شہ تجھی کیا پیش آیا ہی جو تو اسقدر پریشان خاطر ہی اُسنی عرض کی کہ میرا بھائی شدت مرض سی قریب بہلاکت ہی معلوم نہیں ہوتا کہ میں اُسی جاکر زندہ دیکھوں شیخ نی فرمایا مین تمام عمر درگاہ الہی مین اسیطور سی کہ تو اسوقت محزون اور مغموم ہی رہتا ہوں لیکن کسی سی اظہار نکر اپنی گھر جا انشاءاللہ تعالی تیری بھائی نی شفای کامل اور صحت عاجل پائی ہو محمد شہ غوری جب مکان مین آیا اپنے بھائی کو دیکھا کہ صحیح و سالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہی اور کسیطرحکی زحمت اور علالت نہیں رکھتا ہی اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی اپنی پیر کی نظیر سے نقل کرتی ہین کہ ایک وقت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو ایک مرض سخت لاحق ہوا یہانتک کہ آپ نی چند روز آب و طعام کیطرف مطلق رغبت نہ کی آپ کی صاحبزادوں اور دوستوں نی اطبای حاذق کو طلب کرکی نبض و قارورہ دکھایا انھوں نی جواب دیا کہ یہ مرض ہماری تشخیص مین نہیں آتا کہ شیخ کس زحمت مین مبتلا ہین یہ کہکر وہ رخصت ہوئی دوسری دن مرض نی اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتی ہین اُسوقت شیخ نی مجھکو اور اپنی فرزند شیخ بدرالدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کیواسطی اشارہ کیا اور جب رات ہوئی ہم حکم کی موافق ساتھ حق کی مشغول ہوئی آخر رات کو شیخ بدرالدین سلیمان نی خواب مین دیکھا کہ ایک پیر مرد فرماتی ہین کہ تیری باپ پر سحر کیا ہی شیخ بدرالدین سلیمان نی پوچھا کسنی سحر کیا ہی پیر نی فرمایا شہاب الدین ساحر کی فرزند نے جو شہاب الدین نامی ساحر ایک شخص قصبۂ اجودھن مین نہایت مشہور تھا شیخ بدرالدین سلیمان نے اُنسی پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نی کہا کہ ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھکر یہ کلمات پڑھی اور وہ کلمات کہ پیر نی خواب مین تلقین کئی تھی شیخ بدرالدین سلیمان کو یاد رہی یہ ہین ایُّہا المقبور المبتلا اعلم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکف باسہ والا یجوبہ ما یجوبہا اُسکا ترجمہ یہ ہی کہ ای قبر مین گئی ہوئی اور ای مبتلا ہوئی جان کہ تیری بیٹی نی فلان شخص پر سحر کیا ہی لپس کہہ اُس سی کہ باز رکھی اپنی شر کو وگرنہ اُسسے پہونچیگا جو کچھ ساتھ ہماری پہونچا ہی اور فجر کو شیخ بدرالدین سلیمان اپنی مرید و نکی باتفاق باپ کی خدمت مین جاکر رات کا واقعہ جو خواب مین نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نی میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسی کلمات کو یاد کرکی شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرو اور پیر کی حسب فرمایش عمل مین لاؤ

تابعان

قبر پختہ تھی اور ایک مقام پر اُسکی کچھ مٹی افتادہ تھی میں نے ملہم غیبی کے اشارہ سے اُسے کھودا ناگاہ اُسمیں سے
ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس پتلے کے جسم میں جابجا سوئیاں چبھوئیں تھیں اور گھوڑے کی دُم کے بال
اس صورت پر محکم باندھے تھے میں اُسی طریقے سے اُس پتلے کو شیخ کے روبرو لایا اور اُس جناب کے حکم سے وہ سوئیاں
نکالنے اور بال کھولنے میں مشغول ہوا جوں جوں سوئیاں اُس پتلے کے جسم سے برآمد ہوتی تھیں اور بال کھلتے تھے
شیخ کو ایک راحت اور صحت معلوم ہوتی تھی جب سوئیاں برآمد ہو چکیں اُسوقت اُس پتلے کو شیخ کے
اشارہ کے بموجب توڑ کر آب رواں میں پھینک دیا اور اُسکے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین
ساحر کے فرزند کو گرفتار کر کے شیخ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر
حکم ہو آپکے قصاص میں اسکی گردن ماروں شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت
کرامت فرمائی ہیں نے اُسکے شکریہ میں اسکا گناہ معاف کیا اور تم بھی اسکی خطا بخشو نقل ہے شیخ
نظام الدین اولیا سے کہ ایک روز میں شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے
سیر کنان اجودھن میں پہونچے اور وہ سب فقیر کج خلق اور منہ پھٹ تھے شیخ کے پاس آنکر یوں گویا ہوئے
کہ ہم تمام جہان میں پھرے کوئی درویش ایسا کہ جسکی ہمیں تلاش ہے نہیں ملا مدعی خود غرض دنیا دار بہت ملے
شیخ نے فرمایا کہ تم ایک ساعت توقف کرو میں تمھیں ایک درویش دکھاؤں انھوں نے قبول نہ کیا
اور اٹھ کھڑے ہوئے شیخ نے فرمایا اگر جاتے ہو تو خبردار فلاں راستہ سے نہ جانا انھوں نے شیخ کی فرمانے پر
التفات نہ کی اور جان بوجھ کر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھکر شیخ نے آبدیدہ ہو کر انا للہ و
انا الیہ راجعون پڑھا بعدہ چند روز کے بعد خبر پہونچی کہ پانچوں آدمیوں کو باد سموم یعنی لون نے مارا چار فوراً
مر گئے اور ایک شخص اُنمیں سے ایک کنوئیں پر پہونچا اور اسقدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا آگے اور کتاب خیر المجالس میں
نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک مولوی مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ رعونت سے
خالی نہ تھے ایک دن ایک جوگی جماعت خانہ میں پہونچا نصیر الدین نے اُس سے پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے
دراز ہوتے ہیں اور جو مشائخ اُس زمانہ کے سر کے بال نہایت مکروہ جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور مونچھ دراز کی
بارہ میں حدیث تحت کل شعرۃ جنابۃ نقل کرتے تھے اسوجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گراں
گذری اور انھیں دنوں میں خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے نواسہ شیخ کے پاس
اجودھن میں آئے اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال ترشوانے کی التماس کی شیخ فرید نے فرمایا کہ میں آپ کے
خانوادہ عظیم الشان کی مائدہ فیض سے ایک ریزہ روٹی کا بھیک مانگ لایا ہوں معاذ اللہ ادب سے ہے کہ میں آپ کو
دست بیعت دیکر مرید کروں خواجہ وجیہ الدین نے عرض کیا کہ آپ کا مثل اس زمانہ میں کہاں کہ اُسکی خدمت میں
جاکر سعادت دارین حاصل کروں اور میں اس بارہ میں مجبور ہوں آپکا دامن نہ چھوڑونگا شیخ نے جب انھیں
نہایت مصر دیکھا اُس منبع اخلاص کو خرقہ خاص دیکر سرفراز فرمایا اور سر کے بال ترشوائے اور اُسی عرصہ میں
نصیر الدین بھی کہ درازی بال کے مقید تھے انھوں نے بیعت کر کے سر کے بال دور کئے اور جو بضاعت اور

متاع تجارت کیواسطی رکھتی تھی درویشون کی صرف مین لائی اور شیخ کی توجہ سی فقر اختیار کیا اور کتاب
خیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی مین مسطور ہی کہ ایک دن شیخ اپنی حجرہ مین بذکر حق مشغول تھی ایک
قلندر نی آنکر شیخ کی گلیم پر اجلاس کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نی تھوڑا طعام حاضر کیا قلندر نی کھانا تناول کرکی
کہا کہ مین شیخ کی دیکھنی کی تمنا رکھتا ہون جواب دیا کہ اسوقت شیخ ذکر حق مین مشغول ہین کوئی اسوقت
شیخ کی خدمت مین جا نہین سکتا قلندر نی اسوقت اپنی جھولی مین سی گیاہ سبز مثل سبزی کی کہ وہ قوم
ساتھ اسکی منسوب ہی نکالکر کچکول مین ڈالکر اسکی گھوٹنی مین مشغول ہوا چنانچہ اسمین سی کسیقدر شیخ کی کملی پر
جسپر وہ بیٹھا تھا گری مولانا بدر الدین نی اس سی یہ بات کہی ای درویش بی ادبی حد سی زیادہ پہنچا ہی کرنے
یہانسی اٹھکر علحدہ بیٹھ یہ سنتی ہی قلندر طیش مین آنکر کچکول اٹھاکر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ
شیخ نور باطن سی دریافت کرکی حجرہ سی برآمد ہوئی اور قلندر کا ہاتھ پکڑکر بمنت تمام کہا کہ آپ یہ گناہ میری
کہنی سی بخشین. قلندر نی جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہین اٹھاتی اور جب اٹھاتی ہین جبتک کسی کی اوپر نہین چلا
نہین اتارتی ہین شیخ نی کہا اس دیوار پر اتار دی اس فقیر نی کچکول دیوار پر کہ نہایت مستحکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی
اسوقت قلندر سرنگون ہوکر عرض نیاز کرکی رخصت ہوا اور شیخ فرید نی خواجہ بدر الدین اسحق سی متوجہ
ہوکر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتی ہین اور وہ گھاس کہ اسکو گھوٹتی تھی شاید وہ تھی کہ قلندر استعمال
کرتی ہین اور شاید اسکی امتحان کیواسطی نکالکر گھوٹی ہو اور نقل ہی کہ یہ مولانا بدر الدین اسحق بخارا کی رہنی والی
تھی اور علم معقول و منقول سی خوب واقف تھی کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس دیتی تھی
اور درویشون سی اعتقاد نہ رکھتی تھی اور انسی اور انکی ہمعصرون سی کئی مسائل مشکل حل نہوتی تھی بخارا کیطرف متوجہ
ہوئی اور جب اجودھن مین پہونچی انکی ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کیواسطی عازم ہوئی اور مولانا سی عرض کی
کہ آپ بھی ہماری ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لیچلین نہایت احسان ہوگا انھین جواب دیا کہ
تم جاؤ ہمنی ایسی شیخ بہت دیکھی ہین ایسی لیاقت نہین رکھتی کہ کوئی شخص انکی صحبت مین اپنی اوقات
ضائع کری لیکن رفقا مصر ہوکر انھین بھی ہمراہ لیگئی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نی اس مجلس مین انکی
تمام مشکلات حل فرمائین. اور مولانا بدر الدین اسحق نی وہ حالت مشاہدہ کرکی عزیمت بخارا ترک کی
اور شیخ کی ایسی معتقد ہوئی کہ ہرروز ایک پشتارہ لکڑیونکا اپنی سرپر رکھکر شیخ کی مطبخ مین صحرا سی لاتی تھی
اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتی تھی آخر الامر شیخ اپنی بیٹی مولانا کی حبالہ نکاح مین لائی اور اپنی دامادی سی
انھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیر الدین سی منقول ہی کہ قصبہ اجودھن سی چار کوس کی فاصلہ پر ترک
قتالی حاکم تھا اور اسکی پاس ایک شاہین تھا کہ وہ ہرن کی بچہ اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اسسی
نہایت دوست رکھتا تھا اور میر شکار کی سپرد کرکی یہ تاکید کی تھی کہ خبردار تو میری غیبت مین کسی
جانور پر نہ چھوڑنا مبادا پرواز کری اور پھر دستیاب نہووی قضارا وہ میر شکار اپنی ایک احباب کو لیکر
ایک موضع کیطرف سوار جاتا تھا اس اثنا مین کئی کلنگ دکھائی دی اور اسکی دوستون نی شاہین چھوڑنیکی
تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہین اور گھوڑی چالاک اور راہوار رکھتی ہین اسیکیطرف

جا[illegible] اُسکی کیفیت
اور باز ایک سمت پرواز کرکے ایک بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہرچند باز اشرف کی عدم تا کیطرح اُسکی کیفیت
نشان نہ ملا میرشکار ترک کی قہر و سیاست کی خوف سے گریان اور چاک گریبان ہوکر بہزار محنت
اجودھن میں پہونچا اور اسطرحسے کہ جس کیکا جوان بیٹا مرجاتا ہے جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجکو دستیاب نہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑیگا اور میرے
زن و فرزند کو قید کریگا شیخ کو اُسکی حال پر رحم آیا اور اُسکی واسطے کھانا موجود کرکے فرمایا کہ اسے تناول کر خدا کریم ہے
شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھتا ہے ایک باز ایک درخت پر بیٹھا اور میرشکار
اُسے دستیاب کرکے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہوکر گھوڑا اپنی سواری کا پیشکش کیا
شیخ نے مسکراکر فرمایا گھوڑا تجھے پر ضرور ہے کہ تو اسپر سوار ہوکر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ
سے ہو خدا کی راہ میں فقیروں کو دے خلاصہ یہ کہ میرشکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیا جو کچھ مال دنیوی سے
رکھتا تھا فقرا کو دیکر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونیکا قصہ سنکر
شیخ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی نقل کرتے ہیں کہ قصبہ اجودھن کی اطراف میں
ایک موضع تھا اور اُس موضع میں ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا جب دیپالپور کے داروغہ نے
کسی سبب سے اُس موضع پر چڑھائی کرکے تاراج کیا اور لوگوں کے زن و فرزند اسیر ہوئے روغن فروش کی عورت
کہ بہت جمیلہ تھی اسیر ہوئی اُس سبب سے روغن فروش گریان اور بار سینہ بریان ہر طرف اُسکی
تلاش میں دوڑا جب نہیں اُسکا سراغ نہ ملا پریشان اور بدحواس شیخ کی خدمت میں آنکر عرض
حال کی شیخ نے ایک لحظہ تامل کرکے فرمایا کہ تو یہیں دل بہلا رہ دیکھ حق سبحانہ تعالی پردہ غیب سے کیا
ظہور میں لاتا ہے پھر روغن فروش کے روبرو کھانا حاضر کرکے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک محرر کو کسی
مقام سے قید کرکے اجودھن میں لائے وہ محافظوں کو موافق کرکے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت
بیان کی اور التماس دعا کی شیخ نے ارشاد کیا اگر حق تعالی تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت
مبذول فرماوے کیا شکرانہ بجا لاویگا اُسنے عرض کی کہ میں جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہوں پیشکش کرونگا
فرمایا یہ سب مال میں نے تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہے کہ داروغہ تجھکو بعد خلعت کے ایک کنیز دیگا
تو اُس کنیز کو اس روغن فروش کے حوالہ کرنا محرر نے شیخ کا فرمان بصدق دل قبول کیا اور روغن فروش سے یہ بات
کہی کہ تو میری ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ الاسلام مجھے یہ مقدرت نہیں کہ پرستار خرید کروں لیکن
میں اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہوں شیخ نے تبسم کرکے فرمایا بھلا تو اس محرر کے ہمراہ جا دیکھ خدا
کیا کرتا ہے ناچار وہ گیا اور محرر کے مکان پر جاکر غمگین بیٹھا محرر کو جب داروغہ کے سامنے لیگئے بغیر فہمید
محاسبہ اُسے خلعت اور گھوڑا دیکر رخصت کیا اور پیچھے سے ایک کنیز حسین بھی بھیجی محرر نے
وہ لونڈی جسطرح سے برقع پوش آئی تھی روغن فروش کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہے اُس
عورت کی جو ہیں نظر خاوند پر پڑی برقع دور کرکے دوڑی اور دونوں شاداں و فرحان شیخ کی خدمت میں

حاضر ہوئی اور سر اُنکے قدم مبارک پر رکھکر مرید ہوئی اور حضرت شیخ فرید الدین کہ ملقب بہ گنج شکر ہیں
اس لقب کی ہونی میں بہت سی روایتیں گوش زد ہوئی ہیں لیکن جو کہ تاریخ میں حاجی محمد قندھاری کی مسطور ہی
کہ جن دنونمیں شیخ دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت میں رہتی تھی اور غزنین کی دروازہ کی قریب
مسکن رکھتی تھی ایک روز برسات کی موسم میں راستونمیں نہایت کیچڑ تھی پیر کی دیکھنی کا اشتیاق
غالب ہوا پانونمیں نعلین چوبین پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئی اور جو کہ سات دن گذری تھی
کہ شیخ فرید نی روزہ کی سبب سی کچھ تناول نفرمایا تھا ضعف نہایت غالب تھا اثنای راہ میں
آپ کی پانون نی لغزش کی کیچڑ میں گر پڑی یہانتک کہ قدری مٹی آپ کی دہن مبارک میں داخل ہوئی حکم
خدا سی وہ شکر ہو گیا اور جب شیخ اپنی پیر کی خدمت میں پہونچی اُنھون نی فرمایا ای فرید تھوڑی مٹی تیرے
دہن میں پہونچکر شکر ہوئی کیا تعجب ہی جو قادر ذوالجلال نی تیری تمام جسم کو گنج شکر کیا ہو اور وہ
اپنی فضل و کرم سی ہمیشہ تجھی شیرین رکھیگا شیخ نی شکر شکر الٰہی دہن میں ڈالکر جب بازگشت کی جس مقام میں
پہونچی تھی شنتی تھی کہ لوگ آپسمیں کہتی ہیں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر آتی ہیں اور دوسری روایت میں
یہ ہی کہ ایک دن اثنای راہ میں بنجارہ نمک دہلی میں لاتی تھی شیخ فرید سی دوچار ہوکر تھوڑی شکر خدمت میں
لائی اور یہ التماس کی کہ ہماری حق میں دعا کیجئی تو ہماری پونجی میں برکت ہو اور بقیمت زیادہ خوب بکے
شیخ نی اس گمان سی کہ یہ تمام شکر لادی ہیں توجہ کرکی فاتحہ خیر پڑھا اور بنجاری دس روز کی بعد دہلی میں پہونچی
جب سر گونونکا کھولکر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سی شیخ خاص و عام میں شیخ فرید الدین مسعود گنج
شکر ملقب ہوئی اور اس کتاب کی مولف محمد قاسم فرشتہ نی بعضی مشائخ سی جو انکی عہد میں تھی یون
سنا ہی کہ شیخ کو عہد لڑکپن میں جسطرح کہ عادت لڑکونکی ہوتی ہی شیرینی کیطرف بہت رغبت تھی اور
آپکی والدہ نی ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کرین اپنی نور عین سی یہ فرمایا کہ ای فرزند جو شخص صبح کی نماز جلد
ادا کرتا ہی حق تعالیٰ اُسی شکر عنایت فرماتا ہی اور آپ یہ کام کرتی تھین کہ شکر ایک پوڑیا میں باندھکر
آپکی سرہانی رکھ دیتی تھین اور شیخ بعد فراغ دوگانہ صبح شکر اپنی سرہانی سی اُٹھاکر نوش کرتی تھی یہانتک
کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کی دلمیں یہ خیال گذرا کہ اب فرزند فضل خدا سی ہوشیار
ہوا ہی شکر رکھنی کی حاجت نہیں اُسکا رکھنا موقوف کیا لیکن قسام حقیقی نی اُسکا وظیفہ برطرف
نہ فرمایا اُسیطرح سی پہونچاتا تھا اور آپکی والدہ کو اس امر سی اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ فرزند شکر موقوف
ہونیکی شکایت نہیں کرتا ہی ایکدن پوچھا کہ ای فرزند تجھی شکر ملتی ہی شیخ نی کہا ہان برابر ملتی ہی وہ عفیفہ سمجھین
کہ شاید کوئی پرستار شکر شیخ کی سرہانی رکھ دیتی ہی جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہیں
شیخ کی دو فور اعتقاد کی برکت سی یہ پوڑیا شکر کی غیب سی پہونچتی ہی اسواسطی حضرت کا لقب گنج شکر
ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا ناقل ہین کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتی تھی یہانتک کہ اگر عارضہ
بھی ہوتا یا سفر کرتی روزہ افطار نہ فرماتی تھی اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سی افطار کرتی تھی یعنی
یہ معمول تھا کہ دانہ منقی کی ایک ظرف میں ڈالکر پانی میں بھگوتی تھی اور اُسکا شربت نکالکر افطار کی وقت

بہ مقدار تین درہم نوش فرمائی تھی اور دو تین دانے منقی کے دہن مبارک میں ڈالی تھی اور باقی حاضران مجلس پر
تقسیم کر دی تھی اور دو نان گھی میں چپڑی ہوئیں کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھیں بعد افطار شیخ کے روبرو
لائی تھی اور شیخ اسمیں سے ایک روٹی کا ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتی تھی اور باقی حضار مجلس پر
تقسیم فرماتی تھی اور اسکے بعد باستغراق تمام نماز عشا میں مشغول ہوتی تھی اور جب ابتدائی حال میں
قصبہ اجودھن میں آئے کسی نے انکو نذر نہ پہونچی تھیں آذوقہ میں شیخ اور آنحضرت کے فرزند میوہ پیلو
اور دیلہ وغیرہ سے کہ اس ولایت کے جنگل میں پیدا ہوتا ہے اوقات بسر کرتے تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے
اسی عرصہ میں بادشاہ ناصر الدین شہریار دہلی کہ اوچہ اور ملتان کیطرف متوجہ ہوا تھا گذر اسکا
اجودھن میں ہوا اور شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنی
لشکرگاہ میں پہونچکر اسنے فرمان چار موضع کلان کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغخان دارو غہ دواب کی
صحابت سے شیخ کے پاس بھیجا شیخ نے فرمان دیہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دیہات سے کیا کام ہے
اور زر نقد قبول کرکے جماعت زمانہ کے درویشوں کو تقسیم کیا نقل ہے کہ اجودھن میں شیخ مرض سخت میں
مبتلا ہوئے کہ امید زیست نہ تھی اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحق ہانسوی اور مولانا بدر الدین
اور درویش علی بہار کو شیخ نے اشارہ کیا کہ فلان گورستان میں جاکر دعای خیر میں مشغول ہوں چنانچہ یہ بزرگوار
حکم کے موافق اس مقام میں جاکر دعا میں مصروف ہوئے اور پھر کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے
شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ کو آنکے اس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر
ڈالے تکیہ لگے ہوئے اور عصا جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے انھیں پہونچا تھا آغوش میں رکھے ہوئے
مخطط بخط دست ... پر ست اسپر کھینچکر اپنے روی مبارک پر ملتے ہیں جب نگاہ حضرت کی ہم پر
پڑی فرمایا کہ یاروں کی دعا نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی سب سرنگوں ہوکر سکوت میں آئے لیکن درویش علی
جو سب سے آگے کھڑا تھا اسنے یہ عرض کی دعا ناقصوں کی کاملوں کے حق میں اثر نہیں کرتی ہے شیخ نظام الدین
اولیا فرماتے ہیں کہ اسوقت شیخ نے مجھے بلاکر عصای مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا تھا
کہ تو جو خدا سے چاہیگا پاویگا میں سرنگوں ہوکر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ پلٹ آئے اور
مبارکباد کہنے لگے اسکے بعد سب اعزا اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل میں یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میرے دعا کے
اجابت کیواسطے حق سبحانہ تعالی سے درخواست فرمائی ہے اور یقین ہے کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے
بہتر یہ ہے کہ آج پھر شب کو شیخ کی صحت کیواسطے قیام کروں غرضکہ جب دعا میں مشغول ہوا آخر
شب کو مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ میری دعا درگاہ الٰہی میں مستجاب ہوئی
صبح کو جب شیخ کی خدمت میں گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر رو بقبلہ بفراغ خاطر رونق افزا ہیں
اور درد و الم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا اے درویش نظام الدین جب
میرے دعا تیرے حق میں قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق میں مستجاب ہوئی یہ فرماکر وہ مصلا جسپر
تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد میں مرقوم ہے کہ جب شیخ فرید ہانسی سے

لانی لیواسطی قصبہ کھوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس قصبہ مین پہونچی اپنی والدہ کو گھوڑی
سوار کرکی قصبہ اجودہن کیطرف روانہ ہوئی لیکن اُس راستہ مین جنگل بہت تھا اور پانی کمیاب جب
آدھی راہ طی ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کی سایہ مین بٹھاکر خود گھوڑی پر سوار ہوکر پانی کی تلاش مین
گئی اور پانی تلاش کرکی جب اُس درخت کی نیچی آئی اپنی والدہ کو نہ دیکھا مضطرب اور حیران ہوکر ہر سمت
دوڑی کہین اُنکا نشان نہ پایا ناچار با دل غمگین اور خاطر حزین قصبہ اجودہن کیطرف متوجہ ہوئی اور
حضرت شیخ فرید گنج شکر سی یہ قصہ بیان کیا شیخ نی کچھ تصدق فقرا کو پہونچا کر صلی آکہا تا کہا۔۔۔
بعد ایک مدت کی شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر نظر
پڑی آپ کی دل مین یہ خیال گذرا کہ اس نواح کی گرد پھر کر دیکھی شاید والدہ کی ہڈیوں کا نشان ملی جب آگی
بڑھی ایکجا پر کچھ ہڈیاں آدمی کی افتادہ دیکھیں صفائی باطن سی سمجھی کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام
ہڈیاں جمع کرکی ایک خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نی فرمایا
خریطہ لاؤ اور اُسکا مُنھ کھولکر سب ہڈیاں مصلی پر گراؤ شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اُٹھا لائی لیکن جب
مُنھ اُسکا کھولا ایک استخوان نہ دیکھی شیخ نظام الدین اولیا نی لکھا ہی کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی
خدمت مین حاضر تھا ایک بال محاسن مبارک سی جدا ہوا مین نی فی الفور اُسی اُٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم
ہووی مین اسکا تعویذ بناؤن فرمایا خوب ہی پھر مین نی وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام
اپنی دستار مین رکھا اور جب مین اجودھن سی دہلی مین آیا جو بیمار کہ میری پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط کی
اُسی دیتا تھا کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس دیوی غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو مین نی دیا اُسنی فضل
خدا سی صحت پائی یہانتک کہ تمام شہر مین اُسکی شہرت ہوئی اور مین نی وہ تعویذ ایک طاق مین رکھدیا
ایک روز ایک میری دوست جنکا نام تاج الدین مینائی تھا آئی اور مجھسی اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہی
مین نی حجرہ مین جاکر اُس تعویذ کو اُس طاق مین اور ہر طاق مین ہرچند ڈھونڈھا نپایا وہ دوست
محزون اور مغموم گیا اور اُسکا فرزند جانبر نہوا اور جب دو دن کی بعد اور بیمار آیا مین نی حجرہ مین جاکر جو دیکھا
وہ تعویذ اُسی طاق مین موجود تھا اُسکو دیا اُسنی شفا پائی اور جو کہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنیوالا تھا
اُسوقت پیدا نہوا اور منقول ہی کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سنام قصبہ اجودھن مین
آیا اور وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نی علم سلوک مین لکھا تھا اُسکی پڑھنی مین مشغول ہوا اور چند
روز کی بعد اُسنی قصیدہ مطول شیخ کی مدح مین کہا اور اجازت لیکر تمام اشعار اُسکی آغاز سی انجام
تک ایستادہ ہوکر پڑھی شیخ نی فرمایا بیٹھو اور پھر پڑھو اُسنی بیٹھکر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک
بیت کی مدح کرتی تھی بعد فراغ اُس سی پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہی شمس الدین نی عرض کی کہ میری والدہ
نہایت پیر ہی اور مین ناداری اور عسرت کی سبب اُسکی پرورش سی عاجز ہون امیدوار ہون
کہ شیخ کی توجہ سی میری عسرت ساتھ فراغت کی مبدل ہووی شیخ نی فرمایا جا شکرانہ لا جو کہ

شیخ کا شکرانہ طلب کرنا دلیل حصول مقصود تھا شمس الدین شبا شب جا کر پچاس روپیہ نقد
لایا شیخ نے درویشوں میں تقسیم کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسکی برکت سے شمس الدین انھیں دنوں میں
شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہے کہ ایک فاضل مولانا حمید
نام طغرل کی ملازمت میں جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کیطرف سے بنگالہ کے حاکم تھے ایکروز دست بستہ
ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی انھیں دکھائی دی کہا کہ اے حمید تو اہل علم ہے
اس جاہل کے روبرو کیوں کھڑا ہے پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی نہج سے طغرل کے روبرو ایستادہ تھے کہ وہ
صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کیا مولانا سمجھے کہ یہ کشش شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی ہے بیتاب
ہوکر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت میں مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا کہ اے حمید تو نے دیکھا
کہ میں کس صورت سے تجھے یہان لایا مولانا نے جب یہ کلام سنا اُسیوقت علائق دنیوی ترک کر کے تجرید اختیار کی
اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت وعظ و ارشاد میں مشغول رہے آخر شہر مکہ معظمہ کیطرف
رخصت ہوئے اور یہ بھی منقول ہے کہ اوچہ اور ملتان کیطرف ایک بادشاہ پاک اعتقاد تھا اُسنے ایکبار
ملا عارف کو جو اُسکی خدمت میں رہتے تھے اور ارادہ دہلی کی آنیکا رکھتے تھے مبلغ دوسو تنگہ سفید اُنکے سپرد کیے
اور یہ بات کہی کہ تم قصبۂ اجودھن میں جا کر یہ روپیہ شیخ فرید کی خدمت میں پہونچاؤ اور میری واسطے
التماس دعا کرو جب مولانا قصبۂ اجودھن میں پہونچے اُنکے دل میں یہ خیال گذرا کہ خط و کتابت درمیان
نہیں ہے جو مبلغ کی تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہے کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے پاس رکھ چھوڑیے آخر
وہی کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا اے مولانا عارف تو نے حق برادری کا سا تھا اس درویش کو ادا کیا یعنی
نقود شکرانہ نصفا نصف کر لیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ اور محجوب ہوئے اور
یہ عرض کی کہ بہت ملایان مفلوک کے اہل سلوک کے برابر نہیں ہے اور وہ سو روپیہ بھی حاضر کیے شیخ نے فرمایا
یہ روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف
ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشوں کو دیکر عبادت اور ریاضت میں
مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ سیستان کی سمت
روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد میں مشغول ہوئے اور منقول ہے کہ شیخ ایک وقت دوپہر کو
اپنی خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدرالدین اسحق اور مولانا جمال الدین ہانسوی
حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ میں کھڑے ہوئے تھے اُسوقت ایک ملا یوسف
جو آپ کے قدیم مرید و محب تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چند مدت سے میں خدمت اور
ملازمت کرتا ہوں ابھی تک اسی مرتبہ پر ہوں اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت کی فیض بخشی سے
خرقۂ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائز ہوئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا اے درویش ہر شخص بقدر قابلیت
اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہے اسمیں ہماری کچھ تقصیر نہیں ہے یہ کلام تمام ہوا تھا کہ ایک لڑکا
چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار خشت پختہ کا تھا

جو عمارت کیواسطی لانی تھی شیخ نی اس لڑکی سی فرمایا کہ اس تودہ مین سی ایک انیٹ پختہ لا کہ مین اسپر بیٹھون
لڑکا دوڑ کر ایک اینٹ مسلم سرپر اٹھا لایا شیخ اسپر بیٹھی پھر فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین
کیواسطی لا وہ جا کر ایک اینٹ درست انکی واسطی اٹھا لایا اسیطور سی وہ لڑکا شیخ کی حکم کی بموجب ایک
اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق کیواسطی بھی اٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری
آئی وہ لڑکا اس انبار سی بہ مشقت تمام ایک خشت نصف بلکہ اس سی بھی کمتر تلاش کر کی لایا اور ملا یوسف کی
سامنی رکھدیا یہ ماجرا دیکھکر تمام بزرگوار متحیر ہوئی شیخ نی فرمایا ای یوسف مین کیا کرون نصیب تیرا اوروں
برابر نہین ہی قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیی کسواسطی کہ مصرع تقدیر کی لکھی کو امکان نہین ہی
دھونا ہ اور شیخ نظام الدین اولیا سی منقول ہی کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوئی
آخر سن ساٹھہ اس حضرت کی رحمت حق مین واصل ہونی اور اس مرض مین مجھی خرقۂ خاص سی سرفراز فرماکر
ماہ شوال سنہ ۶۶۹ چھسو انہتر ہجری مین مجھی دہلی کیطرف روانہ کیا اور رخصت کیوقت اشک گہر رنگ
دیدۂ حق بین مین بھر لائی اور فرمایا جا تجھی حافظ حقیقی کو سپرد کیا اور مجھ کو بھی تیری جدائی سی ایک درد والم
لاحق ہوا جیسا کہ جدائی سالوں مین واقع ہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتی ہین کہ جب مین دہلی مین
پہونچا مین نی سنا کہ شیخ کی مرض نی شدت کی ایک رات بعد ادای نماز عشا بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کی
بعد ہوش مین آکر مولانا بدر الدین اسحق سی پوچھا کہ مین نی عشا کی نماز پڑھی تھا ہان اس جناب نی نماز عشا پھر
احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوئی جب ہوش مین آئی فرمایا ایکبار اور از راہ احتیاط کی نماز عشا ادا کرلین کیا
معلوم پھر میسر ہو یا نہین چنانچہ اس شب کو آپ نی تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا کہ مولانا
نظام الدین دہلی مین ہی مین بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کیوقت ہانسی مین تھا اور مولانا بدر الدین
اسحق کی کان مین آہستہ فرمایا کہ میری انتقال کی بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
مجھی پہونچا ہی اسی مولانا نظام الدین کی پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کر کی وضو کیا اور دوگانہ ادا کرکی
سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ مین رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی
پانچوین تاریخ سنہ ۷۶۰ سات سو ساٹھ ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اس جناب کا پچانوی
برس کا نشان دیتی ہین اور منقول ہی کہ مولانا بدر الدین اسحق نی وصیت کی موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین
اولیا کی پاس پہونچایا اور کاسہ اور عصا شیخ کا آنکی فرزندونکی پاس رہا اور افواہاً یہ بھی سنا جاتا ہی
کہ شیخ نظام الدین اولیا شیخ کی خبر فوت سنکر قصبۂ اجودھن مین گئی اور شیخ کی مزار کی زیارت کرکی
جامہ مذکور مولانا بدر الدین اسحق سی لیکر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہی
کہ تین شخص نظام نام شیخ کی خدمت مین تھی ایک شیخ نظام فرزند شیخ کی دوسری شیخ نظام بھانجی
شیخ کی تیسری شیخ نظام الدین اولیا جو پسر شیخ کی بہ تمام ایذا کار کھتی تھی اسواسطی سجادہ انکو عنایت فرمایا
اور جب آپکی ہمشیرہ نی بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میری فرزند کو عنایت ہووی شیخ نی فرمان لکھا
اور بھانجی کو دیکر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کی پاس جاکر اسی صحیح کرا اور مولانا جمال الدین

ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح نہ کیا اور اُسنے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیرہ کے حسب الالتماس فرمان دوسرا لکھ بھیجا اور اسمرتبہ مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہوکر اُسے چاک کیا شیخ نے فرمایا کہ میں جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہیں سی سکتا اور بعد اسکی ایک مدت کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دیکر مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان میں درج کی **بیت** ہزاران درود و ہزاران سپاس
کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس * اور کتبہ کو صحیح کرکے دہلی میں روانہ کیا

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات شہنشاہ اورنگ عرفان حق * دلش صدر دیوان ایوان حق * ملک بردہ دریوزہ از شان او * فلک کاسہ سبز در خوان او * قدم رانده زان گونه در راه فقر * که شد شاه اورنگ درگاه فقر * بباطن ز تکوین اطوار حق * بظاهر ز تمکین نگهدار سهو * دلش ساکن ملک ذات صفات * زہی پاک دین وزہی نیک ذات * نظام الحق آن شیخ عالی مقام * کزو کار ارباب دین شد تمام *

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انواع منزل کتب معتبرہ تصوف کیطرف مثل نصوص الحکم اور مواقع النجوم اور انکی شرحونکی مطالعہ میں مائل تھا اور ابوحنیفہ کی فقہ اور تفسیر اور حدیث اور اصول کلام میں استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان کیطرف آنکر شہر بداؤن میں متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر میں بماہ صفر ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے انکے والد نے قضا کی اور انکی والدہ پرورش میں مصروف ہوئیں اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہونچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی میں مشغول ہوئے اور جب بداؤن میں کوئی مدرس نہ رہا وہ جناب پچیس برس کے سن میں اپنی والدہ کو لیکر دہلی میں آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ میں سکونت اختیار کی اور اُسوقت دہلی میں ایک فاضل متبحر اور علماء وقت سر آمد تھے انکا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن نے انھیں آخر میں بخطاب شمس الملک مخاطب کرکے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگ ریزہ نے انکی مدح میں کہا ہے

بیت شمسا کنون نظام دل دوستان شدی * فرمانده ممالک هندوستان شدی * اور

اور قبل وزارت درس میں مشغول رہتے تھے پھر شیخ انکے شاگردونکی سلک میں منسلک ہوئے اور وہ ایک حجرہ رکھتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کیواسطے تھا اور تین شاگرد جو صاحب استعداد تھے وہ اُس حجرہ میں سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُسکے باہر درس کرتے تھے اور اُن تین شخص میں ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبدالباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے انکی موافقت اور تیزی فہم سے آگاہی پائی اور شاگردونسے آپ کی تعلیم میں زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جسوقت وہ آتا مولانا ازراہ طیش اُس سے فرماتے تھے

کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا ہیں بھیجی وہ تعذیر دونگا کہ پھر تو حاضر رہیگا اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا انھیں جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے **بیت** باری کم از انکہ گاہ گاہی ٭ آئی و بما کنی نگاہی ٭ اور شیخ نظام الدین اولیا کا جو حسب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علمای دہلی پر علم میں فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا اکثر اوقات انکی صحبت میں بیٹھتے تھے قضارا جو آندنوں میں والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہوگئی تھیں اور شیخ تنہا رہگئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر ہمصحبت رہتے تھے اور غم تنہائی رفع کرتے تھے یہانتک کہ روز بروز محبت فیمابین میں بڑھتی گئی اور آپسمیں نہایت اتحاد ہوا اور بعد اسکے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لیکر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اور معاش کیواسطے عہدہ قضا کی فکر میں ہوئے ایک دن اثنای کلام میں شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحہ خیر پڑھیں کہ میں کسی مقام کا قاضی ہوں اور خلق خدا کو انصاف سے راضی رکھوں یہ سنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہیں سنا پھر باواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہوں کہ میں کسی مقام کا قاضی ہو جاؤں اسمرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نکرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو میں جانتا ہوں اور انھیں دنوں میں شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی میں تھے صبح کیوقت سنا کہ موذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اسوقت میں جو آوازہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مشیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی مجلس میں غائبانہ شیخ کی مشیخت اور کرامات کے اوصاف سنکر شیخ نظام الدین اولیا انکی زیارت کے نہایت مشتاق تھے صبح کو بغیر سواری اور زاد راہ کے قصبہ اجودھن سمت روانہ ہوئے اور روز پنجشنبہ کو ظہر کی نماز کیوقت آنحضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر چند چاہا کہ اپنے اشتیاق اور اخلاص کا بیان کروں حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ کچھ عرض نکرسکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کرکے فرمایا لکل داخل دہشۃ مرحبا خوش آیا تو اور صفا لایا تو انشاء اللہ تعالی نعمت دینی اور دنیوی سے برخوردار ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقہ درویشی کا حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک میں منتظم ہوئے اور اس عرصہ میں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو عسرت کمال تھی اکثر آنحضرت کے متعلقین اور فرزندونکو ہر ہفتہ میں ایک یا دو فاقہ گذرتے تھے اور اس بزرگوار کی صحبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا الغرض مولانا بدر الدین اسحق بخاری کہ جامع معقول و منقول تھے لکڑیاں جنگل سے باورچیخانہ کیواسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی صحرا سے دیلہ کہ مراد کریل کے درخت کے پھل سے ہے اور اکثر آدمی اس پھل کو سرکہ اور نمک میں ڈالکر اچار بناتے ہیں حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آبکشی اور باورچیخانہ کی دیگیں دھوتے تھے

اور شیخ نظام الدین اولیا ازروی صدق و صفا کھانا پکاتی تھی اور باحتیاط تمام کھانا پکا کر ظروف
گلی اور پھاول چوبین میں لگا کر افطار کیوقت شیخ کی مجلس میں لیجاتی تھی لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہوتا
تھا اور دو دو تین تین روز نمک میسر نہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اس خدمت پر
مامور ہوئی اُس بقال سی جو مسجد کی قریب رہتا تھا کبھی غیب سی جو کچھ ہو پہنچتا تھا کھانیکا مصالحہ خرید
کرتی تھی اور کبھی ایک درم نمک قرض لیکر کاسہای دیہ میں کہ جوش ہوتی تھی ڈالتی تھی اور ہر روز شیخ کی
رو برو درویشونکی سامنی حاضر کرتی تھی اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور
شیخ نظام الدین اولیا شیخ کی حکم کی موافق ایک کاسہ میں تناول کرتی تھی اور شیخ کی قریب بیٹھتی تھی
ایک دن جب تمام حضار مجلس اپنی اپنی مقام میں روانہ ہوئی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر دست
مبارک کاسہ کیطرف لیگئی اور لقمہ اٹھا کر فرمایا کہ یہ لقمہ میری ہاتھ میں گران معلوم ہوتا ہی اس لقمہ کو
منھہ میں رکھنی کا حکم نہیں ہی اس کھانی میں شبہہ ہی یہ کہکر لقمہ کاسہ میں ڈالدیا شیخ نظام الدین اولیا
فرماتی ہیں کہ یہ کلام سنتی ہی میرا بدن کانپنی لگا فورًا میں نی ایستادہ ہو کر نہایت ادب سی یہ عرض کی
کہ یا حضرت لکڑیان اور کریل کی پھل اور پانی باورچیخانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور
مولانا بدر الدین لاتی ہیں سبب شبہہ کا معلوم نہیں ہوتا ہی حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نی فرمایا
کہ نمک جو اس کاسہ میں پڑا ہی وہ کہانسی آیا ہی شیخ نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئی اور سر زمین پر رکھکر
صورت حال عرض کی شیخ نی ارشاد کیا فقرا اگر فاقہ سی مرجاوین بہتر ہی لیکن لذت نفس کیواسطی قرض
نہ لیوین کسواسطی کہ قرض اور توکل کی مابین بعد مشرقین ہی اگر ادا نہووی تو وبال اُسکا قیامت تک گردن پر
رہی پھر فرمایا کہ یہ کاسہ درویشونکی آگی سی اٹھا کر محتاجون پر تقسیم کرین اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتی ہیں
کہ مجھہ میں ایک عادت تھی جیسا کہ طلبا کا دستور ہی کہ اگر کوئی شی نہایت پر ضرور ہوتی ہی قرض لیتی ہیں میں بھی
قرض لیتا تھا لیکن اُس دن سی میں نی استغفار کر کی یہ نیت کی کہ ہر چند احتیاج اشد ہووی آیندہ ہرگز
قرض نہ لونگا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نی وہ کمل کہ جسپر اجلاس فرماتی تھی مجھی بخشا اور یہ دعا کی
کہ تو کبھی ساتھو قرض کی محتاج نہوگا اور جب شیخ نظام الدین اولیا ایک مدت کی بعد خدمتگذاری سے
مرتبۂ کمال کو پہونچی پیر نی انھین اور ونکی تکمیل کی اجازت دیکر دہلی کی سمت رخصت کیا اور انھون نی رخصت
کیوقت اپنی پیر کی یہ نصیحت یاد رکھی کہ آنحضرت نی فرمایا ہی کہ دشمنونکو جسطور سی چاہنا راضی اور خوش
رکھنا اور جس شخص سے قرض لینا اُسکی ادا کرنی میں نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر
ہوئی مع ایک درویش ایک مقام میں پہونچی کہ فی الجملہ وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اُس مقام میں
مسافرونکو لوٹتی تھی ناگاہ اُس مقام میں پانی برسنی لگا شیخ ایک لحظہ درخت چھتنار کی سایہ میں
ایستادہ ہوئی ناگاہ پانچ چھہ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کیطرف متوجہ ہوئی شیخ کی
دلمین یہ خیال گذرا کہ کمل اور جامہ جو شیخ نی مجھی عطا فرمایا ہی اگر خدانخواستہ اُسپر نظر بد لگی میں آبادی میں
ہرگز نہ جاؤنگا اور کسیکو اپنا منھہ نہ دکھاؤنگا اسی اندیشہ میں تھی کہ راہزنون نی ایکبارگی حضرت کی طرف

شہر موڑا اور جانب روانہ ہوئی اور شیخ مع الخیر والعافیت دہلی میں داخل ہوئی دوسری دن شیخ نجیب الدین
متوکل سے ملاقات کرکی ماجرا اس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول سعادت ملازمت کا تذکرہ
شرح بیان کیا اسکی بعد ایک شخص کی مکان پر کہ اُس سے ایک کتاب عاریت لیکر گم کر دی تھی تشریف لیگئی اور اُس سے
یہ کہا ای مخدوم اُس روز کہ میں تمسی کتاب عاریت لیگیا تھا وہ میری پاس سے گم ہوئی ہے نیت صادق
رکھتا ہوں کہ کاغذ بہم پہونچاکر وہ نسخہ نقل کرکی آپ کی پاس حاضر کرونگا اُس شخص نی جب یہ کلام سُنا
ایک لحظہ شیخ نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائی ہیں اُسکا ثمرہ
خدا کی خوشنودی کی سوا نہیں ہے میں نی وہ کتاب آپکو بخشی شیخ وہانسی پھر ایک بزاز کی پاس گئی اور فرمایا
کہ میں نی تجھسی کپڑا خرید کیا تھا اب اُسکی قیمت لایا ہوں لی بزاز نی دس روپیہ لئی اور باقی حضرت کو معاف
کئی اور کہتی ہیں کہ اُسوقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی میں ایسا مقام تخلیہ کا میسر نہ تھا کہ اُسمیں بیٹھکر
ذکر حق میں مشغول ہووین اور اُس شہر میں شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہووین جو
آمد نو نہیں قرآن شریف حفظ کرتی تھی اکثر اوقات شہر سے باہر جاکر صحرا میں بسر لیجاتی تھی ایکروز قتلغخانکی
تالاب کی کناری ایک درویش پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوی اُنکی ناصیہ حال سے ہویدا تھی شیخ نظام الدین
اولیا نی دیکھا اُنسی پوچھا کہ ای مخدوم تم اس شہر میں رہتی ہو اُنھوں نی کہا ہاں پھر پوچھا کہ آپ اس شہر میں
خواہش طبع سے رہتی ہیں اُنھوں نی جواب دیا نہیں کوئی درویش ایسی شہر آباد میں کہ جسمیں اسقدر کثرت
اور انبوہ آدمیونکا ہی اپنی طبیعت کی خواہش سے نرہیگا مگر بضرورت پھر یہ حکایت نقل کی کہ میں نی ایک
وقت خطیرہ کمال درویش کی دروازہ کی باہر ایک خرقہ پوش کو دیکھا اور اُسنی مجھسی یہ بات کہی کہ اگر تو
سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت میں چاہتا ہی اس شہر میں نہ رہ کہ یہ چشمہ فسق و فجور کا
ہوا ہی اور پھر یہ بھی کہا ای مولانا نظام الدین اولیا میں بھی چاہتا ہوں کہ اس شہر میں نہ رہوں اور کسیطرف
راہی ہوں لیکن کیا کروں کہ عرصہ بیس سال کا گذرا ہی کہ میں اس شہر میں سکونت پذیر ہوں اور سبب
اُسکا یہ ہی کہ میں نی تیار کیا ہی مجال سفر نہیں رکھتا کہ قید پانی کی شدید تر لوہی کی قید سے واقع ہوئی اور
شیخ نظام الدین اولیا نی جب اُن درویش سے یہ بات سُنی عزم جزم کیا کہ اس شہر میں نرہونگا
اور اُس مقام سے برآمد ہوکر رانی بوستانی کی تالاب کی نزدیک کہ جسی باغ خسرو کہتی ہیں داخل ہوئی
اور تجدید وضو کرکی دوگانہ ادا کیا اور درگاہ الٰہی میں مناجات کی ای خدا میں اس شہر سے برآمد ہوا چاہتا ہوں
لیکن اپنی اختیار سے کسی مقام میں نہیں جاسکتا جس مقام میں خیریت اور سلامتی دین کی ہو وہاں رکھ
ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہی اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور
مجہول کہ اُسی کوئی نہیں جانتا تھا اور وہاں کا حاکم علم زرد رکھتا تھا اور اُس ملک میں ایک قسم کی روئی زرد
ہوتی ہی کہ اُس سے لباس تیار کرتی ہیں اور شیخ نظام الدین اولیا کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت
تھی اور شیخ نظام الدین بعد وفات آنحضرت کی دہلی میں وارد تھی آنحضرت کو ندیکھا تھا اور منقول ہے
کہ جسوقت شیخ نی اجودھن سے مولانا شعیب کی ہاتھ ایک مصلا نمد سیاہ اور ایک کلاہ شیخ

نظام الدین اولیا کو واسطی دہلی مین بھیجی اور مولانا شعیب جب آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور امانت پہونچائی شیخ نظام الدین دوگانہ شکر کا ادا کرکی محظوظ ہوئی اور اسیوقت ایک رئیس نی گجرات سی دو لاکھ اور پچاس ہزار اشرفی بھیجی تھین شیخ نی وہ تمام زرنقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کرکی یہ رباعی لکھکر شیخ فرید شکر گنج کی خدمت مین ارسال کی رباعی زانرو کہ بندہ تو دانند مرا ٭ بر مردمک دیدہ نشانند مرا ٭ لطف عامت عنایتی فرمودہ ست ٭ ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا ٭ کہتی ہین جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبۂ اجودھن مین شیخ کی زیارت سی مشرف ہوئی شیخ نی فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تمنی عریضہ مین لکھی تھی مین نی اسی یاد کی ہی انشاء اللہ تعالی جہان تم رہوگی صاحب نظر تحسین اپنی مردم دیدہ مین جگہ دینگی اور نقل ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا نی ابتدای حال مین غیاث پور مین سکونت اختیار فرمائی دو شخص آنکی ملازمت مین حاضر رہتی تھی ایک شیخ برہان الدین محمد غریب جو دولت آباد دکن مین مدفون ہین اور دوسری شیخ کمال الدین یعقوب جنکا مزار شہر گجرات مین واقع ہی یہ دونون بزرگوار اور خلفا سی بیشتر خرقۂ خلافت پاکر تحصیل کمال اور ریاضت نفس مین مشغول رہتی تھی اور اس عرصہ مین وجہ معاش انپر نہایت تنگ تھی ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ چار روز تک کچھ بہم نہ پہونچا تھا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اس سی افطار فرماتی ایک عورت صالحہ کہ شیخ سے توسل رکھتی تھی اور ہمسایہ مین رہتی تھی اور سوت کاتکر گیہون خریدتی تھی اور نان بی نمک پکاکر اس سی افطار کرتی تھی چنانچہ انہی ایام فاقہ مین اس نیک بخت نی ڈیڑھ سیر آٹا کہ اسکی قوت سی فاضل تھا شیخ کی واسطی بھیجا شیخ نی کمال الدین یعقوب سی فرمایا کہ اس آٹی کو دیگ مین ڈالکر پکاؤ شاید کہ نصیب آیندہ ہووی اور شیخ کمال الدین یعقوب اسکی پکانی مین مشغول تھی کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی مقام سی وارد ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا سی متوجہ ہوکر باواز بلند فرمایا کہ ای شیخ جو کچھ ماحضر رکھتا ہی ہمسی دریغ نکر شیخ نی جواب دیا کہ آپ ازراہ شفقت ایک لحظہ استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نی فرمایا تو خود اٹھ اور وہ دیگ چولہی پر سی بجنسہ اٹھا لا شیخ یہ سنتی ہی بتعجیل تمام اٹھی اور دست حق پرست پر آستین چڑھاکر دونون ہاتھوں سی دیگ کی گلی کا کنارا پکڑکر اسکی روبرو لائی اور آواز جوش کی آدمیونکی کان مین پہونچتی تھی درویش نی وہ دیگ اٹھاکر زمین پر دی ماری کہ وہ ٹکڑی ٹکڑی ہوگئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نی نعمت باطن شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی ہی مین نے آنکی دیگ ظاہری کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ درویش آدمیونکی نظر سی غائب ہوا اسکی بعد ایسا ہوا کہ ہزارہا آدمی آنکی خدمت مین پہونچکر مرید ہوئی اور خرقہ خلافت کا پاکر درجۂ عالی اور مقام متعالی مین واصل ہوئی اور بعد اسکی شیخ برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی شرف ارادت اور خرقہ خلافت سی سرفراز ہوئی اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و فضل کی گنج معانی کہتی تھی اور شیخ اخی سراج کہ شیخ نور کی دادا تھی اور بنگالہ مین مدفون ہین وہ بھی شیخ کی مرید و نسبی ہین اور خیر المجالس مین مرقوم ہی کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور

مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے انکی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنکو صایم اور رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہے کہ بیوہ عورتین بھی
اس کام میں اقدام کر سکتی ہیں لیکن مردان طلبگار اور مشغول درگاہ پروردگار میں بسبب اسکی راہ پاتی ہیں اور
قرب پیدا کرتی ہیں اور مشاہدہ کی دولت سے فیضیاب ہوتی ہیں حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار
ہوئی کہ شیخ اسے بیان فرماوین کہ وہ کون عبادت ہے شیخ نے انھیں مضطرب اور مصر دیکھکر فرمایا انشاء اللہ تعالے
اور وقت اسکا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا ایک دن سب شیخ کی
مجلس میں حاضر تھے محمد کاشف جو بادشاہ علاء الدین خلجی کے دیوان انعام کا داروغہ تھا وارد ہوا اور سر زمین پر
رکھکر مودب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہان تھا اسنے عرض کی دیوان انعام میں آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان
خدا کیواسطے انعام فرمائی شیخ نے اسوقت مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارونسے متوجہ ہو کر
فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہے یا وفا کرنا اس عہد کا کہ جو تمھارے ساتھ کیا گیا یہ سُنکر سب شرائط تعظیم
بجا لائی اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا ہشت بہشت سے بہتر ہے پچاس ہزار روپیہ نقرہ کیا مال ہے پھر اپنے پاس
سلطان الاولیا نے تینون بزرگوارونکو بلایا اور لوگونکو رخصت کر کے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ
مشغول ہونے باستغراق تمام خلوت میں اور بضرورت باہر نہ آئی اور ہمیشہ باوضو رہے اور صائم الدہر
رہے باخلاص تمام اور اگر یہ میسر ہووے تقلیل غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سوای ذکر حق کے سکوت میں
رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے کلام مختصر کرے اور علی الدوام ذکر یا رابطہ و استغراق عمل میں لائی اور منقول ہے
کہ تینون مشائخ شیخ نظام الدین اولیا کی انفاس کی برکت سے ساتھ اس صفات کے کامل ہو کر جملہ
واصلین سے ہوئی اور نقل ہے مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ میں تشریف لیگئی اور ہم اور مولانا برہان الدین محمد
غریب اس جناب کی رکاب میں تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کر کے اور مشائخونکی زیارت
کیواسطے تالاب شمسی کے کنارے روانہ ہوئی اور اس مقام میں خواجہ حسن شاعر ولد علائی سنجری
کہ سن انکا پچاس برس سے زیادہ تھا ابتدائی حال میں شیخ سے رابطہ اتحاد اور مصاحبت سے
رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت یارونکی مے نوشی میں مشغول تھا جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آنکر
یہ دو بیت پڑھیں ابیات سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم ✤ گر ز صحبتہا اثر بودے کجاست ✤
زہد تان فسق از دل ما کم نکرد ✤ فسق ما یان بہتر از زہد شماست ✤ شیخ نے جب یہ بات سُنی فرمایا
صحبتونکو تاثیر ہے انشاء اللہ تعالی تجھے نصیب ہوگی فی الفور حضرت کی دعا مستجاب ہوئے
خواجہ حسن سر برہنہ کر کے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع مناہی سے تائب ہو کر خود مع رفقا
جو اسکے ہم مشرب تھے مرید ہوئی اور خواجہ حسن نے کتاب فوائد الفواد مشتمل احوال شیخ
نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زبان مبارک پر آنحضرت کے جاری ہوئیں تصنیف فرمائی
خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئی اور امیر خسرو دہلوی نے اس نسخہ پر رشک کر کے کہا کہ

کاش خلعت قبول اور تحسین اس نسخہ کی تصنیف کا میری نسبت منصوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ حسن کے نام ہوتیں بہتر تھا اور کہتے ہیں خواجہ حسن نے اسکے بعد یہ بیت ایک غزل میں موزون کی **بیت** ای حسن توبہ آنگہی کردی * کہ ترا قوت گناہ نماند * اور جس وقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کرکے آدمیونکو دولت آباد دکن کیطرف لیجاتا تھا خواجہ حسن بھی زیارت اور صحبت کی نیت سے مشائخ دکن کے ہمراہ گئے اور اس ملک میں جاکر عالم باقی کی سمت سفر کیے ہوئے اور بالا گھاٹ دولت آباد میں مدفون ہیں اور نقل ہے شیخ نصیر الدین محمود دہلوی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور امیر حسن قوال کہ علم موسیقی میں عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور بشر جو شیخ کا غلام زر خرید تھا اور خوش آوازی میں صوت داؤدی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا * امیر خسرو غزلیں اور بیتیں ایسی متصوفانہ پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسیطرح امیر حسن قوال اور بشر غلام ایسا سماں باندھتے تھے کہ شیخ وجد میں آتے تھے اور وہ سو قوال کہ راگ میں جرعہ کو ہوا سے زمین پر لاتے تھے شیخ کے علوفہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام میں مشغول ہوتا تھا تو مجلس منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ فرید گنج شکر کو وجد اور حال آتا تھا اکثر سلطان الاولیا کے ملاحظہ میں گذرانتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم سنائی کے ان دو بیت پر کہ حدیقہ میں مندرج ہیں وجد حاصل ہوا **ابیات** بیش ما جمال افروز * ور نہ دود بر و سپند بسوز * آن جمال تو چیست ہستی تو * وان سپند تو چیست مستی تو * قرابیگ ترک جو بادشاہ علاء الدین خلجی کا خاص الخواص تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے لطافت و ظرافت میں بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدوں میں بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلمبند کرکے بادشاہ کے روبرو لیگیا بادشاہ ہر بار پڑھتا تھا اور انکو دل پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اسوقت قرابیگ ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اسکے ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہیں تعجب ہے کہ کبھی آنحضرت سے ملاقات نہیں کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ ای قرابیگ ترک ہم بادشاہ ہیں سراپا دنیا میں آلودہ اور اسی آلودگی سے شرماتا ہوں کہ ایسی پاک کی زیارت کروں تجھکو لازم ہے کہ خضر خان اور شادی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہیں شیخ کی خدمت میں لیجاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشوں کو بطریق شکرانہ پہونچا قرابیگ ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ میں اُن بزرگوار کے واقع ہے خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہے اور کہتے ہیں کہ ایک روز بادشاہ علاء الدین خلجی نے ایک مندیل زر و جواہر سے مملو کرکے برسم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے پاس برابر بیٹھا تھا دور سے اسکی نگاہ اس پر پڑی اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر بولا ایہا الشیخ ہدایا مشترک شیخ نے ازروی ظرافت مطایبہ فرمایا اما تنہا خوشترک قلندر نے ناامید ہوکر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اُسے اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تنہا خوشترک سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد و جواہر اسکے بخشے اس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو اٹھائے اسکی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اسکی مدد کی اور نقل ہے کہ جب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ

دہلی کی تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُسنے قتل کیا اور شیخ سے بھی درپی عداوت
ہوا اور اُنہو نمین شیخ کی باورچیخانہ مقرری کا خرچ سوای غلہ کی دو ہزار روپیہ کا تھا اور انعام واکرام اور علوفہ
متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اسصورت مین بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے
کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اسقدر خرچ شیخ کا کہانسے آتا ہے قاضی کہ وہ بھی اسقدر اعتقاد انحضرت سے
نرکھتا تھا بولا اکثر امرای سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے ہین بادشاہ کو یہ امر پسند
نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کی مکان پر جاویگا یا اُنکی مدد خرچ کو روپیہ یا اشرفی بھیجیگا وہ نہایت معتوب
اور مقہور ہوگا اور اس بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا پھر لوگون نے غضب شاہی کی خوف سے ہاتھ کھینچا
اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اُسکی پاس رہتی تھی متحیر ہوا اسلئے کہ پیشتر اُس سے نذر و نیاز کا روپیہ بیشمار آتا تھا
چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کہ اُسے رہزنون نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سفارش نامہ
صدر الدین عارف پسر شیخ بہاء الدین زکریا کا اُسکی پاس موجود تھا ملاحظہ مین گذرانکر عرض حال کیا
شیخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصباح سے چاشت تک جو فتوح یعنی زر نذرانہ آوے اس عزیز کی سپرد کر و منقول
ہے کہ بارہ ہزار روپیہ پہر دن چڑھے تک اُس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کی حکم سے واقف ہوئے
اقبال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جسوقت تجھے روپیہ کی حاجت ہووے بسم اللہ
پڑھکر ہاتھ اپنا اُس حجرے کی طاق مین ڈالکر نکال لینا چنانچہ اقبال حسب الحکم عمل مین لاتا تھا جب یہ خبر رفتہ رفتہ
بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم ہوا لیکن پھر بھی از راہ جہالت اور خجالت شیخ کو یہ پیغام
بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی سے میری ملاقات کو آتی تھی اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماوین مراحم
ذاتی سے بعید نہوگا شیخ نے جواب دیا کہ مین مرد گوشہ نشین ہون کہین نہین جاتا اور علاوہ اسکی رسم اور
عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہے ہماری بزرگونکا قاعدہ نہ تھا کہ کبھی دربار مین جاوین اور بادشاہ کے
مصاحب ہووین اس امر مین فقیر کو معاف رکھیں اور اس مسکین کو اپنی حال پر چھوڑین بادشاہ کہ بادۂ
نخوت سے مخمور غرور تھا اس عذر کو قبول نہ کیا اور اسکی درجواب لکھا کہ آپ کو ہفتہ مین دو بار میرے
ملاقات کو آنا پڑیگا شیخ نے ناچار ہوکر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاء الدین رومی کی پاس کہ پیر بادشاہ
قطب الدین مبارک شاہ کی اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کی تھی بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھاوین کہ
فقیرونکا آزردہ کرنا کسی مذہب اور ملت مین درست نہین ہے اور خیریت دارین کی اس قوم کی کم آزاری مین ہے
اور ماورا اسکی ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہے خواجہ حسن شیخ ضیاء الدین رومی کی مکانسے پلٹ کر
خبر لایا کہ اُنکا درد شکم کی شدت سے حال ردی ہے کہ بیٹھکر نماز نہین پڑھ سکتے ہین شیخ ساکت ہوئے اور اُنھین
دنونمین شیخ ضیاء الدین رحمت حق مین واصل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم کی دن وہان حاضر
ہوئے اور رسم ہندوستان کی موافق اول قرآن شریف کی سیپارہ تقسیم کر کی پڑھے اسکی بعد پنج آیت پڑھکر
سیوم اُٹھائی اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہان تشریف لیگئے بادشاہ کو سلام کیا اور
بادشاہ نے جواب ندیا اور مطلق التفات نہ کی اور ایک روایت مین یہ بھی وارد ہے کہ جب شیخ

اُس مجلس میں رونق افزا ہوئی جس شخص نے حضرت کو دیکھا تعظیم کیواسطے دوڑا اور حضرت سے عرض کی کہ
بادشاہ بھی اس مجلس میں تشریف رکھتے ہیں اگر آپ سلام کریں تو ہم بادشاہ کو اعلام کریں شیخ نے فرمایا
سلام کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ قرآن پڑھنے میں مشغول ہے اُسکی تشویش نکرنا چاہیے اور جب حضار مجلس
ہجوم لاکر شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ گوشہ چشم سے دیکھتا تھا دل میں آزردہ ہوا بعد اسکے بادشاہ نے ایک
محضر تیار کرکے یہ حکم دیا کہ اگر ہر ہفتہ میں شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر ہو تو ہر سلخ یعنی ہر چاندرات کو
البتہ آنکر مجھے دیکھیں نہیں تو ویسے فکر کیجاوے اور سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین قندزی اور مولانا
برہان الدین ہروی اور دیگر اکابر بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسویں تاریخ کو غیاث پور میں جاکر
شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ بادشاہ جوان عاقبت
نا اندیش ہے اور حضرت فضل خدا سے پیر دانش کیش ہیں اگر ہر مہینے میں ایک مرتبہ ضرورتاً دیوانعام سلطانی میں
تشریف لیجاویں امور درویشی میں فرق نہوگا شیخ نے تامل کرکے فر[illegible] دیکھتا ہوں کہ اسکا انجام
کیا ظہور میں آتا ہے وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ سے آکر عرض کی
کہ ہمنے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاندرات کو آپ کی ملاقات کو آوینگے اور چاندرات کو خواجہ وحید الدین
قندزی اور اعز الدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے انھوں نے شیخ کی خدمت میں آنکر عرض کی کہ
بادشاہ آپکی قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ میں ہرگز بزرگوں کی خلاف نکرونگا
کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤں یہ سُنکر دونوں بزرگوار غمگین ہوئے اور یہ التماس کی کہ چاندرات قریب ہے
اور بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہے حضرت کو مناسب ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کیطرف
توجہ فرماویں تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس امر حقیر کیواسطے
شیخ کیطرف متوجہ ہوں اور دین کے کام بہت ہیں شیخ کیطرف اُنکی واسطے توجہ کرنا چاہیے اور علاوہ
اسکے تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھپر ظفریاب نہوگا کسلیے کہ شب کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ صفہ پر
قبلہ رو بیٹھا ہوں اور ایک بیل شاخدار نے مجھپر قصد کیا جب نزدیک پہونچا میں نے اُسکے دونوں سینگ
پکڑکر ایسا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندزی اور اعز الدین علی شاہ نے
جب یہ واقعہ سُنا سمجھے کہ اس جناب کو کچھ آسیب نہ پہونچیگا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچیگا
القصہ چاندرات کو خواجہ اقبال نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہے حکم ہو کہ کونسا راہوار
حضرت کی سواری کو مہیا کروں شیخ نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی
کہ سواری کا وقت بھی ہے اگر حکم ہو پالکی اور کہاروں کو حاضر کروں اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ
اقبال کو پھر عرض کی مجال نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے
خسرو خان جو نمک پروردہ اور شاہ کا محرم راز تھا بلکہ شاہ نے اُسے خاک مذلت سے اُٹھا کر مرتبہ عالی پر
فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب میں مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہے
کہ شیخ شرف الدین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے پوتے شیخ بدر الدین سمرقندی کے عرس میں حاضر تھے

ایک شخص نے انسے یہ کلام کیا کہ شیخ نظام الدین اولیا عجب باطن فارغ البال رکھتے ہیں۔ کہ اہل و عیال کیطرف سے کچھ فکر و غم نہیں اسقدر فراغت دنیوی انھیں حاصل ہے کہ ایک عالم انکے خوان مائدہ فیض اور احسان سے بہرہ یاب ہے کسیطور کا انھیں رنج نہیں پہونچتا ہے بیفکری سے گذرتی ہے بعد اسکے جب شیخ شرف الدین ویانسے شیخ کے مکان پر آئے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا بابا شرف الدین جو درد کہ دمبدم مجھے پہونچتا ہے مجھے یقین ہے کہ دوسرے کو نہوگا وہ یہ ہے کہ جسوقت کوئی شخص میرے پاس آنکر اپنا درد دل اظہار کرتا ہے اسوقت مجھے اسقدر غم اور الم لاحق حال ہوتا ہے کہ زبان اسکی شرح سے عاجز ہے عجب سنگدل ہے وہ کہ جسے غم برادر دینی کا اثر نکرے اور بھی بحکم للمخلصین منزالله خطر عظیم جانا چاہیے مصرع نزدیکان را بیش بود حیرانی نقل ہے کہ دہلی میں ایک بزاز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نرکھتا تھا بلکہ حضرت کی غیبت میں بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُسنے موضع افغان پور کے قریب ایک مقام سبزہ زار اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیونکو لیکر وہاں بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ ہوا اس ما بین میں وہ چشم ظاہری سے کیا دیکھتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا اُسکے مقابل ایستادہ ہیں اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہیں فوراً اُسنے شراب پانی میں پھینکدی اور وضو کرکے شیخ کی خانقاہ کیطرف روانہ ہوا جونہین شیخ کی نگاہ اُسپر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت کرتی ہے ایسے گناہوں سے باز آتا ہے شمس الدین یہ کلام سُنکر متنبہ اور متحیر ہوا اور اُسیوقت صدق دل اور اخلاص تمام سے حضرت کے مرید و محبین منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال و منال اپنا شیخ کی جماعت خانہ کے درویشوں پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہوکر عرصہ قلیل میں جملہ اولیا الله سے ہوا اور خیر المجالس میں کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ کیطرف جاتا تھا شمس الدین بزاز کو مین نے قصبہ بیتالی میں دیکھا کہ ایک درتہ پارہ پارہ اُسکی زیب بدن ہے اور ایک جریب ہاتھ میں اور ایک ظروف گلی کہ جسکا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ میں لٹکائے ہیں اور خطہ بہار کی سمت عازم ہیں اور انکی والدہ جو نہایت ضعیف تھیں انکے ہمراہ ہیں جب میں نے انھیں اس حال ردی سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے جواب دیا کہ الحمدلله شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت کے مفتوح ہیں اور دل ہوا وہوس سے خالی ہوا چین سے گذرتی ہے میں نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک چھاگل چرمی ہے اسے قبول فرمائیے تو نہایت احسان ہے فرمایا کہ میں اس جناب کی عنایت سے اکثر نماز کیواسطے مسجد میں اُترتا ہوں کوئی شخص اس لکڑی اور ظروف گلی پر نظر نہیں کرتا ہے شاید اس چھاگل چرمی کی کوئی طمع کرے یہ فرماکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور جدا ہوئے اور یہ بھی شیخ نصیر الدین اودھی فرماتے ہیں کہ میں جب قاضی محی الدین کاشانی کی پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ ایسا بیمار ہوا کہ لوگوں نے میری زیست سے قطع نظر کی قضیارا شیخ نظام الدین اولیا میری عیادت کیواسطے تشریف لائے اور اُسوقت میں نہایت بیہوش تھا جب آنحضرت نے دست مبارک میری منھ پر پھیرا میں فوراً ہوش میں آیا اور صحت پائی اور انکے قدم پر گر پڑا اور اُسدن سے

میرا اعتقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتی ہین کہ ایک
مریدنی حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالونکو بلایا اور بقدر مقدرت طعام بھی مہیا کیا اور جب
راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئی اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کری
خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کر کی مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے
سمجھ گئی اور اپنی خادم کو جسکا نام مبشر تھا اشارہ کیا کہ آدمیونکی ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی یکجا بٹھا
اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کی چار ٹکڑی کر کی مع سالن لوگونکی سامنی رکھ جب مبشر نی ایسا کیا کہتی
ہین تمام خلق حسب رغبت کھانا کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہی کہ شیخ نظام الدین
اولیا بارہ برس کی سن مین مولانا علاء الدین اصولی سی کہ مناقب انکی کتاب فوائد الفواد مین مسطور
ہین کتاب قدوری پڑھتی تھی اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سی خرقہ رکھتی تھی لیکن اوائل حال مین شیخ
نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ مین مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسیطرف جاتی تھی
فوراً طلب کر کی اپنا خلعت خاص انھین پہنایا اور انکی حق مین دعای خیر کی اور مولانا اسی دم شیخ نظام الدین
اولیا کی مرید ہوئی اور تھوڑی عرصہ مین واصلان حق سی ہوئی اور انھین دنون مین شیخ شرف الدین احمد
سنبرواری اور بڑی بھائی انکی شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کیطرف آئی تھی اور شیخ کی خدمت مین
حاضر ہو کر مرید ہوا چاہتی تھی شیخ نی فرمایا کہ خانوادہ فردوسیونکا تمھاری حوالہ ہی آخر دونون بھائی آپکے
اشارہ کی بموجب وہان جا کر شیخ نجم الدین فردوسی کی مرید ہوئی اور شیخ شرف الدین احمد سنبرواری
خرقہ خلافت پا کر ولایت بہار مین گئی اور وہان استقامت کر کی کتاب مکاتیب اور معدن المعانی
تالیف فرمائی اور نقل ہی شیخ نصیر الدین سی کہ قصبہ سرساوہ مین ایک دانشمند تھی انکی مکان مین آگ لگی
فرمان املاک کا جل گیا انھون نی دہلی مین آنکر ایک مدت مدید کچہری مین دوا دوش کر کی دوسرا فرمان
فرمان سابق کی موافق حاصل کیا اور اسی بغل مین رکھکر بہ بشاشت تمام اپنی فرودگاہ کیطرف روانہ ہوئی
راستہ مین ایک دوست سی دو چار ہو کر ایسی باتون مین مشغول ہوئی کہ فرمان انکی بغل سے گر پڑا مطلق اسکا
خیال نہ رہا جب مکان پر آئی اور فرمان نہ دیکھا جہان انکی نظر مین تیرہ و تاریک ہوا اسی قلق اور اضطراب مین
سلطان الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال کیا شیخ سی انکا اندوہ و ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا
نذر کر کہ فرمان تیرا جب ملجاوی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پر فتوح کیواسطی حلوا نذر کر کی حاضر کر کہ
فرمان آتی سی تیرا فرمان ملجاوی مولانا نی نذر بدل و جان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کی شیخ نی فرمایا مولانا اگر تو ابھی
حلوا خرید کر کی حاضر کری تو خوب ہی مولانا فوراً اٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئی اور کئی درم کا اس سی حلوا طلب کیا
حلوائی نی حلوا تولکر ایک کاغذ نکالا تو اسی چاک کر کی حلوا اسمین لپیٹی مولانا نی اسی پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہے
حلوائی سی جھڑک کر فرمایا کہ اسی چاک نکر یہ میری املاک کا فرمان ہی پھر اسی مع حلوا لیکر شیخ کی خدمت مین
حاضر ہوئی اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوئی اور اہل ارادت کو نسبت اس کرامت کی حیران کر کی اسکی بوستان
اعتقاد کی تازگی اور شادابی کیواسطی اور پانی دیا اور نفحات مین لکھا ہی کہ جب اس شخص نی شیخ کی خدمت مین

حلوا خرید کر کی شیخ فرید الدین گنج شکر کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشونکو تقسیم کر جب اُس شخص نی
درم حلوائی کو دیا اور اُس سی حلوا کا غذ مین لپیٹکر لیا جب غور سی دیکھا وہی کاغذ تھا جو گم ہو گیا تھا اور یہ حال
اس سی عجیب تر ہی کہ ایک شخص نی سو دینار کسی کی پاس امانت رکھی اور اُس سی امانت نامہ لکھوا لیا تھا
اور جب وقت اُسکی مطالبہ کا آپہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر التماس دعا کی شیخ نی فرمایا
مین پیر ہون اور شیرینی کو دوست رکھتا ہون ایکرطل حلوا میری واسطی مول لی آ تو دعا کرون اُس مرد نی حلوا
خرید کیا اور کاغذ مین لپیٹکر شیخ کی پاس لایا شیخ نی ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُسنی کھولا وہی امانت نامہ
تھا پھر فرمایا سند لی اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنی لڑکونکو دی وہ دونون چیزین لیکر حضرت سی رخصت ہوا
اور نقل ہی کہ اخی سراج پروانہ شیخ نور کی دادا جو بنگالہ مین مدفون ہین محض ناخواندہ تھی جب دہلی مین آنکر
شیخ کی مرید ہوئی شیخ نی ملا فخر الدین ارادی سی کہا یہ جوان بہت قابل ہی کاش تھوڑا علم ظاہری رکھتا تو خوب
ہوتا مولانا فخر الدین ارادی نی یہ سنکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو بندہ اس جوان کو
چند روز مین مسائل لابدی تعلیم کری شیخ نی فرمایا مبارک ہی مولانا انھین اپنی مکان پر لیجا کر تعلیم مین
مشغول ہوئی چنانچہ شیخ کی برکت انفاس کی سبب عرصۂ قلیل مین دانشمند ہوئی اور خرقہ خلافت سی
مشرف ہو کر بنگالہ مین تشریف لیگئی سید وحید الدین کرمانی مبارک سی کہ شیخ نظام الدین اولیا کی
مرید ونسی ہین اور سید خورد مشہور اور کتاب سیر الاولیا انکی تصانیف سی ہی منقول ہی کہ خسرو خان
بعد قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک
مشائخ کیواسطی بھیجی سوا ان تین مشائخ کی یعنی سید علاء الدین جنوری اور شیخ وحید الدین خلیفہ
شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اور شیخ عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ہین سب نی
قبول کیا لیکن اکثر بزرگوارون نی وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا ایک حبہ اُسمین سی صرف نہ کیا اور شیخ
نظام الدین اولیا نی پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان کی صرف فقرا مین لائی اور چار ماہ کی بعد جب غازی ملک
یعنی سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کر کی بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر
درپی اسکی ہوا کہ خسرو خان نی جو روپیہ مشائخونکو دیا تھا بازیافت کری اکثر مشائخ نی بلا تامل
ادا کیا اور شیخ نظام الدین اولیا نی وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ دیا بادشاہ غیاث الدین
تغلق شاہ نی شیخ سی سوء مزاجی بہم پہونچائی اور ایک جماعت کہ شیخ سی عداوت اور حسد رکھتی تھی
اور راگ کی منکر تھی اُسنی فرصت پا کر بادشاہ سی معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کی سوا کوئی
کام نہین رکھتا ہی اور سرود اور مزامیر جو مذہب حنفی مین حرام ہی سنتا ہی بادشاہ کو واجب ہی
کہ علما کو طلب کر کی ایک محضر بناوی اور اُنکی اُس فعل نامشروع سی ممانعت کری بادشاہ غیاث الدین نی
قلعہ تغلق آباد مین کہ اُسکا تعمیر کیا ہوا تھا شیخ اور جمیع علما کو اُس قلعہ مین طلب کیا چنانچہ تریپن
دانشمند کہ ہر ایک اپنی تئین سر آمد روزگار جانتی تھی اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کی مسئلہ مین

شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کے واسطے حاضر ہوئے مولانا فخر الدین رازی کہ شیخ کے مرید و نسبتی تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے انھوں نے بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیونکو جو سب سے عالم زیادہ ہوں انتخاب کیجئے تو وہ ہمسے بحث کریں الغرض بادشاہ نے قاضی رکن الدین ابوالحی کو جو شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت میں فخر اور مباہات کرتا تھا بحث کیواسطے اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کیطرف متوجہ ہوکر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ میں کیا دلیل رکھتے ہو شیخ حدیث نبوی السماع لاہلہ کو اپنے بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد مقلد ہو تمھیں حدیث سے کیا کام ہے کوئی روایت ابوحنیفہ سے لاؤ تو ہم اسے قبول کریں شیخ نے کہا سبحان اللہ میں حدیث صحیح مصطفوی نقل کرتا ہوں اور تم مجھسے روایت ابوحنیفہ طلب کرتے ہو علوست کی رعونت تمھارے حق میں بہتر نہیں تم خدا کے دوستوں سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالی جلد اس عہدہ سے معزول ہوگے اور بادشاہ نے جب حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی متفکر ہوکر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو میں تھے اور وہ سب کے سوال و جواب سنتا تھا کہ اتنے میں مولانا علم الدین پوتے شیخ بہاء الدین ذکریا کے ملتان سے آئے اور گرد راہ سے دیوانعام میں تشریف لیگئے بادشاہ نے مع حضار مجلس انکے استقبال کیواسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہوکر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اسکے بعد بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کسواسطے تکلیف دی ہے کہ وہ جناب یہاں تشریف لائے ہیں بادشاہ نے کہا بسبب حکمت اور حرمت کے راگ کے بارہ میں علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین کہ علامۂ زمانہ تھے کہا میں نے سفر مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہروں میں مشائخ باوجود علمائے متبحر اور پرہیزگار کے راگ سنتے ہیں اور کوئی شخص انھیں مانع نہیں ہوتا ہے اور والا بلا شک و شبہ مباح ہے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب انکے تمام اہل حال ہیں اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق و زہد و تقوی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سنا ہے اور وجد فرمایا ہے جب مولانا نے یہ کہا بادشاہ اٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ ازبسکہ شرمندہ ہوا اسی دن قاضی رکن الدین ابوالحی کو عہدۂ حکومت سے معزول کیا اور منتقم ہوکر جب شیخ نظام الدین اولیا کا سن مبارک پچانوے سال کو پہونچا وہ جناب [illegible] و غائطہ میں مبتلا رہے ایک روز اقبال کو طلب کرکے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک میں ہے حاضر کر تو آدمیوں پر تقسیم کروں اسنے جواب دیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک حبہ میرے تحویل میں نہیں [illegible] آمد تھی اسی دن صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبار خانہ میں موجود ہے وہ ہر روز لنگر میں خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ اسے کسواسطے نگاہ رکھا ہے جلد اسے برآوردہ کر اور مستحقوں کو پہونچا یہ فرماکر بقچہ جامہ کا طلب کرکے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلی خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور انھیں دکن کیطرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسیطور سے مولانا جمال الدین خوارزمی اور مولانا شمس الدین یحیی کو ایک دستار اور ایک

پیراہن اور ایک مصلا عنایت فرمایا اور بقچہ مین کوئی شی قسم جامہ سی باقی نرکھی اور آندنو نمین جو شیخ نصیر الدین اودھی حاضر نہ تھی انھین کچھ عنایت نہوا اس سبب سی تمام حضار حیران ہی لیکن بعد چند روز کی بروز چہارشنبہ ربیع الثانی کی اٹھارہوین تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بعد نماز ظہر سلطان الاولیا نی نصیر الدین اودھی کو طلب کرکی خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کچکول وغیرہ جو کچھ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سی اُس جناب کو پہونچا تھا انھین بسبب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی مین رہکر آدمیونکی قفا و جفا اٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کہ ابھی آفتاب غروب نہوا تھا سلطان الاولیا جوار رحمت حق مین واصل ہوئی اور غیاث پور مین کہ اب وہ محلات نئی دہلی سی ہی مدفون ہوئی اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہی عمر پارسائی مین بسر کی اور مشہور ہی کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نی اگرچہ بسبب ظاہر شیخ سی کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہوتا تھا لیکن اسقدر اپنی دلمین رنجش رکھتا تھا کہ اُسنی جسوقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت کی شیخ کو پیغام بھیجا کہ آپ غیاث پور سی نکلجائین مین دہلی مین آنکر اُس موضع مین آپ کو مقیم نہ پاؤن شیخ نی حالت بیماری مین یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہی پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی مین نہ پہونچا تھا کہ تغلق آباد کا محل اُسکی سر پر گرا اُسمین دبکر ہلاک ہوا اور شیخ نی اُس سی چند روز پیشتر رحلت کی تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور ہی ہند مین مشہور ہی اور نقل ہی کہ ایک روز شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مکان مین فاقہ تھا شیخ نظام الدین اولیا سی فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان الاولیا نی اپنی دستار مبارک رہن کرکی قدری لوبیا خرید کی اور اُسی جوش کرکی حاضر کیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نی باتفاق یاران تناول فرمائی اسکی بعد آنحضرت کی پیر نی یہ دعا دی کہ کیا خوب اُسی پکایا تھا اور نمک موافق اسمین ڈالا تھا حق سبحانہ تعالے اپنی فضل و کرم سی ایسا کری کہ تیری باورچیخانہ مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہووی اور اُسیوقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ نظام الدین اولیا کی ازار جابجا سی چاک ہی حضرت شیخ فرید گنج شکر نی اپنی ازار مکان سی طلب کرکی آپ کو عطا کی اور فرمایا اسی پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوئی اور شیخ کی حضور وہ ازار اپنی ازار پر پہننی لگی ناگاہ ازار بند دست مبارک سی چھٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نی فرمایا کہ ازار بند خوب کسکر باندھو شیخ نظام الدین اولیا نی عرض کی کیونکر باندھون فرمایا ایسی باندھو کہ سوای حوران بہشتی کی نہ کھلی شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجالائی اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک عورتونسی مباشرت نہ کی اور جیسا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نی فرمایا تھا ہر روز ستر من نمک آپ کی باورچیخانہ مین صرف ہوتا تھا اور نقل ہی کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس مین حال آیا اور وہ ایک آہ کھینچکر جلگیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوئی پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہی لوگون نی عرض کی کہ فلان صوفی ایک آہ کرکی جلگیا یہ اُسکی راکھ ہی پھر شیخ نی پانی پر کچھ پڑھکر اُسپر چھڑکا وہ صوفی فوراً زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہی کہ شیخ نی اُس سی فرمایا تجھی روا نہین ہی کہ تو راگ کیوقت حاضر ہو اسواسطی کہ تو ابھی خام ہی اس سبب سی تو ایک آہ سی جل جاتا ہی اور صوفیونکی سر پر بہت ماجری گذرتے ہین کہ اُسکو سمجھا ہوئی مین دم نہین مارتی

ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کی قائم مقام اور سجادہ نشین ہوئی اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کی ساتھ اتصاف رکھتی تھی اور انکی فضل و دانش کی کثرت اور وفور سی سلطان الاولیا کی اصحاب انھین گنج معانی کہتی تھی شیخ نظام الدین اولیا کی بعد از وفات وہ جناب دہلی مین سجادہ نشین ہوئی اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول تھی جیسا کہ مخدوم جہانیان سید جلال کی داستان مین لکھا ہی کہ جب مکہ معظمہ مین شیخ عبد اللہ شافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کی تمام جوار رحمت حق مین واصل ہوئی اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہی باقی رہا اسواسطی اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیان مکہ سی مراجعت کر کی دہلی مین آئی اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی صحبت مین تبرک خرقہ سی مخصوص ہوئی اس سبب سی کہتی ہین کہ ملتانی مشائخ خانوادۂ چشتیہ سی بھی بہرہ رکھتی ہین اور سید محمد گیسو دراز جو شہر حسن آباد گلبرگہ مین مدفون ہین اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ انکا بنگالہ مین ہی اور شیخ حسام الدین جو نہروالہ گجرات مین آسودہ ہین آنحضرت کی مریدونسی ہوئی ہین اور منقول ہی کہ شیخ نصیر الدین اودھی نی خلق کی ازدحام سی بہ تنگ آنکر امیر خسرو سی کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سی میری واسطی رخصت لین تو مین کسی پہاڑ یا بیابان مین جاکر اس ہجوم سی نجات پاکر ذکر حق مین مشغول ہون شیخ نی فرمایا انسی جاکر کہو کہ تمھین خلق مین رہنا اور انکی قفا و جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہی کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کی سبب خونی مشہور ہوا تھا اسنی درویشونسی سوء مزاجی بہم پہونچا کر حکم کیا کہ درویش خدمتگارون کیطرح میری خدمت کرین یعنی کوئی مجھی پان کھلاوی اور کوئی میری دستار باندھی الغرض بہت مشائخونکو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانی کی دی شیخ نی قبول نہ کی بادشاہ نی طیش مین آنکر شیخ کو قفا دیکر قید کیا اور شیخ کو اپنی پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا ناچار انھون نے خدمت قبول کر کی قید سی نجات پائی قضا را انھین دنونمین بادشاہ کو قضایای عجیب پیش آئی اسی عرصہ مین فوت ہوا بندگان خدا نی رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہی کہ شیخ نماز عصر کی بعد حجرہ مین داخل ہو کر حق کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوتی تھی اور کسی سی بات نکرتی تھی اور خادمونکو یہ حکم دیا تھا کہ اسوقت جو شخص میری ملاقات کو آوی اسی ایک تنگہ دیکر رخصت کرو اور اگر ایک تنگہ نہ لیوی دو تنگہ سی پچاس تنگہ تک دیکر اسکو واپس کرو اور اگر اس مقدار سی بھی راضی نہووی اسی میری پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا مذکور ہی کہ ایک قلندر شیخ کی دیکھنی کو آیا ہر چند خادمون نی چاہا کہ وہ کچھ لیکر رخصت ہووی اُنکا سمجھانا مفید نہوا ناچار اسی اذن دخول حجرہ دیا قلندر شیطان صفت نی حجرہ مین جاکر بہ سختی و درشتی شیخ سی کچھ طلب کیا شیخ جو طاعت مین مشغول تھی دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا مین تجھی دونگا قبول نہ کیا اور اس موذی نی چند زخم چھری کی شیخ کی جسد مبارک پر ماری کہ خون سوراخ آستانہ سی روان ہو کر بہ آمد ہوا خادم مضطرب ہو کر اندر گئی اور چاہا کہ اسی سزا پہونچاوین شیخ نی ممانعت کی اور ایک گھوڑا اور پچاس اشرفی

اُسی مرحمت فرمائیں اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑی پر سوار ہو کر اس شہر سی نکلجا تو کوئی تجھی مزاحمت نہ پہونچاوی
قلندر اُسی لیکر حسب الارشاد کاربند ہوا اور چند ساعت کی بعد جب وقت ارتحال پہونچا آپ نے
وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھی غسل دیوین اور اُس خرقہ مین جو شیخ نظام الدین اولیا سی پہونچا ہی لپیٹکر
مع عصا اور مصلا مجھی قبر مین رکھین الغرض وہ جناب اٹھارہوین تاریخ ماہ رمضان المبارک شب جمعہ
۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین ساتھ رحمت ایزدی کی واصل ہوئی اور سید محمد گیسو درازنی حسب
وصیت عمل کر کی غسل و کفن دیکر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی بیاسی برس راوی نشان دیتی ہین اور
نقل ہی کہ سید محمد گیسو درازنی جب دیکھا کہ پیر کی نظیر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سی خرقہ اور
عصا اور مصلا نہ پہونچا گریان با سینہ بریان شہر دہلی سی برآمد ہو کر دکن کیطرف گئی اُسوقت مین شاہ
فیروز شاہ بہمنی دکن مین فرمانروا تھا وہ سید کی آنی سی نہایت خوش ہوا اور انھین باعزاز تمام احمد آباد
بیدر مین پہونچایا اور اُس تفصیل سے کہ جو احوال مین اُسکی لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور انکی
تعظیم و تکریم مین زیادہ تر کوشش کر کی ایک گنبد کہ سید اُسمین مدفون ہین تیار کیا اور اہالی دکن کو آن بزرگوار
کی نسبت حد سی زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا سلطان فیروز شاہ نی فرمایا کہ جو قصبی شاہان بہمنیہ نے
آن سید کو وقف کئی ہین شاہان عادلشاہیہ اور قطب شاہیہ انکی فرزندون پر حسب دستور بحال
رکھین اور اولاد انکی دو فرقہ ہوئی بعضی مذہب امامیہ اور بعضی مذہب حنفی رکھتی ہین اور کہتی ہین جب سید
گجرات کی راستہ سی دکن مین روانہ ہوئی شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی بہت مریدون نے
انکی ہمراہی اختیار کی لیکن اُسکی بعد درویشونکی ہمراہ نہروالہ مین پہونچی خواجہ رکن الدین کان شکر سی ملاقات کی
خواجہ نی پوچھا کہ اپنی تئین کہان پہونچایا فرمایا مین نی کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنی کام مین
نپائی خواجہ نی کہا اس سبب سی کہ آن بزرگوارون نی کیسہ زر پھینکا تھا اور تو نی جمع کیا سید متنبہ ہوئی
کیسہ زر جو ہمیشہ کمر مین رکھتی تھی اُسی اپنی پاس سی دور کیا ایک مریدان شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی
شیخ اخی سراج پروانہ ہین اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتی تھی اور اُس
جناب سی تربیت پا کر بنگالہ کیطرف رخصت ہوئی تھی لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد وفات پھر
دہلی مین آئی اور دست ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کی ہاتھ مین دیکر درجہ کمال کو پہونچی اور خرقہ بنگالہ کی
خلافت کا پایا اور مشہور ہی کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نی انھین بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی انھون نی
عرض کیا کہ اُس مملکت مین شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتی ہین اور اُسطرف کی تمام خلقت اُنسی رجوع
ہی میرا رہنا اُس ملک مین کیا اثر بخشیگا شیخ نی فرمایا کہ تم اوپر وہی قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج
پروانہ اپنی کام کی برتری کی بشارت سُنکر بنگالہ کیطرف راہی ہوئی مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی
ملاقات کو گئی وہ شیخ کی اُس ملک مین آنی سی آزردہ خاطر ہوئی خبر انکی تشریف آوری کی سُنکر چارپائی پر
چار زانو ہو کر بیٹھی اور جب شیخ تشریف لائی انھین سلام کیا تو اضع نہ کی اُسیطرح سی بیٹھی رہے
اور شیخ اخی سراج پروانہ چارپائی سی اُترکر نیچی بیٹھی اور بہ بشاشت تمام کلام حقائق اور معارف سے

اخی سراج پروانہ کہ بمبالغہ تمام چارپائی پر بٹھاکر آنکی مرید ہوئی اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت ہین چونکہ احوال انکا بہ تفصیل مولف کی نظر سی نہین گذرا لہذا انکی ذکر مین نہین مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کی خلفا کی واقعات آغاز کئے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بزرزری بخش قدس سرہ کا

منقول ہی کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوئی اور جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ مین کمال رکھتی تھی آن بزرگوار کی منظور نظر ہوکر مراتب عالیہ پر فائز ہوئی پہلی شیخ نظام الدین اولیا نی خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلایق کیواسطی دکن مین تعین کیا اور بروایت مشہور اپنی سات سو مرید کو کہ بعضی پالکی سوار تھی آنکی ہمراہ کئی شاہ منتخب الدین آن بزرگوار ونکی خرچ کی بارہ مین متفکر ہوئی اور سلطان المشائخ سی عرض کیا کہ ریاست مقتضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہی اور مجھی خود وہ حالت اور استطاعت نہین شیخ نظام الدین اولیا نی مراقبہ مین جاکر فرمایا خرچ آن آدمیونکا ہر شب نماز تہجد کیوقت تمہاری پاس پہونچیگا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سی بوسہ دیکر راہی ہوئی اور دولت آباد مین پہونچکر متوطن ہوئی اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کیوقت غیب سی ایک ڈبہ زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح اسی فروخت کرکی درویشون کی صرف مین لاتی تھی اور بعضی کتب مین لکھا ہی کہ شاہ زر درج سی برآوردہ کرکی بوسہ دیتی تھی اور نماز تہجد کو ادا کرتی تھی اور صبح کو وہ زر رفقا کی صرف مین لاتی تھی اس سبب سی مشہور بزرزری بخش ہوئی اور نقل ہی کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوئی اسیدن شیخ نظام الدین اولیا نی ازروی کشف دریافت کرکی شیخ برہان الدین سی پوچھا کہ تمہاری بھائی شاہ منتخب الدین کی کیا عمر تھی سمجھی کہ میرا بھائی رحمت حق مین واصل ہوا اپنی مکان مین جاکر ماتم مین بیٹھی دوسری دن سلطان المشائخ کی زیارت کیواسطی حاضر ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نی اپنی وفات سی پیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت دکن کا مرحمت کرکی رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

کہتی ہین جب سلطان المشائخ نی انکو دکن کی تقدر رخصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ مین اس مجلس کی بزرگوار ونکو کہان پاؤنگا شیخ نی مراقبہ مین جاکر فرمایا مین نے اہل مجلس کو کہ چارسو آدمی ہین تمھین عطا کئی پھر عرض کی کہ مین طاقت جدائی کی نہین رکھتا شیخ نی مراقبہ مین جاکر یہ ارشاد کیا کہ جس مقام مین تم رہوگی میری اور تمھاری حجاب نہوگا چاہئی کہ تم سفر اختیار کرو اور فتوح کی باب مین لا رد اور لا کد رہنا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد مین جاکر ساکن ہوئی اور اس ملک کی باشندونکو اعتقاد عظیم بہم پہونچا

زر فتوح بیشمار آنے لگا اور تذکرۃ الاتقیا میں تحریر ہے کہ ابتدائے حال میں باورچیخانہ شیخ نظام الدین اولیا کا انکے حوالے تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچیخانہ میں کچھ پر بیٹھے تھے سردی نے انپر غلبہ کیا ایک پارچہ کہ دوش پر ڈالے تھے اسے زمین سر دیر ڈالکر بیٹھے بعدہ ایک شخص نے انمین سے سلطان المشائخ کو خبر پہونچائی کہ شیخ برہان الدین باورچیخانہ میں بہانچہ پر بیٹھے ہیں فرمایا بے ادبی کی ہے ابھی ہوس اسکے سر میں باقی ہے وہ میرے سامنے آنے نپاوے یہ خبر جب شیخ برہان الدین نے سنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوئے ہر چند یاروں سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخر شر امیر خسرو کی پاس التجا لیگئے اور جو وہ سلطان المشائخ کی خدمت میں قرب اور عزت تمام رکھتے تھے انھوں نے رحم دل سے انکی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اتار کر انکے گردن میں ڈالکر اسی نہج سے سلطان الاولیا کی خدمت میں لیگئے اسوقت وہ جناب کلاہ سر مبارک پر کج رکھے ہوئے وضو کرتے تھے بدیہہ یہ بیت پڑھی **بیت** ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے ۞ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ۞ آنحضرت نہایت خوشوقت ہوئے اور انکی تقصیر دونوں سے بغلگیر ہوئے اور منقول ہے کہ ایک روز سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کا تذکرہ ہوتے تھے آنحضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہیں یاروں نے پوچھا کہاں ہے فرمایا جماعت خانہ میں بیٹھا ہے خواجہ اقبال سرعت تمام جماعت خانہ میں گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہاں بیٹھے ہیں یاروں نے جانا کہ یہ بات انکے حق میں فرمائی ہے نقل ہے کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جسوقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کیواسطے آتا ہے میں پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہوں اگر وہ اہل سعادت ہے فی الفور اسکو ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہوں اور جو اسکے برعکس ہے توقف کرتا ہوں اور اسکے سعادت کیواسطے حق تعالیٰ سے دست بدعا ہوتا ہوں بعد اسکے اسے مرید کرتا ہوں الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد میں برحمت حق واصل ہوئے خادموں نے اسی مقام میں انھیں دفن کیا اور شیخ زین الدین انکے قائم مقام اور جانشین ہوئے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویوں کا یہ قول ہے کہ شیخ زین الدین شیخ نصیر الدین اودھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہیں اور وہ جناب بیعت صاحب حال اور اہل کمال تھے جسوقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعۂ آسیر کو آسا اہیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعائے قدوم کی اور جو کہ وہ ارادہ صادق رکھتا تھا التماس اسکی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام میں کہ جہاں قصبۂ زین آباد ہے تشریف لائے اور نصیر خان فاروقی دریا کے اسطرف اس موضع میں کہ بالفعل جہاں شہر برہانپور ہے وارد تھا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ آسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائیں حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہیں ہے کہ آب تپتی سے عبور کروں الغرض نصیر خان چند روز جب تک کہ شیخ وہاں رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشوں کی خدمت میں تقصیر نکرتا تھا جسوقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے انھیں تکلیف قبول قصبات اور دہات کی آپ نے جواب دیا کہ فقیروں کو جاگیر سے کیا نسبت ہے جب نصیر خان حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کیواسطے

کچھ قبول فرمائیں شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا
میری پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اس مقام میں کہ فقیر فروکش ہوا ہے ایک قصبہ اس فقیر کے
نام بنا کرو خلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی نے شیخ کے حضور دونوں موضع کی بنا ڈالی خشت زمین پر رکھی
اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہانپور عرصۂ قلیل میں اسقدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوے
ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات میں محسوب ہوا

ذکر شیخ نظام الدین ابوالموید کا

انھوں نے غزنین میں شیخ عبدالواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اسکے بعد دہلی میں آکر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہوئے اور آنحضرت کی خدمت میں مرتبۂ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوئے اور والدہ ماجدہ انکی بی بی ساران کہ ہمشیرہ سید نور الدین غزنوی کی تھیں وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی کہتی تھیں اور خواجہ بھی انھیں مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے حال میں روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع میں حاضر تھا ناگاہ شیخ نظام الدین ابوالموید تشریف لائے اور اسطرح سے دوگانہ تحیت میں مشغول ہوئے کہ مجھے انکی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد ادائے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اسکے شیخ نظام الدین ابوالموید نے کلام آغاز کرکے فرمایا کہ میں نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی بیت در عشق تو گر از تو حذر خواہم کرد + جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد + یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سامعین اسے شنکر نعرہ زن ہوئے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نقل ہے کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد میں امساک باران ہوا لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید کو دعائے باران کی تکلیف کی ناچار ہوکر دعائے باران پڑھی اور آسمان کیطرف منہ کرکے فرمایا کہ مجھے شستہ نہیں تیرے تکلف اور بزرگواری کی کہ اگر تو آج کے دن پانی نہ برساویگا میں کسی آبادی میں نہ رہونگا غرضکہ حضرت ابھی منبر سے نہ اترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے انھوں نے شیخ سے کہا کہ میں جانتا ہوں آپ کو حق تعالی کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہے لیکن یہ بات آپ نے کیوں فرمائی کہ اگر پانی نہ برسیگا میں کسی آبادی میں نہ رہونگا شیخ نے جواب دیا میں یقین جانتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی باران رحمت نازل کریگا میں نے اسواسطے یہ گفتگو کی تھی اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ شیخ نظام الدین ابوالموید نے جواب دیا کہ مجھسے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس میں کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگوں نے انھیں مجھسے رنجیدہ کیا تھا اور اسوقت میں بھی یاروں نے دعائے باران کی تکلیف کی میں نے انکی روضہ میں جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھسے درگذر کیجئے ناگاہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ میں نے تجھسے صلح کی جا دعا کر کہ البتہ حق تعالی باران رحمت نازل فرماویگا بسبب اسی اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہیں کہ اسروز ان منبر پر برآمد ہوکر شیخ نے ہاتھ آستین میں کرکے اور ایک کپڑا برآوردہ کرکے آسمان کیطرف دیکھا اور اس کپڑے کو جنبش دیکر دعا پڑھی اسصورت میں ملا وجیہ الدین یحیی کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگوں نے انسے پوچھا کہ

وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ کی بی سارا کو عنایت فرمایا تھا وہ بھی اجابت دعا میں دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی انکا ابوالحسن ہے اور آنحضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امرائے ہزارہ بلخ سے تھے اور قریشیوں کے اطراف میں رہتے تھے اور چنگیز خان کے ہمراہ ہندوستان میں آئے امرائی سلک میں منتظم ہوئے اور امیر خسرو قصبۂ مومن آباد میں کہ اس زمانہ میں اس قصبہ کو پٹیالی کہتے ہیں پیدا ہوئے اور آٹھ برس کی سن میں جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائیوں کی خدمت میں کہ اعز الدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بعد بادشاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں مشرف ہوکر مرید ہوئے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جنکی عمر پچاسی برس کی تھی ایک معرکہ میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور اعز الدین علی شاہ قائم مقام انکے ہوئے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ میں یہ بیت موزون کی بیت سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم شد دریای ماروان شد و دُر یتیم ماند پ اور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جنکا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت انکی دیباچۂ غرۃ الکمال میں تحریر ہے انکی پرورش و پرداخت میں مشغول ہوئے اسقدر توجہ اور التفات انکی نسبت مبذول فرمائی کہ فضلای عصر سے ہوئے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کیطرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بیمثال اور فضل و دانش میں کمال رکھتے تھے ایک دوکان میں بیٹھکر روٹی بیچتے تھے جوہیں امیر خسرو کی نگاہ انسے دوچار ہوئی انکی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھکر مرغ دل انکا گرفتار ہوا اور انکی قریب جاکر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ میں ایک پلہ میں روٹی رکھکر خریدار سے کہتا ہوں کہ زر دوسرے پلہ میں رکھے جب زر اسکا روٹی کی وزن سے بہت گراں ہوتا ہے لیکر مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہوں امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اسکی کیا تدبیر ہے کہا اس سے زر کی عوض درد و نیاز لیتا ہوں امیر خسرو خواجہ حسن کی کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی درد طلب دامنگیر ہوا انھوں نے دوکان کا ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اس عرصہ میں شیخ کے مرید ہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوکر شیخ کی خانقاہ کیطرف آمد و شد کرتے تھے اور انکے اور امیر خسرو کی درمیان الفت تمام بہم پہونچی اور دونوں نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کی مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوئے جب محمد سلطان خان شہید دہلی میں آتا تھا دونوں عزیز شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہوکر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت میں بسر لیجاتے تھے پھر رفتہ رفتہ انکی عاشقی اور معشوقی کا اسقدر شہرہ ہوا کہ غرض گویوں نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہیں ہیں امیر خسرو نے انھیں دنوں میں یہ غزل کہ جسکا مطلع یہ ہے موزون کی بیت زین دل خود کام

ازروی مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا انکے درمیان میں مضبوط تھا ممانعت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر یہ امر محمد سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہزادہ نے غیظ میں آنکر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہانسے برآمد ہوکر پھر امیر خسرو کے مکان پر گئے اور محمد خان شہید کو اُسیوقت یہ خبر پہونچی متعجب ہوکر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت حال سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ انکی محبت مجازی زیور حقیقت سے آراستہ ہوئی ہے اور انکا حال پردہ عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہے محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کرکے پوچھا کہ محبت تمہاری آمیزش ہوا سے پاک ہے یا نہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ دوئی ہمارے درمیانسے کوچ کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کئے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کرکے کہا مصرع گواہ عاشق صادق در آستین باشد ۔ محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہے سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی پڑھی رباعی عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست ۔ تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست ۔ اجزای وجودم ہمگی دوست گرفت ۔ نامیست مرا برمن و باقی ہمہ اوست ۔ اور اسیوقت میں نسیم عالم تحقیق کی انکے باغ امید پر چلی عالم اور ما فیہا انکو نظر ہمت میں ایک خس دکھلائی دی شاہزادہ کی ملازمت سے مستعفی ہوئے لیکن محمد سلطان خان شہید نے انھیں بحال رکھا اور بعد اسکے جب محمد سلطان خان شہر ملتان میں بدرجۂ شہادت فائز ہوئے امیر خسرو نے دہلی میں آنکر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوئے اور تعریف اسکی امیر خسرو کے دیوان میں بہت ہے اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوئے اور مثل اُسکے باپ اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہونچ کر امراے کبار میں مخصوص ہوئے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد تک ہر ایک بادشاہ تخت پر اجلاس کرکے امیر خسرو کو معزز کرکے امرا کے جرگہ میں رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ بنام نامی اُسکے ہے امیر خسرو کو اور امرای کبار سے زیادہ تر عزت دیکر سفر بنگالہ میں اپنے ہمراہ رکھا تھا لیکن مراجعت کیوقت بادشاہ نے کسی کام کیواسطے امیر خسرو کو لکھنوتی میں چھوڑا اسی اثنا میں امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ نظام الدین اولیا رحمت حق میں واصل ہوئے اس سبب سے بیتاب ہوکر بتعجیل تمام آنحضرت کی مزار پر حاضر ہوئے نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے روح پر فتوح کی ترویح کیواسطے فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہوکر مجرد ہوئے اور کپڑے سیاہ پہنکر آنحضرت کی قبر پر ساکن ہوئے اور غم مفارقت سے ایسے محزون و مغموم ہوئے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات کہ چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جمعرات کو انتیسویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۷۲۵ سات سو پچیس ہجری میں بجوار رحمت ایزدی واصل ہوئے اور آپکے حظیرہ میں اپنے مرشد کے پائیں دفن ہوئے اور منقول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نہ رہیگا جب رحلت کرے

اگر دو شخص کا ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہوتا میں وصیت کرتا کہ اسی میری قبر میں دفن کریں تو دونوں ایکجا رہتے
الغرض جب امیر خسرو فوت ہوئی چاہا کہ وصیت کی موافق شیخ کی پہلو میں مدفون کریں ایک خواجہ سرا
کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کی بعضی مریدوں کو شیخ اور امیر خسرو کے
مزار میں شبہہ واقع ہوگا اسواسطی انھیں شیخ کی پائین یاروں کی چبوترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میری
اوستاد کا مادۂ تاریخ انکا ہی قطعہ تاریخ میر خسرو خسرو ملک سخن ✤ آن محیط فضل و دریای کمال ✤
نثر او دلکش تراز ماء معین ✤ نظم او صافی تراز ماء زلال ✤ بلبل بستان سرائی داد و دین ✤ طوطی شکر مقال
بی زوال ✤ از پی تاریخ سال فوت او ✤ چون نہادم سر بزانوی خیال ✤ شد عدیم المثل یک تاریخ او ✤
دیگری شد طوطی شکر مقال ✤ تذکرۃ الاتقیا میں مسطور ہی کہ امیر خسرو استادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن
ہوتی تھی خاص اسوقت میں کہ خمسۂ نظامی کا جواب کہتی تھی اور سلطان المشائخ نظامی گنجوی کی باطن سے
خوف کھاکر منع کرتی تھی اور امیر خسرو در جواب کہتی تھی کہ میں آپکی پناہ میں ہوں کچھ آسیب مجھی نہ پہونچیگا
قضارا ایک وقت یہ بیت کہتی تھی بیت کوکبۂ خسرویم شد بلند ✤ غلغلہ در گور نظامی فگند ✤
ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کی سر پر نمود ہوئی اور امیر خسرو تمام شیخ اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا
زبان پر لائی اسوقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کی پیپلہ میں دیا وہ تلوار وہاں سے
گذر کر کی ایک بیر کی درخت پر کہ اس مقام میں تھا پہونچی امیر خسرو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ حال
اپنی پیر و مرشد سی اظہار کیا چاہتی تھی کہ شیخ نی سر آستین کا انھیں دکھلایا پھر امیر خسرو نی زمین خدمت کو
لب ادب سی بوسہ دیکر دعا کی اور شیخ نی انکی حق میں یہ دو بیت فرمائیں ابیات خسرو کہ بنظم و نثر
مثلش کم خاست ✤ ملکیت ملک سخن از خسرو ماست ✤ این خسرو ماست ناصر خسرو نیست ✤ زیرا کہ
خدا ناصر این خسرو ماست ✤ شیخ آذری نی جواہر الانوار میں لکھا ہی کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین
پیرانہ سالی میں شیراز سی امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان میں آئی شعر میں جو استادی آپنی ظاہر
کرتی تھی اور امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آنحضرت سی رکھتی تھی اس بیت سی انکا اعتقاد ظاہر ہے بیت
خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت ✤ شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود ✤ اور دوسری
مقام میں فرمایا مصرع جلد سخنم دارد شیرازۂ شیرازی ✤ اور یہ بھی منقول ہی کہ شیخ نظام الدین اولیانے
بارہا فرمایا تھا کہ خدا مجھی اس ترک کی سوز سینہ کی سبب بخشی اور امیر خسرو نی انکی مدح میں بہت کچھ کہا ہی
اور یہ دو بیت انھیں میں سی ہیں بیت جدا از خانقاہ او بتقدیم ✤ حطیم کعبہ را ماند بہ تعظیم ✤
ملک کردہ بہ سقفش آشیانہ ✤ چو اندر سقف ما گنجشک خانہ ✤ اور بعضی کتب میں فقیر کی نظر سی گذرا ہی
کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کی اس درجۂ اعلی کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہر میں
بسر کئی اور حضرت خواجۂ خضر کی ملاقات سی مشرف ہوکر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت
خواجۂ خضر نی ارشاد کیا یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی نصیب ہوئی امیر خسرو نے

والا چنانچہ اُسکی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے بانوے کتاب سلک نظم میں منتظم کیں۔ اور مشہور ہے کہ امیر خسرو نے اپنی بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ تر ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دل سے ایک نسبت رکھتا ہے اگر فقرا کی نسبت منسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت میں مجھے ساتھ اُس نام کے بلاتے سلطان المشائخ نے یہ امر دریافت کرکے فرمایا کہ وقت سعید میں تیرا تخلص رکھا جاویگا پھر بعد چند روز کے فرمایا مجھے یوں ظاہر ہوا کہ تجھے صحرائے محشر میں محمد کاسہ لیس کہکر بلاوینگے اور امیر خسرو کی مدت عمر چوراسی برس کی تھی

بارہ کوس پر رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ میں ولادت ہوئی جب سن رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل لابدی سے بہرہ حاصل کرکے تصفیہ باطن میں کوشش کی اور دو مرتبہ سنکری سے ولایت میں جاکر ممالک عرب اور عجم اور روم اور یمن کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود میں رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت بصرہ میں بسر لیجا کر تئیس حج کرکے ہندوستان میں مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سنکری کے پہلو میں واقع ہے سکونت اختیار کی اور عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوئے اکثر ایام صوم میں بسر لیجاتے تھے اور شیرشاہ اور سلیم شاہ افغان سور اور خواص خان کہ اُنکے امرائے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچا کر اُس پہاڑ میں ایک شہر موسوم بہ فتحپور بنا فرمایا اور بارہ برس تک اُسے تختگاہ کرکے شیخ کے مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس میں اکثر حاضر ہوکر شیخ کی تعظیم و تکریم میں کوشش کرتے تھے اور جب آنحضرت سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری میں برحمت حق واصل ہوئے آنحضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین سجادہ نشین ہوئے اور بعد چند روز کے مکہ میں جاکر وفات پائی اُنکا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ اُنکی والدہ نے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد میں مرتبہ بزرگ کو اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل غدر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدر الدین کا فرزند کہ علاء الدین نام رکھتا تھا بخطاب اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے یوں ہے شیخ سلیم بن بہاء الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسیٰ بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی المشہور بہ گنج شکر اور اوراق کے ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشت میں سوائے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہیں کہ احوال اُنکا فقیر کی نظر سے نہیں گذرا مثل مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ بدر الدین سلیمان

گوشزد نہین ہوئی اسصورت مین اگر توفیق رہبری کریگی اور وہ کتاب کہ مشتمل انکی حالات ہی نظر سی گذریگی خلاصہ اُسکا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا نہ جس شخص کو فرصت ہووی تحریر کرکی ملحق کری فقیر ممنون تلطف ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کی بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کا

جارو فتہ از فنای توحید * پا کوفتہ در مقام تفرید * باطن بہویت و حقیقت * ظاہر بشریعت و طریقت * آن پاک گزیدۂ مشائخ * وآن مردم دیدۂ مشائخ * سلطان سریر ملک تمکین * یعنی کہ بہای ملت و دین * زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاء الدین ذکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سی ہین ہندوستان انکی غبار آستان سی سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہی اور جد بزرگوار آنحضرت کی کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سی خوارزم کیطرف آئی اور وہان سی قبۃ الاسلام ملتان مین تشریف لاکر ساکن ہوئی اور چونکہ جد آپ کی صلاح اور تقوی مین کمال رکھتی تھی باشندی وہانکی انکی آنے سے نہایت محظوظ ہوئی اور مریدونکی مانند باعزاز و اکرام پیش آئی اور کمال الدین علی شاہ وہان استقامت کرکی مولانا حسام الدین ترمذی کہ مکارم اخلاق اور وفور دانش مین اپنی نزدیکون اور ہمچشمون سی ممتاز تھی انکی بیٹی چنگیز خان کی عہد مین جلا وطن ہوکر ہندوستان مین آئکر قلعہ کوٹ کرور مین کہ سلطان محمود غزنوی کی مدت جہانگیری اور کشورکشائی مین اُسی فتح کیا تھا توطن رکھتی تھی اُسی اپنی فرزند شیخ وجیہ الدین کی عقد ازدواج مین لائی اور شیخ بہاء الدین ذکریا اُس دختر بلند اختر کی بطن مبارک سی قلعہ کوٹ کرور مین ۵۷۸ پانسو اٹھتر ہجری مین پیدا ہوئی اور شیخ عین الدین بیجاپوری نی تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہی کہ شیخ بہاء الدین ذکریا اولاد ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیز بن قصی سی ہین اور ہبار اسلام مین آئی تھی اور انکی بھائی مسمیان زمعہ اور عمرو اور عقیل بحالت کفر جنگ بدر مین قتل ہوئی تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مین تھین بیٹی زمعہ کی ہین الغرض جب شیخ بہاء الدین ذکریا بارہ برس کی ہوئی شیخ وجیہ الدین اس دار ناپائدار سی کوچ کرکی رحمت حق مین واصل ہوئی اور شیخ بہاء الدین ذکریا نی سفر خراسان کا اختیار کیا اور وہان عارفونکی صحبت مین پہونچکر فیضیاب ہوئی اور بخارا مین جاکر علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئی اور مرتبۂ اجتہاد کو پہونچی اور شہرت عظیم پائی ہیزدہ سال کی عمر مین خلایق کی تدریس اور افادۂ علوم مین مصروف ہوئی چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا سی استفادہ کرتی تھی بعد اسکی مکہ معظمہ مین جاکر حج مناسک بجالائی اور ایک راوی کہتا ہی کہ آنحضرت مدینہ رسول اللہ مین پانچ برس مجاور رہی اسکی بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کی پاس کہ محدثین کبار سی تھی تریپن برس مدینہ منورہ مین درس حدیث مین مشغول رکھا کتب حدیث کو پڑھکر اور اجازت حاصل کرکی بیت المقدس کیطرف تشریف لیگئی اور انبیا علیہم السلام کی زیارت سی مشرف ہوکر بغداد مین آئی اور وہانکی مشائخ کی زیارت کرکی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض

مشرف ہوئی اور بروایت شیخ نظام الدین اولیا سترہ روز میں خرقہ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہیں کہ
جب شیخ بہاء الدین ذکریا بقصد حصول نظر عنایت اور خرقہ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس میں حاضر
ہوئے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ میں یہ واقعہ دیکھا کہ ایک مکان ہے منور سرور کائنات صلوٰۃ اللہ علیہ
اجمعین تشریف رکھتے ہیں اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بطریق حجاب آپکے روبرو ایستادہ ہیں اور
اس مکان میں ایک طناب بندھی ہوئی ہے اور خرقہ چند اس طناب پر آویزاں ہیں بعد اسکے خلاصۂ
موجودات نے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین کو اپنے روبرو بلایا اور شیخ الشیوخ نے انکا ہاتھ پکڑ کے مسند نشین
بارگاہ نبوت کی قدمبوسی سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ فلاں خرقہ
شیخ بہاء الدین ذکریا کو پہنا شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے بموجب عمل کر کے دوبارہ شیخ کو پابوسی
اقدس سے سربلندی بخشی اور وہ جناب بسبب اس خواب کے شیخ الشیوخ کے خرقہ کے امیدوار ہو کر خوشحال
ہوئے قضارا علی الصباح اُن بزرگوار نے شیخ بہاء الدین ذکریا کو مکان کے اندر طلب کیا اور اس مکان کو
اسی وضع کی جو خواب میں دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر [illegible] خرقہ
کہ حضرت رسالت پناہ نے اشارہ سے فرمایا تھا طناب سے اٹھا کر انھیں پہنایا اور یہ فرمایا بابا شیخ
بہاء الدین ذکریا یہ خرقے حضرت نبوت پناہی کے ہیں اور میں درمیان میں متوسط ہوں بے اجازت آنحضرت کے
کسیکو نہیں دے سکتا ہوں اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ جب چند روز میں شیخ بہاء الدین ذکریا کو
یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی وہ درویش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت میں حاضر تھے متعجب ہوئے
کہ ہمیں باوجود خدمت چندسالہ کے یہ دولت نصیب نہوئی اور ہندی فقیر نے بمجرد پہونچنے کے یہ سعادت
حاصل کی بعد اسکے شیخ الشیوخ نے عالم کشف میں یہ امر دریافت کر کے درویشوں سے فرمایا کہ تم لوگ لکڑی
تر کے مانند ہو اور ذکریا بمنزلہ ہیزم خشک ہے اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑتی ہے بعد اسکے شیخ الشیوخ
شیخ بہاء الدین ذکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان میں جا کر سکونت کرو کہ اس
ملک کے باشندوں کی ہدایت تم سے رجوع ہوئی ہے کہتے ہیں اسوقت میں شیخ جلال الدین تبریزی کہ خدمت میں
شیخ الشیوخ کی حاضر تھے عرض پیرا ہوئے کہ مجھے شیخ بہاء الدین ذکریا سے کمال محبت بہم پہونچی ہے اگر ارشاد
ہووے تو انکی صحبت میں رہکر ہند کی سیر کروں شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی
خوارزم تک ہمراہ گئے اور وہاں اجازت لیکر اسی حدود میں توقف کیا اور شیخ بہاء الدین ذکریا ملتان میں
جا کر متاہل ہوئے اور شیخ صدر الدین عارف اور دیگر فرزند بھی آفریدگار عالم نے انھیں کرامت فرمائے
اور شیخ بہاء الدین ذکریا کے مرید بہت ہیں ازانجملہ ایک سید جلال بخاری ہیں احوال انکا مرقوم ہوگا
اور دوسرے آنحضرت کے مرید و نسبی شیخ فخر الدین اور شیخ ابراہیم عراقی ہیں اور شیخ ابراہیم عراقی
اٹھارہ برس کے سن میں اپنے مدرسہ میں جو نہایت پر تکلف تھا بیٹھکر درس دیتے تھے اور طلبہ کو فیض
پہونچاتے تھے انہی دنوں میں ایک جماعت قلندر و نسبی مدرسہ میں آنکر انکی ملاقات سے مشرفیاب ہوئی
اور جو کہ اس جماعت میں ایک مرد صاحب جمال تھا شیخ کی نگاہ جو انپر پڑی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا

خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کی بعد انکی تلاش مین روانہ ہوئی اور انکی پاس پہونچکر ارادہ رفاقت کا کیا قلندرون نی عرض کی کہ آپ مرد بزرگ ہین قلندر ہماری ابرو تراشی کی ساتھ کیونکر صحبت برار ہوئی شیخ لاچار ہوکر چار ابرو تراشوائی انکا لباس پہنکر رفیق ہوئی اور اس جماعت کی ہمراہ سیر کرتی ہوئی ملتان مین پہونچی اور شیخ بہاء الدین ذکریا کی خانقاہ مین گئی جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نی پہچانا اور متعجب ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہی بعد اسکی بہت مصروف فرمائی کہ انھین لباس قلندری ترک کراکی اس لڑکی کی قید عشق سے نجات بخشی قضارا شیخ کو خبر پہونچی کہ قلندر الیسا فر ملتان سے نکل گئی اور شیخ تامل کیا اس دریبا مین ایک آندھی نہایت عظیم کہ کسی نی نہ دیکھی تھی اٹھی اور گرد و غبار کی کثرت سی دن نی لباس رات کا پہنا فضای عالم تیرہ و تاریک ہوا قلندرونکی جماعت جس راہ مین کہ جاتی تھی تاریکی کی شدت سی سراسیمہ اور بدحواس ہوئی اور ہر ایک دوسری کی نہ رکھکر متفرق اور پریشان ہوکر ہر ایک طرف جا پڑی اور شیخ ابراہیم عراقی بی قصد و ارادہ الیسی راستہ مین پڑے کہ وہ بی اختیار شیخ بہاء الدین ذکریا کی مکان پر پہونچی اور شیخ نی اصفائی باطن سے دریافت کرکی خادم کو بھیجکر انھین خانقاہ مین طلب کیا اور ابراہیم عراقی کو اپنی آغوش مبارک مین کھینچا جب شیخ کا سینہ انکی سینہ پر پہونچا اسیوقت قلندر بچہ کی محبت ابراہیم عراقی کی دل سے دور ہوئی اور شیخ نی انھین اپنی لباس خاص سی مشرف فرمایا اور انکی رہنی کیواسطی ایک حجرہ مقرر کرکی تربیت مین مشغول ہوئی اسکی بعد شیخ اپنی دختر کہ عفت اور پرہیزگاری مین اپنی وقت کی رابعہ تھی انکی عقد نکاح مین لائی اور ابراہیم عراقی اور میر محمد شہریار جو بھانجی شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کی تھی وہ ہمیشہ سادہ عذارونکو بنظر پاک دیکھتی تھی ایک روز اہل اغراض نی شیخ الشیوخ سی عرض کی کہ ابراہیم عراقی ایک نعلبند کی لڑکی کو روبرو بیٹھکر نظارہ کرتا ہی شیخ الشیوخ نی بلاکر ملامت کی اور فرمایا ای ابراہیم عراقی دو آنکھ دیکھتا ہی کہ یکبار خود مشغول ہی اٹھو اور پرہیز کر ابراہیم عراقی نی کہا ای شیخ غیر کہان ہی جو تو دیکھتا ہی اور دیکھتا ہی شیخ شہاب الدین اس گستاخی سی رنجیدہ ہوئی اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت زار زار روئی یہانتک کہ شیخ الشیوخ انسی راضی ہوئی اور انھین شیخ بہاء الدین ذکریا کے پاس ملتان مین روانہ کیا چنانچہ ابراہیم عراقی ملتان مین پہونچی اور ایک روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ پچیس برس انکی خدمت مین بسر لیگئی اور سلوک یعنی ریاضت اور عبادت مین مشغول ہوئی اور فتوح حد سی زیادہ حاصل کی اور اکثر نومین اشعار پرسوز کہتی تھی اور شیخ بہاء الدین ذکریا کو انکی کلام سی وجد اور حال پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم عراقی کی خلوت مین ہوا زمزمہ اس غزل کا سنا غزل نخستین باده کاندر جام کردند ٭ ز چشم مست ساقی وام کردند ٭ برای صید مرغ جان عاشق ٭ ز زلف ماه رویان دام کردند ٭ بعالم هر کجا رنج و ملامت ٭ بهم بردند و عشقش نام کردند ٭ ز بهر نقل مستان از لب و چشم ٭ مهیا شکر و بادام کردند ٭ چو خود کردند راز خویشتن فاش ٭ عراقی را چرا بدنام کردند ٭ شیخ کو اس غزل کی سننی سی وجد و حال عجیب ظاہر آیا اور مشغول ہی کہ ابراہیم عراقی اندر نومین شیخ بہاء الدین ذکریا کی خدمت مین بسر لیجاتی تھی زوجہ انکی کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی اور شیخ نی چاہا کہ دوسری دختر جو انسی

چھوٹی تھی ابراہیم عراقی کی حبالہ نکاح مین لاوین اپنی بڑی فرزند شیخ صدر الدین عارف سی اس بارہ مین
مشورہ کیا انھون نی جواب دیا مین نی ایک روز ابراہیم عراقی کو ساباط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کھڑا ہی اور
پیراہن کو اٹھا کر کسب ہوا کرتا ہی ایسا شخص لائق پیوند کی نہین ہی اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بنیت
حج بیت اللہ ملتان سی برآمد ہوئی اور حرمین شریفین کی زیارت کی بعد روم کی سمت روانہ ہوئی اور شہر
قونیہ مین شیخ صدر الدین عارف کو دیکھکر کتاب فصوص انسی پڑھی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم مین حسن
قوال کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بی نظیر رکھتا تھا عاشق ہوکر غزلین کہین چنانچہ یہ مطلع غزل کا انھین سے ہی
بیت ساز طرب عشق چہ دانی کہ چہ ساز است * کز زخمۂ او نہ فلک اندر تگ و تاز است * پھر
وہانسی مصر مین گئی اور ایک موچی کی لڑکی کی حسن دلربا پر شیفتہ ہوئی اور بعد اسکی ولایت شام مین جاکر
شہر دمشق مین ایک امیرزادہ پر عاشق ہوئی اور وہانسی فرزند انکا شیخ کبیر الدین جو شیخ بہاء الدین ذکریا کی
دختر سی تھا ملتان سے آنکر باپ کی ملازمت سی مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعدہ کی آٹھوین
تاریخ ٦٨٨ھ ساتسو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوئی قبر انکی اور انکی فرزند کبیر الدین کی دمشق مین شیخ محی الدین
اعرابی کی مزار کی پیچھے ہی اور شیخ بہاء الدین ذکریا کی مریدان صادق الاعتقاد ہو اور امیر حسین نام قوم سادات سے
ہین اول مرتبہ اپنی والد سید نجم الدین کی ہمراہ برسم تجارت ملتان مین پہونچکر مرید ہوئی اور مقدمات علمی کو
ساتھ کمال کی پہونچا کر فارغ التحصیل ہوئی لیکن اپنی والد ماجد کی بعد عالم تجرید مین قدم رکھا اور مال دنیوی سی
جو کچھ رکھتی تھی فقرا کو دیکر ملتان مین آئی اور شیخ کی مریدونکی سلک مین منتظم ہوئی اور تین برس انکی خدمت مین
رہکر بہت کمال حاصل کئی اور اکثر کتب مثل نزہت الارواح اور زاد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ
شیخ کی شرف اصلاح سی مشرف ہوئی ہین اور شیخ بہاء الدین ذکریا اور انکی فرزند شیخ صدر الدین
عارف کی مدح کتاب کنز الرموز مین کہی ہی ابیات شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا * واصل حضرت
ندیم کبریا * مفخر ملت بہار شرع دین * جان پاکش منبع صدق و یقین * از وجود او بہ نزد دوستان *
جنت الماوا شدہ ہندوستان * منکر او از نیک و از بد تافتم * این سعادت از قبولش یافتم *
رخت ہستی چون برون برد از میان * کرد پرواز ہما بر آشیان * آن بلند آوازۂ عالم پناہ *
سرور عصر افتخار صدرگاہ * صدر دین و دولت آن مقبول حق * نہ فلک بر خوان جودش یک طبق *
اور میر حسین چھٹی شوال ٧١٨ھ ساتسو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوئی اور شیخ بہاء الدین
ذکریا کی مرید و نسبتی شیخ حسن افغان ہین کہ احوال انکا عنقریب مذکور ہوگا اور نقل ہی کہ قطب الدین ایبک نی
شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سرخ اور سیاہ اور خرگاہ خاص سلطان معز الدین محمد سام غوری کی
اسی بخشکر ولیعہد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصر الدین قباچہ کو دیکر شمس الدین التمش کے
اطاعت کیواسطی وصیت فرمائی قضارا ناصر الدین قباچہ نی بعد وفات قطب الدین ایبک بغاوت
کرکی شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نہ کی اور ماورا اسکی شرع محمدی کی رواج مین بھی
ساعی نہوا اسکی متعلقون نی فسق و فجور شروع کیا شیخ بہاء الدین ذکریا اور قاضی شرف الدین اصفہا

حاکم ملتان نے شمس الدین التمش کے پاس مکاتیب مشتمل اظہار مخالفت ناصر الدین قباچہ اور عدم رواج
شریعت میں تحریر کرکے ارسال کئے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصر الدین قباچہ کے آدمیونکو دستیاب ہوئے
اور ناصر الدین قباچہ اُن خطوط کو پڑھکر خط پیچیدہ کی مانند پیچتاب کرکے طیش میں آیا اور آدمی شیخ بہاء الدین
ذکریا اور قاضی کی طلب میں بھیجے جب دونوں بزرگوار حاضر ہوئے شیخ کو اُسنے اپنے پہلو میں بٹھایا اور قاضی کو بھی اپنے
برابر بٹھاکر اُنکا خط اُنکے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگون ہوئے ناصر الدین قباچہ نے قاضی کو اُسیوقت
تیغ ظلم سے قتل کیا اسکے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہے لیکن میں نے اسے فرمان حق کے
موافق لکھا ہے تو کیا کرسکتا ہے ناصر الدین قباچہ یہ کلام سنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا
اور نقل ہے کہ عبد اللہ نام ایک قوال روم سے ملتان میں آیا اور شیخ کی ملازمت کرکے عرض پیرا ہوا کہ شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین سہروردی نے میرے حسن صوت سنے ہیں آپ بھی اگر سماعت فرمائیں تو بندہ نوازی سے
بعید نہو شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سُنا ہے ذکریا بھی سنیگا اور پھر رات گئے حضرت حجرہ میں تشریف لائے اور
مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبد اللہ قوال نے یہ بیت بتکرار ادا کی بیت مستان کہ شراب ناب خورند
از پہلوے خود کباب خورند ٭ شیخ وجد میں آنکر ایستادہ ہوئے اور چراغ آستین سے بجھایا عبد اللہ قوال سے
منقول ہے کہ جب شیخ اثنائے سماع میں میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کی بُو اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور دوسرے
دن عبد اللہ قوال خلعت گرانمایہ اور بیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کیطرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر شیخ
فرید الدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت راہی ہوا اور پھر عرصۂ قلیل میں قصبۂ اجودھن میں مراجعت
کرکے ملتان کی رخصت طلب کی اور یہ عرض کی کہ راستہ مخوف ہے امیدوار دعا کا ہوں شیخ نے ارشاد کیا یہانسے
فلاں تالاب تک میرا علاقہ ہے بعد اُسکے شیخ بہاء الدین ذکریا سے تعلق رکھتا ہے عبد اللہ قوال زمین خدمت کو
بوسہ دیکر روانہ ہوا جب اُس تالاب کے قریب پہونچا ایک جماعت راہزنوں کی مع شمشیر ہائے برہنہ نمودار
ہوئی عبد اللہ قوال کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا کلام یاد آیا آواز بلند پکارا یا شیخ بہاء الدین
ذکریا میری مدد فرمائیے یہ کہتے ہی راہزن غائب ہوئے جسروز عبد اللہ قوال ملتان میں پہونچکر شیخ کی قدمبوسی سے
مشرفیاب ہوا جامہ سرخ سقرلاط پہنے ہوئے تھا شیخ نے فرمایا کمل سرخ لباس شیطان کا ہے کیوں
پہنا ہے عبد اللہ قوال کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بیادبانہ زبان پر لایا لوگونکے پاس خزانے نامحصور موجود ہیں
انسپر نظر نہیں کرتے شیرانی کملکو جسکی قیمت نیم تنگہ سے بھی کم ہے عیب فرماتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ
ہوشیار ہو اور وہ اضطراب کہ چوروں کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبد اللہ قوال یہ کلام صدق
التیام سنکر استغفر اللہ کہتا ہوا شیخ کے قدم مبارک پر گر پڑا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدر الدین
عارف سے نقل کرتے ہیں کہ جسوقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھسے پوچھا کہ آج کل کیا شغل رہتا ہے
میں نے عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہوں مولانا نجم الدین نے فرمایا کشاف اور
ایجاز کو جلا اور عمدہ کا شاغل رہ اور جب مولانا صدر الدین عارف مولانا نجم الدین کی خدمت سے ۸۱۹
رخصت ہوئے شیخ بہاء الدین ذکریا کی حضوری میں حاضر ہوکر تمام ماجرا کم و کاست عرض کرکے کہا کہ

مولانا نجم الدین نے یوں [illegible]
داستان میں مرقوم ہوا ظاہر اکشاف اور ایجاز کے منتہی کرنیکا سبب اسکے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہے
کہ شیخ بہاء الدین ذکریا نے خواب میں دیکھا تھا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہی اور ایجاز کے بارہ میں
بھی اسی قبیل سے کچھ ہوگا الغرض جو سبب اسکا معلوم نہ تھا مولانا صدر الدین کو یہ بات نہایت
ناگوار اور شاق گذری اور رات کو ان تینوں کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہوئے اور جب خواب نے غلبہ کیا
عمدہ کو دونوں کتاب پر رکھکر سو رہے اور شعلہ چراغ کا کشاف اور ایجاز پر پڑا دونوں جلکر خاکستر
ہوئیں اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ اور سلامت رہی مولانا حسام الدین حاجی کہ شیخ نظام الدین اولیا کے
مرید و نسبی تھے منقول ہے کہ خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہاء الدین ذکریا کے مخلصوں سے تھے اور وہ
نہایت متمول تھے اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت میں جہاز پر سوار
ہوئے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستول ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہووے خواجہ کمال الدین مسعود
شیروانی نے بعجز تمام حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا سے توجہ کی اور مدد کے طلبگار ہوئے اسیوقت شیخ نے جہاز میں
حاضر ہوکر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب ہوئے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن ہوئی جہاز
بندر عدن میں سلامت پہونچا اور تمام سوداگروں نے از روے صدق و اور اخلاص کے ثلث مال اپنا خواجہ کمال الدین
مسعود شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت میں پہونچاوے خواجہ نے وہ مال لیکر نصف جواہر اپنا بھی
شیخ کیواسطے علحدہ کرکے خواجہ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا ملتان کیطرف بھیجا خواجہ
فخر الدین گیلانی جب آپ کی ملازمت میں حاضر ہوا آنجناب کو اسی صورت اور لباس سے کہ جہاز پر
مشاہدہ کیا تھا دیکھکر زیادہ تر معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ کے تھا پیشکش کیا
حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ میں فقرا اور مساکین پر قسمت کیا اور خواجہ فخر الدین گیلانی نے یہ حال
مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد بہم پہونچایا اور تمام مال اپنا شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدین
منتظم ہوئے اور بعد عرصہ قلیل و اصلان حق سے ہوکر خرقہ خلافت کا پایا اور پچیس برس شیخ کی خدمت میں
بسر کی آخر رخصت لیکر مکہ معظمہ کیطرف متوجہ ہوئے اور بندر جدہ مبارک میں پہونچکر رحمت حق سے واصل
ہوئے اور اسی مقام میں مدفون ہوئے اور آج تک اکثر لوگ وہاں نذر لیجاتے ہیں اور آنکی روح پر فتوح سے استعانت
چاہتے ہیں شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہے کہ ایک وقت شیخ بہاء الدین ذکریا
شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوئے اور ایک روز اثنای راہ میں ایک
مسجد میں نزول کیا اس مقام میں ایک جماعت قلندران جوالق پوش کہ لباس سید جلال مجرد کا ہے فروکش
ہوئے اور جب رات کیوقت شیخ عبادت سے فارغ ہوئے بعد مراقبہ شیخ کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اسکا
سپہر اعلیٰ کیطرف ساطع تھا شیخ نے تعجب کرکے آہستہ اسکے پاس تشریف لیگیا اور فرمایا اے مرد خدا
اس قوم کے درمیان کیا کرتا ہے اسنے جواب دیا اے ذکریا ہر قوم میں ایک خاص ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالے
اس قوم کو بسبب اسکے بخشتا ہے اور وہ سید عالی نسب اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک انکا

[illegible]

شیخ نے انھیں لباس قلندری سے برآوردہ کرکے عالم جذبہ سے عالم سلوک کیطرف پہونچایا اور مقبرہ انکا قصبہ تابین میں جو یزد اور اصفہان کے مابین ہے واقع ہے مجرد ساوجی تھے اور ایک مدت مصر میں مفتی رہے جو مشکل لوگونکو مسائل میں پیش آتی تھی سید جلال بغیر کتاب دیکھے جواب دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت انھیں کتاب خانہ رواں کہتی تھی اور کہتے ہیں آخر شر انھیں جذبہ اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش و بروت تر شوا کر دمیاط میں جو مصر سے سات یا آٹھ منزل ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے اُسوقت تک ویران تھا جاکر بیہوش ہوئے اور بعد چند روز کے کچھ ہوش میں آئے مگر مبہوط کے مانند بیٹھے اور روزہ اور نماز نکرتے تھے اور علماے مصر وہاں جاکر انھیں ملحد اور رافضی کہتے تھے اور رانگا گرم کرکے جب انکی حلق میں ڈالا کچھ صدمہ انھیں نہ پہونچا انکی ایذا رسانی سے دست کش ہوکر معتقد ہوئے لیکن قول صحیح یہ ہے کہ سید جمال مجرد صفت اور جمال سے بھی موصوف تھے چنانچہ مصری انھیں یوسف ثانی کہتے تھے اور جسطور سے زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھے اسیطرح سے ایک عورت امرائے مصر سے سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی اور آنحضرت اُس سے بہ تنگ آکر مصر سے دمیاط کیطرف بھاگ گئے اور وہ عورت فرط عشق سے بیتاب ہوکر انکے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر سید جمال مجرد کو پہونچی مضطرب ہوئے اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کرکے اپنے زوال حسن کے استدعا کی اور وہ دعا شرف اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش و بروت اور ابرو کے تمام گر گئے اور عورت نے جب انھیں اس ہیئت سے دیکھا رو گردان ہوکر مصر میں واپس گئی اور سید اس بلای ناگہانی سے نجات پاکر اُسی مقام میں ساکن ہوئے چنانچہ مقبرہ انکا وہیں ہے اور جماعت قلندرونکی وہاں رہتی ہے اور ہنگامہ برپا رکھتی ہے

اور نقل ہے کہ ایک رات شیخ بہاؤالدین ذکریا اپنے خلفا کے درمیان میں بیٹھے تھے انسے یہ خطاب کیا کہ تم میں ایسا کوئی شخص ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت میں تمام قرآن مجید پڑھے سب خاموش ہوئے شیخ نے دوگانہ میں قیام کیا اور رکعت میں ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت چار پارہ پڑھکر بعد ... کے سلام کہا اور بارہا فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر ہوا توفیق ایزدی سے مجھے میسر ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہے کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے اور میں ہرچند کوشش کرتا ہوں یہ دولت میسر نہیں ہوتی تین چار پارہ رہجاتے ہیں اور منقول ہے کہ شیخ بہاؤالدین ذکریا جب مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ہر در پر دوسرے پہنچنے سے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہئے تو گوہر مقصود دستیاب ہو ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک مسافر آپکی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اُسکے حال پر توجہ نفرمائی اور ما حضر اُسکے واسطے نہ طلب کیا مسافر نے کہا حدیث میں وارد ہے من زار حیا و لم یذق شیئا فکانما زار میتا شیخ نے کہا خلق کے دو قسم ہیں عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہیں ہے اور انکی زیارت اعتبار نہیں رکھتی اور خواص بقدر حال مجھسے فیض پاتے ہیں نقل ہے کہ شیخ کے مریدوں میں سے شیخ بدر سجستانی تھے اور لاہور میں رہتے تھے ایک روز کہ یوم عید تھا عیدگاہ میں نماز پڑھنے جاتے تھے انھوں نے آسمان کیطرف منہ کرکے عرض کی بارخدایا ہر غلام اپنے صاحب سے عید مانگتا ہے

اور میں تجھسے مانگتا ہوں خزانۂ غیب سے مجھے عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبز
آسمان سے نازل ہوا اور اُسمیں تحریر تھا کہ ہمنے آتش دوزخ تجھپر حرام کی اور اُسکی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا
عیدگاہ کی تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُنمیں سے یہ عرض کی ای شیخ
تمنے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہے مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرمائیے شیخ بدر سجستانی نے جب یہ کلام سُنا
فوراً وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآور دہ کر کے اُسے بخشا اور فرمایا کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو اور قیامت کے دن
میں چالوں اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الدین اولیا سے نقل ہے کہ شیخ بہاء الدین ذکریا نے اواخر میں بخلاف
اوایل کے روزہ دائمی اور بھوک ریاضت کی برطرف کی جیسا کہ اُنکی باورچیخانہ میں قسم قسم کا طعام لذیذ
پکتا تھا ہر شیخ مسافر اور مہمان کے ساتھ بمقتضائے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا طعام ہای لذیذ تناول
کرتے تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ یہ خدا کی نعمت برغبت تمام کھاتا ہے خوشحال ہوتے تھے الغرض ایک دن
دسترخوان اُنکی روبرو بچھا تھا جب اسمیں درمیانمیں درویشونکی ساتھ ہمکاسہ ہوئی ایک درویش کو
دیکھا کہ وہ روٹی شوربا میں ریزہ ریزہ کر کے کھاتا ہے شیخ نے فرمایا بہترین طعام یہ ہے مرد [illegible]
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام ثرید اور طعاموں پر مثل میری فضیلت کے
ہے اور انبیا پر اور نقل ہے کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع دہات ولایت لاہور میں رہتا تھا اور اُس قریہ کے
قریب ساحل دریا تھا غلہ بو کر اوقات بسر کرتا تھا ایک وقت وہاں کی تحصیلدار نے اُس موضع کے
زراعت کو جریب سے پیمایش کی اور شیخ سے یہ بات کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھایئے یا زر لگان امسال اور
سنوات گذشتہ کا بیباق کیجئے شیخ نے ہر چند عذر کیا کہ اسے معاف کر فائدہ نہ بخشا درویش ایک لحظہ سر
مراقبہ میں لیگئے کچھ دیر کی بعد اُٹھا کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہے شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہے کہ آپ اس پانی پر قدم
رکھکر اُس پار عبور کریں یا زر اتنے سال کا بیباق فرمائیں آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہمت چاہی
اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جسطور سے انسان زمین پر چلتا ہے دریا سے عبور کیا اور اُس پار پہونچکر
تجدید وضو کر کے دوگانہ شکر کا بجالائے اور پھر اپنی سواری کیواسطے کشتی طلب کی لوگوں نے عرض کیا جسطور سے
آپ تشریف لیگئے تھے اُسی نہج سے چلے آیئے فرمایا ڈرتا ہوں کہ نفس خوش ہو کر عجب ونخوت نہ پیدا کرے
پھر لوگ کشتی لیگئے شیخ نے سوار ہو کر مراجعت کی اور نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ
بہاء الدین ذکریا عین مشغولی میں باآواز بلند نعرہ زن ہوئے کہ اسیوقت شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے
رحلت فرمائی اور حقیقت میں ویسا ہی ہوا تھا اور منقول ہے کہ جب مولانا قطب الدین کاشانے
ماوراء النہر سے ملتان میں تشریف لائے شاہ ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک محلسرا یا مدرسہ انکی واسطے
تعمیر کیا اور مولانا کہ علامہ زمان تھے نماز فجر کی اُس مدرسہ میں ادا کر کے درس میں مشغول ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین
ذکریا کہ انکا ابتدائی حال تھا ہر روز صبح کی نماز کی وقت وہاں حاضر ہوتے تھے اور فجر کی نماز مولانا کی پیچھے پڑھتے تھے
ایک دن مولانا نے اُنسے پوچھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طے کر کے ساتھ میری اقتدا کرتے ہو شیخ نے کہا میں
اس حدیث پر عمل کرتا ہوں من صلی خلف عالم فکانما صلی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوئے دوسرے دن

سبب سے شیخ [illegible] رکعت نماز ادا کر چکے تھے
کہ شیخ دوسری رکعت میں شریک ہوئے جب مولانا تشہد میں بیٹھے شیخ سلام پڑھکر ایستادہ ہوئے مولانا نے
کہاکہ تم کیون امام کے سلام سے پیشتر برخاست ہوئے شاید امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہیے کہ وہ سجدہ سہو کرے
لیکن جو مقتدی سلام سے پیشتر اٹھے وہ سجدہ سہو کا نہیں کر سکتا ہے شیخ نے کہاکہ اگر کسی کو نور باطن کے سبب
معلوم ہووے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہیں ہوا ہے اسکا اٹھنا روا ہووے مولانا نے کہا جو نور کہ احکام شریعت کے
موافق نہیں ہے وہ ظلمت ہے شیخ نے جب یہ بات سنی پھر وہان نماز کو حاضر نہوئے اور منقول ہے کہ اُنہین دنون مین ایک
عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہاکہ آپ کیون درویشون کی نسبت اعتقاد نہین لاتے ہین فرمایا اس سبب سے
کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھاکہ اُسکا مثل نہین پایا کا شغر مین میری قلم تراش کا دُنبالہ ٹوٹ گیا
مین نے بازار مین لیجاکر لوہارونکو دکھلایا کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کردو کہ عیب جوڑ کا نہ رہے سب نے
جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہو سکتا حالت اصلی سے کچھ کم ہو جاویگا ایک لوہار انھین سے بولا کہ فلان
محلہ مین ایک کاریگر نہایت پرہیزگار اور متقی ہے شاید وہ اسے درست کر دے جب مین اُسکی دوکان پر پہونچا
ایک پیرمرد کو دیکھاکہ بیٹھا ہوا ہے پھر مین نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُسنے قلم تراش میرے ہاتھ سے لی
اور فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ بند کرین نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور کہ آنکھین نبی دیکھا کہ قلم تراش اپنے ہونٹھ کے قریب
لیگیا اور اُسپر دعا پڑھکر میرے حوالہ کی جب مین نے اُسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اچھی بہتر اور مستحکم تر
پایا اُسوقت مین نے فورا اعتقاد سے اُسکے قدم پر سر رکھا اور قدرے زر پیشکش کیا آنحضرت نے قبول
نہ کیا جب مین نے بہت خوشامد اور الحاح کی فرمایا تیری قلم تراش درست ہوئی اس سے زیادہ مجھے تکلیف
نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا اے مخدوم وہ پیر قلم تراش درست کرنیوالا شیخ
بہاء الدین ذکریا کے مریدونسے ہے شیخ کی تربیت اور فیض کی برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہے مولانا
قطب الدین متعجب ہوئے اور گفتگو کہ نماز کی بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوئے اور کچھ دنونکے بعد دہلی مین
آنحضرت کی خدمت مین جاکر اپنے اوقات بسر کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایکدن حضرت
شیخ اپنے حجرہ مین مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سربمہر اُسکے ہاتھ مین تھا وہ
نامہ شیخ صدرالدین عارف کو دیکر کہاکہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین پہونچاؤ شیخ صدرالدین
عارف سر نامہ دیکھکر متحیر ہوئے اور حجرہ مین جاکر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دیکر برآمد ہوئے اور اس شخص کو جو نامہ
لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھکر جوار رحمت حق مین واصل ہوئے اور حجرہ کے چارون گوشونسے یہ آواز
برآمد ہوئی کہ دوست دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدرالدین
عارف کے سمع مبارک مین پہونچا فورا حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ مطہرہ خاک سے مطہرہ پاک کیطرف
سفر کی ہوئی ہین اور یہ واقعہ ستر ہوین تاریخ صفر ۶۶۶ھ چھسو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ
نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ سعید الدین حموی اور شیخ سیف الدین حضری اور شیخ بہاء الدین
ذکریا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ہمعصر تھے اور شیخ سعید الدین حموی نے اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا

اور اسکے تین سال کے بعد [illegible]
بعد شیخ بہاء الدین ذکریا نے وفات پائی جب تین برس کا اور عرصہ گذرا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے
عالم فانی سے عالم باقی کی سمت انتقال فرمایا

ذکر شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ العزیز کا

ابیات آن گہر معدن حق الیقین ٭ تازہ ز آب کرمش باغ دین ٭ دادہ زیبائی بہ ملایک صلا ٭ خرقۂ وحدت بخلا و ملا ٭ لجۂ مواج دل پاک او ٭ عقل فرو ماندہ در ادراک او ٭ صدر نشین گشت بعرش برین ٭ گشتہ خطابش ز خدا صدر دین ٭ انھیں عارف اسواسطے کہتے ہیں کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرتے تھے سمند فکر کو زیادہ تر گرم عنان فرماتے تھے اور جسوقت تلاوت میں مشغول ہوتے تھے انھیں فوج فوج معانی کا سامنا ہوتا تھا اور وہ جناب عجب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب آپکے والد شیخ بہاء الدین ذکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کیطرف رجعت کی آنحضرت کے شیخ صدر الدین عارف کے سوا چھ فرزند اور دوسرے بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق متروکات تقسیم ہوئے اسباب و اجناس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدر الدین عارف کو میراث پہونچا انھوں نے وہ تمام نقد و جنس او اس روز فقرا پر تقسیم کر کے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا بعد اسکے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپکے والد بزرگوار اسقدر نقد و جنس خزانہ میں نگاہ رکھتے تھے اور باہستگی تمام اسے صرف کرتے تھے آپ کو انھیں کی روش پر عمل کرنا چاہئے جواب دیا کہ میرے والد ماجد جو دنیا پر غالب مطلق ہو گئے تھے اسباب دنیوی کے جمع کرنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور میں بھی اگرچہ اکثر اوقات غالب ہوں لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہوں لہذا اسکے جمع کرنے سے اندیشہ کرتا ہوں کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دیوے اسلئے اسے اپنے پاس سے دور کرتا ہوں اور شیخ صدر الدین عارف بہت مرید صاحب جمال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خندان اور شیخ احمد معشوق اور مولانا علاء الدین خجندی اور فرزند ارجمند حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح تھے اور نقل ہے کہ شیخ بہاء الدین ذکریا نے رحلت کیوقت شیخ صدر الدین عارف سے وصیت فرمائی کہ شہر اوچہ میں ایک درویش نہایت کامل اور فاضل ہیں انھوں نے ابتک کسی درویش کی پیوند نہیں کیا اور ہمارے خانوادہ سے انھیں ایک نصیب وافر ہے اور اگرچہ وہ میرے پاس نہ آئے بعد میرے تمھارے پاس آوینگے اور ابتک انھیں جذبہ نے مغلوب کیا ہے جسوقت وہ تمھارے پاس آویں پہلے دن ان سے ملاقات اور مصافحہ نکرنا تین دن انھیں خلوت میں بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول کرنا اور جب وہ جذبہ کے غلبہ سے ہوش میں آویں اپنے روبرو انھیں بلانا اور جو کچھ ہمسے تمھیں پہونچا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خرقہ کے سوا انھیں دینا ظاہرا اختلاف واقع ہے اور یہ بات میزان درویشی کے پلہ میں نہیں سماتی ہے اور فقیر نے کسی کتاب میں صریح نہیں دیکھا کہ وہ مجذوب کون تھے اور انجام اسکا کیا ہوا اور کتاب فوائد الفواد میں مرقوم ہے کہ شیخ صدر الدین عارف نے ابتدای حال میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کی کہ اگر ارشاد ہو میں علم نحو کا استحکام کیواسطے کتاب مفصل جو صاحب

کشاف کی تصنیف ہی پڑھوں شیخ نے فرمایا صبر کر کہ آج شب کو حال مصنف کا دریافت کروں اُسی
شب خواب میں دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتے زنجیر اور طوق میں سلسل اور مطوق کر کے دوزخ کیطرف
لئے جاتے ہیں اپنے نور عین کو اس واقعہ سے آگاہی دی شیخ صدر الدین عارف نے جب یہ بات سُنی اُس کتاب کے
پڑھنے کا ارادہ فسخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کشاف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے
عذاب میں مبتلا تھا اور مولانا امام الدین مبارک ملتانی استاد شیخ ابابکر دلو لوشر سے منقول ہے کہ
ایک روز شیخ صدر الدین عارف دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسنج واقع ہے وضو کرتے تھے اور اُنکا
بیٹا شیخ رکن الدین ابو الفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول
ہرن کا پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرن کا اُسکے درمیان تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو برہ کیطرف
راغب ہو کر اُسکے خیال میں مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدر الدین عارف نے
وضو سے فارغ ہو کر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق دیکر یاد کرائیں اور وہ
سعادت مند مصحف مجید کھولکر سبق پڑھنے میں مشغول ہوا اور عادت اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ
پڑھکر پاؤ پارہ حفظ کرتا تھا اور اُس روز دس مرتبہ پڑھا یاد نہوا شیخ صدر الدین نے صورت حال پوچھی بعضی
حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اُسطرف سے گذرا اور اُسکے درمیان میں ایک
ہرن کا بچہ تھا اب معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم زادہ کو اُسکی طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ
غول ہرن کا کسطرف گیا ہے شیخ رکن الدین نے انکو عرض کی بابا فلانے طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُسطرف
توجہ کی ناگاہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لئے ہوئی چلی آتی ہے جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے
دوڑ کر ہرن کے بچے کو گود میں لیا اور سر اور آنکھیں چومکر پستان مادر اُسکے دہن میں چھوڑی تو دودھ پینے اور
بعد اسکے اُس مخدوم زادہ نے دوپہر میں کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ لیا اور اُس ہرنی کو مع بچہ اپنی خانقاہ میں
چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہاں رہی اور نقل ہے کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اپنی بڑے بیٹے
محمد سلطان خان کو کہ بخان شہید مشہور تھا چتر اور دور باش دیکر ملتان کیطرف بھیجا اور وہ شیخ کی
ملاقات کر کے ممالک کے انتظام میں مشغول ہوا اور اُسکی منکوحہ جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن
شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ تھی محمد سلطان خان شہید کی
شرب شراب کی کثرت سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان نے بحسب اتفاق
اُس عفیفہ سے رنجش بہم پہونچا کر طلاق دیکر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اُسکی مفارقت سے کہ بس زیادہ
رکھتا تھا بیتاب ہو کر عالموں کو طلب کیا اُنسے مسئلہ پوچھا سبھوں نے عرض کی کہ جب تک اُس
عورت مطلقہ کو دوسرے کی رفاقت واقع نہووے رجوع درست نہیں ہے محمد سلطان خان شہید کہ
شاہزادہ تنگ مزاج تھا نہایت آشفتہ ہو کر مسند سے اُٹھا اور خلوت میں جاکر قاضی امیر الدین
خوارزمی سے کہ جو شاہزادہ کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنے
خدمت میں لاتا ہوں تو دوزخ کے عذاب اور باپ کے عتاب کا خوف ہے اور جو اُسے علحدہ رکھتا ہوں

تاب دوری اپنی میں نہیں پاتا دونوں طرح سے مشکل ہے قاضی امیر الدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کروں خان شہید نے امان دی قاضی نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجئے اس مقام میں شیخ صدر الدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہیں اس عورت کو خلوت سے پوشیدہ انکے نکاح میں لاویں پھر انحضرت سے طلاق لیکر جدا کرین تو مباح ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلوت سے پوشیدہ اس مستورہ کو شیخ صدر الدین عارف کے عقد ازدواج میں لاکر انکے سپرد کیا دوسرے دن اس عفیفہ کے طلاق دینیکی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی اگر آپ مجھے پھر اس ظالم فاسق کے سپرد فرماینگے میں قیامت کے دن آپکے دامنگیر ہونگی شیخ کو اسکی عجز وزاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سنکر ایسے بدحواس اور مضطرب ہوئے قریب تھا کہ [illegible] قالب سے پھڑک کر نکلجاوے غرض کہ ظہر کیوقت بہزار دقت اپنے تئیں محمد سلطان خان شہید کی ملازمت میں پہونچایا خان شہید انکے تحیر اور تغیر سے اصل مطلب سمجھ گیا اور طیش میں آکر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو بار ہستی سے سبکبار کرے پھر ہوش میں آکر یہ بات کہی کہ تیری خونریزی بیفائدہ ہے اگر میں کل شیخ صدر الدین کے خون سے اسکے بساط خانہ کو رنگین نکروں تو اس عورت سے جو اسکے گھر میں ہے کمتر ہوں پھر حکم دیا کہ تمام شہر میں منادی کر دو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار میں حاضر ہووے اور اسی دن شاہزادہ نے فور رنج سے کھانا نہ کھایا ملتان میں آثار قیامت کے ظاہر آئے اور شیخ اپنے ارادہ پر ثابت اور راسخ تھے کسی نے کا تغیر انکے حال میں نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے یہ خبر شاہزادہ نے سنی کہ بیس ہزار مغل جرار اور خونخوار ملتان کے نواح میں بعزم رزم داخل ہوئے محمد سلطان خان شہید کہ اپنے تئیں رستم دستان تصور کرتا تھا حکم دیا کہ تمام فوج صبح کو مسلح اور مکمل ہو کر آوے تو پہلے مغلوں کی جماعت کو درہم برہم کروں اسکے بعد شیخ کے خون سے بساط زمین رنگین کر کے اپنے دل کا کینہ نکالوں خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان خان شہید چاشت کیوقت مع فوج شہر سے برآمد ہوا اور لشکر غنیم سے دو پہر لڑا اور حملہائے مردانہ سے دشمن کی صفوف کو متفرق اور پریشان کیا اور ظہر کیوقت ادائے نماز کیواسطے ایک تالاب پر وارد ہو کر نماز میں قیام فرمایا اور اسوقت پانسو سوار اسکے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ غنیم کے تعاقب اور غنیمت میں مصروف تھی اسی درمیان میں ایک مغل سردار کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ میں ایستادہ تھا اور اسنے حملہ کی فرصت نہ پائی تھی مغلوں کی خبر شکست سنکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اسکا اس تالاب پر ہوا محمد سلطان خان شہید کو بجماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کیطرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار قتل کر کے نکل گیا **بیت** گنج قارون کہ فرو میرود از قہر ہنوز * خوانده باشی که هم از غیرت درویشانست * پھر تو وہ مستورہ بفراغت تمام شیخ کے مکان میں رہی اور انحضرت کی برکت صحبت سے واصلان حق سے ہوئی اور شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہیں اور وہ پیر شیخ شرف منیری کے ہیں منقول ہے کہ میں نے آنے دنوں میں خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب ملتان میں پہونچا شیخ صدر الدین کی ملاقات کو ایام بیض میں گیا اور میں روزہ رکھتا تھا شیخ نے کھانا طلب کیا لوگ بہت اسکے مائدہ پر جو بادشاہوں کی دسترخوان کی مانند تھا حاضر ہوئے

اور میں شیخ کے قریب اور درویشوں سے زیادہ تھا میں نے دیکھا کہ آنحضرت کے روبرو ایک طباق مرغ سے
بھرا ہوا اور ایک حلوائی صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ درویشو بسم اللہ
میں اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المغفور فھو المغفور اپنے تئیں اُس سعادت سے محروم نہ کر سکا
بسم اللہ کہکر اکل طعام میں مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام تناول فرماتے ہیں اور ہر ایک کو
اُن نعمتوں کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہیں میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تونے صوم البیض کے افطار میں مراعات
میزبان کی ضرور ہے کہ قلیل غذا پر کفایت کرے غرضکہ جب یہ امر میرے دلمیں گذرا شیخ نے میری طرف
متوجہ ہوکر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کر سکتا ہے اُسے
قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہیں بیت چونکہ لقمہ میشود در پرتو گہر ؎ تن مزن ہر چند بتوانی بخور ؎ اور جب
شیخ صدر الدین عارف مرض الموت میں مبتلا ہوئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ
اور دیگر چیزیں جو شیخ بہاء الدین ذکریا سے انھیں پہونچی تھیں اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح کو
دیکر خلیفہ اور جانشین کیا اور سنہ سات سو چوراسی ہجری میں قید جسمانی سے وارستہ ہوکر عالم جاودانی کیطرف سفر کیا

ذکر شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات جہان معرفت سلطان معنی ؎ وجود مقتدائے در شان تحسین ؎ دلش از ظلمت اسرار مستور ؎
ہمیشہ حالش از انوار معمور ؎ بباطن در حقیقت رفتہ بیباک ؎ بظاہر در شریعت چست و چالاک ؎

آنحضرت نہایت عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم معقول و منقول سے بھی بہرہ وافی رکھتے تھے اپنے جد
بزرگوار کی نظر یافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کہ عفت میں اپنے وقت کی رابعہ بصری
تھیں اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھیں اور اپنے خسر سے ارادت صادق رکھتی تھیں ایک دن آنکے
ملازمت میں حاضر ہوئیں اور اُسوقت میں شیخ رکن الدین ابو الفتح سات مہینے کے انکے شکم مبارک میں تھے
شیخ بہاء الدین ذکریا نے اُس روز بخلاف عادت انکی تعظیم کی اور فرمایا اے بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہے کہ تو
جسکی حاملہ ہے اور یہ نور عین ہمارے خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ بہاء الدین
ذکریا پلنگ پر رونق افزا تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدر الدین
چارپائی کے قریب فرش پر مادب بیٹھے تھے اور شیخ ابو الفتح کا سن اُنھوں دنوں چار برس کا تھا چارپائی کے گرد
پھرتے تھے ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھاکر زیب سر کی شیخ صدر الدین نے مضطرب ہوکر باواز
بلند فرمایا کہ اے رکن الدین بے ادبی نکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتار دے شیخ بہاء الدین ذکریا نے فرمایا
اے صدر الدین عارف تم اسے منع نکرو کہ بسبب استحقاق کے زیب سر کی ہے اور میں نے یہ دستار اسے بخشی
منقول ہے کہ حضرت نے وہ دستار اُسیطور سے صندوق میں امانت رکھی بروز جلوس سجادہ اُسکو
سر پر رکھتے تھے اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آنحضرت کے
سلطان ابو سعید ابو الخیر کی روش کے موافق تھی جس شخص کے دلمیں جو کچھ آتا اور انکی مجلس میں جسطور گذرتا وہ
آنحضرت پر منکشوف ہوتا تھا اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح کے مانند کہ دہلی میں

دونوں ہیں مرید رکھتے تھے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے منقول ہے کہ جسوقت شیخ رکن الدین
ابوالفتح دہلی میں تشریف لاتے تھے خلق کو آنحضرت کی عطایائے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور ہر شب
شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ علاء الدین خلجی کے عہد میں دو بار دہلی میں تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین
مبارک شاہ کے عصر میں تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی باوجود غرور حشمت آنحضرت کے استقبال
کیواسطے سوار ہوتا تھا اور باعزاز تمام شہر میں لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ روز
وداع بطریق شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس میں اسدن جسقدر زر شکرانہ آتا تھا خلائق پر
تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رکھتے تھے اور بارہا فرماتے تھے کہ میں ملتان سے بہ محبت شیخ نظام الدین اولیا
دہلی میں آتا ہوں اور نقل ہے کہ ایک وقت دونوں بزرگ مسجد کیلوکہری میں جمعہ کی نماز ادا کرکے آپس میں بغلگیر
ہوئے پھر شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخ نظام الدین اولیا کی خانقاہ کیطرف تشریف لیگئے اور درویشان صاحب
حال وہاں حاضر تھے مولانا علیم الدین تجری بھائی شیخ رکن الدین ابوالفتح کے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین
واقع ہوا بہتر ہے کہ اسوقت ان بزرگوں کے درمیان میں نکتہ علمی مذکور ہووے فی الفور دونوں بزرگوار دفعۃً زبان پر
لائے کہ اے مولانا علیم الدین جو کچھ تمہارے دل میں گذرا ہے اسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی کہ حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابوالفتح نے کہا میرا دل
گواہی دیتا ہے کہ بعضے کمالات حضرت کے امر ہجرت پر موقوف تھے اسواسطے وہاں تشریف لیگئے تو وہ کمالات
حاصل ہوویں بعد اسکے شیخ نظام الدین اولیا نے یہ جواب دیا کہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ بعضے ناقصان مدینہ
مکہ معظمہ کے سفر کی قدرت نہ رکھتے تھے تا خدمت بابرکت میں مشرف ہوکر کسب فیوض کریں حق سبحانہ تعالی
آنحضرت کو مدینہ منورہ کیطرف بھیجا تاکہ ان ناقصان نے آپکی خدمت سے درجہ کمال کو پہنچیں سبحان اللہ
ان دونوں بزرگوار نے در پردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے
عہد میں شیخ رکن الدین ابوالفتح تین مرتبہ دہلی میں تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کے
ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا تو تخت رواں پر سوار ہوتے تھے
اور مقام مناسب میں تخت کو ٹھہراتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرض تحریر کرکے تخت پر ڈالتے تھے اور
قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازے تھے دو دروازے سے وہ جناب تخت رواں پر
سوار ہوکر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ میں بادشاہ استقبال کیواسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے
اترتے تھے بادشاہ آنحضرت کا ہاتھ پکڑ کے دیوان خاص میں لیجاتا تھا اور حضرت کے روبرو باادب بیٹھتا تھا
اور قدم رنجہ فرمانیکا عذر کرتا تھا اسوقت خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلائق کے عرضیاں بادشاہ کے
ملاحظہ میں پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر ہر عریضہ کی ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بخط خاص جواب
لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلائق کا تصفیہ
ہو جاتا تھا شیخ اپنے مکان کو تشریف لیجاتے تھے اور امیر خسرو سے منقول ہے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
عرس کے دن رکن الدین ابوالفتح اور شیخ نظام الدین اولیا دونوں بزرگوار موجود تھے جب قوالوں نے

ماں شروع کیا شیخ نظام الدین اولیا حالت وجد و حال میں آنکر اُٹھا چاہتی تھی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اُنکا دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ کی شیخ دوبارہ وجد میں آکر ایستادہ ہوئی اس مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح مانع نہوئی اور خود مثل اور درویشوں کی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی اور جب سماع موقوف ہوا ہر شخص اپنی مکان کیطرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پوچھا کہ ممانعت اولا اور سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ میں نے اول مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا کو عالم ملکوت میں دیکھا تھا میرا بھی دسترس اس مقام تک تھا لہذا دامنگیر ہوا دوسری بار انھیں عالم جبروت میں دیکھا جو کہ میری رسائی وہاں تک نہ تھی اسواسطی دست بردار ہوا اور نقل ہی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی خبر فوت شنکر ملتان سی دہلی کیطرف متوجہ ہوئی اور وہاں پہونچکر لوازم زیارت بجالائی اور جو انھیں دنوں بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی میں پہونچا اسکی فرزند نے سلطان محمد تغلق شاہ کا استقبال کیا اور شیخ بھی اسکی پیشوائی کو روانہ ہوئی اور بادشاہ ضیافت کھانی کیواسطی اس قصر میں کہ اسکی فرزند نے افغان پور کی قریب تعمیر کیا تھا وارد ہوا جو شیخ رکن الدین ابوالفتح بھی اس قصر میں رونق افزا تھی اس جناب نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے میں مصروف تھا کہا کہ آپ جلد اس قصر سے برآمد ہوجئے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر برآمد ہونگا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سنا شیخ رکن الدین ابوالفتح ہاتھ اسکی زندگی سے دھوکر قصر سے نکل گئی اور جن لوگوں کی قضا نہ تھی وہ بھی یہ حال دیکھکر برخاست ہوئی لیکن بادشاہ مع ایک جماعت مخصوصان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز میں نہ پہونچی تھی کہ اس قصر کی چھت گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ معتقد ہوئی اور شیخ عثمان سیاح کا گلستان ارادت از سر نو تازہ ہوا اور مولانا اسمعیل ذاکر سے نقل ہی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے اپنی وفات سے تین مہینے پیشتر ایکبارگی خلق سے کنارہ کرکی گوشہ نشینی قبول کی تھی اور کبھی حجرہ سے سوائی نماز فرض کی برآمد نہوتی تھی الغرض بتاریخ سولہویں رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھی حجرہ میں طلب کیا اور اپنی تجہیز و تکفین کی بارہ میں وصیت کی چونکہ اس جناب کی کوئی فرزند نہ تھا مصلی اور خرقہ اپنی ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کیوقت امام کو اندر بلاکر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ میں رکھکر ودیعت حیات رب کائنات کی سپرد کی اور چونکہ مولف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو یہ حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہوئی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح کی انتقال کی بعد کون لوگ بطنا بعد بطن سجادہ خلافت پر بیٹھتی آئی لہذا اس سے ساکت ہوکر انکی مریدان مشہور کی ذکر میں مشغول ہوا

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کا

آنجناب سید صحیح النسب ہیں اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کی یوں پہونچتا ہی سید جلال بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی منقول ہی کہ سید جلال بخارا سی ملتان میں آنکر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ میں وارد ہوئی

اور اُن دنون مین گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہوای تموز بہت لو
صحن مین بیٹھی تھی فرمایا آہ ایسی فصل مین بخارا کی برف مطلوب ہی شیخ بہاء الدین ذکریا اپنی حجرہ مین تھی
اور صفائی باطن سے یہ امر دریافت کرکی اپنی خادم سی فرمایا کہ تم جاکر جماعت خانہ کی صف مین فرش
اُٹھا کر تمام صحن جھاڑو سی صاف کرو خادم نی حکم کی موافق عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خلاف عادت
تھا متعجب ہوئی اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا خانقاہ کی گرد و نواح مین ظاہر آیا اور
خانقاہ کی صحن مین اُولی تخم مرغ کی برابر گرنی لگی یہانتک کہ تمام صحن اولون سی بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک
اولا خانقاہ کی سوا دوسری مقام مین نہ گرا غرضکہ سید جلال بہت اولی تناول فرماکر اپنی آرزو کو پہونچے
اور ملتان کی خلایق ایک ایک اولا تبرکاً اور تیمناً اُٹھا لیگئی اور جب شیخ نماز ظہر کیواسطی حجرہ سی برآمد ہوئے
سید جلال بخاری کو دیکھکر مسکرائی اور فرمایا ای سید جلال بخاری اس حال مین اولی ملتان کی بہتر ہین یا برف
بخارا کی سید جلال بخاری نی عرض کی کہ ایک اولا ملتان کا شیخ بخارا کی سو برکالی سے بہتر ہی اور اُسی عرصہ مین
وہ جناب خرقہ خلافت پاکر بلدۂ اوچہ مین مامور ہوئی اور آنحضرت کا مقبرہ اُسی شہر مین واقع ہے

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ بہاء الدین ذکریا کی مرید و محبین سے ہین جنکا یہ مرتبہ ہی کہ شیخ نی اپنی زبان مبارک سی
ارشاد کیا کہ جب قیامت مین پیش کریگی ندا آویگی کہ ذکریا ہماری درگاہ مین کیا لایا ہی عرض کرونگا
حسن افغان کو لایا ہون اور کتاب فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سی مرقوم ہی کہ شیخ حسن
مرد اُمّی تھی اور کچھ نہ پڑھی تھی ایک حرف کی شناخت محال تھی لیکن لوح محفوظ آنکی آئینہ دل میں عکس افگن
تھی اس دلیل سے کہ لوگ مکرر تین سطر ایک کاغذ پر تحریر کرکے آنکی روبرو لیجاتی تھی ایک سطر احادیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات
کلام مجید سی اور شیخ سی عرض کرتی تھی کہ فرمائیے ان سطرون مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف
اور اقوال مشائخ کون ہی وہ جناب اول انگشت مبارک قرآن مجید کی سطر پر رکھتی تھی اور فرماتی تھی کہ یہ کلام
حق تعالی کا ہی کہ نور اسکا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہی کہ طلعت اسکی
سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کی سطر کیطرف متوجہ ہوکر فرماتی تھی کہ یہ اقوال بزرگونکی ہین کہ
نور اسکا فلک تک معائنہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا سی منقول ہی کہ ایک وقت دہلی مین
ایک مسجد بنا کرتی تھی اور قبلہ کی تعیین مین کہ داہنی طرف میل کرتا ہی یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا
اتفاقاً شیخ حسن افغان اُسی مقام مین وارد ہوئی اور قبلہ رو ایستادہ ہوکر کعبۃ اللہ کیطرف اشارہ کیا اور
فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جمیع علما جو حاضر تھی کعبۃ اللہ کی زیارت سی مشرف ہوئی اور شیخ کی
تعظیم کو جھکی اور ایک روز شیخ حسن افغان کا گذر ایک کوچہ مین ہوا اور ہنگام مغرب ایک مسجد مین
پہونچی دیکھا کہ ایک امام نماز جماعت کی ادا کرتا ہی آپ نی اُس امام کی پیچھے اقتدا کی جب امام سلام
پھیر کر نماز سی فارغ ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑکی ایک گوشہ مین لیگئی اور کہا ای صاحب ہم اس نماز کی

جماعت میں شریک ہوئی اور تمھاری اقتدا کی تم عین نماز میں دہلی سے بنگالہ گئی اور وہانسے بردی خریدا
کرکی ملتان میں لیگئی اور ملتان سے غزنین کی سمت آئی بردونکی گران قیمت بیچنی کیواسطے روانہ ہوئی اور ہم تمھارے
پیچھے لیسر و پا حیران و پریشان پھرتی رہی بتایئی ایسی نماز کو کیا کہیں اور اسکا کیا نام رکھیں۔ اور فی الواقع
ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نی فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کی مرید و نسبی ہیں۔ اور اوائل حال میں۔ قندھار میں سکونت رکھتی تھے اور مردم دائم الخمر تھی کہ خمر بیست نکر سکتی تھی غرضکہ ایک مرتبہ اپنی باپ محمد قندھاری سے رخصت لیکر برسم تجارت ملتان کیطرف روانہ ہوئی اور می نوشی اور معشوق پرستی انکا کام تھا اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دوکان میں بیٹھی تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کہ شیخ بہاء الدین ذکریا کی زیارت کیواسطے جاتی تھی نظر انکی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو بھیجا کہ انھیں جسطور سے ممکن ہو میری پاس لا یہ کہکر وہ جناب اپنی والد کی مقبرہ میں داخل ہوئی اور شیخ کی زیارت سی مستفیض ہوئی بعد اسکی خادم شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت میں لایا اور شیخ انھیں اپنی ہمراہ اپنی مکان پر لیگئی اور اپنی پہلو میں بٹھایا اور جو فصل گرما تھی شربت طلب کرکی قدری آپ نی نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت انھوں نی پیا اسکی پیتی ہی ابواب مغفرت کشادہ ہوئی اور وہ فوراً تائب ہوکر شرف ارادت سی مشرف ہوئی اور جو کچھ نقد و جنس اپنی پاس رکھتی تھی اُسی خانقاہ کی درویشوں پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے دست کش ہوکر تجرید اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا میں بیٹھکر یاد حق میں مشغول ہوئی اور ہر وقت شیخ سے ایک فیض حاصل کرتی تھی یہانتک کہ مدارج علیہ پر فائز ہوکر اہل ولایت سی ہوئی اور فوائد الفواد میں شیخ نظام الدین اولیا سی منقول ہی کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اواخر عمر میں یاد حق میں ایسی مشغول ہوئی کہ چشم ظاہری نہ کھولتی تھی ایک وقت عین سرما میں کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح کو غسل کیواسطی پانی میں داخل ہوئی اور ایک عرصہ تک اُسمیں۔ درنگ کرکی زبان مناجات میں کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہی اور بندونکی اطاعت سی بی نیاز ہی اپنی لطف عمیم سی بندگان بی بضاعت کو سرفراز کر اور قسم ہی تیری عزت کی جب تک مین اپنا قرب اور مرتبہ نہ جانونگا اس پانی سے نہ نکلونگا آخر ندا آئی کہ ہماری درگاہ میں تیرا مرتبہ وہ ہی کہ ہم تیری وسیلہ شفاعت سی خلائق کثیر کو آتش دوزخ سی رہا کرکی بہشت جاودانہ میں داخل کرینگی شیخ احمد نی عرض کی کہ بار الٰہا تیری نعمت بیحد اور رحمت لاتعدی ہی اسواسطی اسپر اکتفا نکرونگا اسکی بعد فرمان صادر ہوا کہ ہمنی تجھی اپنا معشوق بنایا تو اپنی تمام طالبونکو میرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت سنتی ہی پانی سے برآمد ہوئی اور اپنی مکان کا راستہ لیا الغرض راہ میں جس جگہ پہونچتی تھی خلقت کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہی منقول ہی کہ پھر تو جذبہ انکا اس نہایت کو پہونچا کہ نماز سے بھی باز رہی اور جب علما فضلا سمجھاتی تھی کہ اپنی تئیں ہستی اور بی شعوری سی باز رکھی اور نماز پنجگانہ ادا کیجیی فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہوں لیکن فاتحہ الکتاب نہیں پڑھ سکتا علما نی جواب دیا کہ نماز بی سورۂ فاتحہ درست نہیں ہی شیخ نی کہا فاتحہ پڑھونگا لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہونگا

ہوئی یہ بھی جائز نہیں ہی تمام سورۂ فاتحہ کی قرات واجب ہی شیخ نی عالمونکی تکلیف کی سبب نماز میں قیام کیا جب ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہونچی اُس جناب کی ہر بن موسی ایک قطرہ خون کا ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بزرگوارو میں زن حائضہ کی مانند ہوں مجھپر نماز درست نہیں ہی مجھسی دست بردار ہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہٗ کا

آنحضرت بھی شیخ صدر الدین عارف کی مر[illegible] عارف شیخ بہاء الدین ذکریا کی قبر کی زیارت کیواسطی تشریف لیگئی تھی اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھی مولانا حسام الدین کی دلمیں یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاء الدین ذکریا کی مزار کی پاس مجھے ایک قبر کی مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کی جوار کی برکت سی میں عذاب دوزخ سی نجات پاتا فی الفور شیخ صدر الدین عارف نی اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مولانا حسام الدین تمھاری مزار کیواسطی اس زمین سی کچھ دریغ نہیں ہی لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی تمھاری مزار کیواسطے زمین طیب وطاہر شہر بدایوں میں تعین فرمائی ہی تمھاری قبر وہاں ہوگی منقول ہی کہ مولانا نی بلدہ بدایوں میں ایک شب کو خواب میں حضرت رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلاں مقام میں وضو کرتی ہیں صبح کو وہاں جاکر دیکھا کہ زمین تر ہی فرمایا مجھی اس مقام میں دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اُسی مقام میں مدفون ہوئے

ذکر مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدر الدین عارف کی مریدوں میں سی ہیں نہایت متقی اور فاضل تھی چار برس کی مدت تک خدمت میں اُن محرم راز کی بسر لیگئی اور شیخ صدر الدین عارف انھیں ہمیشہ محبوب اللہ کہتی تھی اور وہ جناب رات دنمیں دو بار کلام اللہ ختم کرتی تھی اور شیخ جمال خجندی بھی شیخ بہاء الدین ذکریا کی مریدوں سے ہیں لیکن شیخ صدر الدین عارف کی تربیت یافتہ ہیں علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ وافی رکھتی تھے اور خوارق عادت اُس جناب سی بہت سرزد ہوئی تھے اور قبر اُنکی اوچہ میں ہے

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور سیاح کا

شیخ نصیر الدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہی کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو میں نی دیکھا کہ ایک روز کیلو کھری میں دریا کی کنارے شیخ رکن الدین عارف کی مرید ہوئی اور انھوں نی ایسی ترک وتجرید کی کہ ایک تہمت کی سوا جو ستر عورت کو ضروری ہی اور کچھ اپنی پاس نہ رکھتی تھی اور اسی حال سے شیخ کے ہمراہ ملتان میں جاکر کتاب عوارف کا سبق شیخ الشیوخ عمر سہروردی سی پڑھتی تھی اور قرآن مجید حفظ کرتی تھی اور مشہور ہی کہ جب وہ جناب شیخ سی بقدر رخصت لیکر عازم سفر ہوئی اور قدم سیاحی میں چھوڑا چھاگل اور عصا بھی نہ لیا ہی لنگی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی بھی مجرد کرتی تھے ذات باری کی سوا کوئی رفیق وشفیق نہ رکھتی تھی یہانتک کہ مکہ معظمہ میں پہونچکر حج ادا کیا اور وہاں سے مدینہ میں جاکر ایک سال مقیم ہوئی اور پھر موسم حج میں بیت اللہ میں جاکر طواف میں مشغول ہوئے

اور جو کہ ہوا گرم تھی حضرت خضر علیہ السلام نے حاضر ہو کر اپنی آستین کا سایہ اس جناب پر کیا اور خود طواف میں
مصروف ہوئی اور شیخ نے اگرچہ آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اسکے ملتانمیں آنکر شیخ رکن الدین سے
ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہوا تم جلد چلے آئے نہیں تو غلو کی فساد میں مبتلا ہوتے پھر لباس خاص اپنا
انھیں پہنایا اور دستار مبارک اتار کر انکی سر پر رکھی اور بعد چند روز کی حکم کیا کہ تم دہلی میں جاکر بودوباش اختیار
کرو اور اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت میں بسر لیجانا آنحضرت جہاں تمھاری واسطے منزل مقرر کریں
اسی مقام میں قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح جب دہلی میں وارد
ہوئی شیخ نظام الدین اولیا کو دیکھکر شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے اٹھکر علیکم السلام کہا پھیر
ان دونوں بزرگواروں کی درمیان محبت تمام بہم پہونچی شیخ وحید الدین عثمان بھی شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت میں
رہتی تھی اور سماع اور وجد میں نہایت میل رکھتی تھی اور قبل اس محضر سے کہ بادشاہ غیاث الدین ترک سماع کی
بارہ میں شیخ نظام الدین اولیا پر نافذ کرے حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی صوفی کی روبرو راگ گاویگا
اور صوفی دم ماریگا تو اسکی زبان گدی کیطرف سے کھینچی جاویگی اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی
کہ محفل راگ اور سماع کی گرد جاتا الغرض اندنوں میں ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی جماعت خانہ میں
بیٹھی تھی میر حسن قوال ولد میر حیات جو قوالوں کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کی وظیفہ خواروں کے
سلک میں منتظم تھا معہ دو تین قوال اسطرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو دیکھکر انکی خدمت میں
حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کہ اسکی حسن صوت پر فریفتہ تھی فرمایا ای میر حسن آہستہ آہستہ
کچھ گنگنا اسنے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ میں نہایت قدغن رکھتا یہانتک کہ کوئی شخص
قرآن بھی حسن صوت سے نہیں پڑھ سکتا ہی شیخ نے فرمایا یہاں کوئی نہیں ہی دروازہ بند کرکی آہستگی سنونگا
حسن قوال نے جب شیخ کو حد سی زیادہ مصر دیکھا لاچار ہوکر یہ بیت پردۂ عشاق میں شروع کی
بیت زاہد ز دین برآمد و صوفی ز اعتقاد ⁂ ترسا بچہ ای رشد و عاشق بہانہ جست ⁂ شیخ یہ سنتی ہی
ایسی وجد میں آئی کہ بیخودی میں حجرہ کا دروازہ کھولدیا یہ خبر سنکر دوسو قوال تخمیناً حاضر ہوئی اور اس محلہ کی
صوفیوں نے ازدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر میں منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال
اور تماشائیوں کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کی محلہ میں جمع ہوا اور شیخ ساتھ اس جمعیت کی کہ قریب
تین ہزار آدمی کے تھی تغلق آباد کی سمت روانہ ہوئی اور وہانسی دہلی ڈھائی کوس تھی وضیع و شریف متحیر ہوکر سمجھی
کہ شیخ اور قوالونکا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہی راوی کہتا ہی کہ جب شیخ ساتھ اس مجمع کے
تغلق آباد کی قریب پہونچی بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ملک شادی کو کہ جو اسکی جملہ مخصوصان سے
تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہی ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ
پھینک کر انکی قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتی ہوئی اور
ناچتی ہوئی آتی ہیں اسنے فوراً پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ میں اس شخص کے
ایسی تنبیہ اور تادیب کرونگا کہ اوروں کی عبرت کا باعث ہو اسکے بعد بادشاہ نے تذکرہ خسرو خان

قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اسمیں دیکھوں کہ اس شیخ نے آنحضرت سے کس قدر روپیہ لیا ہے بعدہ حکم کرونگا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسیوقت بشدت واپس تمام پھیر لیوین اراکین دولت جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے انھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے انکا زر فتوح ایک حبہ نہین لیا ہے مقلب القلوب نے بادشاہ کی دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی سے فرمایا کہ تو جلد جا کر شیخ کو میرا اسلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا کر کے توالو نکو انعام شاہی ملا مال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ اسکی طرف ملتفت نہوئے تغلق آباد سے ساتھ اعزاز و احترام اور عمومًا کی غیاث پور کیطرف روانہ ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

فرزند خاص لولاک ٭ بانی شریعت وطریقت ٭ استاد مشائخ حقیقت ٭ اندر پی مصطفیٰ در اسلام ٭ از فقر نہادہ برزمین گام ٭ سیاح جہان براہ دینی ٭ برداشتہ توشۂ یقینی ٭ ہمسایۂ شنبہ حج اکبر ٭ ہم زائر روضۂ پیمبر ٭ آمد ز خدا الفتح بالبشر ٭ مخدوم جہانیان خطابش ٭ اسواسطے کہ تقدیم و تاخیر مشائخ مین تقدیم زمانی منظور ہے مخدوم جہانیان کا احوال موخر لکھا گیا واضح ہو کہ آپ کے جد امجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاء الدین ذکریا سے خرقۂ خلافت پایا اور پیر سے رخصت لیکر اوچہ مین آئے اور حضرت سید جلال بخاری نے شریعت نبوی کے موافق جب نکاح کیا آفریدگار عالم نے انھین تین فرزند کرامت فرمائے (۱) سید احمد کبیر (۲) سید بہاء الدین (۳) سید محمد اور سید احمد کبیر جو اپنے والد کے سجادہ نشین تھے انکی صلب سے دو فرزند سعادت مند موجود ہوئے ایک مخدوم جہانیان سید جلال بخاری دوسرے صدر الدین راجو قتال ہیں اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن مین شیخ جمال الدین خجندی کی خدمت مین کہ شیخ بہاء الدین ذکریا کے مرید و نسبتی تھے لیجا کر آنحضرت کے دست سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین خجندی نے ایک طباق مین خرما لا کر اہل مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرما مع خستہ تناول کیا شیخ جمال خجندی نے خرما مع خستہ کھانیکا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپ کے دست حق پرست سے دستیاب ہووے اسکا تخم دور کرنا سوء ادبی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہے کہ اپنے خاندان کو قیامت تک روشن رکھیگا سید جلال الدین حسین بخاری عالم متبحر تھے اور علوم عقلی اور نقلی مین آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے کی نسبت جو بہ نکرین اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور اثنا جناب نے اپنے والد شیخ احمد سے خرقہ خلافت کا پایا اور شیخ رکن الدین ابوالفتح سے منقول ہے کہ برسوں انکی خدمت کر کے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور بیت المقدس اور روم اور عراقین اور خراسان اور بلخ اور بخارا کی سمت سفر فرمایا اور بہت سے حج کیے از انجملہ چھ حج اکبر انھین نصیب ہوئے اور مدینہ رسول اللہ صلعم

اس جناب کی ملازمت میں حاضر ہے اور نسخہ عوارف وغیرہ انھیں پیشکش کیا اور منقول ہے کہ عفیف الدین نے
خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور انھوں نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثناء سفر میں شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت میں فائز
ہو کر آنحضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم لناحی سے اور انھوں نے
شیخ نظام الدین ابو العطار بخاری سے اور منقول ہے کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثناء سیر و سلوک میں
تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جسوقت سید بیت اللہ میں
تھے انکی اور شیخ عبد اللہ شافعی کی درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف
کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہے اور دیوار ظاہر ہے قائم نہیں ہے سید نے شیخ عبد اللہ شافعی سے
متحیر ہو کر اسکا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان الکعبۃ راحت الی زیارۃ قطب الہند نصیر الدین محمود دیکھنے
کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین کی زیارت کو گیا ہے اور جو کہ آنحضرت کا رکھتے ہیں اور ستی سے
انہیں سکتے تعبہ وہاں گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اسوقت دہلی میں اگرچہ وہ درویش جو سابق میں
تھے نہیں رہے لیکن انکی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود میں موجود ہے اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہیں
اور وہ جناب بہ چراغ دہلی اسوجہ سے مشہور ہوئے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سنا
آپ کی ملاقات کی مشتاق ہوئے اور جب آنحضرت نے اپنے وطن اوچہ کیطرف عود کیا ۷۷۲ھ سات سو
بہتر ہجری میں بشہر دہلی شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی
نسبت لیگئے تھے وقوع میں آیا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے
ساتھ اس دولت کی رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کی کمالات اور حالات کتاب
قطبی میں کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہے بشرح و بسط مرقوم ہیں بخوف طول سے اندیشہ کر کے انھیں سے
بطریق اختصار لکھتا ہے واضح ہو کہ آنجناب کی مخدوم جہانیان کی خطاب ہونیکی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت
شب عید کو شیخ بہاء الدین ذکریا کی مزار پر قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھے بعد ختم فرقان
شیخ کی روح پرفتوح سے عیدی طلب کی اسوقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہے کہ خدای تعالی نے تجھے
مخدوم جہانیان خطاب فرمایا بعد اسکی شیخ صدر الدین عارف کی مقبرہ میں جا کر عیدی طلب کی
وہاں سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہے جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہے اسکی بعد اپنے پیر و مرشد شیخ
رکن الدین ابو الفتح کی روضہ اقدس پر آنکر عیدی طلب کیا چاہتے تھے آواز آئی عیدی وہی ہے کہ جو حضرت
جد و پدر نے تجویز فرمائی جب وہاں سے برآمد ہوئے جس مقام میں پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان
تشریف لاتے ہیں ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اتریں
زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین بخاری اپنے پیر کی آسائش کیواسطے زینہ پر لیٹے اور
سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ بنا کر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کی سینہ پر قدم رکھکر

اُترآوین شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کر کے انگشت شہادت دندان حیرت میں دابی اور فرمایا اے سیدہ
نبوت تو ساتھ اُس مشی طینہ کے ممدود ہے کہ کوئی وہاں نہیں پہونچتا ہے پس وہ جناب ولایت معرفت کے
اُس روز [illegible] بشر سے فوائد میں فائز ہوئی اور انکے پیر نے سید ممدوح کو اُٹھا کر انکے دست مبارک کو بوسہ دیا
اور [illegible] سے مسرور کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز چاشت میں مشغول تھے
اور آنحضرت [illegible] کے گرد پھرتا تھا حضرت سلام پھیر کر سید شمس الدین کیطرف کہ وہ وہاں
بیٹھے تھے متوجہ ہو کر فرمایا [illegible] زیست دشوار ہے اسلئے کہ عین نماز میں اسکی طرف میں نے میل کیا تھا
خلاصہ یہ کہ ظہر کیوقت وہ لڑکا [illegible] میں مبتلا ہو کر اُسی شب کو فوت ہوا اور قصبات [illegible] میں
ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے ایک روز وہ ایک کام کیواسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جنکا نام مولانا
نصیر الدین ابو المعالی تھا گئے اور اُس مقام پر قیلولہ کیا اور خواب میں دیکھا کہ ایک مقام [illegible] ہے
اور ایک شخص وعظ کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھے دونوں کام [illegible] میں
ملتے ہیں جب بیدار ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ اس اطراف میں کوئی شخص وعظ فرماتا ہے بولے ہاں سید جلال الدین حسین
بخاری اوچہ میں وعظ کہتے ہیں ملا وجیہ الدین نے کبھی آنحضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھکر
اوچہ میں گئے جب وہ صورت کہ خواب میں دیکھے تھے معائنہ کی باعتقاد وافر انکے قدم پر گر پڑے سید نے
فرمایا اے بابا دنیا کا کام عقبیٰ پر مقدم بیجا ہے رکھنا ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سنا
زیادہ تر معتقد ہو کر مرید ہوئے اور ایک روز شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے سید سے اُسوقت کہ وہ اپنے والد کی
مجلس میں بیٹھے تھے پوچھا کہ تمکو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہے فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر
کپڑا پہنایا تھا مجھے یاد ہے اور میں اُس عورت کو پہچانتا ہوں اور نقل ہے مولانا شہاب الدین برہان سے کہ سید
ماہ رمضان میں بر موافقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ میں معتکف تھے چند درویش کہ بہ صفت
لا یفقہون تسبیح میں موصوف تھے کبھی کبھی اُس جناب کے پاس بیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ
سید کی زیارت کو آیا اور اُسنے درویشوں کا ہجوم دیکھکر بلا اجازت شیخ سید کے بعضوں کو مسجد سے نکال دیا
سید نے فرمایا اے سومرہ تو دیوانہ ہوا ہے جو فقیروں سے الجھتا ہے یہ فرماتے ہی سومرہ دیوانہ ہو گیا اور حالت
جنون میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ میں مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر
اتفاق کر کے زنجیر اور ہتھکڑی سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اُسکی والدہ نے سید کے
خدمت میں حاضر ہو کر عجز و زاری تمام عرض کی اے مخدوم جہانیان آپکی شفقت تمام ساکنان عالم پر
برابر اور یکساں ہے لہذا اس جوان کا گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیئے سید نے فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ
اسے غسل دیکر لباس پہناؤ بعدہ شیخ جمال الدین خجندی کی قبر پر لیجاؤ آنحضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف
کرا کے میرے پاس لاؤ انہوں نے جب ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا اور مسجد میں جا کر سید کے
قدمبوسی سے شرفیاب ہوا اور درویشوں سے معذرت کر کے مرید ہوا اور تا بعد الیٰ سے مقبولوں کے
سلک میں منتظم ہوا اور ملا شمس الدین سے کہ جو حج آخر میں سید کے ہمراہ تھے منقول ہے کہ جب اوچہ سے

دریا کے کنارے پہونچے ہمراہ ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوئے بعد چند روز کے درویشونکو ماہی تازہ کی
آرزو ہوئی سید نور باطن سے دریافت کر کے مسکرائے اور کہا خدای تعالی تمام چیز پر قادر ہے تمھاری آرزو پوری کریگا
اسیوقت ایک مچھلی جو بمقدار دو من کے تھی دریا سے جست کر کے درویشونکے پاس گر گئی فوراً بریان کر کے اسی اپنے
صرف میں لائے اور کہتے ہیں کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہونچا سید جلال الدین حسین بخاری ام الخلائق
اماں حوا کی زیارت کیواسطے جدہ کیطرف گئے اور شرف زیارت سے مشرف ... اتفاقاً اسی روز چند شخص
ایک جنازہ اماں حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنیکو لائے تھے سید نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کسکا جنازہ ہے بولے کہ یہ
تابوت شیخ بدر الدین یمنی کا ہے جو تیس برس سے حرمین الشریفین میں مجاور تھے کل مکہ معظمہ سے جدہ میں آنکر
قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوئے کہ ناگاہ پیمانہ حیات آپ کا لبریز ہوا اور روضہ رضوان کیطرف سفر کر گئے
یہ سنتے ہی سید مراقبہ میں گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اٹھا کر فرمایا کہ ان بزرگوار کو دفن نکرو شاید کہ سکتہ
ہوا ہو پھر تابوت کو اس مسجد میں جو دریا کے کنارے واقع تھی لیجا کر دروازہ بند کیا اور تابوت کو کھولا اور
شیخ بدر الدین کو برآوردہ کر کے مسجد کے بوریہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت میں
مشغول ہوئے بعد اسکے حی الذی لا یموت کے فرمانے سے شیخ بدر الدین یمنی حرکت میں آئے اور اٹھ بیٹھے اور سید
جلال الدین حسین بخاری سے دست بوس ہوئے اور انسے احوال پوچھا سید نے اپنا جامہ خاص انکو پہنا کر فرمایا
کہ دروازہ مسجد کا کھولکر نماز عصر کی اذان دیں بعد اذان شیخ بدر الدین یمنی نے امامت اور درویشوں نے اقتدا کی
دوسرے دن سید شیخ بدر الدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ ہوئے اور سعادت طواف سے مشرف
ہو کر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور از سر نو سرور کائنات مفخر موجودات کی زیارت سے
سرفراز ہوئے اور السلام علیک یا جدا عرض کر کے وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اسکے بعد جب سفر
مکہ سے معاودت کر کے اوچہ میں پہونچے ستر برس کے سن میں بمرض الموت مبتلا ہوئے روز بروز ضعیف
ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ عید قربان کے روز بعد ادای دوگانہ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف
انتقال کیا اور اسی شہر میں مدفون ہوئے کتب معتبرہ میں مسطور ہے کہ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین
بخاری نے کسیکو اپنے مریدوں میں نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیا نے نہیں کیا تا جسوقت کوئی شخص
بارادت صادق آپکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ میں اس سے نہیں ہوں کہ
کسیکو مرید کروں لیکن عقد اخوت کرتا ہوں اور حدیث نبوی کے موافق برادری میں لیتا ہوں کسواسطے کہ
حدیث میں وارد ہے ان اللہ حی کریم یستحی ان یعذب الرجل بین یدی اخوانہ اور یہ بھی کہتے تھے کہ القوم سا...
جامہ ہای مشائخ کی تبرک کرو جو اصحاب رکھتا ہو اور میں بھی ساتھ اسکے عمل کرتا ہوں کسواسطے کہ ایک وقت
حضرت رسالت پناہی صلعم مع اصحاب اپنی دولت سرا میں تشریف لائے اور مکان آدمیوں سے مملو ہوا
اسی درمیان میں جریر بن عبد اللہ البجلی آئے اور جگہ نہ پاکر باہر بیٹھے حضرت نے واقف ہو کر اپنا جامہ خاص اٹھایا
اور بیٹھکر انکے روبرو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین پر بچھا کر بیٹھو جریر نے وہ جامہ لیکر سر اور آنکھوں پر ملا
اور تیمناً اور تبرکاً اپنے پاس مدت العمر نگاہ رکھا

ذکر سید صدر الدین راجو کی علیہ الرحمۃ کا

یہ سید مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری کی چھوٹی بھائی ہین علوم ظاہری اور باطنی مین شہرت تمام رکھتی تھی اور جلالت کی صفت مین موصوف تھی جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوتا تھا وہ بعینہ وقوع مین آتا تھا جیسا کہ ایک روز انکی صاحبزادہ نی ایک متعلق بیگناہ کی ریش ترشوائی اور اس مسکین نی سید کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال ظاہر کی سید نی اپنی زبان مبارک سی ارشاد کیا کہ تو غم نہ کھا وہ بھی اپنی ہاتھ سی اپنی ڈاڑھی منڈا کر سزا کو پہونچیگا اُسوقت مخدوم زادہ نی ایک حجام کو بلا کر کہا کہ جلد میری ڈاڑھی تراش حجام ڈرا اور آئینہ اور استرہ انکی روبرو رکھکر آپ ہاتھ دھونی کی بہانہ غائب ہوا اور مخدوم زادہ نی ناچار ہوکر آئینہ اپنی مقابل رکھا اور استرہ لیکر اپنی والد کی قول کی موافق کہ سر مو اسمین تفاوت نہو ڈاڑھی کی صفائی کی اور یہ بھی مشہور ہی کہ آنحضرت جس شخص پر نظر تیز ڈالتی تھی فوراً بیہوش ہوکر جان دیتا تھا جیسا کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک کافر قوم جٹان سے مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری کی خدمت مین آکر مسلمان ہوا اور سید نی اُسکا نام عبد اللہ رکھکر تربیت فرمائی چنانچہ تھوڑی دن مین اُسکی شہرت عظیم جٹان مین واقع ہوئی خلاصہ یہ کہ ایک روز عبد اللہ حسب الاستدعا سید صدر الدین راجو کی قتال کی روبرو حاضر تھا اور کسی امر کی سبب سید نی نگاہ قہر اُسپر ڈالی اور وہ گر پڑا اور بآواز بلند کہتا تھا کہ ہای مین جلا ہای مین جلا ہرچند اُسپر مشکیں پانی سے لبریز گرائی کچھ فائدہ نہ بخشتا تھا یہانتک کہ اُسی سوز مین مرگیا اور یہ بھی منقول ہی کہ جب مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری مرض الموت مین مبتلا ہوئی ایک کافر نوا ہون نام کہ بادشاہ فیروز باربک کیطرف سی اوچہ کا حاکم تھا سید کی عیادت کو آیا اور کہا حق سبحانہ تعالی نی آپ کی ذات بابرکات کو مثل حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ختم انبیا تھی ختم اولیا کیا ہی صحت عاجلہ اور شفای کاملہ کرامت فرماوی سید جلال الدین حسین نی یہ کلام سنکر اپنی بھائی صدر الدین راجو قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نی حضرت رسالت پناہ کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کی موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اسکی گواہ ہو اسی مسلمان کرو نوا ہون تکلیف اسلام کی خوف سی بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باربک کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال اظہار کی اور بادشاہ باوجود اسکی کہ مجھکو دوست رکھتا تھا فرمایا کہ جو سید نی اپنی زبان مبارک سے ایسا فرمایا تو یہ بیشک مسلمان ہوا جب آنحضرت نی سید جوار رحمت حق مین داخل ہوئی اور سید صدر الدین راجو قتال بعد ادای لوازم زیارت مع گواہان نوا ہان معاملہ کی فیصل کیواسطی دہلی کیطرف متوجہ ہوئی جب اطراف شہر مین پہونچی بادشاہ نی استقبال کی عزیمت کی عالمون سی پوچھا کہ تم نوا ہون کی بارہ مین کیا کہتی ہو شیخ محمد نی جو قاضی عبد المقتدر تھانیسری کی فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے عرض کی کہ جب ظل سبحانی سید کی استقبال کیواسطی تشریف لیجاوین مجلس اول مین سید سی یہ سوال کرین کہ حضرت سید کافر کی قصہ کیواسطی تشریف لائی ہین جب کہین ہان کافر کی معاملہ کیواسطی آیا ہون تب تحقیق اُسکی کفر کا ہوگا اور ہم اُنسی ہم کلام ہوکر بحث کرینگی الغرض بادشاہ نی انکی فہمائش اور قرارداد کی موافق

مجلس اول میں پوچھا کہ آنحضرت اس کا فرسے یہ سوال کئے میں سید نے کہا اس مسلم نے تعمہ سے اسکے ایما ہوتے
اس درمیان میں شیخ محمد نے آپ کے روبرو آکر کہا اے سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اسنے کہا شعار
اسلام لازم نہیں آتا ہے سید نے فرمایا اے مخدوم زادہ تمہارے کلام سے خوشبوے دیانت کی نہیں آتی ہے اپنے
نفس کی فکر کرو یہ کہکر انھیں نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً انکے شکم میں درد شدید پیدا ہوا
عبدالمقتدر تھانیسری کہ اس مجلس میں حاضر تھے سید کی تعظیم بجالا کر عرض پرداز ہوئے
پیر عاجز پر رحم کرکے اسے مجھے بخشیے [illegible] فرزند کہ جو شکم مادر میں ہے اہل التقوی سے ہوگا
اور شیخ محمد نے اس درد سے فرصت نہ پائی فوت ہوئے اور قاضی عبدالمقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند
عطا فرمایا شیخ نے انکا نام ابوالفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوئے اور اب تک انکا مقبرہ جونپور میں
موجود ہے اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نواہوں کو سید راجو قتال کے
سپرد کیا اور کہا بموجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اسکی نسبت عمل میں لاویں سید نے نواہوں سے
فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہے شعار اسلام ظاہر کر اور جب اسنے یہ فرمان قبول نہ کیا اسے قتل کرکے اوچہ کیطرف
مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر والا گہر کے قائم مقام ہوکر ارشاد و عباد میں مشغول رہے اور اسکے بعد
بمقتضاے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون شربت موت چکھکر بجوار رحمت ایزدی
واصل ہوئے اور مقبرہ انکا اس مقام میں موجود ہے

ذکر کبیر الدین اسمعیل علیہ الرحمہ کا

آنجناب مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری کے مرید و مخلص سے ہیں آنحضرت کی بعد وفات
اس جناب نے نسخہ عوارف سید صدر الدین راجو قتال سے پڑھکر کمالات حاصل کیے اور جن دنوں میں
کہ نسخہ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب یحیی نام جو کشف کرامات میں مشہور تھے کبھی کبھی اس مجلس میں
حاضر ہوتے تھے اور کہتے ہیں شیخ کبیر الدین اسمعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیاں
سید جلال الدین حسین بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور انگشت شہادت کی اشارہ سے دروازہ کھولکر
مقبرہ میں داخل ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھکر کلام اللہ ختم کرکے برآمد ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے
گنبد کا دروازہ مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو یحیی مجذوب مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین
بخاری کی قبر پر حاضر تھے انھوں نے شیخ کبیر الدین اسمعیل کو دیکھکر پہچانا اور انکا ماجرا سید صدر الدین راجو
قتال کی سمع مبارک میں پہونچایا اور شیخ کبیر الدین اسمعیل نے نور باطن سے دریافت کیا اور اس روز مزید
خجالت سے اپنے استاد سید صدر الدین راجو قتال کے پاس سبق پڑھنے نہ گئے سید خود انکے مکان پر
تشریف لائے اور انھیں اپنے ہمراہ دولت سرا میں لائے اور انکی تعظیم میں کوشش فرمائی اور نقل ہے
کہ کبیر الدین اسمعیل کے دو فرزند تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا
اور صورت و سیرت میں دونوں بے نظیر تھے اور باوجود خرد سالی شب و روز باپ کی خدمت میں
تحصیل علوم مشغول رہتے تھے اور بطریق درویشان دانا سالہا آہستگی اور سخن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے

جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا دونوں بیٹوں کو اپنے روبرو بلاکر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمہیں پیش آوے میری قبر پر آنکر اظہار کرنا اللہ تعالی کی توفیق سے اسکا جواب سنوگے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہمیشہ ... رکھتے اور یہ مملکت مشتمل قواعد اور رسوم عجیب و غریب ہے اسکے بلاد اور شہر کسی اور ممالک سے مشابہت نہیں رکھتے اور ہند اور اہل ہند کو بعضے رسوم ہیں اور عربان بدوی سے فی الجملہ کچھ مناسبت ہے اور کشمیر اس مملکت کے شمال میں واقع ہوا ہے اور دریای عظیم کوہستان کشمیر اور اسکی حدود سے برآمد ہوکر ہر ایک ہند کی بلاد اور قریات میں جاری ہوتی ہیں چھہ دریا غرب کی جانب سے رواں ہوکر نواح ملتان میں ایکجا ہوکر آب سند سے پیوستہ ہوئے اور ٹھٹھہ کے قریب دریای عمان یعنے سمندر میں گرتے ہیں نام انکے یہ ہیں ستلج اور بیاہ اور راوی اور بہت اور چناب اور سند اور دریای بہت کو ایام قدیم میں جہیلم کہتے تھے جیسا کہ اس زمانہ میں دریای سند کو نیلاب بھی بولتے ہیں اور ان چھہ دریای ماورا اور بھی بہت سے دریا ہیں کہ انکا چشمہ کوہستان ہے مثل جون اور گنگ بزرگ اور رہبت اور کوی اور گنڈک اور سرو وغیرہ کہ مشرق کیطرف سے برآمد ہوتی ہیں اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا میں پیوستہ ہوکر دریای محیط میں گرتی ہیں اور علاوہ ان دریاؤں کے اور بھی دریا کہ چشمہ انکا سوای کوہستان کے ہے ہندوستان میں بہت ہیں مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوی چنانچہ یہ بھی گنگا میں متصل ہوکر سمندر میں گرتی ہیں اور دکن میں بھی نہریں بہت ہیں مثل گنگ اور نربدہ اور تپتی اور پونہ اور گنگ کوچک اور کشنہ اور بہیورہ اور تمندرہ لیکن نربدہ اور تاپتی سے مغرب کیطرف رواں ہیں اور باقی مشرق کیطرف اور بسبب ہمواری زمین کے اکثر دریاؤں سے نہریں برآوردہ کرسکتے ہیں کہ باغات اور زراعت بخوبی تمام سینچیں اور باوجود اسکے بعضی مقاموں میں یہ بھی ممکن ہے کہ نہریں کھود کر پانی زراعت اور باغوں میں پہونچاویں چونکہ اکثر ہند کے خشک ہوا سیر اور نسیم سے کچھ حظ اور ذوق نہیں رکھتے بلکہ بحسب اتفاق اگر کبھی سفر میں خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب ہوتا ہے سراپردے دریا کی طرف ڈالتے ہیں کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان سے بہت مشابہت رکھتی ہے اور شہروں اور قصبوں میں اسکی مطلق صفائی نہیں لیکن شہر حیدرآباد گلکنڈہ کہ محمد علی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہے وہ البتہ لطافت اور صفائی میں اور شہروں سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہے کسواسطے کہ اسکی ہر کوچہ و بازار میں ہمیشہ پانی کی نہریں جاری رہتی ہیں اور دوکانیں مع صحن دو طرفہ پختہ اور سنگین بنہایت صفائی سے تعمیر ہیں اور درخت سایہ دار موجود ہیں اور ہند میں بہت جنگل سخت اور بیشہ پر درخت ہیں کہ راجاؤں اور رعیت کی سرکشی کے باعث ہوتے ہیں اور ولایت ہند آدمیوں کی کثرت اور ہوا کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت نہیں رکھتی اور ویرانی اور آبادی اسکی نہایت آسان ہے کسواسطے کہ وہانکے رہنے

چھپر کی مکان اور مٹی کی ظروف پر گذران ہی اور اس سی قطع تعلق کرکے ایک ساعت مین مع مواشی دوسری
مقام مین جا سکتی ہین اور فی الفور مثل اونکی مکان اور ظروف بہم پہونچا کر اپنی کار و بار مین مشغول ہو سکتی
اور اس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کی تعلق ہی آب باران کی سبب
بہم پہونچتی ہی اور مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس اور جدی اور دلو
اور کنوین کا پانی ایک قطرہ میسر ہووی شبنم اور سرما کی سبب
اور ہند کی ہوا بقربت دریای محیط اور کثرت بارش کی سبب
مخصوص ہین اور ہر ایک فصل کی چار ماہ مقرر ہین انھین گرمی اور بر
گردش قمر پر ہی مقابلہ سی مقابلہ تک لیکن تینون فصلون کی بنا چاند اور سورج کی گردش پر رکھی ہی کیفیت
اسکی یہ ہی کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال روز دوشنبہ ہوا اور پندرھوین یا بیسوین کو تحویل سرطان ہووے
اس ماہ کا نام ساون اور دوسری ماہ قمری کا اسم بھادون رکھا ہی سال شمسی سی دس روز اور کسری فرق ہوتا ہے
تیسری برس لوند کا ایک مہینا اعتبار کرتی ہین اور اس مہینی کو ایکبار برسات پر اضافہ کرکی اس فصل کے
پانچ ماہ قمری کرتی ہین اور ایکبار جاڑی پر داخل کرکی اسکی بھی پانچ ماہ کرتی ہین اور ایکبار گرمی پر داخل کرکے
اسکی بھی پانچ ماہ کرتی ہین پس ہر ایک فصول ثلاثہ بزبان ہندی اسطور پر ہی اساڑھ و ساون و بھادون
و کنوار یہ چار ماہ برسات کی ہین سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کی موافق لیکن چھبیس روز اور
کسری برج میزان سے اعتبار کرتی ہین اور یہ کسر ماہ ہای شمسی اور قمری کی تفاوت کی سبب سی ہی اور دوسری
کاتک اور اگھن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑی کی ہین ایام اواخر میزان سی ایام اواخر دلو تک کچھ میزان کی
جاڑی مین داخل ہوتا ہی اور کچھ دلو سی خارج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ اور جیٹھ یہ چار مہینی گرمی کی ہین
انتہای گرمی سے بیسوین جوزا تک اور بارش کا زور شور اول دو ماہ خوب رہتا ہی کہ جسی ساون اور بھادون
کہتی ہین اور جاڑی کی شدت اور قوت دو ماہ اواخر مین رہتی ہی کہ جسکا نام پوس اور ماگھ ہی اور قوت
شدت گرمی کی دو مہینی آخر مین ہی جیٹھ اور اساڑھ بسبب اس ملاحظہ کی سال شمسی ساتھ چھ قسم کی منقسم
ہوتا ہی اور ہر ایک کو ساتھ ایک اسم کی موسوم کیا ہی یعنی ساون و بھادون کو برکھا رت کہتی ہین اور کنوار
اور کاتک کو سرد رت کہتی ہین اور اگھن اور پوس کو ہیونت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسر رت اور
چیت اور بیساکھ کو بسنت رت اور جیٹھ اور اساڑھ کو گریکھم رت کہتی ہین دوسری اعتبار مخصوص
ہند سی یہ ہی کہ ہر ایک رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتی ہین مگر اور دو ولایت کی باشندے
شبانہ روز کو ساتھ بارہ ساعت کی منقسم کرکی انھین ساعات اور معوجہ کہتی ہین انھون نی آٹھ قسم
کرکی ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہی خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی مین پاس کہتی ہین اور رات اور دن کی بارہ ساعت کو
ساتھ تیس گھڑی کی قسمت کیا ہی چنانچہ ایک پہر باعتبار درازی اور کوتاہی شب و روز کی ساڑھی
سات گھڑی کا ہوتا ہی آیندہ کتب تواریخ کی ناظرین پر تمکین کی ضمائر انجم نظائر پر پوشیدہ نہ رہی کہ
خلاصہ ممالک ہند کو شاہان اسلام ادام اللہ آثارہم اپنی تحت و تصرف مین لاکر ہمت والا نہمت

کفر وظلام کو آثار کی استعداد اسپر تحسین رکھتی ہیں اور ہمگی سمت ہندکی اطراف [illegible]
ہوکر بذریعہ باج وخراج کی اپنی حفظ دولت ومملکت جانتی ہین. ازانجملہ پانچ [illegible] طرف واقع ہوئی
ہین. اور پانچ جنوب کی سمت اور ہرایک ان راجاؤنمین سی کتنی راجا خرد کو اپنا محکوم رکھتی ہین. اور ایک [illegible]
[illegible] ت بہت اُسکی زیرنگین ہی اور اسطرف کی راجا اُسکی حکم کی محکوم ہین. ایک
[illegible] کا ہی دوسرا راجہ جمو کا تیسرا راجہ نگرکوٹ کا چوتھا راجہ کمایون کا پانچوان
[illegible] عہد شنکل سی بطناً بعد بطن. مالک اپنی سرزمین کا ہی لیکن اس مدت میں چار بار
[illegible] قسم ہوا اور یہ گروہ جو اب مسند حکومت پر تمکن رکھتا ہی قوم براہمہ کو ہی سی ہی
اور ہر ومان ہند کی نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتی خلاصہ یہ کہ ایک طرف ولایت انکی ساتھ ملک تبت کی
اتصال رکھتی ہی اور دوسری سمت چین تک پہونچی ہی اور تیسری طرف [illegible] وی اور جمو کا راجا
عہد سابق مین اعتبار تمام رکھتا تھا اسواسطی کہ ستر قلعہ اسکی تصرف مین تھی اور یہ طائفہ ملیاس سی ہی
اور ملیاس قوم نوایر کی ساتھ برادری رکھتی ہین. اور اول جو شخص اہل پہاریان کوہستان سی آیا راجہ رک ہی اور
کیدراج بھانجہ مہراج راجہ قنوج کی لہگشتاسپ کا ہمعصر تھا قلعہ جمو بنا کر کی اُسکو اُن پہاڑ [illegible]
اور قلعہ اُسکی سپرد کیا اور اُسنی اپنی قوم کی چار سو مرد سی کہ اکثر مردانہ تھی اُن پہاڑونکو بضرب شمشیر لیا
اور اپنی اولاد کیواسطی ایک ریاست بہم پہونچائی اور وہ راجا لہ اب مسند رائی پر متمکن ہی [illegible]
لیکن قوت اپنی باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہی اور راجگان نگرکوٹ اُسی قوم سی ہین. اور ایکہزار تین سو برس سی
اُس ملک کی باگ ریاست اپنی کف اقتدار مین رکھتی ہین. اور اس جماعت سی جو قوم کہ آگی تھی اُنھون نی بھی ہزار
سال کی قریب راج کیا اُسکی بعد اس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل ونسب انکا معلوم نہین ہی اور راجہ
نگرکوٹ کا دو وجہ سی ہنود کی نزدیک معتبر ہی اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہی دوسرے
بتخانہ درگا کا کہ ہنود ساتھ اُسکی اعتقاد بہت رکھتی ہین. اُسکی تصرف مین ہی اور ہر سال زر خطیر اُس
بتخانہ سی حاصل ہوتا ہی اسلئی کہ ہنود اطراف وجوانب سی فوج فوج اُسکی پرستش کو آتی ہین. اور زر و اسپ
اُسپر نثار کرتی ہین. اور راجہ کمایون کی قبضہ مین ملک بہت ہی اور طلا کہ بسبب دہونی کی حاصل ہوتا ہی
اُس مقام سی ہاتھ آتا ہی اور تانبی کی کان بھی اُس جگہ ہی اور قسم قسم کی حیوانات اُسکی ولایت مین خوب ہوتی ہین.
اور قلعہ سنگین رکھتا ہی اور تبت سی سنبل کی حدود تک کہ داخل سنبھل ہی اُسکی ولایت سرسبز اور وہ ہی
اور اسی ہزار پیادہ اور سوار اُسکی ملازم ہین. اور وہ شاہان دہلی کی روبرو اعتبار بہت رکھتا ہی اور دوسرا اُسکی
خزانہ وافر اُسکی تصرف مین ہی اور رسم اُسکی خاندان کی یہ ہی کہ جو شخص اپنی باپ دادا کی خزانونکی طرف
دست تصرف دراز کری وہ رشد اور نالائق. اور کمطبع ہووی اس سبب سی حالت تحریر تک بعد در ایام
سابق چھپن خزانی ہر ایک کی مہر سی جمع ہوئی ہین. اور دریای گنگ اور جمن دونون اُس ولایت سی برآمد ہوئی
ہین. اور راجا بہار کا بھی صاحب اعتبار ہی اور زمین بہت اپنی تصرف مین رکھتا ہی [illegible]
کہ راجہ ہای خرد ہین. اور ہر ایک کی ملک مقبوضہ کی حوالی اور حواشی مین واقع ہوئی ہین. اپنی محکوم [illegible]

اور پیچھے پانچ راجہ کے جنکا [illegible] گروہ واقع ہوئی ہیں اور ابتدا
اُنکی سواد بجور سے ولایت بنگالہ تک گذری ہے اور انتہا اُسکی ہندوستان کی جنوب کی سمت اکثر ملیبار تک اور سرحد گجرات اور
مکران سے کوہستان جہار کھنڈ تک منتہی ہوتی ہے اور راجہ کچھ اور راجہ [illegible] اور راجہ کہنگار اور راجہ جام راجہائی
معتبر سے ہیں الغرض راجہ کچھ کہ ولایت اُسکی ملک سندھ کی قریب ہے گجرات
ملک میں کم [illegible] سوگز ہی چنانچہ اونٹ کی معیت سے پانی
اور راجہ امرکوٹ راجہ [illegible] جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُس مقام میں
اور کم آب ہے اور راجہ [illegible]
راجہ عظیم الشان ہے اور ولایت [illegible] اور کم آب ہے اور
حاصل اُس ملک کا کم ہے [illegible] زراعت خوب
نہیں ہوتی اور راجہ [illegible] ولایت اُسکی ساتھ گجرات کی متصل [illegible] اگرچہ قوی ہے مگر پیشکش دیتا ہے اور کبھی نہیں
اور پانی اُس ملک میں [illegible] شرب اور لباس میں بھی عسرت [illegible] کا شیر اور شتر اور گائے
اور [illegible] ملک کا اکثر گھوڑے سے ہے اور ولایت میں پانچوں راجہ ہندوستان کو
سوائے [illegible] ہے اور حاصل راجہائی مذکور کا اکثر [illegible] اور گھوڑے سے ہے اور بڑا راجہ ہندوستان کا
دکن کی جانب راجہ کرناٹک ہے اور [illegible] راجاؤں سے کہ جسکا نام بیجانگر [illegible] قبل اسکے نو سو سال کی مسند راجائی پر متمکن تھا اور بیجانگر
اُسی کا آباد کیا ہوا ہے اور اسی اپنی نام کے ساتھ مشہور کیا [illegible] تو اسکو مبارک جانکر اُسکی آبادی میں کوشش بہت ظہور میں
پہونچائی [illegible] آبادی اُسکی [illegible] فساد ہندوستان میں ظاہر لایا اور بدعت اور سرکشی راجہ
قنوج کے ساتھ راجہائی کرناٹک کا دادا ہے چنانچہ سابق میں ذکر اسکا مذکور ہوا اور مہاراج کہ ہمعصر اُسکا تھا اُسنے خروج کرکے
[illegible] بطنا بعد بطن [illegible] قائم رہی یہاں تک کہ رام راج نامی سنہ ۹ [illegible] نو سو ستر ہجری میں
حکام دکن سے [illegible] اور بعد اُسکی [illegible] قوت بہم نہ پہونچائی اُس ملک میں طوائف الملوکی ظاہر آئی
[illegible] احوال [illegible] راجاؤں کا جو مولف اوراق ہذا نے طبقہ دکن میں مذکور کیا ہے اسواسطے یہاں قلم انداز کیا ناظرین
[illegible] احوال ہر طائفہ اور طبقہ کا ملوک دکن سے روشن اور ہویدا ہوگا فقط

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ صحیفہ یادگار زمانہ و نسخہ نادر یگانہ یعنی تاریخ فرشتہ اُردو جلد دوم جسمیں حالات شاہان دکن
و بعض مشائخ ہند کی بشرح و بسط سی مذکور ہیں جسکا ترجمہ از جانب کارخانہ ہذا الصرف زرخطیر بنظر افادہ عام
زبان اردو عام فہم میں ہوا ہی بار اول بماہ نومبر سنہ ۹۳ع مطبع منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مقام لکھنؤ میں طبع ہوا

اعلان